ہماری ویب ڈیجیٹل بک

راجہ طاہر محمود

RAJA TAHIR MAHMOOD

ہماری ویب پر شائع شدہ تحریروں کا مجموعہ

HAMARI WEB .com

E-BOOK SERVICES

Collection of Published Articles
By "Raja Tahir Mahmood"
at Hamariweb.com

پاکستان میں الیکشن کی تیاریاں

پاکستان میں الیکشن کی تیاریاں شروع ہو چکی ہیں عوام میں سیاست اور آنے والے الیکشن موضوع بحث بن چکے ہیں اور سیاسی ورکر اپنی اپنی پارٹی کی نمائندگی کرتے نظر آتے ہیں اب کی بار پاکستان کی تمام جماعتیں ان آنے والے الیکشن میں حصہ لینے کے لیے بے تاب نظر آ رہی ہیں جن میں پاکستان پیپلز پارٹی ،پاکستان مسلم لیگ (ن) جماعت اسلامی ،جمیعت علماء اسلام (ف)، (س)،پاکستان تحریک انصاف ،پاکستان مسلم لیگ (ق) ، متحدہ قومی موومنٹ اور دیگر چھوٹی جماعتیں شامل ہیں پچھلے الیکشن میں وہ جماعتیں جن کی تیاری تو پوری طرح تھی مگر انھوں نے کسی نہ کسی سیاسی مصلحت کی وجہ سے عین موقع پر الیکشن میں حصہ لینے سے انکار کر دیا تھا اور الیکشن کا مکمل بائیکاٹ کیا تھا جس کی وجہ سے ان کے ورکروں میں ایک بے چینی سی پھیل گئی تھی اس وجہ سے ان کو سیاسی طور پر بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا تھا اور پچھلے پانچ سالوں میں ہونے والے بیشتر ملکی فیصلے ان کی مرضی کے خلاف ہوئے تھے اس کی بڑی وجہ ان کا قومی اسمبلی میں نمائندگی کا ہونا ہے اب کی بار الیکشن کی آس لگائے بیٹھی ہیں کیونکہ وہ بہت جلد عوام میں جانا چاہتی ہیں اور اس کے لیے جماعت کا قومی یا صوبائی اسمبلی میں ہونا بہت ہی ضروری ہے اس سلسلے میں سیاست دانوں میں جوڑ توڑ عروج پر پہنچ چکی ہے عوام

کو بیدار کرنے کے لیے کارنر میٹنگز کا آغاز ہو چکا ہے جس کیے اشتہارات اور اور ایس ایم ایس بھی لوگوں کو کیے جا رہے ہیں اور بعض جماعتوں نے تو اپنے قائدین کی آواز میں لوگوں کو کالیں بھی ٹیپ کر کے سنانے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے غرض یہ کہ ایک تماشے اور میلے کا سا سماں ہے کوئی سڑکوں کو بنانے کی باتیں کر رہا ہے تو کوئی روزگار کی فراہمی کا یقین دلا رہا ہے کوئی بجلی دینے کی کوئی پانی کی فراہمی غرض یہ کہ ہر وہ کام جس کی وجہ سے لوگوں کی توجہ حاصل ہو سکے اور ان کا قیمتی ووٹ ان کے ووٹنگ باکس میں آ سکے اس کے وعدے کیے جا رہے ہیں لیکن اب کی بار بہت سے لوگوں کے لیے الیکشن کے نتائج کافی حیران کن ہوں گے کیونکہ کہ میڈیا کی آزادی نے عوام میں شعور کی ایسی روح پھونک دی ہے کہ کسی سے کچھ بھی توقع کی جا سکتی ہے ٹی وی پر چلنے والے کرنٹ افیئرز کے پروگراموں نے ایک عام آدمی کو اتنی باتیں سکھا دی ہیں کہ وہ پورا کا پورا الٹنکر پر سن نظر آتا ہے صرف سیاست نہیں کسی بھی موضوع کو دیکھ لیں میڈیا کی وجہ سے ہر بندہ اس پے بات کر سکتا ہے بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ میڈیا کی آزادی سے الیکشن کے نتائج کو قبل از وقت بیان کرنا کسی کے بس کی بات نہیں کیونکہ میڈیا کہ صرف ایک پروگرام سے کسی بھی حلقے کے عوام کا ذہن تبدیل کرنے میں وقت نہیں لگتا جس کا مشاہدہ راولپنڈی کے شیخ رشید صاحب والے ضمنی الیکشن میں تمام لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے سیاسی لوگوں کے بارے میں عام تاثر یہ ہے کہ یہ مفاد پرست لوگ ہوتے ہیں جن کا مفاد عوام کے

ووٹوں کی حد تک ہے وہ نکل گیا تو عوام ان کے لیے کوئی معانی نہیں رکھتے جو کسی حد تک سچ بھی ہے پچھلے بیس سالوں کو دیکھ لیں کسی بھی سیاسی جماعت کے منشور میں عوام کی بھلائی کے منصوبے نہیں ہیں جن کے منشور میں ہیں وہ اس قابل نہیں ہیں کہ اقتدار میں آ سکیں اور پاکستان کے عوام کے دکھوں کا مداوا موجودہ حکومت تو نہ کر سکی البتہ آئین میں اکھاڑ پچھاڑ کر کے اسے اپنے کارناموں کی فہرست میں پیش کر رہی ہے ان کے کریڈٹ میں کوئی بھی ایک کام ایسا نہیں ہے کہ جو عوام کی بھلائی کے لیے ہو موجودہ حکومت والے این ایف سی کی بات کرتے ہیں کہ صوبے اس سے مستفید ہوئے ہیں لیکن آج بھی لوگوں کا معیار زندگی وہی ہے جو آج سے چار سال پہلے تھا اس میں بہتری کے آثار نہ ہونے کے برابر ہیں تنخواہوں میں اضافے کی بات کرتے ہیں لیکن اسی تناسب سے مہنگائی بھی تو بڑھی ہے اس پہ بات نہیں کرتے لوگوں کو حقوق دینے کی بات کی جاتی ہے لیکن ہر روز لوگ اپنے حق کے لیے دربدر ہوتے ہیں اور اپنا دکھڑا بیان کرتے نظر آتے ہیں کوئی پرسان حال نہیں لوڈشیڈنگ جو کہ ان کے بقول ورثے میں ملی ہوئی چیز ہے اس کا دورانیہ جو کبھی دو گھنٹے ہوتا تھا اب دس سے بارہ گھنٹے تک پہنچ چکا ہے سی این جی ایک نئے بحران کا شکار نظر آتی ہے لوگ اپنی چھٹی کے دن گیس کی لائینوں میں لگ کر گزار رہے ہیں ملک میں بے روزگاری کی شرح انتہائی سطح کو چھو رہی ہے

بلوچستان کا مسئلہ اپنی جگہ قائم ہے جو کہ کسی آتش فشاں کی مانند پھٹنے کے قریب ہے اور وہاں کچھ غیر ملکی طاقتیں ایک نئی

بساط بچھا رہی ہیں لوگوں کا صوبائی حکومت کی بجائے وفاقی حکومت پر غصہ بجا ہے لیکن وفاقی حکومت کا یہ اصرار کہ اب جبکہ اٹھارویں ترمیم کے بعد صوبے اپنے حصے کی بجلی خود بنا سکتے ہیں تو کیوں نہیں بنا رہے اس کا جواب کہیں سے بھی نہیں آ رہا ہے جبکہ پنجاب حکومت کا کہنا ہے کہ وہ یہ منصوبے لگا لیں گے مگر ان کی رائیلٹی اور دیگر واجبات ان کی ادائیگی کا ذمہ دار کون ہو گا اس طرح (چکی) کے دو پاٹوں کے درمیان کون پسا جا رہا ہے وہ ہیں بیچارے عوام جو گزشتہ کئی دہائیوں سے اسی مشق میں اتنے پکے ہو چکے ہیں کہ (مشکلیں اتنی پڑی کہ آسان ہو گئیں) اب ان کی یہ روٹین لائف بن چکی ہے پاکستان کی دوسری سیاسی جماعتیں بھی کچھ اسی قسم کے حالات رکھتی ہیں اب کی بار دیکھنا یہ ہے کہ میدان کون مارتا ہے لیکن راقم کا خیال یہی ہے کہ اب کی بار بھی مخلوط حکومت بنے گی اور ایک بار پھر پاکستان کے عوام کے ساتھ ہاتھ ہو جائے گا اور چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پسنے والے کوئی اور نہیں پاکستان کے عوام ہی ہوں گے۔

کرپشن کو جڑ سے اکھاڑنے کی ضرورت

پاکستان میں ایک بڑا مسئلہ کرپشن ہے کرپشن بہت زیادہ خطرناک بھی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے بہت سے بڑے ممالک نا صرف مشکلات کا شکار ہوئے بلکہ اس ہستی سے مٹ گئے اور کرپشن کی وجہ سے ملکی معیشت ، عوام ،کاروبار، بیرونی سرمایہ کاری اور ملکی اداروں کا بیڑہ بھی غرق ہو جاتا ہے مہنگائی بے روزگاری امن وامان اور پتہ نہیں کیا کیا (بیماریاں) مسائل پیدا ہو جاتے ہیں اسلام میں کرپشن کے بارے میں سخت تنبیہ کی گئی ہے اسلام میں جہاں رشوت دینے اور لینے والے کو جہنمی قرار دیا گیا ہے وہیں پر امراء اور حکمرانوں کو تحفے اور تحائف لینے سے روکا گیا ہے کیونکہ یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حکمران تحفہ یا نذرانہ لینے کے بعد اس شخص یا ادارے کے بارے میں نرم رویہ اختیار کر لیتے ہیں پاکستان کے موجودہ حالات کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جنہوں نے یہاں نذرانے یا تحفے کا کلچر متعارف کروایا اور اب یہ کلچر اتنا عام ہو گیا ہے کہ ایک معمولی سے ملازم سے لیکر اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز افراد بھی ان کو اپنا حق سمجھتے ہیں حج سکینڈل پھر ڈرگز، بجلی کے منصوبے این آئی سی ایل سکینڈل جس میں بڑے بڑے نام جن میں سابق وزیراعظم صاحب کا بیٹا پنجاب کی حکومت کے چند نامور نام بھی سر فہرست تھے وہ بھی سامنے آئے تو عام پاکستانی میں یہ تاثر عام ہوا کہ جہاں بڑے بڑے عہدے رکھنے

والے اس کام میں اتنے آگے ہیں تو ایک عام آدمی کا کیا حال ہو گا اسی طرح کے اور بھی بہت سے سکینڈل ہیں جن میں اعلیٰ حکومتی شخصیات ان کے رشتہ داروں کے ساتھ بیوروکریٹ بھی نظر آ رہے ہیں سرکاری اداروں کا یہ حال ہے کہ عام آدمی کا وہاں جانا تو محال ہے کیونکہ کہ وہاں کام بعد میں اور نذرانہ پہلے طلب کیا جاتا ہے اور اس طرح کے کمنٹس حال ہی میں اعلی عدلیہ کے جج صاحبان کی طرف سے بھی آئے ہیں کہ جن اداروں میں ایک پرچی پر بھرتیاں ہو جاتی ہوں وہاں کی سروسسز کا معیار کیا ہو گا اور ایسے اداروں میں بیٹھے ہوئے کرپشن خوردہ لوگوں کے پاس کرپشن کے کتنے طریقے ہوتے ہیں کہ نہ چاہتے ہوئے بھی ان کو کچھ نہ کچھ دیکر جان چھڑانا پڑتی ہے۔اس سلسلے میں جب ان سے پیسوں میں کمی کا کہا جائے تو ان کا جواب بھی عجیب ہی ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ سارا مال وہ خود نہیں لے کر جاتے بلکہ اس میں سے وہ اوپر تک بھی حصہ جاتا ہے۔کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ان کو اس حال میں پہنچانے والے ہم خود ہیں کیونکہ اگر ہم ان کو پیسے نہ دیں تو ان کی کیا مجال کہ وہ ہمارا کام نہ کریں لیکن بدقسمتی سے اس ملک میں ایسا نظام بنا دیا گیا ہے کہ مال پانی نہ دینے کی وجہ سے یہ لوگ آپ کا جائز کام بھی نہیں ہونے دیتے اور آخر کار ان کی بات مان کر کچھ نہ کچھ ان کی نظر کرنا پڑتا ہے

موجودہ دور میں چھوٹے پیمانے یا نچلی سطح پر کرپشن کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے لازمی نہیں کے مال لینے کو ہی کرپشن کہتے ہیں بلکہ کسی کی نا جائز سفارش بھی اسی کی ایک جدید

شکل ہے کئی محکموں میں سفارشی لوگ کم تعلیم کے ساتھ بڑے عہدوں پر فائز ہیں لیکن مجال کے کوئی محکمہ ان کے خلاف کاروائی کرسکے چند دن پہلے ٹرانسپینسی انٹرنیشنل نے کرپشن کے حوالے سے جو تصویر پیش کی وہ بڑی دل دہلا دینے والی ہے جب کسی ملک کا یہ حال ہو کہ محض ایک سال میں اس کی کرپشن میں بے پناہ اضافہ ہو رہا ہو اور اس میں کرپشن کی روک تھام کے حوالے سے کوئی ٹھوس اقدامات بھی نہ کیے جا رہے ہوں تو کون ہمارے ملک میں سرمایہ کاری کرے گا کون ہمارے اوپر اعتبار کرے گا بلکہ اس سے تو وہ لوگ جو یہاں انوسمنٹ کر چکے ہیں ان کے اعتماد کو ٹھیس پہنچے گی اور وہ بھی کسی محفوظ ملک میں سرمایہ کاری کرنے کو ترجیح دیں گے اس مسئلے کا واحد حل ہے کہ ہمیں اس حوالے سے قانون سازی کی ضرورت ہے اور اس حوالے سے سخت سے سخت قوانین بنانے کی ضروت ہے تاکہ اس ناسور کو ملک سے ختم کیا جاسکے جیسا کہ چائنہ جیسے ملک میں رائج ہے جہاں کرپشن کی سزا موت ہے ہمارے ہاں کچھ ادارے ایسے ہیں کہ جو کرپشن فری ہیں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی اہلکار اس معاملے میں ملوث پایا جائے تو اس کو اپنی نوکری سے ہاتھ دھونا پڑتے ہیں اسی طرح اگر پولیس، محکمہ واپڈا ریلوئے اور دوسرے اداروں میں بھی یہی نظام رائج ہو تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ، یہ ادارے دنوں میں خالی ہو جائیں کیونکہ ان میں کرپشن کا گراف باقی محکموں سے بہت اوپر ہے لیکن ان محکموں میں اگر کوئی گرفت میں آ بھی جائے تو جتنا پیسہ کرپشن سے کمایا ہوتا ہے اس میں سے ایک

تہائی خرچ کرکے دوبارہ سے وہی سیٹ حاصل کر لی جاتی ہے دوسری خوفناک بات یہ ہے کہ جس بھی منصوبے کو عوامی فلاحی منصوبے کا نام دیا جاتا ہے جب بھی اس کی گہرائی میں جایا جائے تو پتا چلتا ہے کہ اس کی اصل لاگت کیا تھی اور اس کے مکمل ہونے کی لاگت کتنی ہے حکمران طبقہ اس مال بناؤ پالیسی میں سب سے آگے نظر آتا ہے پاکستان کے بہت سے وفاقی وزراء پر کرپشن کے الزامات لگائے گئے جو بعد ازاں سچ بھی ثابت ہوئے پاکستان ریلوے، پی آئی اے، سٹیل مل اور مختلف سرکاری کارپوریشنز حکومتی آکسیجن (بیل آوٹ) پر زندہ ہیں ہاں ان کے بنائے جانے والے سربراہ اس قابل ہو گئے ہیں کہ ان جیسا اپنا ایک آزاد محکمہ بنا سکتے ہیں یہ سب ان محکموں کے پیٹ سے نکلا ہوا مال ہے اس سلسلے میں بہت سے لوگوں کی نشاندہی بھی کی گئی ہے بہت سے سکینڈل سامنے آئے ہیں جو کہ پاکستان کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔

مزے کی بات ہے اس دور حکومت میں جو بھی اعلیٰ حکومتی شخصیت کسی کرپشن کے الزام میں گرفتار ہوتی ہے وہ اپنے آپ کو بھٹو مرحوم کا سپاہی کہتی ہے لیکن تاریخ گواہ ہے کہ بھٹو مرحوم نے ہمیشہ اصولوں کی سیاست کی وہ جیل بھی گئے تو ان اصولوں کی خاطر جس میں عوام کی بھلائی تھی لیکن ان پر کبھی بھی کرپشن کے الزامات نہ لگے ان کا دامن صاف تھا۔

اساتذہ کی باتیں اور وقت کی اہمیت

آج کلاس میں داخل ہوتے ہی استاد نے وہی ٹاپک شروع کر دیا کے وقت کی قدر کرو وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا اور اگر آج یہ وقت ضائع کر دو گے تو کل کو بہت پچھتاؤ گے وغیرہ وغیرہ بہت ہی کم طلباء تھے شاید پوری کلاس میں سے ایک یا دو جنہوں نے ان کی بات کا کوئی اثر لیا ہو وگرنہ تو پوری کلاس کا آپس میں یہی کہنا تھا کہ یار یہ کیا روز روز وہی بات شروع کر دی جاتی ہے تقریبا تمام کے تمام لڑکے ایک کان سے سنتے اور دوسرے سے نکال دیتے تھے پھر وقت نے بلکل اسی طرح ہمارا انتظار نہیں کیا اور کمان سے نکلے تیر کی طرح ہمارے ہاتھ سے نکل گیا ہمیں ہوش اس وقت آیا جب ہم اپنے اس قیمتی وقت کو جو ہماری صلاحیتوں کو بھروئے کار لانے کا اچھا وقت تھا اپنی نادانی کی وجہ سے کھو چکے اب ہمارے پاس سوائے پچھتاوئے کے کچھ بھی نہیں بچا تھا اور ہماری تعلیم مکمل نہ ہو سکی روز سکول سے بھاگ بھاگ کر اپنی تعلیم کا بیڑا غرق کر لیا اور ہماری تعلیم میٹرک سے آگے نہ جا سکی اور آج انڈر میٹرک ہونے کی وجہ سے کہیں پر بھی کوئی کام نہیں مل رہا یہ بات کہتے ،کہتے وہ تقریبا گڑگڑانے کے سے انداز سے بولا صاحب جی خدا کے لیے مجھے یہ چپڑاسی کی نوکری ہی دے دیں میں اور میرے بچے ساری عمر آپ کو دعائیں دیں گے صاحب جی اگر آپ نے مجھے نوکری نہ دی تو ہمارے گھروں میں فاقے شروع ہو جائیں گے یہ

کہانی تھی ایک ایسے شخص کی جو نوکری کی تلاش میں میں مارا مارا پھرتا پھراتا بٹ صاحب کے آفس پہنچ گیا تھا اور جب بٹ صاحب نے اس سے اس کی تعلیم کے بارے میں پوچھا تو اس کی جو کہانی تھی وہ آپ لوگوں کو بھی سنا دی ہے میں اس وقت کسی کام کے سلسلے میں بٹ صاحب کے آفس میں بیٹھا ہوتا تھا اس کہانی سے ایک بات تو واضح ہو رہی تھی کہ جب ہمارے پاس وقت ہوتا ہے کچھ کرنے کا تو ہم اس کی قدر نہیں کرتے اور اپنے لیے اس قیمتی وقت کو جس میں ہم اپنی صلاحیتوں کو منوا سکتے ہیں اور مستقبل کے لیے کچھ کر سکتے ہیں ضائع کر دیتے ہیں اور جب سب کچھ لٹ چکا ہوتا ہے تو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو کوستے ہیں لیکن ؟اس میں قصور ہمارے گھر والوں کا نہیں ہوتا بلکہ ہمارا اپنا ہوتا ہے بنیادی سا نقطہ یہاں سمجھنے کا یہ ہے کہ کیا ہمارے گھر والوں نے ہمیں تعلیم حاصل کرنے کے لیے سکول نہیں بھیجا تھا ؟کیا ہمارے اساتذہ نے ہمیں وقت کی قدر کے بارے میں نہیں بتایا تھا ؟ تقریبا تما لوگوں کا ایک ہی جواب ہو گا کہ : ہاں: بتایا تو تھا مگر ہم نے ان کی بات سنی ان سنی کر دی تھی استاد کا رتبہ بہت ہی بلند ہوتا ہے اور استاد بھی تو اس تمام مرحلے سے گزرا ہوتا ہے اس لیے وہ آنے والے برے دنوں کے بارے میں اپنے تجربے کی بنیاد پر ہمیں آگاہ بھی کرتا ہے لیکن وہ جو عمر ہوتی ہے وہ نادانی کی عمر ہوتی ہے سو ہم ان کی باتوں کو روزانہ کے معمول کی باتیں قرار دے کر ان کو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتے ہیں لیکن ان کا اصل نچوڑ ہمارے سامنے اس وقت

آتا ہے جب ہماری عمر چالیس پینتالیس سال کو چھو رہی ہوتی ہے لیکن اس وقت ہم بے بس ہو چکے ہوتے ہیں ہمیں رہ رہ کر اپنے والدین اور اساتذہ کی باتیں یاد آتی ہیں پھر ہم سوچتے ہیں کہ کاش ہم نے ان سے تھوڑا سا سیکھ لیا ہوتا اس وقت بہت شدت سے اپنے اساتذہ کی باتیں یاد آتی ہیں کہ جن کا قول ہوتا ہے کہ علم کے بغیر انسان ادھورا ہے انسان کی شخصیت اسی وقت مکمل ہوتی ہے جب اس میں علم کی شمع کا اجالا ہو جاتا ہے آج کہ ہمارے جتنے بھی نوجوان جو تعلیم حاصل کرنے کی عمر میں اپنا قیمتی وقت ضائع کر چکے ہیں اور ان کے پاس سوائے زمانے کی ٹھوکریں کھانے اور زمانے کی سختیاں سہنے کے بجائے کوئی اور دوسرا آپشن نہیں ہے ان کو یہ بات اچھی طرح یاد ہو گی کہ ان کے کس کس استاد نے ان کو تعلیم کے حصول اور اس وقت کی اہمیت کا بتایا ہو گا اس وقت کی عمر میں عموما طلبہ کو سکول سے زیادہ سکول سے چھٹی کی پڑی ہوتی ہے یہ بات عموما پاکستان کی دیہات میں بہت ہی عام ہے کہ وہاں کے طلبہ استاد کی باتوں کو اس طرح نہیں سمجھتے جس طرح ان کو سمجھنا چاہیے اب تو بچوں کو گورنمنٹ کے سکولوں میں ڈالنے کے بجائے پرائیویٹ سکولوں میں ڈالنے کا رجحان خطرناک حد تک بڑھ چکا ہے جن میں سے زیادہ تر صرف اور صرف بزنس پوائنٹ ہیں وہاں کی تعلیم کا معیار بچوں کا مستقبل بنانے کی بجائے اسے برباد کر رہے ہیں ان اداروں پر والدین کو یقین ہوتا ہے کہ شاید تعلیم کسی تعویظ کا نام ہے جو پرائیویٹ سکولوں والے ہمارے بچوں کو گھول کے پلا دیں گے اور وہ ملک کے اعلیٰ

تعلیم یافتہ بن جائیں گے اور گورنمنٹ سکولوں کے بارے میں عموما یہ تاثر عام ہے کہ وہاں کے اساتزہ بچوں پر اس طرح کی توجہ نہیں دیتے جس طرح پرائیویٹ سکولوں والے لیکن سرکاری سکولوں میں جو اساتذاہ اپنے شعبے سے مخلص ہیں ان کے مقابلے کی تعلیم پرائیویٹ سکول بھی دینے سے قاصر نظر آتے ہیں اس کی بنیادی وجہ ہے کہ ان اساتذہ میں اپنے طالب علم کو کچھ ڈیلور کرنے کا جزبہ انتہا کی حد تک پایا جاتا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کے طلبہ ان کے نام کو رہتی دنیا تک قائم رکھیں آج بھی بہت سے لوگ آپ کو ملیں گے جن کی عمریں ستر،اسی سال ہوں گی مگر ان کو ان کے اساتذہ کی باتیں ایسے یاد ہیں کہ جیسے یہ کل کی ہی باتیں ہوں جس وقت اساتذہ ہمیں اپنے تجربے کی باتیں بتا رہے ہوتے ہیں تو ہمارے ذہنوں میں ایک ہی سوال ہوتا ہے کہ ان کو کیا پتا مستقبل کے بارے میں مگر ہم اس لمحے یہ بات بھول رہے ہوتے ہیں کہ استاد بھی کبھی شاگرد تھا اور وہ ان تمام مرحلوں سے نکل کر آیا ہے اور ہمیں اپنے تجربے کی بنیاد پر یہ سب کچھ بتا رہا ہے مگر ہم ان کی باتوں پر توجہ نہیں دیتے اور نتیجے میں اپنا وہ قیمتی وقت ضائع کر دیتے ہیں جو کبھی بھی واپس نہیں آ سکتا بعد ازاں ہم چاہتے ہیں کہ کاش وہ وقت واپس آ جائے مگر بلکل اسی طرح کہ گیا وقت کبھی بھی واپس نہیں آتا اس وقت اگر استاد ہمیں یہ باور کروانے میں کامیاب ہو جائے تو یقینا وہ لوگ جو سمجھ رکھتے ہیں وہ زندگی میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی منزل کو پا لیتے ہیں اس لیے ہمیں اس بات کی اشد

ضرورت ہے کہ اپنے بچوں کے اس قیمتی وقت پر نظر رکھیں اور انھیں اس قیمتی وقت کی
بابت باور کروانے کی کوشش کریں تاکہ کل کلاں کو ہمارا کوئی بچہ اس شخص کی طرح
کسی کے قدموں میں بیٹھ کر اپنے روزگار کی بھیک نہ مانگ رہا ہو۔

چائینہ کی بڑھتی ہوئی مارکیٹ پاکستان کو دیکھنے کی ضرورت

سب چائنا سب چائنا سو میں سو میں۔ سب چائنا ایسی آوازیں پاکستان کے تمام بڑے شہروں کے تجارتی مرکز کی مارکیٹس کے اطراف میں جا بجا سننے کو ملتی ہیں۔ پاکستان میں چین سے درآمد شدہ سامان سڑکوں اور دکانوں پر جا بجا فروخت ہوتا نظر آتا ہے جو پچاس روپے سے کئی ہزار روپے تک قیمت میں دستیاب ہے۔ بازاروں میں موجود خریداروں کا کہنا ہے کہ وہ چین کا سامان اس لیے خریدتے ہیں کہ سستا ملتا ہے۔ عام طور پر دوسرے ممالک کی جو چیز پانچ سو روپے کی ملتی ہے وہ چائنا کی سو میں مل جاتی ہے اسی کم قیمت کی وجہ سے غریب آدمی چائنا کا مال ہی خریدیں گے غریب کا فائدہ تو چائنا کا سستا مال خریدنے میں ہے چین نہ صرف کھلونے، جوتے، اور دیگر اشیاء کی مارکیٹ میں اپنی جگہ بنانے میں کامیاب ہوا ہے بلکہ موبائل فون اور الیکٹرونکٹ آلات میں بھی اپنی جگہ بنالی ہے۔ بڑے بڑے تجارتی لوگوں اور مختلف اشیاء امپورٹ کرنے والے لوگوں کا کہنا ہے کہ لوگ چین کی مصنوعات اس لیے خریدتے ہیں کہ وہ مہنگی نہیں ہوتیں۔ ان کے بقول پہلے ورائیٹی اتنی نہیں تھی، اب نئی نئی چیزیں مارکیٹ میں آرہی ہیں اور چین وہ چیزیں سستی بنا رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں لوگوں کو جب جدید ٹیکنالوجی سستے میں دستیاب ہے تو وہ چین کا سامان کیوں نہ خریدیں پاکستان کے ایوانِ تجارت و صنعت کے اعداد و شمار کے

مطابق پاکستان اور چین کے درمیان تجارتی حجم میں گزشتہ سات سال کے دوران بے پناہ اضافہ ہوا ہے یہ حجم ساڑھے پانچ ارب ڈالر سے زیادہ ہو چکا ہے جس میں ڈیڑھ ارب ڈالر کی برآمدات اور کوئی چار ارب ڈالر کی درآمدات ہیں پاکستان جو اشیاء چین سے منگواتا ہے ان میں سر فہرست مشینری، کیمیکلز، گارمنٹس، کراکری، الیکٹرونکٹ مصنوعات اور دیگر اشیاء شامل ہیں پاکستانی تاجروں کا خیال ہے کہ پاکستان اور چین کے مضبوط تعلقات اور دونوں ممالک کے درمیان آزاد تجارتی معاہدے کے باعث چین میں قیادت کی تبدیلی کے باوجود دونوں ملکوں کے تجارتی تعلقات پر کوئی منفی اثر نہیں پڑے گا بلکہ اس میں مزید بہتری آئے گی چین سے مختلف اشیاء درآمد کرنے والے بڑے تاجروں کا کہنا ہے کہ چین میں قیادت کی تبدیلی سے پاکستان اور چین کے تجارتی تعلقات پر کوئی اثر مرتب ہونے کا امکان نہیں ہے کیونکہ چین کے ساتھ پہلے ہی دیرینہ تعلقات ہیں پاکستان اور چین کے درمیان تجارتی توازن نہیں ہے اور پاکستان کو چین سے تجارت میں ڈھائی ارب ڈالر کا تجارتی خسارہ برداشت کرنا پڑتا ہے اور اس تجارتی خسارے کی بڑی وجہ چین کی مصنوعات کا دنیا میں سستا ہونا ہے جن کا پاکستانی صنعت مقابلہ ہی نہیں کر سکتیں یہی وجہ ہے کہ ایسی مصنوعات کو درآمد کیا جاتا ہے اور دوسرا بڑا ایفیکٹ یہ ہے کہ پاکستان میں مہنگائی، بجلی کی لوڈ شیڈنگ دیگر مسائل بھی ہیں جن کے باعث مصنوعات کی لاگت میں اضافہ ہو جاتا ہے پاکستان اور چین کے درمیان تجارتی خسارے کو کم کرنا بہت مشکل ہے جس کے لیے اقدامات کرنے

کی سخت ضرورت ہے تا کہ پاکستان کے صنعت کاروں کو اپنی مارکیٹ کو زندہ رکھنے کے مواقع مل سکیں۔

پاکستان بلاشبہ ٹیکسٹائل برآمد کرنے والا بڑا ملک ہے لیکن چین کو ٹیکسٹائل کی نہیں معدنیات کی ضرورت ہے اور پاکستان کو چین کی ضرورتوں کو مدِ نظر رکھنا ہوگا، جس سے نہ صرف پاکستانی برآمدات میں اضافہ ہو سکتا ہے بلکہ دونوں ممالک کے درمیان تجارتی خسارہ بھی کم کیا جا سکتا ہے پاکستان اور چین کے مضبوط تعلقات اور دونوں ممالک کے درمیان آزاد تجارتی معاہدوں کی وجہ سے اور زیادہ قریب آ جائیں گے اور یہ تبدیلی آنے والے دنوں میں ہمیں واضح طور پر نظر بھی آئے گی۔

اس کی کیا وجوہات ہیں کہ چائینہ جو کہ ہم سے بعد میں آزاد ہوا آج ترقی میں ہم سے کئی گناہ آگے ہے اور اس کا شمار دنیا کی ترقی یافتہ اقوام میں ہونے لگا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ چائینہ نے اپنی زیادہ آبادی کو اپنے لیے بوجھ سمجھنے کی بجائے اسے اپنی ترقی کے لیے استعمال کرنے کے لیے سوچا اور وہ اس میں کامیاب بھی رہے چائینہ میں آج تک کوئی ایسا منصوبہ ناکام نہیں ہوا جس میں عوامی فلاح کا کوئی پہلو نکلتا ہو جبکہ ہمارے ہاں جب بھی کوئی عوامی فلاح کا کام آیا فورا بہت سے ہاتھ اسے روکنے کے لیے سرگرم

ہو گئے چائینہ نے توانائی پیدا کرنے کے لیے دنیا کا سب سے بڑا ڈیم تعمیر کیا، کیا اس میں لوگوں کی قیمتی املاک نہیں آئی ہوں گی؟ ضرور آئی تھیں لیکن انھوں نے اپنی آنے والی نسلوں کی بہتری کے لیے انھیں قربان کر دیا لیکن ایک ہم ہیں کہ ایسے منصوبے جن میں عوام کی بھلائی ہو ان کی اس طرح مخالفت کرتے ہیں کہ جیسے یہ کوئی دشمن ملک کا منصوبہ ہو جس کی واضح مثال کالا باغ ڈیم ہے جس کے لیے اربوں روپے خرچ کیے جا چکے ہیں لیکن اسے تعمیر کروانے میں جو لوگ مخالفت کر رہے ہیں وہ کوئی اور نہیں اپنے ہی بھائی ہیں۔

دنیا کے بہت سے ممالک جو چائینہ کی مصنوعات کو اپنے ہاں مارکیٹ دینے کے حق میں نہیں تھے وہ بھی ان کی مصنوعات کی کم قیمتوں کی وجہ سے مجبور ہو گئے انھیں اپنے ہاں آنے کی اجازت دے دیں اب پوری دنیا میں چائینہ کی مصنوعات مقبول ہیں لوگوں کو سستی ترین اشیاء کی فراہمی چائینہ کی مارکیٹ کی سب سے بڑی کامیابی ہے چائینہ کی ٹریڈ پالیسی بھی بہت ہی حیران کن ہے دنیا کی بڑی بڑی صنعتی طاقتیں چائینہ کی اس پالیسی کی معترف بھی ہیں اور حیران بھی ہے اگر ہمارے آپس کے جھگڑے ختم ہو جائیں تو ہم اپنے وطن پاکستان میں بھی اسی قسم کی پالیسی بنا کر اپنے آپ کو بہترین صنعتی ممالک میں شامل کر سکتے ہیں جس کے لیے ہمیں چائینہ ہر طرح سے سپورٹ بھی حاصل ہو گی کیونکہ پاکستان چائینہ فرینڈ شپ لازوال رشتوں میں بندھی ہوئی ہے اور ہر مشکل وقت میں

چائینہ نے پاکستان کا اور پاکستان نے چائینہ کا جس طرح ساتھ دیا ہے وہ ہمارے لیے
باعث افتخار ہے۔

پی آئی اے کی حالت زار

ہم ایک ایسے ملک میں رہ رہے ہیں جو کہ دنیا کی معاشی سپر طاقت ہو سکتا ہے زرعی سپر طاقت ہو سکتا ہے دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام رکھ کر بڑی زرعی طاقت بن سکتا ہے اور پوری دنیا پر پاکستان کا راج ہو سکتا ہے اس کے لیے عوام کا کردار کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے لیکن اگر ضرورت ہے تو صرف اور صرف ایک ایسے لیڈر کی جو ہم کو لیڈ کر سکے اور جو سوچے تو صرف پاکستان کے لیے جو سوچے تو صرف عوام پاکستان کیلئے اس کے اداروں کی مضبوطی کے لیے بہت سے دارے کمزور تھے لیکن جب ان کو چھے چلانے والے ملے تو آج ان کا مقام سب کے سامنے ہے جس دن پاکستان کو ایسا لیڈر مل گیا اس کو اس دنیا کی بڑی طاقت ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا اور جن مشکلات میں یہ ملک چلتا رہا اور جس طرح کے ظلم کے پہاڑ اس پہ ٹوٹے اور ان حالات میں بھی اس کا قائم رہنا یقینا ایک معجزہ ہے جو اس بات کا غماز ہے کہ آنیوالے وقتوں میں دنیا پاکستان کی معترف ہو گی بات ہو رہی تھی قومی اداروں کے بارے میں اور غالبا پی آئی اے کی تو جناب یہ ایک ایسا ادارہ تھا کہ جس نے سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، سری لنکا اور کئی دوسرے ممالک کی ایئر لائینوں کو قائم کرنے میں اور ان کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے میں انتہائی اہم کردار ادا کیا جس

کی وجہ سے ان ممالک کی ایئر لائینوں کا شمار دنیا کی بہترین اور صف اول کی ایئر لائینوں میں ہوتا ہے یہ سب اسی پی آئی اے کی وجہ سے ہے جو آج خود ایک بے بسی کی تصویر نظر آ رہا ہے انٹر نیشنل اخبارات میں جس کی کارکردگی پاکستان کے حکمرانوں کا منہ چڑھا رہی ہوتی ہے یورپ اور امریکہ میں جس کی غیر معیاری سروس کی وجہ سے پابندی عائد کی جانے کی کئی وارننگز دی جا چکی ہیں اور بعض یورپی ممالک میں اس کی پروازوں پر پابندی بھی عائد ہے اور جو بھی روٹ کچھ منافع دے سکتے ہیں ان کو کوڑیوں کے بھاؤ بیچنے کی کوشش کی جاتی رہیں ہیں صرف حج پروازوں کو اگر صحیح طریقے سے کنٹرول کیا جائے تو پی آئی اے کو منافع بخش بنایا جا سکتا ہے پی آئی اے کی کا نامی کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو اداروں کی بھاگ دوڑ دے دیتے ہیں کہ جو ان کی الف ب بھی نہیں جانتے اگر کسی ٹرک ڈرائیور کو جہاز اڑانے کے لیے دے دیا جائے تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس سے کن نتائج کی توقع کی جا سکتی ہے بات کرنیکا مقصد یہ ہے کہ ہم نے ایسے ایسے لوگوں کو پی آئی اے جیسے اہم اداروں میں لگایا ہوا ہے جس کی وجہ سے ان اہم اداروں کی کارکردگی بہتر ہونے کی بجائے دن بدن خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی ہے اور جس کا خسارہ ہے کہ بڑھتے بڑھتے کہاں سے کہاں پہنچ چکا ہے اور جن لوگوں کو بھی لگایا جاتا ہے وہ ظاہری سی بات ہے کہ پیسے دے کہ ایسی سیٹوں پہ لگتے ہے

اورانھوں نے اپنی رقم سود سمیت واپس لینی ہوتی ہے سووہ وہی کام کرتے ہیں کہ جس سے انکی لگائی ہوئی رقم واپس مل سکے اس لیے ایسے لوگوں سے خیر کی توقع مشکل ہے اور سارے پاکستان کی عوام جانتے ہیں کہ یہ وہ واحد ادارہ ہے جہاں اب کرپشن اپنی آخری حدوں کو چھو رہی ہے اور چیف جسٹس کے ریمارکس جو کے اس کی کارکردگی اس کے انتظامی افسران کی ناکامی کا ثبوت اور ان کی کرپشن کو بیان کرتے ہیں کہ پی آئی اے میں ایک پرچی پر بھی کسی کو بھی بھرتی کیا جا سکتا ہے واقعی سچ ہے جس ادارے کی ایسی حالت ہو گی اس کا انجام ایسا ہی ہو گا اس کے علاوہ اسمبلی اراکین اوران کے رشتہ داروں کو دیے جانے والے ہوائی ٹکٹ اگران جیسے لوگ ادارے کی گردن پر بیٹھ جائیں گے تووہ کیا کرئے گاسب سے پہلے اس ادارے میں آپریشن کلین سویپ کرنیکی ضرورت ہے جو بھی وفاقی یا صوبائی منسٹرز اوردوسرے سرکاری کارکنوں کو مفت ٹکٹ دے جاتے ہیں ان پر پابندی ہونی چاہیے تب تک جب تک کہ ادارہ منافع بخش نہیں ہو جاتا جس طرح سابق وزیر اعظم شوکت عزیز صاحب کے دور میں نیشنل ہائی وے (این ایچ اے) کو مالی مشکلات سے نکالنے کے لیے سرکاری گاڑیوں کو بھی ٹول ٹیکس دینے کا پابند کیا گیا تھا اس کے علاوہ صحافیوں اور دوسرے اداروں کے ورکروں جن کو ہاف میں ٹکٹ ملتے ہیں ان سے یہ سہولت واپس لے لیی جائے ایسے لوگ ادارے کی اس پسماندگی کو دور کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں اس کے بعد حکومتی ایوانوں میں

بیٹھے ہوئے لوگ بھی ادارے کی حالت زار کو دیکھتے ہوئے رعائیتی ٹکٹوں کو لینے سے انکار کر دیں تاکہ ادارے کو منافع بخش بنایا جاسکے اس کی سروسز کو بہتر کیا جائے اوراس کا معیار عالمی روایات کے مطابق کر دیا جائے ایسا کسی بھی ملک میں نہیں ہوتا کہ سال میں سب سے زیادہ رسکی پروازیں چلائی جائیں جس میں بہت سی حادثات کا شکار ہونے سے مشکل سے بچتی ہیں جس طرح کچھ دن پہلے پی آئی اے کی پرواز جو کہ کراچی سے چلی تھی اس کے انجن میں آگ لگ گئی اور بہت ہی مشکل سے اس کو بچایا جا سکا جس میں ملک کی اہم شخصیات سوار تھیں جن میں چیف جسٹس آف پاکستان بھی سوار تھے اور ایسا واقعہ پچھلے ماہ میں ہونے والا دوسرا واقعہ ہے جس کے بعد پتا چلا کہ اس جہاز کو یورپ میں اڑان کی بھی اجازت نہیں تھی لیکن اس کو اپنے ملک میں استعمال کیوں کیا گیا کیا ہمارے اپنے لوگوں کی جانوں کی کوئی قیمت نہیں ہے ان تمام برائیوں کی بڑی وجہ مناسب فلائیٹ چیکنگ کا نہ ہونا ہے جس کی وجہ سے پاکستان کی ایئر لائن یورپ میں مسلسل دباؤ کا شکار ہے اور اگر ایسا ہی رہا تو یہ نہ ہو کہ ایتھوپیا جیسا ملک بھی ہماری پروازوں پر پابندی لگادے اب بھی وقت ہے ایماندار اور قابل لوگوں کو ان اداروں میں لگایا جائے تاکہ ان کی کارکردگی کو بہتر کیا جائے کرپشن کو ختم کرنے کے ٹاسک فورس قائم کی جائے اور تمام ملازمین کے اثاثوں پر نظر رکھی جائے اور کرپشن فری ایئر لائن کیے قیام کی کوشش کی جائے جس کے

لیے موجودہ انتظامی افسران کے ساتھ ساتھ حکومت کو بھی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے اور جو بھی عناصر اس میں ملوث ہوں ان کو سزا دی جائے تب جا کہ ان اداروں کو کرپشن سے پاک اور عالمی معیار کے مطابق بنایا جاسکتا ہے۔

امریکہ مظالم اور مسلم دنیا

دنیا بھر میں امریکی مظالم کو دیکھتے ہوئے مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں امریکہ کو کیا خطاب دوں دنیا کی سفاک ترین قوم؟ متعصب ترین قوم؟ دہشت گرد قوم؟ اذیت پسند قوم؟ بنیاد پرست مذہبی جنونی قوم؟ خود پسند قوم؟ مغرور ترین قوم؟ انتہا پسند قوم؟ یقین کیجئے دنیا کے سب سے بدترین خطابات کی حقدار ایک یہی قوم ہے ان کی سفاکی کی بدترین تصویر ھیروشیما اور ناگاساکی ہے جہاں صرف اپنی ناکامی کو کامیابی میں بدلنے کے لیے لاکھوں لوگوں کو موت کی نیند سلا دیا گیا ان کی سفاکی کی دوسری مثال افغانستان ہے جہاں صرف چند لوگوں کو پکڑنے کی خاطر پوری قوم کو یتیم بنانے کی کوشش کی گئی جس کی وجہ سے لاکھوں افغان شہید کر دیے گے اور ان کی جانوں سے کھیلنے کا لامتناہی سلسلہ ختم ہوتا دیکھائی نہیں دے رہا نجانے کب تک امریکی اور اتحادی افواج وہاں ہمارے مسلمان بھائیوں کو شہید کرتے رہیں گے اور ان کی سفاکی کی تیسری مثال عراق ہے جہاں بے بنیاد پروپگنڈا کرکے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کیا گیا اور جن تحقیقات کی گئی تو پتا چلا کہ وہاں وہ کچھ موجود ہی نہیں تھا جس کی خاطر وہاں کے مظلوم اور نہتے مسلمانوں پر چڑھائی کی گئی تھی بعد ازاں یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ سب تیل کی دولت پر ناجائز قبضہ کرنے کی ایک مزموم سازش تھی جو کہ عین امریکی

توقعات کے مطابق پایہ تکمیل کو پہنچ گئی اس کے بعد پانچویں سفاکی کی مثال فلسطین ہے جس کے مسئلے کی بنیاد ہی امریکہ ہے تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی فلسطین کا مسئلہ کسی نہ کسی مقام پر پہنچنے لگتا ہے امریکہ بہادر فوری طور پر اس میں اپنی ویٹو پاور استعمال کر کے اس کو آگے بڑھنے نہیں دیتا جس کی وجہ سے آئے دن غیر مسلح فلسطینی مسلمان اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اور ایک نہ رکنے والا سلسلہ چل رہا ہے یہ سب امریکی سفاکی کی بہت عام سی مثالیں ہیں اگر گہرائی سے اس کا مطالعہ کرنا شروع کیا جائے تو ابھی بہت سی مثالیں ہیں اگر ان کا احاطہ کیا جائے تو شاید اخبارات کے صفحے کم پڑ جائیں۔
امریکی اپنی اذیت پسندی کی وجہ سے بھی اول نمبر پر ہیں اس کی بھی بہت سی مثالیں ہیں اذیت پسندی گوانتاناموبے جیسی بدنام زمانہ جیل کے عقوبت خانے دکھاتے ہیں اس کے بعد عراق میں موجود ابو غریب جیل جہاں انسانیت سوز مظالم کیے گئے جو عالمی برادری کی نظر میں انسانیت سوز تھے لیکن امریکیوں کے لیے جائز تھے اس کے بعد افغانستان میں طالبان قیدیوں کے ساتھ انتہائی شرمناک سلوک کیا گیا ان کی میتوں کی بے حرمتی کی گئی پاکستان کے قبائلی علاقوں میں روز برروز ڈرون حملوں کی وجہ سے لاکھوں بے گناہوں کو موت کی وادی میں دھکیل دیا گیا پاکستان کے قبائلی علاقوں میں معصوم بچوں کے جسموں کے پرخچے اڑتے ان کو دکھائی نہیں دیتے لیکن عالمی برادری اس پر خاموش تماشائی بنی رہی اور

جس نے بھی ان حملوں کے خلاف آواز اٹھائی وہ امریکہ کا دشمن کہلایا ان کی منافقت کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ معمولی سی دہشت گردی کے نتیجے میں دنیا پر چڑھ دوڑے ہیں ان کی مذہبی انتہا پسندی ایسی ہے کہ دوسرے مذاہب کی مقدس ھستیوں کی ان کے ہاں سرعام توہین کی جاتی ہے جس کا مظاہرہ ہماری مقدس کتاب کی بے حرمتی کرکے کی گئی ہمارے پیارے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کی گئی جس پر مسلمانوں نے احتجاج بھی کیا مسلمانوں کے مقدس مقامات کی بے حرمتی کے علاوہ سکھوں کی مقدس مقامات کی بھی بے حرمتی کی گئی ان کا نسلی تعصب ایسا ہے کہ گوری چمڑی کے علاوہ باقی سب ان کو غیر انسانی مخلوق دکھائی دیتے ہیں جہالت کا یہ عالم ہے کہ آزادی اظہار رائے کے نام پر اپنے اور دیگر مذاہب پر بے مقصد دشنام طرازیاں ان کا معمول ہے حماقت ایسی کہ ان کے اپنے ہی ملک میں دہشت گرد (ان کے بقول) ان کے ہی ہاں دہشت گردی کی ٹریننگ حاصل کرتے ہیں ان کے ہی ملک کے جہازوں سے ان کی ہی عمارتوں کو تباہ کرتے ہیں اور یہ اپنے ملک میں موجود ذمہ داروں کو چھوڑ کر دنیا بھر میں اپنے دشمنوں کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں حالانکہ یہ سب کام اپنے لوگوں کی حمایت کے بغیر ناممکن ہوتے ہیں لیکن آج تک ایک بھی ایسا امریکی نہیں پکڑا گیا جو کہ 11/9 میں ملوث پایا گیا ہو کیا تمام امریکی دودھ کے نہلائے ہوئے ہیں ایسا بلکل نہیں ہے کیونکہ ان کے تمام منصوبوں میں صرف اور صرف مسلمانوں کو ٹارگٹ کرنے کی ایسی گھنونی سازش ہے کہ جس کا تدارک مسلم امہ کے حکمرانوں کو نہیں ہے وہ آج تک اپنے

اقتدار کو دوام بخشنے کے لیے امریکی یاترا کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ ان کی ایسی ایسی کمزوریاں امریکہ کے پاس ہیں کہ اگر وہ ان کو سامنے لائے تو ان کے اقتدار کو سورج غرب ہو سکتا ہے .ایک عجیب سی منطق ہے کہ دنیا بھر میں کہیں بھی دہشت گردی ہو تو اس کا کھرا پاکستان تک لایا جاتا ہے حالانکہ دیکھا جائے تو پاکستان تو خود دہشت گردی کا شکار ہے لیکن ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت دنیا بھر کے دہشت گردوں کا تعلق پاکستان سے جوڑا جاتا ہے امریکہ کی سفاکی کی ایک اور مثال ریمنڈ ڈیوس جیسے لوگوں کو گناہ گار ہونے کے باوجود بچا لینا اور ڈاکٹر عافیہ جیسی مظلوم عوات کو بے گناہ ہونے کے باوجود سزا کا مستحق ٹھرا دینا ان کی سفاکی کی بدترین مثال قرار دی جا سکتی ہے امریکی کی سفاکی کی بہت سی مثالین آئے دن ہمارے سامنے آتی رہتی ہیں جن میں بے گناہ لوگوں کو دن دیہاڑے اغواء کر لینا معصوم لوگوں کو ڈرون اٹیک کے ذریعے مار دینا اور یہ وہ مظالم ہیں جن پر مسلمان حکومتیں کچھ کرنے سے بلکل قاصر نظر آتی ہیں جس کی وجہ سے انتہا پسندی میں بہت اضافہ ہو رہا ہے اور یہ انتہا پسندی کسی لاوے کی مانند پک رہی ہے جس کا سب سے زیادہ انتظار خود امریکہ کو ہے تاکہ جب یہ پھٹے تو مسلمانوں کا تماشہ اپنی آنکھوں سے وہ خود دیکھ سکے ۔

عدلیہ سے پوچھنے کے بجائے اپنی حکومت سے پوچھو

پاکستان پیپلز پارٹی نے جس انداز سے محترمہ کی برسی منائی اور جس طرح کا پنڈال سجایا گیا اور جس طرح کے تقریریں کی گئی اس سے تو یہی لگتا تھا کہ یہ کوئی تعزیتی جلسہ نہیں بلکہ کسی کو کوئی خفیہ پیغام دینے کا کھلا اور واضح اشارہ تھا ایک بات جو چئیر مین بلاول بھٹو زرداری کی تقریر میں حیران کن اور غیر منطقی تھی کے چئیر مین بلاول بھٹو زرداری نے اپنی حکومت کے بجائے عدلیہ سے اپنی والدہ کے قاتلوں کو بے نقاب کرنے کی ڈیمانڈ کر دی کے ان کی والدہ کے قاتلوں کو سزا دلوائی جائے جو کہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی تحویل میں ہیں اور کیا ہی اچھا ہوتو کہ وہ عدلیہ سے یہ گلہ کرنے کے بجائے وہ اپنی حکومت کی محترمہ بی بی شہید کے قتل کی پیش رفت کے بارے میں ہونے والی کارکردگی کا ذکر کرتے تو بہتر ہوتا انھوں نے تو تمام ملبہ عدلیہ پر ڈال کر اپنی حکومت کو ان سوالوں سے جو پاکستان پیپلز پارٹی کے جیالوں اور عوام کے ذہنوں میں ہیں بچانے کی کوشش کی ہے کیونکہ پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکروں کے ذہنوں میں یہ سوالات پانچ سال سے موجود ہیں کہ اگر ہماری پیپلز پارٹی کی حکومت کے ہوتے ہوئے محترمہ کے قتل کو بے نقاب نہیں کیا جاسکتا تو پھر دوسری حکومتوں سے اس معاملے میں کسی پیش رفت کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے جیالوں کے ذہنوں میں اب

اس بات کا بھی ڈر پیدا ہو چلا ہے کہ قائد ملت لیاقت علی خان کے قتل کی طرح محترمہ کے قاتلوں کا سراغ بھی نہیں لگایا جاسکے گا جیالے اپنی محبوب قائد کے قاتلوں کو بے نقاب دیکھنا چاہتے ہیں پاکستان پیپلز پارٹی کے چئیر مین بلاول بھٹو زرداری کا یہ کہنا کہ عدلیہ کو سی این جی اور دال آٹے کا بھاؤ معلوم ہے لیکن محترمہ کے قاتلوں کو بے نقاب کون کرئے گا ان کو سزا کون دے گا اس بات کا عکاس ہے کہ ان کا اپنی حکومت پر کوئی بھروسہ نہیں ہے کیونکہ تمام تحقیقاتی ادارے ان کی حکومت ہونے کی وجہ سے ان کے کنٹرول میں ہیں وہ اس قتل کا سراغ لگوا سکتے ہیں اور قاتلوں کو بے نقاب کرکے ایک عام پاکستان پیپلز پارٹی کے جیالے کے ذہن میں اٹھنے والے سوال کا جواب بھی دے سکتے ہیں عوام جانتے ہیں کہ محترمہ کے قتل کے سلسلے میں اعلیٰ عدلیہ نے اپنا کردار بخوبی نبھایا ہے اور اس بات کے معترف عوام اور حکمران دونوں طبقات ہیں کہ بھٹو شہید کا کیس ری اوپن کرکے عدلیہ نے اپنی پوزیشن کافی حد تک واضح کر لی ہے اب اس کیس کو عدلیہ کی وجہ سے نہیں بلکہ حکومت کی عدم دلچسپی کی وجہ سے التوا کا شکار کرکے اس کا الزام عدلیہ پر لگا دینا کسی صورت درست نہیں ہے سی این جی اور دال چینی کے بھاؤ کا اگر حکمران اور خاص طور پر پاکستان پیپلز پارٹی کو خیال نہیں تو عوام کی مشکلات کو دیکھتے ہوئے عدلیہ نے ان کا خیال کرکے ایک اچھا اقدام کیا ہے جس کا پورے پاکستان کے عوام عدلیہ کے شکر گزار ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی نے اس بار پھر روٹی کپڑا اور مکان کا

نعرہ لگا کر عوام کے زخموں پر نمک چھڑکا ہے کیونکہ ان گزرے پانچ سالوں میں عوام روٹی کپڑے اور مکان سے اتنے دور کر دیے گئے ہیں کہ ان چیزوں کا حصول ان کے لئے ناممکن سا دیکھائی دیتا ہے ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ چئیر مین بلاول بھٹو زرداری محترمہ کی اس برسی پر ان کے کیس سے متعلق عوامی خدشات کو مد نظر رکھتے اور اس پر بات کرتے کہ محترمہ کے قاتل کب بے نقاب ہوں گے کیس کی کیا صورت حال ہے اور اس میں پاکستان پیپلز پارٹی کیا کردار ادا کر رہی ہے لیکن انھوں نے نجانے کیوں اس کا سارا ملبہ عدلیہ پر ڈالنے کی کوشش کی کیا وہ یہی بات جو عدلیہ سے کر رہے تھے اپنے والد آصف علی زرداری سے نہیں پوچھ سکتے تھے یہی بات وہ یوسف رضا گیلانی سے نہیں پوچھ سکتے تھے یہی بات وہ راجہ پرویز اشرف سے نہیں پوچھ سکتے تھے یہی بات وہ وزیر داخلہ رحمان ملک صاحب سے نہیں پوچھ سکتے تھے کے ان کی والدہ کے قاتلوں کا کیا بنا ان کو سزا کیوں نہیں ہوئی لیکن چئیر مین بلاول بھٹو زرداری ایک عجیب سی سوچ تھی کہ یہ تمام سوالات جن کے جوابات ان کے اپنے پاکستان پیپلز پارٹی کے حکمرانوں نے دینے تھے ان کے بجائے عدلیہ سے پوچھنا شروع کر دیے جو کہ اس بات کا غماز ہیں کہ وہ ابھی طفل مکتب ہیں اور اس بات کا قوی امکان ہے کہ یہ ساری باتیں ان کو لکھ کر دی گئی تھیں تاکہ آنے والے الیکشن میں انھیں پاکستان پیپلز پارٹی ایک نئے کارڈ کے طور پر استعمال کر سکے کیونکہ پاکستان پیپلز پارٹی کے پاس اس کے سواء کوئی اور راستہ نہیں تھا کہ وہ نوجوان چئیر مین بلاول بھٹو

زرداری کو میدان میں لے کر آئے بصورت دیگر ان گزرے پانچ سالوں میں جس طرح کے کارنامے انھوں نے سرانجام دیے تھے اس وجہ سے اب کی بار عوام کا ان کا ووٹ دینا مشکل تھا لیکن جس طرح آصف علی زرداری نے چیئر مین بلاول بھٹو زرداری کی شکل میں نیا پتا کھیلا ہے اس سے لگتا ہے کہ وہ اگلی باری کے بارے میں نا صرف سوچ رہے ہیں بلکہ انھوں نے اس کے لیے ورق بھی شروع کر دیا ہے ایک بات اور جو بہت ہی اہم تھی کے اس بار عوام ،اور دوسری سیاسی جماعتوں کے اراکین یہ توقع کر رہے تھے کہ آصف علی زرداری کے بارے میں دو عہدے رکھنے پر جو باتیں ہو رہی ہیں اس وجہ سے وہ پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئر مین شپ کو چھوڑ دیں گے لیکن یہاں انھوں نے ایسا کچھ نہیں کیا بلکہ چیئر مین بلاول بھٹو زرداری کی تقریر سے ان قوتوں کو خاموش اشارہ ضرور دیا ہے کہ وہ اس بارے میں کوئی بھی فیصلہ چاہیے وہ ان کے حق میں جائے یا ان کے خلاف دینے سے پہلے سوچ لیں مگر عوام اچھی طرح جان چکے ہیں کہ موجودہ عدلیہ جو تاریخ میں پہلی بار آزاد عدلیہ کہلائی ہے وہ نا صرف میرٹ پر فیصلہ دے گی بلکہ اس کا دیا ہوا فیصلہ عوامی امنگوں کا ترجمان ہو گا اس لیے ان قوتوں کو خاموش اشارہ دینا بھی ان کے کسی کام نہ آسکے گا۔

بن بلائے انقلابی اور چاہے کی پیالی میں طوفان

گزشتہ کئی دنوں سے وطن عزیز کی سیاست میں جیسے ایک بونچھال سا پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جو کہ اس سے پہلے عمران خان کے سونامی کو دیکھتے ہوئے محسوس ہو رہا تھا وہ اب ڈاکٹر صاحب کے مارچ کو سامنے رکھ کر ہو رہا ہے مگر جیسے اس سونامی کی لہریں ساحل سے ٹکرانے کے بعد پلٹتی نظر آ ئی تھیں ویسے ہی اس مارچ کا انجام بھی عوام کو نظر آ رہا ہے منہاج القرآن کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری کو پتا نہیں کیوں بیٹھے بیٹھے اچانک سے پاکستان کا اور یہاں کے مظلوم عوام کا خیال آگیا موصوف کو یہ خیال اس وقت کیوں نہیں آیا تھا جب وہ ایک آمر کی حمایت میں چیخ چیخ کر اپنے گلے کا امتحان لے رہے تھے اس وقت پرویز مشرف کے ریفرنڈم کے سب سے بڑے حمایتی اور آج کے دور کے سیاسی سپر سٹار بننے والے جو ملک میں تبدیلی کا نعرہ لگا رہے ہیں یہی منہاج القران کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری اور تحریک انصاف کے کپتان عمران خان تھے اس وقت ان لوگوں نے مشرف کے ریفرنڈم کو نا صرف سپورٹ کیا بلکہ اس کی حمایت کے لئے زمین آسمان ایک کر دیا پھر وہ وقت بھی آیا جب انہی لوگوں کی دلی خواہشوں کو جنرل مشرف نے ٹھکراتے ہوئے ان کی بات نہ مانی اور یہی لوگ اس کے خلاف ہوگے اور پاکستان میں حقیقی تبدیلی کے وہ خوشنماء نعرے لگانے شروع کر دیے جو ان کے پسندیدہ

لیڈر مشرف صاحب لگاتے تھے ان لوگوں کی پچھلی ہسٹری کو نہیں بھولنا چاہیے کیونکہ کسی بھی چیز میں انقلابی تبدیلی لانے کے لئے وقت اور قربانیاں درکار ہوتی ہیں مگر ان سے کوئی پوچھے کہ کیا انقلاب ایسے آجایا کرتے ہیں کہ کل کلاں کو آپ کینیڈا میں بیٹھ کر دو دن بعد پاکستان آجائیں اور کہیں کہ ہم عوام کے ساتھ ہیں اور ان کی زندگیوں کو تبدیل کرنے کیلئے آئے ہیں تو کون یقین کرے گا ہماری باتوں پر کون ہمارے ساتھ چلے گا بے شک منہاج القران کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری کے بہت سے چاہنے والے ہیں لیکن یہ ان کے سیاسی ورکر نہیں ہیں کیونکہ پیری مریدی کا ایک روحانی رشتہ ہوتا ہے اس لئے ان سے مانگی جانے والی قربانی کو وہ اپنے لئے جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور جس طرح ساٹھ منٹ میں ساٹھ کروڑ جمع ہو گئے وہ اس سے کئی زیادہ رقم جمع کروا سکتے ہیں اس کو عوام کی سوچ سے ہم آہنگ کرنا درست نہ ہو گا یہ بات بھی اہم ہے کہ اگر منہاج القران کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب اپنے سیاسی مقاصد (عزائم) کو سب کے سامنے پیش کرکے اس فنڈ کا تقاضا کرتے تو ساری صورت حال سامنے آجاتی

دوسری بات یہ ہے کہ پیری مریدی میں مریدوں کی طرف سے اکثر اوقات اپنا سب کچھ نچھاور کرتے دیکھا گیا ہے جس طرح کے لانگ مارچ کا شوشہ چھوڑا گیا ہے اس سے تو یہ بات عیاں ہے کہ یہ سب کچھ آنے والے الیکشن کو ملتوی کروانے یا نگران حکومت میں اپنا حصہ لینے کا ایک دھمکی امیز بہانہ ہے جس کے لئے پاکستان کی حقیقی سیاسی جماعتیں نا صرف مخالفت کر رہی ہیں بلکہ

انھوں نے اس عین الیکشن کے وقت پر منہاج القران کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری کی طرف سے غیر منطقی لانگ مارچ کو الیکشن ملتوی کرانے کا ایک سوچا سمجھا منصوبہ قرار دیا ہے جو کہ کسی حد تک درست بھی ہے کیونکہ کہ منہاج القران کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب اس وقت جب پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے عوام کے لئے مشکلات کا پہاڑ کھڑا کیا تھا اس وقت کہاں تھے اس وقت انھیں پاکستان کے عوام کا کوئی دکھ درد نظر نہیں آیا کہ وہ پاکستان میں آ کر عوام کے مسائل کے حل کے لئے کوئی لانگ مارچ کر سکیں بلکہ اس وقت تو انھوں نے اپنے وقت کو خوشی سے کنیڈا میں بسر کرنے کو ترجیح دی اور اب اس وقت کے جب یہاں الیکشن کا ماحول بن چکا ہے ہر کوئی اس تیاری میں ہے کہ آنے والے الیکشن میں عوام کے سامنے اپنا نقطہ نظر بیان کر سکے اور اپنے لئے عوام سے ووٹ مانگ سکے انھوں نے آ کر لانگ مارچ کا اعلان کر کے سب کو حیران کر دیا ہے جس کی وجہ سے لوگوں کا یہ شک کہ منہاج القران کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری عوام کے لئے کچھ کرنے نہیں بلکہ پاکستان کے الیکشن کو ملتوی کرانے کے ارادے سے آئے ہیں درست ہے اور جس طرح سے ان کو فنڈنگ کی جا رہی ہے اس سے تو معلوم ہو رہا ہے کہ وہ اس کام میں اکیلے نہیں ان کے ساتھ کئی اور خفیہ طاقتیں بھی سرگرم عمل ہیں کیونکہ اگر خدانخواستہ پاکستان کے الیکشن اس موقع پر ملتوی ہوئے تو نا صرف جمہوریت کو نقصان ہو گا بلکہ اس سے پاکستان کی سالمیت کو بھی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے اس لئے ضرورت اس امر کی

ہے کہ منہاج القران کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب اپنے سیاسی مقاصد کو عوام کے سامنے کھل کر بیان کریں اور اپنا ایجنڈ اواضح کریں کیونکہ انھوں نے باتوں باتوں میں اس بات کا اشارہ دیا ہے کہ وہ نگران حکومت میں حصہ دار بننے کے خواہش مند ہیں اگر ایسی بات ہے تو عوام بھی یہ بات جان لیں کہ جو بھی یہاں اقتدار کے حصول کے لئے آتا ہے وہ پہلی سیڑھی یہاں کے عوام کو ہی بناتا ہے اس لیے عوام کو اب کی بار کسی ایسے سیاسی کردار کے لئے مہرہ نہیں بننا جو ان کو استعمال کرکے اپنے سیاسی مقاصد کو پورا کر رہا ہو اس میں منہاج القران کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری نہیں بلکہ تمام سیاسی جماعتوں کے وہ نئے چہرے بھی شامل ہیں جو عوام کو استعمال کرکے اپنے لئے اقتدار کا حصول چاہتے ہیں عوام کو ایسے لوگوں سے چوکنا رہنا ہوگا جو چاہے کی پیالی میں طوفان لانے کی کوشش میں ہیں کیونکہ اب وقت ہے کہ پاکستان میں ایسی قوتوں کو پیغام دیا جائے جو عین الیکشن کے دنوں میں عوام کا استعمال کرتے ہیں اور باقی کے دن مغربی ممالک میں خوش و خرم گزارتے ہیں اور اس کی واحد صورت اپنے آپ کو ان قوتوں سے بچانا اور صرف پاکستان کے استحکام کے لئے کام کرنے والی قوتوں کا ساتھ دینا ہوگا۔

نئے پاکستان کی نہیں بلکہ تعمیر پاکستان کی ضرورت

پاکستان کی موجودہ نوجوان نسل تیسری نوجوان نسل ہے جو کہ پاکستان کو بدلنے کا خواب آنکھوں میں جگائے اسے حقیقی تبدیلی کی طرف لے جانے کا ارادہ کیے ہوئے ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ آج جب ہماری تیسری نسل آچکی ہے اور ہم ان تلخ تجربات سے نہیں نکل سکے جو کہ پاکستان کے قیام کے وقت سے ہمارے ساتھ ایسے چپکے ہوئے ہیں کہ جیسے ہمیں ان سے چھٹکارہ پانے کا کوئی طریقہ ہی نہ آتا ہو وہ کیا وجوہات ہیں کہ پاکستان کی نوجوان نسلیں اس کو چاہنے کے باوجود تبدیل نہ کر سکی کیا ہمارے اندر مضبوط ارادے اور سچے جزبات کی کمی ہے؟ کیا ہم دنیا کی دوسری اقوام سے کم ہیں؟ کیا ہمارے ہاں علم و ہنر کی کمی ہے ؟ یا ہماری لیڈر شب میں وہ سچا جزبہ نہیں ہے کہ جس کی بدولت ہم باقی اقوام عالم سے اس معاملے میں بہت پیچھے ہیں دنیا کہ بیشتر ممالک جو ہم سے بعد میں آزاد ہوئے آج سائنس و ٹیکنالوجی میں ہم سے بہت آگے ہیں ہم نے ٹیکنالوجی میں ترقی کرنے کے بجائے اپنے لئے کام کیا مگر ان لوگوں نے اپنے ملک کی تعمیر و ترقی کیلئے کام کرتے ہوئے اپنے آپ کو مضبوط و منظم کیا جاپان جو کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد ٹوٹ کر بکھرنے کے قریب تا آج دنیا میں اپنے مضبوط معاشی نظام کی وجہ سے مانا اور جانا جاتا ہے پاکستان کی سرزمین اگر دیگر ممالک سے زیادہ زرخیز نہیں تو کم بھی نہیں ہے

ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی آئے جو ہمیں لیڈ کرئے جس کا مرنا جینا پاکستان اور یہاں بسنے والے عوام، کے لیے ہو جو ہمارے وسائل کو منظم انداز سے استعمال کرتے ہوئے ہمیں ترقی کی طرف لے کر جائے جس کی سوچ میں پاکستان اور یہاں کے عوام ہوں نہ کے اپنے اثاثے بنانے کی طرف توجہ اس کے لئے جو بھی انقلابی شخصیات پاکستان کے نئے آنے والے الیکشن میں وارد ہونے کے بارے میں سوچ رہی ہیں ان میں سے بیشتر لوگ وہ ہیں جو پرانے چہروں کے ساتھ نئے وعدے لیکر عوام میں آ رہے ہیں جن کا ویژن وہی ہے جو یہاں کی تین پشتیں ہمیں دینا چاہتی تھیں لیکن ان کے نعرے نعرے ہی رہے اور ان کے وعدے کبھی وفا نہ ہوسکے جو ہر بار ایک نئے پاکستان کی ضرورت پر زور تو دیتی رہی مگر عملی طور پر انھوں نے ماسوائے مایوسیوں کے کچھ بھی نہیں دیا لیکن ہمیں نئے پاکستان کی ضرورت ہر گز نہیں ہے ہمیں ضروت ہے قائد اعظم کے پاکستان کی جو ہم نے حاصل کیا ہوا ہے بس اس کی تعمیر کی ضروت ہے اب کی بار وہ قوتیں پھر عوام میں ہیں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو خوشنماء نعروں سے عوام کو خوش کر رہے ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے وقتی طور پر اپنی عوامی کامیابی کو دیکھتے ہوئے بہت سے ایسے لوگوں کو اپنی جماعتوں میں شامل کر لیا ہے جو عوام کے آزمائے ہوئے ہیں جو اپنے مفادات کی خاطر کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں ان سب باتوں اور اقدامات کو دیکھتے ہوئے ایسا لگتا ہے کہ اب کی بار کا الیکشن پاکستان کی تاریخ کا اہم ترین الیکشن ہو گا جس میں تمام سیاسی قوتیں اپنی برتری کو

ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائیں گی اور یہ الیکشن بہت پر خطر نظر آتے ہیں مگر اب جو فیصلہ الیکشن کمیشن کی طرف سے آیا ہے کہ ان الیکشن میں فوج کی خدمات خاصل کی جائیں گی وہ عوام کے لئے کافی حوصلہ افزاء ہیں اب کی بار بہت کچھ سننے کو مل رہا ہے کچھ سیاسی جماعتیں چہرے نہیں نظام بدلو: کچھ طاقتیں سیاست نہیں ریاست بچاؤ: کچھ طاقتیں روٹی کپڑا مکان: کی بات کر رہی ہیں کچھ طاقتیں پاکستان کے مسائل کے حل کے لئے اپنے ااپ کو پیش کر رہی ہیں جو کہ صرف اور صرف خوشنماء نعروں سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ یہ سب وہ طاقتیں ہیں جنھوں نے پاکستان کی سیاست میں کسی نہ کسی صورت میں وقت گزارا ہے اور اس وقت جب یہ پاور میں تھی اپنے خوشنماء نعروں کو عملی سیاست میں مکمل نہیں کر سکیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اب وہ جب ان کے پاس اقتدار نہیں ہے اس کو پورا کرا سکتی ہیں یہ بات اب عوام خواب اچھی طرح جانتی ہیں اور عوام کے جاننے کی دو بڑی وجوہات ہیں جن میں پہلی وجہ آزاد میڈیا ہے جس نے عوام کو اتنا باشعور کر دیا ہے کہ ایک بڑے آدمی سے لیکر چھوٹے ان پڑھ دیہاتی تک کو پتا ہے کہ پاکستان کی سیاست کہاں جا رہی ہے اور کون سا لیڈر اس وقت عوام میں کتنا مقبول ہے اور اس کو پاکستانیوں کو ان مسائل سے نکالنے کی ہمت ہے بھی یا وہ صرف نعروں سے کام چلا رہے ہیں اس لئے اب کی بار الیکشن کے نتائج بہت سے لوگوں کے لئے غیر متوقع ہوں گے سیاسی میدان میں اس وقت بہت سے کھلاڑی اپنے اپنے ویژن کے ساتھ میدان عمل میں ہیں جن میں حکمران جماعت

پاکستان پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ق) (ن) تحریک انصاف مذہبی جماعتیں جماعت اسلامی، جمیعت علمائے اسلام م سنی تحریک، متحدہ قومی موومنٹ، اے این پی اور بعض چھوٹی جماعتیں شامل ہیں مزے کی بات یہ ہے کہ بعض سیاسی جماعتیں اقتدار میں ہونے کے باوجود پاکستان کو تبدیل کرنے کے نعرے لگا رہی ہیں لیکن عملی طور پر جبکہ وہ پاور میں بھی ہیں ایسا کچھ بھی کرنے سے قاصر ہیں جس کی وجہ سے عوام ان کی باتوں کو تسلیم نہیں کر رہے کیونکہ گزشتہ پینسٹھ سالوں سے ان کے ساتھ کیے جانے والے وعدے اس بات کے آئینہ دار ہیں کہ ہر بار دھوکہ عوام کے ساتھ ہی کیا جاتا ہے لیکن اب کی بار عوام کو امید ہے کہ وہ جن لوگوں کو منتخب کریں گے وہ ضرور پاکستان کی تعمیر کریں گے اس کے لئے بہت سے رہنماؤں کے نام لیے جا سکتے ہیں مگر ان شخصیات کا زیادہ حق بنتا ہے جنھوں نے پاکستان کے مشکل اوقات میں اس کے لئے قربانیاں دی ہیں اور اگر تمام لیڈران کو ایک لیڈنگ کسوٹی پر جانچا جائے تو ڈاکٹر عبدالقدیر سے بہتر شخصیت نظر نہیں آتی وہ پاکستان کے لئے ہر قربانی دینے پر آمادہ نظر آتے ہیں اور اگر ڈاکٹر صاحب ہمارے جیسی ٹوٹی پھوٹی قوم کو لیڈ کریں تو یقینا ہم ایک نئے پاکستان کی نہیں بلکہ قائد اعظم کے پاکستان کی تعمیر نو کر سکتے ہیں جو اکیسویں صدی کے اصولوں اور اس کے معیار کے عین مطابق ہو گی اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ ان لوگوں کو منتخب کیا جائے جن میں پاکستان سے اور عوام سے محبت کا جزبہ ہو۔

(اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ایک نادر موقع (کھلا خط

آج بڑے خوش سے موڈ میں آفس پہنچا تمام امور کو چیک کرنے کے بعد جب میں نے اپنا ای میل اکاونٹ کھولا تو مختلف میل چیک کرنے کے بعد میری نظر ایک ایسے اجنبی اکاؤنٹ پر پڑی جس کو میں نے اپنی میل اکاؤنٹ میں پہلی بار دیکھا تھا عموما صحافی حضرات ایسی میلوں کو چیک کرنے کی زحمت نہیں کرتے کیونکہ ان میں اکثر بوگس ہوتی ہیں سو میں نے بھی ڈلیٹ آل کرنے کے ارادے سے کلک کیا لیکن اگلے ہی لمحے مجھے احساس ہوا کہ ہو سکتا ہے کسی کا کوئی اہم پیغام ہی ہو سو میں نے وہ میل نہ چاہتے ہوئے بھی کھول لی وہ پشاور کی کسی غریب لاچار سٹوڈنٹ ذکیہ ناز کی میل تھی جس میں اس کا خط اور اس کا میڈیکل ریکارڈ اور میڈیکل رپورٹ وغیرہ تھیں جو اپنی ایک بیماری کی وجہ سے اپنی تعلیم مکمل نہیں کر سکتی اور اس کا والد بھی اس قابل نہیں تھا کہ وہ اس کا مکمل علاج کرواسکے اس کا کہنا تھا کہ اس نے ہر جگہ درخواستیں دی ہیں اور بہت سے کالم نگاروں کو اپنا مسئلہ بھیجا ہے لیکن کہیں سے کسی نے بھی کوئی جواب نہیں دیا اس کے لہجے کی تلخی اس بات کا ثبوت تھی کہ وہ بہت مایوس ہو چکی ہے اس کے خط کو پڑھ کر انتہائی دکھی ہو گیا اس میں سلام دعا کے بعد لکھا تھا

کی سٹوڈنٹ B.Sc محترم لکھاری، میرا نام زکیہ ناز ہے اور میں پشاور یونیورسٹی میں ہوں محترم لکھاری بعض اوقات انسان کا واسطہ ایسے ایسے امتحانوں سے پڑتا ہے کہ وہ زندگی کا ہر ہر پل سسک سسک کر گزارتے ہیں اور سفید پوشی کی وجہ سے اپنا غم اور دھکڑا کسی کے سامنے بیان نہیں کر سکتے کہ لوگ کہیں ہمیں بھکاری ہی نہ سمجھ لیں محترم لکھاری میں جناح کالج پشاور یونیورسٹی میں پڑھتی تھی اور مسلسل بیماری کی وجہ سے BA امتحان نہیں دے سکی اور گزشتہ تین سال سے چارپائی پر پڑی ہوں مجھے Hydatid کی بیماری ہے اور اس وجہ سے ہونے والے پہلے آپریشن کی وجہ سے تقریبا سارا Cyst جسم مفلوج ہو گیا ہے محترم لکھاری میں نے پاکستان کے تقریبا تمام کالم نگاروں کو اپنا یہ مسئلہ لکھ کر بھیجا ہے تاکہ آپ لوگوں کی وجہ سے میری کوئی مدد ہو جائے لیکن افسوس کے ساتھ کہ بہت سے کالم نویس میرے جیسی بے کس و مجبور لڑکی کی مدد کو کیوں آئیں گے کیونکہ میں تو ان کو ماسوائے دعاؤں کی اور کچھ نہیں دے سکتی محترم لکھاری آپ اور آپ کے ساتھیوں نے ملالہ، آصفہ، لانگ مارچ، ملین مارچ، سیاست، ثقافت اور دیگر موضوعات پر بے شمار کالم لکھے ہیں مگر ایک غریب کی فریاد کو اگر کوئی کالم نگار اپنی قاریوں تک نہیں پہنچائے گا تو اور کون لوگ ہوں گے جو ہماری فریادوں کو سنیں گے کیونکہ اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو تو اپنے بھکیڑوں سے فرصت نہیں وہ قوم کی بیٹیوں کا خیال کہاں سے رکھیں گے آگے کہ الفاظ بڑے تلخ تھے جس میں انھوں نے کالم نگاروں کو غریب لوگوں کی

دعاؤں کا طلبگار نہ ہونے کا ذکر کیا تھا مگر یہ بات سچ نہیں ہے کیونکہ ہم کالم نگار بھی عام لوگوں کی طرح ہر وقت اپنے رب کے حضور دعاؤں کے طلب گار ہوتے ہیں پاکستان کی کئی نامور کالم نگار آئے دن قوم کی کسی نہ کسی کمزور باپ، بیٹی اور بیٹے کی فریاد اپنے قاریوں تک پہنچاتے ہیں کیونکہ لوگ جانتے ہیں کہ آج کل کے الیکٹرونک میڈیا کے دور میں اگر کسی کی بات دل پر اثر رکھتی ہے تو وہ کالم نگار ہی ہیں جو کہ دن رات ملک وملت کی خاطر اپنے قلم سے معاشرے کو جھنجوڑ جھنجوڑ کر اسے بیدار کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے بعض اوقات وہ ان مجبور اور بے کس لوگوں کو پورا وقت نہیں دے سکتے لیکن پھر بھی راقم کو یہ یقین ہے قلم کی حرمت کو سمجھنے والے بہت سے لوگ درد دل رکھتے ہیں اور عوام کے مسائل کو اجاگر کرنے اور غریبوں کی مدد کرنے کے لئے کوئی لمحہ ضائع نہیں کرتے ان کا مزید لکھنا تھا کہ ڈاکٹروں نے ان کے لئے آپریشن تجویز کیا تھا جس کے میڈکل بورڈ میں ڈاکٹر انیلہ بلال، ڈاکٹر طاہر، ڈاکٹر ممتاز علی، ڈاکٹر محمد علی، ڈاکٹر عصمت اللہ خٹک، ڈاکٹر مسلم خان اور ڈاکٹر ولی خان شامل ہیں جس میں آپریشن کے اخراجات چار لاکھ روپے بتائے گے ہیں لیکن میرے والد جو کہ کلاس فور کے ملازم تھے ریٹائرڈ ہونے کے بعد ان کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ وہ میرا علاج کروا سکیں پاکستان کے ان تمام اداروں کو جو کہ غریبوں کے نام پر بنائے گئے ہیں لیکن وہ غریبوں کو کچھ دینے سے قاصر ہیں ان کو خطوط لکھے ہیں اور پاکستان کی تمام سماجی شخصیات جو کہ اپنے فلاحی کوموں کی

وجہ سے جانی اور مانی جاتی ہیں ان کو خطوط لکھے ہیں مگر میرا مسئلہ وہیں کا وہیں ہے اب مجھے امید لگی ہے کہ اگر دو چار کالم نگاروں نے میرے مسئلے کو اپنے کالم کی زینت بنا لیا تو خدا تعالیٰ مجھے اس عمر بھر کی بیماری اور معزوری سے بچالے گا انھوں نے مذید کہا کہ اب ان فلاحی اداروں سے نہیں بلکہ اخبار کے قاریوں سے اپیل کروں گی کہ وہ میرے علاج کے لئے اپنا کردار ادا کریں اور اس کے لئے اگر تھوڑی تھوڑی رقم جمع کرکے دیں تو ان کا علاج ممکن ہے اس حوالے سے اگر کسی کو ان سے رابطہ کرنا ہو یا ان کا میڈیکل ریکارڈ چیک کرنا ہو تو ان کے والد مغل خان کا موبائل نمبر 9471791-0305اور ایڈریس محلّہ محمد آباد ڈاکخانہ یونیورسٹی تھکال پشاور پاکستان اس پر رابطہ کر سکتا ہے یہ خط اور اس جیسے کئی خطوط ہمارے کالم نگاروں کو آئے دن ملتے رہتے ہیں اور وہ اکثر و بیشتر ان خطوط کو اپنے کالموں میں شامل بھی کرتے ہیں اور زیادہ تر لوگوں کی کوئی نہ کوئی صاحب استطاعت مدد بھی کر دیتا ہے اور ایسے لوگوں کے لئے جو کسی کے دکھ درد کو عوام تک پہنچانے کا زریعہ بنتے ہیں یقینا بڑا اجر ہے یہ وہ خط تھا جس کو پڑھنے کے بعد میں سوچا کہ اگر انسان اپنی ڈھیروں مصروفیات میں سے کچھ لمحے خلق خدا کی خدمت کے لئے نکال لے تو کوئی وجہ نہیں کہ معاشرے کی ان ناہمواریوں کو ہم اپنے طور پر ختم نہ کر سکیں اور ان طبقات کو جو ہم میں کمزور ہیں ان کو اپنے ساتھ برابر سطح پر نہ لا سکیں اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

لانگ مارچ اور عوامی مسائل

وطن عزیز میں جس طرح کے حالات پیدا کیے گئے یا بنائے اور دکھائے گئے ان کی وجہ سے وطن عزیز کی عالمی برادری مین نا صرف بدنامی ہوئی ہے بلکہ اس کی وجہ سے ملکی معیشت کا بیڑا بھی غرق ہوا ہے ڈاکٹر طاہر القادری کے لانگ مارچ سے اسلام آباد کے شہریوں کا جینا محال ہو چکا تھا اوپر سے رہی سہی کثر اسلام آباد کی انتظامیہ کی غلط سیکیورٹی پالیسی کی وجہ سے خراب ہو گئی تھی اور اسلام آباد کو ایک مکمل فوجی چھاونی میں بدل دیا گیا تھا جس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اس سے پہلے ہونے والے لانگ مارچ اور اور جلسے جلوسوں میں لوگوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوتی تھی مگر یہ خاص قسم کا پروٹوکول اور خاص قسم کی نوازشیں صرف ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کے مارچ کے لئے ہی کیوں یقینا اس کے پیچھے بہت سے خفیہ ہاتھ سرگرم تھے جو پاکستان اور یہاں کے جمہوری سسٹم کو نقصان پہنچانے کے درپے تھے اور اس لانگ مارچ کا اگر موازنہ اس سے پہلے دفاع پاکستان کونسل کے مارچ سے کیا جائے تو یہ اس کے ایک تہائی کے برابر بھی نہیں ہے ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کی جانب سے کیے جانے والے مطالبات بے تکے ہیں جن کا یہ وقت نہیں ہے اور نہ ہی پارلیمنٹ سے ماورا کسی تبدیلی کا امکان تھا سو ان کی طرف سے کیے جانے والے مطالبات ہوا میں تیر چلانے کے مترادف

تھے ان کے ساتھ جو ہمدردیاں لوگوں کی طرف سے لانگ مارچ کے شروع ہوتے وقت تھیں ان کے غیر جمہوری مطالبات کی وجہ سے کافی حد تک کم ہو گئی تھیں جس کا احساس ان کو بھی ہو رہا تھا اور اگر دیکھا جائے تو منہاج القران ایک مذہبی جماعت ہے مگر پاکستان کی جتنی بھی مذہبی جماعتیں ہیں ان میں سے کسی نے بھی ان کی حمایت نہ کرکے ثابت کر دیا کہ پاکستان کی تمام سیاسی مذہبی جماعتیں نا صرف جمہوریت پسند ہیں بلکہ غیر جمہوری قوتوں کو ناپسند بھی کرتی ہیں جو کہ خوش آئیند بات ہے بہت سے لوگوں کی جانب سے اس بات اشارہ دیا جا رہا تھا کہ کچھ خاموش قوتیں ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کی پشت پناہی کر رہی ہیں جس کی وجہ سے ایک بہت سے جمہوریت پسند پاکستانیوں کو شدید تشویش لاحق ہو گئی تھی اور لمحہ ب لمحہ تبدیل ہوتی صورتحال کافی حد تک پریشان کن تھی کیونکہ میڈیا ہر وقت مرچ مصالحہ لگا کر خبر کو ایسے پیش کر رہا تھا کہ جیسے بس حکومت گئی کہ گئی لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا لوگوں کی تشویش میں کمی ہوتی گئی کیونکہ کہ اب کسی بھی غیر جمہوری قوت کے لیے جمہوریت پر شب خون مارنا اتنا آسان نہیں تھا کیونکہ آزاد عدلیہ باشعور عوام ایک جیتا جاگتا میڈیا یقیناوہ بڑی طاقتیں ہیں جو کہ غیر جمہوری قوتوں کے راستے کی سب سے بڑی دیوار ہیں اس حوالے سے جس طرح اپوزیشن جماعتوں نے جمہوریت کے فروغ اور اسکی حفاظت کے لئے مشرکہ اعلامیہ جاری کیا اس سے ان خفیہ طاقتوں کو ایک پیغام ضرور مل گیا کہ پاکستان کے عوام اور یہاں کے لیڈر اور تمام سیاسی جماعتیں کسی بھی صورت میں

غیر جمہوری رویوں کو آگے آنے کا موقع نہیں دیں گی ایک بات اور واضح ہو گئی کہ جب سے اپوزیشن جماعتوں کا اجلاس ہوا ہے ڈاکٹر طاہر القادری کے رویے میں ایک عجیب قسم کی مایوسی اتر آئی تھی وہ لوگوں کو قسمیں دے دے کر اپنا ساتھ دینے کا کہہ رہے تھے اور ان جماعتوں کو جن کا ان سے ایجنڈا ملتا جلتا ہے ان کو اپنے ساتھ آنے کی دعوت دے رہے ہیں تاکہ کسی نہ کسی طرح ان کے لانگ مارچ کو اور زیادہ تقویت مل سکے لیکن یہ بات یقینا ڈاکٹر طاہر القادری کے لئے پریشان کن تھی کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی پوزیشن کمزور ہو رہی تھی کیونکہ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کو منظم رکھنا اور ان کے رہن سہن اور کھانے پینے کا نظام کرنا یقینا منہاج القران کے لیے مشکلات کا باعث بن رہا تھا اور ان خفیہ قوتوں کے لئے بھی پریشان کن تھا جن کا خیال تھا کہ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کے مارچ کے دو تین دن بعد وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو جائیں گے یوں ڈاکٹر طاہر القادری صاحب اس لانگ مارچ کے ہیرو کے طور پر عوام میں اور ان طاقتوں کے سامنے آ جائیں گے لیکن پاکستان کی سیاسی جماعتیں جو کہ اب پہلے سے زیادہ ہوشیار ہو چکی ہیں انھوں نے آنے والے خطرات کو بھانپ لیا اور بر وقت اقدامات اٹھاتے ہوئے ان طاقتوں کا راستہ روکنے میں اہم کردار ادا کیا اپوزیشن جماعتوں کے حالیہ فیصلوں کے بعد حکومت کو بھی اطمینان نصیب ہوا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ڈاکٹر طاہر القادری کے مارچ کی وجہ سے ایک بار پھر پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کو جو چاہیے حکومت میں

ہوں یا اپوزیشن میں اسمبلی کے اندر ہوں یا باہر ایک دوسرے کے بہت قریب کر دیا ہے لیکن یہ سب کچھ عوام کے لئے نہیں ہے بلکہ ان سیاسی جماعتوں کے اپنے مفادات کے لئے تھا ان کے اس اکھٹا ہونے میں کوئی بھی عوامی مسئلہ جیسا کہ لوڈشیڈنگ ، گیس کا بحران ، آٹے کا بحران امن و امان کا مسئلہ یا دوسرے دیگر مسائل کے بارے میں کوئی غور نہیں ہوا ہاں مگر؟ غور ہوا تو ضرور مگر اپنی اپنی باری کا کسی ایک ایجنڈے میں بھی عوامی مسائل کا کوئی تذکرہ دیکھنے کو نہیں ملا کیا ہی اچھا ہوتا کہ اپوزیشن کا یہ اکھٹ عوامی مسائل کے حل کے لئے ہوتا عوام کو اس بارے میں ضرور سوچنا چاہیے کہ جب بھی ان سیاسی جماعتوں کے مفادات کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو وہ سب ایک ہو جاتے ہیں کبھی میثاق جمہوریت کی شکل میں کبھی این آر او کی شکل میں لیکن کیا وجہ ہے کہ کبھی یہ تمام جماعتیں ملک کے غریب عوام کو ریلیف دینے کے لئے ایسے معاہدے نہیں کرتی کیا ہم عوام ان کے لئے کچھ نہیں ہیں اگر حکومت یا اپوزیشن جماعتوں کو اپنی نوکری خطرے میں لگے تو یہ لوگ فوراً ایک ہو جاتے ہیں اس کے برعکس اگر معاملہ عوام کے فائدے کا ہو تو یہ اس کو طول دے دے کر اتنا لمبا کر دیتے ہیں ہیں کہ اس کے فوائد ایک غریب تک پہنچنے سے پہلے ہی اپنی افادیت کھو دیتے ہیں حالیہ ہونے والے مارچ سے نہ تو حکومت کا کوئی نقصان ہوا ہے اور نہ اپوزیشن جماعتوں کا نہ ڈاکٹر طاہر القادری کا اور نہ ان کی جماعت کا اس میں نقصان تو صرف اور صرف پاکستان کا اور یہاں کے عوام کا ہوا ہے جو کہ سٹاک

مارکیٹ کریش کرنے بعد ازاں اسلام آباد کے تجارتی حب بلیو ایریا کو کئی دن سے یرغمال بنانے کی وجہ سے جو نقصان ہوا وہ عوام کا ہی تو نقصان ہے اور جس طرح کے مذاکرات ہوئے وہ تو لانگ مارچ کے بغیر بھی ہو سکتے تھے یوں پورے ملک کو بلاک کرنے سے نہ تو قادری صاحب کو کوئی فائدہ ہوا اور نہ ہی پاکستان کے عوام کو ہاں مگر کچھ لوگوں کو یکجا کرنے کے لئے یہ ضرور فائدہ مند ہوا ہے۔

قائد اعظم کی شہریت کے بارے میں اصل حقائق

گزشتہ دنوں جس طرح متحدہ کے قائد کی جانب سے قائد اعظم کی ذات پر جو کیچڑ اچھالنے کی مذموم کوشش کی گئی تمام پاکستانیوں نے اس کی مذمت کی ہے اور ان کے اس لب و لہجے کو چاند پر تھوکنے کے مترادف قرار دیا ہے جو کہ بلکل صحیح ہے اور اس میں کوئی ابہام نہیں ہے کہ محمد علی جناح صرف اور صرف ایک محب وطن پاکستانی ہی تھے ان کی تمام وفاداریاں پاکستان اور یہاں کے عوام کے لئے ہی تھیں جو الزامات اور جو دعوے الطاف حسین کی جانب سے پیش کیے گے وہ تمام کے تمام حقائق کے بلکل منافی ہیں ان کوئی سچائی نہیں ہے انھوں نے حقائق کو توڑ مروڑ کر حقائق کو مسخ کرنے کی بھونڈی کوشش کی ہے یہ بات پوری قوم جانتی ہے ان کی اس ہرزہ رسائی سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ پاکستان کے سیاسی بھروپیے اپنی سیاست چمکانے کے لئے کسی بھی قومی ہیرو کو نہیں بخشتے ان کو صرف اور صرف اپنے اقتدار اور اپنے مفادات کا خیال ہوتا ہے اس حوالے سے آج میں قائد اعظم کے برٹش انڈیا پاسپورٹ کی اصل حقیقت پر روشی ڈالنے کی کوشش کروں گا جس سے یقینا عام آدمی کے ذہن میں اٹھنے والے سوالات کا جواب ضرور مل جائے گا۔

محمد علی جناح کا نیلا پاسپورٹ جو انڈین پاسپورٹ ایکٹ مجریہ انیس سو بیس کے

تحت اٹھائیس نومبر انیس سو چھیالیس کو پانچ برس کی مدت کے لیے جاری ہوا تھا آپ کی تصویر پر جو مہر لگی ہوئی تھی اس پر پاسپورٹ آفس کراچی گورنمنٹ آف سندھ درج ہے چونکہ یہ پاسپورٹ برٹش انڈیا کے (شہری) کو جاری کیا گیا ہے لہٰذا اندر کے پہلے صفحے پر انگلستان کے بادشاہ کے بجائے گورنر جنرل برٹش انڈیا کی جانب سے یہ درخواست چھاپی گئی ہے کہ حاملِ ہذا کی دورانِ آمدورفت بلارکاوٹ راہداری، مدد اور ضروری تحفظ فراہم کیا جائے یہ پاسپورٹ حاملِ ہذا (محمد علی جناح) کو جن ممالک کے سفر کی اجازت دیتا ہے وہ مجاز افسر نے ہاتھ سے لکھے ہیں اور درج ذیل ہیں برطانیہ، براستہ عراق، ٹرانس جارڈن، فلسطین، مصر، اٹلی، فرانس، ہالینڈ، بلجئیم، سوئٹزرلینڈ اور مالٹا نیشنل سٹیٹس (قومیت) کے خانے میں لکھا ہوا ہے 'برٹش سبجیکٹ بائی برتھ انیس سو انچاس تک سرسید احمد خان سے لے کر علامہ اقبال، علی برادران، حسرت موہانی، نہرو، سبھاش چندر بوس، محمد علی جناح، ذوالفقار علی بھٹو اور اندرا گاندھی سمیت ہر اس شخص کو برٹش سبجیکٹ کہتے تھے جو سلطنتِ برطانیہ کی زیرِ عملداری دنیا کے کسی بھی خطے میں پیدا ہوا ہو انیس سو انچاس میں برٹش سبجیکٹ کی اصطلاح میں ترمیم ہوئی اور دولتِ مشترکہ کامن ویلتھ سٹیزن) کے شہری کی اصطلاح متعارف ہوئی انیس سو اکیاسی کے برٹش) سٹیزن شپ ایکٹ کے تحت برٹش سبجیکٹ کی اصطلاح میں مزید ترمیم ہوئی اور اسے برطانیہ اور آئرلینڈ کے شہریوں تک محدود کر دیا گیا اس خطے سے باہر برطانوی عملداری ، میں جو علاقے موجود تھے جیسے ہانگ کانگ

مکاؤ، جبرالٹر، فاک لینڈ وغیرہ تو ان کے لیے برٹش اوورسیز اور برٹش ڈیپنڈنٹ ٹیرٹریز کی اصطلاحات واقسام وضع کی گئیں چنانچہ جب کوئی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ محمد علی جناح اسی طرح برطانوی شہری تھے جس طرح میں ہوں تو ایسا دعویٰ کرتے وقت از حد تاریخی و قانونی احتیاط کی ضرورت ہے جب آئین نافذ ہوگیا تو گورنر جنرل صدر ہوگیا اور گورنر جنرل کا انیس سو پینتیس کے ایکٹ کے تحت حلف بھی نئے حلف سے بدل گیا پہلی بات تو یہ ہے کہ جدید پاسپورٹ برطانیہ اور اس کی نوآبادیات میں انیس سو بیس کے پاسپورٹ ایکٹ کے تحت وجود میں آیا اس سے پہلے راہداری اور پرمٹ پر سفر ہوتا تھا دوم یہ ہے کہ اگر برٹش سبجیکٹ (شہری) اور برٹش انڈین سبجیکٹ ایک ہی چیز تھی تو پھر برطانیہ کو اپنی نوآبادیات کے شہریوں سے خود کو الگ شناخت دینے کے لیے انیس سو بیس میں علیحدہ پاسپورٹ جاری کرنے کی کیوں ضرورت پڑ گئی جس پر موٹا موٹا لکھا تھا (برٹش پاسپورٹ یونائٹڈ کنگڈم آف گریٹ برٹن اینڈ آئرلینڈ) یہ نیلا پاسپورٹ انیس سو اٹھاسی میں یورپی یونین والے سرخ جلد کے پاسپورٹ سے بدل گیا تو کیا برطانیہ اور اس کی تمام نوآبادیات میں صرف ایک پاسپورٹ کی ایک ہی جیسی عبارت سے کام نہیں چل سکتا تھا ؟ اگر یہ مان لیا جائے کہ برٹش انڈین پاسپورٹ رکھنے والا بھی برطانیہ کا اتنا ہی شہری تھا جتنا کہ یوکے اینڈ آئرلینڈ کا پاسپورٹ ہولڈر، تو پھر مجاز افسر کو اپنے ہاتھ سے محمد علی جناح کے پاسپورٹ پر برطانیہ براستہ عراق لکھنے کی کیا ضرورت تھی اور اس پاسپورٹ پر آسٹریلیا ،

نیوزی لینڈ، کینیڈا اور دیگر برطانوی نوآبادیات کے ناموں کا اندراج کیوں نہیں کیا گیا تاکہ جناح صاحب ایک 'برطانوی شہری' کے طور پر جمیکا سے کینیا تک جس برطانوی نوآبادی میں چاہتے آ جا سکتے اگر برٹش انڈین پاسپورٹ رکھنے والا خود بخود برطانوی شہری بن سکتا تو تیرہ اپریل انیس سو اکیاون کو پاکستان سٹیزن شپ ایکٹ کیوں نافذ ہوا جبکہ اس تاریخ کو بھی برطانوی بادشاہ پاکستان کا آئینی حکمران تھا اور گورنر جنرل پاکستان اس کا نمائندہ تھا تو کیا حکومتِ پاکستان کے اس ایکٹ کو بین الاقوامی قانون کے تحت برٹش انڈیا کی جانشین حکومت کا ایکٹ تصور کیا جائے یا تاجِ برطانیہ سے بغاوت سمجھا جائے ؟ رہی یہ بات کہ برطانوی بادشاہ یا ملکہ آزادی کے بعد بھی بھارت اور پاکستان کا آئینی سرپرست کیونکر رہے ؟ اس لیے رہے کہ چودہ اور پندرہ اگست انیس سو سینتالیس کے دن نہ انڈیا کا اپنا آئین تھا اور نہ پاکستان کا چونکہ خلا میں کسی مملکت کا انتظام نہیں چلایا جا سکتا لہٰذا نئے آئین کے نفاذ تک دونوں ممالک گورنمنٹ آف برٹش انڈیا ایکٹ مجریہ انیس سو پینتیس کے تابع رہے جب آئین نافذ ہو گیا تو گورنر جنرل صدر ہو گیا اور گورنر جنرل کا انیس سو پینتیس کے ایکٹ کے تحت حلف بھی نئے حلف سے بدل گیا (جیسے یحییٰ خان کی معزولی کے بعد انیس سو تہتر کے عبوری آئین کے نفاذ تک خلا پر کرنے کے لیے بھٹو صاحب کو عبوری صدر کے ساتھ ساتھ چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کا حلف مجبوراً اٹھانا پڑ گیا تھا پہلا پاکستانی پاسپورٹ انیس سو اکیاون کے سٹیزن شپ ایکٹ کے تحت

پاکستانی دفترِ خارجہ کے مڈل ایسٹ ڈویژن کے ڈپٹی سیکرٹری محمد اسد کو جاری ہوا تب تک برٹش انڈیا کے جاری کردہ پاسپورٹ پر پاکستان کی مہر لگا کر کام چلایا جاتا تھا جبکہ بھارت میں تو سٹیزن شپ ایکٹ مجریہ انیس سو پچپن کے نفاذ تک پرانے پاسپورٹوں پر نئی ریپبلک آف انڈیا کی مہر لگتی رہی بالکل ایسے جیسے پاکستان کے کرنسی نوٹوں کے اجرا تک برطانوی ہند کے کرنسی نوٹوں پر پاکستان کا ٹھپہ لگا کر کام چلایا جاتا رہا چونکہ پاکستان میں تیرہ اپریل انیس سو اکیاون تک شہریت کا قانون ہی نہیں تھا اور برٹش انڈین دور کے قوانین سے کام چلایا جا رہا تھا تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ گورنر جنرل اور وزیرِ اعظم سمیت پوری کابینہ اور اسمبلی کے اسّی ارکان سمیت مغربی اور مشرقی پاکستان کے سات کروڑ شہریوں میں سے ایک بھی پاکستانی شہری نہیں تھا سب کے سب ایک منقسم برٹش انڈیا کے شہری تھے اور اس ناطے برطانوی شہری تھے اور اس ناطے وہ جتنے ڈھاکہ اور کراچی میں بسنے کے قانوناً مجاز تھے اتنے ہی لندن اور برمنگھم میں بھی بسنے کے اہل تھے ۔

ان سب حقائق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ قائدِ اعظم خالصتاً پاکستانی تھے اور ان کی شہریت بھی پاکستان کی ہی تھی اب کوئی نام نہاد سیاسی لیڈر اگر اپنے آپ کو کسی دوسرے ملک کی لی گئی شہریت کے لئے درست ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ اس کا مسئلہ ہے مگر خدارا اس میں ان

عظیم ہستیوں کو نہ لایا جائے جنہوں نے پاکستان اور اس کے عوام کے لیے اپنا تن من دھن قربان کر دیا اور پاکستانی قوم کی نظروں میں ہمیشہ کے لئے امر ہوگے۔

افواج پاکستان سے یکجہتی کی ضرورت

بھارت کی طرف سے پاکستان کی سرحدوں پر سیز فائر کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہمارے کئی نوجوان شہید ہو چکے ہیں مگر چور مچائے شور کے مترادف بھارت نے اپنے نام نہاد میڈیا کی مدد سے یہ شور شرابا شروع کر دیا ہے کہ پاکستان نے ہمارے نوجوانوں کو قتل کیا ہے جس کی وجہ سے پاکستان اور بھارت کے تعلقات ایک بار پھر سرد مہری کا شکار نظر آتے ہیں اس کی بڑی وجہ بھارت کی طرف سے جھوٹے اور بے بنیاد الزامات ہیں بھارت کی اس ہٹ دھرمی کی وجہ سے جب پاکستان کی جانب سے یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ ان ہونے والے واقعات کی انکوائری اقوام متحدہ سے کروائی جائے تو بھارت نے سچ سامنے آ جانے کی ڈر سے نا صرف انکار کر دیا بلکہ اسے اپنے ملک کے داخلی معاملات میں مداخلت قرار دے دیا ان کے وزیر خارجہ کا کہنا ہے کہ بھارت ان چھوٹے مسائل کو عالمی فورم پر لے کر جانا نہیں چاہتا جو کہ سفید جھوٹ کے سوا کچھ نہیں کیونکہ اسے وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوتا نظر آ رہا ہے اس وجہ سے عالمی برادری بھی یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی ہے کہ یہ سارا تماشہ بھارت کی طرف سے ہی ہے مگر عالمی برادری بھی بھارت کی بڑی تجارتی منڈی کو کھونے کے حق میں نہیں ہے کیونکہ بھارت کو ناراض کرنے سے ایک بہت بڑی تجارتی منڈی ان کے ہاتھ سے نکل سکتی ہے جو وہ کبھی بھی نہیں چاہیں

گے اور پاکستان میں دہشت گردی کے ٹھکانوں کے بارے میں تو ہمیشہ بھارت شور مچاتا رہا ہے کہ یہ ٹھکانے بھارت میں دہشت گردی کے ذریعے سے لوگوں کو مار رہے ہیں مگر اب جبکہ ان کے اپنے وزیر دفاع نے یہ انکشاف کر دیا ہے کہ بھارت کی ہندوں تنظیمیں اور بھارت کی دوسری بڑی سیاسی جماعت بی جے پی نے اپنے کئی دہشت گردی کے اڈے کھولے ہوئے ہیں جہاں پر وہ مذہبی ہندو انتہا پسندوں کو نا صرف تربیت دیتی ہے بلکہ ان کو پاکستان اور دوسرے ممالک کے خلاف بھی استعمال کرتا ہے جس کی وجہ سے بھارت کا امیج دنیا میں خراب ہو رہا ہے ان کے اس اعتراف کے بعد تو عالمی برادری کو پاکستان کے موقف کی تائید کرنی چاہیے کیونکہ بھارت کی اس دہشت گردی کی وجہ سے بہت سے پاکستانیوں کی جانیں جا چکی ہیں جن میں قابل ذکر سمجھوتہ ایکسپریس اور مکہ مسجد کے واقعات بھی ہے جس میں کئی پاکستانیوں کو ان انتہا پسند بھارتیوں نے شہید کر دیا تھا اب جبکہ خود بھارتی اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں تو یہ پاکستان کے موقف کی جیت ہے عالمی برادری اور خصوصا امریکہ پاکستان میں دہشت گردی اور یہاں پر دہشت گردوں کے ٹھکانوں کی بات کرتا ہے اور ان کو ختم کرنے کے لئے اپنے طور پر ڈرون حملے بھی کرتا ہے اور بے گناہ اور نہتے لوگوں کو شہید کرتا ہے تو کیا وہ بھارت میں انتہا پسندوں کے ٹھکانوں کو ختم کرنے اور ان کے خلاف کوئی کروائی کرے گا ؟یقینا نہیں کیونکہ بھارت ایک غیر اسلامی ملک ہے جبکہ امریکہ اور عالمی برادری ہمیشہ سے مسلمانوں کے خلاف ہی رہی ہیں آج تک کسی

بھی غیر اسلامی ملک کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی گئی کیونکہ ان کے ایجنڈے میں مسلمان ممالک کو ٹارگٹ کرنا ہے تاکہ مسلمانوں کی طاقت کو ختم کیا جاسکے بھارت کی طرف سے سرحدوں کی خلاف ورزی اور بعد ازاں اس خلاف ورزی سے انکار کی وجہ سے پاکستان اور بھارت کے تعلقات انتہائی بیک فٹ پر چلے گئے ہیں جس کے بعد پاکستان کے قومی کھلاڑی جو کہ وہاں پر ہاکی کھیلنے کے لئے گئے تھے ان کو واپس بھیج دیا گیا جس کے بعد پاکستان کے خلاف بھارت کی طرف سے ایک محاز کھول دیا گیا جس میں ان کے سیاستدانوں اور فنکاروں سے لیکر کھلاڑی تک شامل ہو گئے اور پاکستان کی مسلح افواج کے خلاف جھوٹے اور من گھڑت الزامات کی بوچھاڑ شروع کر دی یہ سوچے بنا ہی کے اس سے پاکستان سے تعلقات خراب ہو سکتے ہیں اس وقت جبکہ پاک فوج دو محاذوں پر دشمن سے لڑ رہی ہے ایک محاز پر دہشت گردوں کے خلاف اور دوسرے محاز پر بھارت کے خلاف ان کی ننگی جارحیت کے خلاف برسرپیکار ہے اس وقت پاک فوج کو عوامی حمایت کی شدید ضرورت ہے کیونکہ کسی بھی ملک کی افواج کو لڑائی جیتنے کے لئے اپنے عوام کی تائید اور مدد کی ضرورت ہوتی ہے پاک فوج چاروں طرف سے دشمن کے گھیرے میں ہے بھارت عالمی قوتوں کے اشارے پر پاکستان کے اندرونی حالات خراب کر رہا ہے جس کے ثبوت بھی عالمی برادری کو دیے گئے مگر انھوں نے بھارت کے خلاف کوئی کاروائی کرنے کے بجائے الٹا پاکستان کو مورد الزام ٹھرا دیا حالیہ بھارتی جارحیت پاک فوج کے جوانوں کی شہادت اس کی بدمعاشی کا منہ بولتا ثبوت ہے

بھارتی آرمی کا سربراہ پاکستان پہ حملے کی دھمکیاں دے رہا ہے لیکن افسوس صد افسوس کے پاکستان کے سیاسی اور حکومتی حلقوں کی جانب سے پاک فوج کے لئے کوئی حمایتی بیان جاری نہ ہوا اس کے برعکس انڈیا کی افواج کے حق میں ان کے فنکار، سیاستدان اور کھلاڑی تک پیش پیش ہیں ایسے حالات میں ہمیں پاک فوج کو ایک مضبوط پیغام دینا چاہئیے کہ ہم پاک فوج کے ساتھ ہیں پاک فوج کو ہماری کسی بھی قسم کی ضرورت پیش آئے تو ہم ہر طرح کے تعاون کے لیے تیار ہیں اس کے لئے ہمارے سیاست دان ہمارے عوام ہمارے طلبہ کو پاک فوج کے شانہ بشانہ کھڑا ہونے اور ان کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار کرنا ہوگا تاکہ کہیں پر بھی ہماری مسلح اور بہادر افواج کو یہ نہ لگے کہ ان کے ساتھ ان کی عوام کی طاقت نہیں ہے اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ کسی بھی ملک کی افواج اس وقت تک اپنے ملک کا دفاع نہیں کر سکتی جب تک ان ممالک کی عوام ان کا ساتھ نہ دے رہے ہوں ہمیں پاک فوج کے حوصلوں کو نیا جزبہ نیا جوش دینے کی ضروت ہے اور اس بات کا عزم دھرانا ہوگا کہ پاک سرزمین کے تحفظ کے لیے اپنی جان قربان کرنے کے لیے تیار ہیں تاکہ دشمن کو پتا چلے کہ یہاں پاک فوج کی تعداد پانچ لاکھ نہیں بلکہ اٹھارہ کروڑ ہے یہ اسی صورت ممکن ہے جب ہماری ملت کا ایک ایک فرد اپنی افواج کی پشت پہ کھڑا ان کا حوصلہ بڑھا رہا ہوگا۔

افغان نہتے مگر بہادر اور نڈر قوم

جب دسمبر 1979 میں روس افغانستان میں داخل ہوا تھا تو کچھ لوگ سڑکوں پر بھنگڑے ڈال رہے تھے کہ وہ دیکھو سرخ پھریرا سرحد عبور کرنے والا ہے تمہاری داڑھیاں نوچ لی جائیں گی اور سارا انقلاب ہوا کی طرح اڑا دیا جائے گا سرحدوں پر انقلاب کے سویرے کی نوید سنائی گئی لیکن ان سب کو کیا ادراک کہ پاکستان کے ساتھ ایک ایسی قوم بھی بستی ہے جو صرف اور صرف اللہ پر اعتماد کرتی ہے پھر سوویت یونین کے ساتھ جو ہوا وہ سب نے دیکھا اس ملک ہی نہی پوری دنیا نے اس عالمی طاقت کو رسوا ہوتے دیکھا اس کے بعد جس امریکا کو یہی لوگ گالیاں دیتے رہے اسی کے دروازے پر بھیک کے لیے کھڑے نظر آنے لگے اسی کی پوجا شروع کر دی یعنی آقا تبدیل ہو گئے، وفاداریاں بدل گئیں وہی گارنٹیاں جو یہ سوویت کو دیتے تھے اب امریکہ کو دینے لگے انہیں ادراک ہی نہیں تھا کہ ہونے کیا والا ہے اس وقت یہ طاقت کے پجاری اور مادی وسائل کو خدا سمجھنے والے کہتے تھے کہ یہ ٹیکنالوجی کی دنیا ہے افغان نہتے اور بے وسائل لوگ ہیں یہ درختوں پر بیٹھے پرندوں کی طرح مارے جائیں گے ایسے میں پورے ملک میں کچھ لوگ بقول ان کے "بیوقوف" تھے جو کہا کرتے تھے کہ دیکھو اس کائنات میں ایک اور طاقت بھی ہے جو اس قوم کی فرمانروائے مطلق ہے اور جو کوئی صرف اور صرف اس پر بھروسہ کر لیتا ہے پھر

یہ اس واحد و جبار کی غیرت کا تقاضا ہے کہ وہ اسے ذلت و رسوائی سے بچائے آج موجودہ دنیا کی تاریخ میں واحد افغان قوم ہے جو سرخرو ہے کسی قوم کے سینے عالمی طاقتوں کو شکست دینے کے اتنے زیادہ میڈل نہی سجے جتنے اس قوم کے سینے پر آویزاں ہیں روس تو یہاں سے ذلیل و رسواء ہو کہ نکلا لیکن جاتے جاتے اپنی سپر طاقت بھی اسی افغانستان کے پہاڑوں میں کہیں کھو گیا اس کے اپنے اتنے ٹکڑے ہوئے جتنے وہ افغانستان کے کرنا چاہتا تھا وقت کے ساتھ ساتھ ایک اور دنیاوی سپر طاقت نے ایک نیا ڈرامہ بنا کر اسی افغان قوم پر یلغار کر دی اور اس نہتی قوم کو سات سمندر پار ہونے والی دہشت گردی کا قصور وار بنا دیا گیا جس قوم کے لیے نہ کھانے کو کچھ تھا نہ رہنے کو جگہ تھی بقول ان لوگوں کے کہ: افغان نہتے اور بے وسائل لوگ ہیں: ہاں مگر تھا ایک جزبہ ایمانی اپنے ملک کو قابضوں سے بچانے کی لگن اپنے وطن کو آزاد کروانے کے لیے لڑنے کا جزبہ تو کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی دنیا کی جدید ٹیکنالوجی سے لیس قوم کے کلسٹر بموں سڑنگز مزائلوں کو جن کے بارے میں خیال کیا جاتا تھا کہ ان کے سامنے افغان چار دن بھی نہیں نکال سکیں گے آج ایک عشرہ ہو چکا ہے ایسے ڈٹے ہوئے ہیں کہ جیسے ان سے بھی جدید ٹیکنالوجی سے لیس ہوں ان افغانوں پر تو اس لڑائی پر کوئی اثر نہ ہوا کیونکہ وہ اس سے پہلے بھی کئی سپر پاورز کا مقابلہ کر چکے تھے اور ان نہتے مسلمانوں سے لڑنے کے بعد ان سپر پاورز کا جو حال ہوا وہ تو ساری دنیا نے دیکھ لیا لیکن اگر کچھ نہ بدلا تو وہ یہ نہتے افغان ہی

تھے جو ایک بار پھر نئے حوصلے کے ساتھ میدان عمل میں تھے کیونکہ وہ جانتے تھے اس کائنات میں ایک اور طاقت بھی ہے جو اس کی فرمانروائے مطلق ہے اور جو کوئی صرف اور صرف اس پر بھروسہ کر لیتا ہے پھر یہ اس واحد و جبار کی غیرت کا تقاضا ہے کہ وہ اسے ذلت و رسوائی سے بچائے دلچسپ بات یہ ہے کہ ان افغانوں سے جو بھی ٹکرایا ان کو تو نہ توڑ سکا البتہ خود اس کا اپنا وجود برقرار رکھنا ممکن نہ رہا دنیا کے تاریخ دان افغان لوگوں کی اس خوبی کو اس قوم کی کامیابی کی ضمانت سمجھتے ہیں کہ کیسی نڈر بے باک اور بہادر قوم ہے جب امریکہ نے 11/9 کا سارا ملبہ ان کے سر تھونپ دیا اور حملہ آور ہوا تو بہت سے تجزیہ کاروں کا خیال تھا کہ بہت جلد وہ افغانستان کو فتح کر لے گا اس بات کا خود امریکیوں کو بھی اندازہ نہ تھا کہ ایک ایسی قوم جس کے پاس ٹیکنالوجی تو دور کی بات کھانے کو کچھ نہیں ہے وہ ان کے لیے اتنی مشکلات پیدا کر دیں گی کہ خود امریکہ کو اس جنگ کے اثرات سے بچانا مشکل ہو جائے گا اب جبکہ امریکہ اس جنگ میں بری طرح سے دھنس چکا ہے اور اس کی معیشت کا حال بہت ہی برا ہے ہر سال لاکھوں امریکی بے روزگار ہو رہے ہیں امریکہ کے چوٹی کے بینک دیوالیہ ہو چکے ہیں کئی بڑی امریکی کمپنیاں بھی ایسی ہی بحرانی کیفیت کا شکار ہے تو وہ اس جنگ سے نکلنا چاہتا ہے کیونکہ یہاں اس جنگ کے اخراجات اب اس کی پہنچ سے باہر ہو چکے ہیں اور اس جنگ میں ہونے والا جانی نقصان بھی ان پر اپنے عوام کی طرف سے پریشر کو بڑھا رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ

اس کے اتحادی یورپی ممالک میں جو حالیہ معیشت کی بد حالی کی صورت حال ہے اس وجہ سے اس کے اتحادیوں کا بھی اس پر بہت زیادہ دباؤ ہے کہ اس جنگ سے اب نکل جانا ہی بہتر ہے کیونکہ اس کو مذید جاری رکھنا اپنے آپ کو تباہی اور بربادی میں دھکیلنے کے مترادف ہو گا امریکہ 2014 میں افغانستان سے نکل جانے کے لیے تیار ہو چکا ہے اور اس کے لیے تمام اقدامات کیے جا رہے ہیں جن میں طالبان قیدیوں کی رہائی طالبان رہنماؤں پر لگائی جانے والی پابندیوں میں نرمی وہ ممالک جن کا طالبان حلقوں میں اثر رسوخ ہے ان کو طالبان کو مذاکرات کی میز پر لانے کے لئے راضی کرنا دنیا کے مختلف ممالک میں طالبان کو اپنے دفاتر کھولنے کے لیے اجازت دینا وغیرہ شامل ہیں امریکہ نے جو اہداف اس جنگ میں کودتے وقت مقرر کیے تھے ان کو پس پشت ڈال کر وہ اس جنگ سے جان چڑانا چاہتا ہے کیونکہ اگر اس نے اس کو جاری رکھا تو شاید باقی سپر پاورز کی طرح اس کا بھی شیرازہ بکھر جائے جو کہ امریکہ کبھی بھی نہیں چاہیے گا اور اب وہ لوگ جو ہر بار ان غیر ملکی طاقتوں کو خوش آمدید کہتے نظر آتے ہیں کسی نئے شکار کو پھانسنے کی کوشش میں ہیں کیونکہ ان کو نہ تو افغانستان سے کوئی مطلب ہے نہ امریکہ سے انھیں تو صرف اپنا مفاد عزیز ہے جس کے لئے وہ کسی کو بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

وعدے خلافیاں جمہوریت کیلئے نقصان دہ

پاکستان کی سیاست میں ہمیشہ وعدوں اور معاہدوں کو نا صرف توڑا گیا بلکہ انھیں پامال بھی کیا گیا جس کی وجہ سے سیاسی لوگوں کو عزت اور احترام کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا لیکن ان کی دولت اور ان کے اختیارات کی وجہ سے لوگ ان کی عزت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں مگر نوئے فیصد لوگ سیاسی لوگوں کو وعدہ خلافی کی عادت کی وجہ سے ناپسند کرتے ہیں عموما یہ مشاہدہ الیکشن کے دنوں میں دیکھنے میں آتا ہے کہ سیاسی لوگ عوام سے وعدے کرتے ہیں کہ وہ منتخب ہونے کے بعد سب سے پہلے اپنے حلقے کے عوام کے مسائل کو حل کریں گئے جب وہ منتخب ہو جاتے ہیں تو ایسے غائب ہوتے ہیں کہ اگلے الیکشن تک ان کی شکل عوام کو بھول چکی ہوتی ہے دوسرے الفاظ میں اگر کہا جائے کہ ہمارے ہاں وعدہ توڑنے اور وعدہ خلافی کو سیاست کہتے ہیں تو بے جا نہ ہو گا بات ہو رہی تھی وعدوں اور معاہدوں کی کچھ عرصہ پہلے جب پاکستان میں اصل جمہوریت کو زندہ کرنے کی ایک کوشش کئی گئی تھی جو کہ بعد ازاں ناکام ثابت ہوئی جس میں پاکستان پیپلز پارٹی کے کوچئیر مین صدر آصف علی زرداری اور مسلم لیگ (ن) کے میاں نواز شریف کے درمیان مری میں ملاقات ہوئی تھی مجھ سمیت کئی لوگوں کو ایسا لگا کہ اب پاکستان کو ایشیاء کا ٹائیگر بننے سے کوئی نہیں روک سکے گا کیونکہ ملک کی دو بڑی سیاسی

جماعتوں نے صرف اور صرف عوام اور پاکستان کی بہتری کے لئے ایک دوسرے کا ساتھ دینے کا نا صرف وعدہ کیا بلکہ ایک معاہدہ بھی کیا اور بعض رپوٹس کے مطابق قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر قسمیں بھی کھائی گئی مگر کیا ہوا ؟نا صرف وعدے سے روگردانی کی گئی بلکہ یہاں تک کہہ دیا گیا وعدے کوئی قرآن حدیث نہیں ہوتے جس کی وجہ سے عام لوگوں نے محسوس کیا کہ پاکستان اور عوام کی خاطر کیے گئے وعدے محض دکھلاوئے کے علاوہ کچھ نہ تھے بلکہ ان کے ذریعے عوام کو بے وقوف بنانے کی کوشش کی جاتی ہے مگر عوام کا کیا گیا وہ تو پہلے بھی مشکلات کا شکار تھے اب بھی مشکلات کا شکار ہیں پہلے بھی وہ بنیادی ضروریات زندگی سے دور تھے آج اور بھی زیادہ دور ہو رہے ہیں وعدے خلافیوں کا یہ سلسلہ صرف حکمرانوں اور جماعتوں کا آپس میں ہی نہیں بلکہ نوئے فیصد عوام سے کیے گئے وعدوں کا پاس نہیں رکھا جاتا بات ہو رہی تھی وعدوں کی تو یہاں ایک بات جو غور طلب وہ یہ ہے کہ وہ وعدے جو ملک کی دوسری بڑی جماعت سے کیے گئے ان کو جس وقت توڑا گیا تھا کیا وہ جماعت اس کے لیے عدلیہ سے رجوع نہیں کر سکتی تھی اور اس جماعت نے اس وقت جب یہ وعدہ اور معاہدہ کیا تھا اس کو قانونی شکل دینے اور وعدے سے انحراف کی صورت میں بطور گارنٹی کس کس کو شامل کیا تھا کیونکہ حالیہ دنوں میں حکومت کو تحریک منہاج القرآن کے سربراہ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب نے وختے میں ڈالا ہوا ہے اور جن کے مطالبات کو غیر آئینی اور غیر قانونی کہا جا رہا ہے اور پاکستان کے بہت سے لوگ یہ سمجھتے

ہیں کہ وہ واقعتاً غیر قانونی اور غیر آئینی مطالبات ہیں ان سے جو مذکرات کیے گئے وہ بھی کسی بھی طور پر درست تسلیم نہیں کیے جا رہے کیونکہ تحریک مہناج القرآن نہ تو پاکستان کی کوئی بڑی سیاسی پارٹی ہے اور نہ ہی پاکستان کی پارلیمان میں اس کی کوئی نمائندگی ہے ان کا یہ مطالبہ بھی مذکہ خیز ہے کہ پاکستان الیکشن کمیشن کو تحلیل کر دیا جائے اور بقول ان کے اتنے دنوں میں نئے الیکشن کروائے جائیں اب جبکہ ان کا پارلیمان میں کوئی حصہ ہی نہیں تو وہ کس لحاظ اور کس قانون اور قاعدے کے تحت ایسا کہہ رہے ہیں اور وفاقی جماعت سے کیے جانے والے معاہدے کو قانونی حثیت دلانے اور اس پر عمل درآمد کروانے کے لیے ایسا کون سا جادو ہے ان کے پاس کے حکومت ان کے سامنے بھیگی بلی بنی ہوئی ہے جبکہ اس کے برعکس جب مسلم لیگ (ن) کے ساتھ کیے گئے وعدے اور معاہدے توڑے گئے تھے تو ان کے پاس نا صرف وفاق بلکہ ایک پورے صوبے کی حکمرانی تھی وہ چاہتے تو اپنی آئینی پوزیشن کے بل بوتے پر حکومت کو نا صرف پریشر رائز کر سکتے تھے بلکہ حکومت کو گرا بھی سکتے تھے ایسا کیوں نہیں کیا گیا؟ اتنا بڑا وعدہ توڑا گیا اور مسلم لیگ (ن) نے تو آج تک اس کی آئینی اور قانونی حثیت واضح کی اور نہ ہی کسی بھی پلیٹ فارم پر اس کی گارنٹڈ سے پوچھنا گوارا کیا کہ یہ وعدہ کیوں توڑا گیا اس بات کو ذہن میں رکھ کر دیکھا جائے تو پاکستان تحریک انصاف کے عمران خان کے وہ الفاظ سچ نظر آنے لگتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے کو چیئرمین صدر آصف علی زرداری اور مسلم لیگ (ن)

کے میاں نواز شریف میں اندرون خانہ بہت سے معاملات پہلے سے طے شدہ تھے ان کو صرف پردہ سکرین پر اپنے منتخب اداکاروں کے ساتھ پیش کرنا باقی تھا جو کہ پچھلے چار پانچ سالوں میں پیش کر دیا گیا ایک بات بھی اس کی پکی دلیل معلوم ہوتی ہے کہ جب، بھی حکومت ڈھگمگاتی ہے اس کو سب سے پہلے اپنا کندہ پیش کرنے والوں میں میاں نواز شریف صاحب ہی ہوتے ہیں ایسا کیوں ہے؟ کیا حکومت اور مسلم لیگ (ن) میں تمام معاملات پہلے دن سے ہی طے ہو چکے تھے اس کا جواب آنے والے الیکشن کے نتائج اور حکومت بننے کے بعد معلوم ہو جائے گا کیونکہ پاکستان میں جو جمہوریت نافذ ہے اس میں کچھ دو اور کچھ لو کی پالیسی کا کمال ہوتا ہے لہٰذا جب بھی کوئی اپوزیشن پارٹی کسی حکمران جماعت کو اس وقت اپنا کندہ پیش کرے جب وہ گر رہی ہو تو اس کا صاف مطلب ہے کہ اس کے بدلے میں وہ بھی اس کی ڈیمانڈ کو پورا کرے گی اور اس سارے معاملے میں ملک اور عوام کے نقصان کو نہیں دیکھا جاتا بلکہ اپنی اپنی جماعت کا نفع و نقصان دیکھا جاتا ہے اس لیے پاکستان میں وعدوں اور معاہدوں کو توڑنا کوئی نئی بات نہیں یہ خرید فرخت کی سیاست پاکستان کے سیاسی کلچر کا حصہ بن چکا ہے اس لئے شائد یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے عوام تک جمہوریت کے ثمرات پہنچنے سے پہلے ہی ختم ہو جاتے ہیں اور اس سے خدانخواستہ جمہوریت کو بھی نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے جو کہ جمہوریت پسند حلقوں کے لئے باعث تشویش ہے۔

مہنگائی کے جن کو قابو میں رکھنا محال

پاکستان کا مرکزی بینک اور حکومت ایک ایسے وقت میں جب معاشی حالات خراب ہیں اور حکومت کو کڑی تنقید کا سامنا ہے افراط زر میں کمی کو مشکل حالات میں اپنی بڑی کامیابی کے طور پر پیش کر رہے ہیں جبکہ حقائق شاید اتنے اطمینان بخش نہیں ہیں مالی سال دو ہزار تیرہ کے پہلے پانچ ماہ یعنی جولائی تا نومبر کے دوران افراط زر کی شرح میں مسلسل کمی ہوئی حتیٰ کہ نومبر میں اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافہ کی شرح چھ اعشاریہ نو فیصد پر آ گئی جو گذشتہ پانچ سال کی کم ترین سطح ہے اس دوران ایک وقت میں ملک میں افراط زر پچیس فیصد کی بلند ترین سطح پر بھی پہنچا سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اس وقت اشیائے خورونوش کی قیمتوں میں اضافے کی شرح پانچ اعشاریہ تین فیصد ہے افراط زر میں کمی کو بنیاد بنا کر مرکزی بینک نے چودہ دسمبر کو مالیاتی پالیسی میں شرح سود میں بھی آدھے فیصد کی کمی کر دی جس کے بعد ملک میں شرح سود نو اعشاریہ پانچ فیصد ہو گئی ملک میں شرح سود اٹھارہ ماہ قبل چودہ فیصد تھی جو بتدریج کم ہو کر اب نو اعشاریہ پانچ فیصد پر آ گئی ہے شرح سود میں کمی کے لیے اسٹیٹ بینک پر نجی شعبے کا بہت دباؤ تھا افراط زر کی شرح میں کمی کے باوجود عوام پر مہنگائی کا بوجھ مسلسل بڑھ رہا ہے اس کی کیا وجہ ہے عام آدمی کی زندگی مشکل سے مشکل تر ہوتی جا رہی ہے

آبادی کا ایک بڑا حصّہ خطِ غربت سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہوگیا ہے اس کے بڑے اسباب میں تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافہ، مقامی گندم کی امدادی قیمت میں اضافہ، روپے کی قدر میں کمی وغیرہ وہ بڑے عوامل ہیں جن کی وجہ سے قیمتوں یعنی افراطِ زر میں اضافہ ناگزیر نظر آتا ہے جس سے آنے والے مہینوں میں کھانے پینے کی اشیاء کی قیمتیں بڑھیں گی جبکہ حکومت کی طرف سے بلا روک ٹوک بھاری قرضے لینے کا نہ رکنے والا سلسلہ بھی افراط زر کو بڑھاوا دینے کا اہم سبب ہے سابق صدر مشرف دور کی ایک رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ خطِ غربت سے نیچے زندگی گزارنے والوں کی تعداد پچیس فیصد رہ گئی ہے اگرچہ بعد میں ایسی کوئی رپورٹ تو جاری نہیں کی گئی مگر مختلف تنظیموں کی تحقیق کے مطابق برسوں سے جاری معاشی بدحالی کی وجہ سے ایسے لوگوں کی تعداد دگنی یا شاید اس سے بھی زیادہ ہو چکی ہے جو خطِ غربت سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں جن معاشی تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کے مالی سال دو ہزار تیرہ کی دوسری ششماہی میں افراط زر میں ایک مرتبہ پھر اضافہ ہونے کا خدشہ ہے اسٹیٹ بینک کا بھی کہنا ہے کے آنے والے مہینوں میں افراط زر میں اضافہ ہوگا اور مالی سال کے اختتام تک افراط زر بجٹ میں دیے گئے ہدف کے مطابق نو اعشاریہ پانچ فیصد تک پہنچ سکتا ہے یعنی افراط زر موجودہ چھ اعشاریہ نو فیصد سے بڑھ جائے گا جس سے مہنگائی کا ایک نیا طوفان آنے کا خدشہ ہے جس کے لئے عوام کو تیار رہنا ہوگا جبکہ دوسری جانب دیکھا جائے تو پاکستان میں گندم کی قیمت

عالمی قیمت کے مقابلے میں تیس فیصد زیادہ ہے گذشتہ پانچ برس میں ایک عام آدمی کے مصارفِ زندگی میں تقریباً ستّر فیصد تک اضافہ ہوا ہے۔ اس کے مقابلے میں فرد اور کنبے کی آمدنی میں اضافہ بہت معمولی ہے اس مدّت میں تنخواہوں میں اوسط اضافہ محض ایک فیصد رہا افراط زر میں کمی کا مطلب مہنگائی میں کمی نہیں بلکہ مہنگائی میں اضافے کی شرح میں کمی ہے ان حقائق کی روشنی میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کے در حقیقت افراد اور کنبوں کی آمدنی میں کمی واقع ہوئی ہے کیونکہ شرح نمو گرنے کی وجہ سے بیروزگاری میں اضافہ ہوا ہے اور معاوضے بھی کم ہوئے ہیں جس کے نتیجے میں عام آدمی میں مہنگائی کا مقابلہ کرنے کی قوت بری طرح متاثر ہوئی ہے رپورٹس کے مطابق افراط زر کا بڑا حصہ درآمدی ہوگا پاکستان اپنی ضروریات کا اسّی فیصد تیل درآمد کرتا ہے اور تیل کی قیمتوں میں اضافہ ملک میں اشیا کی قیمتوں میں اسی تناسب سے اضافے کی وجہ بھی ہے روپے کی قدر میں کمی بھی درآمدات کی قیمتوں میں اضافہ کرے گی مقامی طور پر اشیا کی رسد و ترسیل کے نظام میں کمزوریاں بھی قیمتوں کو متاثر کرتی ہیں دوسری طرف اگر ملک کی اقتصادی کارکردگی کو دیکھیں تو پتا چلتا ہے کے پاکستان اس وقت خطے میں سب سے خراب اقتصادی کارکردگی کا حامل ملک ہے عالمی مالیاتی ادارہ (آئی ایم ایف) بھی پاکستانی حکومت کی اقتصادی پالیسیوں سے مطمئن نہیں اور معاشی اصلاحات کا مطالبہ کر رہا ہے اور اگر پاکستان وہ اصلاحات کر دیتا ہے تو عوام اور زیادہ مہنگائی کے دباؤ کا شکار ہو جائیں

گئے کیونکہ ان کی اصلاحات میں سب سے پہلے عوام کو دی جانے والی سبسڈی کو ختم کرنا شامل ہے جبکہ ہمارے صدر صاحب اور ان کی جماعت کے ارکان بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کی بات کرتے ہیں کہ اس سے غربت میں کمی ہوئی ہے مگر حقیقت وہ ہے جو سب کو نظر آ رہی ہے صدر صاحب کا یہ کہنا کہ ملک میں کتنے موٹر سائکل اور کتنی کاریں بنائی گئی کتنی ٹیکسٹائل کی ترقی ہوئی ایسے ہی ہے جیسے صابق صدر پرویز مشرف سے کہا گیا تھا کہ ملک میں غربت کی شرح میں اضافہ ہو رہا ہے تو ان کا کہنا تھا کہ موبائل صارفین تو کروڑوں میں جا رہے ہیں تو غربت کہاں سے آ گئی یہی حال موجودہ صدر کا ہے وہ عوام کے حقیقی مسائل کو دیکھنے کی بجائے اپنے مشیروں کی ان کاغذی رپورٹس پر زیادہ یقین رکھتے ہیں جو الفاظ کا ہیر پھیر ہونے کے سوا کچھ بھی نہیں ملک میں ایک طرف الیکشن کا سال ہے اور حکومت اصلاح احوال کے لئے سخت اقدامات سے گریزاں لگتی ہے جبکہ دوسری جانب ایسے فیصلوں کی توقع کی جا رہی ہے جن سے حکومت کو وقتی سیاسی فائدے حاصل ہو سکیں گئے قطع نظر اس کے کہ ان کی معاشی قیمت کچھ بھی ادا کرنی پڑے ایسے حالات میں مستقبل قریب میں مہنگائی کے جن کو قابو میں رکھنا محال لگتا ہے۔

تعمیر وطن کے لئے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی ضرورت

پاکستان کے موجودہ سیاسی ، معاشی اور معاشرتی حالات کو دیکھتے ہوئے اس میں تبدیلی کی اشد ضرورت ہے کیونکہ یہاں کے حالات کے پس منظر میں وہ آئین اور قانون ہے جو کہ یہاں کے عوام پر انگریز کی طرف سے مسلط کیا گیا تھا میں یہاں آئین پاکستان کی بات نہیں کر رہا یہاں بات ہو رہی ہے برٹش انڈیا ایکٹ 1935 کی کیونکہ اسی برٹش انڈیا ایکٹ کو کسی نہ کسی صورت تروڑ مروڑ کر آئین کا حصہ بنایا گیا ہے جس کی وجہ سے تبدیلی کا وہ خواب پورا نہ ہو سکا جو یہاں کے عوام ہمیشہ سے دیکھتے آئے ہیں اسی نظام کی وجہ سے آج پاکستان کے حالات جوں کے توں ہے ان حالات کو دیکھتے ہوئے پاکستان کی تعمیر نو کرنے کی ضرورت ہے جس کے لئے مخلص وطن قیادت کا ہونا بہت ہی ضروری ہے پاکستان میں اقتدار میں رہنے والی بڑی پارٹیوں جن میں پاکستان پیپلز پارٹی ، مسلم لیگ (ن) (ق) جماعت اسلامی اور وہ جماعتیں جو کہ کسی نہ کسی دور میں اقتدار میں رہی ہیں ان کی تعمیر وطن کی کوششوں کو اگر دیکھا جائے تو نتیجہ صفر نظر آ رہا ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ لوگوں کو پتا ہونے کے باوجود کے یہ پارٹیاں ان کے مسائل کا حل نکالنے میں ہمیشہ ناکام ہوتی ہیں کیوں ان کو بار بار موقع فراہم کرتے ہیں اس کی بڑی وجہ یہاں کا پرانا اور بوسیدہ سسٹم ہے جو دیکھنے میں تو جمہوریت کی طرح ہے مگر اس کے اثرات

کسی بدترین آمریت سے کم نہیں ہیں اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ کوئی بھی سیاسی نمائندہ انقلاب کی بات کرتا ہے اور خود اس کا مطلب تک نہیں جانتا انقلاب سے لوگوں کے حالات بدلے جاتے ان کے معاشی ،اقتصادی اور معاشرتی مسائل حل ہوتے ہیں انھیں زندگی کی اسان راہیں ملتی ہیں لیکن شاید ہمارے ہاں سیاسی لوگ اتنے تعلیم یافتہ نہیں ہوتے کہ وہ انقلاب کی صحیح تفسیر بیان کر سکیں اور عوام بھی اتنی پڑھی لکھی نہیں کہ ان کے لائے ہوئے انقلاب کو سمجھ سکیں پاکستان کے لوگ اب سنجیدگی سے یہ سوچنے پر مجبور ہو چکے ہیں کہ اس سسٹم کو بدلا جائے لیکن وہ کون سی شخصیات ہیں کہ جن پر بھروسہ کرکے یہاں کے حالات کو بدلا جا سکتا ہے کیونکہ پاکستان کے عوام کے ساتھ ہمیشہ ہی کوئی نہ کوئی سیاسی بھروپیہ ہاتھ کر جاتا ہے اس کے لئے وہ منجب وطن شخصیات جنھوں نے پاکستان کی خاطر اپنا تن من دھن نچھاور کیا اگر وہ آگے بڑھیں تو عوام ان پر نا صرف اپنا سب کچھ قربان کر دیں گئے بلکہ اپنے ووٹوں سے ان کو پاکستان کی تقدیر میں اصلی انقلاب لانے کے لئے منتخب بھی کریں گے اس کے لئے کئی نامور پاکستانی شخصیات میدان میں آنے ارادہ کر چکی ہیں جن میں قابل ذکر ایٹمی پروگرام کے روح رواں ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب ہیں جنھوں نے حال ہی میں پاکستان کے عوام اور خصوصا نوجوان طلبہ کے اصرار پر پاکستان کے حالات کو بدلنے کا بیڑا اٹھایا ہے جس کے لئے انھوں نے اپنی سیاسی جماعت تحریک تحفظ پاکستان کی بنیاد رکھی اور اس میں خصوصی طور پر ان لوگوں کو شامل ہونے

کی دعوت دی کہ جو پاکستان میں حقیقی تبدیلی کے خواہشمند ہیں اور ایک بہت ہی مختصر عرصے میں ان کے گرد مخب وطن پاکستانیوں کا ہجوم جمع ہونا شروع ہو گیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ پاکستانی نوجوان ان کی بے لوث قیادت میں تعمیر وطن کے لئے تیار ہیں ایک بات جو اہم ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب نے اپنی جماعت کی سیاسی سرگرمیاں بہت ہی دیر سے شروع کی ہیں جس کی وجہ سے ان کی جماعت کو آنے والے الیکشن میں ہو سکتا ہے وہ پزیرائی نہ مل سکے جسے عام لفظوں میں کامیابی کہا جاتا ہے لیکن اگر انھوں نے اپنی جماعت میں مخب وطن نوجوانوں کو شامل کیے رکھا اور روائیتی سیاست دانوں کو اس میں گھسنے نہ دیا اور ثابت قدم رہے تو یقینا ان کی جماعت آنے والے دور میں پاکستان کے سیاسی نظام میں ایک نئی طاقت بن کر ابھرے گی ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کی ان قربانیوں کو دیکھتے ہوئے پاکستان کے غیور عوام ان کا بے حد احترام کرتے ہیں اور عوام یہ بات جانتے ہیں کہ اگر آج پاکستان کا وجود قائم ہے تو اس کا سارا کریڈٹ ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کو جاتا ہے جنھوں نے اپنی زندگی کے عیش و آرام کے دن پاکستان کے لئے نا صرف وقف کئے بلکہ اپنی پوری زندگی پاکستان کے نام کر دی آج اگر ان کی ان قربانیوں کے سلسلے میں پاکستان کے عوام ان کو اپنے حالات کی تبدیلی کے لئے موقع فراہم کریں تو وہ یقینا ان کو مایوس نہیں کریں گے کیونکہ انھوں نے جب پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی بنیاد رکھی تھی تو بہت سے ممالک کی طرف سے ان کو پر کشش مراعات کی پیشکشیں کی گئی تھیں تاکہ

وہ پاکستان کی خدمت نہ کر سکیں لیکن انھوں نے پاکستان کی خاطر تمام مراعتوں کو ٹھکرا دیا اور وطن کی محبت کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا آج پاکستان کے عوام کو ان کی اس قربانی کا ادارک ہے اس لئے اگر ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب نے الیکشن میں حصہ لیا تو نوجوان طبقہ ان کا ہراول دستہ ہوں گے ایک اور اہم بات کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب کی جماعت کو غوری مزائل کا نشان الاٹ ہوا ہے جو کہ پاکستان کے دفاع کا ضامن ہے اور اس کی ایٹمی قوت ہونے کی ایک سچی دلیل ہے پاکستان کے غیور عوام نے اب کی بار اگر ملک میں حقیقی تبدیلی لانی ہے جو ان کے مسائل کو حل کرنے کے لئے اپنی تمام طاقت بروئے کار لاسکے اور ان کو ان مسائل کی دلدل سے نکال سکے جن کی وجہ سے ان کی زندگیوں کو مشکل بنا دیا گیا ہے جیسا کہ بجلی کا بحران، امن و امان کا مسئلہ روزگار کی فراہمی اور دیگر چھوٹے بڑے بہت سے مسائل ہیں جو کہ حکومت کی غلط اور، ناکام پالیسیوں کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں تو ان کو ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب جیسا محب وطن بے داغ ماضی کی حامل شخصیت کو منتخب کرنا ہوگا جن کی قربانیوں کی پوری قوم معترف ہے اور جنھوں نے ہمیں ایٹمی پاکستان دے کر ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔

سی این جی بحران حل کیلئے لانگ ٹرم پالیسی کی ضرورت

آج لوگوں کو سی این جی کے حصول کے لئے لوگوں کو میلوں لمبی لائن میں لگا ہوا دیکھتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ انیس سو ستانوئے میں جب حکومت سی این جی کے فروغ کے لئے عوام کو راغب کر رہی تھی اس وقت اس کے استعمال اور اس کی مقدار پر کوئی لانگ ٹرم پالیسی کیوں نہیں بنائی گئی کی آج تقریبا سولہ سال بعد ہی عوام کو اس وقت پالیسی نہ بنائے جانے کے انتہائی خطرناک نتائج کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اگر اس وقت کی حکومت بھی آنے والے بحرانوں کو ذہن میں رکھتی تو آج یہ صورت حال نہ ہوتی لیکن ہمارے ہاں حکمران صرف اور صرف کمیشن کے چکر میں میں ہوتے ہیں وطن کی عزت اور ناموس کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ان کا بس چلے تو یہ اپنے منافع کی خاطر اس ملک کا سودا کرنے سے بھی گریز نہ کریں اب جبکہ سی این جی ایک عام آدمی کا ایندھن بن گیا ہے اچانک سے اس پر دسترس رکھنے والے مافیا کو یاد آیا کہ اس سے تو بہت سا مال کمایا جا سکتا ہے جیسا کہ اس سے پہلے آٹا، چینی اور دیگر کئی ملکی مصنوعات کو مہنگا کرکے کمایا گیا تھا سو انھوں نے اس کو اتنا مہنگا کر دیا کہ عوام اس کو حاصل کرنے کے لئے ترسنے لگے سوال یہ ہے کہ اس وقت حکومت کہاں تھی جب ہر چیز کو سی این جی پر کنورٹ کیا جا رہا تھا حکومت کو نہیں پتا تھا کہ ہمارے گیس کے ذخائر محدود ہیں اور کل کو

انھوں نے کم یا ختم بھی ہو جانا ہے لیکن یہاں ڈنگ ٹپاؤ پالیسی پر عمل کیا جاتا ہے کہ وقت گزارو آگے کی دیکھی جائے گی کچھ لوگوں کا خیال ہے حکومت میں بیٹھے ہوئے سرمایہ داروں نے ایل این جی اور ایل پی جی میں کمیشن کی خاطر یہ فیصلہ کیا ہے جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ گیس کہ یہ ذخائر کافی ہیں لیکن کچھ مخصوص عناصر اپنے مفادات کی خاطر عوام کو قرنامی کا بکرا بنا رہے ہیں اور اپنے کمیشن کی خاطر عوام کو ذلیل کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں موجودہ حکومت نے مختلف شعبوں کو گیس کی فراہمی کے لیے اپنی نئی ترجیحاتی پالیسی کا اعلان کیا ہے جس میں اولین ترجیح گھریلو اور تجارتی صارفین کو جبکہ سب سے کم تر ترجیح گاڑیوں میں گیس کے استعمال کو دی گئی ہے جو کہ حیران کن ہے کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی کے فیصلے کے مطابق بجلی گھروں اور عام صنعت کو ترتیب وار دوسری اور تیسری ترجیح جبکہ سیمینٹ کو چوتھی اور سی این جی کو گیس کی فراہمی میں آخری ترجیح میں شامل کیا گیا ہے پاکستان میں گاڑیوں کو گیس فراہم کرنے والے سی این جی سٹیشنز کے مالکان کی تنظیم نے حکومتی فیصلے کو متعصب قرار دیتے ہوئے اُسے مسترد کیا ہے تنظیم کا کہنا ہے کہ وہ اس فیصلے کو عدالت میں چیلنج کریں گے کیونکہ یہ متعصبانہ فیصلہ ہے جو کہ کسی حد تک درست بھی ہے پاکستان کے نامور تجزیہ کار بھی حکومت کے اس فیصلے پر حیرانی ظاہر کی ہے کیونکہ کہ ہمیشہ سے پاکستان میں سیمینٹ کی صنعت کو آخری ترجیح قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس صنعت میں متبادل کے طور پر کوئلہ بھی

استعمال ہو سکتا ہے لیکن اب کی بار شاید سیمنٹ ساز اداروں نے حکومت سے کوئی مک مکا کر لیا جو کہ سی این جی والے نہ کر سکے ہوں گے سی این جی سے جہاں شہریوں کو پٹرول اور ڈیزل کے مہنگے نرخوں کی نسبت سستا ایندھن فراہم ہوتا ہے وہاں ماحولیاتی آلودگی سے بچنے میں بھی مدد ملتی ہے انیس سو ستانوے میں جب گاڑیوں میں گیس استعمال کرنے کی پالیسی کو فروغ دیا گیا اس وقت کراچی ،لاہور اور راولپنڈی جیسے شہروں کی میں فضا آلودگی بہت زیادہ ریکارڈ کی گئی تھی جبکہ آج کراچی ،لاہور راولپنڈی میں فضائی آلودگی کی صورتحال بہتر ہے تو وہ سی این جی کی وجہ سے ہے اور اب کے فیصلے سے صورتحال خراب ہوگی اور ماحول کی خرابی کا باعث بنے گی پاکستان میں پیٹرولیم امور سے متعلق وزیراعظم کے مشیر ڈاکٹر عاصم حسین کہتے رہے ہیں کہ گیس پیدا کرنے کے لحاظ سے پاکستان دنیا کا ستائیسواں بڑا ملک ہے جبکہ گاڑیوں میں گیس استعمال کرنے کے اعتبار سے سب سے بڑا ملک ہے ان کے بقول 'دنیا گیس پر صنعتیں چلاتی ہے اور ہم گاڑیوں میں گیس جلاتے ہیں لیکن پاکستان میں سی این جی ایسوسی ایشن کے سربراہ حکومت کے اس موقف کو مسترد کرتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ پاکستان میں سینتیس لاکھ گاڑیوں میں گیس کے استعمال کی وجہ سے ماحولیاتی خرابی پر قابو پایا گیا ہے ہم نے چار سو ارب روپے کی سرمایہ کاری کی ہے حکومت اب اسے ڈبونا چاہتی ہے جو عوام سے ظلم ہے' ان کا کہنا ہے کہ حکومت کا 'سی این جی سیکٹر کے خلاف متعصبانہ رویہ ہے اور اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس شعبے کو نو

سو ساٹھ روپے جبکہ صنعتوں کو پانچ سو دس روپے میں گیس ملتی ہے پاکستان پیٹرولیم انسٹی ٹیوٹ کی حالیہ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں سنہ دو ہزار پچیس تک گیس کی قلت پچھتر فیصد ہو سکتی ہے کیونکہ گیس کی پیداوار میں کمی ہو گی اِس وقت پاکستان میں گیس کی پیداوار تقریباً چار ارب کیوبک فٹ ہے جو سنہ دو ہزار پچیس میں ایک ارب کیوبک فٹ رہ جائے گی اور اگر حکومت نے گیس کی چوری روکنے اور گیس درآمد کرنے کا فوری انتظام کرنے کا انتظام نہیں کیا تو گیس کا بحران بد سے بدتر ہوتا جائے گا جو کہ مہنگائی کا ایک ایسا طوفان لانے کا پیش خیمہ ہو گا جس سے ملکی معیشت کا برا حال ہو سکتا ہے کیونکہ آج کل مال برداری کے لئے اور پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے گاڑیوں میں سی این جی استعمال کی جا رہی ہے اور اگر اب دوبارہ سے گاڑیوں کو پیٹرول یا ڈیزل پر کنورٹ کیا گیا تو اس سے نا صرف ٹرانسپورٹرز کو نقصان ہو گا بلکہ ماحولیاتی آلودگی میں اضافے کا سبب بھی بنے گا اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ پیٹرولیم کے شعبے کی افادیت کو دیکھتے ہوئے اس کی بھاگ دوڑ کسی غیر جانبدار شخص کو دی جائے جو بہتر سے بہتر پالیسی بنائے اگر ایسا نہ ہو سکا تو کمیشن مافیا عوام کی جیبوں پر یوں ہی ڈاکہ ڈالتے رہیں گے اور عوام ماضی کی طرح لٹتے رہیں گے اور اگر اس بحران پر قابو پانا ہے تو جب تک نئے ذخائر یا ایران سے گیس درامد کرنے کا منصوبہ مکمل نہیں ہو جاتا نئے گیس کنکشن چاہے وہ گھریلو ہوں یا صنعتی پر پابندی ہونی چاہئے تاکہ جاری بحران کو اور زیادہ شدید ہونے سے

بچایا جائے اور پاک ایران گیس منصوبے کو اور زیادہ تیز کیا جائے تاکہ اس بحران پر
قابو پایا جاسکے۔

افضل گورو کی شہادت

دسمبر 2001 میں بھارتی پارلیمان پر حملہ حالیہ بھارتی تاریخ کے متنازع ترین واقعات میں سے ایک ہے بھارت کے مرکزی وزیر داخلہ کا کہنا تھا کہ بھارت کی پارلیمنٹ پر ہونے والے حملے میں پانچ شدت پسند شامل تھے اس حملے میں نو افراد ہلاک ہوئے تھے جن میں زیادہ تر پارلیمنٹ کی حفاظت پر تعینات پولیس اہلکار شامل تھے جبکہ پانچوں شدت پسند جوابی کارروائی میں ہلاک ہو گئے تھے اس حملے میں پانچ عسکریت پسندوں سمیت 14 افراد مارے گئے تھے واقع کچھ یوں تھا کہ 13 دسمبر 2001 کو دہلی میں پانچ باغیوں نے بھارتی پارلیمان کی عمارت پر دھاوا بول دیا اس حملے میں ایک مالی اور آٹھ پولیس اہل کار مارے گئے جب کہ سیکیورٹی فورسز نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے پانچوں حملہ آوروں کو ہلاک کر ڈالا بھارت نے اس حملے کا الزام پاکستانی عسکریت پسند تنظیم جیشِ محمد پر لگایا اور کہا کہ اسے پاکستان کی سرپرستی حاصل ہے پاکستان نے اس کی تردید کی لیکن دونوں ملکوں کے درمیان تعلقات اس حد تک خراب ہو گئے کہ سرحدوں پر دس لاکھ کے قریب فوجی تعینات کر دیے گئے تھے بعد ازاں اس واقعے میں افضل گورو کو ملوث قرار دیا گیا اور پندرہ دسمبر دو ہزار ایک کو پولیس نے حملے کی سازش کے الزام میں افضل گورو کو گرفتار کیا ان پر شدت پسند تنظیم جیش محمد سے وابستگی کا

الزام تھا اسی سلسلے میں دلی یونیورسٹی کے ایک لیکچرر ایس اے آر گیلانی کو بھی گرفتار کیا گیا لیکن بعد میں انہیں رہا کر دیا گیا چار جون دو ہزار دو کو چار ملزمان کے خلاف فرد جرم عائد ہوئی ملزمان میں افضل گورو کے علاوہ گیلانی، شوکت گورو اور ان کی اہلیہ افشاں گورو بھی شامل کیا گیا اور اٹھارہ دسمبر دو ہزار دو کو دلی کی ایک عدالت نے پارلیمان پر حملے کے صرف ایک سال کے اندر افضل گورو کو پھانسی کی سزا سنائی جو کہ عجلت میں سنائی جانے والی سزا نظر آ رہی تھی اس میں گیلانی اور شوکت حسین گورو کو بھی سزائے موت سنائی گئی جس کے بعد انھوں نے دلی ہائی کورٹ میں اپیل کی اور انتیس اکتوبر دو ہزار تین کو دلی ہائی کورٹ نے ذیلی عدالت کے فیصلے کی توثیق کر دی لیکن مسٹر گیلانی کو رہا کر دیا گیا چار اگست دو ہزار پانچ کو انھوں نے سپریم کورٹ آف انڈیا کا دروازہ کھٹکٹایا لیکن سپریم کورٹ نے افضل گورو کی اپیل مسترد کرتے ہوئے ہائی کورٹ کے فیصلے کو صحیح قرار دیا لیکن شوکت گورو کی موت کی سزا کم کرکے دس سال قید میں تبدیل کر دی گئی بیس اکتوبر دو ہزار چھ کو افضل گورو کو پھانسی دی جانی تھی اور اس تاریخ کو افضل گورو کی سزا پر عمل ہونا تھا اور تمام تیاریاں مکمل کر لی گئی تھیں لیکن اسی دوران ان کی اہلیہ نے صدر سے رحم کی اپیل کی جس کی وجہ سے سزا پر عمل درآمد روک دیا گیا بارہ جنوری دو ہزار سات کو سپریم کورٹ نے افضل گورو کی نظرثانی کی درخواست مسترد کرتے ہوئے کہا کہ نظرثانی کی کوئی وجہ نہیں ہے تیس دسمبر دو

ہزار دس اسی مقدمے کے شوکت حسین گورو کی سزا پوری ہوئی اور انہیں جیل سے رہا کر دیا گیا دس دسمبر دو ہزار بارہ کو وزیر داخلہ سشیل کمار شندے نے کہا کہ وہ پارلیمان کے سرمائی اجلاس کے بعد افضل گورو کے کیس پر غور کریں گے جس پر افضل گورو نے صدر سے رحم کی اپیل کی اور تین فروری دو ہزار تیرہ کو صدر نے رحم کی اپیل مسترد کر دی اور یوں نو فروری دو ہزار تیرہ کو افضل گورو کو تہاڑ جیل میں پھانسی دینے کے بعد وہیں دفن کر دیا گیا بھارت کے وزیر داخلہ سشیل کمار شندے اور داخلہ سیکریٹری نے افضل گورو کی پھانسی کی تصدیق کر دی افضل گورو کی پھانسی کے بعد حفاظتی اقدام کے تحت بھارت کے زیر انتظام کشمیر میں کرفیو لگا دیا گیا ہے کیونکہ وہاں تمام کشمیری اس پھانسی کے خلاف ہیں بھارت کے صدر جمہوریہ پرنب مکھرجی نے افضل گورو کی رحم کی اپیل کو مسترد کرتے ہوئے پھانسی کی سزا پر مہر لگائی تھی بھارت نے ثابت کر دیا کہ وہ کشمیر کے مسلمانوں پر ایسے ڈراموں میں مدد کا لزام لگا کر ان کو قتل کروا کر اپنے مذموم مقاصد حاصل کرلے گا تو یہ اس کی بھول ہے کیونکہ کشمیری اپنی آزادی کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں اور یوں بھارت نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی نام نہاد جمہوریت کا دعویٰ دار تو ہے مگر وہاں اقلیتوں خاص طور پر مسلمانوں سے امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے جس کی مثال افضل گورو کی پھانسی ہے ایسے واقعے میں اگر کوئی ہندو انتہا پسند ملوث ہوتا تو اس کو صرف قید کی سزا دی جاتی مگر موت کی سزا صرف اور

صرف مسلمانوں کے لئے ہی مختص کی گئی ہے اور کبھی پارلیمنٹ پر حملوں اور کبھی تاج ہوٹل اور بمبئی پر حملوں کے ڈرامے کرکے وہ کشمیر کے ایشو کو پس پشت ڈالنے کی بھونڈی کوشش کرتا رہے گا اور اس طرح بے گناہ انسانوں کا قتل عام کرکے وہ ایک سبق اور چھوڑ دیا ہے کہ نام نہاد دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت میں مذاکرات اور بات چیت نہیں بلکہ گولی اور قتل کی زبان استعمال کی جاتی ہے جس کی وجہ سے کشمیری عوام اب بھارت کے خلاف بھی اسی کی زبان میں جواب دینے میں حق بجانب ہیں۔

افضل گورو کا عدالتی قتل ہوا ہے اور اس بات کی گواہی انڈیا کی اعلیٰ عدلیہ کے فیصلے کی وہ سطریں بھی ہیں جن میں کہا گیا تھا کہ افضل گورو کے خلاف براہ راست کوئی واضح ثبوت نہیں ملے مگر معاشرے کی سوچ کو مطمئن کرنے کے لئے سزائے موت ضروری ہے اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ افضل گورو کو عدالت کے ذریعے قتل کیا گیا اور صرف ہندوؤں کو مطمئن کرنے کے لئے ایک اور مسلمان کو قربان کر دیا گیا افضل گرو کے بارے میں ان کے دوستوں کے خیالات کچھ ایسے ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ وہ اس واقعے میں ملوث نہیں ہو سکتا جن کا کہنا تھا کہ بارہویں جماعت کے بعد افضل نے یوں تو ایم بی بی ایس میں داخلہ لے لیا لیکن وہ زیادہ دلچسپی اسلامی اور انقلابی لٹریچر میں لینے لگا تھا شاید انڈین پولیس کے لیے یہی سب سے بڑا ثبوت تصور کیا گیا ہو گا جسے افضل گورو

کو پھانسی کے پھندے تک لے جانے کے لئے استعمال کیا گیا لیکن وہ شدت پسند ہر گز نہیں تھا ان کے دوست کا کہنا تھا میں اسے کہتا تھا کہ ان فلسفوں میں اُلجھنا ٹھیک نہیں شاید وہ اپنے انقلابی میلانات کو تسکین دینا چاہتا تھا امام غزالی، ڈاکٹر علی شریعتی، سیّد قطب، مولانا مودودی جیسے مفکرین کی کتابیں اس کی زندگی کا حصہ بن گئی تھیں افضل گورو کے بارے میں اس کے دوست محمد رفیق کا کہنا ہے کہ وہ اپنی سخاوت کے لیے علاقے میں کافی مشہور تھا کوئی آفت آتی تو پیسے اور چاول جمع کرنے میں پہل کرتا تھا ایک دفعہ دلی میں اس نے ایک رکشا والے کو بارش میں بھیگتا دیکھ اسے اپنی سویٹر دے دی لبریشن فرنٹ کے ساتھ وابستگی کے دوران بھی یہ رجحان باقی تھا وہ تو علم اور خدمت خلق کو پسند کرتا تھا اور دلی یونیوسٹی سے اکنامکس کی ڈگری کے بعد دوائیوں کا کاروبار کرنے لگا تھا لیکن اچانک سے اسے اس واقعے میں ملوث کرکے اس کی زندگی کو تہہ و بالا کر دیا گیا اور یوں ایک اور مسلمان کا عدالتی قتل کر دیا گیا جس سے بھارت کی نام نہاد جمہوریت پر مسلم خون کا ایک اور دھبہ لگ گیا مگر اس طرح کے ظلم سے مسلمانوں کے اور خصوصا کشمیری مسلمانوں کے ارادوں کو متزلزل نہیں کیا جا سکتا اور بھارت کی اس مذموم حرکت کی وجہ سے کشمیر میں اس کے خلاف نفرت اپنی آخری حدوں کو چھو رہی ہے اور جس دن اس نفرت کا آتش فشاں پھٹا تو دنیا کی سب سے بڑی نام نہاد جمہوریت کا نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔

حکمران اور پولیس معاشرتی بگاڑ میں حصہ دار

ایک دفعہ ایک بادشاہ نے ایک محنت کش کے گدھوں کو ایک قطار میں چلتے دیکھا محنت کش کو بلایا اور پوچھا یہ کس طرح سیدھے چلتے ہیں محنت کش نے کہا جو لائن توڑتا ہے اس کو سزا دیتا ہوں بادشاہ بولا میرے ملک میں امن و امان ٹھیک کر سکتے ہو محنت کش نے حامی بھر لی اور بادشاہ کیساتھ چل پڑا دارالحکومت پہنچتے ہی عدالت لگا لی' چور کا مقدمہ آیا تو چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزا دی جلاد نے وزیراعظم کی طرف اشارہ کیا کہ چور کو انکی سرپرستی حاصل ہے محنت کش نے پھر حکم دیا چور کا ہاتھ کاٹا جائے وزیراعظم سمجھا شاید جج کو پیغام کی صحیح سمجھ نہیں آئی وہ آگے بڑھا محنت کش کے کان میں کہا کہ یہ اپنا آدمی ہے محنت کش نے بطور جج فیصلے کا اعلان کیا چور کا ہاتھ کاٹا جائے اور وزیراعظم کی زبان کاٹ دی جائے بادشاہ نے فیصلہ پر عمل کرایا آگ و خون کی لپیٹ میں آئے ہوئے ملک میں ایک فیصلہ سے ہی مکمل امن قائم ہو گیا اگر گنہگار کی سفارش کرنیوالی زبان کاٹ دی جائے اگر اپنوں کی سرپرستی چھوڑ دی جائے اگر مخالفین کو پھنسانے کی سیاسی چالیں بند کر دی جائیں تو گولیاں بھی بند ہو جائیں گی اور قتل و غارت بھی رک جائیگا امن بھی قائم ہو جائے گا۔اس کہانی کا آپ کو سنانے کا مقصد یہ کہ کہ آج کل ہمارے ملک کے حالات بھی ایسے ہی ہیں ہر طرف آگ و خون کا کھیل جاری

ہے دہشت گردی، مہنگائی، بے روزگاری، امن و امان کی ناقص صورت حال کی وجہ سے عوام کا جینا دو بھر ہو چکا ہے جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہاں قانون صرف غریب کے لئے ہے جبکہ امیر اپنی دولت کے بل بوتے پر بڑی آسانی سے اسے خرید لیتے ہیں جس کی بڑی مثالیں حالیہ رونماء ہونے والے واقعات ہیں کراچی جو کہ پاکستان کا معاشی حب ہے اور پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے وہاں پر ہر روز کئی گھرانوں کے چراغ گل ہو رہے ہیں ہر روز پانچ دس آدمی ایسے مار دیے جاتے ہیں کہ جیسے انسان کی کوئی قدر ہی نہ ہو جبکہ وہاں کی حکمران جماعتیں جن میں سب ہی جماعتیں شامل ہیں ایسے مزے سے سو رہی ہیں کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو یہ سب کیا ہے ؟یہ سب ان حکمران ٹولے کی ملی بھگت سے ہو رہا ہے ملک میں امن و امان قائم رکھنا، جرائم کو ختم کرنا اور عوام کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنا ہر حکومت کا اولین فریضہ ہے سابقہ حکومتوں سے لے کر موجودہ حکومت تک امن و امان کی ناقص صورتحال اور پولیس مظالم کیخلاف عوام اور میڈیا نے بہت واویلا مچایا مگر ہر حکومت پولیس کو اپنے مقاصد کیلئے استعمال کرتی رہی اور مزے کی بات یہ ہے کہ پولیس خود ان کے ہاتھوں کھلونا بننے کے لئے تیار نظر آتی ہے جس سے پولیس بے راہ روی کا شکار ہوئی اور اپنی من مانیاں اور کارروائیاں کرنے میں فخر محسوس کرنے لگی ہے جرائم کی شرح میں اس قدر ہولناک اضافہ ہوا کہ جسے سن کر جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے جسکا ذکر میڈیا اور اعلی عدالتیں انتہائی دکھ اور کرب کے

ساتھ کرتی رہتی ہیں پولیس والوں نے بھی کرپشن رشوت کی لعنت زدہ تالاب میں شرم وحیا کی وردی اتار کر بے حیائی کا لنگوٹ پہن کر خود کو غیر موسم میں تر وتازہ رکھا پولیس کی وردی کی احیاء قانون کا احترام قانون کی پاسداری شہریوں کے جان و مال کا تحفظ اب اتنے بڑے معاشرے میں خوردبین سے بھی نظر نہیں آتا یہ تھانیدار اور عام سپاہی آج لاکھوں کی جائیداد کے مالک بنے ہوئے ہیں وہاں اعلی ترین عہدیداروں نے بھی جھوٹے مقدمات کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرانے کی زحمت گوارہ نہیں کی پولیس کے اعلی افسران کا کہنا ہے کہ تھانوں میں 90% مقدمات جھوٹے درج ہوتے ہیں جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ معاشرے کی بگاڑ میں سب سے زیادہ حصہ پولیس کا ہے جس کی تازہ مثال کراچی میں ہونے والے قتل کے کیس میں پولیس سرجن کی جانب سے ملزم کی عمر کو کم ثابت کرنا اور بعد ازاں میڈیکل رپورٹ میں اس کی عمر زیادہ ہو جانے جیسے واقعات پولیس کی کارکردگی پر سوالیہ نشان ہیں لیکن یہ پولیس ہمارے ہاں ہی اتنی بدنام اور بری کیوں ہے ؟ یہ کسی نے نہیں سوچا جبکہ اس کے برعکس دوسرے ممالک کی پولیس کا رویہ عوام کے ساتھ دوستانہ ہوتا ہے اور وہاں کرپشن کی شکایات بھی نہ ہونے کے برابر ہوتی ہیں اس کی بڑی وجہ سیاسی جماعتوں کی جانب سے اپنے کارکنوں کو پولیس میں کھپانا ہے تاکہ وہ مشکل وقت میں اپنی جماعتوں کا ساتھ دے سکیں ہمارے ہاں پولیس جو جھوٹے مقدمے درج کرتی ہے ان جھوٹے مقدمات میں غریب اور شریف شہریوں کی تذلیل اور پیسے کا ضیاع اور کربناک ذہن لئے

لوگ نہ صرف معاشی بدحالی میں ڈوب کر انتہا پسندی کی طرف راغب ہوتے ہیں بلکہ پولیس کے رویے سے ان کی باقی زندگی جیلوں کی نظر ہو جاتی ہے اعلی حکام زمینی حقائق سے بھی یقیناً بے خبر نہیں ہونگے کیونکہ جب بھی کوئی پولیس کا افیسر کسی وجہ سے معطل ہوتا ہے تو یہی یہی اعلیٰ فسران ہی ان کو بے گناہ قرار دے کر دوبارہ معاشرے کے بگاڑ میں حصہ ڈالنے کے لئے بحوا دیتے ہیں چہرے اور نظام بدلنے سے نہیں بلکہ پولیس والے اپنی ذہنیت بدل کر ہی لوگوں کو تحفظ فراہم کر سکتے ہیں جھوٹے مقدمات کی آڑ میں مخصوص مفادات رکھنے والے عناصر کس طرح پولیس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال کر مظلوم لوگوں کو بدنام کرکے ذلیل و خوار کر رہے ہیں جھوٹے مقدمات میں حالات وہ نہیں ہوتے جو نظر آتے ہیں اصلیت کا پتہ بھی پولیس کو ہوتا ہے مگر پیسے کی چمک پولیس کو اندھا کر دیتی ہے اوپر کی کمائی کھانے سے انکی زبان گنگ اور کان بہرے ہو جاتے ہیں وقت گزرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اصل معاملہ کیا تھا اس بات پر کسی کو حیرت زدہ نہیں ہونا چاہیئے پنجاب میں خادم اعلی پنجاب میاں شہباز شریف کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ جرائم کی شرح میں نمایاں کمی کی جائے سب سے پہلے خادم اعلی نے انکی تنخواہوں میں اضافہ کیا تاکہ پولیس معاشی فکر سے آزاد ہو کر جرائم اور جرائم پیشہ افراد کی سرکوبی کیلئے ہمہ تن گوش ہو کر کام کرے جس کے بعد وہ اچھے نتائج کی توقع کر رہے تھے لیکن سب بے سود ہوا اس بات کا برملا اظہار وزیر اعلیٰ نے خود بھی کیا کہ پولیس کی تنخواہوں میں کیا جانے والا

اضافہ ان کو سیدھے راستے پر لانے میں مددگار ثابت نہیں ہو سکا پولیس کی من مانیوں بے ضابطگیوں، رشوت اور ناقص کارکردگی کے باوجود خادم اعلی کے حوصلے پست نہیں، ہوئے انہوں نے اپنی بہترین حکمت عملی اور اپنے ساتھیوں کی مشاورت سے ایسے اعلی افسران کا انتخاب عمل میں لا کر امن و امان کی بہتر صورتحال اور جرائم کی شرح میں نمایاں کمی کی جو کوشش کی ہے یہ ایک خوش آئند اقدام ہے اور جب تک ہماری صفوں میں شامل کالی بھیڑوں کو باہر نہیں نکالا جائے گا اور ان کے ہاتھ اور زبانیں نہیں کاٹی جائیں گی اس وقت تک حقیقی معانوں معاشرے میں حقیقی امن قائم نہیں ہو سکتا آخر میں حضرت علیؓ کا قول نقل کر رہا ہوں کہ ایک ملحد معاشرہ تو ہو سکتا ہے کہ تباہی سے بچ جائے پر وہ معاشرہ تباہ ہونے سے نہیں بچ سکتا کہ جہاں انصاف ناپید ہو جائے اس بات کے تناظر میں اعلیٰ حکام کو ایسے عملی اقدامات کرنے چاہئیں جہاں غریب مظلوموں کی آواز ان تک آسانی سے پہنچ سکے اور اگر معاشرے کو بگاڑ سے بچانا ہے تو پولیس جیسے انتظامی محکموں میں بھرتیوں کو میرٹ کے ترازو میں تولنا ہوگا دوسری صورت میں احسان کے بدلے احسان جیسے فارمولے معاشرے میں بگاڑ پیدا کرتے رہیں گے اور ان کو روکنا ممکن نہ رہے گا۔

پی پی پی اور ایم کیو ایم کی سیاسی چال

پاکستان کی حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی سابق حلیف جماعت متحدہ قومی موومنٹ کی حالیہ ناراضگی اس وقت نظر آئی جب آئی جی سندھ پولیس نے ارکانِ سندھ اسمبلی کو ان کیمرہ بریفنگ دی متحدہ قومی موومنٹ نے اس بریفنگ کا بائیکاٹ کردیا کیونکہ متحدہ قومی موومنٹ کا الزام تھا کہ پیپلز پارٹی کے کچھ عناصر بھتہ خوروں کی حمایت کر رہے ہیں متحدہ قومی موومنٹ کا یہ الزام اس اعلامیے کی روشنی میں سامنے آیا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ پیپلز امن کمیٹی کے رہنما عذیر بلوچ، ظفر بلوچ، حبیب جان اور دیگر پر دائر مقدمات واپس لے لیے گئے ہیں جبکہ شرجیل انعام میمن نے ان اطلاعات کو مسترد بھی کیا لیکن متحدہ قومی موومنٹ نے اسی کو جواز بنا کر خود کو وفاقی اور صوبائی حکومت سے علیحدہ کر لیا مزے کی بات یہ ہے کہ متحدہ قومی موومنٹ کا حکومت سے علیحدگی کا اعلان اس وقت سامنے آیا ہے جب سندھ ہائی کورٹ کی جانب سے اسپیکر سندھ اسمبلی کو دی گئی مہلت ختم ہو رہی ہے سندھ ہائی کورٹ نے مسلم لیگ فنکشنل، نیشنل پیپلز پارٹی کی درخواست پر اسپیکر کو دس روز میں قائد حزبِ اختلاف نامزد کرنے کی مہلت دی ہوئی ہے سندھ اسمبلی میں حکمران جماعت نے چار سال بغیر اپوزیشن کے گزارے ہیں صرف ارباب غلام رحیم گروپ اپوزیشن کے طور پر جانا جاتا تھا، لیکن ارباب غلام رحیم نے خود

بیرون ملک میں روپوشی اختیار کر رکھی ہے پچھلی روایات سے ہٹ کر اس بار متحدہ قومی موومنٹ نے الٹی میٹم دیے بغیر حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی مسلم لیگ فنکشنل، نیشنل پیپلز پارٹی اور عوامی نیشنل پارٹی حکومت میں شامل رہیں لیکن بلدیاتی نظام پر اختلاف رائے رکھتے ہوئے انہوں نے چھ ماہ قبل حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی تھی مسلم لیگ فنکشنل، این پی پی اور اے این پی نے نصرت سحر عباسی کو قائد حزبِ اختلاف نامزد کیا لیکن اسپیکر نے نوٹیفیکیشن جاری نہیں کیااور تینوں جماعتیں یہ معاملہ عدالت میں لے گئیں اسپیکر نثار کھوڑو کا کہنا ہے کہ انہیں قائد حزبِ اختلاف کے لیے دو درخواستیں موصول ہوئی ہیں ایک ارباب غلام رحیم کی ہے جنہیں ایوان نے نشست سے محروم کر دیا ہے جس کا معاملہ عدالت میں ہے دوسری درخواست نصرت سحر عباسی کی ہے جس پر اکثریت کے دستخط نہیں جس پر وہ نوٹیفیکیشن جاری نہیں کر سکے سندھ کی اسمبلی بغیر اپوزیشن کے سربراہ کے چل رہی ہے جو کہ رولز کے خلاف ہے متحدہ قومی موومنٹ اگر اپوزیشن نشستوں پر جاتی ہے تو اس کے پاس سب سے زیادہ نشستیں ہیں اور قوانین کے مطابق قائد حزبِ اختلاف کے منصب کی حقدار متحدہ قومی موومنٹ ہوگی حالیہ آئینی ترامیم کے بعد نگران حکومت کے لیے قائد حزبِ اختلاف سے مشاورت لازمی ہے اتحادی ہونے کے علاوہ اپوزیشن میں رہ کر بھی متحدہ قومی موومنٹ اپنی رائے دے سکتی ہے یہی وہ اصل نقطہ ہے جو اس بات کا غماز ہے کہ آخر کو اس مرحلے پر متحدہ قومی موومنٹ نے خود کو حکومت سے

علیحدہ کیوں کیا؟ صوبائی اسمبلی میں قائد حزبِ اختلاف کا کردار روایتی ہے اس کو آئینی اور قانونی بنانے کے لیے قومی اسمبلی کی طرح رولز آف پروسیجر میں ترمیم کرنا ہوگی مسلم لیگ فنکشنل نے چند ماہ قبل حیدرآباد میں جب عوامی طاقت کا مظاہرہ کیا تھا تو جماعت کے سربراہ پیر پگارہ صبغت اللہ شاہ راشدی نے متنبہ کیا تھا کہ حکومت اپنے اتحادیوں کو قائد حزبِ اختلاف بنانا چاہتی ہے تاکہ نگران سیٹ اپ بنانے میں کوئی دشواری نہ ہو حکومت سے علیحدگی کا ایک جواز بلدیاتی نظام نافذ کرنے میں تاخیر بتایا گیا ہے اس نظام کی وجہ سے سندھ میں پیپلز پارٹی کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا اس ایک نقاطی ایجنڈہ پر قوم پرست جماعتوں نے مسلم لیگ فنکشنل اور بعد میں مسلم لیگ ن سے اتحاد کیا تھا دیگر کئی معاملات کی طرح سندھ میں بلدیاتی نظام کا نفاذ بھی سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے اس کے مستقبل کا فیصلہ اب سیاسی قیادت کے بجائے عدلیہ کے ہاتھ میں ہے متحدہ قومی موومنٹ کا کہنا ہے کہ نگران وزیر اعظم کے لیے مذاکرات جاری ہیں متحدہ قومی موومنٹ نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کو ووٹ کا حق دیا جائے روایت سے ہٹ کر اس بار متحدہ قومی موومنٹ نے الٹی میٹم دیے بغیر ایکشن لیا ہے متحدہ قومی موومنٹ کا ہر ایکشن ہمیشہ ہی سنگین صورتحال کی عکاسی کرتا ہے لیکن بعد کی صورتحال کچھ اور ہوتی ہے ماضی کی طرح متحدہ قومی موومنٹ کو عوام میں پذیرائی انتہائی کم ہے اور بہت سے سیاسی تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ متحدہ قومی

موومنٹ پاکستان کی ایسی سیاسی جماعت ہے جس کا اقتدار کے بغیر زندہ رہنا مشکل ہے اور اب کی بار متحدہ قومی موومنٹ نے حکومت سے علیحدہ ہو کر ایک سیاسی چال چلی ہے اس لئے کہ چار ساڑھے چار سال حکومت کے مزے لینے کے بعد نسبتا ایک چھوٹے سے اختلاف پر حکومت سے علیحدہ ہو جانا وہ بھی اس وقت جب الیکشن بلکل سر پر ہیں اور گزرنے والے سالوں میں حکومت میں حصہ دار بھی ہونا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ دال میں کچھ نہ کچھ کالا ضرور ہے اس کی ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے وہ یہ کہ متحدہ قومی موومنٹ اپوزیشن میں جا کر حکومت کے ساتھ نگران حکومت میں گٹھ جوڑ کر سکے اور ایک بار پھر وہ اپوزیشن بن کر نگران سیٹ اپ میں اپنی مرضی کے نمائندے شامل کرا سکے جن سے نہ تو متحدہ قومی موومنٹ اور نہ ہی پاکستان پیپلز پارٹی کو کوئی خطرہ ہو اور آنے والے الیکشن میں ان دو حلیف جماعتوں کے لئے کوئی خطرہ پیدا نہ ہو شاید یہی وجہ ہے کہ حکمران جماعت کی جانب سے متحدہ قومی موومنٹ کے یوں اچانک سے اپوزیشن میں جانے سے کوئی خاطر خواہ رد عمل سامنے نہیں آیا جس طرح کا رد عمل ماضی میں متحدہ قومی موومنٹ کے حکومت سے جدا ہونے کے الٹی میٹم پر آیا کرتا تھا اور اب کی بار عوام کو بھی یہ بار آور ہے کہ متحدہ قومی موومنٹ کو اپوزیشن میں بجھوانے میں سارا کردار پاکستان پیپلز پارٹی کے نمائندوں کا ہے جن کا خیال ہے اس موقع پر سندھ کی حکومت بھی اپنی اور اپوزیشن بھی اپنی نہ کوئی ڈر نہ کوئی خطرہ جیسے چاہو نگران سیٹ اپ بناؤ لیکن باقی جماعتیں بھی اب شاید اب

انھیں اس میں کامیاب نہ ہونے دیں اگر ایسا ہو گیا تو سندھ میں اگلی باری بھی انھیں دو
جماعتوں کی ہو گی۔

بڑے بے آبرو ہو کہ تیرے کوچے سے ہم نکلے

پاکستان (عوامی تحریک) منہاج القران کے سربراہ نے جس طرح اچانک سے پاکستان میں وارد ہو کر یہاں کے سیاسی حلقوں میں ہلچل مچا دی تھی اور آنے سے پہلے اپنے مریدوں اور اپنے چاہنے والوں سے یہ حلف بھی لیا تھا کہ جب وہ پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھیں گے تو لاکھوں کے مجمعے نا صرف ان کا استقبال کریں گے بلکہ ان کے لئے ہر جائز و ناجائز قربانی بھی دیں گے جائز ایسے کہ ان کے جلسوں میں شرکت کرکے اور اپنا سب کچھ آپ پر نچھاور کرکے اور نا جائز ایسے کہ ان کی طرف سے ایک ایسے دھرنے میں شرکت کرکے ، کہ جس کی وجہ سے پاکستان میں خدانخواسطہ جمہوریت اور جمہوری نظام کو لپیٹا جا سکتا تھا ان کے مریدوں نے لاہور میں لاکھوں کا مجمع تو اکٹھا کر لیا لیکن جب دھرنے کا وقت آیا تو ان مریدوں کا حوصلہ جواب دے گیا اور جو لوگ چالیس لاکھ کے مجمعے کی باتیں کر رہے تھے اچانک سے ایک لاکھ پر آ گئے پھر عوام نے بھی دیکھا اور محسوس کیا کہ کس طرح شیخ الاسلام ان کو واسطے دے دے کر اپنے ساتھ رکنے کا کہہ رہے تھے اور آخر کار کچھ سینئیر سیاستدانون نے ان کے ڈرامے کا ڈراپ سین کروایا (جس کی ایک علیحدہ کہانی ہے) اور قادری صاحب کو بے آبرو ہونے سے بچا لیا عوام نے یہ بھی دیکھا کہ حسینیت کا سبق دینے والوں نے کیسے وقت کے حکمرانوں سے نا صرف مذاکرات

کیے بلکہ ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کر لی لیکن جناب شیخ الاسلام سے معزرت کے ساتھ کہ جناب حسینؓ نے تو یزید سے مذاکرات نہیں کیے تھے بلکہ انھوں نے مذکرات کی بجائے شہادت کو ترجیح دی تھی مگر آپ نے جس طرح سے لوگوں کے جذبات سے کھیلا اور انھیں مذہب کے نام پر اسلام آباد میں لا کر بیٹھا دیا اور خود آرام دہ کنٹینر میں بیٹھ گئے بلکہ مزے کرتے رہے اور پاکستانی عوام یہ دیکھتے رہے کہ اسلام آباد کی یخ بستہ سردی میں بوڑھے بچے اور عورتیں کس طرح کانپ کانپ کر وقت گزارتے رہے اگر آپ اپنے مریدوں کے خلیفہ ہیں تو یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ خلیفہ تو خود بھوکا رہتا ہے اور اپنے مریدوں، پیروکاروں کو بھوکا نہیں رہنے دیتا اور اگر کوئی آزمائش آ بھی جائے تو وہ خود سب سے پہلے آگے ہوتا ہے مگر آپ تو بلٹ پروف بلکہ بم پروف کنٹینر میں آرام کرتے رہے یہ کیسی پیری کیسی مریدی ہے پھر جب پاکستان کی اعلیٰ عدلیہ کی جانب سے یہ فیصلہ آیا کہ رینٹل پاور منصوبوں میں ہونے والی کرپشن کہ ذمہ داروں کو گرفتار کیا جائے تو آپ نے ہی نعرہ لگایا کہ آدھا کام ہو گیا اور یوں پاکستان کے غیر جانبدار عدلیہ پر انگلیاں اٹھنا شروع ہو گئی کہ شاید شیخ الاسلام صاحب کو عدلیہ کہ ہمایت حاصل ہے لیکن جاننے والے جانتے تھے کہ آج اگر عدلیہ آزاد ہے تو یہ کریڈت ایک ہی شخص کو جاتا ہے اور وہ شخص کبھی بھی عدلیہ کے وقار پر سمجھوتہ نہیں کر سکتا شیخ الاسلام صاحبنے اپنی تقریروں میں عوام کو یہ اشارہ بھی دیا کہ آپ کو پاکستان کے اعلیٰ اداروں جیسے فوج، عدلیہ

اور اسٹیبلشمنٹ کی خاموش حمایت حاصل ہے پھر شیخ الاسلام صاحبنے ایک بے تکی سے رٹ پٹیشن الیکشن کمیشن کے خلاف دائر کر دی جس کے بارے میں اتنا ہی کہوں گا کہ جناب : ویلے دی نماز، تے کویلے دیاں ٹکراں : مطلب کے نماز وہ ہوتی ہے جو وقت پر ادا ہوتی ہے اور بے وقت نماز نہیں ہوتی بلکہ ٹکریں ہوتی ہیں، اس لئے شیخ الاسلام صاحبنے بے وقت رٹ دائر کی اور جب شیخ الاسلام صاحبکی رٹ خارج ہو گئی تو ذاتیات پر اتر آئے اور اسی شخص کے خلاف جس کے فیصلے پر شیخ الاسلام صاحبنے اس کو خراج تحسین پیش کیا تھا اسے ہی کسی اور کی وفاداری کے طعنے دینے لگے لیکن خدا سلامت رکھے اس شخص کو جس کی وجہ سے آزاد عدلیہ کا قیام ممکن ہو سکا اس کے تدبر، معاملہ فہمی اور صبر پر پاکستان کے عوام فخر محسوس کرتے ہیں اور جس کے پیچھے پاکستان کے عوام کی طاقت ہے جو اگر چاہتے تو آپ کی باتوں پر آپ کے خلاف بڑی کاروائی کی جا سکتی تھی لیکن انھوں نے حالات کی نذاکت کو سمجھتے ہوئے جانے دیا جو کہ لائق تحسین ہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ شیخ الاسلام صاحب جان بوجھ کر بات کو لمبا کرنا چاہتے ہیں تاکہ معاملہ بڑھے اور وہ: شہید: کہلوا سکیں پاکستان کی عوام کی اکثریت بڑی سماجی، سیاسی اور قانونی، آئینی شخصیات یہ سمجھتی ہیں کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ آئین پاکستان کی روح سے ایک تاریخی فیصلہ ہے کیونکہ ایک غیر ملکی کو کوئی حق نہیں کہ وہ پاکستان کے اندورنی معاملات اور اس کے آئینی اداروں پر اعتراض کرے اگر آپ کی بات مان لی جاتی تو کل کلاں کو ہر تیسرا آدمی جو کسی

بھی غیر ملک کی شہریت رکھتا ہو گا پاکستان کے اندرونی معاملات میں بے جا مداخلت کرتا پھرے گا پھر تو پاکستان کا اللہ ہی حافظ ہو گا اب جبکہ شیخ الاسلام صاحب کا دوسرا وار بھی خطاء چلا گیا اور شیخ الاسلام صاحب کو یہ بات بھی کچھ کچھ سمجھ آ گئی ہے کہ اب یہ وہ والا پاکستان نہیں ہے جو وہ سات آٹھ سال پہلے چھوڑ کر گئے تھے اب اللہ کے فضل سے پاکستان کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اور انشاء اللہ بہت جلد پاکستان میں شخصیات نہیں بلکہ ریاست اور ریاستی ادارے مضبوط ہوں گے شیخ الاسلام صاحب کا دل اب یہاں سے یقینا بھر چکا ہو گا کیونکہ جو، جو ایجنڈے ان کی فہرست میں شامل تھے وہ ایک ایک کر کے ناکام ہو رہے ہیں اور یقینا شیخ الاسلام صاحب اب اپنے حقیقی مسکن یعنی کے کینیڈا کا رحت سفر باندھ رہے ہوں گے کیونکہ سپریم کورٹ کے گزشتہ فیصلوں کے مطابق کوئی بھی پاکستانی جو دوہری شہریت رکھتا ہو گا وہ انتخابات میں حصہ لینے کا مجاز نہ ہے اس لئے شیخ الاسلام صاحب جاتے جاتے اپنے ان خفیہ ہاتھوں کو جو ان کی پشت پناہی کر رہے تھے اور جنھوں نے ان کو یہاں پر آ کر اپنے مخصوص مقاصد کی تکمیل کا اشارہ دیا تھا ان سے کہہ رہے ہوں کہ : بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے : شیخ الاسلام صاحب آپ کو سیاست میں کودنے کی کیا ضرورت تھی وہ بھی غلط وقت پر یہ کینیڈا نہیں پاکستان ہے ور آپ تو جانتے ہیں کہ پاکستان کے عوام مذہبی شخصیات کو کتنا پسند کرتی ہے جس کا مشاہدہ آپ کو لاہور میں مذہبی اجتماع منعقد کر کے ہوا تھا پھر کیا ضرورت تھی

ملی ہوئی عزت کو خاک میں ملانے کی۔

ایک نئے پاکستان کی ضرورت

پاکستان کو قائم ہوئے پینسٹھ سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے لیکن آج ہم کہاں ہیں وہ قومیں جو ہم سے بعد میں آزاد ہوئی تھیں آج ترقی میں ہم سے کئی گنا آگے ہیں جن میں چائینہ ،انڈونیشیاء ،بھارت ،اور دیگر کئی اقوام شامل ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے آج تک اپنے آپ کو آزاد کیا ہی نہیں ہم آج بھی کسی نہ کسی قوم کی غلامی کر رہے ہیں کبھی روس کی کبھی امریکہ کی۔ ہماری خارجہ پالیسی کے کوئی واضح اہداف نہیں ہیں جب جی چاہا جس کا جی چاہا اس کا رخ موڑ لیا کبھی معصوم ڈاکٹر عافیہ جس پر صرف امریکی فوجیوں پر حملے کا الزام ہے وہ بھی ایسے وقت میں جب امریکی ان سے تفتیش کر رہے ہوں تو دوسری طرف پاکستانیوں کے سر عام قتل کرنے والے امریکی ریمنڈ ڈیوس کو آزاد کیا جانا ہماری داخلی معاملات میں غیر ممالک کی مداخلت یہ سب ہماری کمزوریاں ہیں جس کی وجہ سے آج ہم آزاد ہونے کے باوجود آزاد نہیں ہیں اور یہ اتنا بڑا المیہ ہے کہ جس نے ہمیں آج تک ترقی نہیں کرنے دی اور ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت حالات کو اس طرف لے جایا جا یا رہا ہے جس کے پیچھے عالمی طاقتوں کے اپنے اپنے مفادات ہیں پاکستان کا سیاسی کلچر اب تبدیل کرنا ناگزیر ہو چکا ہے کیونکہ اس کی تبدیلی سے ہی وہ اہداف حاصل ہو سکیں گے جن کا خواب قائدِاعظمؒ اور علامہ اقبالؒ نے دیکھا تھا

پاکستان کے موجودہ حکمران یہاں کے عوام کو وہ سب کچھ نہیں دے سکے جن کی ان سے توقع تھی پاکستان کی تمام ہی سیاسی پارٹیاں موروثی سیاست کی قائل ہیں یعنی کے باپ کے بعد بیٹا اس کے بعد اس کا بیٹا کسی دوسرے کے لیے جگہ خالی کرنے کا رواج ہی نہیں ہے اس کلچر میں اور نظام میں تبدیلی لانا مشکل ہی نہیں بلکہ نا ممکن لگتا ہے۔ نوجوانوں میں آج کل پاکستان کے سیاسی حالات کو تبدیل کرنے کا جزبہ عروج پر ہے جو کہ خوش آئیند بات ہے اور وہ اس بات کی شدید خواہش رکھتے ہیں کہ پاکستان میں بھی حقیقی تبدیلی لائی جائے اور اس ملک کو صحیح معانوں میں آزاد ملک بنایا جائے جس کا اظہار آئے دن سوشل میڈیا پر ہو رہا ہے جہاں پر دیکھا جا سکتا ہے کہ پاکستان کے نوجوان اس ملک میں حقیقی تبدیلی کے خواہش مند ہیں ہمارے سیاسی نظام میں جو بڑی خرابی ہے وہ سیاسی جماعتوں میں جمہوریت کا نہ ہونا ہے جس کی وجہ سے بڑے بڑے قابل لوگ ضائع ہو جاتے ہیں اور خوشامدی لوگ آگے آ جاتے ہیں جس کی وجہ سے بڑا نقصان ہوتا ہے ایک تو اچھے آدمی کے جانے سے دوسرا نااہل لوگوں کے آگے آنے سے جو کہ عوام کی فلاح و بہبود کے بارے میں تو کچھ جانتے ہی نہیں البتہ اپنے آقاوں کو منانے اور ان کی خوشامد کے لیے کسی بھی حد تک جانے کے لیے تیار نظر آتے ہیں سوال یہ ہے کہ سسٹم میں اگر تبدیلی لائی جائے تو کیسے اس کا آسان سا جواب ہے کہ اگر آپ سسٹم کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو ان خوشامدی اور نااہل لوگوں کے ساتھ کام کرنا ہو گا ان میں شامل ہونا ہو گا آپ

نے اپنی نیت کو صاف رکھ کر ان میں شامل ہو جانا ہے تب تک آپ کا جو ویژن اور ایجنڈا ہے اس کو اپنے دل میں چھپا کے رکھنا ہو گا اس کے بعد جب ایک وقت آئے گا کہ یہ تمام سسٹم آپ کی گرفت میں آ جائے تو آپ اپنے ویژن کو لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں اس وقت آپ کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی اور آپ لوگوں کی اس طرح خدمت کر سکیں گے جس کے آپ متمنی تھے پھر لوگ بھی آپ کی بات ماننے پر تیار نظر آئیں گے اور اگر آپ خدانخواستہ دوسرا طریقہ اپنائیں یعنی کے اس سسٹم سے علیحدہ ہو جائیں اور روٹھ کر بیٹھ جائیں تو کیا اس سے حالات ٹھیک ہو جائیں گے؟ یقینا نہیں اس کے لیے کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا کیونکہ یہ تو آپ بھی جانتے ہیں کہ اب نہیں تو کب؟ کیونکہ وقت کبھی بھی رکتا نہیں اس نے چلتے رہنا ہے اور آپ نے اس کی رفتار کے ساتھ اگر چلنا ہے تو اپنے آپ کو اس نظام میں فلوقت ڈالنا ہو گا اسلامی دنیا میں بہت سے ایسی جماعتیں ہیں جو کہ اسلامی یا جہادی جماعتیں مانی جاتی ہیں لیکن انھوں نے اپنے آپ کو اس سسٹم میں شامل کر کے اپنے ایجنڈے کی تکمیل کی ہے پاکستان میں اب روائیتی جماعتوں سے ہٹ کر ایسی سیاسی جماعتیں متحرک ہو چکی ہیں جو حقیقی معانوں میں پاکستان کے سیاسی معاشی اور معاشرتی کلچر کو تبدیل کرنے کی خواہش مند ہیں ان جماعتوں میں پاکستان کے نوجوانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے جس کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے کہ نوجوان اس ملک میں حقیقی تبدیلی چاہتے کیونکہ ساٹھ پینسٹھ سالوں سے اس ملک کو اس راہ پر نہیں ڈالا جا سکا جس کے لیے اس کو

بنایا گیا تھا اور وہ تمام وسائل جو کہ دنیا کہ بہت کم ممالک کے حصے میں آتے ہیں ان کی فروانی کے باوجود ہم باقی اقوام عالم سے پیچھے کیوں ہیں قدرتی گیس ہونے کے باوجود گیس کا بحران بڑے بڑے زرخیز زرعی میدانوں کے باوجود ہم آج دوسروں کے رحم و کرم پر ہیں اور زرعی اجناس بیرون ممالک سے منگوانے پر مجبور ہیں اور گندم اپنے ملک کی ہونے کی بجائے ایک غریب آدمی کی پہنچ سے دور ہے جس کی وجہ سے غریب عوام انتہائی غربت کا شکار نظر آتی ہیں کوئلہ، تیل اور دوسرے معدنی وسائل ہونے کے باوجود آج ہم بجلی کے بحران کا شکار ہیں اور اس کا کوئی مستقل حل نکالنے کی بجائے عارضی حل نکال کر اپنی تجوریوں کے منہ بھر رہے ہیں ملک میں قائم عدالتوں کی ہم کوئی عزت نہیں کرتے ان کے دیے گئے فیصلوں کو ہم تمسخر میں اڑا رہے ہیں اس کی بنیادی وجہ ایک ہی ہے ؟اور وہ ہے پرانا اور فرسودہ نظام جس کو بدلنا ہو گا اور اس کے لئے ایک شخص کچھ بھی نہیں کر سکتا جب تک کہ پوری قوم اس کے ساتھ کھڑی نہ ہو جائے آپ نے دیکھا تھا جب ایک آمر نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر عدلیہ پر وار کیا تھا صرف ایک شخص کے انکار نے آج ہماری عدالتوں کا نظام بدل دیا اگر وہ شخص اکیلا ہوتا تو آج نظام وہیں کا وہیں ہوتا مگر اس وقت جس طرح پوری قوم نے اس کا ساتھ دیا تھا آج ایک بار پھر اسی جزبے کی ضرورت ہے تاکہ اس پرانے اور فرسودہ اور بار بار کے آزمائے ہوئے نظام کو بدلا جا سکے۔

کالا باغ ڈیم پاکستان کی لائف لائن

قیام پاکستان کے بعد سے لیکر آج تک پاکستانی ریاست کی بھاگ دوڑ ایسے لیڈروں کے ہاتھ چلی گئی جن کا ویژن کچھ اور ہے اور منزل کچھ اور قیام پاکستان کے بعد جو انتخابات منعقد ہوئے ان میں زیادہ تر لوگوں کو ووٹ کے استعمال کا پتا نہیں تھا جہاں کسی قبیلے کے سردار نے اعلان کر دیا کہ فلاں کو ووٹ ڈال دیے جائیں بس سب کے ووٹ اس کو ڈال دیے جاتے تھے اور زیادہ تر ذات.برادری کا ووٹ ہوتا تھا اس وقت سیاست صرف کچھ بااثر لوگوں تک محدود تھی اور جو بھی منتخب حکومت ہوتی تھی یہی وجہ ہے کہ وہ عوام کی زندگی میں کوئی تبدیلی لانے میں کامیاب نہیں ہو سکی اور یہ ملک کبھی مارشلا اور کبھی جمہوری اور صدراتی نظام کے تجربات میں اٹکا رہا غرضیکہ جو کوئی بھی آتا اپنے نظام کو درست اور اس سے پہلے کے خلاف باتیں کرتا یوں وقت کٹتے کٹتے پاکستان کو ستر سال ہونے کو آئے ہیں دوسرے لفضوں میں ہم نے اپنے ملک کے ستر سال صرف تجربوں میں ضائع کر دیے عوام اس وقت بھی مظلوم تھی اور آج بھی یوں لگتا ہے کہ وہ سفر جو پاکستان بننے سے شروع ہوا ہے آج بھی وہاں پر ہی رکا ہوا ہے ان پینسٹھ سالوں میں عوام پاکستان کہاں کھڑے ہیں ان کی کیا پوزیشن ہے اور اگر ان کی پوزیشن اچھی نہیں ہے تو اس کے کون سے عوامل ہیں؟ جو کہ ان کو اسی پوزیشن پر روکے ہوئے ہیں ؟ کیونکہ

ارضیاتی سروے کے حوالے سے دیکھا جائے تو پاکستان کے پاس وہ تمام وسائل موجود ہیں جو کہ دنیا کے بہت کم ممالک کے پاس ہیں.بڑے بڑے دریاء زرخیز میدان پہاڑوں میں چھپے خزانے وسیع و عریض صحرا پاکستان دنیا کے ایک بہت ہی اہم خطے میں واقع ہے اور اس کا حدود دربہ ایسا ہے کہ دنیا کے کسی بھی ملک کے لیے اس کی اہمیت دو چند ہو جاتی ہے جو کہ پاکستان کی اہمیت اور اس کی افادیت کو ظاہر کرتا ہے پاکستان سے وسطی ایشیائی ریاستوں کا کم اور نزدیک ترین سفر اور وسطء ایشیائی ریاستوں کی بڑی منڈی پاکستان سے ایران اور ترکی اور بعد ازاں یورپ تک کے آسان راستے پاکستان سے چائینہ اور بعد ازاں روس تک کے راستے وہ عوام ہیں جن پر بیرونی دنیا کی نظریں ہیں اور یہ وہ مواقع ہیں کہ اگر پاکستان کو ان سے استفادہ کرنے کا موقع مل جائے تو پاکستان دنیا کے نا صرف ترقی یافتہ ممالک میں شامل ہو سکتا ہے بلکہ جنوبی ایشاء کا ٹائیگر بھی بن سکتا ہے اور خطے کے دوسرے ممالک مثلا بھارت ،ملائیشیا،اور انڈونیشیاء کو پیچھے چھوڑ سکتا ہے پاکستان کو جو محلے وقوع ملا ہے امریکہ، روس، چین اور دنیا کے تمام بڑے ملکوں کو اس کی ضرورت ہمیشہ سے ہی ہے پاکستان کو اگر صرف اور صرف اچھے لیڈر مل جائیں تو اس کو ترقی کے وہ منازل جو دوسرے ملک صدیوں میں حاصل کرتے ہیں صرف چند سالوں میں حاصل کرنے کی پوزیشن میں ہو جائے صرف ضرورت ہے تو اچھے لیڈروں کی اس کے علاوہ پاکستان کی معاشی پالیسیوں اور خارجہ پالیسوں کو دیگر امیر ملکوں سے آزاد کرانے سے بھی

اس کی وہ حثیت بحال کی جا سکتی ہے جو ہونی چاہیے آج ہمیں حکومت نظر تو آتی ہے لیکن اس کی رٹ کہیں بھی نظر نہیں آتی ایک سازش کے تحت اس کے اداروں جن میں پاکستان سٹیل مل ،پاکستان ریلوے ،پاکستان ایئر لائن ، غرضیکہ کوئی بھی نفع بخش ادارہ ہو اس کو کھوکھلا کرکے اونے پونے داموں فرخت کرنے کی مذموم کوششیں کی جا رہی ہے اور پاکستان کے وہ اثاثے جن کی وجہ سے یہ دنیا کی سب سے بڑی معیشت بن سکتا ہے اس کو نام نہاد سیاسی پارٹیاں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے مکمل نہیں ہونے دے رہیں اور بہت سے ملکی افادیت کے منصوبوں میں روڑے اٹکائے جا رہے ہیں مثال کے طور پر کالا باغ ڈیم جس کو موجودہ حکومت نے آتے ہی سرد خانے میں ڈال دیا اور پوری پاکستانی قوم کو اندھیروں میں دھکیل دیا کالا باغ ڈیم تو پاکستان کی لائف لائن ہے آج پوری قوم بجلی کے بحران کا سامنا کر رہی ہے مگر کوئی ایسا نہیں ہے جو یہ کہہ سکے کہ کالا باغ ڈیم پاکستان کی بنیادی ضرورت ہے اس کو ضرور بننا چاہیے ہر کوئی کسی نہ کسی سیاسی مصلحت کا شکار نظر آتا ہے کالا باغ ڈیم منصوبے کو ختم کرنے پر سب سے زیادہ خوشی بھارت میں منائی گئی کیونکہ بھارت کبھی بھی نہیں چاہتا کہ پاکستان میں کوئی عوامی افادیت اور خاص طور پر آبی منصوبہ مکمل ہو۔ بھارت پاکستان میں تعمیر ہونے والے ڈیموں کو روکنے کے لئے اربوں روپے ان لوگوں میں بانٹ رہا ہے جو کہ ان منصوبوں کی تعمیر میں رکاوٹ ڈال سکتے ہیں جس کی بڑی مثال حال ہی میں بھارت کا عالمی عدالت میں مقدمے کی جیت ہے جس میں ہم

میں ہی سے کچھ لوگوں نے میر جعفر اور میر صادق کا کردار ادا کیا ہو گا ورنہ تو بھارت کو پاکستانی پانی پر شب خون مارنے کی جرات نہ تھی۔ ہمارے حکمرانوں جب لوڈشیڈنگ کا عذاب سر پر آیا تو نعرہ لگا دیا کہ ہمیں تو ورثہ میں ملا ہے اور اس لوڈشیڈنگ کو ختم کرنے کے ایسے کھوکھلے منصوبے ترتیب دیے گئے جن میں فائدہ کم اور نقصان زیادہ تھا جن کا بعد ازاں پتا چلنے پر تمام منصوبے روک دیے گئے کیونکہ ان میں کرپشن کے تاریخی ریکارڈ قائم ہو چکے تھے جو حکمران قوم کے اربوں کھربوں کھا گئے ان سے کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ قوم کے مفاد کے منصوبوں کو پایا تکمیل تک پہنچنے دیں گئے اس کے لیے پاکستان کے عوام کو کردار ادا کرنا ہو گا ان کو ان لیڈروں کو منتخب کرنا ہو گا جو کہ پاکستان کی خاطر سوچتے ہیں اور ایک نہ ایک دن وہ پاکستان کی عوام کو ان بحرانوں سے نکال لیں اور اس کے لیے اگر کوئی سب سے آسان اور سستا منصوبہ ہے تو وہ کالا باغ ڈیم ہیں جو کہ نام نہاد محب وطن لیڈروں کی وجہ سے رکا ہوا ہے جس پر بہت کم سرمایے اور بہت کم وقت میں پایا تکمیل تک پہنچایا جا سکتا ہے جس پر آدھا کام مکمل ہے سائیڈ اتنی آئیڈیل ہے کہ کم خرچ میں منصوبہ مکمل ہو سکتا ہے جس سے معیشت کا پہیہ بھر سے رواں دواں ہو سکتا ہے اور یہ پستی میں جانے والی قوم پھر سے اپنے پاؤں پر کھڑی ہونے کے قابل ہو سکتی ہے بات ہے صرف محب وطن قیادت کی بات ہے صرف محب وطن سوچ کی بات ہے اس کے لیے عوام کو خود فیصلہ کرنا ہو گا کیونکہ فیصلے کا وقت بہت قریب آ چکا ہے اور اب کی بار بھی اگر

دیر ہو گئی تو پھر خدانخواستہ بہت دیر ہو جائے گی۔

انٹرا پارٹی الیکشن جمہوریت کی اصل روح

پاکستان میں جمہوری روایات کی مضبوطی کے لئے یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ پاکستان میں سیاست کرنے والی سیاسی پارٹیوں میں بھی جمہوریت ہو ،تاکہ جو بھی لوگ محنتی ہوں اور پاکستان کی خدمت کرنا چاہتے ہوں وہ اپنی ان صلاحیتوں کی وجہ سے آگے آ سکیں اور اگر صحیح معانوں میں پاکستان کو مضبوط بنانا ہے تو ان جماعتوں میں جمہوریت کو فروغ دینا ہو گا اور اس کے لئے پارٹیوں کے اندر صاف شفاف انتخابات کو فروغ دینا ہو گا اور اس کے لئے ضروری ہے کہ پارٹی الیکشنوں کی نگرانی کا عمل الیکشن کمیشن کے ذریعے کی جائے تب ان لوگوں کی حوصلہ شکنی ممکن ہے جو پارٹیوں کو اپنی میراث سمجھتے ہیں پاکستان میں جتنی بھی سیاسی پارٹیاں ہیں جن میں بڑی سیاسی پارٹیاں پاکستان پیپلز پارٹی ، مسلم لیگ (ن) مسلم لیگ (ق) ایم کیو ایم اے این پی جمیعت علماء اسلام (ف) ماسوائے جماعت اسلامی اور تحریک انصاف کے تقریبا موروثی پارٹی ہی نظر آتی ہیں جن کی حالیہ مثال سیاسی پارٹیوں کے الیکشنوں میں دیکھنے کو بخوبی ملی ہے سیاسی جماعت چاہے حزبِ اقتدار کی ہو یا پھر حزبِ مخالف کی ، زیادہ تر جماعتوں میں ہونے والے انتخابات میں جماعت کے سربراہ کا چناؤ بلا مقابلہ ہی رہا ہے سابق وزیر اعظم چودھری شجاعت حسین بلامقابلہ مسلم لیگ ق کے دوبارہ صدر بن گئے جبکہ موجودہ

نائب وزیر اعظم چودھری پرویز الٰہی مسلم لیگ ق کے بلامقابلہ صوبائی صدر منتخب ہوئے تھے پولیٹیکل پارٹیز آرڈر دو ہزار دو کے تحت تمام سیاسی جماعتیں اپنی جماعت کے اندر یونین کونسل سے لے کر مرکزی عہدیداروں تک کے انتخابات کروانے کی پابند ہیں حکمران جماعت پیپلز پارٹی پارلیمنیٹرین کے چناؤ میں مخدوم امین فہیم چیئرمین جبکہ وزیر اعظم راجہ پرویز اشرف اس کے سیکرٹری جنرل چنے گئے سابق وزیر اعظم نواز شریف اور ان کے بھائی وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف بھی بلا مقابلہ ہی اپنے جماعت مسلم لیگ نون کے مرکزی اور صوبائی سربراہ بنیں کیا کوئی مسلم لیگ (ن) میں ایسا رہنماء نہیں ہے جو میاں صاحبان کے خلاف پارٹی کی صدارت کا انتخاب لڑ سکتا؟ کیا کوئی ایسا شخص پاکستان پیپلز پارٹی میں نہیں ہے جو ان کے بلا مقابلہ منتخب ہونے والے رہنماؤں کے خلاف الیکشن میں حصہ لیتا اسی طرح مسلم لیگ (ق) ایم کیو ایم اور اے این پی کا بھی یہی المیہ ہے کہ ان پارٹیوں کے سربراہان کبھی بھی نہیں چاہیں گے کہ ان کی پارٹی کی بھاگ دوڑ ان کے ہاتھ سے نکل کر کسی اور کے ہاتھ جائے یہی وہ بڑا فیکٹ ہے کہ پاکستان میں جمہوریت ہمیشہ سے ہی کمزور رہی ہے کیونکہ اس کے برعکس امریکہ اور یورپی ترقی یافتہ ممالک میں پارٹی کی سطح کے انتخابات اتنے منظم اور مضبوط ہوتے ہیں کہ اگر کوئی گراس روٹ لیول کا رہنماء جس میں قابلیت ہو تو وہ ملک کا اعلیٰ ترین عہدیدار بن سکتا ہے یہ سب پارٹیوں کے اندر جمہوریت کی مضبوطی کی وجہ سے ہے جس کی بڑی مثال پاکستانی

نژاد سعیدہ

وارثی کی ہے کیا کبھی ہم اس بات کا تصور کر سکتے ہیں کہ ہمارے ہاں کوئی گراس روٹ لیول کا رہنماء پاکستان کا اعلیٰ ترین عہدہ حاصل کر سکے؟ یقیناً نہیں آج بھی اگر دیکھا جائے تو ہمارے سیاسی لیڈران مورثی سیاست کے قائل ہیں جس میں باپ کے بعد بیٹا اس کے بعد اس کا بیٹا یا کوئی اسی کا رشتہ دار ہی اسمبلی کا رکن ہوتا ہے ایسے میں ہم اس سسٹم کو تبدیل نہیں کر سکتے اور نہ ہی جمہوریت کو مضبوط کر سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب بھی ہمیں جمہوریت ملی اس کے اثرات ہم تک نہیں پہنچ سکے کیونکہ ہمارے ہاں جمہوریت کو عوام کے لئے فائدہ مند کم اور نقصان دہ زیادہ بنا دیا جاتا ہے اور جو بھی جمہوریت ہمیں دی جاتی وہ لولی لنگڑی جمہوریت ہی ہوتی ہے اس کی بڑی وجہ یہی مورثی سیاسی پارٹیاں ہیں پاکستان کے الیکشن کمیشن کی ہدایت پر سیاسی جماعتیں اپنے اندرونی انتخابات کا عمل تیزی مکمل کر رہی ہیں لیکن یہ سب کچھ صرف اور صرف الیکشن کمیشن کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے سواء کچھ بھی نہیں ہے اور جس طرح کے پارٹی انتخابات پاکستان کی سیاسی پارٹیاں کروا رہی ہیں اور اپنے بیشتر عہدیداران کا چناؤ کر رہی ہیں ان سے جمہوری رویوں کی مضبوطی نہیں بلکہ جمہوری روایات کو کمزور کرنے کے مترادف ہے بیشتر سیاسی جماعتوں کے اندر جو انتخابات ہوئے ہیں وہ جمہوری روایات کے مطابق نہیں ہیں ان پارٹی انتخابات سے جمہوریت کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ حقیقت میں یہ انتخابات ڈمی ہیں کیونکہ سیاسی جماعتوں کے انتخابات میں ہر عہدے کے لیے کم از کم دو

امیدوار ضرور سامنے آنے چاہیں کیونکہ جس عہدے کے لیے دو امیدوار نہ ہوں مثال کے طور پر مقابلہ نہ ہو اس کو جمہوری نہیں سمجھا جاتا اور اور اہم بات یہ ہے کہ اگر ملک کی بڑی سیاسی جماعتوں میں بڑے عہدوں پر دو امیدوار آمنے سامنے نہ ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ ان سیاسی جماعت کے اندر متبادل قیادت نہیں ہے دوسرے لفظوں میں قیادت کا فقدان ہے یا پھر کچھ لوگ پارٹی کو اپنی وراثت سمجھتے ہیں اور جن سیاسی جماعتیں نے اندرونی انتخابات کروائے ان انتخابات میں قانون کی اصل روح پر عمل درآمد نہیں کیا گیا بلکہ ایک رسمی کارروائی یعنی خانہ پوری کی جاتی ہے۔ قانونی ماہرین کا کہنا ہے کہ سیاسی جماعتوں کے اندر انتخابات کروانے کے قانون میں سقم ہے جس کی وجہ سے جیسے بھی انتخابات ہوں الیکشن ان کو کالعدم قرار نہیں دے سکتا اور اسے پارٹی انتخابات کے نتائج کو ہر حال میں تسلیم کرنا ہے۔تاہم پہلے کی نسبت آج سیاسی جماعتوں کے اندر انتخابات کی پابندی پر عمل کرایا جارہا ہے آئندہ اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے کہ سیاسی جماعتوں کے اندرونی انتخابات جمہوری روایات کے مطابق ہوں اور جس طرح کے انتخابات پاکستان تحریک انصاف یا جماعت اسلامی کی جماعتوں میں منعقد ہوئے ہیں اس طرح کے انتخابات اگر مستقبل میں منعقد ہوتے رہے تو یقینا ایک نہ ایک دن پاکستان کی تمام جماعتوں کی بھاگ دوڑ ایسے لوگوں کے ہاتھ آ جائے گی جو پاکستان کی مضبوطی کے لئے کردار ادا کر سکیں گے ضرورت اس امر کی ہے کہ الیکشن کمیشن جس طرح قومی انتخابات منعقد کرواتا ہے

ایسے ہی ایک سسٹم ترتیب دیا جائے جو پاکستان کی تمام پارٹیوں میں انتخابات اپنی نگرانی
میں کروانے کی ذمہ دار ہو اس کے لئے ایک وقت مقرر کیا جائے اور جو بھی پارٹیاں
اپنے آپ میں جمہوریت اور جمہوری روایات کو پروان نہ چڑھا سکیں ان کے قومی
انتخابات میں حصہ لینے پر مکمل پابندی ہونی چاہیے

نئے صوبے کا اعلان الیکشن میں رکاوٹ کا خدشہ

پاکستان پیپلز پارٹی جب اقتدار میں آئی تو انھوں نے لوگوں سے بہت سے وعدے کیے جن میں روزگار کی فراہمی ملک میں جاری بحرانوں کا خاتمہ اور دیگر کئی مسائل کو حل کرنے کے بارے میں اعلانات کیے گئے اور حکومت کے پہلے سو دنوں کی کارکردگی کے بارے میں جب سابق وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے قومی اسمبلی میں پہلی تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم ان پہلے سو دنوں میں اپنی کارکردگی عوام کو دیکھائیں گے جس سے آپ لوگ بخوبی اندازہ لگا سکیں گے کہ ہماری کارکردگی اور سابق صدر مشرف کی کارکردگی میں کتنا واضح فرق ہے ہم جمہوری لوگ ہیں اور وہ ایک آمر تھا تمام پاکستانیوں کو محسوس ہوا کہ پاکستان پیپلز پارٹی عوام کے لئے کچھ کرنے جا رہی ہے شاید وہ اپنے قائد ذوالفقار علی بھٹو کی سیاسی تاریخ کو دھرانے جا رہی ہے جنھوں نے پاکستان کی عوام کی تقدیر کو بدلنے کی اپنی کوشش کی تھی جنھوں نے امت مسلمہ کو اکھٹا کرنے کی کوشش کی تھی جنھوں نے پاکستان کو ایک ایٹمی پاکستان بنانے کا عزم کیا تھا جنھوں نے پاکستان کو مسلم دنیا کا ٹائیگر بنانے کی کوشش کی تھی مگر افسوس صد افسوس کے گیلانی صاحب کے پرائم منسٹر بنتے ہی وہ عوام سے کیے گئے وعدے بھول گے اور ان اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے وہ کچھ کر گئے جس کی وجہ سے اقتدار بھی نہ رہا اور وزارت

اعظمی بھی گئی ۔اب جبکہ موجودہ حکومت نے اپنے وہ پانچ سال پورے کر لئے ہیں جو کہ حکومت کے لئے خوشی کا باعث ہیں مگر پاکستان کے عوام کی اکثریت ان کو اپنے اوپر مشکل ترین پانچ سالہ دور حکومت کہتی ہے جس کا برملا اظہار ہر مکتبہ فکر کے لوگ جن میں بوڑھے نوجوان مرد اور عورتیں شامل ہیں کرتے نظر آتے ہیں اب جبکہ پاکستان پیپلز پارٹی خود یہ بات محسوس کر رہی ہے کہ وہ پاکستان کے عوام کو ان گزرے پانچ سالوں میں کچھ بھی نہیں دے سکی نہ روٹی کپڑا مکان اور نہ ہی ان بے شمار بحرانوں سے نجات دلا سکی جس کا آتے وقت انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان بحرانوں سے عوام کو نجات دلوائیں گے تو پاکستان پیپلز پارٹی نے سوچا کہ اب کی بار الیکشن میں جانے کے لئے اور خصوصا پنجاب کو قابو کرنے کی کوشش کی جائے اور تو کوئی بھی ایشو ان کو نظر نہ آیا البتہ جنوبی پنجاب کو ایک علیحدہ صوبہ بنانے کا شوشہ چھوڑ دیا جس کی وجہ سے وہاں کے سیاسی ماحول میں کافی گرمی پائی جاتی ہے جنوبی پنجاب کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور راقم نے اس سے پہلے کئی بار اس کو اپنا موضع بنایا ہے جنوبی پنجاب کی اکثریتی آبادی اسے نیا صوبہ بنانے کی بجائے پرانے صوبے بہاولپور کو دوبارہ بحال کرنے کی بات کرتی ہے جنوبی پنجاب اور بہاولپور صوبے کے معاملے نے فی الوقت سرائیکی بیلٹ کی سیاست کو گرمایا ہوا ہے جس کی وجہ سے آئندہ انتخابات میں اس علاقے کی سیاست کا محور مجوزہ صوبہ رہے گا مسلم لیگ (ن) دونئے صوبوں اور پیپلز پارٹی

سرائیکی کے نام سے ایک صوبے کی حامی دکھائی دے رہی ہے یاد رہے کہ پچاس کی دہائی میں بہاولپور صوبہ اپنا وجود رکھتا تھا لیکن پھر اسے مغربی پاکستان میں ضم کر دیا گیا تھا تاہم اس وقت وہاں پر اس کی کے خلاف مزاحمت نہیں کی گئی اب اگر وہاں پرانے صوبے کی حیثیت بحال کی جاتی ہے تو اس سے پاکستان پیپلز پارٹی کو کوئی سیاسی فائدہ نہیں ہو گا وہ جس کریڈٹ کے چکر میں ہے صوبہ بہاولپور کی بحال ہونے کی وجہ سے وہ کریڈٹ محمد علی درانی یا وہاں کی مقامی جماعتوں کو چلا جائے گا جو کہ پرانے صوبے کی بحالی کی بات کر رہے ہیں اور جن کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس کے لئے آئین میں کئی بڑی ترمیم نہیں کرنی پڑے گی بلکہ ایک نوٹیفیکیشن سے ہی اس کی وہ پرانی صلاحیت بحال ہو جائے گی لیکن پاکستان پیپلز پارٹی کے وہاں کے قائدین جن میں یوسف رضا گیلانی صاحب جنوبی پنجاب کو سرائیکی صوبہ بنوانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اس سارے معاملے میں مسلم لیگ (ن) گومگوں کی کیفیت کا شکار ہے کیونکہ پہلے بھی صوبہ سرحد کے نام کی تبدیلی کے وقت وہ ہزارہ ڈویژن میں ہونے والے سیاسی نقصان سے بخوبی آگاہ ہے اگر پرانے صوبے کی بحالی کے بجائے نیا سرائیکی صوبہ بنا دیا گیا تو خدانخواستہ تاریخ ایک بار پھر اپنے آپ کو دہرائے گی جب صوبہ خیبر پختون خواہ کا نام رکھا گیا تھا تو اس وقت ہزارہ کے لوگ سڑکوں پر نکل آئے تھے اور کئی لوگ اس میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے اور جس کا سب سے زیادہ سیاسی نقصان مسلم لیگ ن) کو ہوا تھا جس کے بعد وہ وہاں کی سیٹ)

بھی ہار گئے تھے یہاں ایک بات اور واضح ہو جاتی ہے کہ یقینا یہ بات جنوبی پنجاب کے عوام کے ذہنوں میں ہو گی کہ عوام کو اپنے دور حکومت میں کچھ بھی نہ دینے والے لوگوں نے اپنی سیاست کی ڈھماں ڈھول کشتی کو بچانے کے لئے ایک نیا شوشہ چھوڑ دیا ہے جس کے سد باب کے لئے جنوبی پنجاب کے عوام کو خود سوچنا ہو گا پیپلز پارٹی جسے ماضی میں ہونے والے انتخابات میں جنوبی پنجاب سے نسبتاً زیادہ نشستیں ملتی رہی ہیں اب کی بار بھی میدان مارنے کے چکر میں ہے مسلم لیگ (ن) (ق) ، پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم اپنے طور پر اس کا کریڈٹ لینے کے کوشاں ہیں پارلیمنٹ اپنے اختتامی اجلاسوں کے انعقاد کی جانب گامزن ہے انتخابات سے پہلے صوبہ بنتا ہے یا نہیں اس سے قطع نظر آنے والے انتخابات میں جنوبی پنجاب کی سیاست اسی کے گرد گھومتی دکھائی دے رہی ہے اب جبکہ جنوبی پنجاب میں کچھ لوگ سرائکی صوبے کے حمایتی ہیں تو پرانے صوبے بہاولپور کی بحالی کے بھی کچھ کم نہیں اور اگر کسی بھی سیاسی مصلحت کی وجہ سے جلد بازی میں کوئی بھی صوبہ بنانے کا علان ہو جاتا ہے تو وہاں فساد کا خطرہ موجود ہے جس کی وجہ سے امن و مان کا مسئلہ پیش آ سکتا ہے اور یہ سب ان طاقتوں کی خواہش ہے جو پاکستان میں آنے والے الیکشن کو روکنا چاہتے ہیں اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس پر سیاست نہ کی جائے اور اس تمام معاملے کو آنے والی حکومت پر چھوڑ دیا جائے کیونکہ جلد بازی سے الیکشن کے التوا کا امکان پیدا ہو سکتا ہے کون فصل کاٹے گا اس کا فیصلہ تو الیکشن

کی بساط مکمل بچھنے کے بعد ہی ہو سکے گا۔

الزامات نہیں مثبت سیاست کی ضرورت

اسمبلیاں تحلیل ہو چکی ہیں اور باقاعدہ انتخابی مہم بھی سے شروع ہو چکی ہے لیکن سیاسی جماعتیں اپنی توانائیاں اپنی خوبیوں سے زیادہ دوسروں کی خامیوں کو اجاگر کرنے میں صرف کر رہی ہیں اور سیاسی رہنماؤں کی جانب سے ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے میں تیزی نظر آ رہی ہے جس کے لئے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر اشتہار بازی شروع ہو چکی ہے پاکستان کی بڑی جماعتوں کو مختلف قسم کے الزامات کا سامنا ہے پیپلز پارٹی پر بد عنوانی کا دھبہ لگا ہے تو مسلم لیگ ن کو شدت پسندوں سے روابط کے الزامات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے الزام تراشی پاکستانی سیاست کی روایت رہی ہے اور ہمیشہ ہی سیاسی جماعتوں نے حریف جماعتوں کے بارے میں منفی پراپیگنڈے کو اپنی انتخابی مہم کا اہم حصہ سمجھا ہے کیونکہ وہ سمجھتی ہیں کہ ایسا کرنے سے شاید وہ عوام کے دل میں اپنے مخالفین کے لئے نفرت پیدا کر سکیں گی جس کی وجہ سے ان کا ووٹ ان کے پاس آ جائے گا جو کہ ایک غلط فہمی ہے مختلف نجی ٹی وی چینلز پر چلنے والے تجزیاتی پروگراموں میں سیاسی رہنما یہ ثابت کرنے کی سر توڑ کوشش کرتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے کرپشن کے سواء کچھ نہیں کیا اور اسی طرح ن لیگ کے بارے میں یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ وہ شدت پسندی کے خلاف نہیں ہیں اور بلواسطہ ان کے شدت پسندوں سے تعلقات

ہیں جبکہ ان کی کچھ مثبت باتیں بھی ہوں گی جو کوئی بھی پارٹی بیان کرتی نظر نہیں آتی پاکستان میں انتخابی مہم شروع ہوتے ہی اس منفی مہم میں مزید تیزی آ گئی ہے انتخابات میں ایک دوسرے پر الزامات کا اثر ووٹروں پر کتنا پڑتا ہے اس بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا مگر ایک بات طے ہے کہ جن لوگوں نے اچھے کام کیے ہیں عوام کی نظر میں وہ صرف عوامی فلاحی منصوبے ہیں تو ان کا کریڈٹ ضرور ملے گا اس کے لئے چاہے مسلم لیگ (ن) ہو چاہے پاکستان پیپلز پارٹی ہو اور جتنا بھی منفی پراپیگنڈا ہو جائے حقیقی پارٹی کارکن آنے والے انتخابات میں وہ اپنی پارٹی ہی کو ووٹ دیں گے اس وقت پاکستانی عوام کو بہت سے مسائل درپیش ہیں جن میں بدامنی اور شدت پسندی، لوڈ شیڈنگ، مہنگائی اور غربت نمایاں ہیں لیکن سیاسی جماعتیں ان ایشوز کو بھی منفی پراپیگنڈے کے طور پر استعمال کرتیں ہیں اور یہ حربہ اصل مسائل سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کی ایک کوشش ہوتا ہے جس سے لوگ مخمصے کا شکار ہو جاتے ہیں انتخابی مہم کے باقاعدہ اعلان سے پہلے ہی سیاسی رہنما اپنے اپنے علاقوں میں جلسے اور جلوسوں کا آغاز کر چکے ہیں اور کارنر میٹنگز اور جلسے جلوسوں کا انعقاد کیا جا رہا ہے ایک بات جو بہت اہم ہے کہ آج کل جلسے جلوسوں میں جس طرح کی زبان استعمال کی جا رہی ہے اس نے انیس سو اسی کی دہائی کی سیاست کی یاد تازہ کر دی ہے جیسے جیسے انتخابات مزید قریب آئیں گے سیاست دان ایک دوسرے پر الزامات کی بھرمار کریں گے ذاتیات کو ملوث کیا جائے گا اور کیچڑ اچھالا

جائے گا سیاست دان ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھالنے کی کوششیں کریں گے جن کا کسی کو کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ اب لوگ منفی ، الزامات کی سیاست سے زیادہ یہ چاہتے ہیں کہ ایشوز کی سیاست کی جائے اور ان کے مسائل پر نا صرف بات کی جائے بلکہ انہیں بتایا جائے کہ ان مسائل کو ختم کرنے کے لیے سیاسی جماعتوں کے پاس کونسا جامع لائحہ عمل ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ وطن عزیز سے منفی سیاست کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے اور ایک ایسا عوام دوست سیاسی ماحول فراہم کیا جائے جس میں سیاسی لوگ ایک دوسرے کے خلاف الزامات کے بجائے مثبت سیاست کو فروغ دیں اور صرف ایشوز کی سیاست کی جائے نہ کہ ایک دوسرے کی عزت کو اچھالا جائے اس کے لئے ضروری ہے الیکشن کمیشن اپنا کردار ادا کرتے ہوئے انتخابی مہم کے لئے ضابطہ اخلاق جاری کرے جس میں صرف ایشوز کی سیاست پر بات کرنے کی اجازت دی جائے اور جو کوئی بھی مخالف امیدوار کے خلاف الزامات کی سیاست کرے اس کے خلاف الیکشن کمیشن کاروائی کرے تاکہ انتخابی امیدواروں کو مثبت سیاست کی طرف راغب لایا جاسکے میڈیا اس حوالے سے اپنا بھرپور کردار ادا کر رہا ہے جس کی وجہ سے لوگوں میں شعور کی ایسی روح پھونکی جا چکی ہے کہ وہ الزمات کی سیاست کو بخوبی جان چکے ہیں اس حوالے سے نوجوان طبقہ جو کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ بھی ہے اپنے خیالات کا اظہار سوشل میڈیا پر کھل کر کرتا نظر آتا ہے جس کی وجہ سے امید ہو چلی ہے کہ اب کی بار الیکشن میں الزمات کی سیاست پر ووٹ نہیں پڑیں گے بلکہ ان

لوگوں کو ووٹ پڑیں گے جو پاکستان کی حقیقی طور خدمت کرنا چاہتے ہیں جو پاکستان سے میں بد امنی اور شدت پسندی، لوڈ شیڈنگ، مہنگائی اور غربت جیسے خوفناک مسائل کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنا چاہتے ہیں جن کے پاس صرف نعرے نہیں ہیں بلکہ حقیقی ایجنڈا اور منشور ہے اس کے لئے عوام کو بھی باخبر رہنا ہوگا اور ان الزمات کی سیاست کرنے والوں کی چنگل میں آئے بغیر ان لوگوں کو اپنا ووٹ دینا ہوگا جو پاکستان کو بد امنی اور شدت پسندی، لوڈ شیڈنگ، مہنگائی اور غربت جیسے مسائل سے حقیقی طور پر نکال سکیں اور ایسے لوگوں کو منتخب کرنا ہوگا جو خود نہیں بولتے بلکہ ان کے دیے گئے عوامی فلاحی منصوبے اور ان کے مکمل کروائے گئے عوامی فلاحی کام بولتے ہیں اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ الزامات کی سیاست نہیں بلکہ مثبت سیاست کی جائے تاکہ ایک منظم اور مضبوط معاشرہ تشکیل دیا جاسکے جہاں تمام افراد کو یکساں ترقی کے مواقع میسر آسکیں اور وہ معاشرے کی تعمیر و ترقی میں اپنا مثبت کردار ادا کر سکیں۔

حقیقت پر مبنی اثاثے ظاہر کرنے کی ضرورت

پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں سیاست ایک نفع بخش کاروبار بن چکا ہے پاکستانی سیاست کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ جو بھی اس سیاست میں داخل ہوتا ہے ایک دفعہ اقتدار میں آنے کے بعد وہ کروڑ پتی بن چکا ہوتا ہے اس کی بڑی وجہ کیا ہے؟ اس کی بڑی وجہ پاکستان میں احتساب کا نہ ہونا اور احتسابی اداروں کا حکومت وقت کے زیر اثر ہونا ہے اور اگر کہیں احتساب ہو بھی جائے تو ناجائز کمائی ہوئی دولت کے بل بوتے پر بہت آرام سے بچ نکلتا ہیں دوسرے لفظوں میں انصاف کو خرید لیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے ملک میں یہ سمجھا جانے لگا ہے کہ انصاف صرف اور صرف غریب لوگوں کے لئے ہے اور امیر اور دولت مند کے لئے انصاف اس کے گھر کی لونڈی ہے پاکستان میں سیاسی جماعتوں اور اراکین پارلیمنٹ پر ہمیشہ سے اصل اثاثے چھپانے کا الزام رہا ہے جو کہ کسی حد تک درست بھی ہے کیونکہ وہ جماعتیں جو ملک پر حکمرانی کر چکی ہیں اور جن کے ٹکٹ کے امیدوار سے لاکھوں روپے کی گارنٹی لی جاتی ہے اور پارٹی فنڈ اس کے علاوہ ہوتا ہے صرف اس بات کے لئے کہ اسے پارٹی کا ٹکٹ دیا جائے گا اور اس حساب سے دیکھا جائے تو پورے ملک میں دیے جانے والے ٹکٹ ہزاروں میں ہوتے ہیں اور ان سے ایک خطیر رقم سیاسی پارٹیوں کو حاصل ہوتی ہے لیکن بہت سی پارٹیاں ان کو اپنے اثاثوں میں ظاہر نہیں کرتی

اور اگر کوئی جماعت اثاثے ظاہر کر بھی دے تو اونٹ کے منہ میں زیرے کے برابر جس کی وجہ سے ان سیاسی پارٹیوں پر لگنے والے کرپشن کے الزامات میں روز بروز اضافہ دیکھنے میں آ رہا ہے حالانکہ الیکشن کمیشن میں سیاسی جماعتوں اور اراکین پارلیمنٹ کی طرف سے اثاثوں کی سالانہ تفصیلات ایک آئینی تقاضا ہے جس کو ہر حال میں پورا کرنا پڑتا ہے اور الیکشن کمیشن میں رجسٹرڈ تمام سیاسی جماعتیں ہر سال اس مشق کو دہراتی ہیں لیکن ان میں اکثر وہ تفصیلات الیکشن کمیشن کو دی جاتی ہیں جو کہ جھوٹ پر مبنی ہوتی ہیں جس کی وجہ سے اب ان سیاسی پارٹیوں کے گوشواروں پر کوئی بھی یقین نہیں کرتا بلکہ اکثر لوگوں کا کہنا ہوتا ہے کہ جو آدمی یا جس سیاسی پارٹی کے لوگ دو دو کروڑ روپے تک کی مالیت کی گاڑیوں میں سفر کرتے ہوں جن کے آگے پیچھے چاہیے ہزاروں لوگ جمع رہتے ہوں وہ اقتدار میں ہوں یا اقتدار سے باہر ان کی حفاظت پر کئی افراد مامور ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان کی آمدن یا ان کی جائیداد لاکھوں میں ہو ان کی جائیداد تو کئی سو کروڑوں پر مشتمل ہوتی ہے اگر ان کے صحیح اثاثوں کی چھان بین کا کوئی معتبر سا طریقہ وضع کر لیا جائے تو یقینا بہت سے رازوں پر سے پردہ اٹھایا جا سکتا ہے اور اس طرح سے ان لوگوں سے وصول ہونے والے انکم ٹیکس اور دوسرے ٹیکسوں میں اضافہ وہ سکتا ہے اور یہ بھی پتا لگایا جا سکتا ہے کہ اتنی زیادہ دولت ان لوگوں نے کہاں سے جمع کی اور جب یہ اسمبلی میں نہیں تھے تو اس وقت ان کی کیا پوزیشن تھی اور اب جب یہ اقتدار میں ہیں

تو ایسے کون سے زرائع ہیں کہ جن کی وجہ سے ان کے پاس دولت کے انبار لگے ہوئے ہیں اور اتنی دولت نظر آنے کے باوجود یہ اس کو الیکشن کمیشن یا متعلقہ فورم پر ظاہر نہیں کر رہے اور اس کے باوجود معزز کہلوا رہے ہیں اور ان کی نسبت اگر کوئی غریب اس طرح کیے اثاثے بنالے تو ہمارے قومی محکمے اس کی کھال اتار لیتے ہیں اثاثوں کی تفصیلات ہمیشہ ایک متنازعہ عمل رہا ہے اربوں اور کھربوں روپے کے اثاثوں کی مالک سیاسی جماعتیں اور اراکین پارلیمنٹ اصل اثاثوں کا عشر عشیر بھی ظاہر نہیں کرتے سیاسی جماعتوں کی قیادت کے حوالے سے بھی ایک تاثر رہا ہے کہ ہمیشہ ان کے اثاثوں کی تفصیلات مشکوک ہی رہی ہیں کیونکہ اکثر قیادت کی بیرون ممالک میں کروڑوں روپے کی جائیدادیں ہیں جو کہ متعلقہ حکام کے علم میں ہیں مگر ان پر کوئی کاروائی نہیں ہوتی کیونکہ اقتدار میں بیٹھے لوگ بہت ہی بااثر ہیں یہاں تک کہ بڑی بڑی گاڑیوں میں گھومنے والے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی گاڑی نہیں الیکشن کمیشن کی جانب سے سال- 2012 2011 کے لئے جاری کی گئیں سیاسی جماعتوں کے اثاثوں کی تفصیلات میں بھی ابہام دیکھنے میں آیا تھا جبکہ اس کے بعد بھی کسی پارٹی نے اپنے اثاثے ظاہر کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی حکمران جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے پاس صرف چار لاکھ 35 ہزار روپے کے اثاثے تھے جبکہ مسلم لیگ نواز کے پاس تین کروڑ لاکھ، قاف لیگ کے پاس 5 کروڑ پندرہ لاکھ روپے کے اثاثے تھے جبکہ ایم کیو ایم 35 نے ایک کروڑ 75 لاکھ کے اثاثے ظاہر کئے جے یو آئی ف

اور جماعت اسلامی بھی غریب نکلیں جن کے پاس بالترتیب صرف بیس لاکھ 75 ہزار روپے اور چودہ لاکھ اکیس ہزار روپے کے اثاثے تھے سب سے غریب سیاسی جماعت شیخ رشید کی عوامی مسلم لیگ نکلی جس کے پاس صرف 57 ہزار روپے کے اثاثے تھے یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ان جماعتوں کے سیکرٹریٹ کی بلڈنگز جن پوش علاقوں میں واقع ہیں وہاں پراپرٹی کی قیمتیں بہت زیادہ ہوتی ہیں اور وہ کون سے زرائع ہیں کہ جنھوں نے ان اثاثوں کے مطابق اتنی غریب پارٹیوں کو اتنے مہنگے علاقوں میں پارٹی کے آفسس قائم کرنے میں مدد کی ہو گی کیونکہ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ کوئی بھی سرمایہ دار جب دیکھتا ہے کہ فلاں پارٹی کی پوزیشن بہت اچھی ہے تو اس کی جیت کے لئے اپنی طرف سے سرمایہ کاری کرتا ہے تاکہ کل کو جب وہ پارٹی اقتدار میں آئے تو اس کی کی ہوئی انوسٹمنٹ اس کے کام میں معاون ثابت ہو سکے اس طرح کے لوگوں کی حوصلہ شکنی کے لئے الیکشن کمیشن کو اپنا غیر جانبدار کردار ادا کرنا ہو گا اور اثاثوں کی تفسیلات کی جانچ پڑتال کا ایک منظم اور مضبوط نظام بنانا ہو گا اور سیاسی لوگوں کے بیرون ممالک میں اثاثوں کو بھی عوام پر ظاہر کرنے کے لئے اقدامات کرنے ہوں گے تاکہ عوام کو بھی پتا چل سکے کہ ان پر حکمرانی کرنے والوں کے دولت کمانے کے زرائع کون سے ہیں اثاثوں کی تفصیلات کو محض ایک کاغذی کاروائی بنا دیا گیا جبکہ اس کے برعکس ترقی یافتہ ممالک میں سیاسی پارٹیاں اپنے اثاثوں کی تفسیلات عوام کے سامنے لاتی ہیں اور اگر کوئی پارٹی ان کو چھپائے تو اس کے

سربراہان مستعفی بھی ہو جاتے ہیں جبکہ ہمارے ہاں معاملہ زرا الٹ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر قوم کی نمائندہ جماعتیں اور اراکین پارلیمنٹ ہی اگر اثاثوں کی تفصیلات میں غلط بیانی شروع کردیں تو قانون پر عمل درآمد کون کرے گا اس طرح گوشوارے اور اپنے زرائع آمدن چھپانے سے اور الیکشن کمیشن پر ظاہر نہ کرنے اور الیکشن کمیشن کی کوئی واضح کاروائی نہ کرنے پر صاف شفاف انتخابات بھی یہ ایک سوالیہ نشان ہے اس لئے انتخابی امیدواروں کے اثاثوں کی جانچ پڑتال کے لئے ایک ٹاسک فورس تشکیل دی جانی چاہیے جو کہ ہر امیدوار کی مکمل سکروٹنی کرکے الیکشن کمیشن کو رپورٹ بھیجے اس کے بعد اس کے کاغذات نامزدگی قبول کیے جائیں اس طرح کرنے سے ایسے لوگوں کی حوصلہ شکنی ہو سکتی ہے جو سیاست کو کاروبار سمجھتے ہیں اور جن کی وجہ سے پاکستان کے عوام آج بے شمار بحرانوں کا شکار نظر آتے ہیں .

گوادر پورٹ پاکستان کی مضبوط معیشت کی ضمانت

گوادر پورٹ پاکستان کی مضبوط معیشت کی ضمانت سمجھا جاتا ہے اور یقینا گوادر پورٹ پاکستان کی مضبوط معیشت کی ضمانت ہے پاکستان میں گوادر سے پہلے ایک ہی مکمل فنکشنل پورٹ کراچی کی کام کر رہی تھی پچھلے دور حکومت میں گوادر کو جو کہ ایک آئیڈیل لوکیشن تھی کسی بھی پورٹ کو بنانے کے لئے جس میں بہت کم سرمائے سے ایک اچھی بین الاقوامی معیار کی پورٹ تعمیر کی جا سکتی تھی کا سنگ بنیاد رکھا جس میں دوست ملک چین نے پاکستان کا ساتھ دیا اور اس منصوبے پر عملی کام کا آغاز ہوااور ایک دیرینہ دوست کی حیثیت سے ساتھ دینے پر پورٹ بہت جلد اپنی تکمیل کو پہنچی یہ سب پاکستان چائینہ سچی دوستی کا واضح ثبوت تھا گوادر بلوچستان کا ایک غیر ترقی یافتی خطہ ہے جس کی ساحلی پٹی کافی وسیع و عریض ہے اور اپنی خاص اہمیت کی حامل ہے یہاں کے باشندے مچھلی کے شکار سے اپنا گزر بسر کرتے تھے لیکن جب سے گوادر پورٹ پر کام کا آغاز ہوا تھاتب سے ان کی زندگی میں ایک نئی روشنی آئی اور انھوں نے ترقی کی طرف اپنا سفر شروع کیا مشرف دور حکومت میں منصوبے کو مکمل آپریشنل کرنے کی کوشش کی گئی تھی وہ بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر تاخیر کا شکار ہوتا چلا گیا جس کی بڑی وجہ بعض غیر ملکی طاقتوں کا اس خطے کو ترقی یافتہ نہ دیکھنے کا خواب تھا کیونکہ اس طرح

پاکستان میں ایک بین الاقوامی پورٹ کے بن جانے سے انھیں اپنے مفادات پر کاری ضرب لگتی محسوس ہو رہی تھی اور وہ نہیں چاہتے تھے پاکستان اس پورٹ کی تعمیر کرکے وسط ایشیائی ریاستوں تاجکستان ، ازبکستان ، ترکمانستان اورپڑوسی ملک افغانستان کو تجارت کے لئے ایک نسبتا ایک کم فاصلے کا روٹ مہیا کرئے اور وہاں کی ایک بہت بڑی منڈی کا ٹھیکیدار بن جائے کیونکہ ایسا کرنے سے پاکستان کے ساتھ ان وسطء ایشیائی ریاستوں کی تجارت کا فروغ پانا ان ممالک کے لئے ناقابل برداشت تھا دوسری اہم وجہ گوادر پورٹ کو ملک کے دوسرے علاقوں سے منسلک کرنے کے لئے مضبوط اور محفوظ انفرا سٹکچر کا نہ ہونا بھی شامل تھا گہرائی سے اگر دیکھا جائے تو وسط ایشیائی ریاستوں تاجکستان ، ازبکستان ، ترکمانستان اورپڑوسی ملک افغانستان کی منڈی سے پاکستان اتنا زیادہ فائدہ حاصل کر سکتا ہے جو کہ پاکستان کی یورپی اور دوسے مغربی ممالک سے ہونے والی تجارت سے کئی گنا زیادہ ہو گی کیونکہ وسط ایشیائی ریاستوں تاجکستان ، ازبکستان ، ترکمانستان اورپڑوسی ملک افغانستان وغیرہ قدرتی نعمتوں سے مالا مال ہیں اور یہ علاقے سمندر سے دور ہونے کی وجہ سے اپنے سامان کی تجارت کے لئے گوادر کو استعمال کرنا چاہتے ہیں جس کا بڑا فائدہ پاکستان کو ہونا ہے جس کی وجہ سے پاکستان میں معاشی سرگرمیاں اور زیادہ تیز ہوں گی اور پاکستان کی معیشت بھی مضبوط ہو گی مختصرا یہ کہ گوادر پورٹ پاکستان کی مضبوط معیشت کی ضمانت ہے گوادر پورٹ کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد

اسے سنگاپور کی کمپنی کو آپریشنل کرنے کے لئے ٹھیکے پر دے دیا گیا جس نے وہاں پر اپنی تجارتی سرگرمیوں کا آغاز کیا مگر انتہائی سست رفتار سے جبکہ پاکستان کی حکومت یہ چاہتی تھی کہ گوادر پورٹ جلد سے جلد آپریشنل ہو تاکہ یہ خطہ بھی ترقی کے ثمرات سے مستفید ہو سکے اور وہاں پر بیرونی سرمایہ کاری میں اضافہ وہ سکے کیونکہ سست رفتاری کی وجہ سے وہ اہداف جو حکومت نے مقرر کئے تھے وہ پورے ہوتے نظر نہیں آ رہے تھے اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے پاکستان نے اس پورٹ کا معاہدہ سنگاپور کی کمپنی سے منسوخ کرکے اسے چائینہ کے حوالے کر دیا جو اس پورٹ کو چلانے کے ساتھ ساتھ یہاں پر ایک بہت بڑی سرمایہ کاری بھی کرئے گا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ پورٹ کو وسعت دینے کے لئے کام بھی کرئے گا پاکستان نے جب سے چائینہ کے ساتھ پورٹ کی حوالگی کا معاہدہ کیا ہے تب سے بھارت ،امریکہ اور مغرب کی وہ طاقتیں جو چائینہ پاکستان فرینڈ شپ کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتی ان کے پیٹ میں درد پڑا ہوا ہے اوہ وہ اس معاہدے کو چائینہ کے بڑھتے ہوئے اثر رسوخ اور بھارت کے خلاف گیرا تنگ کرنے کا وویلہ مچا رہے ہیں پاکستان میں گوادر پورٹ کی چائینہ کے حوالے کرنے کو سراہا جا رہا ہے پاکستان میں بسنے افراد نے اس معاہدے کے بارے میں اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا ہے ۔ گوادر پورٹ معاہدہ پاکستان اور چین کی دیرینہ دوستی کا ثمر ہے اس معاہدے سے دونوں ممالک مزید قریب آئیں گے اور وہ دوستی جو ہر مشکل میں کام آئی ہے اور زیادہ مضبوط ہو گی خطے کے کئی اور ممالک کے

لئے بھی گودار پورٹ کی چائینہ کے حوالے خوش بختی کی علامت ہوگا گوادر پورٹ وسط ایشیائی ریاستوں تاجکستان ، ازبکستان ، ترکمانستان اورپڑوسی ملک افغانستان کے لئے خوش بختی کی علامت ہوگا یہ تینوں ریاستیں خاص کر ازبکستان تیل اور گیس کے قدرتی ذخائر سے مالا مال ہے لیکن جغرافیائی طور پر اان ریاستوں کو براہ راست سمندر تک رسائی حاصل نہیں جس کی وجہ سے انہیں تیل ، گیس اور دیگر اشیاء کی برآمدات پر خطیر رقم کرنا پڑتی ہے جبکہ اسے کئی مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے گوادر بندرگاہ کے قیام سے ان ریاستوں کے بہت سے مسائل حل ہوجائیں گے جبکہ افغانستان جو اس وقت بھی سمندری راستوں کے لئے مکمل طور پر پاکستان پر انحصار کرتا ہے اس کے لئے تو گوادر بندرگاہ کسی طرح بھی نعمت سے کم نہیں افغانستان تعمیر نو کے مرحلے میں ہے لہٰذا اسے دوسرے ممالک سے سمندر کے ذریعے تجارت اور سامان کی نقل و حمل کے لئے سب سے قریب جو بندرگاہ پڑے گی وہ گوادر ہی ہے اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو گوادر کی بندرگاہ آنے والے وقت میں افغانستان کی معیشت کے لئے قدرت کا بہترین عطیہ ثابت ہوگا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ گوادر کی ترقی میں زیادہ سے زیادہ وہاں کے لوگوں کو حصہ دار بنایا جائے اور ملک کے دوسرے حصوں کی نسبت وہاں کی بلوچ اقوام کا کوٹہ مقامی ملازمتوں میں زیادہ سے زیادہ مختص کیا جائے تاکہ وہ دشمن قوتیں جو وہاں کے مقامی باشندوں کو ورغلا کر یہ تاثر دے رہی ہیں کہ گوادر کی تعمیر ہونے پر بھی ان کے حالات نہیں بدلیں گئے اس لئے

وہ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں ان کے اس دیے جانے والے تاثر کو زائل کیا جائے اور کے ان جھوٹے پروپگنڈوں کو ناکام بنایا جائے اور جلد از جلد ایسا مضبوط انفرا سٹکچر تعمیر کیا جائے تاکہ ترقی کے ثمرات جلد از جلد اس خطے کے باسیوں تک پہنچ سکیں اور وہ بھی گوادر کی ترقی سے فائدہ اٹھا سکیں۔

پاکستان کی منظّم سیاسی جماعتیں

پاکستان میں بہت سی سیاسی جماعتیں کام کر رہی ہیں اور ہر جماعت کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس کے ووٹ بینک میں دن بدن اضافہ ہو اور لوگ اس کی بنائی ہوئی پالیسیوں کو نا صرف پسند کریں بلکہ ان کی سوچ ان کے ویژن کو دوسرے لوگوں تک بھی پہنچائیں اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو سبھی جماعتیں پاکستان کے جمہوری نظام میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں اور جمہوریت کو مضبوط بنانے کے ساتھ ساتھ اپنے ورکروں کے لئے بھی کردار ادا کر رہی ہیں پاکستان کی بڑی جماعتوں میں پاکستان پیپلز پارٹی ، مسلم لیگ (ن) (ق) جماعتی اسلامی، متحدہ قومی موومنٹ، جمعیت علمائے اسلام، تحریک انصاف ،اے این پی اور دیگر نسبتا چھوٹی جماعتیں شامل ہیں اگر دیکھا جائے تو تمام جماعتیں اپنی اپنی جگہ پر کافی منظّم ہیں اور ان کا ایک وسیع ترین ووٹ بینک بھی ہے

-

مگر آج جس بات کو میں موضوع گفتگو بنانا چاہتا ہوں وہ ہے : منظّم ترین سیاسی جماعتیں: ان میں سب سے جو بڑی منظّم جماعت ہے وہ جماعت اسلامی ہے جس کو پاکستان کی منظّم ترین جماعت بنانے میں اس کے ورکروں کے علاوہ ان کے لیڈران نے بہت اہم رول ادا کیا ہے اور جب اس جماعت کی صدارت محترم قاضی حسین صاحب

مرحوم کے پاس آئی تھی تو اس کی طاقت اس کی کارکردگی اور اس جماعت میں شامل ہونے والے لوگوں کی تعداد میں خاطر خواہ آضافہ دیکھنے میں آیا تھااس جماعت کے تحت ہونے والے اختجاجی مظاہروں اور ہڑتالوں میں بھی ان کے منظم ہونے کا واضح اشارہ دیکھنے کو ملتا رہا ہے قاضی صاحب کے دور میں ہونے والے دھرنوں نے تو کئی مواقع پر وقت کے حکمرانوں کو مشکلات میں ڈالا ہوا تھا اور حکمران اس بات کو بخوبی جانتے تھے کے جماعت اسلامی کے تحت ہونے والے مظاہرے اور دھرنے اپنے مقاصد کے حصول تک ختم نہیں ہوتے جس کی وجہ سے ان کے مطالبات کو تسلیم کرنا ان کی مجبوری بن جاتا تھا اور دوسری بڑی بات یہ ہے کہ جماعت اسلامی کے جتنے بھی لیڈران گزرے ہیں انھوں نے اپنے مفادات پر جماعت کے مفادات اور پاکستان کو ترجیح دی جماعت کے بہت ہی کم ارکان اس جماعت کو چھوڑ کر کسی اور جماعت میں شامل ہوئے ہوں گے اس کی بڑی وجہ جماعت سے ان کی مذہبی لگاؤ ور جماعت سے ایک مخلص رشتہ بھی ہے جس کی وجہ سے جماعت آج بھی پاکستان کے سیاسی میدان میں اپنا کردار بخوبی ادا کر رہی ہے اور ہماری دعا ہے کہ جماعت اسلامی اپنا کردار پاکستان کی مضبوطی عوامی خوشحالی اور یہاں کے عوام کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ادا کرتی رہے کیونکہ پاکستان کو اگر کوئی جماعت ان بحرانوں سے نکال سکتی ہے تو وہ یہاں کی کوئی بھی منظم جماعت ہی ہو گی جس کی پہلی ترجیح قانون اور آئین کی حکمرانی دوسری ترجیح پاکستان کے عوام ہوں گے اب جو پاکستان کی دوسری منظم ترین جماعت نظر آ رہی ہے وہ ہے متحدہ قومی

موومنٹ بہت سے لوگ شاید میری اس بات سے اتفاق نہ کر رہے ہیں لیکن یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ پاکستان کی سیاسی ہسٹری میں ایم کیو ایم وہ واحد سیاسی جماعت ہے جن کے ورکر اور لیڈر ایک ہی صف میں بیٹھے نظر آتے ہیں اور یہ وہ واحد سیاسی جماعت ہے جس کا کوئی ایک بھی لیڈر اسکی پالیسیوں سے ناراض ہوکے کبھی بھی جماعت کو چھوڑ کے نہیں گیا ہے فلوقت یہ جماعت کراچی تک محدود ہے لیکن اب اس جماعت نے اپنے آپ کو پورے پاکستان کے سیاسی نظام میں اور زیادہ ایکٹو کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیے ہیں جس کی وجہ سے ان کے چاہنے والے دوسرے پاکستان کے علاقوں میں بھی دیکھے جا سکتے ہیں اور اگر کسی موقع پر ان کی سیاسی قیادت جو کہ بیرون ممالک میں ہے وہ پاکستان واپس آئی تو اس جماعت کا نا صرف ووٹ بینک زیادہ ہو جائے گا بلکہ اس کا شمار بھی پاکستان کی بڑی سیاسی جماعتوں میں ہونے لگے گا میرے قائرین ضرور یہ سوچ رہے ہوں گے کہ میں نے پاکستان کی بڑی سیاسی جماعتوں جن مین پاکستان پیپلز پارٹی، مسلم لیگ (ن) (ق) اے این پی شامل ہیں ان کو منظم سیاسی جماعت کیوں نہیں کہا تو جناب اس کا سیدھا سادا سا جواب ہیں کہ ان جماعتوں کے جو لوگ جو ان کے ٹکٹ سے منتخب ہوتے ہیں ان میں ننانوے فیصد ایسے ہیں جو ہر دور الیکشن میں اپنی جماعت کو چھوڑ کے جا چکے ہوتے ہیں جس طرح کی صورت حال آج کل چل رہی ہے ان جماعتوں کا ہر تیسرا لیڈر اپنی جماعت کو صرف اور صرف اپنی مفادات کی خاطر قربان کرتا نظر آ رہا ہے اور اہم بات یہ کہ یہ لوگ عوامی مفادات کی

خاطر نہیں نہ ہی پاکستان کے مفادات کی خاطر اپنی پارٹیوں کو چھوڑتے ہیں بلکہ اپنے کاروباری مفادات کی خاطر ان پارٹیوں کو اپناتے اور چھوڑتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے لیڈر شپ پر بھی ان کی جوڑ توڑ کا الزام آتا ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ زیادہ تر وہ لوگ پارٹی کو چھوڑتے یا اپناتے ہیں جو کہ سرمایہ دار ہوتے ہیں وہ اصولوں پر الیکشن میں نہیں جا رہے ہوتے بلکہ اپنے سرمائے کی بنیاد پر الیکشن کو جیتنے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے تمام ہی جماعتوں کے دروازے ایسے لوگوں کے لئے ہمیشہ کھلے ہوئے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ان غیر منظم بڑی سیاسی جماعتوں میں ٹوٹ پھوٹ کا عمل سارا سال ہی جاری رہتا ہے اور ایک حیران کن بات یہ ہے کہ ان غیر منظم جماعتوں کے ممبران میں کرپشن کی شکایات بھی سب سے زیادہ دیکھنے آتی ہیں اور جتنے بھی سکینڈل اس وقت سامنے آئے ہیں ان میں اکثریت ان کے لوگوں کی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام اس بارے میں اپنا ووٹ کاسٹ کرنے سے پہلے ضرور سوچیں کہ جو شخص اپنی جماعتوں کے ساتھ مخلص نہیں ہے وہ پاکستان اور اس کے عوام کے ساتھ کیونکر مخلص ہو گا۔

نسوار فروش یا عوامی لیڈر

پاکستان کی سیاسی تاریخ رہی ہے کہ جو بھی شخص اقتدار میں آنے کے بعد جب واپس جاتا ہے تو اقتدار کو بہت محسوس ہوتا ہے کیونکہ جب وہ اقتدار کے ایوانوں سے نکلتا ہے تو اکیلا اکیلا سا ہو جاتا ہے ظاہری سی بات ہے کہ اگر کچھ عوام اور ملک کے لئے کیا ہو تو سکون نصیب ہوتا جب اقتدار اپنی آنے والی نسلوں کو محفوظ کرنے اور اپنے اثاثوں کی مالیت میں اضافے کے لئے استعمال کرنا شروع کر دو تو پھر یہی صورت حال ہوتی ہے کیونکہ اقتدار تو اللہ تعالی کی امانت ہوتا ہے اور ہمارے سیاست دان تو اسے اپنی گھر کی لونڈی سمجھنے لگتے ہیں جیسے یہ ساری زندگی ان کے پاس ہی رہے گا تاریخ گواہ ہے کہ پاکستان میں اتنی طاقت وار شخصیات آئی کہ کسی کی ہمت نہیں ہوتی کہ ان کے سامنے اونچی آواز میں بات بھی کر سکے مگر جب یہ اقتدار ان سے چھن گیا یا چھین لیا گیا تو ان کی وقعت تو ایک عام غریب آدمی جتنی بھی نہیں رہی جیسا کہ ایوب خان صاحب تھے جنھوں نے محترمہ فاطمہ جناح کو اپنے نام نہاد منعقد کردہ انتخابات میں دھندلی سے ہرایا تھا محترمہ کی عزت پر تو کوئی حرف نہ آیا مگر وہی ایوب خان جب ایوان اقتدار سے رخصت ہوا تو ایسے ایسے القاب کے ساتھ کہ جن کو یہاں بیان کرنا شاید کچھ اچھا نہیں لگے کیونکہ مرے ہوئے انسان کی برائی کرنا بھی گناہ ہے اس کے بعد جناب ضیاء

الحق صاحب نے اقتدار کی طوالت کی خاطر ایک ایسے شخص کو پھانسی دے دی جس کی موت ان کی اقتدار میں خلل ڈال سکتی تھی غرضیکہ جس جس کو بھی اقتدار ملا وہ اسے اللہ تعالیٰ کی امانت کے بجائے اپنے لیے مخصوص سمجھنے لگا کیونکہ اقتدار کا نشہ بھی ہیروین کے نشے کے جیسے ہوتا ہے جب ایک بار منہ کو لگ جائے تو چھوٹنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے اور اگر زور زبردستی سے چھوڑوایا جائے تو موت بھی ہو سکتی ہے اس کی بھی کئی مثالیں موجود ہیں پاکستان کے نامور حکمران جن میں ایوب خان، یحییٰ خان، جنرل مشرف اور کئی ایسے لوگ ان کی مثالیں ہیں ان کے پاس جب اقتدار تھا تو بس ان کی ہی چلتی تھی مگر آج ایسی بے بسی کی تصویر بنے ہوئے ہیں کہ کلیجا منہ کو آتا ہے کہ جس شخص نے پاکستان پر دس سال حکومت کی جب وہ اپنی خود ساختہ جلا وطنی ختم کرکے واپس آ رہا ہے تو چند لوگوں کے سواء کوئی بھی اس کا استقبال نہیں کر رہا وہ لوگ جو اس وقت انھیں پچاس بار باوردی صدر منتخب کروانے کی بات کرتے تھے آج ایسے لاتعلق ہو گئے ہیں کہ جیسے جانتے ہی نہ ہوں کیونکہ یہ سیاست ہے یہاں چڑھتے سورج کی پوجا کی جاتی ہے اور جانے والے کو دیکھا بھی نہیں جاتا اس سلسلے میں صوبہ بلوچستان کے سابق وزیر اعلیٰ نواب محمد اسلم خان رئیسانی نے کہا ہے کہ 'پاکستان کی سیاست سے نسوار فروشی بہتر ہے یہ بات انھوں نے نگران وزیر اعلیٰ نواب غوث بخش باروزئی کی تقریب حلف برداری کے بعد میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے کہا تقریب حلف برداری کے بعد بلوچستان کے سابق وزیر اعلیٰ نواب اسلم رئیسانی

شرکاء اور میڈیا کے توجہ کا مرکز بنے رہے موصوف اپنے طنزیہ اور مزاحیہ جملوں کی وجہ سے ہمیشہ پرنٹ و الیکٹرانک اور سوشل میڈیا پر موضوع بحث بنتے رہے ہیں نواب اسلم رئیسانی کا 'ڈگری ڈگری ہوتی ہے' والا جملہ بہت مشہور ہوا تھا نواب صاحب کے مطابق وہ کچھ عرصہ قبل سعودی عرب میں مدینہ سے مکہ مکرمہ جارہے تھے کہ ایک جگہ پر دو افراد نے ان کی گاڑی کا شیشہ کھٹکھٹایا اور جب انہوں نے شیشہ کھولا تو دونوں افراد نے انہیں کہا کہ 'ڈگری ڈگری ہوتی ہے اصلی ہو یا جعلی' انہوں نے دونوں افراد کو بتایا کہ میں نے ڈگری کے حوالے سے کچھ اور بھی کہا ہے 'ان کے استفسار پر میں نے انہیں بتایا کہ 'گری ڈگری ہوتی ہے خواہ وہ یونیورسٹی کی ہو یا تھرمامیٹر کی اپنے سابق اتحادیوں بالخصوص وزراء سے گلہ کرتے ہوئے کہا 'جو وزراء ان سے ناراض ہوگئے وہ کہتے رہے بیرون ملک سے واپسی پر میں نے انہیں فون نہیں کیا حالانکہ وہ پہلے فون کے بغیر آتے رہے ہم اکٹھے پکوڑے کھاتے رہے لیکن آخر میں وہ ناراض ہوگئے نواب صاحب بہت سیدھے آدمی ہیں انھیں شاید اس بات کا اندازہ نہیں یہ پاکستان ہے اور یہاں چڑھتے سورج کی پوجا کی جاتی ہے اور خاص طور پر سیاسی لوگ جو سیاست کے بل بوتے پر اقتدار میں آتے ہیں جب یہاں سے فارغ ہوتے ہیں تو بقول نواب اسلم رئیسانی کے 'پاکستان کی سیاست سے نسوار فروشی بہتر ہے' جب نواب صاحب بھی اقتدار میں تے تو ان سے کہا گیا کہ آپ کے صوبے میں لوگ مر رہے ہیں آپ کی حکومت کہاں ہے تو جناب کا کہنا تھا کہ مرتا وہی ہے جس کی موت آئی ہوتی ہے

اور میں کسی کی موت کو روک نہیں سکتا جس کی وجہ سے صوبہ بلوچستان کے عوام میں سخت تشویش پائی جاتی تھی ان کی 'پاکستان کی سیاست سے نسوار فروشی بہتر ہے' ولی بات ایسی ہے جو نواب صاحب کی طرف سے جتنے بھی سیاسی لیڈر ہیں ان کے لئے خفیہ - پیغام ہے اور ایک ایسا پیغام جس میں ان لوگوں کے لئے بہت بڑا سبق چھپا ہوا ہے اگر یہی لوگ اقتدار میں عوام کی خدمت کریں اور اسے اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھتے ہوئے لوگوں کی خدمت کے لئے استعمال کریں تو یقیناجب یہ اقتدار سے فارغ ہوتے ہیں تو نسوار فروش نہیں بلکہ عوام کے ہر دل عزیز لوگ کہلائیں مگر افسوس صد افسوس کے اقتدار کے نشے میں یہ لوگ عوام کو اور ملک کو بھول جاتے ہیں جن کی بدولت یہ حکمران بنے تھے تو پھر ایسے لوگوں کے ساتھ یہ سب ہونا ہی تھا اس لئے جروت اس امر کی ہے کہ ہمارے سیاستدان اقتدار کو اللہ کی امانت سمجھتے ہوئے اسے عوام اور ملک کی خدمت کے لئے وقف کر دیں تاکہ کل کلاں کو نسوار فروش نہیں بلکہ عوامی لیڈر کہلا - سکیں

جعلی ڈگری کا سد باب ضروری

پاکستان میں جعلی پر منتخب ہونا اور جعلی ڈگری پر سیاست کوئی نئی بات نہیں ہے اس سے پہلے بھی کئی لوگ اثر رسوخ والے ہونے کی وجہ سے جعلی ڈگری پر انتخابات میں حصہ لیتے اور کامیاب ہوتے رہے اور جب کسی پر اعتراض کیا گیا تو ان کے خلاف دائر ہونے والے کیس کو اتنا لٹکایا گیا کہ ان کے پانچ سال پورے ہو گئے مگر ان کا کیس زیر التوا رہا جس کی وجہ سے عام لوگوں میں یہ تاثر عام ہوا کہ پاکستانی معاشرے کا یہ حکمران طبقہ وہ واحد طبقہ ہے جو کسی بھی قانون سے بالاتر ہے اور جن کے اثر رسوخ کی وجہ سے اعلیٰ عدالتیں ان کو سزا دینے سے قاصر ہیں مگر اب کی بار آزاد عدلیہ کی وجہ سے ان کا یہ تاثر غلط ثابت ہوا ہے اور کئی ایک امیدوار جو کہ پہلے جعلی ڈگری میں ملوث تھے اب کی بار شکنجے میں آئے ہیں جو کہ عام پاکستانی کے لئے باعث خوشی ہے کیونکہ عام لوگوں نے محسوس کیا ہے کہ حکمران طبقہ بھی کسی قانون کے شکنجے میں آ سکتا ہے اعلیٰ عدلیہ نے روزانہ کی بنیاد پر ان کے کیسسز کو سن کر ان پر فیصلہ مرتب کرنے کا ٹاسک مختلف عدالتوں کو دیا ہے اور جو لوگ ایسے لوگوں کو بچانے کی کوشش میں مصورف ہیں ان کے خلاف کاروائی کا عندیہ بھی دیا ہے۔

پاکستان میں مختلف ضلعی عدالتوں نے جعلی تعلیمی اسناد سے متعلق زیرِ سماعت مقدمات میں ایک سابق وفاقی وزیر اور صوبہ خیبر پختونخوا کی اسمبلی کے ایک سابق رکن کو سزا سنائی ہے جعلی تعلیمی اسناد سے متعلق عدالت میں پیش نہ ہونے پر دو سابق ارکان اسمبلی کے وارنٹ گرفتاری بھی جاری کر دیے گئے ہیں جن پر بہت تیزی سے کاروائی کا آغاز ہو چکا ہے صوبہ خیبر پختونخوا کے شہر ڈیرہ اسماعیل خان کے ایڈیشنل سیشن جج نے صوبائی اسمبلی کے سابق رکن خلیفہ عبدالقیوم کو جعلی ڈگری کے مقدمے میں تین سال قید اور پانچ ہزار روپے جرمانے کی سزا سنائی اور انہیں کمرہ عدالت سے ہی گرفتار کر کے جیل بھجوا دیا گیا ہے خلیفہ عبدالقیوم ڈیرہ اسماعیل خان کے سٹی ون پی کے 64 کے انتخابی حلقے سے صوبائی اسمبلی کے لیے 2008 میں آزاد امیدوار کی حیثیت سے منتخب ہوئے تھے بلوچستان سے سبی کی ایک مقامی عدالت نے سابق وفاقی وزیر ہمایوں عزیز کُرد کو جعلی ڈگری رکھنے کا الزام ثابت ہونے پر ایک سال قید اور پانچ ہزار جرمانے کی سزا سنائی ہے وہ گذشتہ عام انتخابات کے دوران جھل مگسی کے علاقے سے قومی اسمبلی کے حلقہ 267 سے پاکستان مسلم لیگ ق کے ٹکٹ پر منتخب ہوئے تھے بلوچستان سے ہی تعلق رکھنے والے سابق رکن اسمبلی ناصر علی شاہ جب کہ پنجاب اسمبلی کے سابق رکن اقبال لنگڑیال کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کر دیے گئے ہیں اور امید ہے کہ ان کے خلاف بہت جلد کاروائی عمل میں لائی جائے گی صوبہ پنجاب کے جنوبی علاقے ڈیرہ غازی خان کی ضلعی عدالت نے

سابق رکن صوبائی اسمبلی میر بادشاہ قیصرانی پر جعلی ڈگری رکھنے کے الزام میں فرد جرم عائد کر دی ہے میر بادشاہ قیصرانی نے سنہ دو ہزار آٹھ کے انتخابات میں پاکستان مسلم لیگ نون کے ٹکٹ پر کامیابی حاصل کی تھی لیکن بعد میں اسمبلیاں تحلیل ہونے کے بعد انھوں نے پاکستان پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کر لی تھی اس سے پہلے مظفر گڑھ کی ایک عدالت نے سابق رکن قومی اسمبلی جمشید دستی پر جبکہ بہاولپور کی عدالت نے عامر یار ورن پر فرد جرم عائد کی دی ہے اور ان کے کیس کی روزانہ کی بنیاد پر ہو رہی ہے جس کا فیصلہ شاید اس تحریر کے چھپنے تک ہو چکا ہوالیکشن کمیشن نے بلوچستان سے این اے 161 سے جمعیت علمائے اسلام کے ٹکٹ پر منتخب ہونے والے آغا محمد کی ڈگری جعلی قرار دے کر ان کا معاملہ پشین کے سیشن جج کو بھجوا دیا ہے سابق رکنِ قومی اسمبلی نے اپنی تعلیمی اسناد کے بارے میں الیکشن کمیشن میں نظرثانی کی اپیل دائر رکھی تھی یاد رہے کہ سپریم کورٹ نے مقامی عدالتوں کو جعلی ڈگریوں سے متعلق مقدمات کو چار اپریل تک نمٹانے کا حکم دے رکھا ہے۔الیکشن کمیشن کے مطابق ابھی تک 189 ارکان نے ابھی تک اپنی ڈگریوں کی تصدیق نہیں کروائی اور سپریم کورٹ نے ان سابق ارکان کو پانچ اپریل تک اپنی تعلیمی اسناد کی تصدیق کروانے کی مہلت دی ہے۔ان ڈگریوں کی تصدیق نہ کروانے والوں میں بڑے بڑے نام شامل ہیں جو شاید اپنے آپ کو قانون سے بالاتر سمجھتے ہیں لیکن اب کی بار آزاد عدلیہ اور اذاد الیکشن کمیشن کی موجودگی میں شاید ان کی بالاتری ختم ہو

جائے اب کی بار ہونے والے الیکشن میں اس بات کا قوی امکان ہے کوئی بھی جعلی ڈگری والا پاکستان کے اعلیٰ ترین ایوانوں میں نہیں پہنچ سکے گا اس بات کو اور زیادہ مضبوط بنانے کی ضرورت ہے کہ ڈگریوں کی تصدیق کے لئے آن لائن سسٹم ترتیب دیا جائے اور جس طرح نادرا الیکشن کمیشن اور ایف بی آر کی جانچ پڑتال ہوتی ہے بلکل اسیطرح ڈگریوں کی جانچ بھی کی جاسکے کیونکہ پاکستان میں جتنے بھی سرکاری ادارے ہیں ان کے ملازمین کی ڈگریوں تو فورا سے پہلے تصدیق ہو جاتی ہیں مگر کیا وجہ ہے کہ اتنے اعلیٰ ترین ایوانوں میں جانے والے اور پاکستانی قوم کے فیصلے کرنے والوں کی ڈگریوں کی جانچ پڑتال میں طرح طرح کے ٹال مٹول سے کام لیا جاتا ہے اور جو لوگ جعلی ڈگریوں پر منتخب ہو بھی جاتے ہیں ان کے کیسوں کو اتنا لٹکایا جاتا ہے کہ وہ اپنی ٹرم پوری بھی کر لیتے ہیں تب بھی ان کا فیصلہ نہیں ہوتا جس کی وجہ سے حقداروں کی حق تلفی ہوتی ہے اور ایسے لوگ ہم پر مسلط ہو جاتے ہیں جن جو ان پڑھ ہونے کے ساتھ ساتھ فراڈ اور کرپشن میں اپنا ثانی نہیں رکھتے ضرورت اس امر کی ہے کہ الیکشن کمیشن ڈگریوں کی تصدیق کے لئے ایک مضبوط منظم اور فوری طور پر کاروائی کرنے والا نیٹ ورق قائم کرتے ہوئے ان معاملات کی خوردبینی چھان بین کرے کیونکہ یہ ایک شخص کا معاملہ نہیں بلکہ پوری قوم کا مسئلہ ہے تاکہ پڑھے لکھے اور مخب وطن لوگ اعلیٰ ایوانوں میں پہنچ کر پاکستان کی خدمت کر سکیں اور حقدار وں کو ان کا حق مل سکے ایسا کرنے سے ہی ہم پاکستان کو اور یہاں کے عوام کے

حالات کو بدل سکتے ہیں پڑھے لکھے اور صاف شفاف لوگ ہی پاکستان کو درپیش بحرانوں سے نکال سکتے ہیں دوسری صورت میں کچھ بھی نہیں بدلے گا ماسوائے کرسی پر بیٹھے ہوئے شخص کی جگہ کوئی اور لے لے گا اور نعرہ لگایا جائے گا کہ تبدیلی آ گئی مگر یہ تبدیلی عوام نہیں مانگ رہے بلکہ وہ تبدیلی مانگ رہے ہیں جس سے ان کے حالات زندگی بدل سکے جس دن ایسا ہو گا اس دن پاکستان کو ترقی یافتہ ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا۔

نوجوان نسل کو آزمانے کی ضرورت

جب سے نگران حکومت بنی ہے الیکشن کی گہما گہمی میں اضافہ ہو چکا ہے اس سلسلے میں جوڑ توڑ عروج پر ہے اور مختلف سیاسی پارٹیوں کے ورکر اپنی اپنی پارٹی کے ٹکٹ کے حصول کے لئے سر توڑ کوشش کر رہے ہیں پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کو اس وقت بہت ہی مشکل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے کیونکہ امیدوار زیادہ اور ٹکٹ کم ہیں اور زیادہ تر مخلص کارکن متوسط طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جس کی وجہ سے پارٹیاں بھی گومگو کی کیفیت میں ہیں کیونکہ اگر انھوں نے غریب کارکنوں کو ٹکٹ دے دیے تو پارٹی فنڈنگ اور الیکشن کے اخراجات کہاں سے پورے ہوں گے ایسی صورت حال میں ٹکٹوں کی تقسیم ایک بڑا مسئلہ بنی ہوئی ہے اس کی دوسری بڑی وجہ اب کے بار کے الیکشن میں نوجوان امیدواروں کا آنا بھی ہے پاکستان میں آنے والے انتخابات میں جہاں کئی نئے چہرے سامنے آ رہے ہیں وہاں کئی سابق ارکانِ اسمبلی پارلیمانی اکھاڑے سے باہر ہو گئے ہیں اور انہیں ان کی جماعتوں نے پارٹی ٹکٹ نہیں دیے ہیں اس کی بھی وجہ یہ نوجوان ہیں کیونکہ نوجوان طبقے کا ایک وسیع ترین ووٹ بینک ہے جسے کوئی بھی پارٹی بوڑھے امیدوار کھڑے کر کے کھونا نہیں چاہتی ان ریجیکٹ لوگوں میں سے زیادہ تر سیاسی رہنماؤں کا تعلق سابق حکمراں جماعت پاکستان پیپلز پارٹی سے نظر آتا ہے پاکستان پیپلز پارٹی کے لیے جیلیں

کاٹنے اور جلاوطنی گزارنے والے پیر مظہر الحق گذشتہ صوبائی انتخابات میں دادو کی نشست سے کامیاب ہوئے تاہم ان کی جماعت نے اس بار ان کی جگہ ان کے بیٹے بیرسٹر مجیب الحق کو انتخابات میں حصہ لینے کے لیے ٹکٹ دیا ہے پیپلز پارٹی ہی کے رکن قومی اسمبلی اور پیر آف بھرچونڈی میاں مٹھو گذشتہ انتخابات میں گھوٹکی سے پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر رکنِ قومی اسمبلی منتخب ہوئے تھے لیکن وہ اس بار اپنی جماعت کی نظرِ کرم سے محروم رہے پی پی پی کے سینیئر رہنما پیر آفتاب شاہ جیلانی نے میر پور خاص کی قومی اسمبلی کی نشست سے سنہ انیس سو ترانوے، ستانوے، دو ہزار دو اور سنہ دو ہزار آٹھ کے انتخابات میں کامیابی حاصل کی انہیں بھی اس مرتبہ پیپلز پارٹی نے ٹکٹ نہیں دیا ان کے والد پیر غلام رسول شاہ بھی پیپلز پارٹی سے وابستہ رہے، ان کے بھائی پیر امجد شاہ حیدرآباد کے دیہی حلقے سے صوبائی اسمبلی کی نشست پر کامیاب ہوتے رہے ہیں اس بار انہیں بھی ٹکٹ نہیں دیا گیا بلکہ سابق صوبائی وزیر اطلاعات شرجیل انعام میمن کو نامزد کیا گیا ہے ایم کیو ایم کے ارکانسندھ کے شہری علاقوں کی مقبول جماعت متحدہ قومی موومنٹ کے چار ایسے اراکین ہیں جو دوہری شہریت رکھنے کے باعث آئندہ انتخابات میں حصہ لینے سے قاصر رہے ہیں یہ اراکین حیدر عباس رضوی، رضا ہارون، عبدالمعید صدیقی، اور فرحت محمد خان ہیں گذشتہ انتخابات میں پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر قومی اسمبلی کی نشست جیتنے والے حامد سعید کاظمی کو بھی اس بار پاکستان پیپلز پارٹی نے انہیں ٹکٹ دینے سے

گریز کیا ہے پیپلز پارٹی کے سابق رہنما سردار آصف علی نے اپنی جماعت کو کوئی سوا برس پہلے خیر باد کہہ دیا تھا انہوں نے گزشتہ انتخابات میں پنجاب کے شہر قصور کی قومی اسمبلی کی نشست سے کامیابی حاصل کی اور سنہ انیس سو ترانوے سے چھیانوے تک پاکستان کے اٹھارہویں وزیر خارجہ کی حیثیت سے ذمہ داریاں بھی نبھائی تھیں انہوں نے پچیس دسمبر سنہ دو ہزار گیارہ کو اپنی جماعت کو خیر باد کہتے ہوئے پاکستان تحریک انصاف میں شمولیت اختیار کی لیکن جب انہیں تحریک انصاف نے قصور سے قومی اسمبلی کی نشست کے لیے نامزد نہیں کیا اور ان پر خورشید محمود قصوری کو فوقیت دی تو انہوں نے تحریک انصاف کی رکنیت سے استعفیٰ دے کر آزاد امیدوار کی حیثیت سے لڑنے کا فیصلہ کیا سندھ کے شہری علاقوں کی مقبول جماعت متحدہ قومی موومنٹ کے چار اراکین حیدر عباس رضوی، رضا ہارون، عبدالمعید صدیقی، اور فرحت محمد خانہ دوہری شہریت رکھنے کے باعث آئندہ انتخابات میں حصہ لینے سے قاصر ہیں حیدر عباس رضوی گذشتہ انتخابات میں این اے 244 کراچی سے منتخب ہوئے تھے اور وہ قومی اسمبلی کی مختلف کمیٹیوں کے رکن بھی رہے ایم کیو ایم کے رکن رضا ہارون گذشتہ صوبائی انتخابات میں کراچی سے منتخب ہوئے اور انہوں نے انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی کی صوبائی وزارت کا قلمدان سنبھالا تھا گذشتہ انتخابات میں عبدالمعید صدیقی بھی ایم کیو ایم کے ٹکٹ پر جیتے تھے جبکہ فرحت خان گزشتہ انتخابات میں این اے 254 نارتھ ناظم آباد سے رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے تھے ان سب حقائق کو

مد نظر رکھتے ہوئے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کوئی بھی جماعت نوجوانوں کے ووٹ کو کھونا نہیں چاہتی اس لئے سب سے زیادہ نئے امیدواروں کو آزمایا جا رہا ہے جس کی وجہ سے پرانے ممبران اسمبلی کو شدید مشکلات کا سامنا ہے اور قوی امکان ہے کہ ایسے لوگ اب کی بار اسمبلی سے اوٹ ہو جائے گے

یہ بات بھی اہم ہے کہ زیادہ تر نوجوان امیدواروں کا بیک گراونڈ سیاسی خاندانوں میں سے ہے اور ان کا کوئی نہ کوئی رشتہ دار بھائی، چچا، وغیرہ سابق اسمبلی رہ چکا ہے اس لئے اس بات بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان پر حکمرانی کرنے والے سیاسی حکمرانوں نے اپنی نوجوان نسل کو سامنے لا کر نوجوانوں کو یہ باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ ملکی سیاست نوجوان طبقے کے ہاتھ میں دی جا رہی ہے لیکن حقیقت میں یہ لوگ پاکستان کے سیاسی میدان کو کسی اور کے لئے خالی کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ سیاسی جماعتیں صحیح معانوں میں نوجوان نسل کو الیکشن میں حصہ لینے کے لئے خصوصی اقدامات کرئے اور نوجوانوں کے لئے مخصوص سیٹس مختص کی جائیں کیونکہ پاکستان کی ابادی کے تناسب سے ضروری ہے کہ نوجوانوں کو مواقع دیا جائے وہ پاکستان کے تقدیر بدلنے میں اپنا کردار ادا کریں۔

حلقہ این اے باون اور چوہدری نثار علی خان

کسی بھی ملک کے الیکشن میں وہاں کے ان حلقوں پر زیادہ نظر رکھی جاتی ہے جن پر کوئی اہم شخصیات الیکشن لڑ رہی ہوں یوں تو سارے حلقے اہم ہیں مگر وہ حلقہ جہاں سے وزیراعظم یا اپوزیشن لیڈر وفاقی وزرا الیکشن لڑ رہے ہوں ان کی اہمیت دوچند ہوتی ہے آج جس حلقے کی بات کرنے جا رہا ہوں وہ ہے سابق اپوزیشن لیڈر جناب چوہدری نثار علی خان کا حلقہ این اے باون۔

اب جبکہ الیکشن کا میدان سج چکا ہے انتخابی امیدواروں نے اپنے اپنے کاغذات نامزدگی حاصل کر لئے ہیں اور کچھ جمع بھی کروا رہے ہیں پاکستان کی تاریخ کا ایک اہم الیکشن ہونے جا رہا ہے حلقہ این اے باون میں بھی سیاسی سرگرمیاں عروج پر ہیں

امیدواروں کے ہاں میلے کا سا سماں ہیں جیت کی امید لئے امیدوار انتخابی موسم بہار میں اپنے گھروں سے باہر نظر آ رہے ہیں غرضیکہ ایک میلے کا سا سماں حلقہ این اے باون میں نظر آ رہا ہے۔

یہاں پاکستان پیپلز پارٹی کا اچھا خاصا ووٹ بینک ہے اس کے علاوہ پاکستان مسلم لیگ ق کا بھی ووٹ بینک بھی ہے اب جماعت اسلامی اور تحریک انصاف اور ایم

کیو ایم نے پہلی بار یہاں سے اپنے اپنے امیدوار یہاں پر آزمانے کا فیصلہ کیا ہے لیکن ان سب پر جس شخص کو یہاں کے عوام میں پزیرائی حاصل ہے وہ چوہدری نثار علی خان ہی ہیں ان کا ایک خاص مقام ہے جو انھوں نے اس حلقے کے عوام میں پیدا کیا ہوا ہے یہاں ان کا نظریاتی ووٹ بینک اتنا زیادہ ہے کے باقی امیدواروں کو اس کا مقابلے کرنے کے لیے بہت زیادہ محنت کرنے کی ضرورت ہو گی پاکستان پیپلز پارٹی اور ق لیگ نے اب کی بار یہاں سے چوہدری نثار علی خان کا مقابلہ کرنے کے لئے سیٹ ایڈجسمنٹ کی ہے اور سابق امیدوار ق لیگ راجہ بشارت کو یہاں پر چوہدری نثار علی خان کے خلاف آزمانے کا فیصلہ کیا ہے اس سے پہلے حاجی نواز کھوکھر کو یہاں سے الیکشن لڑنے کے لئے تیار کیا جا رہا تھا لیکن نامعلوم وجوہات کی بنا پر یہ حلقہ ق لیگ کو دے دیا گیا جس کی وجہ پاکستان پیپلز پارٹی کے جیالوں میں مایوسی پائی جاتی ہے یہاں سے پاکستان پیپلز پارٹی کے بہت سے نامی گرامی چہرے چوہدری نثار علی خان کے مد مقابل رہے اس حلقے پر ہمیشہ حکمرانی کرنے والا شخص کیوں اتنا زیادہ ہر دل عزیز لیڈر ہے کہ جب سے اس نے سیاست میں قدم رکھا تب سے نہ ہارنے کا عالمی ریکارڈ قائم کر چکا ہے کیا اس کی سیاست کی خاص بات ہے اور کیا وہ وجوہات ہیں جو اس کی کامیابی کی بنیادی وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اپوزیشن لیڈر جناب چوہدری نثار علی خان نے جس سیاسی جماعت سے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا تھا اس کو انھوں نے چاہیے حالات کیسے بھی ہوں آمریت ہو یا کچھ بھی ہو جائے کوئی اہمیت

دے نہ دے وہ ثابت قدم رہے اور اور جس طرح ایک مسلمان ، مسلمان ہونے کے بعد اپنا مذہب نہیں بدلتا انہوں نے اپنی پارٹی نہیں بدلی دوسری وجہ وہ ہمیشہ گراس روٹ لیول پر اپنے ورکروں کا خیال رکھتے آئے ہیں تیسری بڑی وجہ ان کا اپنے علاقے میں ترقیاتی کاموں کا جال بچھانا جو کہ پنجاب کی تمام تحصیلیوں میں کلر سیداں کی ترقی ایک ریکارڈ ہے یہ پنجاب کی وہ واحد تحصیل ہے جو جی ٹی روڈ سے دور ہونے کے بجائے دہری سڑک کی حامل ہے اگرچہ منصوبہ ابھی زیر تکمیل ہے مگر اس کا تمام کریڈٹ چوہدری نثار علی خان کو جاتا ہے چوہدری نثار علی خان کا اکثر کہنا ہوتا ہے کہ میں تلخ ضرور ہوں لیکن دل کا برا نہیں ہوں اللہ کا بہت خوف ہوتا ہے میرے دل میں ان کی اس عوام دوست کی وجہ سے ان کے حلقے میں کسی اور کا کامیاب ہونا مشکل دیکھائی دیتا ہے اب کی بار چوہدری نثار علی خان کے ترقیاتی انھیں یہاں پر مضبوط بنا رہے ہیں کیونکہ ان کا یہ دعویٰ کے کلر سیداں کو تمام پنجاب کی تحصیلوں میں ترقیاتی کاموں کے حوالے سے رول ماڈل بنا گیا ہے بلکل صاف نظر آ رہا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ وہ اپنے حریفوں کو آسان نہیں سمجھ رہے اور ان کے لیے کوئی جگہ خالی چھوڑنے کے لیے تیار نظر نہیں آ رہے جس کا ان کے مخالفین انتظار کر رہے ہیں کہ کہیں ان کی کوئی غلطی ان کے ہاتھ لگے اور وہ اس کو کیش کروا سکیں علاقے کی لوگوں کی محبت کی ایک اور بڑی وجہ ان کا بے داغ ماضی ہے جس پر کبھی بھی کوئی کرپشن یا اختیارات کا ناجائز استعمال یا کسی بھی قسم کا الزام نہیں آیا ہاں مگر

جس پوائنٹ کا ان کے مخالفین تذکرہ کرتے نظر آتے ہیں وہ ان کا تلخ لہجہ ہے جس کو وہ کیش کروانا چاہتے ہیں بار بار وہ اپنی تقریروں اور جلسوں میں اس کا تذکرہ کرتے نظر آتے ہیں کیونکہ ورکر بہت معصوم اور سادہ دل ہوتے ہیں ان کے جذبات کا خیال رکھنے والے لیڈر ہی صدا بہار لیڈر ہو سکتے ہیں اپوزیشن لیڈر جناب چوہدری نثار علی خان نے اپنی اس خامی کا تذکرہ سر عام اپنے جلسوں میں کرکے ورکروں کا اعتماد حاصل کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ خاندان کا اکیلا آدمی ہوں میرے تمام رشتہ داروں کو ایک ایک کرکے مجھ سے دور کر دیا گیا کبھی آمریت میں اور کبھی اعلیٰ عہدوں کا لالچ دے کر اس وجہ سے میرے اندر یہ خامی آ گئی ہے لیکن میرے چاہنے والے شاید میری بات کو سمجھ لیں میں عوام میں سے ہی ہوں اور ہمیشہ ان کے درمیان ہی رہوں گا وہ برملا اس بات کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں ہیں کہ علاقائی مسائل کے لیے ان کے گھر کے دروازے کھلے ہیں۔
ان سب حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے اس بات کا قوی امکان ہے کہ یہ حلقہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جھولی میں پکے ہوئے آم کی طرح آ جائے گا کیونکہ چوہدری نثار علی خان کا کہنا ہے کہ حلقہ این اے باون میں ہم نہیں بلکہ ہمارے کروائے ہوئے ترقیاتی کام بولیں گے جس کی گواہی حلقہ این اے باون کی عوام بھی دیتی نظر آتی ہے لیکن ان سب دعووں کے باوجود نوجوان نسل کے ووٹ

کی بہت زیادہ اہمیت ہوگی جس کو مد نظر رکھتے ہوئے کچھ بھی کہنا قبل از وقت ہوگا او
اتنے مضبوط امیدواروں کی موجودگی میں کامیابی کس کا مقدر بنے گی ؟اس کا فیصلہ
انتخابات کے روز پولنگ ختم ہونے کے بعد ووٹوں کی گنتی کے بعد ہی ہوگا۔

افغانستان میں امن سب کیلئے فائدے مند

دو ہزار چودہ میں افغانستان سے امریکی انخلا کی ڈیڈ لائن جیسے جیسے قریب آ رہی ہے افغان مسئلے کے حل کی کوششوں میں تیزی دیکھی جا سکتی ہے بہت سے یورپی اتحادی ممالک نے افغانستان میں نا صرف اپنی فوجوں کو کم کیا ہے بلکہ وہاں سے نکلنے کے بارے میں اپنا اپنا ٹائم فریم بھی دے رہے ہیں جو کہ افغان مسئلے کو حل کرنے کی کوششوں کا ہی نتیجہ ہے اس کے ساتھ ساتھ کہیں دوحہ مذاکرات تو کہیں پیرس میں رابطے ہو رہے ہیں کہیں ترکی تو کہیں قطر اور سعودی عرب میں طالبان دفاتر کھولنے پر مشورے ہو رہے ہیں تو کہیں پاکستان میں قید طالبان قیدیوں کو رہائی مل رہی ہے تو کہیں گوانتاموجیل سے اہم طالبان کمانڈرز کو رہا کیا جا رہا ہے کہیں امریکہ، یوری یونین اور اقوام متحدہ طالبان رہنماؤں پر سفری پابندی میں نرمی کرتا نظر آ رہا ہے تو کہیں پاکستان آرمی کے کمانڈر انچیف طالبان کے ساتھ مذاکرات کی بات کرتے نظر آتے ہیں یہ سب کسی بڑی پیش رفت کے اشارے ہی محسوس ہوتے ہیں جن کے مثبت اثرات اور امکانات ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دونوں فریقین مذاکرات کی ناکامی کی صورت میں میدان جنگ کی جانب دوبارہ لوٹنے سے قبل اپنی سی کوشش ضرور کرنا چاہتے ہیں کیونکہ دونوں نے ہی اس جنگ میں بہت زیادہ نقصان اٹھایا ہے امریکہ نے مالی طور پر

اور جانی طور پر بہت بڑی قیمت ادا کی ہے جس کی وجہ سے اس کو معاشی طور پر بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑی ہے جبکہ طالبان نے جانی طور پر خاصا نقصان اٹھایا ہے امریکہ اور طالبان کے درمیان دوحہ مذاکرات پہلے راونڈ کے بعد تعطل کا شکار ہو چکے ہیں لیکن پیرس میں افغان حکومت، طالبان اور شمالی اتحاد کے درمیان ملاقات نتائج کے اعتبار سے تو نہیں لیکن آمنے سامنے بیٹھ جانے کی ہی وجہ سے کافی اہم مانے جا رہے ہیں تاہم منتظمین کا کہنا تھا کہ شرکا بحثیت افغان مدعو کیے گئے ہیں نہ کہ کسی تنظیم یا گروہ کے نمائندے لڑائی کے جاری رہنے اور اس میں ہونے والی ہلاکتوں کے ساتھ ساتھ مذاکرات کا یہ سلسلہ کوئی نیا نہیں ہے امریکہ نے افغانستان اور پاکستان کو اعتماد میں لیے بغیر جو دوحہ مذاکرات کا پہلا دور مارچ میں منعقد کیا تھا اس پر افغانستان حکومت نے امریکہ سے احتجاج کیا تھا اور مزید رابطوں سے منع کر دیا تھا طالبان ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کہہ چکے ہیں کہ وہ پیرس تعطل کے شکار اصل مذاکرات کی بحالی کے لیے نہیں جا رہے ہیں بلکہ ہمارے نمائندے ہمارے موقف اور پالیسیوں کی وضاحت کے لیے شریک ہوں گے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی بھی فریق اپنے موقف سے ہٹنے کو ابھی تیار نہیں لیکن منصوبہ بندیاں جاری ہیں اس سلسلے میں سعودی عرب کا کردار بہت ہی اہم ہو گا جو کہ طالبان کے پوائینٹ آف ویو سے اہم تصور کیا جاتا ہے سعودی عرب میں دفتر کھولنے کی ایک اور اہم وجہ اس کا طالبان پر اثرورسوخ بھی ہے تاہم اسلام آباد میں سفارتی حلقے

بتاتے ہیں کہ سعودی عرب ایسی کسی پیش رفت سے قبل فریقین سے ضمانت چاہتا ہے کہ وہ ماضی کی مجاہدین والی روش اختیار نہیں کریں گے انیس سو نوے کی دہائی کے اوائل میں مجاہدین نے سعودی عرب میں پرامن رہنے کی قسمیں کھائی تھیں لیکن بعد میں انہوں نے کابل کا جو حشر کیا اس کی مثال نہیں ملتی جس کی وجہ سے سعودی حکومت بھی اب تک گومگو کی کیفیت میں ہے حال ہی میں افغان حکومت نے پانچ مراحل پر مشتمل ایک منصوبے کے اشارے دیے ہیں اس میں پہلی کامیابی اسے پاکستان کی جانب سے افغانوں کی قیادت میں مذاکرات کی مکمل حمایت کی صورت میں محسوس ہو رہی ہے جس کا اظہار پاکستان نے اعلیٰ سطح پر کیا ہے طالبان قیدیوں کی حال ہی میں رہائی اور سیاسی و فوجی قیادت کی جانب سے مذاکرات کی مکمل حمایت کے واضح اعلانات کو افغان مثبت پیش رفت قرار دے رہے ہیں دوسری طرف اہم افغان حلقوں کا کہنا ہے کہ ہم اچھی تبدیلیوں کے لیے پرامید ہیں ایک طرف باتیں تو طالبان کے قطر یا ترکی میں دفتر کھولنے کی ہو رہی ہیں لیکن افغان حکام کی خواہش اور ترجیح یہ ہے کہ یہ دفتر سعودی عرب میں کھولا جائے کابل میں قطر کا سفارت خانہ نہیں ہے لہٰذا وہاں دفتر کھولنے میں قانونی پیچیدگیاں بھی آڑے آ سکتی ہیں اور یہ بھی سعودی عرب کو ترجیح دینے کی ایک وجہ ہے اس تجویز پر غور اس سال فروری میں افغان صدر حامد کرزئی کے دورہ اسلام آباد میں غور ہوا تھا دونوں ملکوں نے اس بابت سعودی عرب سے بات کرنے پر اتفاق کیا تھا سعودی حکام نے تجویز پر ابتدائی ہوم ورک کے طور

پر بعض طالبان رہنماؤں دوسری افغان پارٹیوں کے اراکین سے تبادلہ خیال کے لیے طلب بھی کیا تھاحالیہ ہونے والی پیش رفت کے بعد اس بات کا قوی امکان پیدا ہو گیا ہے کہ بلاآخر افغانستان میں مکمل جنگ بندی اور طالبان کی افغان انتخابات اور بالآخر حکومت میں شرکت بھی ہو سکتی ہے اس وقت کچھ لے اور کچھ دے کی بنیاد پر شاید فریق اپنے موقف میں نرمی ظاہر کریں اس حوالے سے امریکہ ان طاقتوں کو جو اسے افغانستان سے نکلنے میں مدد دے سکتی ہیں ہر ممکن تعاون کر رہا ہے اور ان کے تمام مطالبات چاہے وہ جائز ہوں یا ناجائز ان کو مان رہا ہے کیونکہ وہ جان چکا ہے کہ اب مذید یہاں ٹھرنا اپنے آپ کو تباہی سے دوچار کرنے کے مترادف ہے اسی لیے صدر ٹرامپ نے تمام ذمہ داریاں افغان فوج کے حوالے کرنے کا اعلان بھی کر دیا ہے لیکن اس عمل کو سب سے بڑا خطرہ ایسے عناصر سے ہے جو افغانستان میں امن کے خواہاں نہیں ہیں اور خاص طور پر وہ طاقتیں جو افغانستان کو پاکستان کے خلاف استعمال کرنے کا سوچ رہی تھیں وہ کبھی بھی نہیں چاہیں گی کہ افغانستان میں لگنے والی آگ ٹھنڈی ہو سکے کیونکہ اگر ایسا ہو گیا تو ان کا ایجنڈا نامکمل رہ جائے گا اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسی طاقتوں سے ہوشیار رہا جائے کیونکہ پر امن افغانستان نا صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا کے لیے انتہائی اہم ہے۔

مکافات عمل ، بازگشت

ایک لڑکا اپنے والد کے ہمراہ پہاڑوں پر جا رہا تھا اچانک وہ لڑکا اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور گر پڑا اُسے چوٹ لگی تو بے ساختہ اُس کے حلق سے چیخ نکل گئی ! ''آہ اُس لڑکے کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب اُسے پہاڑوں کے درمیان کسی اور جگہ سے یہی آواز دوبارہ سنائی دی ''آہ... تجسّس سے وہ چیخا اور کہا ''تم کون ہو؟ اُسے جواب میں وہی آواز سنائی دی ''تم کون ہو؟'' اس جواب پر اُسے غصہ آگیا اور وہ چیختے ہوئے بولا، ''بزدل !'' اُسے جواب ملا ''بزدل !' تب لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا اور پوچھا ''یہ کیا ہو رہا ہے؟اُس کا باپ مسکرا دیا اور بولا ''میرے بیٹے ! اب دھیان سے سنو !'اور پھر باپ نے پہاڑوں کی سمت دیکھتے ہوئے صدا لگائی ''میں تمھیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں' آواز نے جواب دیا''میں تمھیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں'' وہ شخص دوبارہ چیخ کر بولا ''تم اچھے ہو !'' آواز نے جواب دیا''تم اچھے ہو !'' لڑکا حیران رہ گیا، لیکن اُس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے تب اُس کے باپ نے اُسے سمجھایا ''لوگ اِسے ''بازگشت'' کہتے ہیں، لیکن حقیقت میں یہ زندگی ہے یہ تمھیں ہر وہ چیز لوٹا دیتی ہے جو تم کہتے یا کرتے ہو ہماری زندگی ہماری کارکردگی کا عکس ہوتی ہے اگر تم دنیا میں زیادہ پیار چاہتے ہو تو اپنے دل

میں زیادہ پیار پیدا کرو اگر تم اپنی ٹیم میں زیادہ استعداد چاہتے ہو تو اپنی استعداد بہتر بناؤ اگر اپنے لئے ہمدردی چاہتے ہو تو دوسروں کے لئے ہمدردی پیدا کرو اگر اپنے لئے اچھا چاہتے ہو تو دوسروں کے لئے اچھا کرو یہ تعلق ہر وہ شے لوٹا دیتا ہے جو تم نے اُسے دی (ہوتی ہے تمھاری زندگی کوئی اتفاق نہیں، یہ تمھارا ہی عکس ہے (ماخوذ

اس کہانی کے بیان کرنے کا میرا بڑا مقصد یہ ہے کہ اس میں ہمارے سیاست دانوں کے لئے ایک سبق چھپا ہوا ہے جس کے مطابق جو بھی ہم دوسرے لوگوں کو ڈیلور کرتے ہیں وہ وقت کی رو میں بہتے بہتے ہمارے ہی سامنے آ کر کھڑا ہو جاتا ہے جس کو آپ -مکافات عمل یا بازگشت کہہ سکتے ہیں

بنیادی طور پر پاکستان کا سیاسی سسٹم موروثی ہے اس لئے ہمارے سیاست دان سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نہیں تو ہمارا ہی کوئی بیٹا اور رشتہ دار اگلی بار اسمبلی کا رکن ہو گا اور شاید اسی سوچ کو اپناتے ہوئے کسی اور کے لئے جگہ خالی کرنا یا دوسرے الفاظ میں ریٹائرڈ ہونا نہیں چاہتے پھر ایک وقت آتا ہے جس کو (مکافات عمل) کہتے ہیں اس کے قاعدے اور قانون کی رو سے جب ایسے سیاست دان اپنی سیاسی زندگی پوری کر چکے ہوتے ہیں تو ان کا وہ ضمیر جو ان کے اقتدار کے دوران مردہ ہو جاتا ہے وہ بیدار ہو جاتا ہے اور ان کو اتنا ملامت

کرتا ہے کہ ان کے لیے زندہ رہنا نا صرف مشکل ہوتا ہے بلکہ نا ممکن ہو جاتا ہے تب ان کی باتیں بہت خوبصورت ہو جاتی ہیں اور ان میں پنہاں بہت سی نصیحتیں قابل قدر ہوتی ہیں میں اکثر سوچتا ہوں کہ اس وقت ان کی جو باتیں ہوتی ہیں اگر وہی باتیں ان کی حکمرانی کے وقت ہوتی تو پاکستان اور اس کے عوام کی زندگی ترقی یافتہ ممالک سے بھی بڑھ کر ہوتی ان لوگوں کو آخر کیونکر اس وقت خیال آتا ہے جب وہ اپنا ٹائم پورا کر چکے ہوتے ہیں جس وقت ان حکمرانوں کے پاس سب کچھ تھا وہ عوام کو ڈیلور کر سکتے تھے ان کو آسانیاں دے سکتے تھے لیکن نہیں دیں اور اپنے لیے آسانیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے اور مال و دولت جمع کرتے رہے اور یہ لوگ اتنے آگے نکل گئے اور یہ بھول گئے کہ واپسی کا راستہ کہاں ہے اور کہیں نہ کہیں سے واپس ہونا ہے اس وقت جب وہ اقتدار میں تھے ان کو عوام کی یاد نہ آئی اور جب انھوں نے دیکھا کہ اب اقتدار کا سورج غروب ہونے والا ہے اور عوام کو بیوقوف بنانے کے لیے کیا کیا جانا چاہیے تو انھوں نے عوام کو نئے خواب دیکھانے شروع کر دیے اور عوام کو ایک نئی کشمکش میں ڈال دیا عوام یہ سوچنے پر مجبور ہوگے کہ ان کو آخر اپنے آخری دنوں میں ہی یہ سب کچھ کیوں یاد آیا بلکل اسی طرح جس طرح پچھلے دور میں محمد علی درانی (اطلاعات کے وزیر) کا طوطی بولتا تھا وہ جو بھی کہتے تھے جنرل مشرف کی امین ہوتی تھی جب ان سے ان کا تخت و تاج چھن گیا تو انھیں بھی بہاولپور صوبہ بڑی شدت سے یاد آیا اور اس کے لیے میدان میں اتر آئے یہ

سوچ کر کہ اگر ہم کامیاب ہو ہی گئے تو ان نئے متوقع صوبوں کی حکمرانی ہمارے پاس ہے کیونکہ عوام کی نظر میں وہ اس نئے صوبے کے سب سے بڑے حمایتی سمجھے جائیں گے لیکن اب عوام بھی اتنے بھولے نہیں ہیں کہ اپنے آزمائے ہوئے لوگوں کو اپنے سروں پر بٹھالیں اس بات کا فیصلہ آنے والے الیکشن میں بخوبی دیکھنے کو ملے گا عوام کی بھلائی میں ہی حکمرانوں کی بھلائی ہوتی ہے اور جو اس بات کو نہیں سمجھ سکتا اس کا انجام ان بیشمار سیاست دانوں سے مختلف نہیں ہوتا جو زندہ تھے تو کسی انسان کی جرات نہیں تھی کہ ان کے سامنے بات کرئے لیکن آج ان جیسے لوگوں سے قبرستان بھرے پڑے ہیں اور لوگ پاس سے گزر جاتے ہیں اور یہ تک نہیں جانتے کہ یہ قبر کس کی ہے اس لیے تمام حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ عوام کو اور پاکستان کو پہلی ترجیح دیں تاکہ کل کلاں کو جب وہ اکیلے ہو جائیں تو کوئی ایسا تو ہو جو ان کا ساتھی ہو اور ان سے اس برے وقت میں ہمدردی کے دو بول ،بول سکے کیونکہ یہ وقت کا کھیل ہے اور وقت کبھی بھی نہیں رکتا اس نے چلتے رہنا ہے اور راستے میں آنے والے آتے رہیں گے اور راستے کے پتھروں کی طرح آگے سے ہٹتے رہیں گے اس لیے کام وہی ہو جو عوام اور ملک کے فائدے کے لیے ہو کیونکہ نیک عمل ہی انسان کا آخرت کا سامان ہوتا ہے اور جو کچھ بھی وہ اقتدار کے نشے میں بو رہے ہوتے ہیں ان کو کاٹنا ہو گا یہ ایک فطری عمل ہے بلکل اسی طرح جس طرح دنیا کے تمام کام وقت کے ساتھ ساتھ چلتے رہتے ہیں یہ دیکھے بنا ہی کہ کون آ رہا ہے اور کون جا رہا ہے اس لئے اس

لئے بازگشت یا مکافات عمل کے فارمولے کے تحت حکمرانوں کو بھی تیار رہنا چاہیے کہ
جس طرح وہ عوام کا امتحان لے رہے ہیں اسی طرح کے امتحان کا کل کلاں کو وہ بھی،
سامنا کریں گے اور یہ ضرور ہو گا

اللہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ذلت

'قدم بڑھاؤ پرویز مشرف ہم تمہارے ساتھ ہیں' کا نعرہ سن کر وطن لوٹنے والے سابق فوجی صدر پرویز مشرف نے شاید کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا کہ ان کے ساتھ کچھ ایسا سلوک ہو سکتا ہے جس کا اب انہیں سامنا ہیکل تک پرویز مشرف کا طوطی بولتا تھا اور ان کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ فرمان تصور ہوتا تھا لیکن آج وہ ان ہی سپاہیوں کے ہاتھوں قید ہوئے ہیں جو انہیں سلیوٹ کیا کرتے تھے۔تاحال جنرل (ر) پرویز مشرف کے حق میں کہیں سے کوئی صدا نہیں آئی ماسوائے ان کے چند گنتی کے ایسے ساتھیوں کے جن کی پاکستان کے سیاسی مارکیٹ میں کوئی بڑی حیثیت نہیں ہے۔ ماضی میں ان کے اتحادی مسلم لیگ (ق) یا ملک بھر کے وہ سردار، وڈیرے، خان اور چوہدری جو دور اقتدار میں انہیں مہنگے تحفے پیش کیا کرتے تھے، اب ان سے نظریں چرا رہے ہیں ایسے لوگوں کی بہت طویل فہرست ہوگی اور پرویز مشرف شاید انہیں یاد کرکے دوران قید سگار کا لمبا کش لگاتے ہوئے ضرور سوچتے ہوں گے کہ 'دنیا مطلب دی او یار' پاکستان کے سابق فوجی حکمراں پرویز مشرف جب سے وطن واپس آئے ہیں وہ طرح طرح کے مسائل سے دوچار ہیں اور ان کی مشکلات میں آئے دن اضافہ ہو رہا ہے وطن واپسی کے چند روز بعد ہی ایک عدالتی کارروائی کے بعد کورٹ کے احاطے میں ان پر جوتا پھینکا گیا جس میں وہ بال بال بچ گئے اسلام آباد میں وکلاء نے ان کی اتنی عزت افزائی کہ خدا کی پناہ ان کو ایسے ایسے القاب دیے کہ سننے والوں

نے سنا اور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ماضی کا طاقتور ترین انسان خدا سے دل ہی دل میں عزت بچانے کی دعا ضرور مانگ رہا تھا گردن جھکی ہوئی تھی اور چہرا لال سرخ ہو رہا تھا وہ ماضی میں جس کہ ایک اشارے پر دنیا ادھر سے ادھر ہو جاتی تھی ایک بے بس قیدی بنا ہوا تھا

سپریم کورٹ نے بھی سماعت کا آغاز کیا کہ ان پر غداری کا مقدمہ چلایا جائے یا نہیں انتخابی کمیشن کے ایک ٹریبونل نے بھی بالآخر یہ فیصلہ بھی سنا دیا کہ وہ عام انتخابات میں حصہ لینے کے اہل نہیں یعنی وہ اس کے لیے امیدوار نہیں ہو سکتے بحر حال ابھی وہ اس جھٹکے سے نمٹ بھی نہ پائے تھے کہ اسلام آباد کی ایک عدالت نے ان کی ضمانت کی درخواست مسترد کر دی اور جمعہ کو ان کی گرفتاری بھی عمل میں آ گئی تو کیا وطن واپسی پر اس طرح کے مسائل کا سامنا ہوگا اس کے بارے میں پرویز مشرف نے بھی ان سب چیزوں کا اندازہ کیا ہوگا؟ یہ بس ایک قیاس ہے جس کا جواب ان کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں دے سکتا لیکن یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ جنرل مشرف نے وطن واپسی پر درپیش قانونی چیلنجز اور اپنے گرفتار ہونے کے خدشات پر ضرور غور وخوض نہ کیا ہو ان کی ضمانت کی درخواست مسترد ہونے کے تھوڑی ہی دیر بعد ان کے وکیل نے کہا کہ سابق صدر مطمئن اور پرسکون ہیں وکیل کے مطابق 'وہ اپنی رہائش گاہ پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ کافی اور سگار کا مزہ لے رہے ہیں لیکن موجودہ نگران حکومت ان تمام سرگرمیوں سے ضرور پریشان ہوگی کیونکہ اس کا کام انتخابات کرانا ہے جو پہلے ہی سے تمام طرح کی ذمہ داریوں سے گھری ہوئی ہے اور یہ مسئلہ اس کے لیے ایک اور مصیبت لے کر آ گیا ہے ملک بھر میں

سیکولر سیاسی رہنماؤں پر ہو رہے شدت پسندوں کے حملے پہلے سے ہی اس حکومت کی منصافانہ انتخابات کرانے کی راہ میں مشکلات پیدا کر رہے ہیں جنرل مشرف کی گرفتاری کسی سابق فوجی جنرل کی گرفتاری کا پہلا واقعہ ہے دوسری اہم بات یہ ہے کہ کسی پر غداری کا مقدمہ چلانا حکومت کا دائرہ اختیار ہے اور عدالتیں بذات خود ایسا نہیں کرتی اگر حکومت اس امر پر زور دیتی ہے تو فوج بھی خطرہ محسوس کریگی کیونکہ اس طرح کے مقدمے میں بات صرف مشرف پر ہی نہیں ختم ہوتی بلکہ اس کے دائرے میں دیگر فوجی افسر اور حکام بھی آ سکتے ہیں گزشتہ دو برس کے دوران یہ دیکھا گیا ہے کہ پاکستان میں عدالتیں کچھ زیادہ ہی سرگرم رہی ہیں تو اس تناظر میں فوج بھی عدلیہ سے خطرہ محسوس کر سکتی ہے ممکن ہے جنرل پرویز مشرف خود ابھی بڑے پرسکون انداز میں کافی کا لطف اٹھا رہے ہوں لیکن انہوں نے وطن واپس آ کر سب کے لیے مسائل کھڑے کر دیے ہیں تو اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ پرویز مشرف کس کی یقین دہانیوں کے بل بوتے وطن واپس آئے کیا سعودی عرب نے انہیں یقین دلایا جو ماضی میں پاکستانی حکمرانوں کے درمیان تنازعے کے پرامن حل کے لیے بات کیا کرتا رہا ہے؟ یا امریکہ اس بارے میں بہت سی قیاس ارائیاں ہو رہی ہیں لیکن کو ایسی گھتی ابھی تک کسی کے ہاتھ نہیں لگ سکی جس سے پتا چلے کہ گارنٹی کس کی تھی اور معاہدہ کب ہوا پرویز مشرف پر غداری کا مقدمہ چلانے کا مشورہ اور سب سے زیادہ زور سابق وزیر اعظم نواز شریف نے دیا تھا جنہیں جنرل مشرف نے سنہ 1999 میں فوجی بغاوت کے بعد معزول کر دیا تھا اور زبردستی سعودی عرب بھیج دیا تھا لیکن مشرف کی واپسی کے بعد سے نواز شریف اس معاملے پر بالکل خاموش ہیں جس سے

ایسا لگتا ہے کہ دال میں کچھ نہ کچھ کالا ضرور ہے جمہوریت کے مستقبل کے لیے پاکستان میں یہ بڑا نازک وقت ہے کیونکہ الیکشن سر پر ہیں اور اوپر سے یہ ہائی پروفائل کیس نگران حکومت کو تو وختہ پڑا ہوا ہے لیکن ایک بات طے ہے کہ سابق آرمی چیف پرویز مشرف کے خلاف کارروائی سے جہاں پاکستان میں قانون کی حکمرانی کو تقویت ملے گی وہاں جمہوریت بھی مستحکم ہوگی وہیں لیکن بعض قوتیں اس خدشے کا اظہار کرتی ہیں کہ پرویز مشرف کی گرفتاری اور ان پر غداری کا مقدمہ چلنے اور انہیں سزا ملنے کی صورت میں جمہوریت کو خطرہ ہو سکتا ہے یہ خدشہ اپنی جگہ لیکن اگر زمینی حقائق کا جائزہ لیں تو جس طرح پاکستان میں عدلیہ، میڈیا، سیاستدان اور مذہبی رہنما اب کی بار جمہوری عمل کے تسلسل پر متفق اور سرگرم نظر آتے ہیں ایسے میں جمہوریت پر شب خون یا اس کو سبوتاژ کرنے کا امکان نظر نہیں آ رہا اگر جنرل پرویز مشرف کو آئین کی پامالی پر سزا ملتی ہے تو پھر شاید پاکستان میں ہمیشہ کے لیے آمریت کے اقتدار پر قبضے کا راستہ روکا جاسکے۔

الیکشن کی بہار اور نئی حکومت سے توقعات

پاکستان میں الیکشن کی گہما گہمی عروج پر ہے عوام میں سیاسی لوگوں کی جیت ہار کے لئے بحث و مباحثہ شروع ہو چکا ہے کوئی کسی کی اچھائی تو کوئی برائی بیان کرتا نظر آتا ہے اور سیاسی ورکر اپنی اپنی پارٹیوں کی تعریفیں کرتے نظر آتے ہیں اب کی بار پاکستان کی تمام جماعتیں ان آنے والے الیکشن میں حصہ لینے کے لیے بے تاب نظر آ رہی ہیں کیونکہ ایسا پہلی بار ہو رہا ہے کہ پاکستان کی تاریخ کے شفاف ترین انتخابات ہو رہے ہیں جس میں عدلیہ میڈیا اور آزاد الیکشن کمیشن اور ان کے غیر جانبدار فیصلوں اور ان پر عمل درامد کی وجہ سے پاکستانی عوام میں احساس پیدا ہو رہا ہے کہ ووٹ کی طاقت سے پاکستان کو تعمیر کر سکتے ہیں اب کی بار الیکشن میں پاکستان پیپلز پارٹی ،پاکستان مسلم لیگ (ن) جماعت اسلامی ،جمیعت علماء اسلام (ف)، (س)،پاکستان تحریک انصاف ،پاکستان مسلم لیگ (ق) ، متحدہ قومی موومنٹ اور دیگر چھوٹی جماعتیں حصہ لے رہی ہیں پچھلے الیکشن میں وہ جماعتیں جن کی تیاری تو پوری طرح تھی مگر انھوں نے عین موقع پر الیکشن میں حصہ لینے سے انکار کر دیا تھا اور الیکشن کا مکمل بائیکاٹ کیا تھا جس کی وجہ سے ان کے ورکروں میں ایک بے چینی سی پھیل گئی تھی اس وجہ سے ان کو سیاسی طور پر بہت زیادہ نقصان اٹھانا پڑا تھا اور پچھلے پانچ سالوں میں ہونے والے بیشتر ملکی فیصلے ان کی مرضی کے خلاف ہوئے تھے اس کی بڑی وجہ ان کا قومی اسمبلی میں نمائندگی

کا ہونا ہے اب کی بار الیکشن کی آس لگائے بیٹھی ہیں کیونکہ وہ بہت جلد عوام میں جانا چاہتی ہیں اور اس کے لیے جماعت کا قومی یا صوبائی اسمبلی میں ہونا بہت ہی ضروری ہے اس سلسلے میں سیاست دانوں میں جوڑ توڑ بھی ہوئی اور کوئی ٹکٹ ملنے کی وجہ سے خوش تو کوئی ٹکٹ نہ ملنے کی وجہ سے ناراض ہوااب الیکشن کو بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں عوام کو اپنے حق میں راضی کرنے کے لیے کارنر میٹنگز کا آغاز ہو چکا ہے جس کیے اشتہارات اور اور ایس ایم ایس بھی لوگوں کو کیے جا رہے ہیں اور بعض جماعتوں نے تو اپنے قائدین کی آواز میں لوگوں کو کالیں بھی ٹیپ کرکے سنانے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے غرض یہ کہ ایک تماشے اور میلے کا سا سماں ہے کوئی سڑکوں کو بنانے کی باتیں کر رہا ہے تو کوئی روزگار کی فراہمی کا یقین دلا رہا ہے کوئی بجلی دینے کی کوئی پانی کی فراہمی غرض یہ کہ ہر وہ کام جس کی وجہ سے لوگوں کی توجہ حاصل ہو سکے اور ان کا قیمتی ووٹ ان کے ووٹنگ باکس میں آ سکے اس کے وعدے کیے جا رہے ہیں لیکن اب کی بار بہت سے لوگوں کے لیے الیکشن کے نتائج کافی حیران کن ہوں گے کیونکہ کہ میڈیا کی آزادی نے عوام میں شعور کی ایسی روح پھونک دی ہے کہ کسی سے کچھ بھی توقع کی جا سکتی ہے ٹی وی پر چلنے والے کرنٹ افئیرز کے پروگراموں نے ایک عام آدمی کو اتنی باتیں سکھا دی ہیں کہ وہ پورا کا پورا اینکر پرسن نظر آتا ہے صرف سیاست نہیں کسی بھی موضوع کو دیکھ لیں میڈیا کی وجہ سے ہر بندہ اس پے بات کر سکتا ہے بات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ میڈیا کی آزادی سے الیکشن کے نتائج کو قبل از وقت بیان کرنا کسی کے بس کی بات نہیں کیونکہ میڈیا کہ صرف ایک پروگرام سے کسی بھی حلقے کے عوام کا ذہن تبدیل کرنے

میں وقت نہیں لگتا سیاسی لوگوں کے بارے میں عام تاثر یہ ہے کہ یہ مفاد پرست لوگ ہوتے ہیں جن کا مفاد عوام کے ووٹوں کی حد تک ہے وہ نکل گیا تو عوام ان کے لیے کوئی معانی نہیں رکھتے جو کسی حد تک سچ بھی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ کہ کونپاکستان کی حکمرانی کے منصب پر فائز ہوتا ہے کیونکہ کہ جس طرح کا الیکشن کمیشن ہے اور جس طرح کا ضابطہ اخلاق ہے اور جس طرح کی امیدواروں پر پابندیاں لگائی گئی ہیں جن میں انتخابی اخراجاتا انتخابی مہم اور ان کے اثاثوں کے گوشوارے اس وجہ سے بہت سے امیدوار الیکشن کمیشن کی طرف سے لگائی گئی چھانٹی میں سے وہی چھن کے نکل سکے گا جس کا ماضی بے داغ ہو گا اور جس پر کرپشن اور کسی بھی بینک یا دارے کی نادہندگی کا کوئی الزام نہ ہو گا اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو یہ ایسے شفاف الیکشن ہوں گے جس میں کسی بھی جماعت کی جیت کو یقینی نہیں کہا جا سکتا نئی منتخب ہونے والی حکومت کو بہت ہی مشکل صورت حال کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ معاشی صورتحال بھی ڈھماں ڈول ہے آئی ایم ایف کے قرضوں کی واپسی ملک کے زرمبادلہ کے زخائر میں کمی بجٹ خسارے میں اضافہ امن ومان کی صورت حال سب سے بڑھ کر لوڈشیڈنگ جس کا دورانیہ جو کبھی دو گھنٹے ہوتا تھا اب دس سے بارہ گھنٹے تک پہنچ چکا ہے سی این جی ایک نئے بحران کا شکار نظر آتی ہے لوگ اپنی چھٹی کے دن گیس کی لائینوں میں لگ کر گزار رہے ہیں ملک میں بے روزگاری کی شرح انتہائی سطح کو چھو رہی ہے بلوچستان کا مسئلہ اپنی جگہ قائم ہے ایسے حالات میں انتخابات تو صاف ہو جائیں گے مگر جو بھی نئی حکومت بنے گی دوسری اپوزیشن جماعتوں کا اس پر بہت پریشر ہو گا کہ وہ جلد از جلد ملکی حالات کو نارمل پوزیشن پر لے آئے اس

کے لئے مشکل فیصلے کرنے ہوں گے جو کہ نئی نویلی حکومت کے لئے مشکل ہوں گے اب کی بار دیکھنا یہ ہے کہ میدان کون مارتا ہے لیکن راقم کا خیال یہی ہے کہ اب کی بار بھی مخلوط حکومت بنے گی جو ایک دو نہیں بلکہ بہت سی پارٹیوں کے ملاپ سے تشکیل پائے گی اور ظاہری سی بات ہے جب بہت سے لوگ اقتدار میں شامل ہوں تو سب کو خوش کرنا پڑتا ہے اس کے لئے کچھ دو اور کچھ لو کا فارمولہ ہوتا ہے -

ضروت اس امر کی ہے کہ حکومت چاہے کسی بھی جماعت کی ہو عوامی افادیت کے منصوبوں کو جاری رکھا جائے اور قوم کو درپیش بحرانوں کے خاتمے کے لئے کسی بھی مشکل فیصلے سے دریغ نہ کیا جائے تاکہ قوم کو ان بحرانوں سے نجات دلائی جاسکے

آنے والے انتخابات بہت سے سوالات

پاکستان کی حالیہ تاریخ کے یہ غالبا پہلے ایسے انتخابات ہیں جس میں نہ تو کسی فوجی حکمران کے حق میں یا خلاف ووٹ ڈالنے کا سوال ہے اور نہ پیپلز پارٹی اور اینٹی پیپلز پارٹی محرک دکھائی دے رہا ہے گنتی کے چند لیڈروں کو چھوڑ کر تقریباً سب قابل ذکر جماعتوں کے ایک جیسے امیدوار ایک دوسرے کے مدمقابل ہیں کسی بھی حلقے میں سب سے طاقتور امیدوار کا پارٹی ٹکٹ چھین کر دوسرے نمبر کے امیدوار کو پکڑا دیا جائے تو لگتا ہے کہ ووٹروں کے لیے کوئی خاص فرق پڑنے والا نہیں ہے پاکستان مسلم لیگ نون کے قائد نواز شریف نے ساری زندگی پیپلز پارٹی مخالف سیاست کی لیکن جب ایک فوجی آمر سے معاہدے کے تحت جلا وطنی اِختیار کرنے پر راضی ہوئے تو میثاق جمہوریت کے لیے بے نظیر بھٹو سے ہی مشاورت شروع کر دی اور ان کے اس میثاق کی وجہ سے وقت کے آمر پر پریشر بڑھانے میں کافی مدد ملی اور ایک ایسا ماحول بن گیا جس کی وجہ سے جنرل مشرف کو اقتدار سے علیحدہ ہونا پڑا نواز شریف جب وطن واپس آئے تو اپنے بے وفا سیاسی ساتھیوں کو معاف کرنے پر تیار نہیں تھے اس سلسلے کی سب سے بڑی مثال راولپنڈی کے شیخ رشید احمد گجرات کے چوہدری برادران بھی ہیں چوہدری برادران کے بارے میں تو کچھ زیادہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مسلم لیگ میں جانے کی کوشش کرتے رہے لیکن شیخ صاحب نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کے کسی طرح (ن) والے ان کو شامل کر لیں کیونکہ جب سے انھوں نے

پارٹی سے بے وفائی کی اس کے بعد سے وہ الیکشن میں ہار رہے ہیں اور دوسرے الفاظ میں اگر اب کی بار بھی وہ ہار گئے تو ان کی سیاسی موت واقع ہو جائے گی پھر ایسا ہوا کہ پاکستان کی سیاست میں میں عمران خان نمودار ہوئے اور مقامی سیاستدان تحریک انصاف میں اس طرح لینڈ کرنے لگے جس طرح کہیں پر مفت میں کوئی چیز بانٹی جا رہی ہو اور لوگ مفت کا مال سمجھ کر اکھٹے ہو جاتے ہیں عمران کے متحرک ہو جانے سے میاں صاحب اپنے پرانے ساتھوں کو ساتھ ملانے پر راضی ہوئے کیوں کہ ان کو خدشہ تھا کہ کہیں تمام کے تمام لوگ نئے گھونسلے میں نہ جا بیٹھیں آمریت کے دور میں میاں صاحب کو چھوڑ کر جانے والے اور میں صاحب کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے والوں کو پھر گلے لگا لیا اس کی کوئی اور وجہ نہیں ماسوائے اس کے ، کہ میاں صاحب عمران خان کے خوف میں ہیں اور ان کا یہ خوف حقیقی ہے کیونکہ اگر عمران خان نہ ہوتے تو اب کی بار شاید میاں صاحب دو تہائی اکثریت حاصل کر لیتے کیونکہ عمران خان کی وجہ سے جب میاں صاحب کے امیدواروں کی ووٹ ٹوٹیں گے تو فائدہ دوسری جماعتوں کو ہو گا جن میں سب سے بڑا فائدہ پاکستان پیپلز پارٹی کو ہو گا شاید یہی وجہ ہے کہ میاں صاحب عمران خان کو زرداری کا آدمی کہتے ہیں پاکستان میں سب کو علم ہے کہ جب پیپلز پارٹی وفاق میں تھی تو پنجاب میں مسلم لیگ نون کی حکومت تھی اس عرصے میں پنجاب کی حالت بھی تقریبا وہی رہی جو کہ پاکستان کے دوسرے حصوں کی رہی اب مسلم لیگ ن کے ان دعوں پر کون یقین کرے گا کہ ہم نے تو اپنی پوری کوشش کی کہ مسائل کو حل کر دیں مگر ہمیں کرنے نہیں دیا گیا پی ٹی آئی کے نوجوانوں میں عمران خان کی تقریریں سن کر جن روایتی سیاستدانوں سے جان چھڑائے جانے

کی امید پیدا ہوئی تھی عمران خان نے انھیں پرانے کھلاڑیوں اور فصلی بٹیروں کو اپنی پارٹی میں شامل کرکے نوجوانوں کے ارمانوں کا خون کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی کراچی کی بڑی جماعت ایم کیو ایم کے پاس بھی بیچنے کو کوئی نیا سودا نہیں ہے ایم کیو ایم : تیرے اقتدار تک تیرا ساتھ : کے فارمولے پر کاربند ہے اور ماضی سے تو یہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے اس اصول پر ڈٹی رہے گی اور اب کی بار نئی حلقہ بندیاں بھی اس کے لئے مشکلات کا سامان کرنے میں مصروف ہیں اور انھوں نے سب سے زیادہ کراچی کو فوکس کیا ہوا ہے خیبر پختونخواہ کی اے این پی عبدالغفار خان اور ولی خان کی سرخ پوش پارٹی سرمایہ دار امریکہ سے شاباشیاں لینے کے علاوہ پیپلز پارٹی سے بھی بغل گیر ہو چکی ہے اور اپنے دور حکومت میں انھوں نے جو حال اپنے صوبے کا کیا ہے اس سے تو اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اب کی بار وہ شاید اپوزیشن کے قابل بھی نہ رہیں ان کے پاس کوئی خاص ایشو بھی نہیں ہے ماسوائے کالا باغ ڈیم کی مخالفت کے عوامی نیشنل پارٹی کے بیشتر امیدوار الیکشن مہم چلانے سے ویسے بھی قاصر ہیں کیونکہ پانچ سالہ حکمرانی کرنے باوجود وہ خود کش بم دھماکوں سے بچ کر انتخابی جلسے کرنے کا کوئی فارمولا نہیں ڈھونڈ پائے اور رہی سہی کسر عمران خان نے خیبر پختونخواہ کے تمام حلقوں سے اپنے امیدوار کھڑے کرکے پوری کر دی ہے اور عوامی سروئے وہاں سے کپتان کی کامیابی کا اعلان کرتے نظر آتے ہیں پاکستان کے سیاسی نظام میں مذہبی جماعت ہونے کی دعوے دار اور پانچ سال مسلم لیگ ن کے خلاف تقریریں کرنے والی جماعت اسلامی کے لیڈر سیٹ ایڈجسٹمنٹ کے لیے بغل میں فائلیں دبائے کبھی نون لیگ تو کبھی عمران خان کے

در

کے چکر لگا رہے ہیں جہاں پر کوئی خاص کامیابی نہ ہو سکی ہے اور اوپر سے الیکشن کمیشن کی یہ پابندی کے مذہب یا فرقے کے نام پر ووٹ مانگنا بھی ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی تصور ہو گا ان کے لئے خاصا پریشان کن ہے مگر ایک بات جو ان کا قد کاٹھ بڑھا رہی ہے وہ ان کی منظم جماعت اور ورکر کی بے لوث محبت ہے بات کی جائے مسلم لیگ ق کی تو مسلم لیگ ق کے رہنماء چودھری شجاعت حسین اپنے والد چودھری ظہور الٰہی کے قتل کا الزام جس پارٹی پر لگاتے تھے اسی پیپلز پارٹی کو اپنی اور اپنی جماعت کی بقا سمجھ بیٹھے اور ایک ایک ایسا رشتہ قائم کر لیا جس کا کوئی نام ہی نہیں ہے اب کی بار انکی رہی سہی کشر بھی نکل جانے کا خوف نظر آ رہا ہے مگر پھر بھی توقع ہے کہ ان کا کچھ نہ کچھ حصہ اسمبلی میں نظر آئے گا مندرجہ بالا تمام حقائق کو دیکھتے ہوئے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ معشیت، خارجہ پالیسی، انتہا پسندی اور توانائی کے بارے میں سب بڑی جماعتوں کے منشور تقریباً ایک ہی جیسے ہیں سوال بہت سے اٹھتے ہیں مگر اہم سوال ایک ہی ہے کہ اگر تمام سیاسی جماعتیں ہی پاکستان کے ساتھ اور عوام کے ساتھ مخلص تھیں اور ایسے دلفریب منشور دیے ہوئے ہیں تو وہ وہ کون سے عوامل ہیں جو پاکستان کی ترقی میں پاکستان کے مسائل عوام کی خوشحالی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں اس بظاہر سادہ سے سوال کا جواب بہت مشکل ہے ۔

پاکستان کے مجموعی ووٹرز اور ٹرن آوٹ

پاکستان کی تاریخ کے بہت ہی اہم انتخابات کے میدان سجنے میں بہت کم دن باقی ہے امیدوار ووٹروں کے نخرے اٹھا رہے ہیں اور ووٹر کسی نئی نویلی دلہن کی طرح ان کو اپنے نخرے دکھا رہے ہیں ہر طرف گہما گہمی کا سماں ہے کیونکہ پہلی بار ایک آزاد عدلیہ اور ایک ایکٹو میڈیا نے عوام میں یہ تاثر عام کرنے میں مدد دی ہے کہ ہاں ان کے ووٹ کی بھی کوئی طاقت ہے اب کی بار الیکشن کمیشن کی طرف سے یہ کوشش کی جارہی ہے کہ ٹران اوٹ کو بڑھایا جائے اور لوگوں کی الیکشن میں دلچسپی کو دیکھتے ہوئے الیکشن کمیشن کے اندازوں کی کامیابی یقینی نظر آئی ہے اور امید ہے کہ ووٹر الیکشن والے دن اپنا ووٹ کاسٹ کرنے کے لئے گھروں سے نکلیں گے اور اس طرح وہ اپنے ووٹ کو پاکستان کی تعمیر میں استعمال کرتے ہوئے اپنا قومی فریضہ انجام دیں گے عام انتخابات میں گیارہ مئی کو ہوں گے آٹھ کروڑ ستاون لاکھ اڑتیس ہزار سات سو نواسی ووٹرز اپنا حق رائے دہی استعمال کریں گے بیس فیصد رائے دہندگان پہلی مرتبہ اپنا ووٹ ڈالیں گے جن میں زیادہ تر نوجوان ووٹر ہیں جس کی وجہ سے تمام سیاسی جماعتیں ان نوجوانوں کے ووٹ کو اپنے بیلٹ بکس میں دیکھنا چاہتی ہے اور نوجوانوں کو خوش کرنے کے لئے ان کی توجہ حاصل کرنے کے لئے اقدامات

اٹھائے جا رہے ہیں اور تمام سیاسی جماعتیں ان نوجوانوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے اپنی نوجوان قیادت کو استعمال کر رہی ہے پاکستان پیپلز پارٹی کی طرف سے بلاول بھٹو زرداری، پاکستان مسلم لیگ (ن) کی طرف سے حمزہ شہباز اور مریم نواز پاکستان مسلم لیگ ق کی طرف سے چوہدری مونس الہیٰ نوجوان خون کو اپنے حق میں کرنے کے لئے پوری جدو جہد کر رہے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ کہ کون ملک کے اس مستقبل کے آگے کامیاب ہوتا ہے کیونکہ نوجوان طبقہ بہت باشعور اور پڑھا لکھا ہے جو کہ حقیقی تبدیلی کا خواہش مند ہے بات کی جائے آئندہ عام انتخابات میں رجسٹرڈ ووٹرز کی تو ان کی تعداد آٹھ کروڑ ستاون لاکھ اڑتیس ہزار سات سو نواسی ہے مرد ووٹرز کی تعداد چار کروڑ چوراسی لاکھ سولہ ہزار چار سو تیرہ ہے جو کہ کل ووٹرز کا چھپن اعشاریہ پچاس فیصد بنتا ہے جبکہ خواتین خواتین ووٹرز کی تعداد تین کروڑ تہتر لاکھ بائیس ہزار تین سو چھہتر ہے جو کہ مجموعی رائے دہندگان کی شرح کا تینتالیس اعشاریہ پچاس فیصد ہے صوبہ پنجاب میں مجموعی ووٹرز کی تعداد چار کروڑ نوے لاکھ پانچ ہزار چھ سو اکتالیس ہے جو کہ ملک بھر کے ووٹرز کا ستاون فیصد ہے مرد ووٹرز دو کروڑ چھہتر لاکھ چوبیس ہزار آٹھ سو ستر ہے جو پنجاب کے مجوعی ووٹرز کا چھپن فیصد ہے جبکہ خواتین ووٹرز کا تناسب چوالیس فیصد اور تعداد دو کروڑ تیرہ لاکھ اسی ہزار سات سو اکہتر ہے صوبہ سندھ میں کل رجسٹرڈ ووٹرز کی تعداد ایک کروڑ ستاسی لاکھ تیرہ ہزار پانچ سو تہتر ہے جو مجموعی قومی رائے دہندگان کا بائیس فیصد حصہ

بنتا ہے مرد ووٹرز کی تعداد ایک کروڑ تین لاکھ پینتیس ہزار آٹھ سو ہے جو صوبے کے مجوعی ووٹرز کا پچپن فیصد ہے جبکہ خواتین ووٹرز کی شرح پینتالیس فیصد اور تعداد تیراسی لاکھ ستتر ہزار سات سو تہتر ہے پنجاب مین اب کی بار الیکشن ایسے مواقع پر آئے ہیں جب ایک طرف گندم کی کٹائی کا سلسلہ جاری ہو گا تو دوسری طرف الیکشن کا دنگل جس کی وجہ سے ٹرن آوٹ پر خاطر خواہ اثر پڑے گا خیبر پختونخوا میں کل ووٹرز کی تعداد ایک کروڑ تیئس لاکھ گیارہ ہزار ہے جو حق رائے دہی استعمال کرے والوں کے چودہ فیصد تناسب کے برابر ہے مرد ووٹر کی تعداد ستر لاکھ انچاس ہزار دو سو پینسٹھ ہے جو صوبے کے مجوعی ووٹرز کی ستاون فیصد بنتی ہے، جبکہ خواتین رائے دہندگان کی شرح تینتالیس فیصد اور تعداد باون لاکھ اکسٹھ ہزار سات سو چھتیس ہے وہاں پر امن و امان کا مسئلہ گھمبیر صورت اختیار کئے ہوئے ہے جس کی وجہ سے ٹرن اوٹ کم ہونے کی توقع ہے مگر اب کی بار وہاں کا نوجوان طبقہ بہت جوش سے ان انتخابات میں حصہ لے رہا ہے۔ صوبہ بلوچستان میں مجموعی ووٹرز کا تناسب قومی رائے دہندگان کا چار فیصد ہے صوبے میں مجموعی ووٹرز کی تعداد تینتیس لاکھ پیتالیس ہزار سڑسٹھ ہے مرد ووٹرز کی تعداد انیس لاکھ بائیس ہزار چھ سو اٹھائیس ہے صوبے میں مرد ووٹرز کا تناسب ستاون فیصد ہے جبکہ خواتین رائے دہندگان کی شرح تینتالیس فیصد اور تعداد چودہ لاکھ بائیس ہزار چار سو انتالیس ہے اس صوبے میں ماضی میں بھی ٹرن آوٹ کم رہا ہے بات کی جائے فاٹا کی تو فاٹا میں کل ووٹرز کی

تعداد سترہ لاکھ انچاس ہزار تین سو اکتیس ہے جو مجموعی رائے دہندگان کا دو فیصدی بنتا ہے فاٹا مین مرد ووٹرز کی تعداد گیارہ لاکھ ترپن ہزار تہتر ہے جو علاقے کے مجوعی ووٹرز کا چھیاسٹھ فیصد ہے خواتین ووٹرز کی شرح چونتیس فیصد اور تعداد پانچ لاکھ چھیانوے ہزار دو سو اٹھاون ہے یہاں پر دہشت گردی کی لہر کی وجہ سے انتخابی امیدوار گھروں میں مقید ہیں اور زرائع ابلاغ کے سہارے اپنی اپنی انتخابی مہم کو چلانے میں مصروف ہیں جس کی وجہ سے یہاں بھی ووٹ کاٹران اوٹ کم رہنے کی توقع ہے اب کی بار فاٹا میں الیکشن کمیشن نے خواتین کے ووٹ کو لازمی کاسٹ کروانے کے لئے اقدامات اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے جو کہ کافی خوش آئیند بات ہیبات کی جائے پاکستان کے فیڈرل ایریا کی جس میں مجموعی ووٹرز کی تعداد چھ لاکھ چودہ ہزار ایک سو چھہتر ہے جو مجموعی حق رائے دہی کا ایک فیصد بنتا ہے۔ فیڈرل ایریا میں حق رائے دہی استعمال کرنے والے مردون کی تعداد تینتیس لاکھ سات سو ستتر ہے جو علاقے کے مجموعی ووٹرز کا چون فیصد بنتا ہے جبکہ خواتین رائے دہندگان کی شرح چھیالیس فیصد اور تعداد دولاکھ تیراسی ہزار تین سو ننانوے ہے ان دوں حلقوں میں اب کی بار الیکشن کی گہما گہمی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے ہر امیدوار جیت کی امید لئے آئے دن گلی محلوں میں گھر گھر انتخابی مہم چلانے میں مصروف نظر آرہا ہے اب دیکھنا یہ رائے دہندگان اپنا حق رائے دہی استعمال کرتے ہوئے پاکستان میں اگلی حکومت کے قیام کا مینڈیٹ کس کو دیتے ہیں کیونکہ تمام جماعتیں ہی اپنی اپنی کامیابی

کی دعوے بڑی امید سے کرتی نظر آتی ہیں اس لئے اب کی بار الیکشن جیتنے کے بارے
میں کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا دیکھنا یہ کہ گیارہ مئی کو الیکشن کے اس میدان میں کون
سرخرو ہوتا ہے اور کون جیت کا سہرا اپنے سر سجاتا ہے۔

میڈیا کو بدنام ہونے سے بچایا جائے

کسی بھی ملک میں میڈیا کا کردار بہت اہم ہوتا ہے کیونکہ وہاں کے عوام کے حالات زندگی کو باقی دنیاتک پہنچانے میں وہاں کے مقامی میڈیا کی اہمیت اپنی جگہ اہم ہے پاکستانی میڈیا دور حاضر میں اتنا آزاد اور خود مختار ہو چکا ہے کہ اس کا دائرہ اختیار ریاست کے ہاتھ سے نکل کر ان میڈیا گروپس کے ہاتھوں میں چلا گیا ہے جو یہاں کے مقامی میڈیا انڈسٹری پر چھائے نظر آتے ہیں دوسرے الفاظ میں اگر کہا جائے کہ پاکستان کے میڈیا سے یہاں کی حکومتیں بھی گھبرائی ہوئی نظر آتی ہیں تو بے جا نہ ہو گا ستر، اسی کی دہائی میں جب یہاں صرف ایک چینل ہوا کرتا تھا اس وقت اخبارات ہی تھے جو ملک کے عوام کے حالات و واقعات کو رپورٹ کرتے تھے اور لوگ سمجھتے تھے کہ یہی وہ واحد سچا زریعہ ہیں جو کہ سچ کو عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں کیونکہ واحد چلنے والا ٹی وی چینل تو حکومت کی سرپرستی کے بغیر چل ہی نہیں سکتا تھا اس وقت میڈیا انڈسٹری اتنی فعال اور خود مختار نہیں تھی اور جو بھی اخبارات حکومت وقت کے خلاف کچھ تھوڑی بہت لکھ دیتے تھے ان کو کڑی سزائیں بھی دی جاتی تھیں کبھی ان کے اشتہارات کو بند کر دیا جاتا کبھی ان کے ڈیکلیریشن کو مشکوک قرار دیا جاتا تھا غرضیکہ جیسا حکومت چاہتی ان میڈیا

مالکان کو تنگ کرکے اپنے حق میں کافی حد تک راضی کر لیتی تھے اس وقت کے اخبارات ار جرائد کی بھی مجبوری ہوتی تھی کیونکہ اتنے قلیل سرمائے سے وہ اپنا بزنس چلانے سے قاصر نظر آتے تھے مگر سابق دور میں میڈیا کو اتنی ترقی ملی اور خصوصا الیکٹرانک میڈیا کو کہ آج کسی بھی واقع کی کوریج یکمشت سات آٹھ چینل دکھا رہے ہوتے ہیں اس لحاظ سے آج کا میڈیا اس روائیتی میڈیا سے بہت اگے ہے جو کہ ستر، اسی کی دہائی میں نظر آتا تھا اس کی وجہ سے وہ صحافی کارکن جو ان میڈیا اداروں سے عرصہ دراز سے منسلک ہیں اور جن کے ٹی وی چینلز ان کے نام سے جانے جاتے ہیں وہ ذاتی طور پر اتنے طاقتور ہو گئے ہیں کہ ان کی پاور اور ایک منسٹر کی پاور تقریبا برابر نظر آتی ہیں اور جن کے ایک پروگرام سے کسی بھی حلقے کے عوام کا ذہن بدلا جا سکتا ہے اس خوبی کو دیکھتے ہوئے بہت سے سیاسی لوگ اور حکومتی سطح پر ان صحافیوں کو اپنے حق میں کرنے کے لئے وزارت اطلاعات ان کے لئے خصوصی مراعات کا انتظام کرتی ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ اپنے اپنے چینلز میں ان کے گن گاتے نظر آتے ہیں وزارت اطلاعات کی طرف سے صحافیوں کو دیے جانے والے خفیہ فنڈز کا آج کل مقامی میڈیا میں بہت چرچا ہو رہا ہے کیونکہ اس سے ملحق ایک کیس کے سلسلے میں عدلیہ میں سماعت ہو رہی ہے اور قیاس ارائیاں کی جارہی ہیں کہ اگر یہ کیس پایہ تکمیل تک پہنچا تو بہت سے ایسے لوگ سامنے آئیں گے جو اپنے پروگرام میں آکر خب الوطنی کا درس دیتے نہیں تھکتے اور بعض ایسے ٹی وی چینلز کے نام بھی سامنے آنے کی

توقع ہے جو حکومت وقت کا ساتھ دینے کے لئے بھاری رقوم لیتے رہے ہیں اگر اس کیس میں ان صحافیوں کے نام آ گئے جو کہ اپنے آپ کو محب وطن کہلوانے کے شوقین ہیں تو لازمی طور پر ان کی شہرت کو دھچکا لگے گا جیسا کے اس سے پہلے ملک ریاض کی طرف سے کروایا جانے والا پلانٹڈ انٹرویو کی آف دے ریکارڈ ویڈیو منظر عام پر آ گئی تھی اور جس کی وجہ سے بعض نامور صحافیوں کی سرعام رسوائی ہوئی تھی اس کے بعد ڈاکٹر عامر لیاقت کا آف دی ریکارڈ، ریکارڈ کیا ہوا پروگرام انٹرنیٹ کی زینت بنا اور خوب ہلا گلا ہوا تھا مگر دونوں واقعات کو بعد ازاں سرد خانے کی نظر کر دیا گیا اور ان میں بدنام ہونے والے لوگ آج کسی دوسرے چینل پر پہلے سے زیادہ معتبر نظر آتے ہیں بات ہو رہی تھی ان خفیہ فنڈز کی جو چینلز یا میڈیا کے نمائندوں میں بانٹے گے اس سلسلے میں اعلیٰ عدلیہ نے وزارت اطلاعات کو حکم دیا تھا کہ وہ ان جاری ہونے والے خفیہ فنڈ کی فائل سپریم کورٹ میں پیش کرئے جس کے بعد اس کا جائزہ لیا گیا جس پر وزارت اطلاعات کی خفیہ فنڈز کی دستاویزات پیش کردی گئیں اور معزز جج صاحبان کا کہنا تھا فائل دیکھ کر بظاہر لگتا ہے کہ میڈیا بکاؤ مال ہے اور ٹی وی پر ڈرامہ اور دکھاوا ہوتا ہے عدالت میں وزارت اطلاعات کی جانب سے چار فائلیں پیش کی گئیں جن کے متعلق کہا گیا کہ ان میں سیکرٹ فنڈز کے استعمال کی تفصیلات ہیں اور ان کو عام نہ کیا جائے وزارت اطلاعات کے وکیل کا کہنا تھا کہ وزارت کا ایک باقاعدہ بجٹ ہوتا ہے جس کا آڈٹ بھی ہوتا ہے تاہم سیکرٹ فنڈز کی مد میں

ملنے والی رقم آڈٹ سے مستثنی ہے وزارت کے وکیل کا کہنا تھا کہ سیکرٹ فنڈز میں سے ایک مد خصوصی پبلسٹی فنڈ کی ہوتی ہے جبکہ ایک ریجنل اسٹڈیز انسٹی ٹیوٹ کیلئے ہوتی ہے معزز عدالت نے کہا کہ ان تمام چیزوں کو خفیہ رکھنے کا قانونی جواز پیش نہیں کیا جاسکتا صرف چند باتیں ایسی ہیں جن کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ قومی نوعیت کی ہیں اور خفیہ رہنی چاہئیں عدالت سے ایک درخواست گزار نے استدعا کی کہ وزارت اطلاعات کا سارا بجٹ اور اخراجات عام کئے جائیں ان کا کہنا تھا کہ خصوصی پبلسٹی فنڈز کے تحت اربوں روپے جاری کیے جاتے ہیں ان کی تفصیلات بھی سامنے لائی جائیں معزز عدالت کا کہنا تھا کہ وزارت نے 200 میں سے صرف 18 اخراجات کو خفیہ رکھنے کی بات کی ہے عدالت کا مزید کہنا تھا کہ جن امور کو خفیہ رکھنا اور جن کو عام کرنا ہے اس کا فیصلہ دونوں اطراف کے وکلاء کو سن کر کیا جائے گا اب جبکہ پورے پاکستان میں ہر ادارے کا احتساب شروع ہو چکا ہے اور پاکستان میں تمام محکموں میں احتساب رائج کرنے کی مخلصانہ کوششیں کی جارہی ہیں ایسے میں بعض ادارے جو اپنے آپ کو اس احتساب کے ماورا سمجھتے ہیں ان میں سب سے اہم میڈیا ہے اس حوالے سے ان اداروں کے ورکر اگر تو ایسی رقوم لینے میں ملوث ہوئے تو یہ کسی بھی طور پر میڈیا کے لئے اچھا نہیں ہے کیونکہ اس سے ریاست کے ایک بنیادی ستون کے بدنام ہونے کا خدشہ ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ میڈیا مالکان ان طاقتور صحافیوں کو ایسے کام کرنے سے روکنے میں کردار ادا کریں جو کہ

غیر قانونی طور پر تحفے تحائف یا نذرانے لیکر کسی ایک پارٹی کی طرف داری کرتے نظر آتے ہیں۔

جمہوری انتقام بزریعہ ووٹ

حالیہ ہونے والے انتخابات پاکستان کی تاریخ کے انتہائی اہم انتخابات تھے جن میں پاکستان کی عوام نے امید سے بڑھ کر ووٹ کاسٹ کئے اور اپنے جنون سے حکمران طبقے کو بتا دیا کہ ہاں ہم بھی احتساب کرنا جانتے ہے اور یہ بات بھی سچ ثابت ہو گئی ہے کہ اصل احتساب عوام نے ہی کرنا ہوتا ہے پاکستان پیپلز پارٹی کو جس بری طرح ان انتخابات میں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور تحریک انصاف کا پاکستان کے سیاسی منظر نامے میں انتہائی اہم کامیابی حاصل کرنا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ اب پاکستان میں جمہوریت اور جمہوری ادارے مضبوط ہو رہے ہیں اور ان کا احتساب کرنے کے لئے میڈیا عوام کے ساتھ ملکر اپنا کردار بخوبی نبھا رہے ہیں دو ہزار تیرہ کے انتخابات میں کئی اہم سیاسی شخصیات کو توقعات کے برعکس ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے سابق وزیراعظم سمیت کابینہ کے اہم وزراء بھی اپنی نشستوں پر کامیابی حاصل نہ کر سکے ہیں جبکہ عوامی نیشنل پارٹی کے صدر بھی ہار گئے سابق وزیراعظم راجہ پرویز اشرف قومی اسمبلی کے حلقہ 51 سے انتخابات میں حصہ لے رہے تھے لیکن انہیں مسلم لیگ نواز کے امیدوار راجہ محمد جاوید اخلاص کے ہاتھوں شکست سے دوچار ہونا پڑا اس سے پہلے وہ اس حلقے سے لاکھوں ووٹ لیا کرتے تھے سابقہ

حکومت میں اتحادی جماعت عوامی نیشنل پارٹی بھی انتخابی دنگل بری طرح ہاری ہے اور تقریبا پالیمنٹ سے آوٹ ہو گئی ہے قومی اسمبلی کے حلقہ 7 چارسدہ سے جمعیت علماء اسلام فضل الرحمان گروپ کے امیدوار مولانا محمد گوہر شاہ نے عوامی نیشنل پارٹی کے صدر اسفندیار ولی کو ہرا دیا قومی اسمبلی کے حلقہ 1 پشاور سے تحریک انصاف کے چئرمین عمران خان نے عوامی نیشنل پارٹی کے امیدوار غلام احمد بلور کو شکست دی لیکن قومی اسمبلی کے حلقہ 122 لاہور سے عمران خان کو شکست بھی ہوئی ہے پنجاب میں قومی اسمبلی کے حلقہ 106 گجرات سے پیپلز پارٹی کے امیدوار اور سابق وزیر اطلاعات قمر الزمان کائرہ کو مسلم لیگ نواز کے امیدوار چوہدری جعفر اقبال کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے قومی اسمبلی کے حلقہ 111 سیالکوٹ دو سے مسلم لیگ ن کی امیدوار ارمغان سبحانی نے پیپلز پارٹی کی رہنما اور سابق وزیر اطلاعات ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان کو ہرا دیا ہے قومی اسمبلی کے حلقہ 105 گجرات دو سے مسلم لیگ ق کے امیدوار اور سابق نائب وزیراعظم چوہدری پرویز الہی نے پیپلز پارٹی کے امیدواراور چوہدری احمد مختار کو شکست دی ہے چوہدری احمد مختار سابق حکومت میں وزیر دفاع اور وزیر پانی و بجلی رہ چکے تھے قومی اسمبلی کے حلقہ 109 منڈی بہاؤالدین دو سے پیپلز پارٹی کے امیدوار اور سابق کابینہ کے وزیر نذر محمد گوندل کو مسلم لیگ ن کے ناصر اقبال بوسال کے ہاتھوں شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر میاں منظور ووٹو کو قومی اسمبلی کے حلقہ 147

سے مسلم لیگ ن امیدوار میاں معین خان وٹو نے ہرا دیا ہے قومی اسمبلی حلقہ 145 اوکاڑہ سے پیپلز پارٹی کی کابینہ کے ایک اور اہم رکن صمصام بخاری کو شکست ہوئی ہے سندھ میں قومی اسمبلی کے حلقہ 235 سانگھڑ کم میر پور خاص سے پیپلز پارٹی کی امیدوار شازیہ مری کو مسلم لیگ فنکشنل کے سربراہ پیر پگارا سے شکست ہوئی ہے انتخابات میں گیلانی خاندان کو بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا سابق وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کے بیٹے علی موسیٰ گیلانی قومی اسمبلی کے حلقہ 148 سے انتخابات لڑ رہے تھے جس پر انہیں مسلم لیگ ن کے عبدالغفار ڈوگر کے ہاتھوں شکست ہوئی ہے ملتان کے اسی حلقے سے پیپلز پارٹی کے سابق رکن اور تحریک انصاف کے نائب صدر شاہ محمود قریشی بھی امیدوار تھے پاکستان تحریک انصاف کے نائب صدر شاہ محمود قریشی قومی اسمبلی کے چار حلقوں سے انتخابات میں حصہ لے رہے تھے۔ لیکن قومی اسمبلی کے حلقہ 148 ملتان، حلقہ 150 ملتان تین اور حلقہ 228 عمر کوٹ سے شکست ہوئی ہے قومی اسمبلی کے حلقہ 151 سے پیپلز پارٹی کے عبدالقادر گیلانی کو سکندر حیات بوسن نے شکست دی ہے جبکہ صوبائی اسمبلی کے حلقوں سے یوسف رضا گیلانی کے اغوا ہونے والے بیٹے علی حیدر گیلانی کو بھی کامیابی نہ مل سکی صوبائی اسمبلی کے انتخاب میں علی مجتبیٰ گیلانی کو بھی شکست ہوئی ہے۔ قومی اسمبلی کے حلقہ 17 ابیٹ آباد سے مسلم لیگ ن کے امیدوار سردار مہتاب عباسی کو شکست ہوئی ہے قومی اسمبلی کے حلقہ 56 روالپنڈی سے مسلم لیگ ن کے حنیف عباسی کو تحریک انصاف کے عمران خان

سے شکست ہوئی۔ پاکستان مسلم لیگ کے صدر میاں نواز شریف کو قومی اسمبلی کے حلقہ لاہور اور این اے 68 سرگودھا سے فتح ملی ہے ایسا ہی سب کچھ دو ہزار آٹھ کے 120 انتخابات کو دیکھ کر نظر آیا تھا جب اس وقت کے حکمران جماعت پاکستان مسلم لیگ ق کو اسی طرح کی عبرت ناک شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا جب عوام نے اپنے غیر جانبدار احتساب سے ان کی درگت بنا دی کہ اب عوام میں وہ جزبہ جسے سیاسی شعور کا کا نام دیا جائے تو بہتر ہوگا وہ بیدار ہو چکا ہے اب وہ ووٹ اسی کو دیتے ہیں جو ان کے خیال میں ووٹ کا حقدار ہوتا ہے شاید یہی وجہ ہے کہ اب کی بار عوام نے اپنے نمائندوں کے انتخاب کے لئے دل کھول کر ووٹ دیے اور پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ٹرن آوٹ ساٹھ فیصد تک جا پہنچا ان انتخابات میں میڈیا نے ایسا رول ادا کیا ہے جو کہ تاریخی رول ہے جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے لوگوں کو ووٹ کی طاقت کا اندازہ یڈیا نے ہی دلایا ہے -

خدا کرئے کہ جن لوگوں کو اب کی بار الیکٹ کیا گیا ہے وہ عوام کے معیار پر پورا اتریں اور جو بحران ہمارے پیارے ملک کو درپیش ہیں ان کو ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں تب جا کر ہم ایک نئے پاکستان کی تعمیر کو ممکن بنا سکتے ہیں جس کا خواب قائد اعظم اور علامہ اقبال نے دیکھا تھا -

سعودیہ میں مقیم پاکستانیوں کی مشکلات

سعودی عرب جو کہ مسلم امہ کی سب سے مقدس سرزمین ہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے قابل احترام ہے پاکستان اور دنیا بھر سے کئی لوگ روزگار کی تلاش میں سعودی عرب کا رخ کرتے ہیں اس کی بڑی وجہ روزگار کے ساتھ ساتھ مقدس مقامات کی زیارت بھی ہو جاتی ہے پاکستان سے تقریبا سترہ لاکھ سے زائد افراد سعودی عرب میں روزگار کی تلاش میں ہیں لیکن حالیہ کچھ ہفتوں سے ان خارجی لوگوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا ہے کیونکہ سعودی حکومت نے ان خارجی لوگوں کے لئے نئے قوانین متعارف کروائے ہیں اور جو لوگ آزاد ویزوں پر وہاں مقیم تھے ان کو ریگولر کرنے کی سفارش کر دی ہے جس کی وجہ سے بہت سے پاکستانی مشکلات کا شکار نظر آتے ہیں کیونکہ آزاد ویزوں پر لاکھوں پاکستانیوں کے کروڑوں کے بزنس ہیں اب جبکہ ان آزاد ویزوں کے قانون میں تبدیلی کی جا رہی ہے اس سے لاکھوں پاکستانی متاثر ہونے کا خدشہ ہے رزق حلال کی تلاش میں حجاز مقدس کی سرزمین میں مقیم پاکستانی سعودی حکمرانوں کی طرف سے کچھ ایسی ہی بیگانگی کا شکار ہیں اور افسوس کی بات ہے کہ غیر قانونی مقیم افراد گنہگار افراد کے ساتھ ساتھ تمام دستاویزات رکھنے والے تارکین وطن کے ساتھ بھی مجرموں جیسا سلوک کیا جا رہا ہے جو کہ انتہائی قابل مذمت ہے کہ ہزاروں بے گناہ پاکستانیوں کو وجہ بتائے بغیر بھیڑ بکریوں کی طرح جیلوں میں بند کیا گیا اس پر ستم ظریفی یہ کہ پاکستان میں روزگار کیلئے

ناموافق حالات سے مجبور ہو کر وطن سے دور مزدوری کرنے والوں کے معاشی قتل عام پر سعودی عرب میں تعینات پاکستانی سفارتی عملہ پراسرار طور پر خاموش اور اپنے ہموطنوں کی تکالیف و مصائب سے کلی بے نیاز ہے جس کی وجہ سے وہاں کے حالات انتہائی ناگفتہ ہیں دنیا بھر کی مسلم تنظیموں اور متحرک سوشل میڈیا پر مسلم برادری کی طرف سے سعودی حکومت کو فوری طور پر اپنے اقدام پر نظر ثانی کرنے کی اپیلیں کرنے کے باوجود سعودی حکومت کی جانب سے ان سے سوتیلوں سا سلوک جاری ہے اور وہاں موجود پاکستانیوں، بالخصوص خیبر پختون خواہ سے تعلق رکھنے والے پٹھانوں کی پکڑ دھکڑ میں مذید شدت آئی ہے اور پاکستان کے قبائلی علاقے اور فاٹا دیر، چترال اور سوات سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں محنت کشوں کو گرفتار کرکے جیل بھیجنے کے بعد فوری ڈی پورٹ کیا گیا سعودی عرب سے ڈی پورٹ کئے جانے والے متاثرین کا کہنا ہے کہ چند مہینوں سے محنت مزدوری کی غرض سے سعودیہ میں مقیم لاکھوں پاکستانیوں کو جن شدید مشکلات اور اعصاب شکن حالات کا سامنا ہے وہ شدید سے شدید تر ہوتے جا رہے ہیں سعودی حکومت نے تارکین وطن پر عائد حکومتی ٹیکس اور فیسوں میں ناقابل یقین حد تک جابرانہ اضافہ کر دیا ہے مکتب عمل کی سالانہ فیس سو ریال سے بڑھا کر یکمشت پچیس سو ریال کر دی گئی ہے اسے ریاستی ہوس زر کہیں یا معاشی استحصال کا طریق فتن کہ زر سے مالا مال رئیس ترین سعودی حکومت اپنے سب سے بڑے خیر خواہ محب ملک پاکستان کے مسلمان بھائیوں سے اقامہ فیس چھ سو پچاس ریال، کفیل پچیس سو ریال، تعمیل المیعادی پانچ سو ریال، خدمت مکتب پانچ سو ریال، ذاتی تامین ایک ہزار ریال ہے سعودی تنخواہ و کفیل سالانہ فیس 5 ہزار سے لیکر آٹھ ہزار تک وصول

کرتی ہے ایک اندازے کے مطابق ایک پاکستانی مختلف ٹیکسز اور سرکاری فیسوں کی مد میں تقریباً نو سے دس ہزار ریال سعودی حکومت کو دیتا ہے ان تمام ظالمانہ ٹیکسز اور فیسوں کی اونچی شرح کی وجہ سے پاکستانی تارکین وطن شدید پریشانی اور ذہنی کرب کا شکار ہیں۔ ان تمام تکلیف دہ معاملات کا انتہائی افسوسناک پہلو یہ ہے کہ گذشتہ چند مہینوں سے، خصوصاً پاکستانیوں کے ساتھ کچھ زیادہ ہی برا برتاؤ اور سوتیلی ماں جیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ جبکہ بھارتی، بنگلہ دیشی اور سری لنکن شہریوں کے ساتھ سعودی حکام کا رویہ انتہائی نرم ہے پاکستانیوں کے ساتھ ستم کی انتہا یہ ہے کہ جن لوگوں نے چھ، سات لاکھ روپے میں ویزہ حاصل کرنے کے بعد کئی ہزار ریال دے کر اقامہ بنوایا ہے، سعودی پولیس حکام، مبینہ طور پر ان سے بھی اقامے لیکر پھاڑ دیتے ہیں جس سے قانون نافذ کرنے والے سعودی اداروں کی شدید بدنیتی اور پاکستانیوں کے ساتھ منافقانہ وظالمانہ رویے کا پتہ چلتا ہے افسوس ناک بات یہ ہے کہ دنیا بھر کے پاکستانیوں پر یہ معاشی مظالم اس مملکتِ اسلامیہ کی طرف سے روا ہے جس کے تاجدار خادمین حرمین شریفین ہونے کی وجہ سے پوری ملت اسلامیہ کیلئے انتہائی معزز و محترم ہیں پاکستانی مسلمانوں کو درپیش ان سنگین مسائل کے حوالے سے پاکستانی سفارت خانے کے ذمہ داران کی خاموشی شاید حکومت پاکستان کی بزدل اور غلامانہ پالیسی کا حصہ ہو سکتی ہے سو ان سے کسی قسم کی کوئی درخواست کرنا یا بھلائی کی توقع رکھنا حماقت ہے ہم پاکستانی لوگ یہ پوچھنے کا حق ضرور رکھتے ہیں کہ امریکی مہمانوں، بھارتی اور بنگلہ دیشی تارکین وطن کے ساتھ محبت بھرا مشفقانہ رویہ اور آپ پر دل و جان سے نثار پاکستانیوں کے ساتھ معاشی جبر

اور امتیازی سلوک کیوں ؟کیا پاکستان نے ہر دکھ درد میں سعودی حکومت کا ساتھ نہ دیا کیا مشکل اوقات میں پاکستان نے سعودی حکومت کا دفاع کا بیڑا نہیں اٹھایا کیا پاکستانیوں نے اپنے خون سے سعودی عرب کی ترقی کو نہیں سینچا کیا پاکستانیوں نے آج کے سعودی عرب کو ترقی یافتہ بنانے میں کردار ادا نہیں کیا اگر سعودی عرب کی ترقی میں پاکستانیوں کا کردار ہے تو اس کو سعودی عرب کو بھی تسلیم کرنا چاہیے اور ان کے ساتھ ہونے والے مظالم پر شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کو سو موٹو ایکشن لیتے ہوئے ان کے خلاف جاری پروپگنڈے اور ان کی پکڑ دھکڑ کے آپریشن کو فوری طور پر روکنا چاہیے اور ان کے اوپر لگائے جانے والے ظالم ٹیکسوں کو کم کرنے میں کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ جو عزت واحترام پاکستان سعودی عرب کا ہمیشہ سے کرتا رہا ہے اس میں اضافہ ہو اور پاکستانیوں کو روزگار کے مواقع میسر آسکیں اس سلسلے میں حکومت پاکستان کو اپنا کردار ادا کرنے کی سخت ضرورت ہے

جمہوریت کی مضبوطی کے لئے تمام جماعتوں کا مینڈیٹ تسلیم کرنا ضروری

پاکستان کے حالیہ ہونے والے انتخابات نے ایک طرف جہاں جمہوری روایات کا تسلسل یقینی بنا ہے وہاں دوسری طرف عوام نے اس کے لئے ہر ممکن کوشش کی ہے اس میں بڑا کردار میڈیا کا بھی رہا ہے جس نے عوام کو یہ باور کرانے کی پوری کوشش کی ہے کہ ان کی ووٹ کی کیا طاقت ہے اور ان کا ایک ایک ووٹ کتنا قیمتی ہے اس سے پہلے عموما لوگ گھروں سے نکلتے ہی نہیں تھے یہ سوچ کر کہ ہمارے ایک ووٹ سے کون سا انقلاب آ جانا ہے تب اس طرح کے حالات بھی نہیں ہوتے تھے نہ کوئی دہشت گردی نہ کوئی امن و امان کا مسئلہ ہوتا تھا لیکن اب کی بار یہ تمام خدشات موجود ہونے کے باوجود لوگوں کا ووٹ کی کاسٹ کے لئے نکلنا اس میں مڈل کلاس اپر مڈل کلاس اور اپر کلاس غرضیکہ ہر شخص اس دن ووٹ ڈالنے کے لئے نکلا جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ میڈیا نے جو الیکشن کی اہمیت کا بیڑا اٹھایا تھا وہ اس میں مکمل طور پر کامیاب ٹھرا اس میڈیا کے کردار کا تذکرہ کرتے کرتے یاد آیا کہ میڈیا کے بارے میں سابق جنرل اور صدر نے کہا تھا کہ ان کی حکومت کو ختم کرنے میں اس میڈیا نے مین رول ادا کیا تھا دوسرے الفاظ میں جنرل مشرف نے میڈیا کو اتنی ڈھیل دی تھی کہ ان پر حاوی ہوگیا اور بعد ازاں اس کی وجہ سے ان کی حکومت ختم ہوئی اور مجھے آج بھی یاد ہے انھوں نے اپنی

آخری الوداعی خطاب میں اس بات کا ذکر کیا تھا کہ میں ایک تھرلنگ میڈیا چھوڑ کر جا رہا ہوں جو یقینا پاکستان کی حفاظت کرے گا اور ایسا ہی ہو رہا ہے جو آج ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ ملکی سلامتی میں میڈیا کا کردار کیا نظر آ رہا ہے اب کوئی بھی اس بات پر خوش نہ ہو کہ اگر حکومت اس کی آئی تو وہ ہمیشہ رہے گی اب لوگ اتنے باشعور ہو چکے ہیں کہ ہائی لیول سے لیکر گراس روٹ لیول کے نمائندے تک ان کی نظر میں ہوتے ہیں یہ سب میڈیا کا کمال ہے جو کو کریڈٹ ضرور دینا چاہیے پاکستان کی تاریخ میں اگرچہ کثیر جماعتی نظام رائج ہے مگر عملی طور پر یہاں دو جماعتی ہی نظام دیکھنے کو ملتا رہا ہے لیکن اب کی بار جس طرح نئی جماعت نے اپنا لوہا منوایا ہے اس سے ایک امید پیدا ہو چکی ہے کہ اب یہاں باری باری کا کھیل نہیں چلنے والا جس نے بھی عوام کے ووٹ لئے اور اس کے بدلے وہ کچھ نہ دے سکا جس کی بنیاد پر وہ ووٹ لے رہا ہے تو اگلی بار عوام اس کو نا صرف مسترد کر دیں گے بلکہ اس کا وہی حال ہو گا جو اب کی بار پاکستان پیپلز پارٹی کا ہوا ہے اس لئے اب سیاسی جماعتوں کو بھی اس بابت اپنی پالیسی بدلنی ہو گی اگر وہ پاکستان کے پولیٹیکل نظام میں اپنا اپنا حصہ چاہتی ہیں تیسری اہم بات یہ کہ اب کی بار منتخب ہونے والی سیاسی جماعتوں نے ایک دوسرے کا مینڈیٹ تسلیم کر کے عوام کو مثبت جواب دیا ہے کیونکہ بعض قوتیں یہ افواہیں پھیلا رہی تھیں کہ اب کی بار پھر وہی نورا کشتی شروع ہو جائے گی جس طرح ماضی میں ہوتا رہا اور اس بار کچھ سیاسی لوگوں

نے اس کی کوشش بھی کی کہ جس کو مینڈیٹ دیا گیا ہے اس کو روکا جائے کیونکہ اگلی بار وہ ان کے لئے نقصان کا باعث ہو سکتا ہے مگر مسلم لیگ کے قائدین نے ان کی باتوں کو رد کرتے ہوئے ان کا یہ موقف درست تسلیم نہیں کیا جو ان کے سیاسی کھلاڑی ہونے کا واضح ثبوت ہے مسلم لیگی قائدین نے اس بات کو سمجھ لیا ہے کہ اگر کسی بھی چیز کا تسلسل برقرار رکھنا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان رولز کو فالو کیا جائے جو ان کے لئے تشکیل دیے گے ہیں ان کی اس بات کو عوام میں بہت پذیرائی ملی ہے کہ انھوں نے بعض سیاسی جماعتوں کی طرف سے پاکستان تحریک انصاف کے مینڈیٹ پر قدغن لگانے کو یکسر مسترد کرکے اپنی سیاسی اور ملی بیداری کا ثبوت دیا اس بات کا کریڈٹ ان کو مستقبل میں ضرور ملے گا اور پاکستان کی سیاست کا یہ مثبت پہلو دنیا میں اجاگر ہوا ہے ۔اب جبکہ الیکشن ختم ہو چکے ہیں آنے والی مسلم لیگ ن کی حکومت کے لئے جوڑ توڑ کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے ماضی کی طرح اہل پاکستان اس بات کی شدید خواہش رکھتے ہیں کہ آنے والی حکومت ان کے مسائل کو حل کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرئے اور ان کو ان تمام مسائل سے جو ان کے لئے کسی خوفناک خواب کی طرح ہیں سے نجات دلانے میں کردار ادا کرئے جن میں سب سے پہلے بجلی کا بحران ، مہنگائی کا طوفان ،امن و امان، کرپشن ، بے روزگاری اور ان جیسے کئی ان گنت بحران سامنے کھڑے ہیں جن کی گہرائی کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا مگر ایک بات سب کے لئے امید افزاء ہے کہ مسلم لیگ ن کے پاس ایسی معاشی ٹیم

ہے جو ملک کو ان بحرانوں سے نکال سکتی ہے اس کے لئے اگر ضرورت ہے تو صرف اور صرف مسائل کو فوکس کرنے کی اور جس طرح کے حالات موجودہ الیکشن میں نظر آئے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مسلم لیگ ن کو یہ بات باور ہو گئی ہے کہ اب عوام شخصیات پر اپنا ووٹ کاسٹ نہیں کرتے بلکہ اس کے لئے عملی طور پر کام مانگتے ہیں اور ان کاموں کو تکمیل تک پہنچانے سے ہی اگلی باری لی جا سکتی ہے ورنہ دوسری صورت میں پاکستان پیپلز پارٹی کے عوامی بے رحمانہ احتساب کی طرح اب ہر جانے والی حکومت کا احتساب ہوا کرے گا۔

ایک امید جو عوام میں پیدا ہوئی ہے اس پر پورا اترنے کے لئے میاں صاحبان کو اپنا کردار ادا کرنا ہو گا اور اگر انھوں نے یہ کام کر لئے تو یقیناً پاکستان کی سیاسی افق پر ان کا نام ہمیشہ زندہ جاوید رہے گا۔

کیا ہماری تعلیم کا مقصد پورا ہو رہا ہے

آج کل ہمارے ہاں بے شمار تعلیمی ادارے کھل چکے ہیں جہاں ہر کوئی آگے نکلنے کے چکر میں ہیں اس کے لیے مغرب کا لبادہ اوڑے سکول ہامیں وقتی طور پر بہت اچھے لگتے ہیں مگر ان کا رزلٹ بہت بھیانک ہوتا ہے تعلیم جو کہ انسان کو شعور دیتی ہے اسے جینے کا اصل ڈھنگ سکھاتی ہے اس کو تو تماشہ بنا دیا گیا ہے ہمارے بچوں کو جو کہ پاکستان کا مستقبل ہیں ان کو ان تعلیمی اداروں (بزنس سینٹروں) میں دیکھ کر دکھ ہوتا ہے جہاں ان کا مستقبل سنوارنے کی بجائے بگڑ رہا ہے وہ تعلیمی ادارے جو کبھی تربیت کی عظیم درسگاہیں تھیں آج صرف اور صرف ایک کاروبار بن چکا ہے جہاں بچے علم کی پیاس نہیں بلکہ تفریح کرنے کے لیے آتے ہیں تعلیم کے معانی جہاں سیکھنے کے ہیں وہاں اس کا سب سے بڑا مقصد انسان کی صحیح تربیت ہے اسکی مثال ہم اپنے بزرگوں کی لے سکتے ہیں جن کے زمانے میں تعلیمی سہولیات نہ ہونے کے برابر تھیں لیکن انھوں نے اپنی تعلیمی قابلیت کی بنیاد پر ہر شعبہ ہائے زندگی میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں ان درسگاہوں میں سہولیات نہ ہونے کے باوجود کوئی ابن خلدون بنا کوئی زکریا رازی کوئی شاہ ولی اللہ اور کوئی علامہ اقبال ان میں سے بعض تو اپنے کارناموں کی وجہ سے اور بعض اپنی تحریروں کی وجہ سے ہمارے دلوں پر راج کر رہے ہیں اور ان کا نام روشن ستاروں کی طرح

رہتی دنیا تک چمکتا رہے گا آج کے اس دور میں ہمارے بچوں کو دنیا بھر کی سہولتیں میسر ہیں ایک کلک پر دنیا جہاں کی معلومات ان کے سامنے ہوتی ہیں لیکن ان میں وہ تبدیلی پیدا نہیں ہو رہی جو کہ ان میں پیدا ہونی چاہیے اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی بنیادی وجہ ہماری اپنی غلطیاں اور کوتائیاں ہیں جن سے ہم نظریں چرائے بیٹھے ہوئے ہیں صبح ماں باپ اپنے بچوں کو تیار کر کے سکول بھیجتے ہیں مگر دن بھر کسی بھی تفریح گاہ میں چلیں جائیں یہی قوم کے معمار آپ کو وہاں نظر آئیں گے وہ بچے یہ نہیں جانتے کہ وہ اپنا مستقبل اپنے ہاتھوں سے خراب کر رہے ہیں یہ سب ہماری غلطیاں ہیں دوسرا آج کے دور میں ہم اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم کی بجائے مغربی تعلیم دلوانے کے حق میں نظر آتے ہیں آج ہمارے بچے انگریزی تو بولتے ہیں مگر ان میں تہذیب نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی آج ہماری نوجوان نسل کو اچھی تعلیم کے ساتھ ساتھ اچھے ماحول کی اور اچھی تربیت کی بھی ضرورت ہے -

تعلیمی اداروں میں جسمانی تربیت کے ساتھ ساتھ اخلاقی تربیت اور اسلامی اقدار سے روشناس کروانے کے لیے اساتذہ کو کردار ادا کرنا ہو گا تاکہ آنے والی نسلوں کو محب وطن بنایا جا سکے میں یہ نہیں کہتا کہ بچوں کو مغربی تعلیم نہ دی جائے بلکہ مغربیت کو اپنے اوپر تاری نہ کرنے دیا جائے کیونکہ کسی سے کچھ سیکھ لینا کوئی بری بات نہیں انسان کسی سے کچھ بھی سیکھ سکتا ہے

مگر اس کو استعمال اپنے اسلامی طریقے سے کر سکتا ہے دوسرے لفظوں میں اسلامی روایات اور اقدار کا تحفظ بھی اس پر لاگو ہوتا ہے -

تاریخ کی کتابوں میں واضح ہے کہ غیر مسلم ممالک نے اسلام سے بنیادی قوانین کو سیکھ کر اپنے اوپر لاگو کر لیا ہمارے کتابوں سے بہت کچھ سیکھا گیا ایسے ہی ہمیں بھی ان کی ریسرچ سے سیکھنے کی ضرورت ہے ہمیں ان کی تعلیم میں اسلامی تعلیم کو شامل کرنا ہو گا تاکہ برائیوں سے نکل سکیں اور دنیا میں اپنا نام پیدا کر سکیں میں یہ بھی نہیں کہتی کے تمام کے تمام ادارے ایک جیسے ہی ہیں مگر ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو کہ تعلیم کو تعلیم سمجھ کر پھیلا رہے ہیں لیکن اب تو اکثر کا رجحان صرف اور صرف بزنس ہی بن گیا ہے اور جو لوگ تعلیم کو تعلیم سمجھ کر ڈیلور کر رہے ہیں وہ معاشرے کی ترقی کے ضامن ہیں بلکہ ایسے لوگوں کو تاریخ ہمیشہ یاد رکھتی ہے میرے لکھنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہماری نوجوان نسل جو کہ ہماری اپنی پالیسیوں کی وجہ سے تباہی کے دھانے پر کھڑی ہے اس کو بچایا جاسکے تاکہ ہم اپنے خدا اور اپنے بزرگوں کے سامنے کل قیامت کو سرخرو ہو سکیں جنہوں نے ہمیں اس ملک کی بھاگ دوڑ کے لیے تعلیم دلوائی تھی اور اس کا ہم سے حساب بھی لیا جائے گا کہ ہم نے اپنے علم سے لوگوں کو کیا فائدہ دیا مجھے امید ہے کہ ہمارے بہت سے لوگ میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اگر ہم اپنے تعلیمی معیار کو جدید اسلامی طریقے کے

مطابق بنالیں تو دنیا کے کسی بھی ملک سے پیچھے نہیں رہیں گے کیونکہ ایک مسلمان جانتا ہے کہ اس کی ترقی کا راز اسلامی تعلیمات میں چھپا ہوا ہے اور یہ میراث مومن کی کھوئی ہوئی میراث ہے جس کو ڈھونڈے کی ضرورت آج کے دور میں بہت شدت سے محسوس کی جارہی ہے شاید اسی کے لیے علامہ نے فرمایا تھا کہ

نا امید نہ ہو اقبال اپنی کشت ویراں سے :

زرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے

یوم تکبیر ایک یادگار دن

پاکستان میں ایٹمی دھماکے کرنے کی پندرہویں سالگرہ منائی جا رہی ہے اٹھائیس مئی انیس سو اٹھانوے ملکی تاریخ کا وہ دن تھا، جس نے پاکستان کو دنیا کے نقشے پر ایک ایٹمی طاقت کے طور پر ایسا اجاگر کیا کہ کئی سپر طاقتوں کو بھی اپنا غرور خاک میں ملتا نظر آیا اور اگر خدانخواستہ پاکستان ایٹمی ملک نہ ہوتا تو آج ہمارا حال بھی افغانستان اور عراق جیسا ہوتا۔ پاکستان کو ایٹمی ملک بنے پندرہ سال ہو چکے ہیں اور جس قوم نے پندرہ سال پہلے دنیا اسلام کی پہلی ایٹمی پاور ہونے کا اعزاز حاصل کیا آج انرجی کرائیسس میں بری طرح پھنسی ہوئی نظر آتی ہے کیا وجہ ہے کہ آج ہم اتنی مشکل اور مہنگی ترین ٹیکنالوجی رکھنے کے باوجود ان مسائل میں گرے ہوئے ہیں اس کی بنیادی وجہ نااہل حکمران ہیں جو صرف اور صرف اپنی خاطر سوچتے ہیں اپنے لیے کام کرتے ہیں پاکستان سے تو ان کو کوئی سروکار نہیں پاکستان کا محل وقوع اس قسم کا ہے اور پاکستان کا شمار خطے کے ان ممالک میں ہوتا ہے جن پر انحصار کئے بغیر سپر پاورز بھی اپنے ایجنڈے کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا سکتیں لیکن حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ملک ایٹمی طاقت کا حامل ہونے کے باوجود آج بھی سنگین مسائل کا شکار ہے اور اسکی وہ عزت اور توقیر نہیں ہے جو کہ ہونی چاہیے پاکستان کے خلاف ہونے والی

بین الاقوامی سازشیں اپنی جگہ لیکن جمہوریت کی بساط لپیٹنے اور اغیار سے ملکی سالمیت کے برعکس فیصلے کرنے والوں نے ملک کو اس نہج پر لا کھڑا کیا کہ پاکستان کو پتھر کے دور میں دھکیلے جانے کی دھمکیاں دی جانے لگیں لیکن ان تمام تر ناپسندیدہ حرکات کے باوجود کوئی سپر پاور بھی ملکی سرحدوں کی حفاظت کرنے والوں اور عوام کے حوصلے پست نہ کر سکی سلام ان قومی ہیروز کو جنہوں نے پاکستان کا دفاع نا قابل تسخیر بنایا چند ممالک کی آنکھوں میں کھٹکنے والا پاکستان کا پرامن ایٹمی پروگرام محفوظ ہاتھوں میں تو ہے لیکن اسے نقصان پہنچانے کی بین الاقوامی سازشیں ایسی ہیں کہ دم توڑنے کا نام ہی نہیں لے رہیں مگر ایک زندہ قوم کے سامنے ان کی کوئی حیثیت نہیں دنیا تسلیم کرے یا نہ کرے لیکن وہ دن دور نہیں کہ سیاسی استحکام اور دفاعی صلاحیت کی بدولت پاکستان کو داخلی طور پر کمزور کرنے والوں کا غرور خاک میں مل جائے گا اور ہمارے ان قومی ہیروز کو وہ عزت ملے گی جس کے وہ متحمل ہیں پاکستانی قوم منزل کی تلاش میں بھٹکی ہوئی ہے اور آج تک منزل کا تعین نہیں ہو سکا غیرت عمل سے ہوتی ہے باتوں سے نہیں جبکہ پاکستان نے اربوں کا پیکج ٹھکرا کر ایٹمی دھماکے کیے ایٹم بم چلانا آسان کام نہیں تھا ایٹمی دھماکوں کے پاکستان نے کئی سال کا انتظار کیا تھا جس کے بعد پابندیاں لگانے والوں نے پاکستان پر پابندیاں بھی لگادی لیکن ان کو نہیں پتا کہ پاکستان کے پاس ایسی قوت ہے جس کا مقابلہ کرنا آسان نہیں بات صرف مقصد کا حصول ہے اور وہ بھی بلا کسی خوف

کے کیونکہ جب خوف غالب آ جاتا ہے تو مقاصد کا حصول مشکل ہی نہیں نا ممکن بھی ہو جاتا ہے میاں نواز شریف کو سلام کہ اُنھوں نے پانچ ارب روپے کا پیکج ٹھکرا کر ایٹمی دھماکے کیے لیکن سابق صدر اور آمر مشرف نے ڈالروں کے عوض اپنے شہریوں کو امریکہ کے حوالے کیا جس میں قوم کی ایک نہتی بیٹی ڈاکٹر عافیہ بھی ہے اور قوم کی عزت امریکہ کے دروازے کی لونڈی بنا دیا جب پاکستان ایٹمی ملک بنا تو اس وقت کے دور حکومت میں غربت اور بے روزگاری تیزی سے کم ہو رہی تھی اور حکومت پاکستان نے بیرونی امداد نہ لینے کا فیصلہ کر لیا تھا اور پاکستان پر لگائی جانے والی پابندیوں کی وجہ سے خود انحصاری کی راہ پر گامزن ہو رہا تھا یہاں تک کے ایک آمر نے جمہوری حکومت کا ناجائز تختہ الٹ کر اقتدار پر قبضہ کر لیا جس کے بعد منزل کے حصول کے لئے سرگرم قوم منزل کی تلاش میں بھٹک گئی قوم کو ایسا الجھایا گیا کہ منزل کا تعین کرنا مشکل ہو گیا کئی افراد لاپتہ کر دیے گئے لیکن حکومت میں موجود کسی شخص کو بلوچستان کی صورتحال کا ادراک نہیں تھا جہاں آج ہماری غلط پالیسیوں کی وجہ سے آگ اور خون کا کھیل جاری ہے اور ہم کسی بے بس آدمی کی طرح اس کا تماشہ دیکھ رہے ہیں غیرت زبانی تو سب کرتے ہیں لیکن غیرت عمل سے ہوتی ہے اور جس شخص میں غیرت نہیں اُسے پاکستان میں حکومت کا کوئی حق نہیں ہونا چاہیے آج کا یوم تکبیر ہمیں اس بات کا درس دیتا ہے کہ اگر انسان چاہیے تو ستاروں پہ کمند ڈال سکتا ہے دنیا کو تسخیر کر سکتا ہے بات صرف عمل کی ہے ایک سچے عمل کی جس میں

یہ نہ دیکھا جائے کہ اگر قوم کے لئے کوئی اچھا کام کر دیا تو فلاں میرا دشمن ہو جائے گا کیونکہ جب کوئی بھی شخص اپنی ذات سے بالاتر ہو کر کسی قوم کی حالت بدلنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالی کی مدد اور نصرت اس کا بھرپور ساتھ دیتی ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

: عظیم تر ہے وطن یہ میرا عظیم تر ہے یہ قوم ساری:

: یہ عظمتیں سب نصرتیں سب رفعتیں بھی ہیں سب ہماری

: عظیم لوگوں کی کاوشوں سے خدا نے قوت ہمیں بنایا

: عظیم دن تھا مئی اٹھائیس عظیم دن یہ ہمیں دکھایا

یوم تکبیر کو اس کی طاقت اور عظمت کے شایان شان منانا چاہیے جس کا یہ دن متمنی ہے اس دن ہمیں وہ طاقت اور قوت حاصل ہوئی جس کو دیکھ کر اور جس کے بارے میں سن کر ہمارے دشمنوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور جس کی وجہ سے ہمارے پیارے ملک پاکستان کے تحفظ کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔ لیکن افوس صد افسوس کہ ہم بحثیت قوم ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں جس کی وجہ سے دشمن کسی بھی وقت ہم پر غلبہ پا سکتا ہے اور اگر ہم آج ایٹمی پاور نہ ہوتے تو شاید یہ کام کب کا ہو چکا ہوتا

آیئے ایک قوم ہو کر سوچیں کہ ہم نے اپنے آپ کو کس طرح دشمن کی ان چالوں سے

محفوظ رکھنا ہے اور اس کی چالوں کا توڑ کس طرح کرنا ہے کیونکہ یہ وطن ہمارا ہے اور
اسکی حفاظت بھی ہم نے ہی کرنی ہے۔

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

پاکستان کے عوام کا الیکشن کے انعقاد کے بعد ایک بار پھر امتحان شروع ہو چکا ہے نئی حکومت بننے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں کچھ لوگ ادھر کچھ ادھر جا رہے ہیں ملک کی سب سے اکثریتی پارٹی پاکستان مسلم لیگ ن اپنی طاقت میں روز بروز اضافہ کر رہی ہے اس بات سے قطعہ نظر کے کس کا ماضی کیا تھا اور کس نے دور آمریت میں مسلم لیگ ن پر اور اس کے ورکروں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جس کی وجہ سے نظریاتی کارکنوں میں مایوسی کا سایا صاف دیکھا جا سکتا ہے اس بات کا ادارک مسلم لیگ ن کی قیادت کو بھی ہے مگر وہ اپنی جگہ مجبور ہے کیونکہ اپنے ساتھ ملانے کے لئے اور اپنی پارٹی کو مضبوط بنانے کے لئے ان کو ایسے لوگوں کو ساتھ ملانے کے سواء کوئی چارا نہیں مگر اس کے نتائج کو اگر سوچا جائے تو وہ مسلم لیگ ن کیلئے کچھ اچھے نظر نہیں آتے کیونکہ ایسا ہی پاکستان پیپلز پارٹی اور اس سے پہلے پاکستان مسلم لیگ ق نے بھی کیا تھا اور آج یہ دونوں جماعتیں اپنے زخم چاٹ رہی ہیں پاکستان کی تاریخ میں میں نواز شریف وہ واحد لیڈر بن رہے ہیں جن کو وزیر اعظم بننے کا تیری بار عزاز حاصل ہو رہا ہے اس سے پہلے کسی کو پاکستان کی سیاسی ہسٹری میں یہ مقام اور مرتبہ حاصل نہ ہو سکا ہے مگر ان کو اپنے ان ورکروں کو نہیں بھولنا چاہیے جنھوں نے ان کی جلا وطنی میں پارٹی کو نا صرف زندہ رکھا بلکہ ان کی جدو جہد کی وجہ سے پارٹی کو اس بار پھر کامیابی ملی پاکستان کی تاریخ

میں جب کوئی بھی پارٹی ایک بار کسی آمر کے قدموں تلے روند دی جائے تو اس کے لئے دوبارہ منظم ہونا اور دوبارہ سیاسی میدان میں اس طرح کامیاب ہونا یقیناایک بہت بڑا اعزاز ہے اب کی بار ان کے لئے یہ کامیابی بہت ہی مشکل راستہ ہے جس کو جاری رکھنے کے لئے ان کو بہت زیادہ تگو دو کرنی پڑے گی کیونکہ قوم جن بحرانوں میں گری ہوئی ہے ان سے نکلنے کے لیے سیاسی تدبر، بہترین حکمت عملی اور بہترین ٹیم کے ساتھ ساتھ ان بحرانوں سے نکلنے کا جزبہ بھی موجود ہونا چاہیے ان کے پاس یقینا بہترین ٹیم ہے جس میں اسحاق ڈار جو کہ خزانہ کے امور کے ماہر ہیں خواجہ سعد رفیق پرویز رشید احسن اقبال اچوہدری نثار علی خان شہباز شریف اور دیگر کئی نامور لوگ شامل ہیں جو ان کی کامیابی کے ثمرات کو عوام تک پہنچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنے کی طاقت رکھتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ان کے پہلے دو ادوار کے دوران ہونے والی غلطیوں نے ان میں سیاسی تدبر کو نقطہ عروج پر پہنچا دیا ہے شاید یہی وجہ ہے کہ انھوں نے حکومت سازی کے لئے سادہ اکثریت حاصل کرنے کے باوجود تمام سیاسی پارٹیوں کو ساتھ لے کر چلنے کے لئے اقدامات اٹھانے کے ساتھ ساتھ تمام جماعتوں کو یہ دعوت بھی دی ہے کہ آؤ سب ملکر پاکستان کو ان جاری بحرانوں سے نکالیں قوم کے ان پر بے پناہ اعتماد کی وجہ سے ان کے کندھوں پر ان بحرانوں سے زخمی قوم کی دلجوئی کرنے کی ذمہ داری اور بھی بڑھ گئی ہے اور جس طرح وہ اپنے سیاسی امور میں تمام جماعتوں کو ساتھ ملا کر چلنے کی بات کر رہے ہیں وہ اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ وہ قوم کو ان بحرانوں سے جنات دلانے کے بارے میں بہت فکر مند ہیں پاکستان کے معاشی چیلنجز کو دیکھتے ہوئے بہت سے لوگ پریشان نظر

آتے ہیں کہ کس طرح نئی آنے والی حکومت ان تمام امور سے نمٹ پائے گی جو کی سابقہ حکومت کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے اس حد تک بگڑ چکے ہیں کہ کوئی بھی سرکاری محکمہ اپنی کارکردگی دیکھانے کی بجائے مزید پستی کی طرف جا رہا ہے یہی حال حکومتی کارپوریشنوں کا ہے جن کے پاس فنڈز کی مقدار اتنی قلیل ہے کہ ان کے ورکروں کو کئی کئی ماہ سے تنخواہیں ہی نہیں ادا کی جا رہی ہیں ایسے میں خاص طور پر بجلی کے بحران سے نمٹنے کے لئے سرمایے کی ضرورت پڑے گی اور جو صورت حال خزانے کی بتائی جا رہی ہے اس سے تو یہی لگتا ہے کہ حکومت کو پھر سے آئی ایم ایف کا دروازہ کھٹکٹانا پڑے گا جس سے ظاہر ہے کہ آئی ایم ایف اپنی مرضی کا مارک اپ اور اپنی مرضی کی پالیسیوں کا اجراء بھی کروانے کی کوشش کرے گا اور جس طرح نئی آنے والی حکومت نے عوام سے وعدے کئے ہوئے ہیں کہ بجلی کا بحران، دہشت گردی اور ڈرون حملے ختم کروا دیں گے وہ سب کچھ مشکل نظر آنے لگتا ہے اب صورت حال یہ چل رہی ہے کہ عوام کی اکثریت نے ملک میں تبدیلی کے لئے ووٹ کاسٹ کیا تھا اور عوام کی توقعات نئی حکومت سے بہت ہی زیادہ ہو چکی ہیں کیونکہ عوام اب یہ سمجھ رہے ہیں کہ انھوں نے ووٹ کاسٹ کرکے اپنا فرض ادا کر دیا اب حکومت کو اپنا فرض ادا کرنا ہے لیکن جس طرح کی صورت حال ہے اس سے کسی بھی نئی حکومت کا نپٹنا بہت ہی دشوار ہے گردشی قرضوں کا مسئلہ الگ سے منتظر ہے ان تمام صورت حال کو دیکھتے ہوئے بظاہر ایسا لگ رہا ہے کہ حکومت کو اب دن رات کام کرنا پڑے گا تب جا کر صورت حال کچھ بہتری کی طرف گامزن نظر آئے گی دوسری اہم بات یہ بھی ہے پاکستان کی عوام تھوڑی سی بے صبری ہے وہ چاہ رہی ہے کہ جلد سے جلد ان بحرانوں سے

چھٹکارا پا لیا جائے لیکن اس کے لئے سرمایے کے ساتھ ساتھ وقت کی بھی ضروت ہے اور اسی بات کو میاں صاحب نے عوام کے سامنے واضح کرکے بہت اچھا کیا ہے کیونکہ کہ کسی بھی حکومت کے پاس جادو کی کوئی چھڑی نہیں کہ وہ آتے ہی حالات کو بلکل ٹھیک کر دے ہاں البتہ جس طرح کی ٹیم پاکستان مسلم لیگ ن کے پاس ہے اس سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ حالات بہت جلد بہتری کی طرف آ جائیں گے پاکستان عوام کی شاید اسی بے صبرے پن کو دیکھتے ہوئے علامہ نے فرمایا تھا کہ پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ۔

اسلام آباد ٹریفک پولیس بہتر سے بہترین کی طرف

اسلام آباد جسے ایشیاء کا خوبصورت ترین شہر ہونے کا درجہ حاصل ہے اپنی منفرد پلاننگ اور خوبصورت مناظر کی وجہ سے پاکستان کی پہچان بن چکا ہے اس شہر کو خوبصورت بنانے کے لئے کئی ادارے کام کر رہے ہیں اس کی خوبصورت کشادہ سڑکیں اور ان پر رواں دواں گاڑیاں اس کے منظم شہریوں کا پتا دیتی ہیں اور جس طرح یہ بات مشہور ہے کہ اگر کسی قوم کا ڈسپلن دیکھنا ہے تو اس کی سڑکوں پر موجود گاڑیوں کو دیکھ لیا جائے یہ بات اسلام آباد کی سڑکوں کو دیکھ کر محسوس کی جا سکتی ہے۔

اسلام آباد کی ٹریفک کو رواں رکھنے کے لئے اسلام آباد ٹریفک پولیس کا اپنا ایک کردار ہے اور اس کے شہریوں کو بہترین سفری سہولیات فراہم کرنے کے لئے اسلام آباد ٹریفک پولیس ہمہ تن گوش نظر آتی ہے اس کے سارجنٹ اپنی مستعدی اور فرض شناسی کی بدولت موٹر وئے پولیس کے ہم پلہ تصور کئے جاتے ہیں اور ان کا یہ امیج بنانے کے لئے اسلام آباد ٹریفک پولیس کے افسران کا بڑا کردار ہے جو تپتی دھوپ میں بھی فیلڈ میں اپنے جوانوں کی کارکردگی کو جانچنے کے لئے موجود ہوتے ہیں۔

اسلام آباد ٹریفک پولیس کے دفتر میں اگر ڈرائیونگ لائیسنس کے لئے جایا جائے تو وہاں پر دی جانے والی سہولیات ناکافی ہیں اور جس طرح لائینوں میں انتظار کروایا جاتا ہے وہ امیج یقینی طور پر اسلام آباد ٹریفک پولیس کے لئے اچھا نہیں ہے نئے ڈرائیونگ لائیسنس بنانے والوں کے لئے تو اچھا ہے کہ ڈرائیونگ لائیسنس کے لئے ان کی جانچ اچھی طرح کی جائے مگر وہ لوگ جن کے ڈرائیونگ لائیسنس کو دس دس سال کا عرصہ گزر چکا ہے ان کو بھی اسی پراسس سے گزارنا کسی بھی طور پر انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا کیونکہ اگر اسلام آباد ٹریفک پولیس کا شعبہ ڈرائیونگ لائیسنس آن لائن ہے اور تمام کام ایک لنک کے ذریعے سے ایک دوسرے سے منسلک ہیں تو اس میں دیر کس بات کی بس ایک کلک پر تمام معلومات متعلقہ آفیسر کے سامنے آ جانی چاہیے مگر شاید پاکستان کے عوام کی قسمت میں ہی لکھا گیا ہے کہ وہ لائینوں میں لگ جائیں اس کے بغیر ان کا کوئی کام ہو ہی نہیں سکتا ایک بات جو مجھ سمیت وہاں موجود تمام ان لوگوں کو جو اپنے ڈرائیونگ لائیسنس کارڈ کو ریونیو کروانے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے وہ تھی نادرا کی ویریفیکیشن فیس ہم تو اس بات پر حیران ہی ہوگے کہ ہمارا جو ڈیٹا وہاں پر موجود ہے خدانخوستہ وہ کہیں مشکوک تو نہیں ہو گیا؟ اس بات پر بہت سے لوگ شش و پنج میں پڑے ہوئے تھے لیکن جب پتا کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہ فیس ہے جو اسلام آباد ٹریفک پولیس کے توسط سے نادرا کو مل رہی

ہے جس کا کوئی خاص فائدہ عام آدمی کو نہیں ماسوائے اس کے کہ اس کی جیب سے پچیس تیس روپے اڑا لئے جائیں اور ایک ایسے محکمے کو دے دیے جائیں جس کے پاس اپنے فنڈز کی کوئی کمی نہیں ہے

وہاں پر موجود لوگ عجیب عجیب تبصرے کرتے نظر آئے اور ان عجیب غریب تبصروں میں اسلام آباد ٹریفک پولیس کا ہی ذکر تھا لیکن وہ امیج جو کئی سالوں کے بعد یہاں کی ٹریفک پولیس کو ملا تھا اس کے لئے کوئی حوصلہ افزاء نہیں تھا اور ان لوگوں سے بھی پیسے وصول کرنا جو پہلے ہی سے اسلام آباد ٹریفک پولیس ڈرائیونگ لائیسنس رکھتے ہیں اس کے بعد کے مراحل بہت آسان تھے مگر جب مجھ سمیت تمام لوگوں نے مفت میں نادرا کو پیسے دیے تو وہ خوبصورت امیج جو اسلام آباد ٹریفک پولیس کا ہمارے ذہنوں میں بنا ہوا تھا وہ دھندلا سا ہونے لگا -

اب میڈیا کی آزادی کی وجہ سے ہر شخص اپنے حق کے لئے جدو جہد کرتا نظر آتا ہے ہر کوئی اپنے حقوق کے لئے کوشش کرتا ہے اور کسی بھی طور پر ایسی کوئی بھی رقم جس کے بدلے اسے کوئی سروس نہ مل رہی ہو دینے پر کبھی بھی تیار نظر نہیں آتا ایسے میں خاص طور پر وہ محکمے جن کا تعلق براہ راست عوام سے ہوتا ہے ان کا اپنی سروسسز کو اسان بنانے اور ان کو سہولیات کی مسلسل فراہمی کے لئے اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے ان اداروں کو چاہیے کہ ایسے مذید اقدامات اٹھائے جائیں جس سے ان کا وہ امیج جو اہل پاکستان کی نظر میں موجود ہے وہ

ناصرف برقرار رہ سکے بلکہ اس میں اور زیادہ خوبصورتی پیدا ہو اور دوسرے محکموں کو بھی چاہیے کہ اگر وہ عوام کی سہولت کے لئے کوئی فیس لیتے ہیں تو اس کے مساوی وہ سہولیات بھی مہیا کریں جن کی وہ فیس لے رہے ہوتے ہیں -

مجھ سمیت وہاں پر موجود لوگوں کو یقین تھا کہ اگر ان کیسا تھ کی جانے والی اس زیادتی کو اعلیٰ حکام تک پہنچایا جائے تو ہو سکتا ہے کہ اسلام آباد ٹریفک پولیس کے افسران اس بابت کوئی ایکشن لیں اور ایک ایسی فیس کا خاتمہ ممکن ہو سکے جس کا بظاہر عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہے اور جس سے عوام کی جیبوں پر بلا وجہ بوجھ پڑتا ہے اور آن لائن سسٹم کو اس طرح ترقی دی جائے کہ ون ونڈو آپریشن کی طرز پر ہر کام جلدی جلدی ممکن ہو سکے اور اسلام آباد ٹریفک پولیس کے دفاتر میں جس طرح لوگوں کو دوسری سہولیات دی جاتی ہیں ویسے ہی ان کے لئے آن لائن سہولیات دینے کے لئے اقدامات اٹھائے جائیں ہمیں امید ہے کہ اسلام آباد ٹریفک پولیس کے افسران اس بارے میں ضرور سوچیں گے اور اس ادارے کو بہتر سے بہترین اداروں کی فہرست میں شامل کرانے کے لئے اپنی تما توانائیاں صرف کریں گے -

ایک نئی صبح ایک نئی امید

گزشتہ 65 سالوں سے ارضِ پاک کی عوام سے آئے روز نئے وعدے کئے گے لیکن یہ معصوم عوام باوجود اس کے کہ کوئی ایک بھی وعدہ وفا نہیں ہوا پھر بھی ہر روز ایک نئی اُمید باندھ کر گزشتہ وفانہ ہونے والے وعدوں کے بارے پر امید رہتے ہیں ہر نئی آنے والی حکومت نے عوام کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا اور انہیں جانے والوں کے عیب بتائے اور یہ بتایا کہ کس طرح اُنھوں نے دونوں ہاتھوں سے بے دردی سے لوٹا اور ملک کو کنگال کرکے رکھ دیا تو پھر ان پیارے بھولے بھالے معصوم ہم وطنوں نے نئے آنے والے کو ویلکم کہا لیکن پھر انھوں نے کیا، کیا یہ بھی تاریخ کا حصہ ہے اور عوام نے دیکھا کہ جانے والے سے بڑھ کر اس نئے آنے والے نے کھایا لیکن پھر بھی دکھوں کی ماری عوام نے اف تک نہ کی حالت یہ ہے کہ 65 سالوں سے جو بے گھر تھا آج بھی وہ بے گھر ہی ہے اور اُس کی سانسیں بے گھر ہی ہیں اور جو 65 سالوں سے تنگ دست تھا آج بھی اُسکی باقیات تنگدستی کی ہی زندگی گزار رہی ہیں سب کچھ بدل چکا لیکن اسکی تنگدستی وہیں کی وہیں رہی جو پہلے غریب تھا اب تو وہ غریب تر ہو چکا ہے مکان یا گھر تو درکنار اب تو اس کے لیے سفید پوشی کا بھرم قائم رکھنا بھی نا صرف مشکل بلکہ ناممکن ہو چکا ہے اگرچہ یہ غریب اندر سے دیمک زدہ اور کھوکھلا ہو چکا ہے لیکن پھر بھی نئی صبح کے آغاز

کا منتظر ہے آج معیشت تباہ ہو چکی ہے گیس نہ ہونیکی وجہ سے گاڑیوں کی لمبی لمبی قطاریں لگی نظر آتی ہیں گھریلو گیس اس قدر مہنگی کر دی گئی ہے کہ آٹھ نو سو میں فل ہونے والا سلنڈر دو ہزار روپے تک پہنچ چکا ہے اور سفید پوش ایک کلو آٹا خرید کر کئی کئی دنوں سے بھوکے بچوں کو ایک ٹائم کی روٹی سے کچھ نوالے پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لیے دیتے ہیں ایسی ایسی داستانیں سامنے آتی ہیں کہ سن کے کلیجہ منہ کو آتا ہے . آج ملازم ہیں تو وہ پریشان تنخواہیں کم اور اخراجات زیادہ ایک آدمی دو، دو نوکریاں کرکے بھی مشکل سے گزارا کر رہا ہے ، دکاندار ہے تو پریشان بازاروں میں گاہک ہیں کہ غائب ہی ہوگے ہیں اور اشیاء کی قیمتیں اتنی بڑھ گئی ہیں کہ وہ خود کیا خریدے اور کیا بیچے مزدور ہے تو وہ پریشان کہ دیہاڑی کتنی ہے اس سے خود کیا کھائے اور اپنے بچوں کو کیا دے ، طالب علم ہے تو وہ پریشان بجلی کی لوڈشیڈنگ سے امتحانات کی تیاری صفر اور اگر ڈگری لے بھی لی تو باقی بے روزگاروں کے ساتھ سرکاری دفتروں کے چکر کاٹتے کاٹتے عمر کٹ جانی ہے کیونکہ اقرباء پروری اور سفارش کا کلچر اتنا عام ہو چکا ہے کہ میرٹ پر آنے والوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا گھریلو خواتین ہیں تو وہ پریشان ، بوڑھے ، بچے ، جوان مرد وزن سب پریشان اور ایک ٹینشن زدہ ماحول بن چکا ہے بازار جائیں تو چیزیں موجود ہیں لیکن قوت خرید نہ ہے . مہنگائی پر لکھنا شروع کر دوں تو شاید اس جیسی ہزاروں تحریریں لکھ دوں تب بھی ان کا ذکر مکمل نہ ہوسکے اب کی بار الیکشن ہوئے ایک جماعت

کو واضح اکثریت حاصل ہوئی جس سے عوام کو بہت سی توقعات ہیں اور دوسری جماعتوں کو عوام کے انتقام بزریعہ ووٹ کے ذریعے سے حکومت سے آوٹ کر دیا گیا ہے یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ گزشتہ 65 سالوں سے الیکشن بھی ہو رہے ہیں تقریریں بھی ہو رہی ہیں ہر لیڈر ایک نئی " چال ڈھال" کے ساتھ میدان عمل میں آتا ہے اور اپنے کیے گئے وعدے بھول کر عوام کی بجائی گئی تالیوں اور کی گئی " دعائے خیروں" کا مذاق اُڑاتا ہے ہر پانچ سال کے بعد چہرے بدل جاتے ہیں لیکن ان غریبوں کی حالت وہیں کی وہیں رہتی ہیں ایسا کیوں ہے؟ اس کی بڑی وجہ نظام کا نہ بدلنا ہے کیونکہ چہرے بدلتے رہیں گے تو نظام نہیں بدل سکے گا نظام بدلنے کے لئے سب سے پہلے آپنے آپ کو بدلنا ہو گا میرا ایمان ہے کہ جس دن ہم بدل گے ہم نے اپنے مفاد نہیں ملکی مفادات کے لئے کام کرنا شروع کر دیا اس دن ہمارے حکمران بھی ملکی مفاد اور عوام کے لئے کام کرنا شروع کر دیں گے پھر ہر تحریک، تحریک انصاف ہو گی ہر لیگ مسلم لیگ ہو گی ہر پارٹی پیپلز پارٹی ہو گی ہر جماعت جماعت اسلامی ہو گی اگر انقلاب چاہتے ہیں تو پہلے خود کو بدلنا ہو گا اور اگر خود احتسابی ہمارا منشور ہو جائے تو تب پاکستان میں حقیقی تبدیلی آ سکتی ہے دوسری صورت میں پینسٹھ سالوں سے جاری مشق پھر سے جاری رہے گی کیونکہ ہر بار کسی نہ کسی سابقہ سیاسی شخصیت کا چاچا، ماما، بھائی بتھیجا ہی اسمبلی کا رکن بنتا ہے کیونکہ غریب کو تو اپنے بحرانوں سے نمٹنے کی فرصت کہاں. آج تک تو کوئی ملک کو خود مختار نہ بنا سکا

ہے اور نہ ہی اپنے عوام اور علاقے کی حالت بدل سکا ہے عوام تو پھر بھی بہت ظلم سہہ کر بھی کہتے ہیں کہ شاید یہی نصیب میں تھا لیکن آخر کب تک ؟ایک نہ ایک دن یہ ضرور ہو گا کہ اندھیرا چھٹ جائے گا اور ایک روشن صبح طلوع ہو گی اور ان مظلوموں کو بھی نجات ملے گی آفرین ہے پیارے پاکستان کی عوام پر کہ جب بھی آزمائش کا وقت آیا تو انھوں نے ہر ایک کو سینے سے لگایا اکتوبر 2005ء کا زلزلہ اور اگست 2010ء کا سیلاب اس جذبے کی زندہ و جاوید مثالیں ہیں .

ملکی ترقی، بحرانوں سے نجات اور سہولتوں کے فراہم کرنے کا وعدہ کرکے مکر جانے والے اب یاد رکھیں کہ عوام باشعور ہو چکے ہیں سیاسی پختگی ان میں آ گئی ہے اب ووٹ وہی لے گا جو کچھ ڈیلور کرے گا ورنہ دوسری صورت میں حال سابقہ حکومت والا ہو گا اگر یہ فلٹریشن (الیکشن کا تسلسل) یوں ہی کام کرتی رہا تو بہت جلد پاکستان میں حقیقی جمہوریت کا راج ہو گا کیونکہ یہ وہ چھلنی ہے جس سے چھن کر بلا آخر ایک ایسی قیادت سامنے آئے گی جو پاکستان کو علامہ اقبال اور قائد اعظم کا پاکستان بنائے گی اور امید ہے کہ وہ نئی صبح ضرور آئے گی-

خوشامدی لوگوں سے نجات بحرانوں سے نجات

پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف چودہ سال بعد تیسری بار پاکستان کے وزیر اعظم بن گئے اس عرصے میں انھوں نے قید تنہائی کاٹی، جلاوطنی میں رہے، ایک بار ملک واپس آنے کی کوشش میں چکلالہ ایئرپورٹ سے واپس بھیجے گئے پھر دو انتخابی مہمات چلائیں اور اس میں قوم کے ساتھ اپنا اعتماد بحال کیا اور ایسے وعدے کیے کہ پنجاب اور دوسرے صوبوں میں ان کے اتحادیوں نے اپنی تقدیر پھر ان کے ہاتھوں میں دے دی ان چودہ سالوں میں ملک میں کیا بدلا اس کے لیے حکمرانوں کے پاس اعداد وشمار موجود ہیں تاہم کچھ ایسی چھوٹی چھوٹی چیزیں بدلی ہیں جو انتخابی نعروں میں نہیں سما سکتی انتخابی مہمات میں آپ نے پاکستانی قوم کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا اور محسوس کیا کہ پاکستانی قوم کو جو چیز سب سے زیادہ عزیز ہے وہ بجلی ہے لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اگر میاں صاحب کی حکومت بن گئی تو پاکستان سے لوڈشیڈنگ کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ اس سے پہلے جس طرح سابق حکومت نے دسمبر، دسمبر پھر دسمبر میں بجلی کی لوڈشیڈنگ کا خاتمہ کرنے کا وعدہ کیا اور بجلی کی لوڈشیڈنگ تو ختم نہ ہوئی البتہ وہ بیچارے خود ختم ہو گئے اور آج کل سنا ہے کہ وہ بجلی کی تلاش میں ہیں تاکہ اگلی بار جب وہ حکومت میں آئیں تو کم از

کم اس بلا سے تو ان کی جان چھوٹے اب جبکہ حکومت سیٹ ہو چکی تمام وزراء نے اپنے اپنے اداروں کا چارج لے لیا ہے تو حکومتی پارٹی بننے کے بعد میاں صاحب کے وزراء نے بھی وہی باتیں کہنا شروع کر دی ہیں جو کوئی بھی وزیر یا مشیر بننے کے بعد کہنا شروع کر دیتا ہے عجیب ہے نہ کہ جب کوئی بھی پارٹی اپوزیشن میں ہو تو اس کو حکومت کے تمام کام آسان لگتے ہیں لیکن جب حکومت میں خود آتی ہے تو خزانہ خالی ہے ،بحران ورثے میں ملے ہیں، کوشش کریں گے ،اور بحران مہینوں میں نہیں سالوں میں ختم ہوتے ہیں کہ جیسے جملے بولنا شروع کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے عوام میں بھی اب وہ بے چینی نظر آنے لگتی ہے جو کسی بھی دھوپ میں کھڑے اور مسائل میں گرئے ہوئے شخص کے چہرے پر دیکھی جا سکتی ہے اگر ایک بار ایک عام آدمی اعلیٰ ایوانوں سے ہو آئے تو اس کو عام آدمی نظر ہی نہیں آتے تو وہ جو ہمارے حکمران ہوتے ہیں ان کو عام آدمی اور اس کی مشکلات کہاں سے نظر آئیں کیونکہ انھوں نے براہ راست کچھ بھی نہیں دیکھنا ہوتا ان کو جو بھی بتایا یا دیکھایا جاتا ہے وہ سب بتانے اور دیکھانے والے کسی نہ کسی مصلحت کی وجہ سے اصل بات چھپا جاتے ہیں اس لئے انھیں تو سب اچھا کی ہی رپورٹ ملتی ہے اس لئے وہ ازالہ کہاں سے کریں اور کیونکر کریں انھیں کچھ پتا ہو گا تو کریں گے۔

حکومت بنی تو خوشامدی لوگ بھی اپنا اپنا حصہ لینے کو پڑے ایسا تو صدیوں سے

ہوتا آیا ہے کل تک جو کسی اور کے گیت گایا کرتا تھا آج میاں صاحب کے گیت گانے لگا اور ایسے لوگ ہر جگہ ملتے ہیں ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو سابق لوگوں کو مشورے دیا کرتے تھے کہ ان کے ساتھ ایسا ہونا چاہیے ایسا ہونا چاہیے تب کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو ثابت قدم رہے اور ڈٹ کر ان مشکلات اور حالات کا نا صرف مقابلہ کیا بلکہ اپنے سچے جذبے کی مدد سے ان کو بھاگنے پر مجبور کر دیا مگر افسوس کہ آج وہ لوگ ان خوشامدیوں سے بہت پیچھے بلکہ گم ہو چکے ہیں اس کی کیا وجہ ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ خوددار تھے اور اپنی خودداری کا سودا وہ کر نہیں سکتے کیونکہ اگر وہ اپنی خودداری کا سودا اگر کرنا چاہتے تو آمریتوں کے دور میں لگائی جانے والی بولیاں آج کے دور سے کہیں زیادہ نفع بخش اور پر آسائش تھیں لیکن ثابت قدم رہنا بھی تو ایک اعزاز ہے جو نئے آنے والے حکمرانوں کو سمجھنا چاہیے۔

حکومت بنی خوشامد شروع ہوئی عوام کے ٹیکسوں کے پیسوں سے اخبارات میں خوشامدی اشتہارات شائع کروائے گئے صرف اس لئے کہ نوکری پکی رہے مگر بھلا ہو سوشل میڈیا کا جو حقیقی معانوں میں آزاد ہے فورا سے پہلے حرکت ہوئی اور بات بہت اوپر تک چلی گئی جس پر انکوائری کے آرڈر ہوئے اب دیکھنا یہ ہے کہ عوامی پیسے سے دیے گئے اشتہارات کی وصولی ان لوگوں سے ہوتی بھی ہے کہ یہ بھی پہلے والے قصوں کی طرح ماضی کا حصہ بن جائے گا کیونکہ اس ملک میں اکثر ہوتا ایا

ہے کہ عوام کے جیبوں پر ڈاکا ڈالا گیا اور کسی نے پوچھا تک نہیں اگر اب کی بار ان لوگوں کے خلاف ایکشن ہوا تو ایک بہت اچھی مثال قائم ہو جائے گی ۔

میاں صاحب آپ کو اقتدار مبارک ہو مگر ایک بات آپ کو بھی یاد رکھنی ہے کہ عوام آپ سے بہت ہی زیادہ توقعات لگائے بیٹھے ہیں اب کی بار بھی اگر ان کے مسائل حل نہ ہوئے تو ان کا وہ بھروسہ جو انھوں نے آپ پر تیسری بار کیا ہے وہ ٹوٹ سکتا ہے اس کو ٹوٹنے سے بچانے کے لئے آپ کو جنگی بنیادوں پر کام کرنا ہوگا اور اس دوران اپنے آپ کو ان خوشامدی لوگوں سے بھی بچانا ہوگا جو ان تمام بحرانوں اور مسائل کی اصل جڑ ہیں اور لوگوں کے مسائل پر خود نظر رکھنی ہوگی بلکل ویسی نظر جیسے آپ کے بھائی نے سابق پنجاب حکومت پر رکھی تھی یہ راستہ مشکل ضرور ہے مگر ناممکن ہر گز نہیں اور جس طرح عوام نے تیرہ سال بعد آپ پر ایک بار پھر اعتبار کرتے ہوئے آپ کو منتخب کیا ہے بلکل اسی طرح ان مسائل کے ستائے ہوئے عوام کی داد رسی بھی آپ نے کرنی ہے اس کے لئے عوام پہلے بھی قربانی دیتے آئے ہیں اور آئیندہ بھی ملکی مفاد میں ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں ۔

اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنی عوامی پالیسیوں کو جاری رکھیں اور خوشامدی لوگوں کے بجائے مخلص لوگوں کو اپنی ٹیم کا حصہ بنائیں تاکہ قوم کو

ان بحرانوں سے نجات دلائی جا سکے۔

چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لئے ناکافی اقدامات

چائلڈ لیبر ہر سال بارہ جون کو پوری دنیا کے ساتھ ساتھ پاکستان میں بھی منایا جاتا ہے جس کا بڑا مقصد چائلڈ لیبر کے حوالے سے پوری دنیا میں پیغام پہنچانا اور چائلڈ لیبر کا خاتمہ اور اس کے مضمرات اور اس کے خاتمے کے لئے کوششیں کرنا ہے پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں چائلڈ لیبر ایک انتہائی اہم مسئلہ بن چکا ہے پاکستان میں آٹھ سے دس ملین بچے چائلڈ لیبر کا شکار ہیں اس کی بڑی وجہ ان کے والدین ہیں جو اپنے اپنے گھروں کا بوجھ ان ننے منے قوم کے نونہالوں کے سر ڈال دیتے ہیں ان میں سے تو بعض بہت ہی غریب ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنی گزر بسر کے لئے اپنے نونہالوں کو کام پر لگانے کو ترجیح دیتے ہیں جبکہ کچھ بچوں کے والدین نشے کے عادی ہوتے ہیں اور کام کی طاقت رکھنے کے باوجود کام نہیں کرتے بلکہ اپنے بچوں کو جبری طور پر کام پر لگا دیتے ہیں۔

چائلڈ لیبر کے حوالے سے حکومتی سطح پر یہ دن تو منا لیا جاتا ہے مگر اس دن کے حوالے سے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے یہ دن منانے کا مقصد صرف تقریبات کے منعقد کرانے اور تھوڑا بہت اخبارات یا میڈیا کی رپورٹس

چلانے تک محدود ہو جاتا ہے جس سے کوئی خاطر خواہ نتائج سامنے نہیں آتے حکومتی محکمے بھی اس حوالے سے کو خاص سرگرمی نہیں دیکھاتے جس کی وجہ سے چائلڈ لیبر ڈے منانے کا وہ مقصد پورا نہیں ہوتا جس کے لئے یہ دن منایا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں چائلڈ لیبر کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے حکومتوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس کے خاتمے کے لئے اقدامات اٹھائیں اور جہاں تک ممکن ہو سکے اس کے سد باب اور اس کے مضمرات کو عوام تک پہنچائے گھروں میں چائلڈ لیبر پر مکمل پابندی ہونی چاہئے حکومت کا فرض ہے کہ وہ ان بچوں کی کفالت کا ذمہ اپنے سر لے اور ان کے حالات کی بہتری کے لئے ہر ممکن اقدامات اٹھائے چائلڈ لیبر کی اصل وجوہات غربت ہے چونکہ ایسے تمام بچے جو کہ چائلڈ لیبر کا شکار ہوتے ہیں ان کے خاندان انتہائی کسمپرسی میں زندگی گزار رہے ہوتے ہیں اس لئے وہ اپنے گھر کے اخراجات کو اور اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے اپنے بچوں کو کام کاج پر لگا دیتے ہیں یہ سوچے بنا ہی کہ ان کے مستقبل کا کیا بنے گا ان کو تعلیم سے محروم کر کے ساری زندگی کے لئے ان مشکل حالات میں چھوڑ دیتے ہیں۔

اعداد و شمار کے مطابق پاکستان سمیت دنیا بھر میں ایسے بچوں کی تعداد میں خطرناک حد تک اضافہ دیکھنے میں آیا ہے جو گھروں فیکٹریوں یا ورکشاپوں میں کام کرتے ہیں اور جن کی عمریں دس سے پندرہ سال کے درمیان ہیں پاکستان میں

گھروں میں کام کرنے کے لئے بچوں کو انتہائی موزوں خیال کیا جاتا ہے چونکہ یہ بچے انتہائی چست ہوتے ہیں اور چوبیس گھنٹے گھر میں دستیاب ہوتے ہیں اس لئے مالکان بھی ان پر اپنا پورا حق جتاتے ہیں اور بعض اوقات ان پر ظلم بھی کرتے ہیں س حوالے سے پوری دنیا میں قانون موجود ہیں مگر شاید پاکستان ترقی پذیر ممالک میں سے واحد ملک ہے جہاں اس سلسلے میں کوئی حکومتی پالیسی یا قانون سازی نہیں کی جا سکی ہر سال چائلڈ لیبر کے دن کے حوالے سے منعقد ہونے والی تقریبات میں یہ اعلانات تو کیے جاتے ہیں کہ اس بار اس بارے میں قانون سازی ضرور کی جائے گی مگر یہ سب اگلے ہی دن ردی کی ٹوکری کی نظر کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے آج پینسٹھ سال ہو چکے ہیں اس حوالے سے کوئی بھی خاطر خواہ قانون سازی نہیں کی جا سکی۔ اس حوالے سے میڈیا کا کردار انتہائی اہم ہے کیونکہ چائلڈ لیبر کی جو خلاف ورزیاں اگر رپورٹ بھی ہوئی ہیں تو وہ میڈیا نے ہی کی ہیں جس کے بعد اس بات کی اشد ضرورت محسوس کی گئی ہیں کہ اگر حکومتی سرپرستی حاصل ہو تو میڈیا اس انتہائی اہم مسئلے کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے سد باب کے لئے اہم کردار ادا کر سکتا ہے پاکستان میں چائلڈ لیبر کی بہت سی مثالیں نظر آتی ہیں گھروں میں ہوٹلوں میں اور دکانوں اور ورکشاپوں میں چھوٹے چھوٹے بچے کام کرتے نظر آتے ہیں ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہر پانچواں بچا چائلڈ لیبر کا شکار ہے ان جگہوں پر کام کرتے ہوئے ان چائلڈ لیبروں کو بہت سی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑتا

ہے جہاں ان پر تشدد کے ساتھ ساتھ ان کو جنسی طور پر اور جسمانی طور پر ہراساں بھی کیا جاتا ہے مگر حکومتی سطح پر کوئی خاص اقدامات نہ ہونے اور قانون نہ ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کے خلاف کوئی کاروائی نہیں ہوتی جو ان بچوں پر ظلم کرتے ہیں اور اگر کبھی کبھار ان کے خلاف کوئی کاروائی ہو بھی جائے تو قانونی پیچیدگیوں کی وجہ سے وہ لوگ آرام سے بچ نکلتے ہیں پاکستان میں چائلڈ لیبر کے حوالے سے کئی ایک تنظیمیں اپنے اپنے طور پر کام کر رہی ہیں جو ان چائلڈ لیبروں کی رجسٹریشن کے ساتھ ساتھ ان کو مناسب ماحول کی فراہمی اور ان کے روز مرہ کے معمولات پر بھی نظر رکھے ہوئے ہیں ان تنظیموں کی وجہ سے اس مسئلے کو کافی حد تک باقی دنیا کے سامنے لایا جا سکا ہے اس کے لئے مزید اقدامات کی ضرورت ہے اور حکومت کو بھی چاہیے کہ چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لئے کام کرنے والی ان رفاعی تنظیموں کو مناسب فنڈز دیے جائیں تاکہ اس مسئلے کو قابو کیا جاسکے اس لئے ضروت اس امر کی ہے کہ حکومت چائلڈ لیبر کا دن منانے کے ساتھ ساتھ اس بارے میں سنجیدگی سے سوچے اور ایسے اقدامات اٹھائے جائیں جس سے چائلڈ لیبر کا سد باب ہو سکے اگر ایسا نہ ہو سکا تو ہمارے ملک کے یہ نونہال یوں ہی غلام بنتے رہیں گے اور پاکستان کا مستقبل خراب ہوتا رہے گا -

قائد ہم شرمندہ ہیں

کوئٹہ میں ہونے والی دہشت گردی کی وارداتوں میں جانی مالی نقصان ہوا ہے اس میں سب سے زیادہ جس چیز نے دل دکھایا ہے وہ ہے قائد اعظم کی رہائش گاہ زیارت ریزیڈنسی کو دہشت گردی کا نشانہ بنانا اس واقعے نے بہت سے سولات کو جنم دیا ہے یہ صرف دہشت گردی نہیں بلکہ پاکستان کی سالمیت پر حملہ ہے جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے اس میں قصور ہمارا اپنا بھی ہے کہ ہم اپنے محبوب قائد کی ریزیڈنسی کا دفاع نہ کرسکے اور کیونکر اتنے اہم قومی ورثے کو لاوارث چھوڑا جب سے یہ واقعہ ہوا ہے باقی تمام موضوعات تو جیسے اختیاری سے ہو گئے ہیں سو اس لئے اس موضوع پر قلم اٹھانا مجھے لازمی سا لگا۔ زیارت کا تعارف تو آپ سے چھپا ہوا نہیں ہے زیارت ایک پُرفضا سیاحتی مقام ہے اور پاکستان کے بانی اور پہلے گورنر جنرل محمد علی جناح اپنی وفات سے قبل یہاں زیارت ریزیڈنسی میں مقیم تھے یہ خوبصورت رہائش گاہ سنہ 1892ء کے اوائل میں لکڑی سے تعمیر کی گئی تھی اُس دور میں برطانوی حکومت کے افسران وادیِ زیارت کے دورے کے دوران اسے اپنی رہائش کے لیے استعمال کیا کرتے تھے قیام پاکستان کے بعد سنہ 1948ء میں بانیِ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح ناساز طبیعت کے باعث یہاں آئے تھے اور انھوں نے اپنی زندگی کے آخری دو ماہ اس رہائش گاہ میں قیام کیا ان کے انتقال

کے بعد اس رہائش گاہ کو 'قائد اعظم ریزیڈنسی' کے نام سے قومی ورثہ قرار دیتے ہوئے عجائب گھر میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ واضح رہے کہ اس علاقے میں جرائم کی تعداد کم ہونے کے باعث یہاں سکیورٹی عملہ بھی معمول سے کم ہوتا ہے زیارت بنیادی طور پر پشتونوں کا علاقہ ہے جہاں پر زیادہ تر پشتون قبیلہ کاکڑ آباد ہے یہاں پر اکثر لوگ زراعت اور سیاحت کے پیشے سے وابستہ ہیں زیارت کا شمار بلوچستان کے سرسبز ترین علاقوں میں ہوتا ہے جہاں صنوبر کے جنگلات ہیں دوسرے پھلوں کے ساتھ زیارت کی چیری بھی پورے ملک میں مشہور ہے زیارت میں جمعیت العلما اسلام (ف) کا زیادہ اثر رسوخ ہے اور اکثر نمائندے اُن ہی کے منتخب ہو کر پارلیمان میں آتے ہیں زیارت بلوچستان کا پرفضا سیاحتی مقام ہے زیارت کی وادی بلوچستان کے سیاحتی مقامات میں سے ایک صحت بخش اور پُرفضا مقام ہے ہر سال گرمیوں کا آغاز ہوتے ہی ملک بھر سے سیاحوں کی بہت بڑی تعداد یہاں کا رُخ کرتی ہے پاکستان محمد علی جناح کی رہائش گاہ زیارت ریزیڈنسی' صوبہ بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ کے شمال مشرق میں ڈیڑھ گھنٹے' کی مسافت پر صحت افزا مقام زیارت میں واقع ہے۔

بانی محمد علی جناح کی رہائش گاہ زیارت ریزیڈنسی کے اطراف زوردار دھماکے ہوئے ہیں جن سے لکڑی سے بنی اس عمارت کی دیواروں کے سوا تمام سامان جل کر تباہ ہوگیا زیارت ٹاؤن میں مسلح حملہ آور قائداعظم ریزیڈنسی میں داخل ہوئے

اور یہاں بم دھماکے کیے بم پھٹنے سے زیارت ریزیڈنسی میں آگ بھڑک اٹھی جس کے نتیجے میں نہ صرف عمارت تباہ ہو گئی بلکہ بانی پاکستان کے زیرِ استعمال جن اشیا کو قومی ورثے کے طور پر محفوظ کیا گیا تھا وہ بھی جل کر خاکستر ہو گئیں آتش زدگی سے عمارت کا اکثر حصہ جل کر راکھ ہو گیا کیونکہ امدادی اداروں کے امدادی کارکن کئی گھنٹوں کے بعد جائے وقعہ پر پہنچے زیارت ریزیڈنسی کے قریب گورنر ہاؤس اور وزیرِ اعلیٰ ہاؤس واقع ہیں جبکہ اس کے گردونواح میں سرکار کی دفتری اور رہائشی عمارتیں ہیں ریزیڈنسی کی مرکزی عمارت کے قریب واقع لائبریری اور عجائب گھر محفوظ رہے جس میں قائدِ اعظم کے ذاتی استعمال کی اشیا رکھی گئی تھی وزیرِ داخلہ نے کہا کہ اس واقعے کی تفتیش کا حکم دے دیا گیا ہے ان کا کہنا ہے کہ تین سے چار ماہ کے عرصے کے دوران اس کی دوبارہ مکمل بحالی کا کام مکمل کیا جائے گا صدر پاکستان، وزیرِ اعظم پاکستان اور وزیرِ اعلیٰ بلوچستان ڈاکٹر عبدالمالک اور دوسرے قومی اور سیاسی رہنماؤں نے اس حملے کے مذمت کی ہے۔

آج ہم سے قائد کی روح یہ پوچھنے میں حق بجانب ہے کہ ہم نے ان کے دیے ہوئے ملک کی حفاظت کیا کرنی ہے جب ہم ان کی زیارت ریزیڈنسی کی حفاظت نہ کر سکے دعوئے اپنی جگہ لیکن عملی کام بھی تو نظر آنے چاہیں جب علامہ اقبال کی رہائش گاہ پر پچھلے کچھ عرصے میں توڑ پھوڑ کی گئی تھی اس کے بعد ہمارے

متعلقہ ادارے کہاں تھے؟ انھوں نے ان تمام قومی ورثے کی جگہوں کی مناسب سیکیورٹی کیوں نہ مہیا کی؟ اور ان کے لئے کوئی خاص اقدامات کیوں نہ اٹھائے؟ آج جب یہ واقعات ہو چکے تو ہم نے لکیر کو پیٹنا شروع کر دیا ہے ہر ایک دوسرے پر ذمہ داری ڈالنے کی کوشش میں مصروف ہے کوئی بھی اس واقعے کی ذمہ داری اپنے سر لینے کو تیار ہی نہیں ہے۔

پاکستان میں ہمیشہ سے یہ المیہ رہا ہے کہ جب بھی کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اب اس کے بارے میں کوئی پالیسی بنائی جائے گی کیا یہ پالیسی پہلے بنائی جانی زیادہ مناسب نہیں تھی؟ تاکہ اتنے بڑے قومی ورثے کو ضائع ہونے سے بچایا جا سکتا لیکن شائد ہم وہ قوم بن چکے ہیں جو نقصان کروانے کے بعد سوچتے ہیں کہ اس پر کوئی اقدامات اٹھانے چاہیے مگر کیا ہی اچھا ہو جب ہم ایسے واقعات کو رونماء ہونے سے پہلے ہی روک سکیں اس واقعے کے بعد قائد اعظم کی روح ہم سے پوچھنے میں حق بجانب ہے کہ ہم نے ان کی ریزیڈنسی جو کہ قومی ورثہ ہے کی حفاظت کیوں نہ کی کیا پتا وقت آنے پر ان کے ملک کی حفاظت بھی کر سکیں گے یا نہیں یہ سوال پاکستان کی غیور عوام، حکمران طبقے، اور اس ملک کی حفاظت کا ذمہ لینے والی ان سیکیورٹی فورسس سے بھی ہو سکتا ہے جنھوں نے اس ملک کی حفاظت کی قسم کھائی ہوئی ہے۔

لفظوں کا ہیر پھیر یا انقلابی بجٹ

پاکستان مسلم لیگ ن نے حکومت بنانے کے بعد اپنا پہلا بجٹ پیش کیا جس میں عوام کو جنھوں نے اس ملک میں تبدیلی کے لیے ان کو ووٹ دیا تھا اور جن کو توقعات تھیں کہ پاکستان مسلم لیگ ن کی حکومت عوام کو ریلیف دینے کے لئے ہر ممکن اقدامات کرئے گی اور خاص طور پر سرکاری ملازمین کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے بجٹ میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں دس فیصد اضافہ کیا گیا جو کہ سرکاری ملازمین کے دباؤ کا نتیجہ ہے کیونکہ بجٹ کے اعلان میں اس اضافے کی کوئی بات نہیں کی گئی تھی اور مزدور کی تنخواہ اٹھارہ ہزار کرنے کا خوشنماء نعرہ بھی نعروں تک ہی محدود رہا بجٹ کے بارے میں پاکستان مسلم لیگ ن کے ممبران کا اپنا خیال ہے کہ یہ عوام دوست بجٹ ہے تاہم عام آدمی کا خیال ہے کہ اس میں غریب کے لئے جو سہولیات دیے جانے کا وعدہ کیا گیا ہے وہ ناکافی ہیں حکومت کی جانب سے بجٹ کی منظوری کے بغیر ہی اس دفعہ لگائے جانے والے ٹیکسس کی وصولی شروع کر دی گئی تھی اور وجہ یہ بیان کی گئی تھی کہ خزانہ خالی ہے اور ایسا نہ ہو کہ لوگ اشیاء مہنگی ہونے کی سن کر ان کی ذخیرہ اندوزی کر لیں جس پر اعلیٰ عدلیہ نے نوٹس لیا ہوا ہے اور امید ہے کہ یہ فیصلہ کالعدم ہو جائے گا تاہم اس دوران ان اشیاء کی

مصنوعی قلت پیدا کرکے عوام کی جیبوں سے کروڑوں روپے نکلوائے جا چکے ہیں سب سے اہم بات جو اس بجٹ کی ہے وہ ہے جی ایس ٹی میں اضافہ یہ ایک ایسا ٹیکس ہے جس سے ہر امیر غریب ہر وہ شخص جو پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لئے کھانا کھاتا ہے وہ ضرور متاثر ہو گا اور مزے کی بات یہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ ن کی حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ یہ مل مالکان یا اشیاء تیار کرنے والے کارخانہ داروں سے لیا جائے گا مگر یہ بات تو سب ہی جانتے ہیں کہ ان بڑے سرمایہ دار لوگوں نے کبھی کوئی پیسہ اپنی جیب سے نہیں دیا وہ تو تمام جی ایس ٹی عوام سے ہی وصول کریں گے اور اس میں سے بھی اپنے حصے کا مال پانی نکالنے کی کوشش کریں گے اس سے واضح ہوتا ہے کہ حکومت نے یہ ٹیکس مل مالکان پر نہیں بلکہ غریب عوام پر لگایا ہے جس سے مہنگائی کا ایسا طوفان آئے گا کہ پاکستان مسلم لیگ ن کی حکومت کے تمام اچھے کام بھی اس کی نذر ہو جائیں گے اس لئے حکومت کو ایسے اقدامات کرنے چاہیے ں کہ ان ٹیکسوں سے عوام متاثر نہ ہوں جو بیچارے پہلے ہی ٹیکسوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں جج پر لگایا جانے والا ٹیکس ٹوور آپریٹر تو ہر گز اپنی جیب سے نہیں دیں گے بلکہ اپنی اپنی فیسس میں اضافہ کرکے وہ عوام کی جیبوں سے ہی نکلوائیں گے اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ درحقیقت یہ ٹیکس بھی عوام پر ہی لگایا گیا ہے بجٹ میں جی ایس ٹی کی شرح میں کیا جانے والا ایک فیصد اضافہ صارفین پر منتقل ہونے کی وجہ سے کھانے پینے کی اشیاء میں بہت اضافہ ہو جائے گا جو کہ عوام کی قوت خرید کو بری طرح متاثر کرے گا

جس کی وجہ سے خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ یہ بجٹ نیوٹرل سے منفی شمار ہونے لگے گا جس کی وجہ سے پاکستان مسلم لیگ ن کو مقبولیت کو بھی نقصان کا خدشہ ہے جن جن چیزوں کا واسطہ غریب عوام سے پڑتا ہے ان پر جو بھی ٹیکس لگائے گے ہیں وہ نہیں لگائے جانے چاہیں تھے کیونکہ عوام کی قوت خرید پہلے ہی بہت کمزور ہے بجٹ کا اعلان ہو گیا مگر ساتھ ہی ہر طرف سے احتجاج کی کالیں آنا شروع ہو گئی ہیں مزدور، کسان، سرکاری ملازم، سبھی اس میں شامل ہیں کسانوں کا کہنا ہے کہ زرعی ٹیکس میں ایک فیصد کے اضافے سے زرعی مداخل میں پانچ فیصد اضافہ ہوجائے گا جس کی وجہ سے بجلی کی قیمت پر ہزار یونٹ سے زائد پر ود ہولڈنگ ٹیکس اور سبسڈی کے خاتمے سے ٹیوب ویلوں کا چلانا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہو جائے گا جس سے نا صرف زراعت پر بلکہ ملکی معیشت پر بھی برے اثرات مرتب ہوں گے کیونکہ ملکی معیشت کا سارا دارومدار زراعت کے شعبے سے وابسطہ ہے اس لئے اس شعبے کو ریلیف دینا چاہیے تھا سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ نہ کرکے حکومت نے تمام سرکاری ملازمین کے ساتھ ایک نیا محاز کھول لیا تھا جس کو بعد ازاں دس فیصد اضافہ کرکے خاموش کروانے کی کوشش کی گئی کیونکہ سرکاری ملازم تو سرکار کو چلانے کے لئے بنیادی کردار ادا کرتے ہیں اور ان کی ناراضگی سے تو نظام حکومت بلکل رک سکتا ہے کیونکہ نئی نویلی حکومت کا اس طرح سرکاری ملازمین سے پنگا اچھا نہیں ہے اور حکومت کی طرف سے اتنے کم اضافے کی دو ہی صورتیں سامنے نظر آتی ہیں ایک تو یہ کہ خزانے کی حالت بہت

نازک ہے جس کی وجہ سے بہت قلیل اضافہ کیا گیا دوسری حکومت نے مانیٹر کیا ہے کہ پچھلی حکومت میں ان کی تنخواہوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا جو کہ چار سو فیصد کے قریب ہے اور اب کی بار اگر دس فیصد بھی اضافہ کیا گیا تو کام چل جائے گا حکومت نے سرکاری ملازمین کے دباؤ میں آ کر تنخواہوں میں دس فیصد کے اضافے کا علان کیا ہے جو کہ خوش آئیند ہے تاہم اس اضافے کے بارے میں لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ سرکاری ملازمین کو چپ کروانے کے لئے ناکافی ہے سب سے اچھا اقدام بوڑھے پینشنروں کی پینشن میں اضافہ کیا گیا جس کی وجہ سے تمام طبقات میں سے یہ طبقہ حکومتی بجٹ کا حامی نظر آ رہا ہے جن کا کہنا ہے کہ شکر ہے حکومت نے ان کے بڑھاپے کا تو خیال کر لیا وگرنہ ان کو بھی خدشہ تھا کہ باقی طبقات کی طرح ان کو بھی کوئی ریلیف نہ دیا جاتا پاکستان مسلم لیگ ن نے اپنے منشور میں مزدور کی تنخواہ اٹھارہ ہزار کرنے کا اعلان کیا تھا مگر کیا کچھ بھی نہیں آج کا مزدور اسی استحصال کا شکار ہے جیسا سابق ادوار میں ہوتا آیا ہے اس بار کا بجٹ بھی روایتی بجٹوں کی طرح کا ہے جس میں کسی نہ کسی طرح بڑے سرمایہ دار لوگوں کو فائدے دیے گے اور جو بھی ٹیکس لگائے گے وہ کسی نہ کسی طور پر غریب عوام کی جیبوں سے ہی نکالے جائیں گے تاہم پاکستان مسلم لیگ ن کے وزراء اور ممبران کا کہنا ہے کہ یہ ایک عوام دوست بجٹ ہے تاہم یہ سب وہ روائتی باتیں ہیں جو کوئی بھی پارٹی حکومت میں ہوتے ہوئے کہتی ہے عوام کی اکثریت اس بجٹ کو لفظوں کا ہیر پھیر ہی سمجھتی ہے تاہم اتنے قلیل وقت

میں بجٹ کی تیاری اور اس کا یوں اسمبلی میں پیش کیا جانا قابل تعریف ہے دیکھنا یہ ہے
۔ پاکستانی تاریخ کا یہ بجٹ عوام کی زندگیوں کو آسان بنانے میں کیا کردار ادا کرتا ہے

پاکستان میں گداگری کی لعنت

پاکستانی معاشرے میں ایک ناسور جو دن بدن بڑھتا جا رہا ہے وہ گداگری ہے جس کو حکومتی ادارے چاہتے ہوئے بھی روکنے میں ناکام نظر آتے ہیں کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس لعنت پر قابو نہ پانے کی بڑی وجہ وہ خفیہ اور طاقتور مافیا ہے جو اس مکروہ دھندے کو چلا رہا ہے۔

اللہ کے نام پر کچھ دے دو: یہ آوازیں آپ بازاروں میں اور درگاہوں کے گیٹ پر ضرور سنتے ہوں گے اور ہر بار جب یہ آواز کن میں پڑتی ہے تو آدمی نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی جیب سے کچھ نہ کچھ نکال کر ان فقیروں کے ہاتھ پر رکھ دیتا ہے اس بات سے بے نیاز کہ اس کی دی ہوئی امداد کہاں جائے گی یہ مافیا اب اتنا طاقتور ہو گیا ہے کہ ہر پر ہجوم جگہ پر ان کے کارندے سر عام دیکھے جا سکتے ہیں اور ان کے آگے مانگنے والوں کی تعداد سینکڑوں میں ہوتی ہیں جن کو روزانہ صبح سویرے ان کی گاڑیاں چھوڑتی اور شام کو وہاں سے اٹھاتی بھی ہیں اور اہم بات یہ ہے کہ ان لوگون کو وہاں پر کام کے دوران تحفظ بھی فراہم کیا جاتا ہے اور بعض اوقات ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ کوئی بھکاری کسی دوسرے کے علاقے میں یہ کام کرنے لگ جائے تو ایسے میں ان گروہوں کے درمیان جھگڑے بھی

ہو جاتے ہیں کسی بھی پاکستانی مسلمان کے لیے درگاہ کی زیارت کرنا اور وہاں فقیروں، گداگروں اور سائلوں کو پیسے دینا ایک عام بات ہے لیکن درگاہ پر جانے والے زائرین کی اسی فراخ دلی اور خدا ترسی نے پاکستان میں 'بھیک مافیا' کو جنم دیا ہے جو کہ ہزاروں پاکستانی بچوں کو بھکاری بننے پر مجبور کر رہے ہیں پاکستان کے اکثر شہروں اور قصبوں میں صوفیا کرام کی کئی درگاہیں موجود ہیں اور ان کی درگاہوں پر لوگ کثیر تعداد میں منتیں اور دعائیں مانگنے آتے ہیں یہ درگاہیں بھکاریوں کے لیے ہمیشہ کشش رکھتی ہیں کیونکہ وہاں ان کو بہت ساری بھیک مل جاتی ہے بھکاریوں میں بچوں کی بھی بڑی تعداد ہے جو زیادہ تر دیہاڑی پر کام کرتے ہیں اور ان کے پیچھے ایسے مضبوط اور منظم گروہ ہوتے ہیں جن کا اثر رسوخ کافی زیادہ ہوتا ہے ان بھکاریوں میں زیادہ تر بچوں کو استعما ل کرنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ بہت سے زائرین اس بات میں یقین رکھتے ہیں کہ بچوں کو بھیک دینے سے ان کی منتوں کے پورا ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے مجرم گروہوں سے تو پولیس کو نمٹنا چاہئے لیکن ان گروہوں سے بڑا مسئلہ لوگوں میں توہم پرستی جس کی وجہ سے وہ نا چاہتے ہوئے بھی ان کو پیسے دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں لوگوں میں یہ شعور اجاگر کرنا ہو گا کہ ان معذور بچوں کو بھیک دینا کوئی اسلامی روایت نہیں اور اسلام میں اسکی ممانعت کی گئی ہے بھکاری بنانے کے لیے بچوں کو اغوا کیا جاتا اوران لاپتہ بچوں میں سے بہت سے بچوں کو مختلف درگاہوں میں پہنچایا جاتا ہے جو کہ وہاں پر بھیک

مانگتے ہیں کئی ایک کو بہت ہی سخت اذیت دی جاتی ہیں ان کے سر منڈوا دیے جاتے ہیں ان کے جسم پر نشان ڈالے جاتے ہیں ان شکل و صورت کو بدل دیا جاتا ہے کئی ایک کے مختلف اعضاء توڑ دیے جاتے ہیں جن کو دیکھ کر لوگ ان پر ترس کھاتے ہوئے ان کو بھیک دے دیتے ہیں بعض بچے جو معذور نہیں ہوتے انہیں بھیک مانگنے کے لیے معذور بنا دیا جاتا ہے یہ سب کرنے کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ یہ بچے رحم اور ہمدردی کے زیادہ مستحق نظر آئیں اور بدلے میں زیادہ رقم پائیں ان کو استعمال کرنے والے قدرتی طور پر معذور بچوں کی تلاش میں زیادہ رہتے ہیں کیونکہ جس کی جتنی بڑی معزوری ہو گی بدلے میں اس کا معاوضہ بھی عام بھکاری سے زیادہ ہو گا ان لوگوں کو عموما ایک دن کے تین سو سے لیکر پانچ سو روپے تک دیے جاتے ہیں اور بدلے میں ان کی پورے دن کی کمائی اور ان کو پولیس اور دوسرے حکومتی محکموں سے تحفظ بھی فراہم کیا جاتا ہے بھیک مانگنے کا کام اتنے بڑے پیمانے پر ہے کہ پولیس بھی ان بچوں سے شاید ہی کبھی پوچھتی ہے کہ یہ ان درگاہوں تک کیسے پہنچے آپ کو اگر کسی بھی درگاہ پر وقت گزارنے کا موقع ملے تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ جو فقیر جسمانی طور پر جتنا معذور اور مجبور نظر آتا ہے لوگ ان کی جانب اسی قدر زیادہ متوجہ ہوتے ہیں اور اُسے بھیک میں زیادہ پیسے ملتے ہیں پاکستان کی معروف درگاہوں میں پنجاب کے علاقے گجرات میں صوفی دولے شاہ کی درگاہ ہے اسلام آباد میں بری امام اور گولڑہ شریف کی مشہور درگاہیں یہ عوام کی توجہ کا مرکز ہے اور سارے پنجاب سے

وہاں لوگ جاتے ہیں بطور خاص خواتین اِن درگاہوں پر جاتی ہیں پہلے یہ روایت تھی کہ لوگ گجرات میں صوفی دولے شاہ کی درگاہ پر اپنے معذور بچے کو درگاہ پر چھوڑ جاتے تھے اب اس پر پابندی لگا دی گئی ہے صوفی درگاہوں پر سائلوں کی تعداد میں بچوں کی تعداد کافی ہوتی ہے پاکستان میں تہذیبی تبدیلی کی ضرورت ہے تاکہ استحصال کرنے پر مالی انعام بند ہو درگاہوں پر جانے والے لوگ آج بھی فقیروں کو پیسے دینا چاہتے ہیں وہ یہ نہیں سوچتے کہ ان کے دیئے ہوئے پیسے کہاں جائیں گے یا پھر بھیک مانگنے والا شخص درگاہ تک کیسے پہنچا کون سے عناصر اس مین ملوث ہیں مجرم گروہوں سے تو پولیس کو نمٹنا چاہئے لیکن ان گروہوں سے بڑا مسئلہ ہے لوگوں میں توہم پرستی جس کو ختم کیے بنا ان بھکاریوں کے خلاف کوئی بھی اقدام کامیاب نہیں ہوسکے گا ہمیں لوگوں کو بتانا ہوگا کہ درگاہ پر بھیک مانگنے والے بچوں کو بھیک دینا کوئی اسلامی روایت نہیں ہے ہمیں بار بار یہ سوال کو اٹھانا ہوگا اور سوچنا ہوگا کہ یہ بچے آتے کہاں سے ہیں؟ اور کس طرح ان گروہوں کی حوصلہ شکنی ہو سکتی ہے جو ان بچوں کو بھکاری بناتے ہیں تبھی ہم اس مسئلہ سے نجات حاصل کر سکیں گے اس کے لئے حکومتی اقدامات کے ساتھ ساتھ لوگوں میں شعور بیدار کرنے کی ضرورت ہے تاکہ معاشرے سے اس گھنونے مافیا کا خاتمہ کیا جاسکے

-

رشوت سفارش اور نوجوان

پاکستان کی ساٹھ فیصد آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے اور ان نوجوانوں کے بہت سے مسائل بھی ہیں جن میں سب سے اہم اور بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے ان نوجوانوں میں سے بیشتر میں جو چیز مشترک ہے وہ ہے ان کا تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود بے روزگار ہونا اس تعلیم یافتہ اور تعداد میں سب سے زیادہ ہونے والے طبقے کی بہت سی خواہشیں ہوتی ہیں اور یہ خواہشیں بعض اوقات اتنی شدید ہوتی ہیں کہ ان کے ٹوٹنے سے یہ ملک کا سرمایہ نوجوان اندر سے ٹوٹ جاتے ہیں ان کے خوابوں کو توڑنے میں رشوت سفارش اور اقربا پروری جیسے کلچر اہم کردار ادا کرتے ہیں پاکستان کو آزاد ہوئے آج پینسٹھ سال ہو چکے ہیں ہم اس کلچر کو تبدیل نہیں کر سکے اس استحصال کو روک نہیں سکے اس کو ختم نہیں کر سکے ہمارے نوجوان ان کی وجہ سے قربانیوں پر قربانیاں دیتے آئے ہیں ۔ حکومتیں آتی ہیں تو ان نوجوانوں کو سہانے خواب دیکھائے جاتے ہیں کچھ تو ان خوابوں پر یقین کر لیتے ہیں کچھ بلکل مایوس ہوتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ہونا کچھ بھی نہیں صرف حکومت آنی ہے اور اپنے وقت پر چلی جانی ہے ان کے حالات نہیں بدلنے کیونکہ وہ جان چکے ہوتے ہیں کہ حکومت بنانے کے لئے ان کو استعمال کیا جاتا ہے اور اہم بات یہ ہے کہ وہ استعمال ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ ان لوگوں پر اعتبار کرتے ہیں۔

نہ جانے کیوں اب یوں محسوس ہوتا ہے کہ نوجوان طبقے کا اس اس نظام پر سے اعتبار اٹھ چکا ہے وہ اس نظام میں گھٹن محسوس کرتا ہے جہاں صلاحیتوں اور تعلیمی قابلیت کو نہیں بلکہ رشوت سفارش اور اقربا پروری کو فوقیت حاصل ہے انھیں محسوس ہونے لگا ہے کہ یہ کامیابیاں ان کے لئے ایک سراب کی مانند ہیں جس کے پیچھے بھاگتے بھاگتے وہ تھک جائیں گے مگر نہ ہی منزل ملے گی اور نہ ہی وہ تمام خواب پورے ہوں گے جو اس نے اپنی آنکھوں میں سجائے تھے مزے کی بات یہ بھی ہے کہ وہ نوجوان جو سکول کالجوں میں صرف پاس ہوتے رہے وہ آج اعلیٰ دفتروں میں اور اعلیٰ عہدوں پر تعینات ہیں جبکہ ان کے مد مقابل وہ نوجوان جو ہمیشہ سے ہی سکول اور کالج میں نمایاں پوزیشنوں پر آتے رہے ہیں وہ رشوت ،سفارش نہ ہونے کی وجہ سے دھکے کھاتے پھر رہے ہیں کب تک بین کریں کس کو کہیں ان کا یہ استحصال کسی اعلیٰ حکومتی شخصیات کو نظر نہیں آتا آئے دن اخبارات میں شائع ہونے والی خالی آسامیوں کو دیکھ کر یہ نوجوان طبقہ خوش ہو جاتا ہے کیونکہ اس طرح ایک نئی امید ان کے دلوں میں جاگ جاتی ہے اور ان کو ایک لمحے کے لئے لگتا ہے کہ جیسے کل ہی ان کو نوکری مل جائے گی مگر ؟؟؟؟جب اس کے لئے اپلائی کیا جاتا ہے تو ان کے من میں جلنے والے وہ تمام دیے بجھ سے جاتے ہیں جو ان نئی ملازمتوں کو دیکھ کر جل اٹھے تھے رشوت سفارش اور اقربا پروری کب تک ان نوجوانوں کے مستقبل کو اندھیر کرتا رہے گا اور کب تک

یہ ان نوجوانوں کو آگے آنے سے روکتا رہے گا کیونکہ جتنا ان امیر لوگوں کا اس ملک میں حصہ ہے اتنا حصہ تو ان غریب مگر باصلاحیت نوجوانوں کا بھی ہے وہ بھی اس ملک کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اس ملک کی ترقی میں اپنا کردار ادا کرنا چاہتے ہیں اور کیونکر ان کو رشوت سفارش اور اقربا پروری جیسی زنجیر سے جکڑا جا رہا ہے کب جاگیں گے اس ملک کے صاحب اقتدار لوگ۔

یہ وہ کہانی ہے جو آج اس ملک کے ہر غریب نوجوان مگر باصلاحیت پڑھے لکھے نوجوان کی ہے اور آج کا یہ موضوع اس لئے چنا کہ اس نئی آنے والی حکومت کے بجٹ کا بغور مطالعہ کرنے پر معلوم ہوا کہ نوجوانوں کو وہی لولی پاپ دیا جا رہا ہے جو کہ سابقہ حکومت دیتی رہی پاکستان میں نوجوانوں میں لیپ ٹاپ سکیم ،آشیانہ ہاؤسنگ سکیم دس تا پندرہ لاکھ روپے تک کا آسان قرضہ دس ہزار رپے تک ماہانہ وظیفہ اور کم تعلیم یافتہ افراد کو ہنر مند بنانے کے لئے اقدامات کرنے کا عندیہ دیا گیا ہے مگر کیا پہلی حکومتوں نے بھی اسی قسم کے سہانے خواب نوجوانوں کو نہیں دیکھائے تھے ؟اس وقت دی جانے والی ایسی ہی سکیموں کا کیا ہوا ان کے نتائج آج عوام کے سامنے ہیں ماہانہ وظیفہ جس میں سولہ سالہ تعلیم رکھنے والے نوجوانوں کو سرکاری کارپوریشنوں میں ایک سالہ ٹریننگ پروگرام ترتیب دیا گیا جس کے دوران ایسے نوجوان دس ہزار روپے ماہانہ وظیفہ وصول کریں گے اب اس سکیم کے پس منظر کو دیکھتے ہیں جس کے مطابق نوجوان ایسی

سکیموں میں حصہ لینے کے لئے سرکاری افسران اور ایم این اے اور ایم پی ایز کے دفاتر کے باہر کھڑے نظر آئیں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس ملک میں رشوت اور سفارش لازم کر دیے گئے ہیں اس کی سب سے بڑی مثال کوٹہ سسٹم ہے جس کے تحت تمام ایم این ایز اور ایم پی ایز کو مختص کوٹہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے اپنے لوگوں کو اس میں شامل کریں آنے والے سائلین سے کیا کیا وصول کیا جاتا ہے اس کی کہانی بڑی خوفناک ہے اس لئے حکومت کو فوری طور پر اس طرح کے کوٹہ سسٹم کا خاتمہ کرنا چاہیے اور ایسی کوئی تجویز زیر غور ہے تو اس کو بھی ختم کیا جانا چاہیے کیونکہ سابق حکومت کے دور میں بھی یہی کوٹہ سسٹم تھا جس کی وجہ سے تمام سرکاری ملازمتوں پر ان لوگوں کو لایا گیا جو سفارشی تھے جس کی وجہ سے ان اداروں کی حالت اور خراب ہو گئی جہاں ایسے لوگوں کو بھرتی کیا گیا تھا۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس یوتھ پیکج کو میرٹ کی کسوٹی میں جانچتے ہوئے اس کو پورے ملک میں یکساں طور پر نافذ کیا جائے اور ایک ایسا مضبوط اور اختسابی نظام تشکیل دیا جائے جہاں رشوت سفارش اور اقرباء پروری کلچر۔ کا خاتمہ ممکن ہو سکے اور ان تمام امور کی اعلیٰ سطح پر نگرانی کی جائے ورنہ دوسری صورت میں پانی سر سے گزر جائے گا اور ملک کا یہ قیمتی اثاثہ تباہ ہو جائے گا الیکشن 2013 مین نوجوانوں کی گہری دلچسپی کو دیکھتے ہوئے تمام سیاسی پارٹیاں اس نتیجے پر پہنچ چکی ہیں کہ ملکی آبادی کے اس ساٹھ فیصد طبقے کو قابو میں لا کر وہ کبھی بھی اقتدار میں آ سکتیں ہیں

اس

لئے ان نوجوانوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ہر سیاسی پارٹی ان کے ساتھ ہمدردی اور ان کے لئے مراعات کا علان کر رہی ہے مگر یہ یہ نوجوان طبقہ نا صرف پڑھا لکھا ہے بلکہ بہت سمجھدار بھی ہے اب وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ کون سچ اور کون جھوٹ بول رہا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کے لئے ایسے اقدامات کئے جائیں جہاں ان کو اپنی صلاحیوتوں کا کھل کر مظاہرہ کرنے کی سہولت میسر آ سکے اور ایسے اقدامات کئے جائیں کہ حقدار کو اس کا حق مل سکے اور ہمارے ملک کے قیمتی اثاثے کا مستقبل محفوظ کیا جا سکے ۔

وزیر اعظم کا احسن اقدام

پاکستان میں میڈیا کی ازادی کے بعد اس ادارے کو قابو رکھنے کے لئے وقت کی حکومتوں نے ان کو اپنے حق میں کرنے کے لئے کئی طرح کے انعام و کرام دیے جاتے رہے ان اداروں میں کام کرنے والوں کو مختلف خفیہ قسم کی مرعات دی جاتی رہی ہیں جو کہ عوام سے ہمیشہ ہی پوشیدہ رہا کرتی تھی جس کی وجہ سے عام لوگوں کے ذہنوں میں ان کے متعلق مختلف شکوک جنم لیتے رہتے تھے اس بات کا اندازہ حالیہ سیکرٹ فنڈز کے مقدمے کے بعد عوام کو پتا چلا کہ کون کون لوگ کتنی کتنی رقم لیتے رہے ہیں اور اس میں یہ بھی پتا چلا کہ قلم کی حرمت کہاں کہاں فارسیل کے بورڈ کے ساتھ دستیاب رہی اس میں تمام ہی سیاسی جماعتوں پر الزامات لگتے رہے ہیں کہ وہ صحافیوں کو خریدنے میں ملوث رہی ہیں مگر آج جو میرا موضوع ہے وہ ہے وزیر اعظم کی طرف سے ان کے بیرون ممالک کے دوروں کے دوران جانے والے نجی میڈیا کے ورکروں کو سرکاری خزانے سے دی جانے والی رقم کا روکا جانا اس فیصلے کے کتنے دور رس نتائج برآمد ہوں گے اس کا فیصلہ آنے والا وقت ہی کرئے گا اور اس بات کا بھی پتا چلے گا کہ آیا یہ فیصلہ میڈیا مالکان کو پسند آئے گا یا وہ اس کی مخالفت کریں گے کوئی بھی نئی حکومت نہیں چاہیے گی کہ ملک کے اتنے طاقتور ستون کے

ساتھ اس کی ٹھن جائے اطلاعات کے مطابق صحافیوں کیلئے مفت کے بیرون ملک سرکاری دورے اب ختم ہوگئے ہیں کیونکہ وزیراعظم نے اعلان کیا گیا ہے میڈیا سے تعلق رکھنے والے افراد جو وزیراعظم کے بیرون ملک دوروں کی کوریج کرنا چاہتے ہیں انہیں خوش آمدید کہا جائے گا لیکن انہیں اپنا خرچہ خود اُٹھانا ہوگا وزیراعظم آفس نے وزیر خارجہ اور وزارت اطلاعات کو یہ پیغام پہنچایا ہے کہ صرف سرکاری میڈیا کے افراد سرکاری خرچہ پر وزیراعظم کے بیرون ملک دورے پر ان کے ساتھ ہوں گے اگر نجی میڈیا وزیراعظم کے بیرون ملک دورے کی کوریج میں دلچسپی رکھتی ہے تو حکومت انہیں سہولت فراہم کرے گی لیکن سرکاری خزانے سے ان پر ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا جائے گا اگرچہ یہ غیر معمولی پالیسی فیصلہ متعلقہ وزارتوں کو جاری کیا گیا ہے تاہم وزیراعظم اس پالیسی کو اُلٹنے یا اس میں نرمی کیلئے میڈیا کے بااثر افراد کی جانب سے انتہائی زبردست دباؤ میں ہیں کیونکہ ان اداروں کے صحافیوں میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو ماضی میں ہر بیرونی دورے میں اپنا نام شامل کرانے کیلئے کوششیں نہ کرتے رہے ہوں اور اس میں کامیاب بھی ہوتے رہے ہوں یہ بھی بدقسمتی ہے کہ صحافیوں کے علاوہ بعض میڈیا مالکان امیر ترین ہونے کے باوجود بھی مفت کے سرکاری بیرونی دوروں کے مزے لوٹتے رہے مال مفت دل بے رحم کی طرح حکومتیں تواتر سے وزیراعظم اور صدر کے انتہائی بڑے سرکاری وفود پر اربوں روپے خرچ کرتی آئی ہیں اب حال ہی میں وزارت اطلاعات کے خفیہ فنڈ کے منظر عام پر آنے

سے یہ انکشاف ہوا کہ حکومت نجی میڈیا سے تعلق رکھنے والے صحافیوں کے بیرون ملک دوروں کے خرچے برداشت کرنے کیلئے اس خفیہ فنڈ کا استعمال کر رہی تھی وزیراعظم آفس کے پریس ونگ کی جانب سے جاری پالیسی ہدایت کے مطابق ماضی میں ایسا ہوتا رہا ہے کہ نجی میڈیا کے افراد کو سرکاری خرچے پر وزیراعظم کے ساتھ بیرون ملک دوروں پر لے جایا گیا جس پر نہ صرف میڈیا کے حلقوں میں گرما گرم بحث ہوئی بلکہ آزاد اور خودمختار میڈیا کے فروغ میں حکومتی کوششوں پر بھی تہمت لگائی گئی مذکورہ ہدایت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور موجودہ حکومت کی کفایت شعاری مہم کے علاوہ شفافیت کے عمل کو فروغ دینے کیلئے پالیسی ہدایت میں کہا گیا ہے کہ اس امر کی خواہش کی گئی ہے کہ نجی میڈیا پرسنز کو بیرون ملک دوروں پر صرف اس صورت میں سہولتیں دی جائیں گی کہ وہ اپنا خرچہ خود اٹھائیں گے بیرون ملک دوروں کے دوران اقدامات کی تشہیر کیلئے صرف سرکاری میڈیا کو استعمال کیا جائے گا وزارت اطلاعات سے کہا گیا ہے کہ ملک بھر کے تمام میڈیا کے اداروں کو وزیراعظم کے بیرون ملک دوروں کے بارے میں پیشگی اطلاع دی جانی چاہئے تاکہ میڈیا ہاوسز ایسے دوروں کیلئے اپنے نمائندے مقرر کر سکیں وزارت امور خارجہ سے کہا گیا ہے کہ وہ وزارت اطلاعات کی مدد کرے اور اپنا خرچہ خود اٹھانے والے صحافیوں کو مخصوص دوروں کے دوران ویزا کے حصول، رہنے اور کھانے پینے کے انتظامات اور مختلف مقامات کیلئے انٹری پاسز کے حصول میں سہولت فراہم کرے تاہم اندر کی باتیں کرنے والے بتاتے ہیں کہ

وزیراعظم بعض بااثر صحافیوں کی جانب سے ملک کے اندر اور بیرون ملک پاکستانی مشنز دونوں میں اہم سرکاری عہدے حاصل کرنے کیلئے سخت دباؤ میں ہیں ابتدا میں میرٹ کو فروغ دینے اور اقربا پروری کو ختم کرنے کا عزم رکھنے والے وزیراعظم نے پہلے ہی اپنے عزم سے انحراف شروع کردیا ہے جس کی سب سے بڑی مثال کرکٹ بورڈ میں ایک ایسے شخص کی تعیناتی ہے جس کو کرکٹ کا کچھ خاص علم نہیں ہے تاہم اب یہ وقت ہی بتائے گا کہ آیا وہ بیرون ملک دوروں کے حوالے سے اپنی پالیسی پر قائم رہتے ہیں یا نہیں کیونکہ پاکستان میں ہمیشہ ہی سے یہ ہوتا آیا ہے کہ ملک کے اتنے بڑے طاقتور ستون کو اپنے حق میں کرنے کے لئے ان کے لئے اندیکھی مراعات کے ساتھ ساتھ بطور نذرانہ ان کے لئے بیرون ملک اور اندرون ملک تفریحی دورے پیش کیے جاتے رہے ہیں اب ان دوروں کو سیاسی دورے کہا جائے یا تفریحی دورے اس کا اعلان تاریخ کا لکھاری ہی کرے گا۔

پانچ جولائی سیاہ دن

پاکستان کی موجودہ نوجوان نسل تیسری نوجوان نسل ہے جو کہ پاکستان کو بدلنے کا خواب آنکھوں میں جگائے اسے حقیقی تبدیلی کی طرف لے جانے کا ارادہ کیے ہوئے ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ آج جب ہماری تیسری نسل آچکی ہے اور ہم ان تلخ تجربات سے نہیں نکل سکے جو کہ پاکستان کے قیام کے وقت سے ہمارے ساتھ ایسے چپکے ہوئے ہیں کہ جیسے ہمیں ان سے چھٹکارہ پانے کا کوئی طریقہ ہی نہ آتا ہو وہ کیا وجوہات ہیں کہ پاکستان کی نوجوان نسلیں اس کو چاہنے کے باوجود تبدیل نہ کر سکی کیا ہمارے اندر مضبوط ارادے اور سچے جزبات کی کمی ہے؟ کیا ہم دنیا کی دوسری اقوام سے کم ہیں؟ کیا ہمارے ہاں علم و ہنر کی کمی ہے ؟ یا ہماری لیڈر شب میں وہ سچا جزبہ نہیں ہے کہ جس کی بدولت ہم باقی اقوام عالم سے اس معاملے میں بہت پیچھے ہیں دنیا کہ بیشتر ممالک جو ہم سے بعد میں آزاد ہوئے آج سائنس و ٹیکنالوجی میں ہم سے بہت آگے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی آئے جو ہمیں لیڈ کرئے جس کا مرنا جینا پاکستان اور یہاں بسنے والے عوام، کے لیے ہو جو ہمارے وسائل کو منظم انداز سے استعمال کرتے ہوئے ہمیں ترقی کی طرف لے کر جائے اس طرح ہمارے ملک کا دوسروں ست پیچھے رہ جانے کی سب سے بڑی وجہ جمہوریت کا بار بار ٹوٹنا ار آمریت کے وہ تلخ تجربات ہیں جنھوں نے اس ملک کو تجربہ گاہ بنایا ہوا ہے جب جی چاہا جس

کا جی چاہا منتخب حکومت کو چلتا کیا اور خود اقتدار پر قابض ہو گیا جب بھی کوئی آمر اس قوم نے مٹھائیاں تقسیم کی اور جب رخصت ہوا تب بھی یہی عمل دہرایا گیا مگر تاریخ گواہ ہے کہ ان آمروں نے ملک کو آگے لے جانے کے بجائے ریورس گیئر ہی لگایا اور نتیجہ آج ہم سب کے سامنے ہے یوں کئی بار یہ عمل دہرایا گیا مگر جب پانچ جولائی کا دن آیا تو قلم نے اس کو موضوع گفتگو بنانا پسند کیا جو میرے قائرین کے لئے پیش خدمت ہے پانچ جولائی کو اقتدار سے محروم کئے جانے والے منتخب نمائندے کا نام ذوالفقار علی بھٹو تھا وہ بھٹو جس نے دنیا بھر کے اسلامی ملکوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنیکا جرم کیا تھا اور اسلامی سربراہی کانفرنس پاکستان میں منعقد کرکے دنیاکے لئے مسلم امہ کے اکھٹا ہونے کا اشارہ دیا بھٹو جس نے ملک کو ایٹمی قوت بنانے کا فیصلہ کیا اور گھاس کھا کر بھی ملک کو یہ عظیم ٹیکنالوجی دینے کا وعدہ امر کر دیا بھٹو جس نے ملک کے گونگے بہرے عوام کو سیاسی شعور سے روشناس کرایا اور سیاست کو ڈرائنگ روم سے نکال کر گراس روٹ لیول تک لایا اسکا جرم ہی یہ تھا کہ اس نے عوام کو سیاسی شعور دینے کی کوشش کی اور اس جرم کی پاداش میں بالاخر پھانسی گھاٹ پہنچ گیا یہی دن تھا جب اسلام کے نام پر فوجی آمر جنرل ضیا الحق نے آٹھ کروڑ مسلمانوں کو خدا کی دی ہوئی بنیادی آزادی سے محروم کر دیا بھٹو نے پھانسی پر چڑھنا تو قبول کر لیا لیکن نہ کسی آمر سے بات کی اور نہ اس کے کہنے پر ملک چھوڑا بھٹو کی یاد پاکستان کی سیاسی تاریخ میں ہر سال

اسی طرح منائی جاتی رہے گی پانچ جولائی انیس سو ستتر پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن جب منتخب و جمہوری وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت بر طرف اور اسمبلیاں تحلیل کر دی گئیں چھتیس برس قبل یعنی پانچ جولائی انیس سو ستتر کو ملک میں جمہوریت کا گلا گھونٹ دیا گیا اسمبلیاں تحلیل منتخب وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو اور بر طرف ، کابینہ تحلیل کر دی گئی ابھی ملک کو دولخت ہوئے پانچ برس ہی ہوئے تھے کہ پاکستان کو آئین کی نعمت سے روشناس کرانے والے وزیراعظم ذولفقار علی بھٹو نے سات مارچ انیس سو ستتر کو قومی اور دس مارچ کو صوبائی اسمبلی کے انتخابات کرانے کا اعلان کیا سات مارچ کے الیکشنز میں پیپلز پارٹی نے دو تہائی اکثریت حاصل کی اپوزیشن پی این اے نے نتائج تسلیم نہ کرتے ہوئے قومی اسمبلی کی چھتیس نشستوں پر دھاندلی کے الزامات اور صوبائی اسمبلی کے انتخابات کا بائیکاٹ کیاحکومت کے خلاف تحریک شروع ہوئی مذاکرات کا مرحلہ آیا مذاکرات تقریباً کامیاب ہو چکے تھے کہ چیف آف دی آرمی اسٹاف جنرل محمد ضیا الحق نے مارشل لا نافذ کرکے جمہوریت کو تہہ تیغ کر دیا ضیا الحق کے دور میں منتخب وزیراعظم کا عدالتی قتل ہوا سیاسی کارکنوں کو اذیت ناک سزائیں اور صحافیوں تک کو کوڑے مارے گئے لیکن سب سے بڑھ کر ملک میں مذہبی تعصب، فرقہ واریت، لسانیت، ذات پات، کلاشنکوف کلچر اور غیر جمہوری روئیوں کو اتنا فروغ ملا کہ ملک آج بھی انہی پالیسیوں کے سبب آگ و خون کی لپیٹ میں ہے پانچ جولائی انیس

ستتر کو جنرل ضیا الحق نے پیپلز پارٹی کی حکومت کا تختہ الٹ کر مارشل لا نافذ کر دیا بعد ازاں اسی تجربے کا سامنا حکمران جماعت مسلم لیگ ن کو بھی کرنا پڑا اس طرح ملک کی دونوں بڑی جماعتیں آمریتوں کا تجربہ کر چکی ہیں اس کی وجوہات کیا رہی ہیں اور سیاسی استحکام کیسے ممکن ہے اس کے لئے سب کو جمہوریت کے تسلسل کی قسم کھانی ہو گی تاکہ اس کے فائدے عوام تک پہنچ سکیں اور کسی آمر کو یہ نہ لگے کہ عوام اب جمہوریت ست اکتا چکے مصر میں ہونے والی بغاوت سب کے سامنے ہے اس لئے آمریت کا راستہ روکنا اور جمہوریت کا استحکام بہت ضروری ہے اس کے لئے عوام کے ساتھ ساتھ حکمرانوں اور سیاسی پارٹیوں کو بھی اپنا کردار ادا کرنا ہو گا اور پرانا اور فرسودہ نظام جس کو بدلنا ہو گا اور اس کے لئے ایک شخص کچھ بھی نہیں کر سکتا جب تک کہ پوری قوم اس کے ساتھ کھڑی نہ ہو جائے آپ نے دیکھا تھا جب ایک آمر نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر عدلیہ پر وار کیا تھا صرف ایک شخص کے انکار نے آج ہماری عدالتوں کا نظام بدل دیا اگر وہ شخص اکیلا ہوتا تو آج نظام وہیں کا وہیں ہوتا مگر اس وقت جس طرح پوری قوم نے اس کا ساتھ دیا تھا آج ایک بار پھر اسی جزبے کی ضرورت ہے۔

کشکول ابھی ٹوٹا نہیں

وزیر خزانہ کا یہ بیان کہ آئی ایم ایف سے قرض اپنی شرائط پر لیں گے پڑھ کے لوگوں کو عجیب سا لگا کیونکہ قرض دینے والے کی مرضی زیادہ مقدم ہوتی ہے نہ کہ لینے والے اندر کی بات یہ ہے کہ پاکستان کا وہ بچہ جو پہلے ساٹھ سے ستر ہزار کا مقروض تھا اب اس کا قرضہ بڑھ کے اسی سے پچاسی ہزار پر پہنچ گیا ہے جس میں مذید اضافے کی توقع ہے پاکستان کی نئ حکومت نے آنے سے پہلے آئی ایم ایف سے کوئی قرضہ نہ لینے کا اعلان کیا تھا اور کشکول کو توڑ کر ملکی وسائل سے کام چلانے کی باتیں ہو رہی تھیں مگر پھر اچانک کیا ہوا کہ خزانے کو عارضی طور پر بھرنے کے لئے آئی ایم ایف سے رجوع کرنا پڑا پاکستان کی نئ نویلی حکومت نے آئی ایم ایف سے قرضہ لے کر ثابت کر دیا کہ کشکول ابھی ٹوٹا نہیں بلکہ اور زیادہ لمبا ہو گیا ہے کیونکہ پاکستان نے جتنے بڑے قرض کی رقم لی ہے اس کو چکانے میں اس حکومت کا سارا ٹائم پیریڈ ختم ہو جائے گا اور اس کا سارا بوجھ اگلی آنے والی حکومت پر ہو گا اس نئے قرضے کی وجہ سے وہ تمام امیدیں جو پاکستان کے عوام نے ووٹ دے کر اور نئ حکومت بنا کر پیدا کر لی تھیں وہ ٹوٹ رہی ہیں نئ آنے والی حکومت نے پہلے ہی پاور پلے میں ہی عوام کے پسینے نکال دیے ہیں اور ابھی پینتالیس اوور کا میچ باقی ہے اس صورتحال سے عوام کی پریشانی نظر

آ رہی ہے مجھے سابق وزیر اعظم گیلانی کی وہ تقریر آج بھی یاد آ رہی ہیں جس میں انھوں نے فرمایا تھا کہ حکومت اپنے پہلے سو دن کی کر کردگی سے ہی عوام کو مطمئن کر دے گی مگر پھر کیا ہوا تھا پاکستان کے عوام اچھی طرح جانتے ہیں اب بھی صورتحال اسی طرف جا رہی ہے نئی حکومت بنی ہے اور کچھ بھی نہیں بدلا ماسوائے حکمران چہروں کے نہ بے روزگاری کا کچھ بن سکا نہ لوڈ شیڈنگ کا نہ امن و امان کا اور نہ ہی ملکی معاشی صورتحال کا الٹا لوگوں کے لئے حالات کو اور زیادہ مشکل بنا دیا گیا ہے رہی سہی کسر عوام پر لگائے جانے والے نئے ٹیکسوں نے پوری کر دی پاکستان کا ایک عام آدمی جو کہ ان دنوں بہت مشکل سے جی رہا ہے اور اس کے شب و روز جس مشکل صورت حال کا شکار ہیں ان کا ادراک حکمران اور اعلیٰ اشرفیہ کو نہیں ہے ایک عام مزدور آدمی پورا دن مزدوری کرنے کے بعد بمشکل تین سو سے چار سو روپے کما پاتا ہے اب ان چار سو روپوں کا اگر کنجوسی کے ساتھ بھی استعمال کیا جائے تو وہ اپنے پورے دن کے اخراجات کو کنٹرول نہیں کر سکتا کیونکہ مہنگائی اتنی زیادہ ہے کہ وہ چاہتے ہوئے بھی اپنی لیے کچھ بچت نہیں کر سکتا اس کے لیے دو وقت کی روٹی کو اتنا مشکل کر دیا گیا ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی حل اس کو نظر نہیں آتا چار سو روپے جو اس نے پورے دن میں کمائے تھے تین وقت کا کھانا کھانے کے بعد کم پڑ جاتے ہیں ۔ ملکی اداروں کا یہ حال ہے جس کو دیکھو خسارے میں کوئی دس ارب کا مقروض تو کوئی سو ارب کا اب ان اداروں کا قرض اتارنے کے لیے مزید قرض لے لیا جاتا ہے

جو کہ ادارے پر مزید بوجھ بن جاتا ہے نئی حکومت آنے کے بعد ایک اچھے بجٹ کی نوید سنائی جا رہی تھی اور کہا جا رہا تھا یہ ایک مثالی بجٹ ہو گا پاکستان کے اکثریتی عوام بجٹ کو لفظوں کا ہیر پھیر سمجھتی ہے کیونکہ بجٹ ہوتا ہے پورے سال کے لیے ہوتا ہے مگر کھانے پینے اور روزمرہ کی اشیاء کی قیمتوں میں تو ہر روز اضافہ کر دیا جاتا ہے جن چیزوں پر سبسڈی دی جاتی ہے وہ بجٹ کے کچھ ہی دنوں بعد ختم کر دی جاتی ہے اور نئے نئے طریقے دریافت کر کے عوام سے پیسے نکلوائے جاتے ہیں جس کو عام الفاظ میں منی بجٹ کہا جاتا ہے اور پاکستان میں آئے روز اس قسم کے منی بجٹ آتے رہتے ہیں کیونکہ ہمارے ہاں ڈنگ ٹپاؤ کی پالیسی رائج ہے جہاں ضرورت پڑے آئی ایم ایف سے بھاری سود پر قرضہ لے کر وقت گزاری کر لی جاتی ہے پھر ان کی دی جانے والی شرائط پر عمل کر کے ٹیکسوں کے بوجھ تلے عوام کو پیسا جاتا ہے اور نتیجہ مہنگائی کی صورت میں سب کے سامنے آتا ہے اور حکمرانوں کو اس بات سے کوئی غرض نہیں ہوتی انہیں تو اپنے مفادات کو تحفظ دینا ہے اور اپنے لیے پاکستان کے عوام کے پیسوں سے خریداری کرنا اور حج اور عمرے کرنا سیر سپاٹے کرنا اور جب اس کام پر تنقید کی جائے تو کہا جاتا ہے کہ جمہوری حکومت کے خلاف سازش ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ جمہوریت کے دشمن ہیں اب بھلا کوئی یہ بتائے کہ جمہوریت ہوتی ہے عوام کی بھلائی کے لیے اس کی وجہ سے عوامی ترقی کے راستے کھلتے ہیں لیکن یہاں گنگا الٹی بہہ رہی ہے اب پاکستان کی عوام بھی اب اس صورتحال سے کافی

پریشان نظر آ رہی ہے کیونکہ ان کو اس نئی حکومت سے بہت سی توقعات تھیں کہ ان کے زخموں پر مرہم رکھا جائے گا مگر صورت حال اس کے برعکس ہے عوام کی مہنگائی کی وجہ سے چیخیں نکل رہی ہیں مگر کوئی سننے والا نہیں کیونکہ یہاں کے حکمران جب اقتدار میں ہوں تو وہ بہرے ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھی پاکستان کے عوام بہتری کی امید رکھتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ایسی ہی صورتحال پورے ملک کی ہے اور ان حالات کو بدلنے کے لئے انھوں نے جو کرنا تھا کر لیا اب نئی قائم ہونے والی حکومت کا کام ہے کہ وہ عوام کو ریلیف دے اور ان تمام مسائل پر قابو پائے -

شمسی توانائی لوڈشیڈنگ کا آسان حل

پاکستان اپنی بجلی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے زیادہ تر تیل پر انحصار کرتا ہے گذشتہ چند برسوں سے عالمی سطح پر تیل کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہورہاہے جس کے باعث ایک طرف جہاں بجلی مہنگی ہوتی جاری ہے دوسری جانب بجلی کی بڑھتی ہوئی مانگ پوری کرنے کے لیے زرمبادلہ پر دباؤ بڑھ رہاہے موجودہ صورت حال میں پاکستان کیلئے توانائی کے متبادل ذرائع تلاش کرنا ضروری ہوگیاہے جس کے لئے جکام ہو رہاہے اس کام کی رفتار انتہائی سست ہے یا پھر یہ منصوبے فائلوں کی نذر ہو رہے ہیں جس کی واضح مثال پنجاب میں توانائی انرجی کمیشن کے بارے میں رپورٹس بھی ہیں جو اخبارات میں چھپی ہیں کہ اس بورڈ نے لوگوں کے لئے جتنے بھی توانائی کے منصوبے بنائے وہ صرف اور صرف فائلوں تک ہی محدود رہے اور عملی طور پر ایک یونٹ بھی بجلی پیدا نہ کی جا سکی جب اس طرح کے بورڈز یا کمیشن لاکھوں روپے لیکر بھی کوئی کام نہیں کریں گے تو وہ اقدامات جو کہ حکومت اس بحران کو ختم کرنے کے لئے کر رہی ہے ان کا کوئی فائدہ ہونے والا نہیں پاکستان ایک ایسے خطے میں واقع ہے جہاں سارا سال سورج چمکتا ہے چنانچہ یہاں آسانی سے بڑی مقدار میں شمسی توانائی حاصل کی جا سکتی ہے پاکستان میں اس شعبے میں پیش رفت ہورہی ہے لیکن انتہائی سست رفتاری سے ایسے بحران مین جب قوم لوڈشیڈنگ کی

ماری ہوئی ہے ضرورت اس امر کی تھی حکومت جنگی بنیادوں پر یہ کام کرواتی لیکن شاید یہاں کام سے پہلے اپنا فائدہ دیکھا جاتا ہے اگر حکومت صرف اور صرف لوڈشیڈنگ کو قابو کرنا چاہیے تو یہ کوئی مشکل بات نہیں لوگ اکثر پوچھتے ہیں کہ عام افراد اپنی بجلی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے شمسی توانائی سے کس طرح فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟ شمسی توانائی کا استعمال گزشتہ کچھ برسوں میں پوری دنیا میں بڑھ رہا ہے لیکن اس کے بارے میں عام لوگوں کو زیادہ معلومات نہیں ہیں لیکن اس کی فادیت کو دیکھتے ہوئے اس سسٹم سے لوگوں کی توقعات بڑھ جاتی ہیں اور وہ کئی غلط فیصلے کر بیٹھتے ہیں سولر پینلز سورج سے بہت سی روشنی کو لے کر قلیل مقدار میں بجلی پیدا کرتے ہیں اس لیے اس کا استعمال احتیاط سے کرنا چاہیے اور روشنی کے لیے ایل ای ڈی بلب استعمال کرنے چاہیں صرف ایل ای ڈی بلب ہی نہیں بلکہ گھر کی دوسری چیزیں بھی سولر انرجی سے مطابقت رکھنے والی ہونی چاہیں سولر انرجی ڈی سی کرنٹ پیدا کرتی ہے اس لیے اس پر وہی مشینیں چلانی چاہییں جو ڈی سی کرنٹ پر چلیں اور سولر سسٹم کی لاگت کو کم کرنے کے لیے سسٹم کے ساتھ منسلک دوسرے آلات بھی انرجی ایفیشنٹ ہونے چاہییں سولر سسٹم کی موجودہ لاگت کے پیش نظر پریکٹیکل یہ ہے کہ گھر کا پورا سسٹم سولر پر نہ کریں بلکہ صرف اسے بیک اپ کے طور پر استعمال کریں پاکستان کے کسی بھی علاقے میں لوڈ شیڈنگ کے وقت یا بجلی چلے جانے کی صورت میں یا جن علاقوں میں بجلی نہیں ہے گھر کا ایک کمرہ روشن کرنے کے لیے سولر

پینل کے سب سے چھوٹے سسٹم کو انسٹال کرنے پر چار سے پانچ ہزار یا زیادہ سے زیادہ دس ہزار روپے خرچ ہو سکتے ہیں اور اسی طرح اگر اس کے ساتھ ایک پنکھا بھی چلانا چاہیں تو یہ لاگت اسی حساب سے بڑھتی جائے گی لیکن یہ سب سرمایہ کاری صرف ایک بار کی ہوگی اور اس کے نتیجے میں بجلی کے بل کی بچت ہو گی مارکیٹ میں لوگ سولر سسٹم لگانے کے لیے موجود ہیں لیکن یہ سولر پینل الیکٹریکل کی تھوڑی بہت سمجھ بوجھ رکھنے والا شخص انسٹال کر سکتا ہے جنریٹر اور سولر انرجی کا تقابل کرتے ہوئے سولر سسٹم زیادہ سستا پڑے گا لیکن اس وقت سسٹم میں استعمال ہونیوالی بیٹری مہنگی ہے سولر پینل سے 25 سینٹ فی گھنٹہ کی بجلی پیدا کر سکتا ہے بڑے پیمانے پر سولر انرجی پیدا کرنے 21 والے نجی اداروں سے حکومت بجلی خرید سکتی ہے اور ایک کلو واٹس یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ سولر انرجی پیدا کرنے والے الات درآمد کرنے کے لیے حکومت نے کسٹم ڈیوٹی معاف کر دی ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ بڑے پلانٹس کے لئے کسٹم ڈیوٹی میں مکمل چھوٹ دی جائے اور سولر انرجی کے فروغ کے لیئے مذید اقدامات اٹھانے کے ساتھ ساتھ لوگوں میں اس کی افادیت کو عام کیا جائے پاکستان میں مختلف مقامات پر اس حوالے سے کام کر ہو رہا ہے لیکن اس کا سب سے بڑا پراجیکٹ وہ تھا جس کے تحت مٹھی میں پچاس دیہاتوں میں تیس ہزار گھروں کو سولر انرجی فراہم کی گئی اور ہر گھر کو کو دو دو لائٹس اور ایک ایک پنکھا چلانے کے لیے سولر سسٹم لگا کر دیا تو اس پورے سسٹم پر ایک گھر میں چالیس

ہزار روپے خرچ ہوئے اور اب جب کہ پینلز اور دوسرے متعلقہ آلات کی قیمتوں میں کمی ہو رہی ہے اس لاگت میں اور کمی ہو سکتی ہے اس پروگرام کو مذید پھلانے کے لئے ضروری ہے کہ حکومت فوری طور پر اقدامت کرے اور جن جن علاقوں میں بجلی کی لوڈ شیدنگ زیادہ ہے وہاں ان پینلز کو کم قیمت پر مہیا کیا جائے اس طرح حکومت لوڈ شیدنگ کے بحران پر قابو پانے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو لوڈ شیدنگ کے بحران سے مستقل نجات دلا سکتی ہے۔

دیکھتے سب ہیں بولتا کوئی نہیں

کراچی جو کہ پاکستان کا معاشی حب ہے جہاں سے پاکستان کی تمام معاشی سرگرمیوں کا آغاز ہوتا ہے اور ایک اندازے کے مطابق کراچی پاکستان میں رہنے والے عوام کو روزگار فراہم کرنے والا سب سے بڑا شہر تصور کیا جاتا ہے جہاں ہر نسل اور مذہب کے لوگ ہنسی خوشی اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کے لئے روزگار کماتے ہیں کراچی جسے عام الفاظ میں روشنیوں کا شہر بھی کہا جاتا ہے آج کل بہت سے مسائل میں گرا ہوا ہے جس میں سب سے بڑا مسئلہ امن وامان کی مخدوش صورتحال، بھتہ خوری اور قتل عام ہے کراچی خوبصورت اور بڑا شہر ہے اس کی بے مثال ترقی کو دیکھتے ہوئے اس پر لکھنا شروع کروں تو شاید یہ صحفات کم پڑ جائیں۔

گزشتہ کئی سالوں سے کراچی کی صورتحال کسی مظلوم کی طرح کی ہو چکی ہے جو ظلم سہتے سہتے بلکل نڈھال ہو چکا ہے عہد نو کا اس سے بڑھ کے سانحہ کوئی نہیں کراچی کی صورتحال کو سب کی آنکھیں دیکھتی ہیں بولتا کوئی نہیں کراچی میں قتل و غارت گری کا سلسلہ جاری ہے ہر روز کئی گھروں کے چراغ گل کر دیے جاتے ہیں کئی ایک کو اغواء کر لیا جاتا ہے اور اہم بات یہ کہ ہم تک وہی رپورٹس پہنچتی ہیں جو اخبارات کی زینت بنتی ہیں اگر ان خفیہ واقعات کو جو کہ رپورٹ

نہیں ہو سکتے ان کو شامل کر لیا جائے تو اعداد و شمار اتنے خوفناک ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا مرنیوالوں کے نام تو پتہ چل جاتے ہیں لیکن قاتل نا معلوم ہی رہتے ہیں جو کہ وہاں کی پولیس کی ناکامی ہے یا اس کی بڑی وجہ وہاں کی دہشت گرد تنظیمیں اس قدر مضبوط ہو چکی ہیں کہ پولیس اور قانون نافذ کرنے والے ادارے بھی ان کے آگے بے بس نظر آتے ہیں جس کی وجہ سے کراچی میں آگ و خون کی ہولی رکنے کا نام ہی نہیں لیتی اب تک سینکڑوں افراد موت کی آغوش میں جا سوئے ہر صبح کا آغاز موت کی خبروں سے ہوتا ہے اور رات گئے تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے نا معلوم دہشت گرد سلیمانی ٹوپی پہن کر اپنی کمین گاہوں سے نمودار ہوتے ہیں اور اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہو کر نہ جانے کہاں چلے جاتے ہیں جن کے بارے میں وہ محکمے اور ادارے بھی نہیں جانتے جن کو ان کا پتہ ہونا چاہیے اب تو صورتحال یہ ہے کہ لوگ گھروں سے نکلتے ہوئے سوچتے ہیں کہ کیا پتا وہ گھر آنا نصیب ہو گا یا نہیں گزشتہ کچھ روز سے جو ہو رہا ہے اس سے لگتا ہے کہ وزیر داخلہ سچ کہہ رہے تھے کہ سیکیورٹی پالیسی کو بدلنا ہو گا اور تمام قانون نافذ کرنے والے اداروں کو آپس میں باہمی روابط کو مضبوط بنانا ہو گا تاکہ دہشت گرد عناصر اور بھتہ مافیا کو شکست دی جا سکے کیونکہ تاجر برادری بھتہ خوری کی پرچیوں سے پریشان اور اپنی جان کی امان کے لئے بھتہ دینے پر مجبور دکھائی دے رہے ہیں اور اگر کوئی غلطی سے نہ کر دے تو دکانوں پر کریکر حملے ہوتے ہیں تو تاجروں کے

گھروں کے باہر بم ملتے ہیں یا پھر دستی بم پھینکے جاتے ہیں جن کا مقصد یہ بتانا ہوتا ہے کہ ہم بھتہ مافیا کس قدر مضبوط ہیں شہر کا کوئی کونا ایسا نہیں جو ان کی مذموم کارروائیوں سے محفوظ ہو یوں لگتا ہے کہ کراچی اس آتش فشاں کی مانند ہے جو یکدم پھٹنے سے پہلے آہستہ آہستہ لاوا اگلتا ہے اور بعد ازاں اس کے اثرات پورے ملک تک پھیل جاتے ہیں اس صورتحال میں سب ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے حکومت کوئی بھی کاروائی کرنے سے کترا رہی ہے اس کی بڑی وجہ وفاق میں پاکستان مسلم لیگ ن اور سندھ میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کا ہونا بھی ہو سکتا ہے جو آپریشن کرکے اپنے لئے مشکلات پیدا نہیں کرنا چاہتی۔

کراچی پاکستانی معیشت کی شہ رگ ہے جب کراچی میں خون بہتا ہے تو پاکستان بھر میں زخم کی شدت محسوس کی جاتی ہے لیکن یہ کیا کہ اب کراچی زخموں سے چور چور دہائی دے رہا ہے لیکن کوئی نہیں سن رہا عسکریت پسندی، دہشت گردی اور عدم برداشت کے مکروہ شکنجوں نے اس خوبصورت، جوشیلے اور ترقی کرتے ہوئے شہر کو اپنی گرفت میں جکڑا اور پھر نگلنا شروع کر دیا کسی نے سوچا بھی نہ تھا کہ عدم برداشت اور گولی کی سیاست کی برسوں آبیاری کی گئی فصل کا پھل دہشت گرد اتار لیں گے جس کا سارا نقصان پاکستان کو ہوگا بھتہ خوری اور ٹارگٹ کلنگ کراچی میں ایک دوسرے پر برتری اور حاکمیت جمانے کے لئے ایک دوسرے سے

دست و گریباں ہیں ہر کوئی اسے اپنی جاگیر سمجھ رہا ہے یہ نادان یہ نہیں سمجھتے کہ یہ پاکستانیوں کا کراچی ہے اب تک کے حالات دیکھ کر لگتا ہے کہ کراچی کی کنجی عسکریت پسندوں اور دہشت گردوں کے پاس ہے اس میں وہاں کی سیاسی جماعتوں کی بھی ذمہ داری ہے جنھوں نے ایسے عناصر کی اپنے مخصوص مقاصد کے لئے آب یاری کی اور اب یہ تمام عناصر اتنے زیادہ مضبوط ہو چکے ہیں کہ ان جماعتوں کے کنٹرول سے تقریبا باہر ہیں اب سوال یہ ہے کہ اس مسئلے کا حل کیا ہے؟ لگتا یوں ہے کہ کراچی کے بحران سے عارضی اقدامات کے ساتھ نمٹا اب مشکل ہے اگر کوئی طاقت پائیدار حل دے سکتی ہے تو وہ ہے پولیس، ایک مضبوط، آزاد اور بھرپور صلاحیت کی حامل پولیس شہر میں امن بحال کر سکتی ہے اس کے لئے پولیس کو فری اینڈ فیئر بنانا ہو گا اور پولیس کے محکمے میں چھپی ہوئی کالی بھیڑوں کا نکال باہر کرنا ہو گا اور پولیس کے محکمے ے سیاسی وابستگیوں کو بلکل ختم کرانا ہو گا اور اگر حالات پھر بھی درست سمت میں نہیں جاتے تو دوسرے قانون نافذ کرنے والے اداروں کے توسط سے ٹارگٹڈ آپریشن کرنا ہو گا کیونکہ کراچی کا زخم اب ناسور بنتا جا رہا ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ ایسے اقدامات کیے جائیں وگرنہ دوسری صورت میں حالات بہت گھمبیر نظر آ رہے ہیں جن کا پاکستان کبھی بھی متحمل نہیں ہو سکتا .

اصل کرداروں پر ہاتھ ڈالنے کی ضرورت

وطن عزیز میں گیس چوری اور بجلی چوری کے انسداد کے لئے آج کل مہم عروج پر ہے اس مہم میں ضلعی ٹیموں کے ساتھ ساتھ پولیس اور ضلعی انتظامیہ بھی شامل ہیں جو ان چوروں کے خلاف کاروائی میں اپنا اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی ہیں اب تک کی اطلاعات کے مطابق پنجاب کے بڑے شہروں جن میں فیصل آباد، لاہور، راولپنڈی اور دیگر علاقوں میں کروڑوں روپے کی گیس اور بجلی چوری پکڑی جا چکی ہے اور ان ملوں یا فیکٹریوں کے مالکان کے خلاف مقدمات درج کیے جا رہے ہیں جو اس گھنونے دھندے مین ملوث ہیں گزشتہ دنوں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر اعظم پاکستان نے اس گیس فیکٹری کا دورہ بھی کیا جہاں ایک اندازے کے مطابق کروڑوں روپے کی گیس چوری کی جا رہی تھی اس بات کو میڈیا نے بھی ہائی لائٹ کیا ان سب باتوں میں جو سب سے عجیب ہے وہ ان محکموں کے افسران کے خلاف کاروائی نہ کرنا ہے جن کے علاقے میں یہ کام ہو رہا تھا۔

پاکستان میں یہ چیز عام طور پر دیکھی جاتی ہے کہ آپ محکمہ واپڈا میں چلے جائیں گیس کے محکمہ میں چلے جائیں یا ٹیکس آفس یا کسی بھی سرکاری کارپوریشن میں چلے جائیں جب آپ سے ان کی کسی سروس کا مطالبہ کرتے ہیں تو وہ آپ کو دو

طریقوں سے گائیڈ کرتے ہیں پہلا طریقہ قانونی اعتبار سے درست طریقہ کار ہوتا ہے جس میں سب سے پہلے آپ کو اپنے ضروری کاغذات کی تکمیل کا کہا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی کسٹمر کے کان میں کہہ دیا جاتا ہے کہ اس طریقے سے وقت کا ضیاع ہو گا اور پیسے بھی اتنے خرچ ہوں گے ساتھ ہی دوسرا طریقہ بھی بتایا جاتا ہے جس کے مطابق سب کام وہ سرکاری اہلکار خود کرتے ہیں لیکن رقم کچھ زیادہ ہوتی ہے آج کل نفسا نفسی کا دور ہے ہر کوئی وقت بچانے کے چکر میں ہے اس لئے ایسے گاہک بڑے آرام سے ان لوگوں کے ہاتھ لگ جاتے ہیں اور اس طرح لاکھوں روپے کی کرپشن دن بھر میں ان محکموں میں ہو جاتی ہے جس کا کوئی اندازہ بھی نہیں کر سکتا مزے کی بات یہ ہے کہ ایسے لوگ یہ رقم اکیلے خود نہیں کھاتے بلکہ اس کا حصہ اوپر تک جاتا ہے اب یہ کتنے اوپر تک جاتا ہے اس کا کسی کو صحیح اندازہ نہیں اسی طرح ان محکموں میں شامل لوگوں سے جب کسی کام کی بابت بات کی جائے تو ان کو ہزاروں طریقے آتے ہیں کہ کس طرح لوگوں کو محکمانہ ٹیکس سے بچا سکیں اور وہ اس کام کی اپنی فیس وصول کر کے حکومت کو لاکھوں روپے کی پھکی دے جاتے ہیں اور یہ بھی نہیں سوچتے کہ جو محکمہ ان کے روزگار کا ذریعہ ہے یہ لوگ اسی کے جڑیں کاٹ رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج پاکستان سٹیل مل، پاکستان ریلوے اور پاکستان ایئر لائن خسارے میں جا رہی ہیں اور ان کو ہر سال حکومت کئی ارب روپے کی اگر گرانٹ نہ دے تو یہ کب کی دفن ہو چکی ہوں ایسی صوتحال کے زمہ دار ایسے ہی لوگ ہیں جو دیمک کی طرح ان نفع بخش اداروں کو نوچ رہے

ہیں آپ ایف بی آر کی مثال ہی لے لیں اس میں کئی بار ایسا دیکھنے میں آیا ہے کوئی انکم ٹیکس انسپکٹر ٹیکس نہ دینے کی وجہ سے چالان کرتا ہے تو ساتھ ہی خفیہ طور پر ان کو اس چالان سے بچنے کا طریقہ بھی بتا دیتا ہے اور اس طرح وہ اپنے محکمے میں افسروں کے سامنے سرخرو بھی ہو جاتا ہے اور کسٹمر کو بھی مطمئن کر لیتا ہے یہی حال تقریبا محکمہ واپڈا پولیس ،پی آئی اے ،پاکستان ریلوے اور دیگر اداروں کا ہے۔اس بات کی خوشی سب، لوگوں کو ہو رہی ہے کہ گیس اور بجلی کے اتنے بڑے بڑے چور پکڑے گے سزا ہو نہ ہو یہ بعد کی بات ہے مگر ہمیں اس بات کو بھی مد نظر رکھنا ہوگا کہ محکمہ واپڈا یا محکمہ سوئی گیس کی تنصیبات کو کوئی عام آدمی ہاتھ لگانے کا سوچ بھی نہیں سکتا جب تک کہ کوئی ماہر آدمی نہ ہو اس لئے ضرور ایسے لوگوں کے پیچھے ان محکموں کی وہ کالی بھیڑیں چھپی ہوئی ہیں جنھوں نے ان لوگوں کو اس مکروہ کام کیلئے اکسیا اور ان سے اپنی قیمت وصول کی اور اگر صحیح اور بہتر طریقے سے انو سٹیگیشن ہوئی تو ایسے کئی کردار بے نقاب ہوں گے جنھوں نے ان فیکٹریوں سے لاکھوں کی نہیں کروڑوں کی ماہانہ منتھلیاں لی ہوں گی مگر یہاں کون سچ کو دیکھتا یا اس کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتا ہے بس جس کی گردن پر چھری آ گئی وہ گیا بے شک سچا ہو یا جھوٹا اس لئے ضروت اس امر کی ہے کہ جن جن علاقوں میں یہ چوریاں پکڑی گئی ہیں ان علاقوں میں ان محکموں کے سربراہوں کو شامل تفتیش کیا جائے اور جو فیکٹری یا مل مالکان ملوث پائے گے ہیں ان سے اس بات تفتیش کی جائے

کہ ایسے کون سے عناصر ہیں جو ان کی پشت پناہی کر رہے تھے آپ یقین جانیے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا اور اس کے بعد سزا و جزا کے مرحلے پر کسی سے کوئی رعایت نہ کی جائے چاہیے اس کا تعلق کسی بھی سیاسی جماعت سے کیوں نہ ہو اگر ایسا ہو گیا تو کسی کی جرات نہیں ہو گی وہ گیس پانی یا بجلی چوری کر سکے مگر۔۔۔۔ مگر ایسا ہونے کی توقع بہت کم ہے کیونکہ ہمارے ہاں سیاسی مصلحت آڑے آ جاتی ہے پھر ایسے لوگوں کے خلاف ہتھ ہولا رکھنا پڑ جاتا ہے جس کی وجہ سے ایسے عناصر اب اس معاشرے کا طاقتور مافیا بن گئے ہیں جو ہر ایک کو آنکھیں دیکھاتے نظر آتے ہیں اور ان طاقتور لوگوں کے خلاف کوئی بھی کسی قسم کی کاروائی نہیں کرتا کیونکہ ایسے لوگوں کو اگر سزا ہو بھی جائے تو وہ آدمی جس نے ان کو ایسی سزا دلوانے میں اپنا دن رات ایک کیا ہوتا ہے وہ اپنے گھر نہیں پہنچ پاتا کہ اس سے پہلے ایسے لوگ جیلوں سے رہا ہو کہ اپنے گھر پہنچ چکے ہوتے ہیں اگر ہم نے ان مسائل کا حل نکالنا ہے ان بحرانوں سے نجات پانی ہے تو ایسے کرداروں کو قرار واقعی سزا دلوانی ہو گی تب جا کے ان چیزوں کی چوری کو لگام دی جا سکتی ہے دوسری صورت میں یہ کیا اس سے کئی بڑی بڑی چوریاں ہمارے قومی خزانے کو نقصان پہنچاتی رہیں گی اور ہم ان کا تماشا دیکھتے رہے گے۔

پاکستانی خواتین کا ایک اور اعزاز

پاکستان کی 51 فیصد آبادی خواتین پر مشتمل ہے محدود وسائل کے باوجود خواتین نے مردوں کے شانہ بشانہ ہر شعبے میں خود کو منوایا چاہے شعبہ کوئی بھی ہو طب کا شعبہ ہو یا انجینئرنگ کا، کسی بھی شعبے میں وہ مردوں سے پیچھے نہیں رہیں خواتین کو پاکستان میں مرودوں کے شانہ بشانہ کام کرنے کے مساوی مواقع دستیاب ہوتے ہیں اس بات کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید عالم اسلام کی پہلی خاتون منتخب وزیر اعظم تھیں یہ اعزاز پاکستان کو حاصل ہے کہ اس کی سابقہ قومی اسمبلی کی منتخب سپیکر بھی خاتون ڈاکٹر فہمیدہ مرزا ہی تھیں جو عالم اسلام کی پہلی منتخب سپیکر قومی اسمبلی تھیں اور جنھوں نے پانچ سال تک ایوان کو کامیابی سے چلایا پاکستان میں کسی بھی شعبے کو دیکھ لیں خواتین کی ایک بہت بڑی تعداد ہمیں ان تمام شعبوں میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کرتی اور کامیابیاں سمیٹنے میں مصروف نظر آتی ہیں پاکستان میں خواتین کو بلا شبہ دوسری اقوام کے مقابلے میں ترقی کے زیادہ مواقع میسر ہیں شاید یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی خواتین کو جب مواقع ملتے ہیں تو وہ ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیتی ہیں کہ دنیا ان کے کارناموں کی معترف نظر آتی ہے۔

پاکستان میں جہاں دیگر شعبوں میں خواتین مردوں کے ساتھ ساتھ ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کر رہی ہیں وہیں پاک سرزمین کی حفاظت کیلئے فوج میں بھی خواتین کی بڑی تعداد اعلیٰ اور اہم عہدوں پر کام کر رہی ہے قیام پاکستان سے خواتین آرمی میں بطور ڈاکٹر اور نرس خدمت انجام دیتی چلی آ رہی تھیں لیکن اب میڈیکل کے علاوہ دیگر شعبوں میں بھی خواتین کو بطور آفیسر بھرتی کیا جا رہا ہے دو ہزر چھ میں تیس خواتین کو سگنلز، تعلقات عامہ، کمپیوٹر سیکشن، تعلیم اور قانون کے شعبوں میں بطور کیپٹن اور میجر تعینات کیا گیا تھا اب یہ تعداد بہت بڑھ چکی ہے اور خواتین کیڈٹس کو اب مخصوص شعبوں کے علاوہ میدان کارزار میں اتارنے کے لئے بھی تیار کیا جا رہا ہے ویسے تو بری، بحری اور فضائیہ میں طب اور دیگر شعبوں میں خواتین کام کرتی ہی ہیں پاک فوج کی جانب سے بھی اس سلسلے میں اہم اقدامات اٹھائے گئے اور خواتین کو باقاعدہ فوجی تربیت کے ساتھ ساتھ تمام عسکری شعبوں میں بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا تھا خواتین کیڈٹس نے پاکستان ملٹری اکیڈمی میں تربیت کے تمام مراحل کو خوش اسلوبی سے انجام دیا اور ہر شعبے میں کارہائے نمایاں انجام دیئے گزشتہ دنوں پاک فوج کی خواتین کیڈٹس نے ایک اور تاریخ رقم کی جب انہوں نے بلندی سے چھلانگ لگا کر خواتین کے پہلے پیراٹروپنگ کورس کی کامیابی سے تکمیل کی یہ کورس پیرا شوٹ ٹریننگ سکول پشاور میں ہوا یہ سکول جمپنگ ٹریننگ کے لحاظ سے دنیا کے ممتاز

اداروں میں سمجھا ہوتا ہے پہلے بیچ میں چوبیس پر عزم خواتین آفیسرز کو شامل کیا گیا تھا تین ہفتوں پر مشتمل اس کورس کے ہر مرحلے پر انہوں نے بہادری عزم اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کا ثبوت دیا اور ثابت کیا کہ پاکستانی خواتین بھی کسی بھی طور پر کم نہیں ہیں پیراشوٹ سے جمپ لگانا جان جوکھوں کا کام ہے جو انتہائی مہارت اور دلیری کا متقاضی ہوتا ہے اڑتے ہیلی کاپٹر سے چھلانگ لگانے فضاؤں کو تیرنے اور چیرنے کے بعد پیراشوٹ کو کھولنے اور پھر اسے الجھنے سے بچانے اور توازن قائم رکھنے کے لئے پیراٹروپرز کو نہ صرف جسمانی لحاظ سے مستعد ہونا ضروری ہے بلکہ ذہنی لحاظ سے بھی کسی بھی ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے تیار ہونا پڑتا ہے کسی بھی مرحلے پر بے احتیاطی، ذہنی دباؤ یا خوف آپ کو موت کے دہانے پر لے جاسکتا ہے اس لئے ان تمام مراحل میں پیراٹروپس کو گزرتے وقت ہر لمحے چوکس رہنا پڑتا ہے پاک فوج کے افسر اور جوان خاص طور پر سپیشل سروس گروپ سے تعلق رکھنے والے جری جانبازوں کے لئے تو یہ مراحل معمول کی بات ہیں مگر خواتین کے لئے واقعی یہ جوئے شیر لانے سے کم نہیں تھا مگر پاک فوج کے ان خواتین نے جو کمال کر دکھایا ہے اس سے یقینا ہماری تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا ہے جو ہر سطح پر سراہے جانے کے قابل ہے پاک فوج میں اب خواتین صرف طب کے شعبوں تک محدود نہیں رہیں بلکہ تعلیم وتربیت اور مینجمنٹ کے علاوہ میدان کارزار میں بھی اب وہ اپنی خدمات بڑے اعتماد سے نبھانے کے قابل ہوگئیں ہیں پاک فوج نے ان کی صلاحیتوں کو جو

نکھار بخشا ہے اس سے ان کے اعتماد میں بے حد اضافہ ہوا ہے اور انشاء اللہ مستقبل میں امید ہے کہ وہ حرب وضرب میں بھی کارہائے نمایاں انجام دیں گی اس کے علاوہ پاکستان ایئر فورس میں بھی خواتین لڑاکا پائلٹ شامل کیا گیا ہے اور انھوں نے مردوں کے مقابلے میں انتہائی مہارت کا مظاہرہ کیا ہے اور اس بات کا قوی امکان ہے کہ بہت جلد پاکستان ایئر فورس میں بھی خواتین لڑاکا پائلٹ کی خاصی تعداد موجود ہو گی کیونکہ اس طرح خواتین کا ان نسبتا مشکل شعبوں میں کامیاب ہونے کی وجہ سے دیگر شعبوں کی خواتین میں یہ جزبہ پروان چڑ رہا ہے کہ وہ بھی اس شعبے میں کامیاب ہو سکتی ہیں ان اعدادوشمار کو دیکھتے ہوئے کسی بھی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پاکستانی خواتین کو ترقی کے مساوی مواقع میسر نہیں بلکہ اب تک کے اعدادوشمار کو دیکھتے ہوئے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان میں جس طرح مشکل اور مردانہ شعبوں میں خواتین کو شامل کیا جا رہا ہے اور جس طرح کی کارکردگی کا مظاہرہ ان شعبوں میں خواتین کرتی نظر آ رہی ہیں وہ قابل تحسین ہے اور اس طرح خواتین کی کامیابی سے اس بات امید پیدا ہو چلی ہے کہ جب بھی وطن عزیز کو ان ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی ضرورت پڑے گی وہ مردوں کے شانہ بشانہ تعمیر وطن ،استحکام وطن اور دفاع وطن میں اپنا کردار بخوبی سرانجام دیں گی۔

احترام رمضان بخشش کا آسان ذریعہ

ماہ صیام رب العالمین کی نعمتوں اور رحمتوں کے ساتھ اپنی اختتام کی طرف بڑھ رہا ہے رمضان کی ہر رات کیف و سرور میں ڈوبی ہوئی ہر شام پیغام مغفرت اور ہر صبح پیام رحمت خداوندی ہے حضرت محمد ﷺ نے رمضان کی فضیلت پر بہت سے ارشادات فرمائے حضرت سلیمان فارسیؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ خطبہ شعبان کے آخری روز دیا آپ ﷺ نے فرمایا لوگو تم پر ایک مہینہ خدائی برکات و نوازشات کے ساتھ آنے والا ہے اللہ عزوجل نے مسلمانوں پر تیس روزے فرض کردیئے ہیں جو مسلمان اللہ عزوجل کی قربت چاہتا ہے وہ ماہ صیام اسکے اس خواب کی عملی تعبیر کو پر یقین بنا سکتا ہے رمضان کے مہینے میں ایک مقدس رات شب القدر ایسی بابرکت ہوگی جو ہزاروں راتوں سے زیادہ مقدس ہے جو شخص ماہ صیام میں کوئی عرض کریگا تو وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر مرتبہ فرض پورا کیا ہو رمضان کے مقدس ہونے کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم اسی مہینے میں نازل ہوا تھا قران پاک میں رمضان اور روزے کا ذکر سورہ بقرہ میں یوں کیا گیا ہے اللہ کا فرمان ہے لوگو رمضان میں روزے اس طرح فرض ہوئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے والے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے روزے کی غرض یہ ہے کہ تمھارے اندر تقوی صبر و تحمل پیدا ہو روزے کا حاصل و مقصود

تقوی میں ہے تقوی آخرت میں کامیابی کی شرط ہے یہ حقیقی کامیابی کی خاطر ناگزیر بھی ہے تقوی کی دولت پانے کے لئے دیگر عبادات کے ساتھ روزے بھی فرض کئے گئے ہیں اللہ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ قرآن کو شب قدر میں نازل کیا گیا تمھیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے یہ رات ہزاروں راتوں سے زیادہ افضل ہے اس لئے ہمیں ماہ صیام میں اپنے گناہ بخشوانے کے لئے اللہ تعالی کی قربت حاصل کرنے اور رمضان کی برکات کو زیادہ سے زیادہ سمیٹنے کی کوشش کرنی چاہیے اور رمضان میں زیادہ سے زیادہ ذکر خداوندی اور تلاوت قران مجید کو اہمیت دینی چاہیے خطبہ رمضان کے موقع پر صحابہ کرامؓ نے نبی آخرالزماں ﷺ سے استفسار کیا کہ ہم میں سے کئی دوست ایسے ہیں جو روزہ کھلوانے کی سکت نہیں رکھتے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل اس بندے کو بھی عظیم ثواب سے نوازیں گے جو کسی ایک روزہدار کا روزہ افطار کروائے گا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کا پہلا عشرہ اللہ کی رحمت درمیانی عرصہ مغفرت اور تیسرا حصہ جہنم سے نجات پر مشتمل ہے آپ ﷺ نے اصحابہ پر واضح کیا جو شخص پانی کے گلاس سے کسی کا روزہ افطار کروانے کا شرف پالیتا ہے تو قادر مطلق بروز جزا اسکی تواضع پانی کے ایسے گلاس سے کریگا جسے پینے اور جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی حضرت سعید خدریؓ حضرت محمد ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رمضان میں ساتوں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ آخری روزے تک جاری رہتا ہے مسلمان جب پہلا روزہ رکھتا ہے تو اگلے رمضان المبارک کے پہلے روزے تک یعنی

ایک سال تک 70 ہزار فرشتے اسکی مغفرت کی دعائیں مانگنے پر مامور کردیئے جاتے ہیں حضرت محمد ﷺ کے خطبہ مبارک سے واضح ہوجاتا ہے کہ یہ ماہ مبارک رحمتوں برکتوں کے نزول اور پروردگار عالم کے دربار میں مغفرت کا موسم بہار ہے اس لئے رمضان کی ان بابرکت گھڑیوں کی قدر کرنی چاہیے کیا معلوم اگلی باری میں روزے تو ہوں مگر ہم اس دنیا میں نہ ہوں رمضان کے اس تقدس کا خیال کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے مگر آج ہمارا معاشرہ ایسی بے راہ روی کا شکار ہے جس میں ہم دیکھتے ہیں کہ ماہ رمضان میں مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کا خون بہارہا ہے آئے روز بم دھماکوں اور خود کش حملوں میں درجنوں معصوم لوگ ہلاک ہو رہے ہیں ہمارے ہاں روزہ دار تاجر زخیرہ اندوزی اور مہنگائی کے نام پر غریب لوگوں کا خون چوس رہے ہیں رمضان بازاروں کے نام پر مخلوق خدا کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا جارہا ہے یہ لوگ پورے سال کی کسر ایک ہی ماہ میں نکال کر کیا خوب رمضان کی برکتیں سمیٹ رہے ہیں اور بد بخت اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اس مقدس مہینے میں تو مخلوق خدا کو کچھ ریلیف دے کر نیکی کمائی جا سکتی ہے لیکن اپنی آخری انجام سے بے خبر یہ لوگ لوٹ مار میں مصروف ہیں سرکاری دفاتر میں عیدی کے نام پر کرپشن کا ریٹ دوگنا وصول کیا جاتا ہے اور اسے عیدی کا نام دیا جاتا ہے جھوٹ، افراتفری اور مذہبی انتشار کا دور دورہ ہے حکمران طبقات افطاریوں کے نام پر سرکاری وسائل کا بے دریغ استعمال کررہے ہیں قتل و غارت چوریوں ڈکیتیوں کا زور و شور ہے یہ سب کچھ رمضان میں کیوں ؟اس سوال کا

جواب بہت مشکل ہے کیونکہ رمضان میں تو شیطان کو بھی قید کر دیا جاتا ہے پھر وہ کونسی طاقت ہے جو ہمیں برائی کے ان کاموں پر لگانے کی کوشش کرتی ہے اور ہم بڑے آرام سے اس کا آلہ کار بن جاتے ہیں ایسے میں ہم اس ماہ مقدس کی حرمت کا خیال کیسے رکھ سکتے ہیں روزے کو گراں سمجھنے والے کیا جانیں وہ اپنے جسموں پر چڑھانے والا گوشت کس کی خوراک کے لئے بڑھا رہے ہیں جب کل کلاں کو یہ مریں گے تو یہی توانا جسم کیڑے مکوڑوں کی خوراک بنے گا اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جانے والا تحفہ رمضان کا خیال کیا جائے اس کی برکتوں اور رحمتوں سے فائدہ اٹھایا جائے اور اس کو اپنی آخرت کو سنوارنے کے لئے استعمال کیا جائے یہ سب تب ہی ممکن ہے جب ہم اس مقدس ماہ کی حرمت کا خیال رکھیں گے اِسے اپنے گناہوں کی توبہ اور اپنے لئے مغفرت کا ذریعہ بنائیں گے اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کریں گے اِس میں اپنے لئے بخشش کا سامان کریں گے اور تھوڑی سی سختی برداشت کرکے ہم اپنی آخرت کو سنوار سکتے ہیں رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اِس بابرکت مہینے سے پوری طرح لطف اندوز ہونے اپنی رحمتوں کو سمیٹنے اور اپنے لئے مغفرت کا ذریعہ بنانے کی توفیق عطاء فرمائے۔

لوڈشیڈنگ کے خاتمے کے لئے جاری منصوبوں کا تسلسل ضروری

چین کے شمالی علاقے میں ایک بوڑھا رہتا تھا جس کے مکان کی چھت کی سمت جنوب کی طرف تھی اس بوڑھے کے لئے مصیبت ان دو پہاڑوں کی وجہ سے تھی جو اس کے مکان کے بلکل عین سامنے تھے جن کی وجہ سے اس کے گھر تک سورج کی روشنی نہیں پہنچ پاتی تھی ایک دن اس بوڑھے نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور ان کو کہا کہ ان پہاڑوں کو یہاں سے ہٹا دیا جائے تاکہ سورج کی روشنی بلا روک ٹوک آسکے جب اس بات کا علم اس کے پڑوسی کو ہوا تو وہ اس پر بہت ہنسا اور بوڑھے سے کہنے لگا کہ میں یہ تو جانتا تھا کہ تم بے وقوف آدمی ہو مگر اتنے بے عقل بھی ہو اس بات کا اندازہ مجھے تمھارے اس منصوبے سے ہوا ہے جو تم بنا رہے ہو کیونکر ممکن ہے کہ تم ان پہاڑوں کو یہاں سے ہٹا دو اس پر بوڑھے نے بہت سنجیدگی سے جواب دیا کہ تمہارا کہنا درست ہے مگر میرے بیٹے اس کو کھودیں گے اور ان کے بعد ان کے بیٹے اس طرح کھدائی کا یہ عمل جاری رہے گا اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ پہاڑ کبھی بھی بڑھ نہیں سکتا وہ جتنا ہوتا ہے اتنا ہی رہتا ہے اس کی کھدائی اس کے حجم کو کم کرتی ہے اور ہمارے مسلسل عمل سے اس کا حجم کم ہوتا رہے گا اس طرح ایک نہ ایک دن یہ مصیبت ہمارے گھر کے سامنے سے ختم ہو جائے گی

(ماخوذ) یہ کہانی بڑی خوبصورتی کے ساتھ بتا رہی ہے کہ بڑی کامیابی کے لئے ہمیشہ بڑا منصوبہ درکار ہوتا ہے

اگر آپ کو کسی مسئلے کا حل کرنا ہے تو بڑے بڑے منصوبوں پر تسلسل کے ساتھ کام کرنا ہو گا اور ان تمام تقاضوں کو پورا کرنا ہو گا جن کی وجہ سے آپ کامیاب ہو سکتے ہو مسائل ہمیشہ محدود ہوتے ہیں ان کے حل کرنے کے طریقے لامحدود ہوتے ہیں بات ہوتی ہے صرف ان کے حل کے لئے عملی اقدامات کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے حل کے لئے عمل کا جاری رکھنا کیونکہ کسی بھی عمل میں کامیابی کے لئے تسلسل کا برقرار رہنا بہت ضروری ہوتا ہے اب اسی بات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اپنے ملک کے سب سے بڑے مسئلے لوڈشیڈنگ کی طرف آتے ہیں ایک ایسا مسئلہ جس کی وجہ سے پوری مملکت عذاب میں پڑی ہوئی ہے اتنی بڑی بہادر، نڈر، بے باک اور دنیا کی مہنگی ترین ٹیکنالوجی رکھنے کے باوجود ہم اس عذاب سے جان خلاصی کرنے میں ناکام کیوں ہیں؟ میری بیان کردہ کہانی پڑھنے کے بعد آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اس کی اصل وجہ کیا ہے اس کی اصل وجہ ان منصوبوں میں عدم تسلسل ہے اور اس کے حل کے لئے ٹھوس منصوبہ بندی نہ ہونا ہے جس کی وجہ سے یہ مسئلہ بگڑتے بگڑتے آج اس نہج پر پہنچ چکا ہے جس کا تصور بھی کرنا ناممکن ہے اس کی وجہ سے کسی بھی شہر میں کسی بھی لمحے انتشار کی ایسی آگ لگا دی جاتی ہے جس سے کئی قیمتی املاک نذر آتش کر دی جاتی ہیں اور کئی قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں سابقہ حکومت کے دور میں اس بجلی کے بحران کو ان سے پہلے والی حکومت کا ورثہ قرار دیتے ہوئے اس کے خاتمے کے لئے اقدامات اٹھانے پر زور دیا جاتا رہا جس کے لئے کئی ایک منصوبے بھی شروع کیے

گئے جو کہ بہت بری طرح ناکام ہوئے جنکی سب سے بڑی وجہ کرپشن کی وہ داستانیں تھی جو ملکی تاریخ میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھیں جن میں سے بعض کے بارے میں یہ حقیقت بھی سامنے آئی کے کئی ارب روپے خرچ کرنے کے باوجود کچھ بھی حاصل نہ ہوا جسکا پاکستانی عوام کو بخوبی پتا ہے عوام نے اپنے اختسابی عمل کے ذریعے اس حکومتی پارٹی کو ایسی سزادی کے وہ ایک صوبے تک محدود ہو گئی ایک اختساب عوام کرتے ہیں جس کو الیکشن کہتے ہیں جس سے بچنا ناممکن ہے اب جبکہ نئی حکومت بن چکی ہے اور اس نئی آنے والی حکومت کی جانب سے بھی تقریبا وہی بلند باگ دعوے کیے جا رہے ہیں جو کہ اس سے پہلے دو حکومتیں کر چکی ہیں کہ وہ تمام مسائل کے ساتھ ساتھ اس ملک سے اندھیروں کو ختم کر دیں تو ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ سابقہ حکومت کے وہ منصوبے جو بہت اچھے نہ سہی تھوڑے بہت اچھے تھے اور جن سے یہ توقع کی جا سکتی تھی کہ ان سے لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ ممکن ہو سکتا ہے ان کو بھی جاری رکھنا چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ نئے اور کار آمد منصوبے شروع کرنے چاہیے اور ایسے منصوبے بھی لگانے کی کوشش کرنی ہو گی جن سے اس مسئلے پر جلد از جلد چھٹکارا مل سکے اور اس مسئلے کو ایسے طریقے سے حل کرنے کی کوشش کرنی ہو گی کہ عوام کو کوئی مشکل پیش نہ آئیجس طرح نندی پور پروجیکٹ کو جلد از جلد مکمل کرنے ی باتیں کی جا رہی ہیں دعا ہے کہ وہ جلد از جلد تکمیل کو پہنچے اور قوم کو ان اندھیروں سے نجات مل سکے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس منصوبے میں جو کرپشن کی کہانیاں بیان کی جا رہی

ہیں ان پر حکومت کو واضح اور دو ٹوک جواب بھی دینا چاہیے تاکہ ان منصوبوں کی شفافیت کو کوئی شک کی نگاہ سے نہ دیکھے نیلم جہلم پروجیکٹ ہو بھاشا ڈیم ہو یا دیگر چھوٹے پن بجلی کے منصوبے ہوں جو کہ گزشتہ دور حکومت میں شروع ہوئے تھے ان پر کام بند نہیں ہونا چاہیے تاکہ وہ منصوبے بھی پایا تکمیل کو پہنچ سکیں اور جس طرح عوام کو سخت فیصلوں سے ڈرایا جا رہا ہے ان سے اجتناب کرنا ہوگا کیونکہ عوام میں اب یہ تاثر عام ہو رہا ہے کہ حکومت کوئی بھی ہو ان کے مسائل ان کے مسائل وہیں کے وہیں رہیں گے اور حکومت اپنے بکھیڑوں میں پڑی رہی گی جس طرح اب عوامی مسائل کو چھوڑ کر دوسرے معاملات میں حکومت الجھ رہی ہے اس طرح سے عوامی مسائل میں کوئی کمی نہیں بلکہ ان میں اضافے کا خدشہ ہے اور اگر ہم نے لوڈشیڈنگ کا خاتمہ کرنا ہے تو ایک مسلسل عمل کے ذریعے مضبوط ارادے سے اس کو بتدریج ختم کرنا ہوگا دوسری صورت میں پہلی والی حکومت کا حال سب کے سامنے ہے۔

جیلوں کی سکیورٹی نامناسب اقدامات ذمہ دار کون؟

ایک کے بعد ایک مماثلت رکھنے والے واقعات نے ہماری سیکیورٹی فورسسز کو ہلا کے رکھ دیا ہے پاکستان کی تاریخ کا دوسرا بڑا جیل توڑنے کا واقعہ جس میں کئی شدت پسند جیل کو توڑ کر بھاگنے میں کامیاب ہو گئے اس وقت ملک بھر میں جیلوں کی تعداد نواسی ہے جس میں زیادہ تعداد صوبہ پنجاب میں ہے ان جیلوں کے باہر کلوز سرکٹ کیمرے تو لگے ہوئے ہیں لیکن اُن میں سے زیادہ تر کیمرے مرکزی دروازے کے علاوہ قیدیوں سے ملاقات کرنے والے افراد کے علاوہ جیل کے اندر کام کرنے والے قیدیوں کو فوکس کرتے ہیں جیلوں کے باہر لگے ہوئے کیمرے مرکزی دروازے سے ایک سو فٹ کے فاصلے پر ہونے والی کارروائی کو مانیٹر کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اپریل سنہ دو ہزار بارہ میں خیبر پختون خوا کے علاقے بنوں کی جیل ٹوٹنے کے بعد حکومت نے جیلوں کی سیکیورٹی کے لئے مناسب اقدامت کرنے اور ان کی سیکیورٹی بڑھانے کا فیصلہ کیا تھا مگر ڈیرہ جیل کے واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ فائلوں کی گرداب میں کہیں گم ہو گیا ہو گا اگر کچھ بہتری ہو جاتی تو ایسے واقعات کی روک تھام ممکن تھی منصوبے کے تحت جیلوں کی سیکیورٹی سخت کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے آس پاس کے علاقوں میں انٹیلیجنس کا نظام مضبوط بنانے، جیلوں میں موبائل جیمرز کی تنصیب کا اعلان کیا گیا تھا۔ پاکستان میں

شدت پسندوں اور کالعدم تنظیموں کی جانب سے جیلوں پر ممکنہ حملوں کو روکنے کے لیے وفاقی حکومت کی طرف سے دی گئی ہدایات پر ایک سال گزر جانے کے باوجود عمل درآمد نہیں ہو سکا یا عمل درآمد کرنے کی سنجیدہ کوشش ہی نہیں کی گئی ایک سنجیدہ سوال ہے ان ہدایات پر عمل نہ کرنا ایک مجرمانہ غلطی ہے جس کا خمیازہ آج ایک بار پھر پاکستانی قوم کو بگھتنا پڑا اس واقعے کی وجہ سے عالمی دنیا میں پاکستانی فورسسز کی بڑی سبکی ہوئی شدت پسندوں کے طرف سے بنوں جیل پر حملے کے بعد اُس وقت کی وفاقی حکومت نے چاروں صوبائی حکومتوں کو ہدایت کی تھی کہ جیلوں کے باہر سکیورٹی کیمرے لگانے کے علاوہ موبائل فون جیمرز لگائے جائیں اور مضبوط بنکر تعمیر کیے جائیں اور ہر ممکن اقدمات کیے جائیں تاکہ شدت پسندوں کے حملوں کو روکا جاسکے لیکن میڈیا کی اطلاعات کے مطابق پاکستان کی کسی بھی جیل کے باہر سکیورٹی کیمرے اور موبائل فون جیمرز نہیں لگائے گئے اور اگر کہیں کوئی کیمرا لگایا بھی گیا ہے تو اس کی رینج نہ ہونے کے برابر ہے یا پھر وہ جیل کو عملے کو چیک کرنے کے لئے لگایا گیا ہے اس کے علاوہ جیلوں میں بم پروف بنکرز بنانے کے بارے میں بھی احکامات جاری کیے گئے تھے لیکن ابھی تک صرف چار جیلوں میں بنکرز بنائے گئے ہیں ان جیلوں میں سے پنجاب کی دو اور سندھ اور ایک بلوچستان کی جیل شامل ہے موبائل جیمرز کی جہاں تک بات ہے تو اس پر بھی کوئی خاطر خواہ کام ہوتا نظر نہیں آیا جس کی وجہ سے ڈی آئی خان جیل پر حملہ کر کے 243 خطرناک قیدی چھڑا لے گئے جن میں کچھ انتہائی

مطلوب لوگ تھے جو کہ سیکیورٹی اداروں نے کئی نوجوانوں کی قربانیاں دے کر گرفتار کیے تھے۔وزارت داخلہ کے ذرائع کے مطابق شدت پسندوں کے ممکنہ حملوں کے پیش نظر صوبہ خیبر پختون خوا میں میں شدت پسندوں کے خلاف جنگ کے دوران گرفتار ہونے والے شدت پسند اور کالعدم تنظیموں کے اہم رہنماؤں کو پنجاب کی تین جیلوں میں رکھا گیا ہے اور ان شدت پسندوں کی کڑی نگرانی کی جارہی ہے ان جیلوں میں راولپنڈی اڈیالہ جیل، بہاولپور اور فیصل آباد کی جیلیں شامل ہیں ان جیلوں کے اندر اور باہر رینجرز اور سکیورٹی فورسز کے اہلکار بھی بڑی تعداد میں تعینات ہیں پنجاب کی جیلوں میں شدت پسندوں کے ممکنہ حملوں کے پیش نظر صوبہ خیبر پختون خوا میں میں شدت پسندوں کے خلاف جنگ کے دوران گرفتار ہونے والے شدت پسند اور کالعدم تنظیموں کے اہم رہنماؤں کو پنجاب کی تین جیلوں میں رکھا گیا ہے اور ان شدت پسندوں کی کڑی نگرانی کی جارہی ہے جن کی سیکیورٹی حالیہ واقعے کے بعد مذید سخت کر دی گئی ہے اس کے علاوہ شدت پسندوں کے حملوں کی صورت میں صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لیے جیل کے عملے کو کمانڈو تربیت دینے کا عمل بھی فی الحال سُست روی کا شکار ہے۔ ملک بھر کی مختلف جیلوں کے عملے کو فوجی کمانڈوز مرحلہ وار تربیت دے رہے ہیں تاکہ پوری فوری طور پر ایکشن کرنے کے قابل ہو سکیں وزارت داخلہ نے صوبائی حکومتوں کو شدت پسندوں کے حملوں کے پیش نظر رینجرز یا فرنٹیر کانسٹیبلری کی خدمات دینے کی پیشکش کی تھی تاہم زیادہ تر جیلوں کے باہر سیکورٹی اداروں کے اہلکاروں

کو تعینات نہیں کیا گیا تھا جیلوں میں چلنے والے موبائل فونوں کی وجہ سے اور موبائلز جیمرز کے نہ ہونے کی وجہ سے اس امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا کہ ڈیرہ اسماعیل خان کی جیل پر ہونے والے شدت پسندوں کے حملے کی مخبری یا دیگر معلومات جیل کے اندر سے شدت پسندوں کے ساتھیوں نے کی ہو۔اور یہ بھی امکان غالب ہے کہ ایسا کرنے کے لئے ان لوگوں نے کئی ماہ اس جیل کی نگرانی کی ہو اور ہماری پولیس اور دیگر جیل سیکیورٹی عملے کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو نوٹ کیا ہو تب جاکے انھوں نے یہ سب کاروائی کی ہو۔اس سارے عمل میں جہاں جیل سیکیورٹی اور پولیس کی لاپرواہی کا پتا چلتا ہے وہاں اس بات کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ہم کسی بھی واقعے کے وقوع پذیر ہونے کے بعد منصوبے تو بناتے ہیں مگر ان پر عمل درآمد نہ کرکے ایسے لوگوں کو دعوت دیتے ہیں کہ آو ہماری نا اہلی دنیا کو دکھاؤ۔وفاقی وزیر داخلہ صاحب کافی سخت آدمی ہیں امید ہے کہ وہ اس ضمن میں ضرور ایکشن لیں گے اور جس طرح انھوں نے پورے ملک کی سیکیورٹی کو بہتر ٹریک پر ڈالنے کی کوشش کی ہے امید ہے کہ وہ اب جیلوں کی حالات اور ان کی سیکیورٹی کے بارے میں کوئی فول پروف پالیسی بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے پے در پے واقعات کے بعد اب بھی اگر کوئی مناسب اقدامات نہ کیے گے تو ہونے والا نقصان ناقابل تلافی ہو گا جس کی تمام تر ذمہ داری وزارت داخلہ پر ہوگی۔

موبائل صارفین کا تحفظ پی ٹی اے کی ذمہ داری

بعض اوقات آسانیوں میں بھی مشکلات چھپی ہوتی ہیں جیسا کہ آج کل موبائل فون ہر انسان کی ضرورت بن چکا ہے اور اس کے بغیر جیسے انسان کی زندگی ادھوری ہے پہلے جب موبائل فون نہیں تھے تب اس کی کمی کبھی اتنی شدت سے محسوس نہیں ہوتی تھی جیسے کہ اب اب تو موبائل فون ہماری زندگی کا لازمی جز بن چکا ہے موبائل فون وانٹرنیٹ نے انسان کی زندگی کو گلوبل ولیج بنانے میں بہت مدد دی ہے انسان اپنے سے کوسوں دور بیٹھے اپنے عزیز سے آسانی سے بات کر سکتا ہے اور اب تو آمنے سامنے ایسے بات ہوتی ہے جیسے انسان کبھی کسی سے دور ہوا ہی نہ ہو موبائل اور انٹر نیٹ کی دنیا میں زمین کے فاصلے اتنے سمٹ گئے ہیں جن کا پہلے کبھی تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا ہماری زندگیوں میں ان دونوں کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں موبائل میں ایک ایسی سہولت آئی کہ آپ اپنا نمبر تبدیل کیے بناء کسی دوسرے نیٹ ورک پر منتقل ہو سکتے ہیں جس کو نمبر پورٹیبلٹی کا نام دیا گیا جس میں کسی بھی موبائل نمبر کو اپنی اصلی حالت میں برقرار رکھتے ہوئے آپ اپنے موبائل نمبر کا نیٹ ورک تبدیل کر سکتے ہیں پاکستان دنیا کے ان چند ملکوں میں شامل ہے جہاں پر صارفین کو یہ سہولت میسر ہے اس میں بھی کافی ابہام ہے خصوصاً جب کوئی فرد

پیکج لگا کر کسی ایسے نمبر پر کال کرتا ہے جو بظاہر تو اس کے ساتھ کے نیت ورک کا نمبر ہوتا ہے جبکہ اندرون خانہ وہ کسی اور کمپنی پر منتقل ہو چکا ہوتا ہے اس دوران اگر بات کا دورانیہ زیادہ ہوگا تو کال کرنے والے صاحب کو لینے کے دینے پڑ جائیں گے عام موبائل صارفین کا کہنا ہے کہ پاکستان میں موبائل فون انڈسٹری کو چیک کرنے والے ادارے پی ٹی اے کو چاہیے کہ وہ تمام موبائل کمپنیوں سے مشاورت کے بعد کوئی ایسا لائحہ عمل تیار کیا جائے جس سے کنورٹ نمبر پر کال کرنے والے کو فوری معلوم ہو جائے کہ یہ نمبر کس کمپنی کا ہے تاکہ صارفین کے مفادات کا تحفظ کیا جا سکے -

صارفین کے تحفظ کے بارے میں پی ٹی اے ان موبائل کمپنیوں کی ہاتھوں یرغمال بنا نظر آتا ہے کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ موبائل یوزرز سے یہ کمپنیاں خفیہ طور ایسی کٹوتیاں کر لیتی ہیں جن کا یوزر کو کوئی علم نہیں ہوتا بعض کمپنیوں کے ٹیرف میں صارفین سے اوور چارجنگ بھی کر لیا جاتا ہے اور ایک عام صارف جو اس بارے میں اتنی زیادہ معلومات نہیں رکھتا وہ بڑی آسنی سے اپنا نقصان کروا بیٹھتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ پی ٹی اے جو کہ موبائل صارفین کے تحفظ کا ضامن ہے اس کو چاہیے کہ ان تمام موبائل کمپنیون پر کڑی نظر رکھے کیونکہ پی ٹی اے پر موبائل کمپنیوں سے زیادہ حق صارفین کا ہے جس کے ٹیکسوں سے یہ ادارہ قائم کیا گیا ہے دوسری اہم بات یہ کہ کہ ان کمپنیوں کے دیے

جانے والے پیکجز میں بھی اس قدر ابہام ہوتا ہے کہ وہ یوزر جو زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہوتے وہ بڑے آرام سے ان کے دھوکے میں آ کر اپنا نقصان کروا بیٹھتے ہیں بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کال کرنے کی کٹوتی مقرر حد سے سے زیادہ کر لی جاتی ہے یا پیکج کے ختم ہونے پر متعلقہ نیٹ ورک اپنے یوزر کو کوئی آگاہی پیغام بھی نہیں بھیجتا جس کی وجہ سے لاعلمی میں یوزر اپنا نقصان کر لیتا ہے ہونا تو یہ چاہیے کہ جس طرح موبائلز کمپنیاں اپنے پیکجز کی تشہیر کے لئے فری ایس ایم ایس صارفین کو بھیجتی ہیں اور پیکج لگاتے وقت بزریعہ ایس ایم ایس اطلاع دی جاتی ہے ویسی ہی اطلاع پیکج کے اختتام پر بھی دی جانی چاہیے تاکہ صارف کو پتا چل سکے کہ اس کا پیکج ختم ہو گیا ہے اگر کسی مسئلے پر یوزر کی طرف سے کمپلین کی جاتی ہے تو جواب دیا جاتا ہے کہ آپ کی کمپلین آگے فارووڈ کر دی گئی ہے اب آگے کے بعد کی کہانی یوزرز کو نہیں بتائی جاتی کہ اس پر کوئی عمل بھی ہوا یا جسٹ آگے فارووڈ ہی کی گئی ہے اس حوالے سے پی ٹی اے کا بھی کوئی خاطر خواہ کردار دیکھنے میں نہیں آ رہا حالانکہ پی ٹی اے نے بھی موبائل اور انٹرنیٹ صارفین کی سہولت اور ان کی شکایات کے ازالے کے لئے ایسی سہولیات میسر کی ہیں جہاں پر موبائل اور انٹرنیٹ یوزرز اپنی شکایات درج کروا سکتے ہیں مگر پی ٹی اے کا طریقہ کار اتنا مشکل ہے کہ صارفین کو ایک لمبے چوڑے پراسس سے گزرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے کچھ صارفین اپنی شکایات واپس لے لیتے ہیں کیونکہ وہ اتنا زیادہ ٹائم برباد نہیں کرنا

چاہتے جتنا اس شکایت کے مکمل ہونے کے دوران سرف ہوتا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ پی ٹی اے کمپلین کے طریقہ کار کو آسان بنائے اور صرف ایک کال یا ایس ایم ایس کے ذریعے سے موبائل یوزرز اپنی شکایت درج کروا سکیں یا پھر ون ونڈو آپریشن طرز کی سہولت میسر کرئے اس کے ساتھ ساتھ ناپسندیدہ ایس ایم ایس اور ایم ایم ایس کو فلٹر کرنے کا بھی بندوبست کیا جانا چاہیے پاکستان میں کچھ کمپنیاں ایسی سہولت میسر کر رہی ہیں جس سے صارف اپنے موبائل پر آنے والے ناپسندیدہ ایس ایم ایس کو بلاک کر سکتا ہے مگر اس میں مزید بہتری کی گنجائش موجود ہے اس کو آسان بنانے کے لئے مزید اقدمات اٹھانے کی ضرورت ہے مزید یہ کہ پی ٹی اے کو فحش ویب سائٹس کو فلٹر کرنے کا موثر نظام تشکیل دینا چاہیئے تاکہ انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں کو فحاشی اور عریانی سے بچایا جاسکے اور ایسے مواد کو جو ہمارے ملک ہمارے مذہب کے خلاف انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کر دیا جاتا ہے اس کو فلٹر کیا جاسکے پی ٹی اے کو اس حوالے سے ماہرین مقرر کرنے چاہیں جو ایسے مواد کو ختم کرنے بلاک کرنے کی پوری طاقت رکھتے ہوں کیونکہ پاکستان میں موبائل اور انٹرنیٹ کو کنٹرول کرنا اور صارفین خواہ وہ موبائلز کے ہوں یا انٹرنیٹ کے ان کے مفادات کا تحفظ کرنا اور ان کو سہولیات کی فراہمی کے لئے موبایلز کمپنیوں پر کڑی نگاہ رکھنا اور موبائلز کمپنیوں کی من مانیوں کو کنٹرول کرنے کی تمام تر ذمہ داری پی ٹی اے کی ہے۔

بہتری کے آثار نظر آرہے ہیں

دو ہزار تیرہ کا سال شروع ہو چکا تھا جوں ہی سردی کا اختتام ہوا تو ساتھ ہی گرمی نے اپنا رنگ جمانا شروع کیا اہل پاکستان پر لوڈشیڈنگ کا عذاب بڑھنے لگا وہ لوڈ شیڈنگ جس کی وجہ سے ہمارے کاروبار ختم ہو رہے تھے جس کی وجہ سے ملکی انڈسٹری کا پہیہ جام ہو چکا تھا اور جس کی وجہ سے یہاں سے بیرونی سرمایہ کار اپنا اپنا کاروبار دبئی ،انڈیا اور بنگلہ دیش شفٹ کر رہے تھا جس کی وجہ سے ہمارے ملک میں بے روزگاری کی سطح تاریخی بلندی تک پہنچ چکی تھی اور عالمی مالیاتی ادارے ہمیں ایٹمی ملک ہوتے ہوئے توانائی کے شدید بحران کی وجہ سے ناکام ریاست کا لقب دینے کا سوچ رہے تھے ۔لوڈشیڈنگ نے ہمارے عوام کو حکمرانوں سے اِتنا دور کر دیا تھا کہ کسی بھی احتجاج اور خاص طور پر لوڈشیڈنگ کے خلاف کوئی احتجاج ہوتا تو اگر غلطی سے کوئی عوامی سیاسی لیڈر وہاں پہنچ جاتا تو اس کی عوام درگت بنا دیتے اس طرح کے کئی مشاہدے فیصل آباد اور ملتان میں دیکھنے کو ملتے رہے ہیں سابقہ حکومت نے بجلی کے بحران پر قابو نہ پایا اور خود ہی بے چاری سابقہ ہو گئی نئے الیکشن ہوئے پاکستان کے بحرانوں سے ستائے ہوئے عوام نے تبدیلی کے لئے اور بحرانوں سے نجات کے لئے اپنے ووٹ مسلم لیگ ن کو دیے اور مسلم لیگ کی ایک مضبوط

حکومت تشکیل پائی اور انھوں نے عوام کی مجبوری کو دیکھتے ہوئے جس چیز کو اپنی پہلی ترجیح قرار دیا وہ تھی بجلی جو کہ کسی بھی ملک کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے سو انھوں نے پاکستان کے عوام کو یہ باور کرایا کہ جتنا جلد ہو سکے گا وہ اس بحران سے نجات پانے کی کوشش کریں گے اس کے لئے مسلم لیگ ن کی ٹیم میں خواجہ آسف اور اسحاق ڈار نے بنیادی قردار ادا کیا اور اپنی تمام کوششوں سے یہ پتا چلایا کہ آخر وہ کونسی وجوہات ہیں جس کی وجہ سے رقم خرچ کرنے کے باوجود اس بحران کا خاتمہ نہیں ہو پا رہا مسلم لیگ ن کی ٹیم اس نتیجے پر پہنچی کے گردشی قرضے وہ سب سے بڑی بیماری ہے جو اس بحران کو شدید سے شدید تر بنا رہی ہے اس لئے اس کے خاتمے کے لئے کچھ مشکل فیصلے کرنے پڑیں گے تاکہ سوا پانچ سو ارب کے گردشی قرضے سے نجات پائی جا سکے سو وزیر خزانہ نے بہت کم مدت میں گردشی قرضے کو ختم کرنے کے لئے اِقدامات اٹھائے اور یہ بات پاکستان کے عوام کے لئے کسی خوشخبری سے کم نہیں کہ ان میں سے نوئے فیصد قرضہ اتار دیا گیا جس کی وجہ سے اِن کمپنیوں نے پوری اِستداد کار کے مطابق بجلی کی پیداوار شروع کی اور عوام نے رمضان کا مہینہ کافی آرام سے گزارا کچھ علاقوں میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ کی شکایات رپورٹ ہوئی ہیں جن میں ملتان اور فیصل آباد کا نام لیا جاتا ہے مگر یہ اِنتظامی غلطی ہو سکتی ہے کسی بھی طور پر اِس کو انتقامی کاروائی نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ اپوزیشن کی طرف سے واویلہ کیا جا رہا ہے کیونکہ بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں کو اپنی ڈیلی

رپورٹ

دینی پڑتی ہیں کہ کس، کس علاقے کو کتنی کتنی بجلی فراہم کی جا رہی ہے اس لئے یہ اِلزام محض سیاسی پوائنٹ سکورنگ کے سواء کچھ بھی نہیں بجلی کی فراہمی کو بلا تعطل جاری رکھنے کے لئے حکومت نے بہت سے اِقدامات کئے ہیں جن میں تمام بجلی کی کمپنیوں کو نیشنل گرڈ سسٹم سے مانیٹر کرنے کے لئے سسٹم کی تنصیب کی گئی ہے جس سے کسی بھی علاقے اور کسی بھی کمپنی کو فراہم کی جانے والی بجلی کا پورا پورا ریکارڈ رکھا اور دیکھا جا سکتا ہے مسلم لیگ ن کی حکومت نے قائم ہونے کے مختصر ترین عرصے میں دوست ملک چین کے تعاون سے بجلی بنانے کے متعدد منصوبوں پر کام کا نا صرف تیز تر آغاز کر دیا ہے بلکہ کئی دوسرے ممالک سے بھی اس ضمن میں معاہدے کیے جا رہے ہیں ملک میں جاری بڑے پن بجلی کی منصوبوں پر کام کی رفتار دوگنی کی جا رہی ہے تاکہ جلد از جلد اس بلا سے جان چھوٹ سکے تاہم اِن منصوبوں کی تیز رفتاری میں ایک عنصر کا خیال رکھنا حکومت کا کام ہے جو کہ کرپشن ہے کیونکہ اگر کسی بھی کام کو صحیح نیت سے مکمل کرنے کی ٹھان لی جائے تو کوئی مشکل نہیں ہوتی مگر جہاں کہیں کرپشن کا عنصر غالب آتا ہے وہاں پر منصوبوں کی افادیت کرپشن کی غلاظت میں دَب جاتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ میڈیا میں آنے والی ان رپورٹوں کو بھی دیکھا اور پرکھا جائے اور کہیں اگر کوئی نشاندہی ہو تو اس پر مناسب کاروائی کی جائے تاکہ عوامی افادیت کے ان منصوبوں کو بدنام ہونے سے بچایا جا سکے اس طرح حکومت اپنے مخالفین کے سیاسی پوائنٹ سکورنگ کو نا صرف ناکام بنا سکتی ہے

بلکہ اس سے عوام کا عتماد بھی حاصل کر سکتی ہے بجلی کا بحران تمام بحرانوں کی جڑ تصور کیا جاتا ہے اس کی وجہ سے ملکی معیشت کا پہیہ جام ہو جاتا ہے اور انڈسٹری بند ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے ملکی پیداوار کی کمی کے ساتھ ساتھ بے روزگاری میں زبردست اضافہ ہو جاتا ہے اور ملکی ترقی نہ ہونے کے برابر رہ جاتی ہے جس کی وجہ سے احتجاج ہوتے ہیں اور اس طرح کے احتجاجوں اور ہڑتالوں میں ملکی سرکاری املاک کا نقصان ہوتا ہے اور ملک میں امن و امان کی صورت حال بھی خراب ہو جاتی ہے اس لئے بجلی بحران کو تمام بحرانوں کی جڑ تصور کیا جاتا ہے موجودہ حکومت کے بجلی کے بحران کو ختم کرنے کے لئے کئے جانے والی عملی اقدامات کو دیکھ کر لگتا ہے کہ حکومت صحیح معانوں میں اس بحران کو ختم کرنے کی پوری کوشش کر رہی ہے اس کے برعکس ہمارے کچھ سابقہ لیڈر حکومت کی ان کوششوں کو سیاسی قرار دے رہے ہیں مگر یہ فیصلہ عوام نے کرنا ہے کہ بجلی کے بحران میں کتنی کمی ہوئی ہے یقینا اس میں کمی ہوئی ہے جس کا کریڈٹ مسلم لیگ ن کی حکومت کو دینا پڑے گا جنھوں نے اپنی عملی کوششوں سے اس بحران پر کافی حد تک قابو پا لیا ہے ان عملی اقدامات سے یہ امید پیدا ہو چلی ہے کہ بہت جلد ملک کو ایک بار پھر اندھیروں سے نکال کر روشنیوں کی طرف لانے میں اب زیادہ دیر نہیں لگے گی۔

ہماری پولیس اور ون مین شو

گذشتہ روز اسلام آباد میں جو ڈرامہ دیکھا گیا اور جس طرح اس کا ڈراپ سین ہوا، اس نے صرف پاکستان کے عوام کو نہیں بلکہ پوری دنیا کو ششدر کرکے رکھ دیا ایک شخص ہاتھوں میں دو گنیں اٹھائے، اپنی بیوی اور دو بچوں کے ساتھ پوری اسلام آباد پولیس کو پوری ضلعی انتظامیہ کو نچاتا رہا اور ایک ایسے علاقے میں یہ سب ڈرامہ ہوا جہاں پر سیکیورٹی ہائی الرٹ ہوتی ہے جسے عام زبان میں ریڈ زون کہا جاتا ہے اسلام آباد کا ایسا علاقہ ہے جہاں سکیورٹی ہائی الرٹ ہوتی ہے قرب و جوار میں پارلیمنٹ ہاوس، سپریم کورٹ، ایوان صدر اور وزیر اعظم ہاوس اور دوسری کئی اہم اور حساس جگہیں واقع ہیں اور حقیقتاً وہاں سکیورٹی ہائی الرٹ ہونی بھی چاہئے اور چونکہ پورے ملک کے تمام اداروں کا کام صرف ان کو تحفظ فراہم کرنا ہوتا ہے اس لئے وہاں ہر وقت سخت پہرا اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ناکے ہوا کرتے ہیں۔

پندرہ اگست کی شام تقریباً ساڑھے پانچ بجے اس ہائی الرٹ کے علاقے میں سکندر نامی ایک شخص دونوں ہاتھوں میں اسلحہ لے کر نمودار ہوتا ہے اور سڑک کنارے اپنی گاڑی کھڑی کرکے ہوائی فائرنگ کرتا ہے پولیس اور دیگر اداروں کی طرف سے

گھیرے میں آ جانے کے باوجود اس کا اور اس کی بیوی کا حوصلہ دیدنی تھا وہ آرام سے دونوں گنیں ہاتھ میں لئے چوکس اہلکاروں کو دیکھ رہا تھا، اس کے دونوں بچے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر موجود تھے جبکہ اس کی بیوی پیغام رساں کا کام خوش اسلوبی سے سنبھالے ہوئے تھی کیا سکندر واقعی ذہنی مریض ہے یا اس ساری کارروائی کے پیچھے کچھ اور عوامل کارفرما تھے؟ اس کا نتیجہ تو تفتیش کے بعد ہی معلوم ہوگا لیکن جو بات روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے اس کے بہت سے پہلو ہمارے سامنے ہیں پہلی بات یہ کہ ہمارے سکیورٹی اداروں کی کارکردگی کا پول بیچ چوراہے میں کھل چکا ہے اور ان کے حفاظتی انتظامات کی قلعی کھل چکی ہے کوئی بھی شخص کسی بھی وجہ سے اسلحہ لے کر اسلام آباد جیسے شہر میں ساڑھے پانچ گھنٹوں تک پوری انتظامیہ حکومت اور اس کے اداروں اور قوم کو یرغمال بنائے رکھتا ہے اسلام آباد پولیس کے وہ سنائپرز کہاں گئے جو کوسوں دور سے اڑتی ہوئی فاختہ کو نشانہ بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں؟ پوری قوم نے ٹی وی کی سکرینوں پر لائیو دیکھا کہ اس ساڑھے پانچ گھنٹے میں بہت سے مواقع ایسے تھے جن سکندر'' اپنی گاڑی سے دور بھی تھا اور ظاہر ہے ایک انسان ہونے کے ناطے چاروں'' اطراف اس کی توجہ بھی نہیں تھی ایسے مواقع پر اس کے زیریں جسم کو نشانہ بنایا جاسکتا تھا بوجوہ'' ایسا نہیں کیا گیا، ایسا کیوں نہیں ہوا؟ کیا ہمارے پاس یہ مہارت ہی نہیں یا کوئی'' دیگر عوامل کارفرما تھے؟ یہ وہ سوالیہ نشانات ہیں جن کے جوابات بہرحال حاصل کرنے ہوں گے اب بات

ہو جائے میڈیا کوریج کی تو رات لوگوں نے دیکھا کہ کوئی بھی ٹی وی چینل ایسا نہیں تھا جو اس ڈرامے کی کوریج نہ کر رہا ہو اور شاید عوام میں بھی کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو اسی ڈرامے کے بارے میں پوچھ نہ رہا ہو شاید لوگوں کو اس سے اچھی انٹرٹینمنٹ حکومتی اداروں اور خاص طور پر اسلام آباد پولیس اور انتظامیہ کی جانب سے مل ہی نہیں سکتی تھی اسی وجہ سے جو ڈرامہ فری میں دیکھایا جا رہا تھا جس کی ریکارڈ ریٹنگ دیکھنے میں نظر آئی اور لوگ جوک در جوق اس کو دیکھنے کے لئے آئے اور جو نہیں آ سکتے تھے انھوں نے اپنی ٹیلی وژن سکریوں پر اسے خوب مزے لے لے کر دیکھا میڈیا کی کوریج کی وجہ سے جو دنیا میں جگ ہنسائی ہوئی اس کے بارے میں کسی ادارے نے نہیں سوچا کہ کیا ہم اتنے نااہل ہو گئے ہیں کہ ایک شخص ہماری فورسس کو گھنٹوں چکروں میں ڈالے رکھے اور ہم ایٹمی ملک ہونے کے باوجود دنیا کی سب سے جفاکش سیکیورٹی رکھنے کے باوجود اس کے آگے بے بسی کی تصویر بنے رہیں اس سے کیا سبق گیا ہو گا بیرونی دنیا میں کہ کیا بحثیت قوم ہم اتنے نااہل ہیں کہ اپنی ریڈ زون کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے سب سے اہم بات کہ جتنے لوگوں نے یہ ڈرامہ پاکستان میں دیکھا اس سے زیادہ ان لوگوں نے دیکھا جو روزگار کے سلسلے میں پاکستان سے باہر ہیں اور وہ اس لحاظ سے فکر مند بھی ہم سے زیادہ تھے کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے -

اور آخر کار وہ کام جو ہماری پولیس کو کرنا چاہیے تھا زمرد خان نے کر دیا جن کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے زمرد خان تو پوری قوم کا مشترکہ ہیرو نہیں بن سکتا کیونکہ اس کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے اور اس وقت اکثریت پیپلز پارٹی کی نہیں بلکہ نون لیگ کی ہے لیکن سکندر" کا تعلق تو کسی جماعت سے نہیں، زمرد خان کی بہادری کو سراہا جائے یا تنقید کا" نشانہ بنایا جائے اس کے بارے میں ہر شخص کا اپنا اپنا ویو ہے لیکن ایک بات کی داد دینی پڑے گی کہ زمرد خان نے بہادری ضرور دیکھائی ورنہ کو تو ایسے مذاکرات نبیل گبول اور ہمارے ایس ایس پی صاحب نے بھی کیے تھے مگر ان کی ہمت نہ ہوئی کہ وہ اس کو دبوچ سکیں حالانکہ وہ ایسا کر سکتے تھے ۔

ضرروت اس امر کی ہے کہ سیکیورٹی اداروں کو مضبوط اور منظم بنایا جائے اور فائلوں سے نکل کر عملی طور پر سیکیورٹی فورسسز کو منظم کیا جائے تاکہ ایسے واقعات کا سد باب کیا جاسکے اس سلسلے میں وزارت داخلہ کو اپنا کردار ادا کرنے کی سخت ضرورت ہے اور پولیس فورس کو انتہائی جدید خطوط پر استوار کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی از سر نو تعمیر کی جائے تاکہ ایسے واقعات کی روک تھام کو ممکن بنایا جاسکے ۔

وزیر اعظم کا خطاب عوام کا اعتماد

آخر کار ایک طویل انتظار کے بعد وزیر اعظم پاکستان نے قوم سے خطاب کیا اس خطاب کی بہت سی اہم اور مثبت باتیں سامنے آئی ان کے خطاب کی جو سب سے مثبت بات نظر آئی وہ ان کا روایتی تقریر کے بجائے تبصراتی طور پر عوام کو اعتماد میں لینا بھی ہے وزیر اعظم نے عہدہ سنبھالنے کے بعد قوم سے اپنے خطاب میں کہا کہ وقت آ گیا ہے ہم یہ اعتراف کریں کہ ہمارے انتظامی اداروں، ایجنسیوں اور سزا و جزا کے نظام نے خود کو دہشت گردی کے سنگین چیلنج سے عہدہ برا ہونے کا اہل ثابت نہیں کیا ہے وزیر اعظم کے مطابق قوم آج یہ سوال کرنے میں یقیناً حق بجانب ہے کہ ان سالوں میں ملک کے طول و عرض میں جاری اس قتل و غارت کو روکنے کے لیے کوئی ٹھوس اقدامات کیوں نہیں کیے گئے ان کا کہنا تھا کہ ہمیں یہ حقیقت تسلیم کر لینی چاہیے کہ متعلقہ اداروں پر طاری جمود کی کیفیت کو ختم کیے بغیر بڑھتی ہوئی دہشت گردی پر قابو پانا ممکن نہیں ہے شدت پسندی کے واقعات کی تحقیقات اور اس ضمن میں عدالتی کارروائی پر بات کرتے ہوئے کہا اگر ان واقعات میں ملوث مجرم پکڑے بھی جاتے ہیں تو انہیں گرفت میں لانے والے خوف کا شکار دکھائی دیتے ہیں گرفت کے بعد تفتیش کے مرحلے میں مطلوبہ پیشہ وارانہ مہارت، لگن اور دلچسپی کو بروئے کار نہیں لایا جاتا ہے اور جب معاملہ قانون کے سامنے

پیش ہوتا ہے تو عدالتی افسر ایسے مقدمات سننے سے گریزاں نظر آتے ہیں اور گواہوں کا حال بھی اس سے کچھ مختلف نہیں ہے وزیراعظم نے عام انتخاب کے بعد دیگر سیاسی جماعتوں کو ملکی مسائل کے حل کے حوالے سے حکومت کے ساتھ کام کرنے کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہا مصالحت اور افہام و تفہیم کی میری یہ پیشکش صرف سیاسی جماعتوں اور رہنماؤں کے لیے نہیں بلکہ میں ایک قدم آگے بڑھ کر ان عناصر کو بھی بات چیت کی دعوت دیتا ہوں جو بدقسمتی سے انتہا پسندی کی راہ اپنا چکے ہیں جو کہ بہت ہی مثبت قدم ہے کیونکہ یہ لوگ ہمارے ہی خون سے ہیں اور اگر یہ راہ سے بھٹک گئے ہیں تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ان کو سیدھی راہ کی جانب لانے کے لئے ان کو ایک موقع ضرور دیں یقینا وزیراعظم کی اس بات سے ان شدت پسندوں کو اچھا پیغام جائے گا جو اغیار کے اشاروں پر اپنے وطن کے خلاف استعمال ہو رہے ہیں ان کا مذید کہنا تھا کہ حکومت کے پاس دہشت گردی کے مسئلے سے نمٹنے کے لیے ایک سے زائد راستے موجود ہیں مگر دانش مندی کا تقاضا یہ ہے کہ ایک ایسا راستہ اختیار کیا جائے جس میں مزید معصوم انسانی جانیں ضائع نہ ہوں شدت پسندی کے بارے میں مزید بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا میں ہر پاکستانی کی طرح آگ اور خون کے اس کھیل کا جلد سے جلد خاتمہ چاہتا ہوں چاہے یہ خاتمہ افہام و تفہیم کی میز پر بیٹھ کر ہو یا پھر بھرپور ریاستی قوت کے استعمال سے ہو اور پاکستان کے تمام ادارے کسی تقسیم اور تفریق کے بغیر اس قومی مقصد پر یکسو ہیں خارجہ پالیسی ہمیشہ سے پاکستان کا

اہم مسئلہ رہا ہے جس پر وزیر اعظم کا کچھ یوں کہنا تھا خارجہ پالیسی پر نظرثانی کی ضرورت ہے پاکستان کی سلامتی کو درپیش مسائل اور دیگر قومی مسائل خارجہ پالیسی سے کسی نہ کسی طرح منسلک ہیں ہمیں پوری سنجیدگی کے ساتھ اس امر پر بھی غور کرنا ہوگا کہ ہم نے اب تک اپنی خارجہ پالیسی سے کیا کھویا اور کیا پایا بلاشبہ ہماری خارجہ پالیسی جرات مندانہ نظرثانی کا تقاضا کرتی ہے اور اس نظرثانی کے بغیر ہم اپنے قومی وسائل پاکستان کے غریب عوام کی ترقی اور خوشحالی کے لیے وقف نہیں کر سکتے ہیں وزیراعظم نواز شریف نے پاک بھارت تعلقات کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان اور پاکستان کے عوام کو غربت جہالت اور پسماندگی سے نجات دلانے کے لیے سر جوڑ کر بیٹھنا ہوگا دونوں ملکوں کی قیادت کی یہ ذمہ داری ہے اور دونوں کی قیادت کو بخوبی علم ہونا چاہیے کہ ماضی کی جنگوں نے ہمیں برسوں پیچھے دھکیل دیا ہے دنیا بھر کی تاریخ نے اس حقیقت کو ثابت کر دیا ہے کہ قوموں کی ترقی اور خوشحالی ہمسایہ ملکوں کے ساتھ اچھے تعلقات میں مضمر ہے یہی سبب ہے کہ ہم بھارت سمیت تمام ہمسایہ ممالک کے ساتھ خوشگوار تعلقات کے خواہشمند ہیں افغانستان کے ساتھ تعلقات کے بارے میں بات کرتے ہوئے انھوں نے کہا افغانستان کے حوالے سے بھی نئے سرے سے غور کرنا ہوگا ہمیں ایک ایسی حکمت عملی بنانا ہو گی جس سے پاکستان کو دنیا بھر میں ایک نئے تابناک چہرے کے ساتھ پہچانا جائے وزیرِاعظم کا یہ خطاب ایک ایسے وقت میں آیا ہے جب پاکستان مختلف جہتوں اور

سمتوں سے بعض سنگین بحرانوں میں گھرا ہوا ہے ان بحرانوں میں جن میں سر فہرست بجلی کا بحران ،دہشت گردی ،ڈرون حملے سیلاب اور دیگر معاشی مشکلات کے ساتھ ساتھ قرضوں کی صورتحال ملک کی اندرونی سلامتی کی صورتحال اور دوسری جانب کشمیر میں لائن آف کنٹرول پر بھارت سے کشیدگی ان وعدوں کے پورا ہونے کی راہ میں بڑی مشکلات بن کر ابھری ہیں جو انہوں نے انتخابی مہم کے دوران لوگوں سے کیے تھے اسی لئے اب یہ صحیح وقت تھا کہ وہ قوم کو اعتماد میں لیتے ہوئے ان کے مسائل اور ملک کو درپیش بحرانوں پر قوم کو اعتماد میں لیں کیونکہ وزیر اعظم بننے کے بعد عوام اس بات کا شدت سے انتظار کر رہے تھے کہ وہ قوم کو اپنے آئیندہ کے لاحہ عمل کے بارے میں آگاہ کریں بلا شبہ وزیر اعظم کے اس طرح قوم سے خطاب کرنے سے عوامی اعتماد کو بڑھانے اور مشکلات سے مقابلہ کرنے کا جزبہ پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ عوام کو مختلف ایشوز پر ساتھ لیکر چلنے اور ملک کو درپیش خطرناک ترین بحرانوں جن میں سر فہرست بجلی کا بحران ،دہشت گردی ،ڈرون حملے سیلاب اور دیگر معاشی مشکلات کے ساتھ ساتھ قرضوں کی صورتحال پر اگاہ کرنے اور اعتماد میں لینے سے عوام میں مثبت تاثر پیدا ہو گا ضرورت اس امر کی ہے وزیر اعظم قوم سے کیے گئے وعدوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ کیے گئے اعلانات پر عملدرامد کو یقینی بنائیں تاکہ مشکلات اور بحرانوں کی شکار اس قوم کے دکھوں کا مداوا کیا جاسکے ۔

ضمنی انتخابات حیران کن نتائج

ملک بھر میں حالیہ ہونے والے ضمنی انتخابات اس حوالے سے کامیاب ترین تصور کیے جاتے ہیں یہ انتخابات فوج کی نگرانی میں ہونے کی وجہ سے دھاندلی سے بھی کافی حد تک محفوظ رہے اس حوالے سے سیاسی تجزیہ کاروں اور عوام کے لئے کافی حیران کن نتائج کے حامل ان انتخابات میں حیرانی اس بات کی ہے گیارہ مئی کے عام انتخابات میں جن بڑے رہنماؤں نے ایک سے زیادہ نشستوں پر کامیابی حاصل کی تھی ضمنی انتخابات میں وہ اپنی خالی کردہ نشستیں بچانے میں کامیاب نہیں ہوسکے ماسوائے چند ایک کے اور پریشانی کی بات یہ ہے کہ دو ماہ کی قلیل مدت میں اگر یہ رہنما اپنے ووٹرز کو مطمئن نہیں کر پائے تو پورے پانچ سال گزرنے کے بعد یہی ووٹرز ان کا کیا حشر کریں گے اس کا اندازہ ان ضمنی انتخابات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ جن رہنماؤں کی پارٹیاں ان کی خالی کردہ نشستوں سے محروم ہو گئی ہیں ان میں عمران خان، میاں شہباز شریف، مولانا فضل الرحمٰن اور پیر صدرالدین شاہ راشدی شامل ہیں عمران خان پشاور کی سیٹ اور اپنے آبائی اور جدی حلقے میانوالی کی نشستوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں میاں شہباز شریف کی پارٹی کو راجن پور کی نشست سے محروم ہونا پڑا ہے اسی طرح مولانا فضل الرحمٰن کے بھائی مولانا عطاالرحمٰن لکی مروت سے ہار گئے

اور سانگھڑ سے پیر صدرالدین شاہ کی خالی کردہ نشست پر پیپلز پارٹی کی شازیہ مری جیت گئی ملک بھر میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے 41 حلقوں میں ہونیوالے ضمنی انتخابات میں حکمران جماعت مسلم لیگ ن نے قومی اسمبلی کی 5 پنجاب اسمبلی کی 11 بلوچستان اسمبلی کی 2 نشستوں پر کامیابی حاصل کرکے پہلی پوزیشن پاکستان پیپلز پارٹی نے قومی اسمبلی کی 3 پنجاب کی 2 سندھ اسمبلی کی 1 نشست حاصل کرکے دوسری جبکہ پاکستان تحریک انصاف نے قومی اسمبلی کی 2 پنجاب اسمبلی کی 2 اور خیبر پختونخواہ کی 1 نشست حاصل کرکے تیسری پوزیشن حاصل کی۔

تحریک انصاف کو قومی اسمبلی کی 2 مسلم لیگ ن کو پنجاب اسمبلی کی 3 اور قومی اسمبلی کی ایک نشست پر اپ سیٹ شکست کا سامنا کرنا پڑا ضمنی انتخابات میں قومی اسمبلی کی 15 نشستوں پر انتخابات ہوئے قومی اسمبلی کی نشست این اے ون پشاورون میں سب سے بڑا اپ سیٹ ہوا جہاں پر عمران خان کی چھوڑی ہوئی نشست پر اے این پی کے غلام احمد بلور نے تحریک انصاف کے گل بادشاہ کو شکست دی این اے 48 اسلام آباد میں تحریک انصاف کی چھوڑی گئی نشست پر انہی کی جماعت کے اسد عمر نے مسلم لیگ ن کے چوہدری اشرف گجر کو شکست دیدی مسلم لیگ ن کی چھوڑی گئی نشست این اے 68 سرگودھا میں مسلم لیگ ن کے شفقت بلوچ 69431 ووٹ لیکر کامیاب ہوئے جبکہ پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان کی چھوڑی گئی نشست این اے 71 میانوالی پر مسلم لیگ ن کے عبیداللہ شادی خیل نے 85836 ووٹ لیکر کامیابی حاصل

کرلی جبکہ ان کے مدمقابل تحریک انصاف کے نواب زدہ وحید 70485 ووٹ حاصل کرسکے این اے 83 فیصل آباد این اے 103 حافظ آباد این اے 129 لاہور کی نشستوں پر مسلم لیگ ن نے واضح برتری حاصل کی جبکہ این اے 177 مظفرگڑھ پر جمشید دستی کی خالی کردہ نشست پر پاکستان پیپلز پارٹی کے نوربانی کھر جیت گئے این اے 235 سانگھڑ میں مسلم لیگ فنکشنل کے صدرالدین شاہ راشدی کی خالی نشست پر پاکستان پیپلز پارٹی کی شازیہ مری نے خدابخش کو اپ سیٹ شکست دی اور این اے 237 ٹھٹھہ پر مسلم لیگ ن کے ریاض شاہ شیرازی کو پاکستان پیپلز پارٹی کی شمس النساء نے اپ سیٹ شکست دیدی ہے این اے 262 قلعہ عبداللہ میں پختونخواہ ملی عوامی پارٹی نے ووٹ لیکر کامیابی حاصل کی جبکہ ان کے مدمقابل جے یو آئی کے قاری شیر علی 17471 ووٹ حاصل کرسکے پنجاب اسمبلی کی 15 نشستوں میں سے مسلم لیگ ن نے 10104 پیپلز پارٹی اور تحریک انصاف نے 2، دو نشستیں حاصل کی ہیں مسلم لیگ ن نے پی پی 11 پی پی 51 فیصل آباد پی پی 118 منڈی بہاؤالدین 123 سیالکوٹ 150، 142 اور، 6 لاہور، 210 لودھراں 217 خانیوال، 254 مظفرگڑھ 289 رحیم یار خان میں 161 کامیابی حاصل کی جبکہ پی پی 193 اوکاڑہ میں پاکستان پیپلز پارٹی کے جہانگیر وٹو ذوالفقار خان کھوسہ کی خالی کردہ نشست پی پی 243 ڈی جی خان اور شہباز شریف کی خالی کردہ نشست پی پی 247 راجن پور میں تحریک انصاف نے مسلم لیگ ن کو اپ سیٹ شکست دی جو کہ بہت سے سیاسی تجزیہ کاروں کے لئے حیران کن ہے سندھ اسمبلی کی چار میں سے دو نشستوں پر ایم کیو ایم اور دو پر پیپلز پارٹی

کو کامیابی ملی پی ایس 12 شکارپور اور پی ایس 64 میرپور خاص پر پاکستان پیپلز پارٹی جبکہ پی ایس 95 اور 103 کراچی میں ایم کیو ایم نے میدان مار لیا خیبر پختونخواہ میں پی کے 23 مردان کی نشست پر اے این پی پی کے 27 مردان میں آزاد امیدوار نے کامیابی حاصل کی بلوچستان میں صوبائی اسمبلی کی 3 نشستوں میں دو پر مسلم لیگ ن نے کامیابی حاصل کی جبکہ ایک آزاد امیدوار کامیاب ہوا ضمنی انتخابات کے نتائج نے تمام سیاسی پارٹیوں اور سیاستدانوں کو حیران کر دیا ہے مجموعی طور پر ضمنی الیکشن پرامن ،شفاف اور فوج کی نگرانی میں ہوئے یہی وجہ ہے کہ کسی پارٹی نے مخالف پارٹی پر دھاندلی کا الزام اس طرح عائد نہیں کیا جیسا کہ عام انتخابات کے بعد دیکھنے میں آیا تھا جو کہ یقینی طور پر یہ ایک اچھی روایت ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اتنے بہتر انداز میں ضمنی انتخابات ہو سکتے ہیں تو عام انتخابات میں یہی بندوبست کرنے میں کون سی خفیہ طاقتیں رکاوٹ تھیں جنھوں نے انتخابات کی شفافیت پر دھاندلی کا داغ لگوایا۔ یقیناً اس بارے میں الیکشن کمیشن کو اپنے کردار کا جائزہ لیتے ہوئے ان عوامل کو ختم کرنے کوششیں کرنی پڑیں گی جو الیکشن کی شفافیت پر برا اثر ڈالیں تاکہ ملک میں صاف شفاف الیکشن کا انعقاد ممکن بنایا جا سکے

بنیادی جمہوری سسٹم بلدیاتی انتخابات

پاکستان میں جمہوریت کی مضبوطی کے لئے یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ پاکستان میں سیاست کرنے والی سیاسی پارٹیوں میں بھی جمہوریت ہو تاکہ ایسے قابل لوگ جو پاکستان کی خدمت کرنا چاہتے ہوں وہ اپنی صلاحیتوں کی وجہ سے آگے آ سکیں اور اگر صحیح معانوں میں ہم پاکستان کو مضبوط بنانا چاہتے ہیں تو سیاسی جماعتوں میں جمہوریت کو فروغ دینا ضروری ہے اور اس کا دائرہ کار گراس روٹ لیول تک بڑھانا ہو گا تاکہ ایک ایسا مضبوط جمہوری نظام تشکیل دیا جاسکے جس کی جڑیں عوام میں ہوں پاکستان میں جمہوریت ہمیشہ سے ہی کمزور رہی ہے اس کے برعکس امریکہ اور یورپی ممالک میں مقامی اور پارٹی کی سطح کے انتخابات اتنے منظم اور مضبوط ہوتے ہیں کہ اگر کوئی گراس روٹ لیول کا رہنماء جس میں قابلیت ہو تو وہ ملک کا اعلی ترین عہدیدار بن سکتا ہے یہ سب ان ممالک میں بنیادی جمہوریت کی مضبوطی کی وجہ سے ہے جس کی بڑی مثال پاکستانی نژاد سعیدہ وارثی کی ہے کیا کبھی ہم اس بات کا تصور کر سکتے ہیں کہ ہمارے ہاں کوئی گراس روٹ لیول کا رہنماء پاکستان کا اعلیٰ ترین عہدہ حاصل کرسکے؟ یقینا نہیں آج بھی اگر دیکھا جائے تو ہمارے سیاسی لیڈران مورثی سیاست کے قائل ہیں جس میں باپ کے بعد بیٹا اس کے بعد اس کا بیٹا یا کوئی اسی کا رشتہ دار ہی اسمبلی کا رکن ہوتا ہے ایسے میں ہم

اس سسٹم کو تبدیل نہیں کر سکتے اور نہ ہی جمہوریت کو مضبوط کر سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب بھی ہمیں جمہوریت ملی اس کے اثرات ہم تک نہیں پہنچ سکے ہمارے ہاں ہر سیاسی جماعت جمہوریت کی مالا جھپتی ہے اور خصوصاً وہ جماعتیں جنہیں مرکز یا صوبے میں حکومت سازی کا موقع ملے وہ خود کو جمہوریت کی سب سے بڑی چمپئن سمجھنے لگتی ہیں لیکن ان کا جمہوریت سے وابستگی کا تضاد اس وقت ابھر کر سب کے سامنے آ جاتا ہے جب وہ الیکشن جیت کر خود تو اقتدار کے سرچشمے سے فیض یاب ہوتی ہیں لیکن عوام کو جمہوری حقوق کی منتقلی اور جمہوریت کی برکات سے فیضیاب ہونے میں روڑے اٹکاتی ہیں یعنی وہ گراس روٹ لیول یعنی کے بلدیاتی انتخابات منعقد نہیں کرواتی کیونکہ ان کو ڈر ہوتا ہے کہ بلدیاتی انتخابات کروانے سے ان کے اختیارات نچلی سطح پر منتقل ہو جائیں گے اور وہ صرف ایک نمائشی پاور کے حامل رہ جائیں گے میرا اشارہ صوبائی حکومتوں کا بلدیاتی انتخابات کے انعقاد میں لیت و لعل سے کام لینے کی طرف ہے بلدیاتی اداروں کو جمہوریت کی نرسری کہا جاتا ہے کیونکہ یہی وہ سیاست ہوتی ہے جہاں سے بہت سے قابل لوگ اپنی قابلیت کی بنا پر ابھر کا سامنے آتے ہیں اور ملک کی خدمت کرتے ہیں لیکن یہ بدقسمتی کی انتہا ہے کہ ملک میں جب بھی سیاسی جماعتیں برسر اقتدار آئیں انہیں بلدیاتی انتخابات کرانے کی کبھی توفیق نہیں ہوئی بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ وہ بلدیاتی اداروں سے خائف ہوتی ہیں تو غلط نہ ہو گا مزے کی بات یہ ہے کہ ملک میں جب کبھی بھی بلدیاتی انتخابات ہوئے ان کا

انعقاد فوجی آمروں نے ہی کیا چاہے اس کے پیچھے ان کی کوئی بھی نیت یا غرض کارفرما رہی ہو لیکن عوام کو اپنے مقامی مسائل کے حل کے لئے نمائندوں کے چناؤ کے لئے ووٹ کا حق فوجی آمروں سے ہی ملا بلا شبہ یہ ناقابل رشک تصویر جمہوریت کے نام لیواؤں کے لئے باعث شرم ہے لیکن یہ اٹل حقیقت ہے جس کو ہم چھپا نہیں سکتے یہ درست ہے کہ ہمارے ہاں جمہوریت ابھی نوخیز ہے جسے تن آور درخت بننے میں کافی وقت درکار ہے اور اعلیٰ جمہوری روایات کے قیام کے لئے ہمیں ابھی بہت کچھ سیکھنا اور کافی سفر طے کرنا ہے لیکن سیاسی جماعتوں کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ بلدیاتی ادارے ہی جمہوریت کے سب سے بڑے محافظ بن سکتے ہیں کیونکہ ان سے عوام کا براہ راست رابطہ رہتا ہے اور ان کا وجود ان کے لئے جمہوریت کے تسلسل کے احساس کا نام ہے جو انہیں ملک کے انتظام میں براہ راست شرکت کا احساس دلاتے ہیں کیونکہ بلدیاتی ادارے کے ذمہ داران سے عوام اپنے اپنے علاقوں میں براہ راست رابطے میں رہتے ہیں جو کسی قومی یا صوبائی اسمبلی کے ممبر سے ممکن نہیں لیکن ہمارے ہاں رائج بد عنوانی اور وسائل پر قابض اور اپنے دسترس میں رکھنے کی خواہشات کی وجہ سے کچھ لوگ حکومتوں کو بلدیاتی انتخابات منعقد کروانے سے گریز کرنے کی طرف مائل کرتے ہیں اور غیر یقینی طور پر وہ اس میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں گذشتہ حکومت نے بھی ان بلدیاتی الیکشنوں سے راہ فرار اختیار کی اور کسی نہ کسی طرح ان کو التواء میں رکھ کر عوام کو بنیادی جمہوریت کے ثمرات سے محروم رکھا اور اب

نئی حکومت بھی اسی روش پر چلتی دکھائی دے رہی ہے جس کی کوئی خاص منطق سمجھ نہیں آتی کہ آخر حکومت کو ان بلدیاتی الیکشنوں سے اتنا خوف کیوں ہے اور میڈیا میں اس بات کا تذکرہ کہ ہونے والے متوقع بلدیاتی انتخابات غیر جماعتی ہوں گے ایک عجیب بات لگی ہے کیونکہ ایسا کرنے سے ہارس ٹریڈنگ کا وہ دور شروع ہو گا جس کی ماضی میں مثال ملنا مشکل ہو جائے گی جب حکومت نے بلدیاتی انتخابات میں ٹال مٹول سے کام لیا تو اعلیٰ عدلیہ کو اس پر نوٹس لینا پڑا چنانچہ عدالت عالیہ نے صوبائی حکومتوں سے بلدیاتی انتخابات کا شیڈول طلب کر لیا جس کے بعد صوبائی حکومتیں حسب روایت ان انتخابات سے بھاگنے کے لئے بہت سے حیلے بہانے تراش رہی ہیں لیکن امید ہے کہ اس بار عدالت عالیہ انہیں راہ فرار کا کوئی موقع نہیں دے گی اور عوام کو ان کے آئینی حق کی فراہمی اور جمہوری عمل کی تکمیل میں صوبائی حکومتوں کو جلد از جلد بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کی ہدایت جاری کریں گی اگر بلدیاتی انتخابات تسلسل کے ساتھ منعقد ہوتے رہے تو یقیناً پاکستان میں جمہوریت اور جمہوری ادارے مضبوط بنانے اور جمہوریت کے ثمرات نچلی سطح تک پہنچانے میں مدد ملے گی ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت جلد از جلد بلدیاتی انتخابات کو منعقد کروائے تاکہ جمہوریت کے ثمرات عام آدمی تک پہنچ سکیں اور ایک عام آدمی کے مسائل اس کے گھر کی دہلیز پر حل ہو سکیں۔

ستمبر بلند عزم کا آئینہ دار6

بھارت نے پاکستان کو کبھی دل سے تسلیم نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد سے لیکر آج تک بھارت کسی نہ کسی طور پر پاکستان کی سالمیت کو ختم کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے کوئی بھی موقع ہو وہ پاکستان کے مفادات پر قدغن لگانے سے باز نہیں آتا اس کی حتی المکان کوشش ہوتی ہے کہ پاکستان کسی طرح ناکام ریاست بن جائے لیکن پاکستان کی بہادر اور غیور قوم نے ہر مشکل وقت میں اپنی ثابت قدمی سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ پاکستانی کسی بھی طور پر دشمن سے ڈرنے والے نہیں اس حوالے سے آج میرا موضوع پاک بھارت جنگ ہے جو بھارت کی جارحیت کا واضح ثبوت تھی 5اور6 ستمبر کی رات ساڑھے تین بجے بھارت نے پاکستان پر حملہ کر دیا 1965 میں بھارت کے حکمرانوں اور جرنیلوں کو پتا نہیں تھا کہ وہ جس ملک کو ترانوالہ سمجھ رہے ہیں وہ اس کے لئے کتنا مشکل ثابت ہو گا بھارتی سورماؤں نے پاکستان کو آسان ہدف سمجھتے ہوئے پاکستان پر ایک خوفناک جنگ مسلط کر دی لیکن یہ جنگ پاکستان کے لئے نہیں بلکہ خود بھارت کے لئے خوفناک ثابت ہوئی اور دشمن کو ایک بھاری قیمت چکانی پڑی اس کے کئی فوجی ہلاک ہوئے اور کئی ایک قیدی بنا لئے گئے مالی طور پر بھارت کا اس جنگ میں بہت بڑا نقصان ہوا اسی جنگ کی جیت کو سامنے رکھتے ہوئے

پاکستان ہر سال 6 ستمبر کو یوم دفاع کے طور پر مناتا ہے اسی دن بھارتی فوج نے بین الاقوامی سرحد پار کرتے ہوئے پاکستان کے دل لاہور پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی اس جنگ میں پاکستانی فوجیوں کے ساتھ ساتھ عوام نے بھی کھل کر اپنے فوجیوں کا ساتھ دیا اور ایک ایسی تاریخ رقم کی جس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے 6 ستمبر کو کشمیر میں مجاہدین کی کامیابیوں کو دیکھتے ہوئے باضابطہ اعلان جنگ کئے بغیر لاہور پر حملہ کر دیا اور اس کے بعد ان کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کی گواہی اگلے دن کے اخبارات کچھ یوں دے رہے تھے کہ پہلے ہی دن دشمن کے آٹھ سو فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور تقریبا دشمن کے بائیس طیاروں کو پاکستانی فضائیہ نے گرا دیا دشمن کے پہلے ہی دن اتنے بڑے نقصان سے پوری دنیا میں حیرانگی پھیل گئی کہ ایک نہتی قوم جسے ابھی تک لڑائی کے پورے ہتھیار بھی دستیاب نہیں کس طرح اپنے سے کئی گناہ بڑی فوج کا مقابلہ کر رہی ہے اور اس سے بڑی بات کے ان کا بہت بڑا نقصان بھی کر رہی ہے اس دن بھارتی افواج کے کمانڈروں کا شراب کا نشہ ہرن ہو گیا تھا جب انھیں اتنے بڑے نقصان کی اطلاع دی گئی اس حوالے سے ہامری عسکری تاریخ پر کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں جو پاکستانی فوج اور پاکستانی قوم کی بہادری اور دلیری کا واضح ثبوت پیش کرتی ہیں اس سترہ روزہ جنگ میں عددی برتری کے باوجود بھارت پاکستان کو کوئی خاص نقصان نہ پہنچا سکا اور عددی لحاظ سے بڑی طاقت ہونے کے باوجود پوری دنیا کے سامنے ذلیل و رسواء ہوا اور پاکستانی قوم نے اپنے سچے جذبے

اور جزبہ جہاد سے سر شار ہو کر بھارتی سورماؤں کا غرور خاک میں ملا دیا اور بھارت جسے اپنی طاقت کا بڑا گھمنڈ تھا پوری دنیا کے سامنے ذلیل و رسواء ہوا ہم ہر سال اس دن کو اسکی شیان شان سے منا کر قومی یکجہتی اور عسکری جرات کے درخشاں کارناموں کی یاد تازہ کرتے ہیں 6 ستمبر ہماری قومی عسکری تاریخ کا ایک روشن باب ہے جس میں واضح طور پر دیکھا جا سکتا تھا کہ پوری قوم اپنی مسلح افواج کی پشت پر سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑی تھی جنگ ستمبر میں پوری قوم کا یک جان ہونے کا جزبہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا ہسپتالوں میں زخمیوں کو خون دینے والوں کا رش لگا ہوا تھا لوگ اپنے فوجی جوانوں کے لئے گھروں سے اشیاء خورو نوش لیکر جا رہے تھے فوج میں رضاکاروں کی بھرتی کے لئے علیحدہ سے رش لگا ہوا تھا لوگ اپنے جوانوں کے لئے پھولوں کے ہار لے کر بارڈر تک جاتے اور یہ ہار توپوں اور ٹینکوں پر رکھ کر اپنے وطن سے محبت کا ظہار کرتے تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ اس جنگ میں افواج پاکستان کے ساتھ تھے کہیں پر کسی جذبے کی کمی دیکھنے کو نہ مل رہی تھی جنگ ستمبر کے تناظر میں مسئلہ کشمیر کو سامنے رکھا جائے تو یہ بہت اہم مسئلہ ہے جس کی وجہ سے جنوبی ایشیاء کا امن داؤ پر لگا ہوا ہے پاکستان اور بھارت کے درمیان مسئلہ کشمیر ہی تنازعات کی سب سے بڑی وجہ ہے کشمیر جہاں پر بھارت نے اپنی ہٹ دھرمی سے قبضہ کیا ہوا ہے اور وہاں کے مقامی لوگوں کو کسی صورت حق خود ارادیت دینے پر تیار نہیں پاکستان کے لئے کشمیر کی حیثیت شہ رگ کے جیسی ہے

جس کے بغیر پاکستان کا سانس لینا مشکل ہے کشمیر پر بھارت نے ناجائز تسلط قائم کر کے اقوام عالم میں ماسوائے ذلت کے کچھ نہیں کمایا مسئلہ کشمیر اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم پر گزشتہ کئی سالوں سے موجود ہے لیکن اقوام متحدہ کی خاموشی مسلمانوں کے لئے شکوک شبہات کو جنم دے رہی ہے پاکستان نے اپنی طرف سے بارہا کوششیں کی ہیں کہ مسئلہ کشمیر کا کوئی حل نکالا جاسکے مگر ہر بار بھارت آڑے آ کر کشمیر کے مسلمانوں کو ان کے حقوق دینے سے منحرف ہو جاتا ہے خطے میں امن و سلامتی کے لئے مسئلہ کشمیر کا حل ناگزیر ہے اس کے سواء کسی طور پر ان دو ممالک کے درمیان تعلقات کو معمول پر نہیں لایا جا سکتا بھارت کے تمام تر عزائم کے باوجود 6 ستمبر کا دن ہماری قوم کے بلند حوصلے اور سچے جزبوں کا آئینہ دار ہے اور یہ بھارت کے لئے ایک پیغام ہے کہ پاکستانی قوم دفاع وطن کے فریضے سے ہر گز غافل نہیں اور بھارت جسے اپنی طاقت پر بڑا غرور ہے اس کی عددی برتری کو پاکستانی قوم کچھ بھی تصور نہیں کرتی اور بھارت جس پاکستان کو اپنے توسیع پسندانہ عزائم کی تکمیل میں رکاوٹ سمجھتا ہے وہ اس کیلئے تا قیامت یوں ہی رکاوٹ بنا رہے گا۔

کراچی کی صورتحال اور ہماری ذمہ داری

کراچی کی روز بروز بگڑتی ہوئی صورتحال کو دیکھتے ہوئے کراچی کی سب سے بڑی جماعت متحدہ قومی موومنٹ نے کراچی کو فوج کے حوالے کرنے کا بیان جاری کرکے ملکی سیاست میں ایک ہلچل مچادی ہے جس کے بعد بعض حلقوں کی جانب سے تائید اور تنقید بھی سامنے آئی ہے کراچی جو کہ پاکستان کا معاشی حب ہے اور ایک اندازے کے مطابق ملکی برامدات اور درامدات کا نوے فیصد حصہ یہیں سے بیرون ملک آتا اور جاتا ہے اور ملکی معاشی سرگرمیوں کے حوالے سے سب سے زیادہ ایکٹوٹی یہاں ہی ہوتی ہے اس لئے اگر کسی وجہ سے یہاں امن ومان کی صورتحال خراب ہو تو پورے ملک پر اثر پڑتا ہے جس کی وجہ سے ملکی معیشت سست روی کا شکار ہو جاتی ہے کراچی میں ہر قوم، قبیلے اور علاقے کے لوگ بستے ہیں اور دو ڈھائی کروڑ کی آبادی ہونے کی وجہ سے سیاسی جماعتیں یہاں اپنا اپنا ہولڈ چاہتی ہیں اس لئے ان سیاسی جماعتوں کی آپس کی کشمکش کی وجہ سے وہ کراچی جو کبھی امن کا گہواہ ہوتا تھا اب نہتائی ابتر صورت حال کا شکار ہے جہاں امن وامان کی صورتحال انتہائی مخدوش ہے اس کے علاوہ بھتہ مافیا اور ٹارگٹ کلنگ نے رہی سہی کثر بھی پوری کر دی ہے گزشتہ چند سالوں سے کراچی کی صورت حال بہت خراب ہو چکی ہے اس خرابی کے پیچھے بہت سے عناصر کارفرما ہیں۔ ملکی سیاسی

جماعتیں یہاں کی خراب صورتحال کا ذمہ دار ایک دوسرے کو ٹھہراتی ہیں جبکہ کچھ جماعتیں اس شہر کو فوج کے حوالے کرنے کی باتیں بھی کرتی نظر آتی ہیں لیکن مسلئے کے حل کی طرف کوئی بھی نہیں آتا ماضی میں یہاں کیے گئے آپریشنوں کے سنگین نتائج ہو دیکھتے ہوئے حکومت بھی یہاں ویسے آپریشن کرنے سے کترا رہی ہے جبکہ یہاں کی مقامی سیاسی جماعتیں اس مجوزہ آپریشن کو اپنے خلاف کریک ڈاون سمجھ رہی ہے یہ تلخ حقیقت ہے کہ کراچی میں جو بھی جرائم پیشہ عناصر جن میں بھتہ خور ٹارگٹ کلر شامل ہیں اگر کبھی پکڑے گئے ہیں ان کا تعلق کسی نہ کسی سیاسی جماعت سے ہے اس حقیقت سے پردہ موجودہ ڈی جی رینجر نے یہ بتا کر اٹھا دیا کہ کراچی میں جتنی بھی سیاسی جماعتیں کام کر رہی ہیں ان کے کارکن کسی نہ کسی طور پر ان کاروائیوں میں شامل ہیں جن میں بھتہ خوری ٹارگٹ کلنگ اور دیگر چھوٹے بڑے جرائم شامل ہیں شاید یہی وجہ ہے کہ حکومت ان کیخلاف کریک ڈاون کرنے سے پہلے سوچ بچار میں دیکھائی دیتی ہے کہ کہیں ان پر ہاتھ ڈالا تو کراچی کا امن اور زیادہ خراب نہ ہوجائے لیکن یہ حقیقت واضح ہے کہ اگر کراچی میں مکمل طور پر امن ومان قائم کرنا ہے تو حکومت کو ان عناصر کے خلاف کروائی کرنی ہوگی جو ان جرائم پیشہ افراد کی پشت پناہی کر رہے ہیں اور اس کے لئے ضروری ہے کہ کسی قسم کی سیاسی مداخلت سیاسی بلیک میلنگ کو خاطر میں نہ لایا جائے اور غیر جانبدار اور ٹارگیٹیڈ آپریشن کیا جائے اور اس کے لئے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو فری ہینڈ دیا جانا چاہیے اور ان پر ایک

ایسا کمیشن بھی تشکیل دیا جانا چاہیے جو اس سارے آپریشن کی نگرانی کرے تب جا کر کراچی کو امن کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے کیونکہ ملک میں پر امن انتقال کے با وجود کراچی دہشت گردی کے مسلسل حصار میں ہے ایک کے بعد ایک حولناق واقعات کے باعث ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کو خطرات لاحق ہیں جو کہ پہلے سے تباہ حال معیشت کے لئے نقصان دہ ہیں کراچی میں جرائم کے سدباب کے لئے سیکیورٹی کے انتظامات پر عوامی شکوک وشباہت بہت زیادہ ہیں آئے دن ہم سنتے ہی رہتے ہیں کراچی میں روز کم و بیش دس (کبھی اس سے بھی زیادہ) افراد ٹارگٹ کلنگ کی نظر ہو گئے اور پولیس اور رینجرز پولیس اور دیگر قانون نافذ کرنے والے ادارے خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ پھر، ہم یہ خبر بھی سنتے رہتے ہیں کہ آج پولیس اور رینجرز کی مشترکہ کاروائی ہوئی کبھی بیس افراد اریر حراست تو کبھی چالیس افراد تو کبھی بلکل وسوک سے کہ تین ٹارگٹ کلر پکڑ لئے گئے جن کو نقاب پہنا کر میڈیا کے سامنے بھی پیش کیا جاتا ہے مگر پھر بھی ٹارگٹ کلنگ میں کوئی کمی یا نمایاں فرق نظر نہیں آتا ٹارگٹ کلنگ اسی زور و شور سے جاری ہے اس کیوجہ کیا ہے؟ اس کی بنیادی وجہ ان جرائم پیشہ افراد کی سیاسی پشت پناہی ہے جس کی وجہ سے یہ دوسرے ہی دن جیلوں سے باہر اور زیادہ آزادی سے گھومتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ کراچی کا کوئی بھی علاقہ سیکیورٹی کے حوالے سے محفوظ قرار نہیں دیا جا سکتا چند شر پسند عناصر کی وجہ سے معصوم اور بے گناہ افراد اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور ان

چند افراد نے پورے شہر کا امن و سکون برباد کیا ہوا ہے۔ آئے روز کسی نہ کسی علاقے میں قانون کی دھجیاں اڑائی جاتی ہیں اور پولیس اور رینجرز جو کے عوام کے رکھوالے ہوتے ہیں خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتے نظر آتے ہیں اس ساری صورتحال کو دیکھتے ہوئے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہمارے حکمرانوں میں اتنی صلاحیت ہے کہ وہ لوگوں کا ناحق خون ہونے سے بچا سکیں کیا ان میں اتنی سکت ہے کہ وہ اپنے اپنے سیاسی مفادات سے بلاتر ہو کر عوامی مفادات کی بات کر سکیں اور کچھ نہ سہی عوام کو امن اور سکون سے جینے کا حق تو دے سکیں لیکن اس کا جواب بڑا تلخ ہے کہ ان کو مظلوم عوام اور مظلوم پاکستان سے نہیں صرف اقتدار سے پیار ہے اپنے لوگوں کو بچانے کے لیے پورے پورے ادارے داؤ پر لگا دے جاتے ہیں لیکن جہاں عوام کی بات ہو تو ان مطلب پرست لوگوں کو سانپ سونگھ جاتا ہے کیا اس لیے قائد نے پاکستان بنایا تھا آج اس بات پر ہم لوگوں نے نا سوچا تو یقینا ہم اور زیادہ پستی میں چلے جائیں گے سوچیے اور فیصلہ کیجیے کیوں کہ یہ وقت ہے فیصلے کا یہ نا ہو کے پانی سر سے گزر جائے اور ہم دیکھتے رہ جائیں۔

اسلام آباد ٹریفک پولیس کو سلام

اسلام آباد کے مضافاتی علاقے کا رہائشی ہونے کی وجہ سے اسلام آباد آنا جانا معمول کا حصہ ہے مگر پچھلے کچھ دن سے مصروفیات کی وجہ سے نہ جا سکا جب کچھ دنوں بعد جانا ہوا تو ایک حیران کن تبدیلی دیکھی کہ لوگ ٹریفک قوانین کی بڑی سختی سے پابندی کر رہے ہیں فاسٹ لائن بلکل خالی پڑی ہے جس کسی نے اوور ٹیک کرنا ہو وہ اوور ٹیک کر کے پھر سے لائن خالی کر دیتا ٹریفک آفیسر اور جوان بلکل مستعد کھڑے نظر آ رہے تھے اور جب کہیں کوئی سگنل بند ملتا ٹریفک اہلکار گاڑیوں کی لائنوں میں جا کر لوگوں کو ٹریفک قوانین سے اگاہی دے رہے تھے اور بہت خوش اخلاقی سے پیش آ رہے تھے مجھے ایک لمحے کو لگا کہ شاید میں کسی یورپی ملک میں آ گیا ہوں جہاں ٹریفک قوانین کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے مگر بعد ازاں میرے دوست نے اس غلط فہمی کو دور کیا اور بتایا کہ اب ایس ایس پی ٹریفک نے ٹریفک قوانین پر سختی سے عمل درامد کروانے کے ساتھ ساتھ اسلام آباد کی ٹریفک کو رواں دواں رکھنے کے لئے تمام وسائل بروئے کار لانے کی کامیاب کوشش کی ہے مجھے اسلام آباد ٹریفک پولیس کی اس طرح مستعدی، پھرتی بہت اچھی لگی سوچا جہاں اور اتنے موضوعات پر لکھتا ہوں کیوں نہ اسلام آباد ٹریفک کی اس اچھی کوشش کو احاطہ تحریر میں لایا جائے۔

اسلام آباد جو نہ صرف پاکستان بلکہ برا عظم ایشیاء کا خوبصورت ترین شہر ہونے کا درجہ رکھتا ہے اور اپنی منفرد اور طویل مدتی پلاننگ اور خوبصورت مناظر اور کشادہ سڑکوں کی وجہ سے پاکستان کی پہچان ہے اس کی خوبصورت کشادہ سڑکیں اور ان پر رواں دواں گاڑیاں اس کے منظم شہریوں کا پتا دیتی ہیں اور جس طرح یہ بات مشہور ہے کہ اگر کسی قوم کا ڈسپلن دیکھنا ہے تو اس کی سڑکوں پر موجود گاڑیوں کو دیکھ لیا جائے یہ بات اسلام آباد کی سڑکوں کو دیکھ کر محسوس کی جا سکتی ہے۔اسلام آباد کے علاوہ ملک بھر میں ٹریفک کا حال کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ٹریفک کی اس بے ضابطگی کی جہاں انتظامیہ ذمہ دار ہوتی ہے وہاں پر عوام بھی برابر کے اس جرم اور لاقانونیت میں شریک ہوتے ہیں مگر اس کے برعکس اسلام آباد کی ٹریفک کو رواں رکھنے کے لئے اسلام آباد ٹریفک پولیس کا کردار بہت اہم ہے اور یہاں کے شہریوں کو بہترین سہولیات فراہم کرنے کے لئے اسلام آباد ٹریفک پولیس ہمہ تن مستعد اور چاک و چوبند نظر آتی ہے اس کے سارجنٹ اپنی مستعدی اور فرض شناسی کی بدولت موٹر وے پولیس کے ہم پلہ تصور کئے جاتے ہیں اور ان کا یہ امیج بنانے کے لئے اسلام آباد ٹریفک پولیس کے موجودہ افسران کا بڑا کردار ہے جو تپتی دھوپ میں بھی فیلڈ میں اپنے جوانوں کی کارکردگی کو جانچنے کے لئے موجود ہوتے ہیں بات کی جائے اگر پبلک ٹرانسپورٹ کی تو اس کو بہتر کرنے کے لئے ابھی بہت کام کرنا باقی ہے کیونکہ

کوئی اصول، ضابطہ، کوئی قاعدہ قانون کوئی طریقہ کار نہیں بے ہنگم بے وقت بے ضابطگی سے چلنے والی اس پبلک ٹرانسپورٹ کا عوام کے لئے تو یہ درد سر بنی ہے ہی مگر ساتھ ساتھ انتظامیہ اور ٹریفک پولیس کے لئے بھی چیلنج بنی ہوئی تھی جہاں دل کیا سواریوں کو اتارا کوئی بہانا بنایا اور گاڑی واپس لے آئے عوام، عورتیں، بچے، بوڑھے جتنے مرضی خوار ہوں کوئی پرواہ اور ذمہ داری کا احساس نہیں کیا جاتا تھا چند تلخ مگر حقائق پر مبنی انکشافات کہ پبلک ٹرانسپورٹ پر 90 فیصد سے زائد ڈرائیوروں کے پاس کاغذات ہی مکمل نہیں ہوتے اکثر ڈرائیور کم عمر ہونے کے باوجود پبلک ٹرانسپورٹ گاڑیاں چلاتے ہیں اکثریت سٹاپ ٹو سٹاپ کرایہ زیادہ ہونے کی وجہ سے روٹ مکمل نہیں کرتے اور شٹل سروس کی کوشش کرتے ہیں جب ٹریفک والوں کی جانب سے ان کو روکا جاتا ہے تو اور ان سے ڈاکومنٹ مانگے جاتے ہیں تو ہر ایک اپنا پتا تعارف کروانا شروع کر دیتا ہے کہ وہ فلاں ایم این اے کا رشتے دار ہے فلاں کا بھانجا ہے فلاں کا بھتیجا ہے فلاں عہدیدار کی گاڑی ہے دوسرے لفظوں میں آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ ٹریفک والوں کو ان ڈائریکٹ دھمکی دے رہے ہوتے ہیں پبلک ٹرانسپورٹ کی بے قاعدگیوں، بے ضابطگیوں سے جہاں عوام کو بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہاں پر انتظامیہ کو بھی بہت مسائل درپیش ہیں ایک طرف عوام کے شکوے ہیں اور دوسری طرف ٹریفک انتظامیہ کو بھی شکایات ہیں مگر اب ٹریفک پولیس افسران کی جانب سے کسی بھی دباؤ کو خاطر میں نہ لانے کے واضح احکامات کی وجہ سے

ٹریفک اہلکاروں کو اس دباؤ سے کافی نجات ملی ہے جس میں کئی سفارشی عناصر اپنا کام دیکھا جاتے تھے اس حوالے سے عوام میں یہ تاثر ابھر کر سامنے آیا ہے کہ اب ٹریفک پولیس کی جانب سے تمام لوگوں سے یکساں سلوک ہو رہا ہے اس کی واضح مثال ممبر قومی اسمبلی اور دیگر حکومتی اراکین کی گاڑیوں کے چالان بھی ہیں جو کہ ٹریفک پولیس کے غیر جانبدار ہونے کی واضح مثالیں ہیں اسلام آباد کی پبلک ٹرانسپورٹ کو اگر درست کرنا ہے تو اس کے لئے عوامی تعاون ناگزیر ہے اور اگر عوام ساتھ دے تو تمام بے ضابطگیاں، بے اصولیاں، اور غیر قانونی روٹس اور، اور لوڈنگ پر قابو پایا جا سکتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ قانون اصول، ضابطے سکھاتا، بتاتا اور سمجھاتا ہے مگر ان پر عمل باشعور قومیں خود کرتی ہیں ڈانڈا لے کر کسی کو سیدھے راستے پر نہیں چلایا جا سکتا ہے انسان تو اشرف المخلوقات ہے سوچ، سمجھ اور عقل کا مالک ہے اسکو بتانا ہی کافی ہونا چاہئے باشعور قومیں قانون اور اصولوں پر عمل کر کے بنتی ہیں دولت سے یا بڑا عہدہ رکھنے سے شعور نہیں آجاتا اس لئے ہر ایک کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام آباد ٹریفک پولیس کو بھی چاہئے کہ وہ اسی طرح غیر جانبداری سے ٹریفک کے تمام شعبوں میں ضابطہ، اصول اور قانون پر عملدرامد کو سختی سے نافذ کر وایں تاکہ ٹریفک کے بڑھتے ہوئے مسائل سے نجات حاصل کی جا سکے۔

صدر کی باعزت رخصتی ن لیگ، پی پی پی میں سیاسی سیز فائر

اقتدار آنی جانی شئے ہے جبکہ ریاست کو ہمیشہ قائم رہنا ہے اور ریاست کی خدمت کرنا اقتدار میں آنے والے لوگوں کا اولین فریضہ ہونا چاہیے پاکستان کی سیاسی تاریخ نے گزشتہ دنوں ایک نیا سنگ میل عبور کیا جو یقینا یہاں کے جمہوری داروں کی مضبوطی اور جمہوریت کے تسلسل میں معاون ثابت ہوگا۔ قائد اعظم محمد علی جناح سے لیکر آج تک جتنے بھی سویلین سربراہانِ مملکت آئے ان میں فضل الٰہی چوہدری کے بعد آصف زرداری دوسرے منتخب صدر ہیں جنہوں نے طے شدہ آئینی مدت پوری کی البتہ اس اعتبار سے آصف علی زرداری پہلے صدر ہیں جنہوں نے اپنا اختیار کسی جرنیل یا بیک ڈور سے آنے والے فوجی یا سویلین کے حوالے نہیں کیا بلکہ ایک منتخب سویلین صدر کو سونپ کے دن کی روشنی میں رخصت ہوئے جتنے بھی فوجی یا سویلین منتخب و غیر منتخب گورنر جنرل یا صدور آئے وہ اپنے اختیارات سے یا تو غیر مطمئن رہے یا پھر ان میں اضافے کی تگ و دو کرتے رہے جبکہ آصف علی زرداری نے جب عہدہِ صدارت سنبھالا تو عہدہ صدارت ایک با اختیار اور طاقتور ترین منصب تھا جسے سابق صدر مشرف نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے اتنا بااختیار بنا دیا تھا کہ ریاست کے باقی عہدے اس کے آگے محض نمائشی عہدے ہی نظر آتے تھے ریاست کے تمام تر

اختیارات کا مرکز و محور صدر ہی تھا۔ مگر پہلی دفعہ کسی با اختیار شخص نے اپنی آئینی طاقت اپنی رضا سے بذریعہ پارلیمنٹ وزیر اعظم کے منصب کو منتقل کر دی اور اپنے لیے محض علامتی اختیارات پر اکتفا کیا بلکہ بہت سے وفاقی اختیارات بھی صوبوں کو منتقل کرنے کے آئینی عمل کی حوصلہ افزائی کی جو کہ یقیناً ایک بہت بڑی بات تھی۔ صدر زرداری نے عزت و وقار کے ساتھ آئینی مدت کی تکمیل اور عہدے سے سبکدوشی پر مسرت کا اظہار کیا ان کا کہنا ہے کہ میں نے تمام فیصلے ملک کے مفاد میں کیے اور اپنے اختیارات پارلیمنٹ کو منتقل کیے پاکستان کی ساٹھ سالہ تاریخ میں صدر زرداری وہ پہلے غیر جانبدار صدر میں جنھوں نے اپنی پانچ سالہ آئینی مدت پوری کرکے ایک نیا ریکارڈ قائم کر دیا اب ان کی جگہ ایک منتخب صدر یہ عہدہ سنبھال چکے ہیں ایوان صدر سے باوقار رخصتی پر وہ ایک مطمئن شخص نظر آئے گارڈ آف آنر ملنے کے بعد ایوان صدر سے رخصت ہو گئے صدر زرداری ایک انٹرویو میں کہہ چکے ہیں کہ 'میں وزیر اعظم بننے کے لیے کوشش نہیں کروں گا میرے خیال سے پارٹی چلانا وزیر اعظم بننے سے زیادہ اہم ہے آئینی جو کہ مسلم لیگ کے لئے ایک خاموش مفاہمتی پیغام ہے تاہم لوگوں کا یہ خیال ہے کہ صدارتی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونے کے بعد آصف علی زرداری کے خلاف درج اُن مقدمات کا دوبارہ سے کھل جانے کا امکان ہے جن میں صدارتی استثنیٰ کی وجہ سے پانچ سال تک کوئی عدالتی کارروائی نہیں ہو سکی تھی۔ تا صدر کا یہ ماننا تھا کہ کئی ایک ٹارگٹ ایسے تھے جو وہ صدر ہونے کے باوجود

حاصل نہیں کرسکے کئی مسائل کے حل میں وہ نتائج حاصل نہیں کرسکے جو کرنے چاہیے تھے تاہم دوسری طرف سے لگنے والے الزامات کی روشنی میں یہ بات بھی سامنے رکھنی چاہیے کہ پاکستان کی سیاسی تاریخ میں جتنی جیل آصف علی زرداری نے کاٹی اتنی قید کسی اور منتخب پاکستانی صدر یا وزیرِ اعظم نے اپنی سیاسی زندگی میں نہیں کاٹی یوں تو آصف علی زرداری کی پوری زندگی نشیب و فراز میں گزری لیکن عہدہ صدارت ملنے کے بعد جس طرح انھوں نے مفاہمت کی سیاست کو فروغ دیا اور ایک نسبتا کمزور حکومت کے ہوتے ہوئے نا صرف پانچ سال پورے کیے بلکہ نئے انتخابات کرا کر اور اپنے پاور فل اختیارات پارلیمنٹ کو منتقل کرکے ایک لازوال تاریخ رقم کی ہے۔ اب جبکہ وہ سابق کا لاحقہ اپنے نام کے ساتھ لگا چکے ہیں ان کے پرانے مقدمات کھولے جانے کے قوی امکانات ہیں آصف علی زرداری کے عہدہ صدارت کی مدت ختم ہونے سے پہلے ہی ایک درخواست سپریم کورٹ میں دائر ہو چکی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مئی سنہ دو ہزار گیارہ میں ایبٹ آباد میں القاعدہ کے رہنما اُسامہ بن لادن کے خلاف امریکی کارروائی سے متعلق آصف علی زرداری پہلے سے آگاہ تھے لیکن اُنھوں نے پاکستانی افواج کو اس سے آگاہ نہیں کیا تھا درخواست میں اُن کا نام ای سی ایل میں ڈالنے کی بھی استدعا کی گئی جس پر سپریم کورٹ نے وفاقی حکومت سے جواب طلب کر رکھا ہے پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرینز کے سیکرٹری جنرل اور آصف علی زرداری کے مقدمات کے پیروی کرنے والے وکیل سردار لطیف کھوسہ کہتے ہیں کہ آصف علی

زرداری دس سال جیل میں رہے لیکن استغاثہ کسی ایک مقدمے میں بھی اُن کے خلاف کوئی شواہد پیش نہیں کر سکی جو اپنی جگہ پر ایک اہم بات ہے آصف علی زرداری جب صدارتی انتخاب میں حصہ لے رہے تھے اُس وقت اُن کے خلاف جتنے بھی مقدمات تھے وہ سارے این آر او کے تحت ختم کر دیے گئے تھے جو کہ سابق صدر مشرف کی جانب سے بنایا گیا ایک متنازعہ قانون تھا جس کو بعد ازاں پارلیمنٹ نے بھی مسترد کر دیا تھا اور پھر سپریم کورٹ نے کالعدم قرار دے دیا تھا۔ان پر بنائے جانے والے سوائس کیسسز کو بھی اسی این آر او کے تحت ختم کیا گیا تھا تاہم بعد میں سوئس کیسسز کو کھولنے کے لئے اعلیٰ عدلیہ کی جانب سے اس وقت ان کی حکومت کو کئی بار کہا گیا یہاں تک کے ان کے ایک وزیر اعظم کو اس میں نااہل بھی قرار دے دیا گیا مگر معاملے کو اتنا لٹکایا گیا کہ وقت گزر گیا اور جب خط لکھا گیا تو اس میں اپنی طرف سے کچھ ایسی تبدیلیاں کی گئی کہ اصل خط کا متن ہی بدل گیا اس کے علاوہ اور بھی کئی ریفرنسس جیسا کہ ارسس ٹریکٹر اے آر وائی گولڈ شامل ہیں جو آصف علی زرداری کو پریشان کر سکتے ہیں لیکن ؟،

حکمراں جماعت مسلم لیگ ن اور سابق حکمران جماعت پی پی پی دونوں جماعتوں کے رہنماؤں کے بیانات سے اور خصوصا میاں صاحب کے کیے جانے والے خطابات سے لگتا ہے کہ اب وہ ان کیسسز کو چھیڑنا اوران مقدمات کو نہیں کھولنا چاہتے جو اُن کے دورِ حکومت میں درج کیے گئے تھے جس کے بعد دوسری طرف سے سابق صدر آصف علی زرداری وزیر اعظم میاں نواز شریف کو مکمل تعاون کی یقین دہانی بھی کروا

چکے ہیں دیکھنا یہ ہے کہ الیکشن مہم میں صدر زرداری کیخلاف لوٹ مار کا وویلہ کرنے
والوں کی مفاہمتی سیاست کب تک مفاہمتی پالیسی پر عمل کرتی ہے کیونکہ اگر انھوں نے
آصف علی زرداری کے خلاف کچھ نہ کیا تو آنے والے بلدیاتی الیکشنوں میں اپنے
ووٹروں کا سامنا کس طرح کریں گے بظاہر یہی لگتا ہے کہ دونوں جانب سے سیز فائر ہو
چکا ہے مگر ایک تھرلنگ میڈیا اور باشعور عوام اور خاص کر سوشل میڈیا کی آزادی کی
وجہ سے یہ سیز فائر کہاں تک چلتا ہے اس کے بارے میں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا -

منگلا ڈیم اپ ریزنگ کے متاثرین کا سوال ؟

قیام پاکستان کے بعد جب پاکستان کی طرف بہنے والی نہروں کے ہیڈ ورکس بھارت میں آ گئے تو ایک نئے تنازعے نے جنم لیا جب معاملہ حد سے بڑھا تو عالمی دنیا بھی اس طرف متوجہ ہوئی اور پاکستان اور بھارت کے درمیان پہلی بار ورلڈ بینک کے تعاون سے ایک معاہدہ پانی کی تقسیم کے حوالے سے طے پایا جسے ہم سندھ طاس کے نام سے جانتے ہیں جس کی رو سے پاکستان اور بھارت میں پانی کی تقسیم کا فارمولہ طے پایا یعنی تین دریاؤں کا پانی بھارت کو اور تین ہی پاکستان کے حصے میں دے دیے گئے اور اس کی رو سے پاکستان کو اپنے پانی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پانی کے ذخائر تعمیر کرنے کے لئے ورلڈ بینک کے تعاون سے منگلا اور تربیلا میں دو بڑے زخائر تعمیر کرنے کے منصوبے پر کام شروع ہوا آج منگلاڈیم کو یہ اعزاز حاصل ہوچکا ہے کہ یہ پاکستان کا سب سے بڑا آبی زخیرہ بن چکا ہے منگلاڈیم پاکستان نے ورلڈ بینک کے تعاون سے تیار کیا اور اسے ورلڈ بینک کے تعاون سے بنایا اور پایہ تکمیل تک پہنچایا منگلاڈیم بناتے ہوئے حکومت پاکستان ،واپڈا اور آزاد کشمیر حکومت نے اجڑنے والے ہزاروں اہلیان میرپور ،چکسواری اور ڈڈیال سے بہت سے وعدے کیے چند وعدے پورے ہوئے اور اکثر ؟؟؟ نسلیں مٹی میں مل گئیں مگر وہ وعدہ ہی کیا جو

وفا ہو سکے ان وعدوں میں ایک وعدہ یہ بھی تھا کہ اہل میرپور کو اس عظیم قربانی کے اعتراف میں تاحیات بجلی مفت۔ فراہم کی جائے گی ان وعدوں میں ایک وعدہ یہ بھی تھا کہ اجڑنے والے خاندانوں کو صحت تعلیم اور زندگی کی بنیادی ضروریات رعایتی نرخوں پر فراہم کی جائیں گی اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں کی گئی جو کہ صرف باتوں کی حد تک ہی رہی مگر ان پر عمل درآمد نہ ہونا تھا اور نہ ہی ہوا یہ وعدے گنواتے گنواتے شاید تحریر لامتناہی ہو جائے۔

گزشتہ چالیس سال سے منگلاڈیم کو ہمیشہ تربیلا ڈیم کے بعد پاکستان کا دوسرا بڑا آبی زخیرہ کہا جاتا تھا تربیلا ڈیم میں مکمل استعداد کے مطابق پانی جب بھر لیا جائے تو اس کی مقدار لاکھ ایکڑ فٹ بنتی ہے آج منگلاڈیم 1239 فٹ کے لیول تک جا پہنچا ہے اور موجودہ 65 لیول پر اس میں زخیرہ شدہ پانی کی مقدار 70 لاکھ ایکڑ فٹ سے زائد ہو چکی ہے 1210 فٹ سے بڑھا کر منگلاڈیم کو 1242 تک کیا گیا اعداد و شمار کے مطابق اس ریزنگ کے بعد ہر سال منگلاڈیم سے وطن عزیز کو بجلی اور پانی کی مد میں 60 ارب روپے سے زائد کا کم از کم فائدہ ہوگا دیگر فوائد کا تخمینہ ابھی لگانا باقی ہے جو کہ زراعت میں ہوگا منگلاڈیم بننے کی صورت میں اہل علاقہ نے 1960 کی دہائی میں پاکستانی تاریخ کی سب سے بڑی مستقل ہجرت اختیار کی تھی اور آج 2013 میں تقریباً 50 سال بعد اہل میرپور کی تیسری نسل نے ایک مرتبہ پھر ہجرت کا کرب برداشت کر رہی ہے ان کی اس قربانی

نے وطن عزیز کو روشنیوں سے سجانے کیلئے ایک مثال قائم کردی پاکستان کے تمام صوبوں اور تمام علاقوں کے لوگوں کو اہل میرپور ،ڈڈیال اور چکسواری اور دوسرے متاثرہ علاقوں نے دوسری مرتبہ یہ عملی پیغام دے دیا کہ یہ وطن اتنا قیمتی ہے جس کیلئے ہم اپنے آباؤاجداد کی قبریں اپنی جائیدادیں اپنے کاروبار اور سب سے قیمتی اپنی یادیں منگلاڈیم کے پانی کی نذر کر سکتے ہیں صرف اس خواہش اور حسرت کیلئے کہ یہ وطن تا قیامت رہے ۔ مون سون کے اس سیزن میں منگلا جھیل کو بھرنے کا عمل شروع کیا تو بہت سے ایسے علاقے بھی متاثر ہوئے جن کی نشاندہی منگلا اپ ریزنگ پروجیکٹ بنانے والوں نے نہیں کی تھی پانی کا لیول بڑھنے سے جہلم ، سوہاوہ، گوجرخان ، کلر سیداں، کہوٹہ ،ڈڈیال اور چکسواری کے علاقے بری طرح متاثر ہوئے ان علاقوں کے متاثرہ لوگوں کو تو کسی قسم کا کوئی معاوضہ بھی نہیں دیا گیا تھا اور نہ ہی ان کو بتایا گیا تھا کہ ان کے گھر پانی کا لیول بڑھنے کی وجہ سے پانی کی نظر ہو جائیں گے لیکن اگر علاقے کا جائزہ لیا جائے تو افسوس ہوتا ہے کہ لوگوں کے قیمتی مکان، کھیت کھلیان یہاں تک کے سکول اور قبرستان تک پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں اور لوگوں کا کوئی پرسان حال نہیں قریبی آبادیوں کو تو طفل تسلیاں دی جا رہی ہیں کہ ان کو معاوضہ ملے گا مگر کب ؟ یہ کوئی نہیں جانتا علاقہ پہاڑی ہونے کی وجہ سے کئی جزیروں میں بٹ چکا ہے اور لوگوں کو آمدورفت کے لئے کشتیوں کا سہارا لینا پڑ رہا ہے تحصیل کلر سیداں ، کہوٹہ ، سوہاوہ اور گوجرخان کے کئی موضعات اس سے متاثر ہو

رہے ہیں ان علاقوں کی کثیر آبادی بیرون ممالک میں مقیم ہے جن کے تعاون سے بے گھر ہونے والوں کی امداد کی جا رہی ہے مگر حکومتی سطح پر جس طرح کی سستی اور سرد مہری دیکھائی جا رہی ہے اس کی مثال ملنا مشکل ہے اس حوالے سے اہلیان علاقہ کا اگر دکھ درد سنا جائے تو جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے کہ کس طرح یہاں کے مکینوں نے تعمیر وطن کی خاطر اپنے ابا واجداد کی قبروں کو پانی کی نظر ہوتے دیکھا ہو گا آج یہ متاثرہ لوگ اہل اقتدار سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ پاکستان کو روشن بنانے کے لئے دوسری بار قربانی دینے والوں کے ساتھ ایسا سلوک آخر کیونکر کیا جا رہا ہے۔

منگلا ڈیم ریزنگ کا منصوبہ جنرل پرویز مشرف کے دور میں بنایا گیا اور اس پر کام کا اغاز ہو ا جنرل پرویز مشرف کی حکومت اپنے اختتام تک پہنچی اور پاکستان پیپلز پارٹی نے کام کرنا شروع کیا صدر پاکستان آصف علی زرداری اور ان کے وزرائے اعظم سید یوسف رضا گیلانی اور راجہ پرویز اشرف کی حکومت پانچ سال پورے کر چکی ہے آزاد کشمیر میں وزیر اعظم چوہدری عبدالمجید کی حکومت قائم ہے اور پاکستان مسلم لیگ ن کے سربراہ میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان کی حیثیت سے فرائض منصبی انجام دے رہے ہیں لیکن کیا متاثرین منگلا کے دکھ درد کا مداوا کرنے والا کوئی نہیں؟ یہ وہ سوالات ہیں جو وہاں سے اجڑنے والے ہر شخص کی زبان پر ہیں جن کے جوابات اہل اقتدار ہی دے سکتے

ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت پاکستان ، حکومت آزاد کشمیر اور واپڈا متاثرین کی آبادکاری اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے ہر ممکن اقدامات اٹھائے تاکہ ترقی اور خوشحالی کی خاطر بغیر کسی احتجاج کے بے گھر ہونے والوں کے گھروں کو پھر سے آباد کیا جاسکے۔

پی آئی اے خسارے میں مگر کیوں؟

سابقہ دور حکومت میں پی آئی اے کی نجکاری کی بازگشت سنائی دی تو بہت سے لوگوں نے اس پر شور مچایا اور بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ سابق صدر زرداری کی بہن صاحبہ نے ایک نئی ائیر لائن رجسٹرڈ کروائی ہے اور اس کو کامیاب کرنے کے لئے شائد پی آئی اے کو ناکام کیا جا رہا ہے اور یہ بھی سننے میں آیا تھا کہ پی آئی اے کو ان کی نجی ائیر لائن میں ضم کر دیا جائے گا دوسرے لفظوں میں وہ اس کو خرید لیں گی مگر ایسا نہیں ہوا زرداری صاحب بھی گئے اور ان کی حکومت بھی لیکن پی آئی اے نہیں بکی اب جبکہ نئی حکومت آ چکی ہے اور اس نئی حکومت نے اپنے سو دن پورے کر لئے ہیں اب ایک بار پھر پی آئی اے کے بکنے کی باتیں سنائی دی مگر پہلے کی طرح صرف باتیں نہیں تھیں بلکہ پی آئی اے کے چھبیس فیصد بکنے کی منظوری دی جا چکی ہے پی آئی اے کی نجکاری کی دو کوششیں پہلے بھی ہو چکی ہیں جن میں 1990, اور 1997, اور اب 2013 اور اس سے بھی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ تینوں ادوار میں مسلم لیگ ن ہی حکمران جماعت تھی۔ پی آئی اے کبھی باکمال لوگ لاجواب سروس کے نام سے جانی جاتی تھی مگر آج اس کی حالت سب کے سامنے ہے ایسا کسی بھی ملک میں نہیں ہوتا کہ سال میں سب سے زیادہ رسکی پروازیں چلائی جائیں جس میں بہت سی حادثات کا

شکار ہونے سے مشکل سے بچتی ہیں ان تمام برائیوں کی بڑی وجہ مناسب فلائیٹ چیکنگ کا نہ ہونا، وقت کی پابندی کا فقدان، ناقص سہولیات، عملے کا مسافروں سے ناروا سلوک اور دیگر کئی انتظامی شکایات بھی ہیں جس کی وجہ سے پاکستان کی ایئر لائن یورپ میں مسلسل دباؤ کا شکار ہے اس میں تقریبا انیس ہزار ملازمین ہیں اور یہ مجموعی طور پر بتیس جہازوں کے ساتھ آپریشن کرتی ہے ان میں سے ٹوٹل سترہ جہاز آپریشنل ہیں اور باقی مختلف بیماریوں کا شکار ہو کر مختلف جگہوں پر ٹھیک ہونے کے لئے کھڑے ہیں اگر ان کو ٹھیک کر لیا جائے تو بہتری کی طرف جایا جا سکتا ہے مگر ؟؟شاید کوئی اس طرف جانا نہیں چاہتا دوسری طرف اہم سوال یہ ہے کہ اتنے کم جہازوں کے ساتھ اتنے زیادہ ملازمین کا بوجھ اٹھا کر پی آئی اے حکومت کو کس طرح منافع دے سکتی ہے یہ وہ سوالات ہیں جن کے جواب بہت مشکل ہیں۔آج بھی اسکی بری حالت کے باوجود اس پر مسافروں کا لوڈ فیصد سے اوپر ہے ایئر لائن انڈسٹری کا فارمولا ہے کہ اگر کوئی بھی ایئر لائن 50 72 فیصد کے لوڈ پر چلائی جائے تو نفع نقصان برابر ہو جاتا ہے مگر یہاں 72 فیصد سے اوپر ہونے کے باوجود نقصان ؟اس کے بکنے کے بعد اس میں ملازمین کی چھانٹی بھی یقینی بات ہے کیونکہ جہاز کم اور عملہ زیادہ ہے جس میں سے زیادہ تر کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ سیاسی بھرتیوں کے ذریعے پی آئی اے کے سر پر تھوپا گیا عملہ ہے جن کو گولڈن ہینڈ شیک کے ذریعے ڈاون سائز کیا جائے گا جیسا کہ اس سے پہلے پی ٹی سی ایل کو بیچتے وقت کیا گیا تھا قومی

اداروں میں پی آئی اے ایک ایسا ادارہ تھا کہ جس نے متحدہ عرب امارات اور کئی دوسرے ممالک کی ایئر لائینوں کو قائم کرنے میں اور ان کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے میں معاونت کی اور ان کو کامیاب کرنے میں انتہائی اہم کردار ادا کیا جس کی وجہ سے ان ممالک کی ایئر لائینوں کا شمار دنیا کی بہترین اور صف اول کی ایئر لائینوں میں ہوتا ہے یہ سب اسی پی آئی اے کی وجہ سے ہے جو آج خود ایک بے بسی کی تصویر نظر آ رہا ہے اخبارات میں جس کی کارکردگی پاکستان کے حکمرانوں کا منہ چڑھا رہی ہوتی ہے یورپ اور امریکہ میں جس کی غیر معیاری سروس کی وجہ سے پابندی عائد کی جانے کی کئی وارننگز دی جا چکی ہیں اور بعض یورپی ممالک میں اس کی پروازوں پر پابندی بھی عائد ہے اگر سنگاپور ،انڈیا، سری لنکا اور دیگر کئی ممالک کی سرکاری ایئر لائینیں منافع دے سکتی ہیں تو پی آئی اے کیوں نہیں دے سکتی ؟ یہاں ایک بات اہم ہے کہ اگر صرف حج پروازوں کو اگر صحیح طریقے سے کنٹرول کیا جائے تو پی آئی اے کو منافع بخش بنایا جا سکتا ہے پی آئی اے کی کانامی کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو اداروں کی بھاگ دوڑ دے دیتے ہیں کہ جو ان کی الف ب بھی نہیں جانتے سیاسی وفاداروں کو ان اہم اداروں کی بھاگ دوڑ ان کی قابلیت کو نہیں بلکہ انکی وفاداری کو دیکھ کر دے دی جاتی ہے جو ان اداروں سے جو چاہے سلوک کریں کوئی پوچھنے والا نہیں کوئی پوچھ بھی کیسے سکتا ہے کیونکہ ایسے لوگوں کی اوپر تک پہنچ ہوتی ہے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان سے کن نتائج

کی توقع کی جا سکتی ہے بات کرنیکا مقصد یہ ہے کہ ہم نے ایسے ایسے لوگوں کو پی آئی اے جیسے اہم اداروں میں لگایا ہوا ہے جس کی وجہ سے ان اہم اداروں کی کارکردگی بہتر ہونے کی بجائے دن بدن خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی ہے اور جس کا خسارہ ہے کہ بڑھتے بڑھتے کہاں سے کہاں پہنچ چکا ہے ہر ماہ تقریبا تین ارب روپے کا خسارہ ہو رہا ہے دوسرے لفظوں میں حکومت کچھ کمانے کے بجائے اس کو ہر ماہ تین ارب روپے اپنے پاس سے دیتی ہے مگر دوسری طرف جن لوگوں کو بھی اس کا سربراہ لگایا جاتا ہے ان میں سے اکثر پروفیشنل نہیں ہوتے اور پی ائی اے کے متعلق کچھ نہیں جانتے اس لیے ایسے لوگوں سے خیر کی توقع مشکل ہے اور سارے پاکستان کی عوام جانتے ہیں کہ یہ وہ واحد ادارہ ہے جہاں اب کرپشن اپنی آخری حدوں کو چھو رہی ہے ایک انجن کئی بار مرمت ہو رہا ہے مگر صرف فائلوں کی حد تک اور رقم کہاں جا رہی ہے کسی کوئی نہیں پتا جس ادارے کی ایسی حالت ہو گی اس کا انجام ایسا ہی ہو گا سب سے پہلے اس ادارے میں آپریشن کلین سویپ کرنیکی ضرورت تھی تاکہ اس کو بیچنے کی۔اگر ادارے کے حالت کو منافع بخش بنانا ہے تو وفاقی یا صوبائی منسٹرز اور دوسرے سرکاری کارکنوں،میڈیا، سماجی کارکنوں کو جو مفت یا ہاف ٹکٹ دے جاتے ہیں ان پر پابندی ہونی چاہیے تب تک جب تک کہ ادارہ منافع بخش نہیں ہو جاتا جس طرح سابق وزیر اعظم شوکت عزیز صاحب کے دور میں نیشنل ہائی وے (این ایچ اے) کو مالی مشکلات سے نکالنے کے لیے سرکاری گاڑیوں کو بھی ٹول ٹیکس دینے کا پابند کیا گیا تھا اس کے بعد حکومتی

ایوانوں میں بیٹھے ہوئے لوگ بھی ادارے کی حالت زار کو دیکھتے ہوئے رعائیتی یا مفت ٹکٹوں کو لینے سے انکار کر دیں تاکہ ادارے کو منافع بخش بنایا جاسکے اس کی سروسز کو بہتر اور معیار عالمی روایات کے مطابق کیا جائے ایماندار اور قابل لوگوں کو اس ادارے میں لگایا جائے تاکہ کارکردگی کو بہتر کیا جائے کرپشن کو ختم کرنے کے ٹاسک فورس قائم کی جائے اور تمام ملازمین کے اثاثوں پر نظر رکھی جائے اور کرپشن فری ائیر لائن کے قیام کی کوشش کی جائے جس کے لیے سخت اقدامات کرنے کی ضرورت ہے اور جو بھی عناصر کرپشن میں ملوث ہوں ان کو سخت سے سخت سزا دی جائے تب جاکہ پی آئی اے کو کرپشن سے پاک ، منافع بخش ادارہ بنایا جاسکتا ہے ورنہ دوسری صورت میں ہم ایک اور اہم ادارہ کھو دیں گے۔

سیاسی پولیس اور معاشرتی بگاڑ

امن ومان کی ابتر صورتحال جرائم کے اعداد وشمار میں اضافے سے ملکی حالات ایسے ہو رہے ہیں کہ ہر کوئی پریشان نظر آتا ہے ہر طرف آگ و خون کا کھیل جاری ہے دہشت گردی، مہنگائی، بے روزگاری، امن و امان کی مخدوش صورتحال کی وجہ سے عوام کا جینا دو بھر ہو چکا ہے جس کی سب سے بڑی وجہ قانون کا ڈنڈا صرف غریب کے لئے ہے جبکہ امیر اپنی دولت کے بل بوتے پر بڑی آسانی سے اسے خرید لیتے ہیں جس کی بہت سی مثالیں ہم آئے روز دیکھتے اور سنتے ہیں۔ کراچی جو کہ پاکستان کا معاشی حب ہے اور پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے جہاں سے ملکی معیشت کا آغاز ہوتا ہے وہاں پر ہر روز کئی گھرانوں کے چراغ گل ہو رہے ہیں ہر روز پانچ دس آدمی ایسے مار دیے جاتے ہیں کہ جیسے انسان کی کوئی قدر ہی نہ ہو جبکہ وہاں کی حکمران جماعتیں جن میں سب ہی جماعتیں شامل ہیں ایسے مزے سے سو رہی ہیں کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو اس کے لئے جس امن کی ضروت ہے وہ وہاں قائم ہو ہی نہیں سکا کیونکہ وہاں پولیس جیسے انتظامی محکمے میں اتنی بڑی تعداد میں وہ عناصر شامل ہیں جنھیں ہم دہشت گرد، بھتہ خور، ٹارگٹ کلر یا ڈکیت کہہ سکتے ہیں جس کے بارے میں کئی رپورٹیں خود محکمہ داخلہ سندھ جاری کر چکا ہے ملک میں امن و امان قائم رکھنا، جرائم کو ختم کرنا اور عوام کے جان و

مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرنا پولیس کا اولین فرض ہے سابقہ حکومتوں سے لے کر موجودہ حکومت تک امن و امان کی ناقص صورتحال اور پولیس گردی اور پولیس کے ظلموں کیخلاف میڈیا نے بہت کچھ کہا اور سنایا ہر آنے والی حکومت پولیس کو اپنے مقاصد کیلئے استعمال کرتی رہی اور مزے کی بات یہ ہے کہ پولیس خود ان کے ہاتھوں کھلونا بننے کے لئے تیار نظر آتی ہے کسی پولیس آفیسر میں اتنی جرات نہیں ہے کہ وہ انکے غیر قانونی احکامات کو ماننے سے انکار کر سکیں بلکہ ہمارے ہاں تو پولیس کو کھلوکا بیل ہی سمجھا جانے لگا ہے جس کا جہاں جی چاہا اس کا استعمال کر لیا کو جس کی وجہ سے ہماری پولیس فورس بے راہ روی کا شکار ہوئی اور اپنی من مانیاں اور کارروائیاں کرنے میں فخر محسوس کرنے لگی جرائم کی شرح میں اس قدر ہولناک اضافہ ہوا کہ جسے سن کر جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے جسکا ذکر میڈیا اور اعلی عدالتیں انتہائی دکھ اور کرب کے ساتھ کرتی رہتی ہیں ہمارے ہاں پولیس جو جھوٹے مقدمے درج کرتی ہے ان جھوٹے مقدمات میں غریب اور شریف شہریوں کی تذلیل کی جاتی ہے اس طرح پیسے کا ضیاع کر کے کربناک ذہن لئے لوگ نہ صرف معاشی بدحالی میں ڈوب کر انتہا پسندی کی طرف راغب ہوتے ہیں بلکہ پولیس کے بے رحم رویے سے ان کی باقی زندگی جیلوں کی نظر ہو جاتی ہے اعلی حکام زمینی حقائق سے بھی یقیناً بے خبر نہیں ہوتے کیونکہ جب بھی کوئی پولیس والا کسی وجہ سے معطل ہوتا ہے تو یہی اعلیٰ فسران ہی ان کو بے گناہ قرار دے کر دوبارہ معاشرے کے بگاڑ میں حصہ ڈالنے کے لئے

بجوا دیتے ہیں چہرے بدلنے سے نہیں بلکہ پولیس والوں کی تربیت سے ان کی ذہنیت بدل کر ہی لوگوں کو تحفظ فراہم کر سکتے ہیں کیونکہ جھوٹے مقدمات کی آڑ میں مخصوص مفادات رکھنے والے عناصر کس طرح پولیس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال کر مظلوم لوگوں کو بدنام کرکے ذلیل و خوار کرتے ہیں اس کا اندازہ زیادہ مشکل نہیں جھوٹے مقدمات میں حالات وہ نہیں ہوتے جو نظر آتے ہیں اصلیت کا پتہ بھی پولیس کو ہوتا ہے مگر پیسے کی چمک پولیس کو اندھا کر دیتی ہے اوپر کی کمائی کھانے سے انکی زبان گنگ اور کان بہرے ہو جاتے ہیں وقت گزرنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اصل معاملہ کیا تھا اس بات پر کسی کو حیرت زدہ نہیں ہونا چاہیئے کہ پولیس نے کرپشن اور رشوت کی لعنت زدہ تالاب میں شرم و حیا کی وردی اتار کر بے حیائی کا لنگوٹ پہن کر خود کو تر و تازہ رکھا ہوا ہے پولیس کی وردی کی احیاء اور قانون کا احترام قانون کی سچی اور میرٹ پر تفتیش سے شہریوں کے جان و مال کا تحفظ اب پاکستانی معاشرے میں خورد بین سے بھی نظر نہیں آتا آج اگر ان لوگوں کے اثاثہ جات کو چیک کیا جائے تو عام نظر آئے گا کہ تھانیدار اور عام سپاہی آج لاکھوں کی جائیداد کے مالک بنے ہوئے ہیں جس کی کئی مثالیں ملکی پولیس ڈیپارٹمنٹ میں اکثر دیکھنے اور سننے کو ملتی ہیں جتنے بھی جھوٹے مقدمات درج ہوتے ہیں کسی اعلیٰ پولیس عہدیدار نے ان جھوٹے مقدمات کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کرانے کی زحمت گوارہ نہیں کی خود پولیس کے اعلیٰ افسران کا کہنا ہے کہ تھانوں میں 90% مقدمات جھوٹے درج ہوتے ہیں جو اس

بات کی غمازی کرتا ہے کہ معاشرے کی بگاڑ میں سب سے زیادہ حصہ پولیس کا ہے جو کہ پولیس کی کارکردگی پر سوالیہ نشان ہے لیکن یہ پولیس ہمارے ہاں ہی اتنی بدنام اور بری کیوں ہے ؟ اس بگاڑ اور مخدوش صورت حال کی سب سے بڑی وجہ سیاسی جماعتوں کی جانب سے اپنے کارکنوں کو پولیس میں سیاسی طور پر بھرتی کرانا ہے تاکہ وہ مشکل وقت میں اپنی جماعتوں کا ساتھ دے سکیں۔ لیکن ان سب میں قصور کس کا ہے ہمارے حکمرانوں کا؟ عوام کا؟ یا ان پولیس افسران کا؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے بارے میں کوئی بھی ٹھوس جواب نہیں دے سکتا۔

آخر میں حضرت علیؓ کا قول نقل کر رہا ہوں کہ ایک ملحد معاشرہ تو ہو سکتا ہے کہ تباہی سے بچ جائے پر وہ معاشرہ تباہ ہونے سے نہیں بچ سکتا کہ جہاں انصاف ناپید ہو جائے اس بات کے تناظر میں اعلیٰ حکام کو ایسے عملی اقدامات کرنے چاہئیں جہاں غریب مظلوموں کی آواز ان تک آسانی سے پہنچ سکے اور اگر معاشرے کو بگاڑ سے بچانا ہے تو پولیس جیسے انتظامی محکموں میں بھرتیوں کو میرٹ کے ترازو میں تولنا ہوگا تاکہ میرٹ پر آنے والے لوگ معاشرے کی اصلاح میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

بزرگوں کا عالمی دن

سڑک پر کسی کونے سے وہ شخص کچھ لکھ رہا تھا جب میں اس کے قریب آیا تو وہ اپنی جگہ ڈر سا گیا جبکہ میں اپنی جگہ میرے ڈرنے کی وجہ تو اس کا وہ حلیہ تھا جو بہت حد تک ڈراونا تھا مگر وہ مجھ سے کیوں ڈرا اس بارے میں کچھ اندازہ نہیں لگا سکا پہلے تو میں نے سوچا ہو سکتا ہے یہ کوئی پاگل ہو مگر اس کی آنکھوں میں غور سے دیکھا تو مجھے وہاں کئی الجھے ہوئے سوالات نظر آئے جس کی شاید اس شخص کو تلاش تھی وہ بار بار نظریں چرا چرا کر مجھے دیکھ رہا تھا میں نا جانے کیا سوچتے ہوئے وہاں کھڑا ہو گیا اور نہ چاہتے ہوئے بھی اس شخص کی جانب بڑھ گیا میں نے اس کے پاس پہنچ کر اسے سلام کیا جس کے جواب سے مجھے محسوس ہوا کہ اس کی آواز بڑی بھاری سی ہے اور اس نے مجھے اپنے قریب پا کر شاید کچھ اچھا محسوس کیا ہو وہ مجھ سے باتیں کرنے کا ارادہ رکھا تھا مجھے اپنے پاس بیٹھنے کے لیے جگہ صاف کرنے لگا اس کے اس رویے سے مجھے لگا کہ وہ کوئی پاگل نہیں بلکہ ایک سمجھ بوجھ رکھنے والا شخص ہے میں نے اس کے پاس بیٹھتے ہی پہلا سوال کیا کہ بابا کیسے ہو کہاں سے آئے ہو اور یہ اپنا حال کیا بنایا ہوا ہے اتنے سارے سوال اکھٹے سن کر وہ چونک سا گیا اور میری طرف نگاہ اٹھائی اتنے قریب سے اس کی انکھوں میں چھپے ہوئے بہت سے

سوالات مجھے تجسس میں ڈالنے لگے کہ میں اس سے اور معلومات حاصل کروں اور اپنے قلم سے اسے اپنے قاریوں تک پہنچاؤں ایک عجیب سی تمناء میرے دل میں سر اٹھانے لگی اس کی وجہ سے مجھے محسوس ہوا کہ بہت عرصہ ہوا کسی نے اس سے بات نہیں کی نہ اس کی کوئی بات سنی اسے معاشرے کی بے حسی ہی کہہ لیں کہ ہم ایسے لوگوں سے کوئی کلام وغیرہ نہیں کرتے اور نہ ہی یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کو اس حال تک کس نے پہنچایا اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسے لوگ انتہائی کو اپنا مسکن بنا لیتے ہیں اور اسی میں گھٹ گھٹ کر اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دیتے ہیں اس نے جو کہانی مجھے سنائی وہ آپ کے گوش گزار کرتا ہوں اس کا کہنا تھا کہ میں جوانی میں بہت مالدار ہوا کرتا تھا مجھے کسی چیز کی کوئی پروانہ تھی عیش و عشرت کی زندگی تھی مجھے نہیں تھا معلوم کے آکر کو مجھے بوڑھا بھی ہونا ہے اور اس دنیا کا قانون ہے جسے عرف عام میں مکافات عمل کہتے ہیں سو میں نے اپنے ماں باپ کی کوئی خاص خدمت نہ کی ہر وقت ان سے اپنی غیر ضروری فرمائشیں پوری کرواتا رہتا اور جب ان کے سکھ کے دن آئے تو میں نے ان کا خیال نہ رکھا جس کے نتیجے میں وہ اس دنیا سے چلے گئے مجھے بھی ان کے جانے سے کوئی خاص کمی محسوس نہ ہوئی زندگی ایک بار پھر رواں دواں ہو گئی اور چلتے چلتے وقت مجھے ایک بار پھر اسی جگہ پر لے گیا جہاں کبھی میرے والدین تھے اور ان کے سامنے میں یعنی ان کا بیٹا مگر آج صورت حال تبدیل ہو چکی تھی میرے والدین کی جگہ میں خود تھا اور اور میری جگہ میرا

بیٹا جس کی بیوی جسے میں بہت ارمانوں سے بیاہ کر لائے تھے وہ میرے بیٹے سے کہہ رہی تھی کہ پتا نہیں بوڑھا کب جان چھوڑے گا ہم تو آزادی سے کہیں آ جا بھی نہیں سکتے مجھے ایک دم سے وہ اپنا وقت یاد آ گیا جب میری بیوی میرے والدین کے بارے ایسا کہا کرتی تھی لیکن میرے بیٹے نے اس کی تائید نہ کی بلکہ اسے ڈانٹا کہ وہ ایسے نہ کہے لیکن ایک دم سے مجھے یاد آیا کہ میں نے اس وقت اپنی بیوی کی تائید کی تھی یہ بات بتاتے بتاتے اس کی آنکھوں سے آنسوں کی جھڑی جاری ہو چکی تھی جو رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی کچھ دیر کے بعد اپنے آنسوں کو صاف کرنے کے بعد کہنے لگا کہ آج مجھے کوئی گلہ نہیں ہے کیونکہ میں وہی کاٹ رہا ہوں جو میں نے بویا تھا اس دن کے بعد ایک رات میں چپکے سے گھر سے نکل آیا کہ میری وجہ سے میری اولاد کو سکھ نصیب ہو جائے لیکن میں جانتا تھا کہ آج جو کچھ میرے ساتھ ہو رہا ہے وہ کل کو میری اولاد کے ساتھ ضرور ہو گا کیونکہ میں اس عملی تجربے سے گزر چکا تھا باتوں باتوں میں اس کا کہنا تھا کہ انگریز لوگ اس فلسفہ زندگی کو خوب جانتے ہیں کہ وہ جو اپنے ماں باپ کے ساتھ کرتے رہتے ہیں ان کو پتہ ہوتا ہے شاید اسی لیے وہ اپنے بوڑھوں کو اولڈ ہاوسز میں منتقل کر دیتے ہیں جہاں انھیں آخری وقت تک سہولیات دی جاتی ہیں اس کی تمام باتیں سن کے میرا دل اتنا بوجھل سا ہو گیا تھا کہ میں سارے راستے میں اس کی باتیں سوچ سوچ کر اپنے لوگوں کے رویے پر نادم ہوتا رہا کہ آخر کیونکہ ہم اپنے والدین کو اس وقت اکیلا چھوڑ دیتے ہیں جب ان کو ہماری

ضرورت ہوتی ہے حالانکہ انھوں نے تو اپنی تمام خواہشات کو بلائے طاق رکھتے ہوئے ہماری ہر خواہش کو پورا کیا ہوتا ہے لیکن جب ہماری یہ عمر ہوتی ہے کہ انھوں نے ہمارا خیال رکھنا ہوتا ہے ہمارے ساتھ ایسا سلوک کہ جیسے ہم نے ان کے لیے کچھ کیا ہی نہ ہو عموماجب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو وہ بات بات پہ ضد کرتا ہے جس کی وجہ سے ان کی اولاد کو یہ بات ناگوار گزرتی ہے اور اس وجہ سے ان کا رویہ والدین کے ساتھ ٹھیک نہیں رہتا اس بات کو والدین بہت زیادہ محسوس کرتے ہیں اور اس کا اظہار بھی نہیں کرتے کیونکہ وہ اپنے بچوں کو دکھی نہیں دیکھنا چاہتے لیکن اگر اولاد شام کے وقت کچھ وقت اپنے والدین کے لیے نکال لیں جو کہ صرف آدھا گھنٹہ ہی کیوں نہ ہو والدین کو خوش کر دیتاہے اور اس کی وجہ سے ان کے دل کو کافی حد تک سکون بھی ملتا ہے عالمی سطح پر بزرگوں کا عالمی دن ہر سال یکم اکتوبر کو منایا جاتا ہے لیکن ہم مسلمان ہیں ہیں اور اسلام میں میں والدین اور بزرگوں کا مقام بہت بلند ہے اسی لیے قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ : والدین کو اف تک نہ کہو : اور اسلام میں والدین یا بزرگوں کے دن کا کوئی تصور نہیں ہے یہ تو مغربی اقوام میں ہے جو والدین کو بوڑھا ہونے کے بعد اولڈ ہاوسسز میں چھوڑ آتے ہیں اور انکے لیے سال میں ایک دن مخصوص کر دیا جاتا ہے جبکہ اسلام ہمیں اس بات کا درس دیتا ہے کہ مسلمان کیلئے ہر دن والدین اور بزرگوں کا دن ہے اس لیے غیر مسلم دنیا کی ان فرسودہ رسم و رواج کو اپنانے کے بجائے ہر دن کچھ نہ کچھ وقت اپنے والدین کو ضرور

دینا چاہیے تاکہ دنیا وآخرت میں سرخرو ہو سکیں۔اگر ہم ایسا کریں گے تو یقینا کل کلاں
کو ہماری اولادیں بھی ہمیں اسی طرح وقت دیں گی۔

تعلیم ، ہنر اور روزگار، یوتھ پیکج قابل تعریف

تعلیم کے باوجود بھی نوکری نہ ملے گی تو جائیں گے کہاں؟ تعلیم کے ساتھ ساتھ ہنر بھی ضروری ہے کہتے ہیں کہ ہنر مند انسان کبھی بھوکا نہیں سوتا اکثر لوگوں کو تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود بھی بیروزگاری کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو کیوں نہ کوئی ہنر حاصل کیا جائے اور بیروزگاری سے بچا جائے پاکستان میں بہت سے ادارے ہیں جو پیشہ وارانہ تربیت دے کر لوگوں کو ہنر مند بنا رہے ہیں اِن اداروں سے لوگ بہت سے ہنر سیکھتے ہیں جن میں دستکاری، ٹیکنکل ٹریننگ، سلائی کڑھائی، نرس اور صنعت وغیرہ شامل ہیں مگر افسوسناک بات ہے کہ پاکستان میں پیشہ وارانہ تربیت حاصل کرنیکا رُجحان بہت کم ہے اور ملک بھر سے صرف تین لاکھ کے قریب طالب علموں کا اندراج اِن اداروں میں ہے امریکی ادارے یونیسکو کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان کی ہر ایک کروڑ کی آبادی میں سے صرف چونسٹھ تکنیکی ماہر ہیں یعنی دو فیصد سے بھی کم لوگ پاکستان میں پیشہ وارانہ تربیت حاصل کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ پیشہ وارانہ تربیت حاصل کرنے کے ان گنت فائدوں سے لاعلم ہیں اگر نوجوان بیکار سرگرمیوں میں وقت ضائع کرنے کے بجائے پیشہ وارانہ تربیت حاصل کرکے ہنر مند بن جائیں تو بیروزگاری کے خاتمے میں مدد مل سکتی ہے۔اب آتے ہیں ایک

ایسے پروگرام کی طرف جو ملکی بے روزگار نوجوانوں کو اپنے خوابوں کو پرا کرنے میں ناصرف معاون ثابت ہو گا بلکہ ملکی معیشت پر بھی اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں گے موجودہ حکومت نئے الیکشن مہم میں نوجوانوں سیتعلیم ، ہنر اور روزگار کی فراہمی کا جو وعدہ کیا تھا اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان نے اس یوتھ پیکج کا اعلان کیا جس کے بارے میں خیال کیا جا رہا ہے کہ یہ نوجوانوں کو تعلیم ، ہنر اور روزگار فراہم کرنے میں کافی معاون ثابت ہو گا جس میں بے روزگار نوجوانوں کو آسان شرائط پر قرض، تعلیم ، ہنر اور روزگار دیا جائے گا یہ پیکج میں بے روزگار بالخصوص پڑھے لکھے نوجوانوں کے لیے بہت اہم ہے جو دستکاری، ٹیکنکل ٹریننگ، سلائی کڑھائی، نرسنس اور صنعت وغیرہ میں نام پیدا کرنے کا عزم رکھتے ہیں 50 فیصد قرضے خواتین کے لیے مختص ہوں گے کیونکہ ملکی آبادی میں تقریبا 50% خواتین ہیں جو پڑھی لکھی ہونے کے باوجود وسائل نہ ہونے کی وجہ سے بے روزگار ہیں 5 لاکھ سے 20 لاکھ روپے کے قرضے ایسے ہنر مند افراد کو ملیں گے جو اپنا ذاتی کاروبار مثلاً ورکشاپ اور چھوٹی صنعت سے وابستہ کاروبار شروع کرنا چاہتے ہیں اس قرضے پر مارک اپ کی رعایتی شرح صرف 8 فیصد ہو گی باقی وفاقی حکومت خود ادا کرے گی ابتدائی طور پر یہ قرضے نیشنل بینک اور فرسٹ ویمن بینک کے ذریعے دیئے جائیں گے جنھیں بتدریج دوسرے بینکوں تک بڑھایا جائے گا اس سکیم کے لیے پانچ ارب روپے رکھے گئے ہیں ایک اور سکیم تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لیے تربیتی سکیم ہے اس

پروگرام کے تحت منظور شدہ تعلیمی اداروں سے 16 سالہ تعلیمی ڈگری کے حامل نوجوانوں کو عملی تربیت کے مواقع فراہم کئے جائیں گے اس سکیم کے دوران نوجوانوں کو ایک سال کے لیے دس ہزار روپے ماہانہ وظیفہ ملے گا اس سکیم کے لیے چار ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اور اس سے 50 ہزار گریجویٹس استفادہ کر سکیں گے نوجوانوں کی ہنر مندی سکیم کا مقصد بے روزگار نوجوانوں کو ایسے ہنر اور فنون کی تربیت دینا ہے جن کے ذریعے وہ باعزت طریقے سے روزی کما سکیں 25 سال تک کی عمر کے ایسے تمام نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اس سکیم سے فائدہ اٹھا سکیں گے جنہوں نے آٹھویں جماعت تک تعلیم حاصل کر رکھی ہے اور ابھی تک بے روزگار ہیں ان نوجوانوں کو 6 ماہ کے لیے فیس اور وظیفہ کی مد میں 5 ہزار روپے ماہانہ دیا جائے گا تربیتی اداروں کی فیس حکومت خود ادا کرے گی 80 کروڑ روپیہ اس پروگرام کی مد میں رکھا گیا ہے پسماندہ علاقوں کے طلبہ و طالبات کے لیے حکومت کی طرف سے فیس کی ادائیگی کی سکیم بھی ہے تاکہ کوئی باصلاحیت نوجوان صرف اس لیے اعلیٰ تعلیم سے محروم نہ رہ جائے کہ اس کے والدین فیس کی ادائیگی کی صلاحیت نہیں رکھتے ایم اے، ایم ایس سی یا اس سے بالاتر سطح کی تعلیم حاصل کرنے والے ان جوانوں کی فیس حکومت خود ادا کرے گی اس سکیم کے لیے ایک ارب بیس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جس سے 30 ہزار طلبہ وطالبات کی اوسطاً 40 ہزار روپے سالانہ فیس ادا کی جائے گی سب سیاہم سکیم لیپ ٹاپ فراہمی سکیم ہے کیونکہ موجودہ دور کو انفارمیشن ٹیکنالوجی کا دور

کہا جاتا ہے اس عہد میں کمپیوٹر کے بغیر معیاری تعلیم و تحقیق کی منزلیں طے نہیں کی جا سکتیں دنیا بھر کے علمی خزانوں تک رسائی کے لیے انفارمیشن ٹیکنالوجی کا ستعمال نا گزیر ہے یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حکومت پنجاب نے آئی ٹی کی اہمیت کے پیش نظر صوبے میں لیپ ٹاپ سکیم کی فراہمی کا آغاز سب سے پہلے کیا تھا جس کے بعد وفاقی حکومت نے بھی ملک بھر کے لیے اس سکیم کے اجراء کا فیصلہ کیا جو کہ خوش آئیند ہے جس سے اس سال ایک لاکھ طلبہ وطالبات کو مفت لیپ ٹاپ فراہم کیے جائیں گے اس مقصد کے لیے چار ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے ان اسکیموں کا اطلاق چاروں صوبوں سمیت گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر پر ہو گا وفاقی کابینہ ان تمام سکیموں کے بنیادی خدوخال کی منظوری دے چکی ہے ان اسکیموں پر عمل درآمد کے تمام انتظامات بھی مکمل ہیں تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ ان سکیموں کو مزید موثر، شفاف اور سوفیصد میرٹ کے مطابق بنانے کے لیے ہر ممکن اقدامات کئے جائیں تاکہ کسی حقدار کو اس کے حق سے محروم نہ کیا جا سکے اس سلسلے میں طلبہ وطالبات کو بھی اپنے ارد گرد نظر رکھنی پڑے گی تاکہ اس یوتھ پیکج کو خالصتا میرٹ کی کسوٹی پر جانچ کر حق داروں تک پہنچایا جاسکے کیونکہ اکثر مشاہدے میں آتا ہے کہ حکومت ان پڑھے لکھے بے روزگار اور حق دار لوگوں کے لئے جو بھی پروگرام لانچ کرتی ہے وہ فنڈز کے اجراء کے بعد ہائی جیک کر لئے جاتے ہیں اور فائلوں میں سب اچھا کی رپورٹ شامل کرکے ان فنڈز کا ہڑپ کر لیا جاتا ہے اس لئے تمام نوجوانوں کو اس یوتھ

پیکج کی نگرانی کرنی ہو گی تاکہ صحیح معانوں میں اس یوتھ پیکج کے ثمرات پڑھے لکھے بے روزگار لوگوں تک پہنچ سکیں۔

اساتذہ کا عالمی دن عملی اقدامات کی ضرورت

الف سے اللہ ب سے بسمہ اللہ وہ الفاظ ہیں جو ہمیں پہلے دن سکول میں جاتے وقت سکھائے جاتے ہیں اور اس کے بعد انسان اپنی زندگی کے باب آہستہ آہستہ طے کرتا جاتا ہے اور اپنے استاد کے سکھائے ہوئے علم کی بدولت زندگی کی منزلوں کو طے کرتا ہے استاد کو روحانی باپ کا درجہ حاصل ہے جو انسان کو انسان ہونے کا پتا بتاتا ہے جو اس کے ذہنی نشونماء میں اہم کردار ادا کرتا ہے کچھ ایسی ہی باتیں اور یادیں جب انسان اپنی علمی زندگی میں پہنچتا ہے تو بہت یاد آتی ہیں خصوصا اساتذہ کی وہ نصیحتیں جو انمول موتیوں کی طرح تھیں بہت کارآمد اور مددگار ثابت ہوتی ہیں اپنے سکول اور کالج کے زمانے کے متعلق ہر شخص بڑے جوش و جذبے سے اپنے ان بیتے دنوں کے قصے سناتا نظر آتا ہے یہ وہ لمحات ہیں جو انسان پوری زندگی نہیں بھول سکتا۔

کچھ لوگ اس وقت اساتذہ کی باتوں کا اثر نہیں لیتے اور ہوش اس وقت آتا ہے جب اپنے اس قیمتی وقت کو جو ان کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اچھا وقت تھا اپنی نادانی کی وجہ سے کھو چکے ہوتے ہیں ایسے لوگوں کے پاس سوائے پچھتاوے کے کچھ بھی نہیں بچتا جب ہمارے پاس وقت ہوتا ہے کچھ کرنے کا تو ہم اس کی قدر

نہیں کرتے اور اپنے لیے اس قیمتی وقت کو جس میں ہم اپنی صلاحیتوں کو منوا سکتے ہیں اور مستقبل کے لیے کچھ کر سکتے ہیں ضائع کر دیتے ہیں اور جب سب کچھ لٹ چکا ہوتا ہے تو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو کوستے ہیں یا اپنے اساتذہ کو لیکن ؟اس میں قصور ہمارے گھر والوں کا یا اساتذہ کا ہر گز نہیں ہوتا بلکہ ہمارا اپنا ہوتا ہے بنیادی سا نقطہ یہاں سمجھنے کا یہ ہے کہ کیا ہمارے گھر والوں نے ہمیں تعلیم حاصل کرنے کے لیے سکول نہیں بھیجا تھا ؟کیا ہمارے اساتذہ نے ہمیں وقت کی قدر کے بارے میں نہیں بتایا تھا ؟ تقریبا تمام لوگوں کا ایک ہی جواب ہو گا کہ : ہاں: بتایا تو تھا مگر ہم نے ان کی بات سنی ان سنی کر دی تھی استاد کا رتبہ بہت ہی بلند ہوتا ہے اور استاد بھی تو اس تمام مرحلے سے گزرا ہوتا ہے اس لیے وہ آنے والے برے دنوں کے بارے میں اپنے تجربے کی بنیاد پر ہمیں آگاہ بھی کرتا ہے لیکن وہ جو عمر ہوتی ہے وہ نادانی کی عمر ہوتی ہے سو ہم ان کی باتوں کو روزانہ کے معمول کی باتیں قرار دے کر ان کو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتے ہیں لیکن ان کا اصل نچوڑ ہمارے سامنے اس وقت آتا ہے جب ہماری عمر چالیس پینتالیس سال کو چھو رہی ہوتی ہے لیکن اس وقت ہم بے بس ہو چکے ہوتے ہیں ہمیں رہ رہ کر اپنے والدین اور اساتذہ کی باتیں یاد آتی ہیں پھر ہم سوچتے ہیں کہ کاش ہم نے ان سے تھوڑا سا سیکھ لیا ہوتا اس وقت بہت شدت سے اپنے اساتذہ کی باتیں یاد آتی ہیں کہ جن کا قول ہوتا ہے کہ علم کے بغیر انسان ادھورا ہے انسان کی شخصیت

اسی وقت مکمل ہوتی ہے جب اس میں علم کی شمع کا اجالا ہو جاتا ہے آج کہ ہمارے جتنے بھی وہ نوجوان جو تعلیم حاصل کرنے والی اس عمر میں اپنا قیمتی وقت ضائع کر چکے ہیں اور ان کے پاس سوائے زمانے کی ٹھوکریں کھانے اور زمانے کی سختیاں سہنے کے بجائے کوئی اور دوسرا آپشن نہیں ہے ان کو یہ بات اچھی طرح یاد ہو گی کہ ان کے کس، کس استاد نے ان کو تعلیم کے حصول اور اس وقت کی اہمیت کا بتایا ہو گا اس وقت کی عمر میں عموما طلبہ کو سکول سے زیادہ سکول سے چھٹی کی پڑی ہوتی ہے یہ بات عموما پاکستان کی دیہات میں بہت ہی عام ہے کہ وہاں کے طلبہ استاد کی باتوں کو اس طرح نہیں سمجھتے جس طرح ان کو سمجھنا چاہیے اب تو بچوں کو گورنمنٹ کے سکولوں میں ڈالنے کے بجائے پرائیویٹ سکولوں میں ڈالنے کا رجحان خطرناک حد تک بڑھ چکا ہے اساتذہ میں اپنے طالب علم کو کچھ ڈیلور کرنے کا جزبہ انتہا کی حد تک پایا جاتا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کے طلبہ ان کے نام کو رہتی دنیا تک قائم رکھیں آج بھی بہت سے لوگ آپ کو ملیں گے جن کی عمریں ستر، اسی سال ہوں گی مگر ان کو ان کے اساتذہ کی باتیں ایسے یاد ہیں کہ جیسے یہ کل کی ہی باتیں ہوں جس وقت اساتذہ ہمیں اپنے تجربے کی باتیں بتا رہے ہوتے ہیں تو ہمارے ذہنوں میں ایک ہی سوال ہوتا ہے کہ ان کو کیا پتا مستقبل کے بارے میں مگر ہم اس لمحے یہ بات بھول رہے ہوتے ہیں کہ استاد بھی کبھی شاگرد تھا اور وہ ان تمام مرحلوں سے نکل کر آیا ہے اور ہمیں اپنے تجربے کی بنیاد پر یہ سب کچھ بتا رہا ہے مگر ہم ان کی باتوں پر توجہ

نہیں دیتے اور نتیجے میں اپنا وہ قیمتی وقت ضائع کر دیتے ہیں جو کبھی بھی واپس نہیں آ سکتا
۔

بات ہو جائے اساتذہ کے عالمی دن کے حوالے سے تو اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں چودہ لاکھ استاد تعلیم کی روشن شمع سے تعلیمی اداروں میں طلبہ کو زیور تعلیم روشناس کروا رہے ہیں جبکہ اس کے باوجود مجموعی طور پر دیکھا جائے تو اساتذہ کی شدید کمی ہے اقوام متحدہ نے 1994 سے اساتذہ کا عالمی دن منانے کا فیصلہ کیا جس کے بعد دنیا کے کئی ممالک میں یہ دن 5 اکتوبر میں منایا جاتا ہے۔ اس دن کو منانے کے ساتھ ساتھ ضرورت اس امر کی ہے کہ اساتذہ کی دیکھ بھال ااور ان کو مناسب سہولیات اور ضروریات زندگی کی فراہمی کے لئے حکومتی ادارے اپنا کردار ادا کریں اور ایسے قوانین مرتب کیے جائیں جس سے اساتذہ کی فلاح و بہبود میں کسی قسم کی کمی باقی نہ رہے صرف دن منانے سے اساتذہ کو وہ مقام نہیں دیا جا سکتا جس کے وہ روادار ہیں عملی طور پر بہت سے اقدامات کرنے سے ہی اساتذہ کی عزت اور وقار میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

جمہوریت کے فروغ کے لئے بلدیاتی انتخابات ضروری

بلدیاتی انتخابات جو پوری دنیا میں جمہوریت کی بنیاد سمجھے جاتے ہیں اور پوری دنیا میں اسے جمہوریت کی نرسریاں کہا جاتا ہے کیونکہ اسی سسٹم کے تحت لوگ گراس روٹ لیول سے اوپر آ کر ملک کی خدمت کرتے ہیں مگر ہمارے ہاں رواج تھوڑا مختلف ہے یا پھر کر دیا گیا ہے ہر حکومت اس سسٹم کو اپنے مخصوص مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کرتی ہے اور جب اس کا مطلب پورا ہو جاتا ہے تو انھی انتخابات کو ڈرامہ قرار دے دیا جاتا ہے یا پھر بلدیاتی انتخابات کو منعقد کروانے میں لیت و لعل سے کام لیا جاتا ہے ان انتخابات کو اپوزیشن جماعتوں کی جناب سے منعقد نہ کروانے کا مطالبہ تو سمجھ میں آتا ہے مگر حکومتی پارٹی کی جانب سے ان بلدیاتی انتخابات کی مخالفت کی کوئی منطق سمجھ نہیں آتی ۔حکومت ان انتخابات سے ایسے ہی ڈر رہی ہے جیسے اس سے اس کی شکست یقینی ہے ان انتخابات کو التواء میں ڈالنے کی وجہ سے ملک کی اعلیٰ عدلیہ کو اس پر ایکشن لینا پڑا کیونکہ پاکستان کے عوام بھی یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ایسی کون سی وجوہات ہیں جن کیوجہ سے بلدیاتی انتخابات منعقد نہیں کروائے جا رہے۔ چیف جسٹس نے صوبوں کی جانب سے بلدیاتی انتخابات سے متعلق رپورٹ پیش نہ کرنے پر برہمی کا اظہار کیا ہے ان کا کہنا تھا کہ صوبائی حکومتیں فوری انتخابات کرائیں یا انتخابات

نہ کرانے سے متعلق تحریری جواب داخل کرائیں ان کا مذید کہنا تھا کہ بلدیاتی انتخابات کے لئے کسی کو مرضی کی تاریخ نہیں دیں گے اس بارے میں جب ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل پنجاب سے پوچھا کہ بتایا جائے کہ پنجاب حکومت کیوں بلدیاتی انتخابات نہیں کروا رہی تو وہ کوئی مستحکم سا جواب نہ دے سکے جب اعلیٰ عدلیہ کی جانب سے کہا گیا کہ پنجاب اور سندھ کی حکومتیں تحریری طور پر لکھ کر دیں کہ وہ کس تاریخ کو بلدیاتی انتخابات کرائیں گی تو کہیں سے کوئی بھی جواب نہیں ایا جس سے ظاہر ہے کہ کوئی بھی حکومتی جماعت ان انتخابات کو منعقد کروانے میں دلچسپی نہیں رکھتی ۔یہاں یہ نقطہ بھی بہت اہمیت کا حامل ہے بلدیاتی انتخابات کے حوالے سے جمہوری حکومت سے مارشل لاء والے بہت بہتر تھے جنہوں نے بلدیاتی انتخابات وقت پر کروائے جو کہ جمہوریت پسند قوتوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے پنجاب اور سندھ حکومت نے سپریم کورٹ کے بار بار کہنے کے باوجود الیکشن کے انعقاد سے متعلق تحریری طور پر کوئی تاریخ لکھ کر نہیں دی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حکومتیں ان بلدیاتی انتخابات کو منعقد کروانے میں غیر سنجیدہ ہیں پنجاب کے ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل نے 14 دسمبر کو الیکشن کرانے پر آمادگی ظاہر کی مگر وہ تحریری طور پر یہ تاریخ لکھ کر نہیں دے سکے جس سے ظاہر ہے کہ وہ ابھی تک تذبذب کا شکار ہیں اور اس بارے میں حکومت بھی کوئی فیصلہ کرنے سے کترا رہی ہے ادھر بلوچستان حکومت نے کابینہ کی عدم موجودگی میں کوئی تاریخ دینے سے معذرت کی ہے جبکہ صوبہ خیبر کی حکومت نے

قانون سازی کرنے کے حوالے سے اپنا مؤقف پیش کیا اور 45 روز کا وقت مانگا ہے
ملک میں بلدیاتی ادارے ختم ہوئے چار برس ہونے کو ہیں مگر سابقہ حکومتوں نے نچلی
سطح پر جمہوریت کے اس ادارے کی مدت ختم ہونے کے بعد بھی مختلف عذر پیش کر کے
الیکشن نہیں کرائے اور ہر بار ٹال مٹول سے ان کو ملتوی کیا جاتا رہا سپریم کورٹ نے
بلدیاتی ادارے بحال کرنے اور ان کے الیکشن کرانے کے بارے میں وفاقی اور صوبائی
حکومتوں سے دریافت کیا اور ستمبر میں الیکشن کرانے کا حکم دیا تاہم صوبائی حکومتوں نے
بلدیاتی نظام کے حوالے سے قانون سازی کرنے کے لئے مہلت طلب کی بلدیاتی ادارے
منتخب نمائندوں کی نگرانی میں نہ ہونے اور منتخب ناظم یا کونسلر نہ ہونے سے شہریوں کو
بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلدیاتی نمائندوں کے انتخاب کے لئے الیکشن کرانا
صوبوں کی آئینی ذمہ داری ہے اسے بلاتاخیر پورا کرنا ہوگا گزشتہ 4 برسوں میں
بلدیاتی ادارے نہ ہونے سے عوام کو گلی محلے کی سطح کے مسائل حل کروانے میں بہت
سی مشکلات کا سامنا ہے اور وہ ان چھوٹے مسائل کے حل کے لئے کسی ایم این اے یا ایم
پی اے کی راہ تکتے رہتے ہیں اگر یہ سسٹم نچلی سطح پر ہوگا اور نچلی سطح پر عوام کے منتخب
نمائندے آنے کے بعد عوام کے مسائل نچلی سطح پر حل ہوں گے بلدیاتی اداروں میں
منتخب نمائندے آنے کے بعد صوبائی حکومتیں چھوٹے معاملات کی نگرانی اور ان میں
بہتری لانے کی ذمہ داری سے آزاد ہو جائیں گی اور یہ ذمہ داری بلدیاتی نمائندے
سرانجام دیں گے تو صوبائی حکومتیں بڑے منصوبوں اور

صوبے کے لئے پالیسی سازی اور انفراسٹرکچر میں بہتری لانے کی ذمہ داری انجام دینے پر توجہ دے سکیں گی اس کے ساتھ ساتھ الیکشن کمیشن کو ہر صوبے میں انتخابات کے انعقاد اور پولنگ کے عمل کو شفاف بنانے کے لئے 11 مئی کے عام انتخابات کے تجربات کی روشنی میں اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہو گی تاکہ انتخابی عمل پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے اس سلسلہ میں تمام متعلقہ اداروں کو الیکشن کمیشن سے مکمل تعاون کرنا ہو گا تاکہ ملک میں فری اینڈ فیئر بلدیاتی انتخابات کا انعقاد ممکن بنایا جاسکے اس حوالے سے عوام اور خصوصا نوجوانوں کو اس بات کو سامنے رکھنا ہو گا کہ ملک میں حقیقی تبدیلی کے لئے چہروں کی نہیں بلکہ نظام کو بدلنے کی کوشش کرنی ہو گی کیونکہ پچھلے ساٹھ، پینسٹھ سالوں سے اس ملک کے ساتھ یہی المیہ رہا ہے کہ یہاں تبدیلی صرف چہروں کی ہی آئی ہے کبھی نظام میں تبدیلی نہ آ سکی جس کی وجہ سے عوام کے مسائل جوں کہ توں ہیں بلکہ ان میں خطرناک حد تک اضافہ ہو رہا ہے اس لئے ضرورت اس امر کی ہے الیکشن کمیشن کے ساتھ ساتھ جمہوریت پسند قوتیں بھی ان انتخابات کو فری اینڈ فیئر بنوانے میں اپنا کردار ادا کریں اور حکومت کو چاہیے کہ وہ فوری طور پر ان انتخابات کو منعقد کروانے کے لئے تمام تر ضروری اقدامات کرے کیونکہ اس سے عوام کو فائدہ ہونے کے ساتھ ساتھ جمہوریت کے فروغ میں مدد ملے گی۔

قربانی صرف عوام کی ہی کیوں؟

پاکستان کے عوام اس حوالے سے کافی بد قسمت ثابت ہو رہے ہیں کہ ان کے مسائل بجائے کم ہونے کے بڑھتے ہی جا رہے ہیں اور ہر قسم کے تجربوں اور حربوں کے بعد بھی ان کی مشکلات ہیں کہ کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی لوگ یہ سوچنے پر مجبور ہو گے ہیں کہ ایسا کون سا گناہ ان سے سرزد ہو گیا ہے کہ ان کے لئے ان کی زندگیوں کو مشکل سے مشکل تر بنا دیا گیا ہے سابقہ حکومت سے لوگوں کو لاکھوں گلے شکوے تھے مہنگائی بے روزگاری امن و امان کی ناقص صورت حال کے باعث لوگ ان سے نجات کی دعائیں تو مانگا کرتے تھے ساتھ ساتھ کسی اچھے حکمران کی دعا بھی کیا کرتے تھے جو ان کی مشکلات کو ختم نہ سہی کم کر سکے اسی تبدیلی کے لئے انھوں نے موجودہ حکومت کو مینڈیٹ دیا کیونکہ سب لوگ جانتے تھے کے اگر کسی کے پاس پر فیشنل کی ٹیم ہے جو ملک کو سہی سمت پر لا سکتی ہے تو وہ مسلم لیگ ن ہے لیکن یہ کیا ؟ یہاں تو جو بھی کاٹو لال ہی نکلتا ہے حکومت کے پہلے سو دن کو سامنے رکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ وہ مہنگائی جو پچھلے پانچ سالوں میں اتنی نہیں بڑھی جتنی ان سو دنوں میں پیٹرول ڈیزل اور دیگر ضروریات زندگی کی قیمتوں میں ہوش ربا اضافہ سامنے آیا لیکن عوام نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا مہنگائی

بے روزگاری دہشت گردی میں کئی گناہ اضافہ ہوامگر عوام نے صبر کا دامن نہ چھوڑا مگر اب کی بار تو حد ہی مک گئی حکومت نے اکھٹے ہی عوام کا امتحان لینے کا فیصلہ کیا اور بجلی کے نرخ اور پیٹرول اور ڈیزل کا ریٹ بڑھا کر عوام کے ہوش ٹھکانے لگا دیے۔

حکومت کے معاشی فیصلوں کو نافذ کرنے والے ادارے فیڈرل بورڈ آف ریونیو نے پچاس سے زائد اشیا پر سیلز ٹیکس سترہ سے بڑھا کر انیس فیصد کر دیا ہے مہنگائی کے مارے عوام کو حکومت نے صرف ایک سو بیس دن میں ہی منی بجٹ کا تحفہ دے کر ثابت کر دیا ہے کہ قربانی صرف عوام سے ہی لی جا سکتی ہے حکومت کے اس اقدام کے بعد اب عوام کے لئے بلب، پنکھے اور ٹیوب لائیٹس مہنگی فون سیٹس چولہے ، ٹیلی وژن اور استری، واشنگ مشین اور گیزر ائیر کنڈیشنر، فرج اور ریفریجریٹر پر بھی اضافی دو فیصد ویلیو ایڈڈ ٹیکس لگا دیا گیا ہے مائیکرو ویو اوون، ٹیپ ریکارڈر، فوم، اسپرنگ میٹرس اور فوم سے بنی دیگر مصنوعات کی قیمتوں میں بھی اب اضافہ ہوگا۔گاڑی رکھنا ہے تو جیب مزید ڈھیلی کرنی ہوگیآٹو اسپیئر پارٹس بھی اضافی سیلز ٹیکس کی زد میں آئے ہیں۔ موبل آئل،، بریک آئل اور ٹرانسمیشن فیول بھی مہنگا ہوگا اسٹوریج بیٹریز اور ٹائیر ٹیوب بھی نئی اضافی قیمت پر خریدنے ہوں گے اب گھر کو رنگ و روغن کرانے سے پہلے خوب سوچنا پڑے گا کیونکہ ٹائلز،، پالش،، پینٹ،، ڈسٹیمپر کی قیمت بھی بڑھ رہی ہے وارنش،، ڈائیز،، گلیز اور تھنر

کی قیمتیں بڑھنے کو ہیں بچوں کو دوکان لے جانے سے پہلے ذرا سوچنا ہوگا حکومت نے بسکٹ، چاکلیٹ،، ٹافیاں اور کیک بھی مہنگا کردیے ہیں اور تو اور اب ذاتی حفاظت اور شکار کا شوق بھی مہنگا ہوگا کیونکہ اسلحہ اور گولہ بارود پر بھی سیلز ٹیکس میں دو فیصد اضافہ کردیا گیا ہے اس اضافے کو مہنگائی کا ڈرون حملہ کہا جا سکتا ہے مگر اب تو سوشل میڈیا پر یہ بات عام ہو رہی ہے کہ حکومت اگر ڈرون حملے بند نہیں کر سکتی تو کم از کم یہ ڈار حملے ہی بند کر دے کیونکہ ڈرون حملے اتنا نقصان نہیں کر رہے جتنا نقصان ان ڈار حملوں سے پاکستان کے عوام کو ہو رہا ہے۔ عوام کو اب پھر وہی پرانے لوگ یاد آنے لگے ہیں کیونکہ پاکستانی عوام نے اس سے پہلے اتنے زیادہ امتحان کو کبھی نہ سہا تھا بجلی کی قیمتوں میں ہونے والا اضافہ اگرچہ لوگوں کے لئے نئی بات نہیں ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اگر آئی ایم ایف سے قرضہ چاہیے تو ان کی دی ہوئی شرائط کو تسلیم بھی کرنا پڑے گا اس اضافے سے پیداواری لاگت اس قدر بڑھ جائے گی کہ ہماری مصنوعات عالمی منڈی کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں رہیں گی اور اس سے ہمارے سرمایہ کار اپنی اپنی فیکٹریوں کو بند کرنے پر مجبور ہو جائیں گے جس سے بے روزگاری کا ایسا طوفان آنے کا خدشہ ہے جس کی مثال نہیں ملے گی حکومت نے اب کی بار جو اضافے کا صلیب متعارف کروایا ہے اس سے غریب اور متوسط طبقہ متاثر ہوگا فی یونٹ جو پہلے آٹھ سے گیارہ روپے تک تھا اب بڑھ کر پندرہ سے سولہ روپے ہو گیا ہے جس سے لوگ ظاہری طور پر ناجائز طریقوں

مثلاً بجلی کی چوری اور کنڈا سسٹم کی طرف راغب ہوں گے بجلی کے نرخوں میں ہونے والے اضافے کا اگر باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ صرف یہاں تک محدود نہیں ہو گا بلکہ اس کے اثرات تمام تر ضروریات زندگی پر مرتب ہوں گے۔دوسری طرف اوگرا نے پیٹرالیم مصنوعات کی قیمتوں میں ماہانہ اضافہ کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے جو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا پیٹرولیم مصنوعات میں اضافہ ہونے کی وجہ سے ٹرانسپورٹ کرایوں میں اضافہ ہونے سے دال چینی آٹے کے بھاؤ کہاں سے کہاں پہنچ جائیں گے یہ بات سب جانتے ہیں سوائے حکومت کے ۔ ملکی حالات کی ابتری کو دیکھتے ہوئے حکومت کو چاہیے تھا کہ وہ پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں کو نہ بڑھاتی اور بجلی کے نرخوں کو مستحکم کرنے کے لئے اقدامات اٹھاتی مگر لگتا ہے کہ حکومت کو آئی ایم ایف کے قرضے کی اتنی سخت ضرورت ہے کہ اس کے سامنے عوامی گردن کوئی معانی نہیں رکھتی جسے ہر حال میں قربانی دینی پڑے گی ۔

حکمران جانتے ہیں کہ پاکستان میں حالیہ ہونے والی مہنگائی سے امیروں پر کوئی اثر پڑنے والا نہیں کیونکہ جو بھی ٹیکس لگایا جاتا ہے وہ یہ امیر سرمایہ دار اپنی جیب سے نہیں بلکہ ان غریب لوگوں کی جیبوں سے نکلواتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہاں امیروں کی تعداد میں روزبروز اضافہ ہو رہا ہے اور غریب مزید پستی کی طرف جا رہا ہے لوگوں کو پہلی بار احساس ہو رہا ہے کہ وہ اس

ملک میں جس تبدیلی کو دیکھ رہے تھے وہ اصل میں ایک سراب تھا یہاں عوام کا کوئی پرسان حال نہیں ایک کے بعد دوسرا آئے گا اور عوام یوں ہی ان کو اپنے ووٹ دیتے رہیں گے اور اپنے لئے کانٹوں کی نئی سیج تیار کراتے رہیں گے

منشیات کا بڑھتا ہوا استعمال

ملک کی نوجوان نسل میں منشیات کے بڑھتے ہوئے استعمال کو دیکھتے ہوئے میں مجبور ہو گیا کہ اس پر بھی اپنی استطاعت کے مطابق کچھ لکھ سکوں امید ہے کہ میرے قائرین کو میری یہ کاوش بہت پسند آئے گی۔

اسی کی دھائی کے بعد پاکستان میں افغانستان کے توسط سے سب سے بڑی برائی جو بہت تیزی سے پھیلی وہ منشیات تھی یہ ایک ایسا ناسور تھا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے اتنی تیزی سے ہماری نوجوان نسل کو اپنی لپیٹ میں لیا کہ ہم چاہتے ہوئے بھی اس کو ختم نہ کر سکے منشیات کا نوجوان نسل میں استعمال بہت خطرناک حد تک بڑھ چکا ہے کچھ لوگ تو اسے بطور فیشن اپناتے ہیں اور بعد ازاں اس کے عادی ہو کر ہمیشہ کے لئے اس لعنتی طوق کو گلے میں ڈال لیتے ہیں اپر کلاس، مڈل کلاس، لوئر اپر کلاس کے لوگ بھی اس کو بکثرت استعمال کرتے ہیں شاید یہی وجہ ہے کہ ملک میں منشیات کا استعمال روز بروز بڑھ رہا ہے۔اس میں زیادہ تر ایسے لوگ ہیں جو اپنی ڈیپریشن کو ختم یا کم کرنے کے لئے جبکہ نوجوانوں میں اسے بطور فیشن اور بطور ایڈوانچر بھی اپنایا جاتا ہے جو بعد ازاں ان کے لئے چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ آتا کہاں سے ہے؟ اور کس طرح اس کو مقررہ لوگوں تک پہنچایا جاتا ہے؟ کیا اس کی خبر انسداد منشیات کے

اداروں کو نہیں ہوتی ؟ یہ وہ سوالات ہیں جو ان اداروں کی کارکردگی کا منہ چڑھا رہے ہیں۔ اس کے بیوپاری مختلف طریقوں سے اپنے گاہکوں کو تیار کرتے ہیں مثال کے طور پر سکول ،کالجز اور اب تو اعلیٰ تعلیمی اداروں مثلاً یونیورسٹیز میں ان لوگوں کے خاص کارندے ہوتے ہیں جو پہلے پہل تو یہ نشہ ان لوگوں کو فری میں مہیا کرتے ہیں اور جب یہ نوجوان پوری طرح اس کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں تو ان سے منہ مانگے دام لیے جاتے ہیں اور بعض اوقات ان سے ایسے ایسے کام لئے جاتے ہیں جو ملک دشمن عناصر کی فہرست میں آتے ہیں ایسے ہی کئی مثالیں ہماری سامنے میڈیا میں آئے دن رپورٹ ہوتی رہتی ہیں نوجوانوں کو نشہ کا عادی بنانے کے لیے نئے نئے طریقے اختیار کیے جا رہے ہیں اس ضمن میں ڈانس پارٹیوں کو ایک اہم ذریعہ بنایا جاتا ہے ملک کے پوش علاقوں میں نہایت عمدہ رہائشی عمارتوں کے اندر ان کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں صرف جوڑے شرکت کرتے ہیں ان ڈانس پارٹیوں میں مہنگی ماڈلز اور رقاصاؤں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے شرکاء کو ساری رات ڈانس کرنے کے لیے ایک گولی کھلائی جاتی ہے جس کی قیمت ہزاروں روپوں ہوتی ہے جس کا مقصد ان نوجوانوں کو پوری رات تروتازہ اور چاق و چوبند رکھنا ہوتا ہے تاہم یہ گولی دوران خون تیز کر دیتی ہے جس سے بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے اور دل کا دورہ بھی پڑ سکتا ہے اس کے علاوہ اور کئی قسم کی خطرناک بیماریاں جو عموماً اس وقت ظاہر نہیں ہوتی لیکن بعد میں وہ انسانی جان کے لئے خطرناک ثابت ہوتی ہیں ان پارٹیوں میں ڈانس کرنے والی اداکارائیں

اور ماڈلز کوکین کا نشہ بھی کرتی ہیں جو کہ پوش علاقوں میں بطور فیشن استعمال کی جاتی ہیں اور ان استعمال کرنے والوں میں اپر کلاس کے وہ نوجوان شامل ہوتے ہیں جو نشے کو بطور ایڈ وانچر استعمال کرتے ہیں اس خطرناک قسم کے نشے کی وجہ سے بہت سی ماڈلز اور اداکارائیں موت کا شکار بھی ہوتی رہی ہیں جو کہ ریکارد پر ہیں اس کے علاوہ بڑے گھرانوں کے لڑکے لڑکیاں کوکین اور دیگر نشہ بھی کرتے ہیں جو انتہائی مہنگے اور نقصان دہ ہیں ان لڑکے لڑکیوں کے لیے ان کی قیمت ادا کرنا مشکل نہیں ہوتا لیکن ان کے برے اثرات ان کی صحت کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں نشہ کی لت پوری کرنے کے لیے بعض لڑکیاں اس کی قیمت ادا کرنے کے قابل نہیں ہوتیں تو وہ نشہ خریدنے کے لیے جسم فروشی پر مجبور ہو جاتی اداکاری کرنے والی بہت سی فنکارائیں ڈانس پارٹیوں میں جا،جا کر کوکین کی عادی ہو جاتی ہیں اور اپنی بعد کی تمام زندگی اسی نشے کے نام کر جاتی ہیں منشیات کی روک تھام کے لیے انتظامیہ اور انسداد منشیات کے اداروں کی کارکردگی سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے جو کہ اس سلسلے میں کوئی خاص کردار ادا نہیں کر رہے نشہ کرنے والے بعض ادویات کو بھی بطور نشہ استعمال کرتے ہیں نشے کے عادی افراد کی اکثریت ان نوجوانوں میں سے ہوتی ہے جو انتہائی حساس یا ذہین ہوتے ہیں یہ نوجوان زمینی حقائق سے فرار کی راہ تلاش کرنے کے لیے نشہ کے غار میں پناہ لیتے ہیں اس کے علاوہ معاشرے کے آسودہ حال طبقات اور خاندانوں کے چشم و چراغ اس لت میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور وہ

کوکین، ہیروئن، شراب، چرس اور مہنگی نشہ آور ادویات کا استعمال کرتے ہیں نشہ کا عادی اعصابی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے بدقسمتی سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے بڑے شہروں، دور افتادہ دیہات تک نشہ ایک وبا کی طرح پھیل چکا ہے نشے کا عادی ہر فرد بنیادی طور پر مریض ہوتا ہے جو ہمیشہ ہمدردی اور توجہ کا مستحق ہوتا ہے توجہ اور ہمدردی سے ہی انہیں اس دلدل سے نکالا جا سکتا ہے خاندان، معاشرے اور ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ نشہ کے عادی افراد کی بحالی کے لیے انفرادی اور اجتماعی کوششیں کریں اس کے خاتمے کے لیے ضروری ہے کہ منشیات فروشی کے تمام اڈوں اور ٹھکانوں کے خلاف مؤثر کریک ڈاؤن کیا جائے اور ہمسایہ ملک چین اور برادر اسلامی ملک سعودی عرب کے تعزیری قوانین کی طرح منشیات فروشوں کو کڑی سزائیں دی جائیں۔ منشیات جب آسانی سے دستیاب ہوں گی تو نشہ کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہی ہو گا۔ اسی طرح تمام میڈیکل سٹور مالکان کو پابند کیا جائے کہ وہ مستند ڈاکٹری نسخہ کے بغیر نشہ آور ادویات فروخت نہ کریں اور اگر کوئی ایسی غیر قانونی سرگرمی میں ملوث ہو تو اس کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے اس حوالے سے کسی بھی سیاسی دباؤ کو خاطر میں نہ لایا جائے اور ایسا میکنزم تیار کیا جائے جس سے اس لعنت پر قابو پانے میں مدد مل سکے۔

ڈالر کی اونچی اڑان حکومت پریشان وجہ کیا؟

کسی زمانے میں ڈالر کی قیمت اور روپے کی قیمت میں کوئی خاص فرق نہ تھا مگر نوئے کی دہائی کے بعد تو ڈالر کو جیسے پر ہی لگ گے ہوں موجودہ دور میں ڈالر کی قدر میں اضافہ اس تیزی سے ہوا ہے کہ حکومت اور حکومتی ادارے خود حیران اور پریشان ہیں کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ ایسے ہی سابق دور حکومت میں ہوا تھاجب ڈالر نے ایک اونچی اڑان بھری تھی اور اس پر حکومت کو ایکشن لیناپڑا تھا اور ملک کے کئی کرنسی کا کوروبار کرنے والے افراد کو گرفتار کیا گیا تھا اور قوم کو ایک امید دلائی گئی تھی کہ اب کی بار ڈالر میں اضافہ کرکے منافع کمانے والے قانون کی گرفت میں آ چکے ہیں مگر پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا وہ بااثر لوگ اپنی دولت کے بل بوتے پر آرام سے بری ہو کر پہلے سے زیادہ معزز بن گے لیکن اب موجودہ حکومت کو ایک بار پھر انھی حالات کا سامنا ہے کیونکہ ڈالر اپنی اڑان کو اونچا سے اونچا کرتا جا رہا ہے لیکن حکومت بلکل بے بس ہے دوسرے لفظوں میں حکومت کو یہ سمجھ ہی نہیں آ رہا کہ یہ سب ہو کیا رہا ہے کیونکہ ڈالر کی قدر میں غیر متوقع اضافہ کی وجہ سے پاکستان کے ذمہ واجب الادا قرضے میں خود بخود اضافہ ہوجاتا ہے اور اس کی وجہ سے حکومتی مالیاتی اداروں کی طرف سے طے شدہ ملکی بجٹ بری طرح

متاثر ہوتا ہے۔ان حالات کو دیکھتے ہوئے ایک ایکشن کمیٹی بنائی گئی جو اس بات کا جائزہ لینے کے لئے ہے کہ وہ پتا چلایا جائے کہ آخر ایسا کیونکر ہو رہا ہے جس کام کو بہت دن پہلے ہو جانا تھا حکومت نے بہت دیر کر دی ہے کمیٹی کے جائزے کے بعد یہ عجیب انکشاف ہوا ہے کہ پاکستان سے تقریباً 25 ملین ڈالر یومیہ ملک کے مختلف ہوائی اڈوں کے راستے بیرون ملک سمگل ہو رہے ہیں یہ غیر ملکی زرمبادلہ بیشتر بریف کیسوں میں منتقل کیا جاتا ہے جو کہ حکومتی ناک کے عین نیچے ہو رہا ہے اور حکومت بے بسی کی تصویر بنی ہوئی ہے گورنر سٹیٹ بینک بھی روپے کی قدر میں حالیہ تخفیف کی سب سے بڑی وجہ یہی بتاتے ہیں اسٹیٹ بینک ایف آئی اے کے ساتھ مفاہمت کی ایک یادداشت پر دستخط کر رہا ہے تا کہ ان سوٹ کیسوں اور بریف کیسوں کی تلاشی لے سکے جو ڈالر کی سمگلنگ کا باعث بنتے ہیں شاید اسطرح زرمبادلہ کی سمگلنگ کے راستے بند کیے جا سکیں سٹیٹ بینک نے یہ چونکا دینے والا انکشاف اس وقت کیا جب امور خزانہ کی قائمہ کمیٹی نے ان سے دریافت کیا کہ حکومت روپے میں لوگوں کا اعتماد بحال کرنے کے لیے کیا کر رہی ہے؟ سرمایہ کا غیر قانونی فرار غیر ملکی زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی کا باعث بنتا ہے لیکن گزشتہ کچھ عرصے سے اس کے حجم میں تشویشناک حد تک اضافہ ہوا ایک تخمینے کے مطابق اس سے قبل ڈالر کی سمگلنگ 5 سے 10 ملین ڈالر یومیہ تھی جو اب ماہانہ 750 ملین ڈالر یا 9 ارب ڈالر سالانہ تک پہنچ چکی ہے گویا سمگل ہونے والے زرمبادلہ کی مالیت آئی ایم ایف سے لیے جانے

والے قرضے کی رقم سے بھی کہیں زیادہ ہے یاد رہے کہ ایک تین سالہ بیل آؤٹ پیکیج کے تحت پاکستان آئی ایم ایف سے 6.7 بلین ڈالر بطور قرض حاصل کرے گا جس کی وجہ سے پاکستان کو آئی ایم ایف کی شرائط کی پاسداری بھی کرنی پڑے گی کالے دھندے سے حاصل ہونے والے کالے دھن کو سفید کرنے کے لیے جو طریقہ اختیار کیا جاتا ہے اس میں منشیات کی تجارت سب سے اہم ہے اس کے لئے سرمایے کی کمی منشیات کے دھندے سے حاصل شدہ روپے سے پوری کی جاتی ہیں منشیات فروش یورپ کو منشیات کی سمگلنگ کے لیے دالبدین، ایران، ترکی روٹ استعمال کرتے ہیں اور ملک میں نقدی، اشیائے تعیش اور اسلحہ سمگل کرتے ہیں ان سے حاصل ہونے والی رقم کو بلیک مارکیٹ میں بیچ دیا جاتا ہے اور وہ لوگ جو کالے دھن کو سفید کرنا چاہتے ہیں روپے سے ڈالر خرید کر دبئی کے راستے محفوظ مقامات پر بھجوا دیتے ہیں اس سارے کاروبار میں ہوائی اڈوں پر تعینات اہلکار بھی ملوث ہوتے ہیں جو اس کام کی منہ مانگی رقم وصول کرتے ہیں اور ایک اندازے کے مطابق یہ رقم اتنی بڑی ہوتی ہے جو اپنی سروس پوری کرنے پر حکومت کی طرف سے ان کو دی جاتی ہے ایسی رقم وہ کسی ایک کام سے ہی کما لیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان اہلکاروں کی کروڑوں کی جائیداد بن چکی ہوتی ہے جب وہ ان محکموں کو خیر اباد کہہ رہے ہوتے ہیں اس کی کئی مثالیں آئے دن میڈیا کی زینت بنتی رہتی ہیں مگر ان پر کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے کہ جو ان اہلکاروں کو چیک کرسکے کہ ان کے یہ اثاثے کہاں سے بنے ہیں۔ وہ تمام لوگ جو اپنے کاروبار کا

حساب نہیں رکھتے اور ٹیکس ادا نہیں کرتے اپنی آمدنی کا بیشتر حصہ بیرون ملک رکھنا محفوظ تصور کرتے ہیں زرمبادلہ کی کمی اور روپے کی قیمت میں تشویشناک تخفیف پر قابو پانے کے لیے ضروری ہے کہ ایک طرف رقم بھیجنے والے سے اس کے حصول کا ذریعہ آمدن دریافت کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ اس نے اس پر ٹیکس بھی ادا کیا ہے یا نہیں اگر حکومت ڈالر کی اس غیر متوقع اڑان کو روکنا چاہتی ہے تو تو اس کے لئے ملکی ہوائی اڈوں کی کڑی نگرانی کا نظام بنائے اور ڈالروں سے بھرے.بریف کیسوں کو ہوائی جہازوں کے ذریعے باہر لے جانے کا مؤثر سدباب کیا جائے کیونکہ زرمبادلہ کے ذخائر میں مسلسل کمی تشویشناک صورت اختیار کر چکی ہے اس وقت .برآمدات سے 25 بلین ڈالر اور زرمبادلہ کی ترسیلات کی صورت میں 14 ملین ڈالر سالانہ موصول ہو رہے ہیں جبکہ درآمدات کا بل 44 بلین ڈالر تک پہنچ چکا ہے جو کہ ملکی معیشت کے لئے خطرناک ہے اس فرق کو سٹیٹ بینک کے محفوظ ذخائر سے پورا کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے زرمبادلہ کے زخائر بہت تیزی سے کم ہوتے ہیں زرمبادلہ کی.بڑھتی ہوئی ضرورت کے لیے اوپن مارکیٹ سے ڈالر کی خریداری سے روپے کی قیمت میں مسلسل کمی اور افراط زر کا سبب بنتی ہے جس کی وجہ سے مہنگائی کی ایسی لہر آتی ہے جس کو وکنا خود حکومت کے بس میں نہیں ہوتا یہی سب سے.بڑی وجہ ہے کہ ڈالر ایک اونچی اڑان لے رہا ہے جس سے ملکی معیشت پر بہت.برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

مہنگائی، منافع خوری اور عوام

مہنگائی کی ماری عوام کو آنے والی اس نئی حکومت سے بہت سی توقعات تھیں کہ آتے ہی شاید عوام کو کچھ ریلف دے سکے مگر یہ تو پہلے والوں سے بھی آگے نکل رہے ہیں جس کی وجہ عوام کا روز مرہ کا بجٹ اس بری طرح تتر بتر ہوا ہے کہ انھیں اپنے جینے رہنے کے لئے درکار ضروری اشیاء کی قلّت کا نا صرف سامنا ہے بلکہ ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے وہ اپنا تمام وقت بھی صرف کر رہے ہیں مگر مہنگائی ہے کہ ان کو سیدھا ہونے ہی نہیں دے رہی عوامی حکومت نے اپنے اخراجات کو کم کرنے کے بجائے اسے عوام سے ہی وسول کرنے کی پالیسی بناتے ہوئے نام نہاد دی جانے والی سبسڈی جسے یہی حکومت پچھے دور میں بہت کم سمجھتی تھی اب بلکل ختم کرنے کے چکر میں ہے بجلی اور پیٹرولیم مصنوعات پر لگائے جانے والے ٹیکس کو سابقہ دور حکومت میں یہ لوگ جگا ٹیکس اور غنڈا ٹیکس کے نام سے پکارتے تھے اور غنڈا ٹیکس نامنظور نے نعرے نیشنل اسمبلی میں سننے کو ملتے تھے اب وہی غنڈا اور جگا ٹیکس خود وصول کر رہی ہے اور بڑے فخر سے بتایا جاتا ہے کہ عوام ٹیکس دیں گے تو نظام حکومت چلے گا بجلی اور پیٹرل پر ٹیکس لگا کر اس کو عوام کی پہنچ سے دور کر دیا گیا اور اس کی قیمتوں میں ہوش ربا اضافہ کر دیا گیا بجلی اور پٹرول کی قیمتوں میں اضافے کو عوام نے مسترد کر دیا ہے کیونکہ کہ اس سے

مہنگائی میں مزید اضافہ ہوگا دوسری طرف اس مہنگی بجلی اور پیٹرول کو جواز بنا کر ہمارے تاجر بھی میدان میں آ گے ہیں جنھوں نے گردن عوام کی ہی کاٹنی ہے اس مہنگائی سے وہ خوب مزے اڑا رہے ہیں اور اضافے کو جواز بنا کر ضرورت صرف کی قیمتوں میں کئی گنا اضافہ کرکے اپنا منافع ڈبل کر رہے ہیں اگر حکومت چاہیے تو ان ضروریات زندگی کی قیمت میں اضافہ کو جواز بنا کر ناجائز منافع خوری کو روک لیا جائے تو مہنگائی میں اضافہ کی شرح پر کافی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ حکومت کیوں چاہیے گی ؟سب جانتے ہیں کہ پاکستانی معاشرے میں کاروباری اور تاجر طبقہ میں موجود ایسے افراد خاصی تعداد میں ہیں جو ناجائز منافع خوری کرنے کے عادی ہیں اور ایسے اسباب کی تلاش میں رہتے ہیں جن کو جواز بنا کر قیمتیں بڑھا دیتے ہیں جن کی اشیاء کی قیمت میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے ہمارے تاجر اور سرمایہ کار اپنے مسلمان بھائیوں کو ماہ مقدس میں نہیں بخشتے تو عام دنوں میں ان کا کیا حال کریں گے اس کا اندازہ کرنا کوئی مشکل نہیں ۔ایک ایسے ملک میں جہاں پرائس کمیٹیاں صرف کاغذات میں بنتی اور ٹوٹتی ہوں جہاں کہ پرائس کنٹرول کرنے والے نمائندے اپنا منہ بند رکھنے کی قیمت وصول کرکے عوام کے گلے پر چھری چلانے کی کھلی چھٹی دیتے ہو جہاں صارف کو اپنے حقوق کی کوئی آگاہی نہ ہو جہاں عوام کے مفادات کے تحفظ کرنے والے محکموں میں بھاری تنخواہوں میں لوگ تو بیٹھے ہوں مگر وہاں تحفظ عوام کا نہیں بلکہ اپنے پیٹ کا ہو رہا ہو

جہاں غریب کا بیٹا آٹا چوری کرنے میں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے اور چند دن کے میڈیا کے وویلے کے بعد کیس داخل دفتر کر دیا جائے جہاں تاجروں کو ذخیرہ اندوزی اور لوٹ مار کی باقاعدہ منتقلی لے کر اجازت دی جائے ،جہاں غریب روٹی کے لئے بھاگتا نظر ائے اور امیر اسی روٹی کو ہضم کرنے کے لئے بھاگتا نظر آئے وہ معاشرہ کیا ترقی کرئے گا یقینا ایسے معاشرے میں اگر کوئی غریب زندہ ہے تو اسے خدائی معجزہ ہی کہا جا سکتا ہے لیکن کسی حکومت کی خیر خواہی ہر گز نہیں کہی جا سکتی حکومتی عہدیدار عوام میں بھیک تو بانٹ سکتے ہیں مگر ان کی زندگی کو سہل نہیں بنا سکتے کیونکہ وہ اقتدار میں آتے ہی اس لئے ہیں تاکہ اپنے اثاثوں میں اتنا آضافہ کر سکیں کہ زندہ رہنے تک انھیں کسی چیز کی کمی نہ لگے مگر ایسے لوگ بھول جاتے ہیں کہ اگر اقتدار خدا تعالی کی امانت ہے تو وہ اس کو واپس بھی لے لیتا ہے تب ان کی حالت دیکھنے کے قابل ہوتی ہے جب وہ بے بسی کے عالم میں اپنے کیے پر پشیمان کبھی کسی کے در تو کبھی کسی کے در اپنے پیاروں کو تلاش کرتے نظر آتے ہیں مگر یہی لوگ جب اقتدار میں ہوتے ہیں تو انھیں اپنے سے نیچے کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا ناجائز منافع خوری کو روکنے کے لئے اور اس کے سد باب کے لئے ضروری ہے کہ اشیاء کے ہول سیل نرخ بھی مقرر کیے جائیں اور انہی نرخوں کے مطابق پرچون سطح پر نرخ مقرر کیے جائیں نرخ مقرر کرتے وقت متعلقہ مارکیٹ کی انجمن تاجران کے نمائندوں اور تھوک مارکیٹ میں اشیاء فروخت یا فراہم کرنے والے کے نمائندوں سے بھی

مشاورت کی جائے تا کہ ناجائز منافع خوری کا رجحان اور عادت ختم کی جاسکے تھوک میں نرخ مقرر ہونے کے بعد پرچون کے نرخ بھی متعلقہ بازار کی تاجروں کی تنظیم کے نمائندوں سے مشورہ بعد مقرر کیے جائیں ان تمام امور کے طے ہونے کے بعد اصل کام ان نرخ ناموں کا دکانوں پر آویزاں اور پھر ان نرخوں پر عمل کرانا بھی ہے اس معاملہ میں بھی انتظامیہ اور مجسٹریٹوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس پر سو فیصد عمل درآمد کرائیں اس سلسلہ میں ہر بازار میں مرکز شکایت بھی ہو جہاں ہر گاہک نرخنامے کے مطابق اشیاء فروخت نہ ہونے کی صورت میں شکایت کرسکے اس شکایت پر فوری کارروائی اور سزا کا عمل ہوسکے اسی طرح فون ہیلپ لائن قائم کی جائے جہاں کوئی بھی شخص نرخناموں میں ہیرا پھیری کی شکایت کر سے اس سلسلہ میں حکومتی ذمہ داری بہت اہم ہے عوام بجلی گیس پٹرول قیمتوں میں اضافے سے پریشان ہیں لیکن ناجائز منافع خوری اور لوٹ مار کو روکنا حکومت کی ہی ذمہ داری ہے حکومت کو اس ضمن میں متعلقہ افسروں اور اداروں کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کا پابند کرنا ہوگا تا کہ مظلوم عوام کو ناجائز منافع خوروں سے بچایا جاسکے۔

امن مذاکرات پر امریکی ڈرون حملہ

شمالی وزیرستان کے صدر مقام میران شاہ کے علاقے ڈانڈے درپہ خیل میں ایک کمپاونڈ پر ہونیوالے ڈرون حملے میں تحریک طالبان پاکستان کے امیر حکیم اللہ محسود، ان کے اہم ساتھیوں سمیت بائیس افراد جاں بحق اور کئی شدید زخمی ہو گئے تھے

میڈیا ذرائع کا کہنا ہے کہ وہ حکومت سے مذاکرات سے متعلق حتمی فیصلہ کر رہے تھے جب ان کا نشانہ بنایا گیا۔ حکیم اللہ محسود جیسے ہی گاڑی میں واپس آئے اور کمپانڈ میں ساتھیوں سمیت اترے کہ اس دوران ایک امریکی جاسوس طیارے نے کمپانڈ پر چار میزائل داغے جس سے کمپانڈ اور اس میں کھڑی گاڑی مکمل تباہ ہو گئی۔طالبان کے لیڈر حکیم اللہ محسود پہلی مرتبہ 2007 میں پاکستان فوج کے خلاف حملوں کی وجہ سے ایک بے رحم شدت پسند کے طور پر ابھرے اس وقت تک وہ طالبان کے کئی کمانڈروں میں سے ایک تھے جنہوں نے ہزاروں پاکستانیوں کو ہلاک کیا ہے2009 میں امریکی ڈرون حملے میں بیت اللہ محسود کی ہلاکت کے بعد حکیم اللہ محسود تحریک طالبان پاکستان کے سربراہ بنے۔ محسود ایک ایسے وقت ڈرون حملے میں ہلاک ہوئے ہیں جب سرکاری ذرائع ابلاغ کے مطابق حکومتی وفد نے طالبان سے بات چیت کے لیے شمالی وزیرستان جانا تھا امریکہ نے حکیم اللہ محسود کے سر کی قیمت پچاس لاکھ ڈالر مقرر کر رکھی تھی جبکہ پاکستان

نے بھی حکیم اللہ کے سر کی قیمت مقرر کر رکھی تھی کئی مرتبہ حکیم اللہ محسود کے مرنے کی خبر آئی لیکن بعد میں تصدیقی عمل میں ایسی تمام رپوٹیں غلط ثابت ہوئیں تھیں ان کے نائب ولی الرحمٰن بھی ایک ڈرون حملے میں ہلاک ہوئے تھے یہ ڈرون حملہ ایک ایسے وقت ہوا ہے جب وزیراعظم نواز شریف نے کہا تھا کہ پاکستانی طالبان سے بات چیت کا آغاز ہو چکا ہے پاکستان نے مذاکرات آئین کے تحت کرنے کا اعلان کیا ہوا تھاوزیر اعظم کا کہنا تھا کہ حکومت بیگناہ لوگوں اور قانون نافذ کرنے والے اہلکاروں کو قتل ہوتا نہیں دیکھ سکتی وزیراعظم نے طالبان سے مذاکرات کے حوالے سے کہا تھا کہ ہم مزید انتظار نہیں کر سکتے طالبان سے مذاکرات شروع ہو چکے ہیں جنھیں آئین کے تحت آگے بڑھائیں گے اب جبکہ حکیم اللہ محسود ڈرون حملے میں ہلاک ہو چکا ہے اور پاکستان کی حکومت کی جانب سے طالبان سے مذاکرات کو ایسا دھچکا لگا ہے کہ ان کے شروع ہونے یا کامیاب ہونے کے پر سوالیہ نشان لگ چکا ہے اور ایسے وقت میں جب طالبان بھی مذاکرات کی میز پر آ رہے تھے اس ڈرون حملے نے سارا کا سارا ماحول خراب کر دیا۔ امریکہ کی القاعدہ کے خلاف جنگ جس کو بعد ازاں پاکستان کی جنگ بنا دیا گیا میں ہر پاکستانی آج تک دردناک عذاب سے گزر رہا ہے پاکستان کے ہزاروں فوجی جوانوں سمیت لاکھوں عام شہری اس دہشت گردی کی آگ میں جھلس چکے ہیں نائن الیون کے بعد پاکستان کے ساتھ کیا ہوا کئی سال گزرنے کے بعد اس کو کھینچ کر پاکستان لایا گیا اور ہماری جنگ نہ ہونے کے باوجود اس کو ہمارے سر

تھونپ دیا گیا امریکہ کی جانب سے شروع کیے جانے والے ڈرون حملوں کی وجہ سے قبائلی علاقوں میں بے گناہ لوگوں کے شہید ہونے کی وجہ سے پاکستان کو داخلی اور خارجی طور پر ان ڈرون حملوں کے بارے میں شدید دباؤ کا سامنا ہے کیونکہ ان سے بے گناہ جانی نقصان سے امن کے لئے شروع کیا جانے والا عمل بری طرح متاثر ہوتا ہے امریکی ڈرون حملے اب تک ہزاروں بے گناہ شہریوں کی جان لے چکے ہیں لیکن آج تک امریکہ ان سے متعلق ایک ہی رٹ لگائے ہوئے ہے کہ وہ یہ حملے جاری رکھے گا ایک ایسی جنگ جس سے ہمارا کوئی تعلق ہی نہ تھا اسمیں ہمیں جھونک دیا گیا امریکا پاکستانیوں کو آج بھی اس جنگ سے نکلنے کا راستہ نہیں دے رہا ہم پاکستانی آج بھی اس ناکردہ گناہ کی سزا کیوں بھگت رہے ہیں بدقسمتی سے ہمارے حکمران جو امریکا سے دوستی کا راگ الاپتے نہیں تھکتے ملک کی عزت اور قوم کے مفاد کی فکر نہ کرتے ہوئے امریکہ کی جی حضوری میں لگے ہوئے ہیں ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ امریکہ کو یہ باور کرایا جاتا ہے پاکستان کی خودمختاری اور اس کی سلامتی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے امریکہ اپنے ناپاک عزائم سے باز آجائے اور تمام دہشت گردی کے واقعات کے تانے بانے پاکستان سے جوڑنے کی کوشش نہ کی جائے لیکن سب اس کے برعکس ہو رہا ہے سوال یہ ہے کہ جب بھی پاکستان یا طالبان کی جانب سے مذاکرات کی کوئی سنجیدہ کوشش کی جاتی ہے جو سب سے پہلے رکاوٹ بنتا ہے وہ امریکہ ہی ہے امریکہ کھلے عام تو طالبان سے مذاکرات کو اچھا اقدام قرار دے رہا ہوتا ہے مگر درپردہ وہ طالبان کو

پاکستان کے ساتھ مذاکرات یا ان مذاکرات کو کامیاب بنانے کا حامی نہیں ہے ماضی میں جب بھی پاکستان کے طالبان کے ساتھ رابطے بہتری کی طرف آئے امریکہ نے کوئی نہ کوئی ایسی چال چلی کے قریب آتا امن عمل بہت دور ہوگیا اب کی بار ایک بار پھر جب حکومتی ٹیم مذاکرات کے لئے ساری تیاری کر چکی تھی ایک ڈرون حملے میں طالبان کمانڈر کو مار دیا گیا اور شروع ہونے والے مذاکرات کشیدگی کی صورت حال میں بدل گئے اب جبکہ محرم کو تھوڑے ہی دن رہ گئے ہیں جس میں کے ہائی الرٹ رہتا ہے ایسے میں طالبان گروپوں کے اس جانی نقصان سے پاکستان کے اندر دہشتگردی کے واقعات کا اندیشہ ہے -

ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت اور طالبان ایسے واقعات کا باریک بینی سے جائزہ لیتے ہوئے ان قوتوں کو شکست دیں جو اس امن کے عمل میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں ایسے وقت میں اگر مذاکرات کی میز پر دونوں فریق ڈٹے رہے تو ان قوتوں کی شکست لازمی ہے جو پاکستان میں امن کے عمل میں رکاوٹ ہیں -

اسلام آباد کے مضافاتی علاقوں کا حال

روات اسلام آباد کے گیٹ وے پر واقع ہونے کی وجہ سے تاریخی اہمیت کا حامل شہر ہے کیونکہ پنجاب سے آنے والے لوگ اسی شہر سے ہوتے ہوئے وفاقی دار لحکومت اسلام آباد راہ لیتے ہیں یہاں پر پاکستان مسلم لیگ ن اور پاکستان پیپلز پارٹی کا عمل دخل رہا ہے اب گو کہ پاکستان تحریک انصاف بھی متحرک ہو چکی ہے لیکن پچھلے کئی سالوں سے پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پاکستان پیپلز پارٹی کی گرفت مضبوط رہی ہے یہاں کا المیہ یہ ہے کہنے کو یہ پاکستان کے دارالحکومت کا بڑا قصبہ ہے مگر یہاں کسی قسم کی کوئی ایسی سہولت میسر نہیں جس سے پتا چلے کہ یہ دارالحکومت کا اہم اور بڑا قصبہ ہے، صحت کی سہولیات، تعلیم ،پینے کے پانی، کھیلوں کے میدان، پارکس جیسی کوئی بڑی سہولت یہاں میسر نہیں ضلعی انتظامیہ کی اصل مسائل کی طرف توجہ نہ ہونے کے برابر ہے روات میں دو تھانوں کی حدود ایک دوسرے کو تقسیم کرتی ہیں جن میں تھانہ سہالہ اور تھانہ روات شامل ہیں تھانہ سہالہ کی حدود بہت کم ہے جبکہ تھانہ روات کی حدود بہت بڑی ہے جس کی وجہ سے اس کے تھانے کو ماڈرن تھانے کا درجہ حاصل ہے اس کی حدود سہالہ سے شروع ہو جاتی ہیں اور دوسری طرف تھانہ چونترہ کے علاقے بھال تک ہے ایک طرف ساگری اور دوسری طرف سندھو سیداں کھوٹہ روڈ تک پھیلا ہوا ہے روات کے قریبی علاقوں میں لنک

روڈز موجود ہیں لیکن کھنڈرات کا منظر پیش کر رہی ہیں جن میں قابل ذکر چیمبر روڈ جو کہ انڈسٹریل ایریا تک جاتی ہے کی حالت بہت خستہ ہے جبکہ روات آر سی سی آئی میں ہزاروں لوگ روزگار کمانے کی غرض سے روز آتے جاتے ہیں جبکہ ،چک داخلی سہالہ روڈ، بھنگڑیل روڈ، سہالہ، ماڈل ٹاون روڈ، سردار مارکیٹ تا مغل روڈ اور صدیق شہید روڈ سے موہڑہ دروغہ روڈ اور بعد ازاں یہی سڑک بیر والیاں اور سودگنگال اور جاوا روڈ شامل ہیں جو کہ خستہ حالی کا نمونہ پیش کر رہی ہیں روات کی اکلوتی ڈسپنسری جو مین بازار میں موجود ہے وہاں پر بھی سہولیات ناکافی ہیں جس کو آپ گریڈ کرنے کی اشد ضرورت ہے سڑک کی پیدل کراسنگ کے لئے اوور ہیڈ برج ہونے کے باوجود اس کا استعمال نہ ہونے کے برابر ہے کیونکہ پیدل گزرنے والوں کو روکنے کے لئے لگائے جانے والے جنگلے ٹوٹ کر کباڑیوں کی دوکانوں میں پہنچ چکے ہیں اور عوام برج کے اوپر سے گزرنے کے بجائے انتہائی پر خطر انداز سے سڑک عبور کرتے نظر آتے ہیں اور آئے روز حادثات کی وجہ سے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں موٹر وے پولیس والوں نے پیدل کراسنگ کو روکنے کے لئے عجیب طریقہ نکالا ہے اور سڑک کے درمیان خالی فٹ پاتھ پر بڑے بڑے گھڑے کھدوا کر پیدل کراسنگ کو روکنے کی کوشش کی ہے مگر اس سے روات کے فٹ پاتھ بدصورت شکل اختیار کر گئے ہیں موٹر وے پولیس کی گاڑیاں سڑک پر کھڑی تو ہوتی ہیں مگر ان کے افسران گاڑیوں سے باہر نکلنے کی زحمت نہیں کرتے بلکہ اندر سے ہی لاؤڈ سپیکر پر ہدایات جاری کرتے نظر آتے ہیں گاڑیوں کی پارکنگ کا

مسئلہ بھی اپنی جگہ قائم ہے اور گاڑیاں باہر کھڑی ہونے کی وجہ سے پارکنگ کے مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے ماضی میں روات کو کئی بڑے منصوبے دیے گئے اور بڑے بڑے اعلانات بھی کیے جاتے رہے جن کی مالیت کروڑوں روپوں میں تھیں مگر عوام کو کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا سوئی گیس کے منصوبے کا کئی بار اعلان ہوا مگر افسوس کے ماسوائے چند گھرانوں کسی کو کنکشن نہیں دیے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں میں ابہام پایا جاتا ہے پانی کے لئے نئی لائینیں تو ڈال دی گئی ہیں مگر پانی کب آئے گا؟ کوئی نہیں جانتا مین بازار میں تجاوزات کو دیکھتے ہوئے لگتا ہے کہ فٹ پاتھ تعمیر ہی نہیں کیے گئے کیونکہ اب تک جو ٹھیے لگے ہوئے ہیں انھوں نے فٹ پاتھ کو ختم کر کے رکھ دیا ہے اس کی بڑی وجہ ضلعی انتظامیہ کی عدم دلچسپی ہے پہلے افسران کبھی کبھار چکر لگا لیا کرتے تھے مگر اب تو لوگ ان کے نام سے ہی ناواقف ہیں دلچسپ بات یہ ہے کہ یونین کونسل روات کی حدود میں کئی نجی ہاؤسنگ سوسائٹیاں آتی ہیں جہاں روزانہ زمینوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے جس کی وجہ سے یونین کونسل روات ضلعی انتظامیہ کو ریونیو کی مد میں کروڑوں روپے کی آمدن دیتی ہے جس کو خرچ روات کے بجائے کہیں اور کیا جاتا ہے اتنے بڑے ریونیو کے باوجود یہاں پر ضلعی انتظامیہ کی توجہ صفر ہے جس کی وجہ سے مقامی لوگ کافی پریشان نظر آتے ہیں یونین کونسل روات کی انتظامیہ بھی عجیب ہے جب کبھی کوئی اہم شخصیت یہاں کا دورہ کر رہی ہو تو کئی آدمی لگوا کر صفائی کروا دیتی ہے لیکن بعد ازاں عوام اپنی مدد آپ کے

تحت کوڑا کرکٹ کو آگ لگاتے نظر آتے ہیں مسافروں کو بس سٹاپ پر کوئی سہولت میسر نہیں نہ بیٹھنے کی جگہ نہ کوئی مسافر خانہ بس لگتا ہے روات یونین کونسل آٹو پائلٹ کے تحت چل رہی ہے اہلیان علاقہ سے بات کی جائے تو وہ ضلعی حکومت کو کوستے نظر آتے ہیں مقامی سیاسی قیادت خاموشی سے اہلیان روات کا تماشا دیکھ رہی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ضلعی حکومت عوامی مسائل کو دیکھتے ہوئے روات شہر اور گردونواح کے باسیوں کو ان کے جائز حقوق پینے کا پانی، صحت، تعلیم، مناسب صاف ستھرے ماحول کی فراہمی کے لئے اقدمات اٹھائے ور وہ تمام سہولیات مہیا کی جائیں جو اسلام آباد کے شہری علاقوں میں دی جارہی ہیں۔

بلدیاتی انتخابات جلدی کس بات کی

بلدیاتی ادارے جمہوریت کی نرسری ہوتے ہیں جہاں سے حقیقی عوامی قیادت سامنے آتی ہے جن کو عوامی مسائل کا ادراک ہوتا ہے بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کے ذریعے اقتدار حقیقی معنوں میں نچلی سطح پر منتقل ہوگا الیکشن کمیشن کے شیڈول کے مطابق 2013 ء کے بلدیاتی انتخابات میں چیئرمین اور وائس چیئرمین کے علاوہ 11 کونسلر ہوں گے ان میں پہلی مرتبہ یوتھ کونسلر بھی ہوگا جو نوجوانوں کی نمائندگی کرے گا بلدیاتی انتخابات بہر صورت ایک جمہوری تقاضا ہیں کیونکہ بلدیاتی انتخابات میں نچلی سطح پر عوام کو شراکت اقتدار کا احساس ہوتا ہے اور مقامی حکومتوں یہ نظام عوام کے لیے بہر صورت سہولت کا موجب بنتا ہے۔ قومی اسمبلی نے پنجاب سندھ اور بلوچستان میں بلدیاتی انتخابات کے شیڈول پر نظرثانی سے متعلق قرار داد متفقہ طور پر منظور کی قرار داد میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ جلد بازی سے منظور کئے جانے والے شیڈول کے تحت انتخابات شفاف نہیں ہو سکتے اس لئے بلدیاتی انتخابات ملتوی کرکے مناسب وقت دیا جائے اور بیلٹ پیپرز کی چھپائی نجی پرنٹنگ پریس سے نہ کروائی جائے انتخابات میں عجلت اور نجی پریس سے بیلٹ پیپرز چھپوانے سے شفافیت کا عمل متاثر ہوگا اور نتائج پر اثر انداز ہوگا الیکشن کمیشن نے سپریم کورٹ کے حکم پر 27 نومبر کو سندھ اور 7 دسمبر کو پنجاب

میں بلدیاتی الیکشن کا شیڈول دیا ہے اس کم مدت کے دوران پرنٹنگ کارپوریشن آف پاکستان نے بیلٹ پیپرز کی چھپائی سے انکار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ پچاس کروڑ سے زائد بیلٹ پیپرز کی چھپائی معینہ مدت کے اندر ممکن نہیں ہے جو بلکل ٹھیک اور صاف بات ہے۔ سیاسی جماعتوں کی طرف سے متفقہ طور پر منظور کی جانے والی قرار داد میں انتخابات کی شفافیت کے حوالے سے جو سوال اٹھایا گیا ہے وہ بے حد اہمیت کا حامل ہے نجی پریس کے ذریعے بیلٹ پیپرز کی چھپائی کے دوران الیکشن کمیشن کے لئے اس کی سیکریسی اور حفاظت ناممکن ہو گی کیونکہ یہ کام کسی ایک نجی پریس کا نہیں بلکہ اسکے لئے کئی پریس درکار ہوں گے جب تک سرکاری کنٹرول کے تحت بیلٹ پیپرز کی چھپائی نہیں ہوتی شفافیت کا معاملہ مشکوک رہے گا کون اس امر کی ضمانت فراہم کر سکتا ہے کہ نجی شعبہ کے پریس اضافی بیلٹ پیپر چھاپ کر بعض امیدواروں کی کامیابی کے لئے دھاندلی میں ملوث نہیں ہوں گے اور بیلٹ پیپرز کی سیکریسی ملحوظ رہے گی بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کا مقصد محض انتخابات منعقد کرانا نہیں ہے بلکہ مقامی سطح پر بلدیاتی اداروں کے نظام کی بحالی ہے جس میں عوام کے منتخب نمائندے عوام کی تعمیر و ترقی کے لئے اپنا کردار ادا کریں الیکشن کمیشن کو ان پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے اگر عجلت میں کرائے جانے والے انتخابات دھاندلیوں کے باعث متنازعہ ہو گئے تو وہ لوگ جو الیکٹ ہو کر آئیں گے وہ اگلے پانچ سال اپنی یہ صفائیاں دیتے رہیں گے کہ وہ بلکل صاف شفاف طریقے سے جیت کر آئے ہیں یوں انکی وہ توانائیاں جو عوامی

فلاحی کاموں کے لئے استعمال ہونی چاہیے ان فضول باتوں میں صرف ہو جائیں گی
دوسری اہم بات یہ ہے کہ کسی ایک جماعت نے الیکشن شیڈول پر اعتراض نہیں کیا بلکہ
کم وبیش تمام ہی جماعتوں نے اس پر نظرثانی کا مطالبہ کیا ہے اور درست طور پر اپنے
تحفظات ظاہر کئے ہیں اس بات کو بھی مد نظر رکھا جانا چاہیے محرم الحرام کا آغاز
ہو چکا ہے ووٹروں اور امیدواروں کی بھاری تعداد ان دنوں مجالس عزا اور مذہبی
مصروفیات کے باعث بلدیاتی انتخابات سے متعلقہ سرگرمیوں میں حصہ نہیں لے سکتی
چنانچہ سیاسی جماعتوں کی متفقہ قرار داد کی روشنی میں اس کے لئے شیڈول پر نظرثانی
ناگزیر ہو گئی ہے یہ بھی لازمی ہے کہ امیدواروں کو انتخابی مہم کے لئے وقت ملنا چاہیے
سپریم کورٹ کی جانب سے عدالتی افسروں کی بطور ریٹرننگ افسر خدمات مہیا کرنے کے
انکار کے بعد بلدیاتی الیکشن سول انتظامیہ کی نگرانی میں ہوں گے سول انتظامیہ کی نگرانی
کے حوالے سے عوامی اور سیاسی حلقوں میں تحفظات پائے جاتے ہیں کیونکہ سول
انتظامیہ براہ راست صوبائی حکومت کے ماتحت ہوتی ہے اور بہت سے امیدوار اس
خدشے کا اظہار کر رہے ہیں کہ منتخب سیاسی جماعتیں سول انتظامیہ پر اثر انداز ہو کر اپنی
جماعتوں کے نامزد امیدواروں کی کامیابی کے لئے دباؤ ڈال سکتی ہیں بعض حلقوں کی
جانب سے یہ شکوہ کیا جا رہا ہے کہ پنجاب اور سندھ کی صوبائی حکومتوں نے بلدیاتی
انتخابات کے لئے من پسند حلقہ بندیاں کی ہیں، او دیگر سٹیک ہولڈر کو اعتماد میں نہیں لیا
جو کہ کافی پریشان کن ہے لیکن اس کے باوجود قابل ذکر سیاسی

جماعتوں کے کارکن انتخابات میں حصے لینے کے لئے بھرپور انداز میں سرگرم عمل ہیں اور تحفظات کے باوجود بھی ان کی جانب سے بلدیاتی انتخابات میں حصہ لینے کے عزم لیکر انہوں نے رابطہ عوام مہم شروع کردی ہے جو اپنے انتہائی نقطہ عروج پر ہے عوام کی طرف سے ان انتخابات میں لی جانیوالی دلچسپی کو دیکھتے ہوئے ۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ الیکشن کمیشن قومی اسمبلی کی طرف سے بلدیاتی الیکشن کی تاریخ میں توسیع کی متفقہ قرارداد کی مدد لیتے ہوئے سپریم کورٹ سے دوبارہ رجوع کرے اور الیکشن کی تاریخ میں توسیع لے تاکہ شفاف انتخابات کا انعقاد یقینی بنایا جاسکے دوسری صورت میں ایسا نہ ہو کہ شفاف ترین بلدیاتی انتخابات منعقد کروا کر بھی الیکشن کمیشن عوام کی نظر میں ان کو صاف شفاف کا سرٹیفیکیٹ جاری نہ کرسکے ۔

تھانہ کلچر کا خاتمہ

پاکستان میں تھانہ کلچر کو ختم کرنے کے لئے کئی بار کوششیں کی گئی مگر ہر بار ہونے والی ترمیم کی وجہ سے یہ کلچر کمزور ہونے کے بجائے مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا سابقہ کئی ادوار میں اس کے لئے مخلصانہ کوشش کی گئی مگر نتیجہ صفر رہا اس کی سب سے بڑی وجہ وہ ابہام ہے جو مجرموں کے لئے قانون میں اپنی مرضی کی تشریح اور وضاحت کا راستہ نکالتا ہے اگر اس تھانہ کلچر کو ختم کرنا ہے تو سب سے پہلے ہمیں عدالتوں کی تعداد بڑھانا ہو گی اور قانون کو بہت ہی واضح اور جامع کرنا ہو گا تاکہ کوئی ایسا سقم باقی نہ رہے جس کو استعمال کرکے جرائم پیشہ لوگ بڑی آسانی سے بری ہو جاتے ہیں اس کے بعد پولیس اصلاحات کے حوالے سے سفارشات تیار کی جائیں اور سفارشات کی تیاری کے دوران وردی کو اخلاقیات اور احترام کا سمبل بنانے پر توجہ مرکوز کی جائے پولیس افسران کو یہ باور کرایا جائے کہ وہ عوام کے خادم ہیں نہ کہ اندھا دھند اختیارات کے حامل کوئی نرالی مخلوق۔ پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے کئی دوسرے ترقی یافتہ ممالک کی پولیس کے ماڈل کو اپنایا جا سکتا ہے جو کہ اپنے ملک میں بہت کامیاب تصور کیے جاتے ہیں جہاں وارداتوں کا سراغ سو فیصد کامیابی اور بہت جلدی سے لگایا جاتا ہے پولیس افسران کو جدید خطوط پر تفتیش کے کورس کروائے جائیں

فرانزک

سائنس کے بارے میں معلومات بھی پولیس کورس میں شامل کی جائیں گی تاکہ جدید ترین طریقوں سے وارداتوں کے نتائج کو سامنے لایا جاسکے تھانہ پولیس کونسل کا قیام بھی عمل کیا جائے جس میں ریٹائرڈ سول سرونٹ اور عوامی نمائندے شامل کئے جائیں اور اس کونسلز کو سیاست سے دور رکھا جائے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ پولیس کے عمومی رویوں میں 21 ویں صدی کے تقاضوں کے مطابق اخلاقیات، شائستگی، قانون کی پاسداری، بدعنوانی سے انحراف، رشوت ستانی سے اجتناب، مک مکا سسٹم سے گریز اور جرائم پیشہ مافیا کی سرپرستی سے دریغ کی روایات و رجحانات پرورش نہیں پا رہے جس کی وجہ سے پولیس کا محکمہ کسی اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا عوام کو اس سے کوئی غرض نہیں کہ محکمہ پولیس میں کس قدر جدید قسم کی رنگا رنگ فورسز قائم کی جارہی ہیں بلکہ وہ تو معاشرے میں ایک ایسی سیدھی سادی قانون پسند، مہذب اور شائستہ پولیس فورس دیکھنا چاہتے ہیں جو تھانوں کو شہریوں کے لئے جائے پناہ بنا دیں عوام کو تو تھانوں میں اس قسم کا ماحول چاہیے کہ جب کوئی عام شہری تھانے میں فریاد اور درخواست لے کر پہنچے تو کسی منشی اور محرر کو یہ جرات نہ ہو کہ وہ پریشان حال سائل سے اس کی فریاد سننے اور درخواست وصول کرنے کا نذرانہ طلب کرے۔

یہاں تو عالم یہ ہے کہ پریشان حال شہری اگر رپورٹ لکھوانے تھانے جاتا ہے تو وہاں پولیس اہلکار رپورٹ لکھنے کا باقاعدہ معاوضہ وصول کرنا اپنا حق

سمجھتے ہیں کسی مقتول کے ورثاء جب کسی قتل کی اطلاع دینے کے لئے قریبی چوکی یا تھانے پہنچتے ہیں تو جائے وقوعہ کا معائنہ کرنے کے لئے آنے والے پولیس اہلکاران مقتول کے ورثاء سے جائے وقوعہ تک پہنچنے کے لئے پٹرول کے خرچے کے نام پر بلا جھجھک ہزاروں روپے نذرانہ طلب کرتے ہیں اور یہ سب باتیں کسی سے بھی پوشیدہ نہیں ہیں ایسے میں جب سب یہ جانتے ہیں ان کے تدارک کے لیے کوئی ٹھوس اور قابل عمل منصوبہ نہیں بنایا گیا جس کی وجہ سے ماضی میں ہونے والی پولیس اصلاحات بھی ناکام ہو ئی ہے اس تناظر میں تھانہ کلچر کی تبدیلی اور پولیس کے قبلے کی درستگی کا عمل محض خوبصورت بیانات اور دلکش سفارشات کے ذریعے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا اس کے لئے ایک بلا امتیاز بے رحمانہ اور شفاف آپریشن کرنا ہو گا محکمہ پولیس ہمہ تن داغدار اور کرپشن میں رچ بس چکی ہے اگرچہ پانچوں انگلیوں کی طرح سب کو ایک جیسا نہیں کہا جا سکتا لیکن اکثیرت کا یہی حال ہے۔

پاکستان کے عام شہری کے ذہن میں یہ تصور تو عرصہ دراز سے موجود ہے کہ حکمران طبقات نے یہاں قانون کی بالادستی کی بجائے ہمیشہ قانون نافذ کرنیوالے اداروں کے اہلکاروں کی بالادستی کو مضبوط اور مستحکم بنانے ہی کو اپنی اولین ترجیح بنائے رکھا۔ حکمران طبقات کی توجہ اسی امر پر مرکوز رہی کہ باوردی ریاستی مشینری کو قیام امن و امان اور قانون کے نفاذ کے مقدس نام پر

ایسے اختیارات بھی غیر تحریری طور پر دیدیئے جائیں کہ وہ جب چاہیں اپنی وردی کی دھاک اور دبدبہ بٹھانے کیلئے ان کے کام آسکیں باوردی اہلکاروں کے ظالمانہ رویوں کی وجہ سے پولیس یونیفارم عوام کی نگاہ میں توقیر و احترام کی علامت نہیں بن سکی انہی غیر قانونی اور غیر اخلاقی کارروائیوں کا منطقی نتیجہ ہے کہ عام شہری پاکستان کو ایک ڈیمو کریٹک ملک تسلیم کرنے کی بجائے پولیس سٹیٹ قرار دینے پر مجبور ہے۔

ہونا تو یہ چاہیے کہ جس شہر، ضلعے اور صوبے میں جرائم کی شرح میں اضافہ ہو، دہشت گردی اور تخریب کاری کی وارداتیں معمول بن جائیں وہاں اعلیٰ سطحی پولیس حکام کا آہنی مواخذہ کیا جائے محض شوکاز نوٹس کا اجرا، معطلی یا پولیس لائنز میں حاضری نہیں بلکہ حسب قواعد و ضوابط کوئی ایسا اقدام کیا جانا چاہئے جو باقی لوگوں کے لئے عبرت کی حیثیت اختیار کر جائے۔ جو لوگ مواخذے اور محاسبے کی گرفت میں آئیں وہ نشان عبرت بن جائیں اور باقی افسران و اہلکاروں کو پتا ہو کہ اگر وہ بھی ایسا کریں گے تو ان کا حال بھی ایسا ہی ہوگا جب تک کوئی ایسا لائحہ عمل وضع نہیں کیا جاتا اور کوئی حکومت قانون کا نفاذ کرنے کے ذمہ دار اداروں کو نکیل ڈالنے کی اہلیت حاصل نہیں کر لیتی تب تک نہ تو تھانہ کلچر تبدیل ہو سکتا ہے اور نہ ہی ہماری پولس فورس عوام دوست بن سکتی ہے۔

سیاسی کلچر کی تبدیلی ترقی کا راستہ

پاکستان کی سیاست ملک کے صرف چار پانچ بڑے خاندانوں تک محدود ہے عام آدمی کو اس میدان میں قسمت آزمائی کا کوئی موقع میسر نہیں ہے سیاسی لوگوں میں برداشت کی شدید کمی ہے وہ بہت جلد اقتدار حاصل کرنے کے چکر میں ہوتے ہیں عوام کو دینے کے لیے حکمرانوں کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا ماسوائے دکھوں اور نت نئے بحرانوں کے وہ مخالفین کی ماضی کی غلطیوں کو سامنے لا کر یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ وہ اس سے وہ عوام کو مطمئن کر رہے ہیں مگر ایسا بلکل نہیں ہوتا کیونکہ عوام اب باشعور ہیں وہ سب جانتے ہیں کہ گزشتہ کئی سالوں سے ان کے ساتھ کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے موجودہ حکومت نے اپنے سو دن مکمل کئے اگر ان سو دنوں کا بغور غیر جانبدارانہ جائزہ لیا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ کچھ بھی نہیں بدلا ماسوائے چہروں کے صدر ہاؤس میں نیا چہرہ وزیر اعظم ہاؤس میں نیا چہرہ دوسرے لفظوں میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ پاور والے دونوں عہدوں میں صرف چہروں کی تبدیلی ہوئی ہے باقی سب وہی ہے نہ عوام کے دکھوں کا مداوا ہوا نہ بحرانوں کا خاتمہ ہوا اور نہ ہی امن و امان کی صورتحال بہتر ہوئی بلکہ مہنگائی نے تو عوام کی چیخیں نکلوا دی ہیں جس کی سب سے بڑی وجہ ایک فیصد جی ایس ٹی کا بڑھانا اور روپے کی قدر میں شدید کمی

تھی۔

پاکستان میں شروع دن سے ہی المیہ رہا ہے جوں ہی کسی بھی سیاسی جماعت کی حکمرانی قائم ہوتی ہے فوری طور پر اس کا منشور اور ایجنڈا اپنے آپ تک محدود ہو جاتا ہے اور نتیجے کے طور پر وہی عوام جن کو مطمئن کرکے یہ لوگ حکومت بنانے میں کامیاب ہوئے ہوتے ہیں وہی ان کو گالیاں دیتے نظر آتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ اس کے کیا اسباب ہیں؟ کسی بھی قائم حکومت کی مجبوری ہوتی ہے کہ وہ کچھ خاص ممالک جیسا کہ امریلہ اور برطانیہ اور دیگر کئی یورپی ممالک کے ساتھ اپنی بنا کر رکھیں کیونکہ ہم ایڈ لینے والے ممالک میں سر فہرست ہیں جس کی وجہ سے ہماری اپنی کوئی آزاد خارجہ پالیسی نہ ہی کبھی بنی اور نہ بن سکتی ہے جب تک کہ ہم ان ممالک کی دی ہوئی بھیک سے نجات نہ حاصل کرلیں ہماری پالیسیاں ان کے کہنے پر بنتی اور ٹوٹتی ہیں ان ممالک کی دی ہوئی ایڈ کی وجہ سے ہماری، قومی، داخلی اور خارجی معاملات میں ان ممالک کا اتنا زیادہ عمل دخل ہے کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ ہمارے پس پردہ حکمران ہیں جو کسی حد تک درست بھی ہے اور یہ آج سے نہیں بلکہ قائد اعظم کی وفات کے بعد سے ہو رہا ہے یہ ایک اتنا بڑا المیہ ہے کہ جس نے ہمیں آج تک ترقی نہیں کرنے دی۔ یہاں ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت حالات کو اس طرف لے جایا جاتا ہے جہاں کے حالات بہت گھمبیر نظر آتے ہیں پاکستان کا سیاسی کلچر اب تبدیل کرنا ناگزیر

ہو چکا ہے کیونکہ اس میں اتنی زیادہ خامیاں ہیں کہ جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ پاکستان کے سیاسی لیڈر یہاں کے عوام کو وہ سب کچھ نہیں دے سکے جن کی ان سے توقع تھی پاکستان کی تمام سیاسی پارٹیاں موروثی سیاست کی قائل ہیں یعنی کے باپ کے بعد بیٹا اس کے بعد اس کا بیٹا یعنی کے کسی دوسرے کے لیے جگہ خالی کرنے کا رواج ہے ہی نہیں تو اس کلچر میں اور اس نظام میں تبدیلی لانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے نوجوان اس بات کی شدید خواہش رکھتے ہیں کہ پاکستان میں بھی یہ تبدیلی لائی جائے اور اس ملک کو آزاد ملک بنایا جائے ہمارے سیاسی نظام میں جو بڑی خرابی ہے وہ سیاسی جماعتوں میں جمہوریت کا نہ ہونا ہے جس کی وجہ سے بڑے بڑے قابل لوگ ضائع ہو جاتے ہیں اور خوشامدی لوگ آگے آ جاتے ہیں جس کی وجہ سے بڑا نقصان ہوتا ہے ایک تو اچھے آدمی کے جانے سے دوسرا نااہل لوگوں کے آگے آنے سے جو کہ عوام کی فلاح و بہبود کے بارے میں تو کچھ جانتے ہی نہیں البتہ اپنے آقاؤں کو منانے اور ان کی خوشامد کے لیے کسی بھی حد تک جانے کے لیے تیار نظر آتے ہیں سوال یہ ہے کہ سسٹم میں اگر تبدیلی لائی جائے تو کیسے ؟ اس کا آسان سا جواب ہے کہ اگر آپ سسٹم کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو ان خوشامدی اور نااہل لوگوں کے ساتھ کام کرنا ہو گا ان میں شامل ہونا ہو گا آپ نے اپنی نیت کو صاف رکھ کر ان میں شامل ہو جانا ہے تب تک آپ کا جو ویژن جو ایجنڈا ہے اس کو اپنے دل میں رکھنا ہو گا اس کے بعد جب ایک وقت آئے گا کہ اس سسٹم میں آپ کی جگہ بن

جائے گی تو آپ اپنے ویژن کو لوگوں تک پہنچا سکتے ہیں اس وقت آپ کے لیے کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی اور آپ لوگوں کی اور پاکستان کی اس طرح خدمت کر سکیں گے جس کے آپ متمنی تھے پھر لوگ بھی آپ کی بات ماننے پر تیار نظر آئیں گے اور اگر آپ خدانخوستہ دوسرا طریقہ اپنائیں یعنی کے اس سسٹم سے علیحدہ ہو جائیں تو کیا اس سے حالات ٹھیک ہو جائیں گے؟ یقینا نہیں کیونکہ یہ تو آپ بھی جانتے ہیں کہ اب نہیں تو کبھی نہیں کیونکہ وقت کبھی بھی رکتا نہیں اس نے چلتے رہنا ہے اور آپ نے اس کی رفتار کے ساتھ اگر چلنا ہے تو آپ کو اس نظام میں شامل ہونا ہو گا ہم پینسٹھ سال کی کوششوں کے باوجود اس ملک کو اس راہ پر نہیں ڈال سکے جس کے لیے اس کو بنایا گیا تھا لامحدود وسائل رکھنے کے باوجود جو کہ دنیا کہ بہت کم ممالک کے حصے میں ہیں ہم آج دوسروں کے رحم و کرم پر ہیں اس کی بنیادی وجہ وہ ہمارا پرانا فرسودہ سیاسی نظام ہے جس میں ہر طرف کرپشن ،اقربا پروری ، میرٹ کی پامالی اور وسائل کا ضیاع اور مسائل کی بہتات ہے آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک میں تعمیری سیاست کو فروغ دیا جائے نوجوانوں کو اس نظام میں بطور تازہ خون شامل کرنے کے مثبت اور حقیقی اقدامات کیے جائیں اور منافقت اور منافرت کی سیاست کے بجائے معاملات کو سیاسی اور تعمیری انداز میں حل کیا جائے تاکہ ملک کو ان اندرونی اور بیرونی بحرانوں سے نجات دلوائی جا سکے اس کے لئے کسی ایک فرد کو اکیلے کبھی بھی کامیابی نہیں مل سکتی بلکہ تمام سیاسی جماعتوں خواہ وہ حکومت میں ہوں یا

اپوزیشن میں خواہ وہ اسمبلی کے اندر ہوں یا اسمبلی سے باہر اپنا اپنا مثبت کردار ادا کرنا ہو گا کیونکہ اگر ہم نے اب دیر کر دی تو پھر بہت دیر ہو جائے گی۔

مشکل فیصلے بھی عوامی تحفظ بھی

پاکستان کے موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے ہر پاکستانی پریشان نظر آتا ہے مگر وہ کچھ کر بھی نہیں سکتا مگر اس طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہو گا، حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں ملک کو دوبارہ ترقی کی راہ پر ڈالنے کے لیے مشکل فیصلے کرنا ہوں گے ورنہ معاملات بگڑ جائیں گے یہ اعتراف عین حقیقت پسندانہ ہے لیکن ان مشکل فیصلوں کا اثر کم سے کم عوام پر پڑے اس کے لئے ضرور سوچنا ہو گا پاکستان کو بلاشبہ قومی سلامتی، معیشت اور توانائی کے حوالے سے نہایت تکلیف دہ اور نازک مسائل کا سامنا ہے جنہیں نسبتاً مشکل اور ناگوار فیصلے کیے بغیر حل نہیں کیا جا سکتا اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ منتخب حکومتوں کے ابتدائی ایام ہی بالعموم ایسے فیصلوں کے لیے سازگار ثابت ہو سکتے ہیں اس کے برعکس اگر سال ڈیڑھ سال گزرنے کے باوجود حکومت کے منشور میں کیے گئے وعدے پورے نہ ہوں اور عوام اس سے بد دل ہونے لگیں تو اصلاح احوال کے نقطہ نظر سے کی جانے والی تدابیر اکثر عوامی رد عمل کا باعث بن جاتی ہیں جیسا کہ ماضی میں ہوتا رہا ہے لوگوں کو ایثار پر آمادہ کرنا دشوار تر ہو جاتا ہے فیصلے سازی کے بارے میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ فیصلے اتنے سخت نہ ہوں جنہیں عوام سہار نہ سکیں

یعنی فیصلے ایسے ہونا چاہئیں کہ جو ہضم بھی ہو جائیں اور ان کے ذیلی اثرات کم سے کم ہوں پاکستان کو اس وقت تین بڑے مسائل کا سامنا ہے اولین مسئلہ دہشت گردی کا ہے جو قومی سلامتی کے لیے چیلنج بنتی جا رہی ہے اور جو باقی تمام مسائل کی جڑ تصور کیا جاتا ہے کیونکہ امن و امان کی ناقص صورت حال کی وجہ سے بیرونی سرمایہ کاری نہ ہونے کے برابر ہے اور اس وجہ سے ملک میں بے روزگاری کا گراف انتہائی بلند ہو رہا ہے جس سے کئی اور مسائل جنم لے رہے ہیں دوسرا بڑا مسئلہ معیشت کی بحالی کا ہے نو منتخب حکومت کو سابقہ حکومت سے ملنے والے زر مبادلہ کی مالیت صرف ساڑھے چھ ارب ڈالر تھی جو بمشکل دو چار ہفتوں کی درآمدات کے لیے کافی ہوتے اس صورت حال میں آئی ایم ایف کے قرضوں کی واجب الادا اقساط کی ادائیگی کے لیے اسی بین الاقوامی ادارے سے قرضے لینا مجبوری بن گیا تھا جبکہ آئی ایم ایف کی طرف سے شرط عائد کی گئی کہ توانائی کے نرخوں پر سبسڈی بتدریج ختم کی جائے ظاہر ہے مہنگائی سے پسے ہوئے عوام کے لیے یہ فیصلہ سخت ناگوار ہوا اسی طرح بجلی چوری کے سدباب کے لیے سخت اقدامات بعض بڑے لوگوں کو ناگوار گزرے جن کے کارخانے چلتے ہی بجلی چوری پر تھے مزید برآں قبائلی علاقوں اور دیگر مقامات پر سیاسی لحاظ سے با اثر لوگ اپنے بل تک ادا نہیں کرتے ہمارے بڑے شہروں کے اندر لوگوں کی خاصی تعداد نے مین تاروں پر کنڈے لگائے ہوئے ہیں مگر سیاسی اثر رسوخ کی وجہ سے ان پر کوئی بھی ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہیں کرتا پھر لائن لاسز ہیں جن کے ذمہ دار

واپڈا اور کے ای ایس سی ہیں جو اس پر موثر کنٹرول کرنے میں بری طرح ناکام ہیں گردشی قرضے اپنی جگہ پر ایک بیانک روپ دھارے کھڑے ہیں جو کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے جن کی وجہ سے حالات اتنے بگڑ چکے ہیں کہ بجلی کے نرخوں اور پیداواری لاگت میں فرق کو بتدریج کم اور بجلی چوری کا خاتمہ کیے بغیر توانائی کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ ظاہر ہے توانائی کے بحران پر قابو پانے کے لیے کی جانے والی تدابیر کے خلاف ان طبقوں کی طرف سے شدید مخالفت بھی سامنے آ رہی ہے اسی طرح معیشت کی بحالی کے لیے مراعات یافتہ طبقوں کی مراعات میں تخفیف بھی حکومت پر دباؤ کا سبب ہے لیکن حکومتوں کو اختیارات دینے کا مقصد یہی تو ہوتا ہے کہ وہ قومی اور عوامی مفاد میں پورے عزم لیکن حکمت کے ساتھ اپنے فیصلے نافذ کریں یوں اپنی رٹ قائم کریں جس کے بغیر کوئی اقدام نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا۔

پاکستان آج جس نازک موڑ پر کھڑا ہے وہاں معیشت کی بحالی اور توانائی کے بحران سے بھی زیادہ سنگین مسئلہ قومی سلامتی کا ہے دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑے بغیر معاشی ترقی کی طرف کوئی پیش قدمی ممکن نہیں۔ برادر ملک چین کی طرف سے بھی زور دے کر کہا گیا ہے کہ چینی سرمایہ کار دہشت گردی سے مکمل تحفظ چاہتے ہیں دہشت گردی کے خلاف قومی پالیسی کی تشکیل کے لیے حکومت کی طرف سے آل پارٹیز کانفرنس بلانے کا فیصلہ ایک اچھا فیصلہ تھا اطمینان کی بات

ہے کہ سیاسی جماعتوں نے طالبان سے مذاکرات پر یکساں جذبے سے اس کا جواب دیا لیکن مذاکرات کی میز پر آتے ہوئے طالبان پر ایک ہی ڈرون حملے نے سارے کا سارا منظر نامہ تبدیل کر دیا یوں امن قائم کرنے کا ایک ایسا موقع کھو دیا گیا جس سے پاکستانیوں کو بہت امید تھی کے یہ مذاکرات کامیاب ہوں گے اور ملک امن و سلامتی کی طرف لوٹ آئے گا ان مذاکرات کے لیے تقریبا تمام سٹیک ہولڈر خواہ وہ پاکستان کی طرف سے ہوں یا طالبان کی طرف سے مثبت اشارے دے رہے تھے ۔ قومی سلامتی کا تحفظ عمومی طور پر دفاعی اداروں کی ذمہ داری ہے آئین کے مطابق اس کی حیثیت ایک ماتحت ادارے کی ہے اسٹیبلشمنٹ سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ قومی سلامتی کے بارے میں حکومت کی طے کردہ حکمت عملی پر عمل درآمد کرے گی اگر یہ ادارے منتخب حکومت کے طے کردہ اور پارلیمنٹ سے منظور شدہ پلان کو روبہ عمل لانے کے لیے اپنے فرائض منصبی انجام دینے لگے تو امید کی جا سکتی ہے کہ بہت سا الجھاؤ دور ہو جائے گا طے شدہ حکمت عملی کا نفاذ نتیجہ خیز ہونے لگے گا بہر حال یہ امر باعث اطمینان ہے کہ قومی سلامتی کے مسئلے میں منتخب حکومت اور پارلیمنٹ کی فوقیت تسلیم کی جانے لگی ہے۔

نئے آرمی چیف کا تقرر مستحسن فیصلہ

لیفٹیننٹ جنرل راحیل شریف کو پاکستان آرمی کا نیا سربراہ مقرر کر دیا گیا ہے انھیں لیفٹیننٹ جنرل سے جنرل کے عہدے پر ترقی دی گئی ہے آرٹیکل 3 کے تحت وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی سفارش پر صدر پاکستان ممنون حسین نے دونوں کی تقرری کی منظوری دی وہ نشان حیدر پانے والے میجر شبیر شریف کے چھوٹے بھائی اور نشان حیدر پانے والے میجر عزیز بھٹی کے بھانجے ہیں راحیل شریف گوجرانوالہ کے کور کمانڈر رہ چکے ہیں فوجی حلقوں میں سیاست سے بیزار اور انتہائی پیشہ ور سپاہی کے طور پر جانے جاتے ہیں شاید یہی سب سے بڑی وجہ ہے کہ ملکی سطح پر اتنے اہم عہدے کے لئے ان کا تقرر کیا گیا

واضح رہے کہ پاکستان کے پہلے 2 آرمی چیف انگریز تھے پاک فوج کے پہلے سربراہ برطانیہ کے سر فرینک والٹر مسروی اگست 1947ء سے فروری 1948ء تک اس عہدے پر فائز رہے ان کے بعد جنرل ڈگلس ڈیوی گریسی فروری 1948ء سے اپریل 1951ء تک تعینات رہے ان کے بعد آنے والے کئی فوجی سربراہوں نے نہ صرف فوج بلکہ حکومت کی باگ ڈور بھی طویل عرصے تک سنبھالی تیسرے آرمی چیف فیلڈ مارشل محمد ایوب خان 17 جنوری 1951ء سے 26 اکتوبر 1958ء تک اس عہدے پر تعینات رہے چوتھے آرمی چیف جنرل محمد موسیٰ نے 27 اکتوبر 1958ء سے 17 ستمبر 1966ء تک فوجی

سربراہ کی ذمہ داریاں سنبھالے رکھیں ان کا دورانیہ 8 سال رہا جنرل محمد یحیٰی خان 18 ستمبر 1966ء سے 20 دسمبر 1971ء تک ملک کے 5 ویں آرمی چیف رہے جنرل گل حسن قومی تاریخ کے سب سے مختصر مدت کیلئے فوجی سربراہ بننے والی شخصیت ہیں۔ انھوں نے 22 جنوری 1972ء کو چھٹے آرمی چیف کا عہدہ سنبھالا اور 2 مارچ 1972ء تک آرمی چیف رہے 7 ویں آرمی چیف جنرل ٹکا خان 3 مارچ 1972ء سے یکم مارچ 197617ء تک اس عہدے پر رہے اس کے بعد جنرل ضیا الحق یکم مارچ 1976ء سے اگست 1988ء تک ساڑھے 12 سال کے طویل عرصے تک 8 ویں آرمی چیف کے طور پر اس منصب پر رہے جنرل آصف نواز جنجوعہ اپنے دفتر میں طبّی طور پر انتقال کر گئے تھے، جنرل عبدالوحید کاکڑ اپنی مدت پوری کرکے ریٹائرڈ ہوئے جنرل جہانگیر کرامت کو اس وقت کی حکومت نے استعفا دینے پر مجبور کردیا تھا پرویز مشرف نے 12 اکتوبر 1999ء کو بطور ملک میں فوجی قانون نافذ کرنے کے بعد وزیراعظم کو جبراً معزول کر دیا اور پھر 20 جون 2001ء کو ایک صدارتی استصوابِ رائے کے ذریعے صدر کا عہدہ اختیار کیا مشرف نے 18 اگست 2008ء کو قوم سے خطاب کے دوران اپنے استعفٰی کا اعلان کیا جنرل اشفاق پرویز کیانی نومبر 2007 سے آرمی چیف کے عہدے پر فائز تھے

۔

بری فوج کے نامزد سربراہ لیفٹیننٹ جنرل راحیل شریف پاکستانی فوج کو درپیش اندرونی چیلنجوں کے لیے تیار کرنے کے لیے سالوں پر محیط کوششوں کے حوالے سے

جانے جاتے ہیں لیفٹیننٹ جنرل راحیل شریف اپنے فوجی کریئر میں ایک ایسے افسر کے طور پر شہرت رکھتے ہیں جنھوں نے گذشتہ کئی برسوں میں فوج کو جدید خطوط پر تربیت دینے اور اسے ملکی سرحدوں کے اندر درمیانے درجے کی لڑائیوں اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کے لیے تیار کرنے کے لیے وقف کیے جنرل راحیل نے گذشتہ چند برس فوجی صدر دفاتر میں فوج کے تربیتی شعبے کے سربراہ کے طور پر گزارے ہیں اس دوران ان کی کارکردگی کو بہت اعلیٰ درجے کی قرار دیا جاتا ہے جنرل راحیل نے تقرری کی اس قلیل مدت میں پاکستانی فوج کے تقریباً تمام اہم تربیتی کورسز کو از سر نو مرتب کرکے انھیں جدید ضروریات سے ہم آہنگ کیا خاص طور پر سرحدوں کے اندر امن کے قیام اور دہشت گردی کے خلاف کارروائیوں کے لیے فوج کو تیار کرنے کے لیے جنرل راحیل شریف کے تیار کردہ تربیتی مینولز خاصے پسند کیے گئے اور فوجی قیادت نے ان کتابچوں کو اعلیٰ معیار کا حامل قرار دیا پاکستان کے اندر اور باہر فوج کو 'لو انٹنسٹی کنفلکٹ کے لیے تیار کرنے پر ان کے تحریر کردہ مقالوں کو خاصی پذیرائی ملی اس سے پہلے جنرل راحیل شریف پاکستانی فوج کی بہت پسندیدہ تصور کی جانے والی پوسٹنگ کمانڈنٹ پاکستان ملٹری اکیڈمی تعینات رہے۔ جنرل راحیل شریف کا کریئر اکتوبر 1976 میں فرنٹیئر فورس رجمنٹ کی 6 بٹالین میں کمیشن حاصل کیا گلگت میں انفنٹری بریگیڈ اور بعد میں بطور پاکستان ملٹری اکیڈمی کے ایجوٹنٹ فرائض انجام دیے جرمنی سے کمپنی کمانڈر کورس کیا، رائل کالج آف ڈیفنس سٹڈیز برطانیہ سے

گریجویشن، کمانڈ اینڈ سٹاف کالج کینیڈا سے گریجویشن، لائن آف کنٹرول اور سیالکوٹ سرحد پر فرائض سرانجام دیے، 30 کور اور 12 کور کے چیف آف سٹاف رہے، انفنٹری ڈویژن کے جنرل آفیسر کمانڈنگ، پاکستان ملٹری اکیڈمی کے کمانڈنٹ، کور کمانڈر گوجرانوالہ بھی رہے۔ فوجی روایات اور قواعد کی رو سے وزیراعظم پاکستان کسی بھی لیفٹیننٹ جنرل کو بری فوج کے سربراہ کے طور پر تعینات کر سکتے ہیں مستقبل کے چیلنجوں کو سمجھنے اور ان کے لیے فوجی ردعمل کو بطریقِ احسن استعمال کرنے کی صلاحیت کے باعث موجودہ حالات میں جنرل راحیل کی تقرری خاصی اہم اب دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ مشکل اور چیلنجنگ حالات میں چیف آف آرمی سٹاف جنرل راحیل کس طرح کی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

کرپشن کا خاتمہ ملکی بقاء کے لئے لازم

پاکستان میں میں جتنے بھی بحران ہیں اگر ان سب کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ کہ ان سب بحرانوں کی جڑ کرپشن ہے ملک کرپشن کی وجہ سے تباہ ہو رہا ہے بدعنوانی کی انتہا ہو گئی ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ آج پاکستان جس معاشی زبوں حالی کا شکار ہے اس میں بہت زیادہ عمل دخل اس اندھی سیاسی کرپشن کا ہے جس نے قومی خزانے کو دیوالیہ کر دیا ہے کرپشن ملکی سطح پر چھوٹے پیمانے پر کم جبکہ بڑے پیمانے پر بہت زیادہ ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ملکی سطح پر بڑی کرپشن ان لوگوں نے کی ہے جو پاکستان کے عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو کر سب سے معزز ادارے یعنی کے پارلیمنٹ میں آتے ہیں جنھیں ہم لیڈر یا رہنماء کہتے ہیں۔ ایسا ہی کچھ دن پہلے صوبائی وزراء خیبر پختون خواہ میں دیکھنے کو آیا جب وہاں کے کئی وزراء کو اسی کرپشن کی وجہ سے اپنی وزارت سے ہاتھ دھونا پڑا اور افسوس ناک امر یہ ہے کہ جب ان کو فارغ کیا گیا تو ان پر کرپشن کا کوئی کیس نہیں چلایا گیا ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ان کے خلاف حکومتی سطح پر یا کرپشن کو ختم کرنے والے ادارے یعنی کے نیب کی جانب سے کوئی کاروائی عمل میں لائی جاتی اس کے لئے ثبوت وہی کافی تھے جن کی بنیاد پر ان کو وزارت سے ہاتھ دھونا پڑے ہیں

مگر ایسا نہیں ہوا جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پاکستان میں قانون صرف اور صرف نچلے یا درمیانے طبقے کے لیے ہے۔بڑے لوگوں مثلاً اشرفیہ اور اپر کلاس کو تو اس میں مکمل استثناء حاصل ہے اس حوالے سے کہیں سے کوئی بھی آواز نہیں اٹھی نہ میڈیا میں نہ ہی عوام میں اور نہ ہی سول سوسائٹی میں۔ اور الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مترادف ان وزراء نے فارغ کیے جانے کے بعد الزام لگایا کہ ان کی عزت کو داغدار کیا گیا ہے واضح رہے کہ اس سے پہلے وہاں کی سابق حکومت کو کرپشن کی وجہ سے الیکشن میں بری طرح شکست ہوئی تھی اور وہ قومی اسمبلی کی صرف ایک سیٹ جیت سکی تھی کرپشن کے خلاف اس کاروائی کا تمام تر کریڈٹ پی ٹی آئی کو جاتا ہے جنھوں نے ایک دلیرانہ فیصلہ کیا ہے جو قابل ستائش ہے اگر دیکھا جائے تو پی ٹی آئی کو اس کاروائی سے بڑے نقصان کا خدشہ بھی ہے مگر انھوں نے وہی کیا جو ایک سیاسی جمہوری جماعت کو کرنا چاہیے تھا۔ماضی کو اگر دیکھا جائے تو پیپلز پارٹی حکومت کی 11 مئی کے انتخابات میں ناکامی کی بنیادی وجہ یہی کرپشن تھی کیونکہ آئے روز پیپلز پارٹی کا کوئی نہ کوئی کرپشن کا سکینڈل منظر عام پر آتا رہا اعلیٰ عدلیہ غضبناک کرپشن کی نشاندہی کرتی رہی لیکن وفاقی حکومت نے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کئے رکھیں حتیٰ کہ اپوزیشن کے تمام تر احتجاج کے باوجود احتساب بل منظور نہیں ہونے دیا گیا اب جبکہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی مضبوط حکومت ہے تو ضروری ہے کہ جلد از جلد احتساب بل میں پائے جانے والے تمام قانونی و آئینی سقم دور کر

کے اسے منظور کیا جائے تاکہ بلا تفریق و امتیاز احتساب کے شفاف عمل کا آغاز ہو سکے اگر آئندہ کرپشن کا راستہ روکنا ہے تو ضروری ہے کہ این آر او جیسے کالے قوانین کا راستہ بند کیا جائے اور ماضی قریب و بعید میں کرپشن کے مرتکب سیاستدانوں، بیوروکریٹس، ججوں اور صحافیوں کا احتساب کیا جائے تاکہ قوم کے سامنے ان افراد کے اصل چہرے آ سکیں۔ ملک میں کرپشن کے خلاف کاروائی کے لئے سب سے اہم ادارہ نیب موجود ہے لیکن اس کی کارکردگی صفر ہے کیونکہ سیاسی مداخلت کی وجہ سے اس کی کارکردگی ایسی نہیں ہے جیسی ہونی چاہیے تھی ادارے کے تمام افراد کو کھل کر کام کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ کسی قسم کے سیاسی دباؤ اور دھونس کا شکار نہ ہوں نیب اب پاکستان میں کرپشن کے خلاف لڑنے والا واحد اداہ ہے اس حوالے سے ضروری ہے کہ اس کو وہ تمام سہولیات اور مراعات دی جائیں جو کسی بھی ایسے حساس ادارے کو دی جاتی ہیں گزشتہ دور حکومت میں اس ادارے کو دیوار سے لگانے کی کوشش کی گئی شاید یہی وجہ ہے کہ اس ادارے کی کارکردگی بری طرح متاثر ہوئی بعد ازاں عرصہ دراز تک اس پر کوئی سربراہ مقرر نہ کیا جا سکا اور اگر کوئی شخص اس کا سربراہ مقرر کیا بھی گیا تو اسے متنازعہ بنا دیا گیا تاہم اب یہ ادارہ ایک بار پھر کامیابی کی طرف چل پڑا ہے اور وہ تمام کیسسز جو عرصہ دراز سے بند پڑے تھے اب دوبارہ سے ان پر کام شروع ہو گیا ہے جس سے امید کی جا رہی ہے کہ پاکستان کے کرپشن کے ناسور کو ختم کرنے میں بہت مدد ملے گی۔ سپریم کورٹ کا یہ کہنا لمحہ فکریہ

ہے کہ انھوں نے بیوروکریٹس کے حق میں بیسیوں فیصلے دیئے اور انہیں کہا کہ وہ اوپر والوں کا غیر قانونی حکم نہ مانیں لیکن وہ ایک ہی کال پر ڈھیر ہو جاتے ہیں جب تک غیر قانونی احکامات کو ماننے کا سلسلہ جاری رہے گا کرپشن کا راستہ بند نہیں ہو سکتا اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ حکومت کرپشن کے خاتمے کے لئے عملاً کیا اقدامات کرتی ہے کیونکہ یہ ایک ایسا ناسور ہے جس نے ہمیں معاشی طور پر آج تک اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہونے دیا اور کرپشن کے خاتمے سے ہی ملکی بقاء ہے دوسری صورت میں وہ تمام ممالک بری طرح ناکام ہوئے ہیں جہاں کرپشن عام تھی گو کہ سابق ادوار میں ملکی سطح پر کرپشن میں خطرناک حد تک اضافہ ہوا ہے مگر پھر بھی امید ہے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر بے لاگ احتساب کے عمل کا آغاز کرے گی تاکہ عوام کا جمہوریت اور جمہوری اداروں پر اعتماد مضبوط ہو۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت کرپشن کے خاتمے اور ناجائز اثاثے بنانے والوں کے خلاف گھیرا تنگ کرتے ہوئے اقدامات اٹھائے اور ایسے تمام لوگ جو کرپشن میں ملوث رہے ہیں ان کے خلاف غیر جانبدانہ تحقیقات کروائے اور ایسے عناصر کو قانون کے شکنجے میں لائے جو اس میں ملوث رہے ہیں اس حوالے سے ضروری ہے کہ جو بھی کاروائی ہو وہ تمام تر سیاسی وابستگیوں کو بلائے طاق رکھ کر کی جائے تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ مل سکے کہ یہ کاروائی سیاسی مخالفت کا نتیجہ ہے -

موٹر وے پولیس محفوظ سفر میں مددگار

پاکستان کے تمام قومی اداروں میں جس ادارے کی ساکھ پوری قوم میں سب سے اچھی ہے وہ پاکستان موٹر وے پولیس ہے موٹر وے کی تعمیر کے بعد موٹر وے پولیس کا ادارہ بنایا گیا جس کی تنخواہ ہیں ومراعات عام پولیس سے کہیں بہتر تھیں۔اس حوالے سے موٹر وے پولیس میں انتہائی پڑھے لکھے اور قابل افراد کو بھرتی کیا گیا اور پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ایک فرینڈلی پولیس متعارف کروائی گئی جس نے بہت کم عرصے میں اپنا خوبصورت امیج بنایا اور یہ ثابت کر دیا کہ اگر لگن سچی ہو تو موٹر وے پولیس کیا ہر محکمہ عوام کا پسندیدہ ترین ہو سکتا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ ان کی عوام دوستی ہے جو قومی سڑکوں پر سفر کرنے والے افراد کو یہ محسوس ہی نہیں ہونے دیتا کہ وہ گھر سے دور سفر کر رہے ہیں اس موٹر وے پولیس نے اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور اپنی دن رات کی محنت کے بعد اور خاص طور پر موٹر وے بننے کے بعد اس پر حادثات کو بڑی حد تک کنٹرول کیا موٹر وے پولیس فورس کی اعلیٰ کارکردگی کی وجہ سے یہ ایک مثالی ادارہ ہے۔ پشاور تک موٹر وے کی توسیع اور لاہور فیصل آباد موٹر وے بننے کے بعد وفاقی حکومت نے جی ٹی روڈ اور نیشنل ہائی وے اور مری ایکسپریس وے کو بھی موٹر وے پولیس کے حوالے کر دیا جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ موٹر وے پولیس دوسری روایتی فورس کے

مقابلے میں زیادہ با اعتماد ہے۔ اس ادارے کی کارکردگی عام طور پر بہت عمدہ ہے جس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ اس سے منسلک افسروں اور اہلکاروں کے بارے میں بدعنوانی یا رشوت خوری کے واقعات تقریبا صفر فیصد ہیں اس کے ساتھ ساتھ اس محکمہ میں اہلکاروں کے خلاف شکایت پر سخت کارروائی اور احتساب کا اعلیٰ نظام موجود ہے جس کی وجہ سے مجموعی طور پر صورت حال بہت عمدہ ہے تاہم ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے کیونکہ وقفے وقفے سے ہم سنتے رہتے ہیں کہ موٹر وے پر کئی بڑے اور جان لیوا حادثات ہوتے رہتے ہیں جن کو روکنا ممکن ہو سکتا ہے جس میں سب سے بڑے حادثے میں فیصل آباد کے سکول کے طلباء کی تفریحی دورے پر گئی بس کا حادثہ پیش آیا تھا اور بہت سے معصوم طالب علم حادثے کا شکار ہو گئے تھے اس وقت یہ بات سامنے آئی تھی کہ موٹر وے پولیس کے اہلکاروں نے اس بس کو فٹ نس سرٹیفکیٹ نہ ہونے کے باوجود موٹروے پر سفر کی اجازت دی اور وہ بس حادثے کا شکار ہو گئی ان حادثات کی روک تھام کے لئے موٹر وے پولیس اور زیادہ محنت کرنے کی ضرورت ہے موٹر وے پر سفر کے دوران کلر کہار کے نزدیکی پہاڑیاں موٹر وے پر سب سے خطرناک ترین علاقہ تصور کیا جاتا ہے جہاں آئے دن حادثات ہوتے ہیں جن میں کئی لوگ اپنی جانوں کو گنوا دیتے ہیں کبھی کوئی گاڑی اپنے پرانے ٹائیروں کی وجہ سے کبھی اور کوئی اپنی ناقص فٹنس کی وجہ سے اور کبھی کوئی اوور لوڈنگ کی وجہ سے حادثات کا شکار ہوتی رہتی ہیں ان حادثات کو روکنے کے لئے موٹر وے پولیس کو اپنے اقدامات کو اور زیادہ سخت

ترین کرنے کی ضرورت ہے نیشنل ہائی وے اور موٹروے پر سفر کرنے والی تمام کمرشل و نجی گاڑیوں کے بارے میں ایک سخت پالیسی اپنانے کی ضرورت ہے اس سلسلہ میں صوبائی حکومتوں پر بھی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہر گاڑی کی مکمل چیکنگ کے بعد فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرے اس کی مقررہ مدت کے اندر تجدید ہو اور تجدید کرنے سے قبل دوبارہ اس گاڑی کی فٹنس چیک کی جائے اس کے بعد نیشنل ہائی وے اور موٹر وے پولیس کی ذمہ داری شروع ہوتی ہے کہ وہ کسی گاڑی کو جس کے پاس فٹ نس سرٹیفکیٹ نہ ہو قومی شاہراہ اور موٹروے پر سفر کی اجازت نہ دے اسی طرح نیشنل ہائی وے اور موٹر وے پر تمام گاڑیاں ٹریفک قوانین کی پابندی کریں قانون شکنی کرنے والوں کو ہر گز نہ بخشیں ،جہاں زیادہ اوور سپیڈ کا امکان زیادہ ہو وہاں پر سپیڈ چیکنگ کیمرے لگائے جائیں موٹروے پولیس ٹریفک قواعد پر پابندی کو یقینی بنانے کی ہر ممکن کوشش کرے تا کہ حادثات کم سے کم ہوں اس کے لئے ضروری ہے کہ موٹر وئے پولیس قومی شہرات پر حادثات کو زیرو پرسنٹ پر لانے کی کوشش کرئے اگرچہ یہ مشکل ضرور ہے مگر ناممکن ہر گز نہیں ہے۔ محکمہ کے نئے سربراہ ذوالفقار چیمہ کے آئی جی موٹر وے بننے کے بعد مزید بہتری نظر آ رہی ہے وہ اپنی استطاعت کے مطابق بہت عمدہ کام کر رہے ہیں جسے جاری رکھا جانا چاہیے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ موٹر وئے کی تاریخ کے بڑے حادثات کی باریک بینی سے

تحقیقات کروائی جائیں اور ان وجوہات کا پتہ چلایا جائے جن کی وجہ سے یہ حادثات ہوتے ہیں اس معاملہ میں جہاں غلطیاں ہوئی ہیں ان کی نشاندہی کرکے ذمہ داران کو سزا بھی دی جائے تاکہ آئندہ اس طرح کی غلطیاں نہ ہواور ٹریفک قوانین کی پاسداری کے لئے کسی قسم کی سیاسی وابستگی کو نہ دیکھا جائے بلکہ قانون کی حکمرانی کو سامنے رکھ کر فیصلے کیے جائیں کیونکہ یہی وقت ہے کہ موٹر وے پولیس کو اپنا خوبصورت امیج برقرار رکھنا ہے کیونکہ عوام اس ادارے کو ایسے ہی کرپشن فری اور عوام دوست دیکھنا چاہتے ہیں کیونکہ اسی موٹر وئے پولیس کی بدولت قومی شاہراہوں پر سفر بحفاظت اور آسان ہوا ہے جسے وہ کسی طور پر کھونا نہیں چاہتے -

خواب تعبیر ایک ساتھ

تعلیم کے ساتھ ساتھ ہنر بھی ضروری ہے کہتے ہیں کہ ہنر مند انسان کبھی بھوکا نہیں سوتا اکثر لوگوں کو تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود بھی بیروزگاری کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ سرمایے کا نہ ہونا ہے مگر اب حکومت نے اس سلسلے میں اہم سکیم آسان قرضہ فراہمی شروع کرکے نوجوانوں کے خوابوں کو تعبیر دینے کی اچھی کوشش کی ہے جس کی وجہ سے بیروزگاری کم اور ملک ترقی یافتہ ہوسکے گا۔

پاکستان میں بہت سے ادارے ہیں جو پیشہ وارانہ تربیت دے کر لوگوں کو ہنر مند بنا رہے ہیں اِن اداروں سے لوگ بہت سے ہنر سیکھتے ہیں جن میں دستکاری، ٹیکنکل ٹریننگ، سلائی کڑھائی، نرس اور صنعت وغیرہ شامل ہیں مگر افسوسناک بات ہے کہ پاکستان میں پیشہ وارانہ تربیت حاصل کرنیکا رجحان بہت کم ہے اور ملک بھر سے صرف تین لاکھ کے قریب طالب علموں کا اندراج اِن اداروں میں ہے اگر نوجوان بیکار سرگرمیوں میں وقت ضائع کرنے کے بجائے پیشہ وارانہ تربیت حاصل کرکے ہنر مند بن جائیں تو بیروزگاری کے خاتمے میں مدد مل سکتی ہے موجودہ حکومت نے انتخابی مہم میں نوجوانوں کو آسان شرائط پر قرضے فراہم کرنے کا منصوبہ پیش کیا تھا جس کا گزشتہ روز باقاعدہ طور پر آغاز کر دیا

گیا ہے اور پہلے ہی دن لاکھوں لوگوں کا فارم کی وصولی سے لگتا ہے کہ یہ سکیم ملک کے بے روزگار پڑھے لکھے نوجوانوں میں بہت سراہی جا رہی ہے ایسا پروگرام جو ملکی بے روزگار نوجوانوں کو اپنے خوابوں کو پورا کرنے میں نا صرف معاون ثابت ہو گا بلکہ ملکی معیشت پر بھی اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ موجودہ حکومت نئے الیکشن مہم میں نوجوانوں سے تعلیم ، ہنر اور روزگار کی فراہمی کا جو وعدہ کیا تھا اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے وزیر اعظم پاکستان نے اس یوتھ پیکج کا اعلان کیا جس کے بارے میں خیال ہے کہ یہ نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے میں کافی معاون ثابت ہو گا جس میں بے روزگار نوجوانوں کو آسان شرائط پر قرض، دیا جائے گا پیکج سے بے روزگار بالخصوص پڑھے لکھے بے روزگار نوجوانوں کے لیے بہت اہم ہے جو بزنس اور صنعت وغیرہ میں نام پیدا کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔50 فیصد قرضے خواتین کے لیے مختص ہیں کیونکہ ملکی آبادی میں تقریبا 50%خواتین ہیں جو پڑھی لکھی ہونے کے باوجود وسائل نہ ہونے کی وجہ سے بے روزگار ہیں 5 لاکھ سے 20 لاکھ روپے کے قرضے ایسے ہنر مند افراد کو ملیں گے جو اپنا ذاتی کاروبار مثلاً ورکشاپ اور چھوٹی صنعت سے وابستہ کاروبار شروع کرنا چاہتے ہیں اس قرضے پر مارک اپ کی رعایتی شرح صرف 8 فیصد ہو گی باقی وفاقی حکومت خود ادا کرے گی ابتدائی طور پر یہ قرضے نیشنل بینک اور فرسٹ ویمن بینک کے ذریعے دیئے جائیں گے جنھیں بتدریج دوسرے بینکوں تک بڑھایا جائے گا اس سکیم کے لیے پانچ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

اس کا اطلاق چاروں صوبوں سمیت گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر پر ہو گا وفاقی کابینہ اس سکیم کے بنیادی خدوخال کی منظوری دے چکی ہے اس سکیم پر عمل درآمد کے تمام انتظامات بھی مکمل ہیں قرض کی فراہمی ایک خوش آئیند بات ہے مگر قرض دہندہ کو خدانخواستہ کسی بھی سٹیج پر نقصان ہوتا ہے تو ایسے موقع پر حکومت کو انشورنس کے اقدامات بھی اس پروگرام میں شامل کرنے چاہیے تھے کیونکہ جب کاروبار ہوتا ہے تو ایسے میں نفع اور نقصان دونوں کا احتمال ہوتا ہے اس لئے حکومت کو اسی طرف بھی توجہ دینی چاہیے اس یوتھ پیکج کے بارے میں جتنا بھی لکھا اور پڑھا گیا ایک بات طے ہے کہ اگر نوجوانوں نے اس کا صحیح استعمال کیا اور حکومت نے میرٹ اور صرف میرٹ کو اپنی پالیسی بنایا تو کوئی وجہ نہیں کہ اس یوتھ پیکج سے بہت سے نوجوانوں کے خوابوں کو تعبیر نہ مل سکے بات ہے صرف اپنے آپ کو یوٹیلائز کرنے کی اپنے اندر چھپی ہوئی ان صلاحیتوں کو سامنے لانے کی جو ہمیں دنیا کی ترقی یافتہ قوم بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتیں ہیں ہمیں اس پیکج سے بھرپور استفادہ حاصل کرنا ہے اور اپنے لئے ترقی کا ایک زینہ سمجھتے ہوئے اس کا استعمال کرنا ہے لیکن یہ ذمہ داری حکومت کی ہے کہ وہ ان سکیموں کو مزید موثر، شفاف اور سوفیصد میرٹ کے مطابق بنانے کے لیے ہر ممکن اقدامات کرئے تاکہ کسی حقدار کو اس کے حق سے محروم نہ کیا جاسکے اس سلسلے میں طلبہ وطالبات کو بھی اپنے اردگرد نظر رکھنی پڑے گی تاکہ اس

یوتھ پیکج کو خالصتا میرٹ کی کسوٹی پر جانچ کر حق داروں تک پہنچایا جاسکے کیونکہ اکثر مشاہدے میں آتا ہے کہ حکومت اِن پڑھے لکھے بے روزگار اور حق دار لوگوں کے لئے جو بھی پروگرام لانچ کرتی ہے وہ فنڈز کے اجراء کے بعد ہائی جیک کر لئے جاتے ہیں اور فائلوں میں سب اچھا کی رپورٹ شامل کرکے ان فنڈز کا ہڑپ کر لیا جاتا ہے اس لئے تمام نوجوانوں کو اس یوتھ پیکج کی نگرانی کرنی ہو گی تاکہ صحیح معانوں میں اس یوتھ پیکج کے ثمرات پڑھے لکھے بے روزگار لوگوں تک پہنچ سکیں۔

عدلیہ کا افتخار، چوہدری افتخار

پاکستان کی تاریخ میں عدلیہ کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہر دور میں عدلیہ کو اپنے اقتدار کو طول دینے اور اپنی مرضی کے فیصلے حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا رہا لیکن آخر کار ایک حرف انکار نے اس عدلیہ کا وقار صحیح معانوں میں عوام میں بحال کیا اور ساری دنیا کو دیکھا دیا کہ اگر جذبہ سچا ہو تو کوئی بھی کام مشکل نہیں ان کا ہر فیصلہ عوامی امنگوں کی ترجمانی کرتا نظر آتا تھا سپریم کورٹ کے چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری آٹھ سال پانچ ماہ اور بارہ دنوں تک فرائض منصبی سر انجام دینے کے بعد اپنے منصب سے سبکدوش ہو گئے چیف جسٹس محمد سلیم کے بعد وہ دوسرے طویل ترین دورانیہ تک فرائض سر انجام دینے والے چیف جسٹس ہیں افتخار محمد چوہدری کے دور میں جہاں عدالت عظمٰی طاقتوراور مضبوط ہوئی وہیں ماتحت عدالتیں اورادارے بھی با اختیار ہوئے اسی دور میں چیف جسٹس کو دنیا بھر میں اور ملک میں تاریخی عزت ملی عدلیہ بحالی کی تحریک سے لے کر چیف جسٹس کی ریٹائرمنٹ تک سپریم کورٹ نے گھن گرج کیسا تھ بڑے بڑے لوگوں کو عدالت میں بلایا اوران کا احتساب کیا چیف جسٹس ہی تھے جنہوں نے مردہ عدلیہ میں نئی روح پھونکی،، خوشگوار روایتیں، قانون کی حکمرانی اورآئین کی بالادستی قائم کی 9 مارچ 2007 کو جنرل پرویز مشرف نے چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کو آرمی

ہاؤس بلا کر ان سے استعفے طلب کیا ان کے انکار کے بعد ان کے خلاف سپریم جوڈیشل کونسل میں ریفرنس بھیج کر انہیں معطل کر دیا ان پر کرپشن اقربا پروری اور عدالتی قواعد کی خلاف ورزی کے الزامات عائد کئے گئے چیف جسٹس نے مذکورہ ریفرنس کو سپریم کورٹ میں چیلنج کر دیا تیرہ رکنی فل بنچ نے اس ریفرنس کو غیر قانونی قرار دے کر مسترد کر کے انہیں بحال کر دیا ان کی معزولی کے خلاف ملک بھر میں وکلاء اور عوام کی تحریک کا آغاز ہوا3 نومبر 2007 کو جنرل پرویز مشرف نے سپریم کورٹ اور ہائیکورٹوں کے ساٹھ ججوں کو معزول کر دیا اور سپریم کورٹ کے ایک جونیئر جج عبدالحمید ڈوگر کو چیف جسٹس مقرر کر دیا تمام ججوں کو ان کے گھروں میں نظر بند کر دیا گیا وکلاء تحریک ایک سال سے زائد عرصہ تک جاری رہی آخر کار تاریخی لانگ مارچ کے بعد پیپلز پارٹی کی حکومت نے 16 مارچ 2009 کو چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری سمیت تمام ججوں کو بحال کر دیا چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے فوجی آمر کے سامنے کھڑے ہو کر استعفے دینے کے حوالے سے اس کی خواہش کو ٹھکرا دیا انہوں نے عدلیہ کی قومی تاریخ میں آئین کی بالادستی کے حوالے سے غیر معمولی فیصلے کئے این آر او فیصلے پر عمل درآمد نہ ہونے کی پاداش میں انہوں نے اس وقت کے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کو توہین عدالت پر تابرخاست عدالت سزا سنائی جس کے بعد وہ نااہل قرار پائے جبکہ ان کے بعد آنے والے وزیراعظم راجہ پرویز اشرف کے خلاف رینٹل پاور کیس میں انہیں ذمے دار قرار دیا چیف جسٹس افتخار محمد

چوہدری نے آئین کی بالادستی اور عوام کے مفاد میں بہت سے معاملات کا ازخود نوٹس لیا عدلیہ کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ اعلی عدالت نے ازخود نوٹس کے ذریعے عوام کے مفادات کو یقینی بنایا خلاف میرٹ تقرریوں کا کالعدم قرار دیا آئین کے منافی حکومتی رویوں کی روک تھام کی اور بدعنوانی کے خلاف کارروائی کی چیف جسٹس نے سپریم کورٹ میں انسانی حقوق سیل قائم کیا اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی روک تھام کے لئے موثر کردار ادا کیا لاپتہ افراد کی بازیابی کا معاملہ ہو یا کراچی اور بلوچستان میں بدامنی کے واقعات عدلیہ نے نہ صرف حکومت کو اس طرف متوجہ کیا بلکہ اسے آئین کے مطابق عوام کے جان ومال کے تحفظ کے سلسلے میں کردار ادا کیا اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ قوم نے جس آزاد عدلیہ کا خواب دیکھا اور وکلاء برادری سمیت سول سوسائٹی نے جس کے لئے جدوجہد کی چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کی سربراہی میں عدلیہ نے اس کی عملی تعبیر پیش کی۔ عوام چیف جسٹس کے اس موقف سے اتفاق کرتے ہیں کہ عدلیہ کا یہ کردار جاری وساری رہے گا اور ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد بھی اس میں کوئی کمی نہیں آئے گی اگر ادارے مضبوط ہوں تو ان کی کارکردگی کبھی مایوس کن نہیں ہوتی بدقسمتی سے ہمارے ہاں پارلیمنٹ اور عدلیہ کے ادارے مضبوط نہیں ہوئے ملک میں زیادہ عرصہ فوجی آمریت کی حکمرانی رہی اور طاقت ور افراد کے گرد گھومتی رہی پہلی بار ایک منتخب حکومت نے دوسری منتخب حکومت کو اقتدار منتقل کیا اور جمہوریت نے جڑیں پکڑنی شروع کیں جبکہ سپریم کورٹ کے

چیف جسٹس نے عدلیہ کے ادارے کو مضبوط اور مستحکم کی ہمیں اس بات کی امید رکھنی ہے کہ عدلیہ آئین کی بالادستی کو یقینی بنانے اور حکومتی من مانیوں کو روکنے کے سلسلے میں آئندہ بھی اپنا کردار جاری رکھے گی بلا شبہ سابق چیف جسٹس کا دور عدلیہ کی تاریخ کا سنہری دور رہا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ عدلیہ اپنی اس آزادی کو ہمیشہ کیلئے برقرار رکھتے ہوئے اسی طرح آزادی اور غیر جانبداری سے اپنے سفر کو جاری رکھے کیونکہ تاریخ میں پہلی بار عوام کا اعتماد عدلیہ پر اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ ان کو انصاف کی امید صرف اور صرف اسی ادارے سے ہے اور ان کے اس اعتماد کو قائم کرنے اور عدلیہ کو آزاد اور غیر جاندار بنانے میں جس شخص کا سب سے زیادہ حصہ ہے وہ سابق چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری ہی ہیں۔

آسان قرضہ اور عام آدمی کی گارنٹی

پاکستان کے عام آدمی کا آج کل جو حال ہو رہا ہے وہ یا تو عام آدمی جانتا ہے یا پھر اس کا خدا اگر کسی کو اس کے حالات کا اندازہ نہیں ہے تو وہ ہیں ہمارے حکمران۔ پچھلے دنوں جب آسان قرضہ سکیم کا بڑا چرچا ہوا جس دن اس کا اعلان ہوا اگلے دن تقریبا پاکستان کے تمام ہی غریب، عام آدمی اس قرضہ سکیم کے فارم کے وصولی کے لئے ہر اس جگہ پر نظر آئے جہاں پر یہ فارم دستیاب ہو سکتے تھے عام آدمی یہ سمجھ رہے تھے کہ شاید یہ قرضہ ان کو دو یا تین ہفتوں میں مل جائے گا مگر جب وہ فارم وصول کرنے کے بعد اس کی شرائط کسی پڑھے لکھے شخص سے پڑھانے جاتے تو واپسی پر ان کا منہ ایسے ہی لٹکا نظر آتا جیسے ہمارے حکمران الیکشن میں شکست کے بعد منہ لٹکائے ہوئے مخالف پر دھاندلی کے الزمات لگاتے ہوئے اسے بڑی دھاندلی قرار دیتے ہیں ایسے ہی عام لوگ اس کی شرائط کو سمجھنے کے بعد اسے حکومتی دھاندلی قرار دیتے ہوئے اسے صرف بڑے لوگوں کے لئے قرضہ تصور کرتے ہیں جو کھلی حقیقت ہے یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں ایک یہ کہ اگر کوئی شخص بے شک وہ پڑھا لکھا ہے مگر بے روزگار ہے تو کون ایسا پاگل ہو گا جو اسکی جگہ پر گارنٹی اٹھائے گا کیونکہ آج کل حالات ایسے ہیں کہ اگر کسی کا کوئی بھائی بھی بے روزگار ہو تو وہ اس کی

گارنٹی نہیں اٹھاتا تو ایسے شخص کی کون گارنٹی اٹھائے گا اور ساتھ میں اس کی گارنٹی ایک چیک بھی چلو یہ اچھا ہوا کہ حکومت نے چیک والی شک ختم کر دی مگر غریب آدمی جس کو کئی دفعہ اپنے کاغذات کی اسٹیشن کے لئے اِن سولہ گریڈ کے آفیسروں کے گھر کے چکر لگانے پڑتے ہیں پھر اس کے نین نخرے اٹھانے کے بعد اس کا کوئی قریبی شخص ضمانتی لانا پڑتا ہے تب جا کہ وہ اپنی سٹیمپ سے ان کاغذات کو نیلا پیلا کرتا ہے ایسے شخص کو بھلا کیا پڑی ہے کہ وہ کسی بے روزگار شخص کی گارنٹی اٹھا کر اپنے لئے نئی مصیبت کھڑی کر لے اوپر سے ان عام لوگوں کے پاس اس رقم کے اوپر لگایا جانے والا سود جو کہ پہلے ہی آٹھ فیصد ہے اور جس میں اضافے کی نوید اسی فارم کی ایک شک میں موجود ہے کہ اگر کہیں حکومت کو ضرورت پڑی تو دروبدل بھی ہو سکتا ہے ایک پڑے لکھے شخص کو اس بارے میں بخوبی علم ہے سکیم کے اعلان کے بعد اور فارم کی بینکوں سے وصولی کے بعد دیکھی جانے والی تیزی آہستہ آہستہ کم ہوتی جا رہی ہے وہ جس طرح کہتے ہیں نہ کہ: ملا کی دوڑ مسجد تک: اسی طرح عام آدمی کی دوڑ فارم کے حصول تک ہی تھی اس کے بعد جب اس کو پتا چلا کہ یہ سب کیا ماجرا ہے تو عام آدمی بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ یار یہ تو: بلی کے گلے میں گھنٹی باندھنے والی بات: ہے جو یقین درست بھی ہے دوسرا سوال یہ ہے کہ حکومت نے اس قرضے میں کہیں پر یہ پلان نہیں رکھا کہ اگر کسی موقع پر نقصان ہو جاتا ہے تو اس کا کیا متبادل ہو گا کیونکہ کاروبار میں دو چیزیں لازمی ہوتی ہیں ایک نفع اور

دوسرا نقصان اگر کسی کو نفع نہ ہوسکے تو نقصان لازمی امر ہے ایسے میں عام آدمی کا آخری ٹھکانا جیل ہی نظر آتا ہے اسی بات کو اگر گارنٹی والے طرف لے کر جائیں تو وہ گارنٹڈ شخص بھی اپنی ساری زندگی کی جمع پونجی اس عام آدمی کے پیچھے لٹانے کا رسک کیوں لے گا یہ وہ اہم باتیں ہیں جو عام آدمی کو یہ سمجھانے کے لئے کافی ہیں کہ : ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دیکھانے کے اور: آپ یقین جانیے کہ اس سکیم کے اعلان کے بعد جس طرح لوگ معلومات لے کر پریشان ہو رہے تھے ان کے چہرے سے یہ بات عیاں تھی کہ حکومت نے ان کے زخموں پر مرہم رکھنے کے بجائے ان کی بے بسی اور بے روزگاری کا مزاق اڑایا ہے۔ضرورت اس امر کی تھی کے ملک میں جاری دوسری چھوٹی فنانس سکیموں کی طرح جو بہت حد تک کامیاب بھی ہیں جن میں صرف اور صرف شخصی گارنٹی پر قرض فراہم کیا جاتا ہے اگر ایسا کوئی سسٹم لایا جاتا تو یقینا اس سے نوجوان بھر پور استفادہ حاصل کرتے لیکن جس طرح کی شرائط اس قرض کے حصول کے لئے دی گئی ان کو پورا کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے جو کسی عام، غریب آدمی کے لئے پورا کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔اس لئے راقم کی اس تحریر کے ذریعے وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف، وزیر خزانہ اسحٰق ڈار، اس پروگرام کی سربراہ محترمہ مریم نواز صاحبہ اور دوسرے تمام لوگ جو اس پروگرام کو دیکھ رہے ہیں ان سے گزارش ہے کہ عام آدمی کے لئے اس قرض کا حصول آسان سے آسان بیانا جائے اور اس کے لئے کسی سرکاری آفیسر کی گارنٹی کو ختم کرکے صرف شخصی گارنٹی یا

پھر زمین جائیداد کے ملکیتی ثبوتوں کو پابند کیا جائے اور اس کا حصول اس حد تک آسان کر دیا جائے کہ ایک عام آدمی اسے حاصل بھی کر سکے اور اس کے ذریعے اپنے خوابوں کو تعبیر بھی دے سکے اور اس سے حکومت کا وہ وژن جو اس قرضہ سکیم کے پیچھے ہے جو کہ ملکی معیشت کا استحکام، ملک سے بے روزگاری کا خاتمہ، ملک میں افرادی قوت کو قابل استعمال بنا کر ترقی کے ثمرات کو عام کرنا ہے نا صرف پورا ہو سکے بلکہ غریب، عام آدمی بھی اس ملک کی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکے۔

مہنگائی کی لہر اور غریب عوام

ملک بھر میں اشیائے خورونوش کی قیمتوں میں تازہ ترین اضافے کی وجہ سے عام آدمی کے لیے دو وقت کی آبرو مندانہ روٹی کا حصول مشکل تر ہو گیا ہے اشیائے خورونوش کے نرخوں میں اضافے کے روز افزوں رجحان کے باعث عام شہری کے لیے زندگی اس حد تک مشکل اور وبالِ جاں بن چکی ہے کہ وہ اس سے چھٹکارے کے لئے خودکشی کا مسافر بننے کو آسان سمجھتا ہے۔ اشیائے خورونوش کی قیمتیں اس حد تک بڑھ چکی ہیں کہ عام صارف انہیں دیکھ تو سکتا ہے مگر خرید نہیں سکتا حکمران تمام تر بلند آہنگ دعووں کے باوجود مہنگائی پر قابو پانے میں ناکام ہیں۔ مئی کے انتخابات کے بعد شہری حلقوں کی جانب سے ان توقعات کا اظہار کیا جا رہا تھا کہ وفاقی اور صوبائی حکمران گرانی کے بڑھتے ہوئے رجحان پر قابو پانے کے لیے تمام وسائل اور توانائیوں کو بروئے کار لائیں گے تا کہ عام شہری کو سستے داموں آٹا، چینی، گھی، تیل، سبزیاں، دالیں، پھل اور گوشت مل سکے اشیائے خورونوش کا حصول ہر شہری کا بنیادی آئینی حق ہے ایک منتخب جمہوری حکومت کے دور میں بھی شہریوں کا بنیادی آئینی حق سے محروم رہنا سمجھ سے بالاتر ہے حکومت کے تمام تر دعوئں اور وعدوں کے باوجود عوام کو مہنگی چیزیں خریدنا پڑ رہی ہیں، بازار میں جا کر دیکھیں ہر چیز کی قیمت میں اضافہ ہو چکا ہے لوگ بے چارے بے یارو

مدد گار ہیں اور منہ مانگی قیمت ادا کر دیتے ہیں۔ایک رپورٹ کے مطابق دنیا کے 65 فیصد بھوک میں مبتلا افراد کا تعلق بھارت، چین، کانگو، بنگلہ دیش، ایتھوپیا، انڈونیشیا اور پاکستان سے ہے مناسب خوراک کی عدم فراہمی اور ناقص غذا کھانے کی وجہ سے ان ممالک کے بچے عالمی معیار سے کم وزن رکھتے ہیں ان ممالک میں پاکستان واحد ملک ہے جس کے شہری یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ دنیا کا وہ ملک غذائی بحران کا کیوں شکار ہے، جو گندم کی پیداوار میں ایشیا کا تیسرا بڑا، گنا پیدا کرنے والا چوتھا بڑا، کپاس پیدا کرنے والا پانچواں بڑا ملک ہے اور دودھ پیدا کرنے والے ممالک میں بھی اس کا شمار چوتھے بڑے ملک میں ہوتا ہے پھل، سبزیاں، بڑا گوشت، چھوٹا گوشت اور انڈوں کی پیداوار میں بھی پاکستان کا نمایاں مقام ہے اجناس خوردنی کی پیداوار میں خود کفالت کے باوجود شہریوں کو یہ اجناس مہنگے داموں کیوں خریدنا پڑتی ہیں اس ضمن میں ضلعی اور صوبائی حکومتوں کو اپنی ذمہ داریاں تندہی سے ادا کرنا چاہئیں تاکہ اشیائے خورو نوش اور اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں مصنوعی اضافے کے رجحان کی حوصلہ شکنی ہو سکے۔ترقی یافتہ جمہوری معاشروں میں کسی بھی منتخب حکومت کے پیش کردہ بجٹ کا بنیادی مقصد محصولات کی وصولی کے نظام اور اہداف کو بہتر بنا کر مملکت اور معاشرے کو خوشحال بنانا ہوتا ہے لیکن عام آدمی کے نزدیک بجٹ کا بنیادی مقصد اُسے ریلیف دینا ہے نہ کہ تکلیف۔ مقامِ حیرت تو یہ ہے کہ مئی 2013ء کے بعد قائم ہونے والی حکومت کے وزیر

خزانہ بھی عوام کو کڑوی گولیاں نگلنے کی نوید سنانے والے خود کڑوی گولی کھانے ہسپتال جا پہنچے ہیں مگر جیسے ہی ہسپتال سے نکلے کئی ساتھ کڑوی گولیاں عوام کو دے ڈالی جن میں بجلی کی قیمت میں آ ضافہ، سی این جی گاریوں کے لئے گیس کی غیر معیانہ مدت کی بندش شامل ہیں۔ماضی کے وزرائے خزانہ کی جانب سے مہنگائی، غربت اور مسائل کے ڈسے عوام کو موقع بہ موقع ایک تسلسل کے ساتھ یہ تلقین کی جاتی رہی کہ وہ کڑوی گولی نگل لیں عوام کا مقدر تو ہر دور میں کڑوی گولیاں ہی نگلنا رہا ہے بجٹ پیش کرنے سے قبل وزیر خزانہ نے یقین دہانی کرائی تھی کہ 'اشیائے ضروریہ پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا جائے گا عام آدمی یہ جاننا چاہتا ہے کہ کیا دالیں اور سبزیاں اشیائے ضروریہ کے زمرے میں نہیں آتیں؟ کیا ان کا شمار پر تعیش اشیاء میں ہوتا ہے؟اشیائے ضروریہ اور اشیائے خورونوش کی قیمتوں میں بے قابو اضافے کی دو بنیادی وجوہات ہیں جن میں سب سے پہلے جنرل سیلز ٹیکس میں ہونے والا اضافہ اور دوسری بڑی وجہ ضلعی حکومتوں کے ذمہ داروں کی نا اہلی ہے۔

جس سے گرانفروشوں، ذخیرہ اندوزوں اور ناجائز منافع خوروں کی چاندی ہوتی ہے۔ مجسٹریسی نظام میں پرائس کنٹرول مجسٹریٹوں کا ذکر تو فائلوں میں پایا جاتا ہے لیکن وہ بازاروں میں اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے دکھائی نہیں دیتے دیہاتوں اور قصبوں کا تو ذکر ہی کیا ہمارے ہاں تو بڑے شہروں میں بھی صارفین کی

بااختیار تنظیمیں موجود نہیں ہیں مارکیٹ کمیٹیاں بھی اشیائے خورونوش کے نرخ نامے کی تقرری کے معاملے میں لاپروائی سے کام لیتی ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر یونین کونسل کی سطح پر حکومت ایک پرائس کنٹرول کمیٹی قائم کرے جس میں علاقے کے اچھے شہرت رکھنے والے شہریوں کو اشیائے خورونوش کی قیمتوں کا جائزہ لینے کا اختیار دیا جائے یہ کمیٹی اس حد تک بااختیار ہو کہ مقامی تھانہ بھی اس کی نشاندہی پر ناجائز منافع خوروں، گرانفروشوں اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف حسب قواعد و ضوابط تادیبی کارروائی کرکے انہیں قانون کے کٹہرے میں لا کھڑا کرے گرانفروشوں کو کھلی چھوٹ دینے کی وجہ سے پاکستان میں مہنگائی کی شرح خطے میں سب سے زیادہ ہے اور مہنگائی کا یہی گراف رہا تو عوامی احتساب کے وقت موجودہ حکومت کے نمائندے یہی کہتے نظر آئیں گے کہ عوام کے ووٹ ہمیں نہ ملنے کی کوئی بڑی وجہ ہمیں نظر نہیں آتی اس لئے حکومت کو چاہیے کہ تمام برائیوں کی جڑ مہنگائی کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے اقدامات اٹھائے جائیں تاکہ غریب آدمی بھی اس دور میں اپنے لئے ضروریات زندگی کو اسانی سے پورا کرسکے

نیٹو سپلائی کی بندش حکمران تقسیم

ڈرون طیاروں یا ڈرون حملوں سے اب پاکستان کا بچہ بچہ واقف ہو چکا ہے وہ اس لیے کہ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب ان سے متعلق کوئی نیوز سننے کو نہ ملے ڈرون حملے پاکستان میں امریکہ اپنے دشمنوں کو ختم کرنے کے لیے کرتا ہے جس کے لیے اسے کسی کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں ہوتی پاکستان میں ڈرون طیاروں کے حملوں کا سلسلہ دو ہزار چھ میں شروع ہوا تھا جن میں اب تک ہزاروں پاکستانی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں ان میں کچھ غیر ملکی بھی ہوں گے مگر انکی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے پاکستان میں کیے جانے والے ڈرون حملوں میں امریکہ کا کہنا ہے کہ اس کو اپنے اہداف حاصل ہو رہے ہیں لیکن عام شہریوں میں یہ تاثر کو فروغ پا رہا ہے کہ ڈرون کے ذریعے داغے جانے والے میزائلوں میں معصوم شہری مارے جاتے ہیں جو کہ کافی حد تک صحیح اور درست بھی ہے جس کی وجہ سے پاکستان کو اندرونی طور پر مشکلات اور دباؤ کا سامنا ہے اور اس سے پاکستان کی سرزمین پر بدامنی کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے پاکستان کی جانب سے قبائلی علاقوں میں ڈرون حملوں کے خلاف امریکہ سے شدید احتجاج کے بعد آج کل خیبر پختونخواہ کی حکومت دھرنے دے کر نیٹو کی سپلائی روکے ہوئے ہے اس وجہ سے پاکستان کی مرکزی حکومت کو سخت امریکی دباؤ کا سامنا ہے جس کی تازہ مثال چیک ہیگل کا دورہ پاکستان بھی

سمجھا جاتا ہے کیونکہ کسی بھی اعلیٰ امریکی رہنماء کا یوں اچانک پاکستان آ جانا کسی بھی اہم معاملے کی وجہ سے ہو سکتا ہے اور فلوقت تو نیٹو سپلائی ہی وہ واحد وجہ نظر آتی ہے اور نیٹو کے جس روٹ کی سپلائی روکی گئی ہے وہ پاکستان کے راستے سب سے مختصر روٹ ٹو دی افغانستان تصور کیا جاتا ہے اور اس روٹ کی بندش کی وجہ سے امریکہ اور اس کے اتحادیوں میں تشویش کی لہر پائی جاتی ہے جس کے کھلوانے کے لئے وہ کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں مگر وہ کسی بھی حد تک چلیں جائیں لیکن ڈرون آ ٹیکس کو روکنے کی طرف ہر گز نہیں جائیں گے اس کی بہت سی وجوہات ہیں اور سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ امریکی اور اس کے اتحادی زمینی جنگ کے اخراجات سے تنگ آ چکے ہیں اسی زمینی جنگ نے ان کی معیشت کا بھرکس نکال کے رکھ دیا ہے دوسرا اس زمینی جنگ کی وجہ سے ان کے کئی فوجی اپنی جان گنوا رہے ہیں اور اس طرح کے جانی نقصان کی وجہ سے اندرونی طور پر بھی اسے کئی طرح کے دباؤ کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ان ڈرونز کی وجہ سے اسے انتہائی سستی جنگ لڑنے کو مل رہی ہے اور اس جنگ میں ان کا مالی نقصان کا خدشہ تو ہے مگر جانی نقصان کو کوئی خطرہ نہیں شاید یہی وجہ ہے کہ امریکی ان ڈرون کو روکنے کی بات نہیں کرتے بلکہ اس کے برعکس وہ دوسری تمام خدمات کا سودا کرنا چاہتے ہیں دوسری طرف پاکستان کی مرکزی حکومت کا کہنا ہے کہ ڈرون حملے ملکی خود مختاری کے خلاف ہیں اور کئی بار باضابطہ طور پر امریکہ سے احتجاج کر چکا ہیں جب کہ پاکستان کی مختلف سیاسی اور مذہبی جماعتیں ڈرون

حملوں کے خلاف سڑکوں پر احتجاج کر رہی ہیں امریکہ کا کہنا ہے کہ ڈون حملے شدت پسندوں کے خلاف جنگ میں ایک موثر ہتھیار ثابت ہو رہے ہیں اور ان حملوں کا قانونی اور اخلاقی جواز موجود ہے جبکہ اقوام متحدہ کے ادارہ برائے انسانی حقوق کی سربراہ نے گزشتہ سال جون میں پاکستان کے دورے کے دوران پاکستانی سرزمین پر امریکی ڈرون حملوں کی تحقیقات کی پرزور دیتے ہوئے کہا تھا کہ جس طریقے سے یہ حملے کیے جا رہے ہیں اس سے بین الاقوامی قانون کے تحت سوالات جنم لے رہے ہیں چونکہ یہ کارروائیاں بلا امتیاز کی جاتی ہیں اس لیے ان میں شہری ہلاکتوں کی تعداد کا تعین بھی مشکل ہوتا ہے اس لئے یہ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ ڈرون حملے کس حد تک کامیاب ہو رہے ہیں اب جبکہ صوبائی حکومت خیبر پختونخواہ ان کے خلاف سراپا احتجاج ہے اور دوسری طرف مرزکی حکومت ان ڈرون حملوں کے خلاف بیانات تو جاری کرتے ہے مگر اب اس احتجاج کو ریاست کے کام میں مداخلت تصور کرتی ہے اور اس سپلائی کی بندش کی وجہ سے صوبائی حکومت خیبر پختونخواہ کو یہ بھی اشارے دے رہی ہے کہ اگر ان کی وجہ سے مالی امداد بند ہوئی تو اس کی تمام تر ذمہ داری صوبائی حکومت خیبر پختونخواہ کی ہو گی ان ڈرونز کیخلاف جس طرح ایک طرف دھرنے اور دوسری طرف سپلائی کو کھولنے کی باتیں کی جا رہی ہیں ان سے پاکستانی عوام میں شکوک شبہات جنم لے رہے ہیں اور وہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ اگر ان ڈرونز سے پاکستان کی داخلی خود مختاری چیلنج ہو رہی ہے تو مرزکی حکومت بھی ان کو

روکوانے کے لئے اپنا کردار کیوں ادا نہیں کر رہی کیا اسے پاکستان کی خود مختاری سے زیادہ مالی امداد کی ضرورت ہے یا وہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے ساتھ بگاڑ کسی صورت نہیں چاہتی ایسی صورتحال میں پاکستان کے عوام بہت کچھ سوچنے پر مجبور نظر آتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ وہ کیا وجوہات ہیں جن کی وجہ سے پاکستان ان حملوں کو اپنے طور پر روکنے سے قاصر ہے یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب ہر پاکستانی محب وطن چاہتا ہے -

سال 2013 عوام کو کیا ملا

سال 2013 بہت سی اچھی اور بری یادیں لیکر اپنے اختتام کو پہنچ گیا گزشتہ سالوں کی طرح پاکستانی عوام نے اس سال کو بھی اپنے خوابوں کو پورا ہونے کے انتظار میں گزار ہی لیا مصیبتوں کے پہاڑ میں کوئی کمی تو نہ آئی مگر زندگی کی نئی امید لئے بحرانوں کے خاتمے ملک کے حالات کو درست سمت میں لانے کے لئے اور عوام کے حالات کو تبدیل کرنے کے لئے بہت کچھ کہا اور سنا گیا۔مگر نتیجہ کیا نکلا وہ سب کے سامنے ہے ۔پاکستان میں سنہ 2013 اقتدار کی منتقلی کا سال تھا ملک کی ایک جمہوری حکومت بے شمار مسائل میں گھِری ملکی معشیت کی باگ دوڑ دوسری حکومت کو تھما رہی تھی گیارہ مئی کے انتخابات میں تبدیلی کے عزم نے عوام کے دلوں کو گرمایا ان انتخابات میں عوام نے تین وجوہات کی بنا پر سیاسی جماعتوں کو ووٹ دینے اور نہ دینے کا فیصلہ کیا جن میں توانائی کا بحران، مہنگائی، کرپشن اور امن وامان وہ خاص عوامل تھے جو انتخابی نتائج پر اثرانداز ہوئے نئی حکومت سے عوام کو بہت سی توقعات تھیں ان میں مہنگائی کا خاتمہ بجلی کے بحران کا خاتمہ سر فہرست تھا مگر اس توقع کا خون نئی حکومت کے پہلے ہی بجٹ میں ضروریات زندگی کی عام اشیا سمیت تمام چیزوں پر سیلز ٹیکس 16 فیصد سے بڑھا کر 17 فیصد کرنے سے ہی

ہو گیا جس سے مہنگائی اتنی بڑھی کے عوام کو دن میں تارے نظر آنے لگے حکومت کے ابتدائی دونوں ہی میں بیرونی ادائیگیوں اور وصولیوں میں عدم توازن سے زرمبادلہ کے ذخائر تیزی سے کم ہونے لگے جس سے ڈالر کے مقابلے میں روپے کی قدر پر دباؤ بڑھا اور ایک ڈالر جو 104 روپے پر تھا بڑھ کر 110 روپے تک پہنچ گیا اور اس صورت حال کو قابو کرنے کے لئے حکومت نے وہی کیا جو ایسے موقع پر کیا جاتا ہے یعنی نئے نوٹوں کا اجراء (چھاپنا) اور پہلی بار اتنی بڑی تعداد میں نئے نوٹ چھاپے گے کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی ان نئے نوٹوں کے اجراء سے روپے پر شدید ترین دباؤ پڑا اور ڈالر کی قیمت تاریخ کی بلند ترین سطح پر جا پہنچی گو کہ حکومت اور مرکزی بینک نے کوڑیوں کی صورت اختیار کرتی روپے کی قدر کو سنبھالا دینے کی کوشش کی اور کچھ اہم اصلاحات بھی کی جس کے نتیجے میں ڈالر 108 پر ٹریڈ ہونے لگا۔زر مبادلہ کے ذخائر میں کمی کی سب سے بڑی وجہ درامدی بلوں کی ادائیگی میں اس کا استعمال ہے درامدی بل کا پچیس فیصد خام تیل پر مشتمل ہے کیونکہ بجلی بھی مہنگے فرنس آئل سے پیدا ہو رہی ہے اور سامان کی نقل و حمل بھی ٹرکوں کے ذریعے ہوتی ہے ایسے میں زرمبادلہ کے ذخائر کم ہونا یقینی امر ہے کیونکہ دنیا میں یہ قانون رائج ہے کہ درآمدی اشیا پر انحصار کرنے والے ممالک کی کرنسی دباؤ میں رہتی ہے ان حالات میں ملکی زر مبادلہ کے ذخائر کم ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے مرکزی بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی کا سلسلہ نہیں رک پا رہا تھا ایسے میں حکومت

کو دیوالیہ ہونے سے بچنے کے لیے ایک بار پھر بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا اور ایک ایسے قرضے کو عوام کی گردن پر لاد دیا گیا جو کبھی نہ ختم ہونے والا تھا اور اس کے لئے شرائط بھی اپنی مرضی کی شامل کی جس کی وجہ سے ماسوائے عوامی قربانی کے کوئی اور راستہ سامنے نظر نہیں آ رہا تھا اور وہ حکومت جو عوام مفادات کو اپنی اولین ترجیح قرار دے رہی تھی بڑے آرام اور سکون سے آئی ایم ایف کے ٹوکے کے نیچے عوام خواہشات کو قتل کرا کر سرخرو ہوئی جس پر ائی ایم ایف نے پاکستان کے لیے اِس شرط پر چھ ارب 70 کروڑ ڈالر کا قرض منظور کیا کہ وہ معیشت میں اصلاحات کے لیے تیار رہے جس کا مطلب تھا غریب عوام کو دی جانے والی سبسڈی کو ختم کرنا اور غریبوں کو دی جانے والی مراعات کا خاتمہ۔ آئی ایم ایف نے اسٹیٹ بینک کو کرنسی مارکیٹ میں مداخلت کرنے سے روکا پھر آئی ایم ایف نے کہا کہ بجلی پر دی جانے والی سبسڈی ختم کی جائے اور بھی کئی اقسام کی خفیہ شرائط تھیں جو وقت کے ساتھ ساتھ منظر عام پر آئیں گی اس کے علاوہ اپوزیشن کے کچھ الزمات بھی ہیں جن کا جواب بھی بر حال حکومت کو دینا ہے قرض کی جو بھی شرائط ہوں مگر ایک بات طے ہے کہ جو قرض دیتا ہے ہ کبھی بھی اپنے مفادات کو کم نہیں کرتا بلکہ مقروض کو اس کے ہر حکم کی ہر شرط کی پاسداری کرنی ہوتی ہے ایسے میں حکومتی الیکشنوں میں کئے گئے وہ وعدے کے وہ معیشت کو مضبوط کریں گے ملک سے بحرانوں کو ختم کریں گے اور غریب عوام کو ریلیف فراہم کریں گے ایک ایسا سراب نظر

آتا ہے جس کے پیچھے یہ عوام بھاگ بھاگ کر اپنے ستر سال ضائع کر چکے ہیں اور ان ستر سالوں میں جو کچھ اس عوام کے ساتھ کیا گیا اس کے بعد ان میں مذید سکت نہیں کہ وہ مذید قربانی دیں سکیں۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ حکومت بیرونی دنیا کے آگے ہاتھ پھیلانے کے بجائے روپے کی قدر مستحکم کرتی جو کہ کم نوٹ چھاپ کر اور منی لانڈرنگ کو کنٹرول کرکے ہی ممکن تھا ٹیکسوں کے دائرہ کار کو وسعت دینے کے لیے مزید لوگوں ٹیکس نیٹ میں لاتی۔

مہنگائی، بجلی کی قیمتوں میں اضافہ، گیس اور بجلی کی لوڈشیڈنگ روپے کی غیر مستحکم قدر اور نتیجتاً افواہوں کا گرم بازار اور سال 2013 پاکستانی عوام کے لیے کٹھن رہا ملکی کی معاشی ترقی کے لیے ضروری تھا کہ حکومت روزانہ کی بنیاد پر فیصلے کرنے کے بجائے بروقت اور اہم فیصلہ کرتی جو کہ ملک کی بہتری میں ہوتے اور اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا کہ ان فیصلوں سے غریب عوام کم سے کم متاثر ہوں ماضی کی طرح یہ سال بھی بہت سی مشکلیں عوام کو دے کر رخصت ہو گیا تاہم عوام اب بھی پر امید ہیں کہ آنے والا سال ان کے لئے نئی امید نئی صبح لیکر آئے گا۔

بد قسمت عوام

زمانہ قدیم کی بات ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک غلام تھا وہ آدمی خود تو چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھاتا مگر اپنے غلام کو اسی آٹے سے نکلا ہوا چھلور کھلاتا تھا چھلور کھا، کھا کر وہ غلام اپنے مالک سے بہت تنگ تھا اسی بنیاد پر اس نے مالک سے اپنے آپ کو فروخت کر دینے کا مطالبہ کیا اس کی خواہش پر اس کے مالک نے اسے فروخت کر دیا اب جس آدمی کے پاس وہ پہنچا وہ خود چھلور کھاتا اور اس اس میں سے بچ جانے والے بھوسے کی روٹی غلام کو کھلاتا وہ غلام وہاں بھی تنگ آگیا اور اپنے فروخت کر دینے کا مطالبہ کر دیا اب کی بار وہ فروخت ہو کر جس کے پاس پہنچا وہ نہ خود کچھ کھاتا اور نہ ہی اسے کچھ کھانے کو دیتا الٹا مالک نے اس کا سر منڈوا کر اس کو چراغ کے رکھنے کی جگہ بنا دیا جہاں وہ رات کے ہوتے ہی چراغ میں بتی جلا کے اس کے سر پر رکھ دیتا یہاں رہتے ہوئے اسے کافی عرصہ ہو چکا مگر اس نے اپنے فروخت کرنے کا مطالبہ نہ کیا اس کے جاننے والوں نے جب وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ میں اس وجہ سے چپ ہوں کہ کہیں میرا اگلا مالک ایسا نہ ہو جو میری آنکھ میں تیل ڈال کر اس میں آگ لگا کر بطور دیوا استعمال نہ کرے اس خوف سے میں نے اپنے فروخت کرنے کا مطالبہ نہیں کیا یہ تو ایک کہانی تھی جو آپ نے سنی اور کئی بار پڑھی بھی ہو گئی اس کو قسمت کہتے ہیں کئی بار انسان

کی قسمت اچھی ہوتی ہے تو اس کے کام خود بخود سنور جاتے ہیں مگر اگر قسمت اچھی نہ تو کئی ایسے کام جو اچھے ہونے چاہیے.برے ہو جاتے ہیں بات کی جائے پاکستان کے عوام کی قسمت کی تو وہ کافی بد قسمت ہی ثابت ہوئے ہیں نوئے کی دہائی کے بعد پاکستانی عوام میں اپنے حقوق کے حصول کی جدو جہد کا آغاز ہوا جس کی بنیادی وجہ رسائل جرائد اور اخبارات وغیرہ تھے جن کو لکھنے لکھانے اور پبلش کرنے میں کچھ آزاد کیا گیا اس میں تیزی اس وقت آئی جب 2006 میں سابق صدر جنرل مشرف نے نجی ٹی وی چینلز کو لائسنس دینے شروع کیے بات ہو رہی تھی قسمت کی تو پاکستانی ہر بار اپنی قسمت کو بنانے کے لئے کچھ نہ کچھ قربانی دیتے آئے ہیں مگر اس قربانی کا صلہ نہ ان کو کبھی ماضی میں ملا ہے اور نہ کبھی مستقبل میں ملنے کی امید ہے اور یہی بنیادی وجہ ہے کہ جب بھی کوئی جمہوری حکومت آتی یا جاتی ہے تو عوام مٹھائیاں تقسیم کرتے نظر آتے ہیں کبھی عوام آمریت کو خوش آمدید کہتے نظر آتے ہیں ان سب کے پیچھے اگر دیکھا جائے تو وہ ان کے وہ ارمان ہیں جنھیں وہ کسی بھی حکومت سے پورے ہونے کی توقع کرتے ہیں سابق دور حکومت میں عوام کے صبر کا جو امتحان لیا گیا اس کے اثرات کو دیکھتے ہوئے انھوں نے اسی غلام کی طرح اپنے فروخت کر دینے کا مطالبہ کیا مگر اب کی بار حکومت جس طرح سے ان کا متحان لے رہی ہے اس کے آگے نہ بولنے کی.بڑی وجہ یہی ہے کہ ایسا نہ ہو اگلی باری آنے والا حکمران ان کی چمڑی اتارے لے اور رات ،رات بھر ان کو کھڑا رکھنے کا اعلان کر دے بعض اوقات

ہم اپنے اچھے دنوں کے لئے کوشش کرتے ہیں کہ شاید اگلی بار کوئی اچھا حکمران نصیب ہو جائے اور ہمارے حالات اچھے ہو جائیں مگر ہر بار ایسا کیا ہوتا ہے کہ ہمارے وہ حالات جو پچھلی بار کچھ بہتر تھے اگلی باری میں اور بھی خراب ہو جاتے ہیں یہاں ایک قول حضرت شیخ سعدی کا بیان کرتا چلوں کہ حضرت فرماتے ہیں کہ اگر تم نے ملک حالات کو خراب کرنا ہے تو حکمرانی کے منصب پر کسی صنعتکار (بزنس مین) کو بٹھا دو یہاں اس قول کو بیان کرنے کا مقصد کسی کی ذات کو نشانہ بنانا ہر گز نہیں بلکہ یہ اس، لئے نقل کیا گیا ہے کہ آج ہم اپنی چاروں طرف نظر پھیر کے دیکھ لیں کہ ہمارے کتنے حکمران ہیں جو صنعتکار ہیں جو سرمایہ دار ہیں جو تاجر ہیں ایسے لوگ جب ملکی حکمرانی میں قدم رکھتے ہیں تو ان کے لئے سب سے پہلے عوام نہیں بلکہ اپنا کاروبار ہوتا ہے اور اسی لئے وہ پہلے عوام کے لئے نہیں بلکہ اپنے کاروبار کے لئے اپنے منافع کے لئے سوچتے ہیں اور نتیجے کے طور پر ملکی حالات ایسے ہو جاتے ہیں جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے مہنگائی کی وجہ سے لوگ خودکشیاں کرنے پر مجبور ہیں اور حکمران چین کی بانسری بجا رہے ہیں۔آپ خود سوچیں کہ جب بھی عوامی افادیت کا کوئی بل غلطی سے اسمبلی میں پیش ہو جائے تو یہ لوگ (اثر رسوخ والے) اسے روکوا لیتے ہیں اور اگر اسی اسمبلی میں ان کے لئے مراعات کا بل پیش ہو جائے تو حکومت تو حکومت اپوزیشن بھی اس کے شانہ بشانہ کھڑی نظر آتی ہے جب کسی ملک میں ایسا ہوتا رہے گا تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہاں کے معاشی، معاشرتی اور

اقتصادی، حالات بہتر ہوں ایسے میں تو عوام کا بھوکا مرنا لازمی ہو جائے گا اب جس نہج پر حالات پہنچ چکے ہیں عوام تو اپنے فروخت کر دینے کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ پچھلے ساٹھ، ستر سالوں سے وہ جب بھی فروخت ہوئے اگلے مالک نے ان کی وہ درگت بنائی کے وہ سابق مالک (حکمران) کو نئے والے مالک (حکمران) سے بہتر تصور کرنے لگے تاریخ اس بات کی گواہ ہے اور یہی سب سے بڑی وجہ ہے جب بھی کوئی جمہوری حکومت آئی عوام نے مٹھائیاں تقسیم کی جب اس کا تختہ الٹا گیا عوام نے مٹھائیاں تقسیم کی جب بھی کوآمر آیا عوام نے مٹھائیاں تقسیم کی جب کوئی آمر گیا عوام نے مٹھائیاں تقسیم کی ان سب حالات کو دیکھتے ہوئے عوام کو بھی اپنا مستقبل اسی غلام کی طرح نظر آتا ہے جو اپنے نئے مالک (حکمران) کے اچھے ہونے کی امید میں تاریکی کی طرف چلا گیا کیونکہ جب ہمارے حکمران ہی پاکستان کے لئے پاکستانی مظلوم عوام کے لئے نہیں سوچیں گے تو کون سوچے گا۔

اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ عوام کو ریلیف دینے کے لئے ہر ممکن اقدامات اٹھائے جائیں اس کے لئے ضروری ہے کہ کھانے پینے اور روز مرہ کی اشیاء پر جنرل سیلز ٹیکس میں کمی کی جائے جو مہنگائی کو بڑھانے کی سب سے بڑی وجہ ہے روز مرہ کی کھانے پینے کی اشیاء کی قیمتوں کو اعتدال پر لایا جائے پرائس کنٹرول کمیٹیاں فعال کی جائیں تاکہ مہنگائی کی اس بے رحمانہ لہر کو کم کیا

جاسکے غریب مہنگائی کی چکی میں نہ چاہتے ہوئے پس رہا ہے اس کو بھی چین و سکون میسر ہوسکے۔

باکمال لوگ لاجواب سروس فار سیل

دنیا میں کوئی بھی ملک جب کوئی ادارہ بناتا ہے تو اس کی تعمیر و ترقی کے لئے ہر ممکن اقدامات اٹھاتا ہے کسی بھی ادارے کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے اس کے ابتدائی چند سال بہت اہم اور مشکل ہوتے ہیں کیونکہ شروع میں صرف انوسٹمنٹ کرنی ہوتی ہے بلکل ویسے ہی جیسے کوئی بھی درخت جب زمین میں لگایا جاتا ہے تو وہ ایک دم سے پھل نہیں دینا شروع کر دیتا بلکہ اس کے لئے ایک ٹائم پیریڈ مقرر ہوتا ہے تب وہ کچھ دینے کے قابل ہوتا ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ اس کی حفاظت اور مناسب دیکھ بھال اور محنت بھی ضروری ہوتی ہے بلکل ویسے ہی کوئی بھی ادارہ بغیر حفاظت اور محنت کے کچھ بھی نہیں دیتا بلکہ الٹا نقصان کرتا ہے میری یہ تحریر پی آئی اے سے متعلق ہے جس کو پڑھ کر آپ لوگوں کو پتا چلے گا کہ کیا وجوہات ہیں کہ اتنا اہم ادارہ آج فار سیل کے بورڈز سے آویزاں کیا جا رہا ہے۔

پی آئی اے کبھی باکمال لوگ لاجواب سروس کے نام سے جانی جاتی تھی مگر آج اس کی حالت سب کے سامنے ہے ایسا کسی بھی ملک میں نہیں ہوتا کہ سال میں سب سے زیادہ رسکی پروازیں چلائی جائیں جس میں بہت سی حادثات کا شکار ہونے سے مشکل

سے بچتی ہیں ان تمام برائیوں کی بڑی وجہ مناسب فلائیٹ چیکنگ کا نہ ہونا، وقت کی پابندی کا فقدان، ناقص سہولیات، عملے کا مسافروں سے ناروا سلوک اور دیگر کئی انتظامی شکایات بھی ہیں جس کی وجہ سے پاکستان کی ایئر لائن مسلسل دباؤ کا شکار ہے اس میں تقریبا انیس ہزار ملازمین ہیں اور یہ مجموعی طور پر بتیس جہازوں کے ساتھ آپریشن کرتی ہے ان میں سے بہت کم جہاز آپریشنل ہیں اور باقی مختلف بیماریوں کا شکار ہو کر مختلف جگہوں پر ٹھیک ہونے کے لئے کھڑے ہیں اگر ان کو ٹھیک کر لیا جائے تو بہتری کی طرف جایا جا سکتا ہے مگر ؟؟شاید کوئی اس طرف جانا نہیں چاہتا دوسری طرف اہم سوال یہ ہے کہ اتنے کم جہازوں کے ساتھ اتنے زیادہ ملازمین کا بوجھ اٹھا کر پی آئی اے حکومت کو کس طرح منافع دے سکتی ہے یہ وہ سوالات ہیں جن کے جواب بہت مشکل ہیں۔آج بھی اسکی بری حالت کے باوجود اس پر مسافروں کا لوڈ 72 فیصد سے اوپر ہے ایئر لائن انڈسٹری کا فارمولا ہے کہ اگر کوئی بھی ایئر لائن 50 فیصد کے لوڈ پر چلائی جائے تو نفع نقصان برابر ہو جاتا ہے مگر یہاں 72 فیصد سے اوپر ہونے کے باوجود نقصان ؟اس کے بکنے کے بعد اس میں ملازمین کی چھانٹی بھی یقینی بات ہے کیونکہ جہاز کم اور عملہ زیادہ ہے جس میں سے زیادہ تر کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ سیاسی بھرتیوں کے ذریعے پی آئی اے کے سر پر تھوپا گیا عملہ ہے جن کو گولڈن ہینڈ شیک کے ذریعے ڈاون سائز کیا جائے گا جیسا کہ اس سے پہلے پی ٹی سی ایل کو بیچتے وقت کیا گیا تھا قومی اداروں میں پی آئی اے

ایک ایسا ادارہ تھا کہ جس نے متحدہ عرب امارات اور کئی دوسرے ممالک کی ائیر لائینوں کو قائم کرنے میں اور ان کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے میں معاونت کی اور ان کو کامیاب کرنے میں انتہائی اہم کردار ادا کیا جس کی وجہ سے ان ممالک کی ائیر لائینوں کا شمار دنیا کی بہترین اور صف اول کی ائیر لائینوں میں ہوتا ہے یہ سب اسی پی آئی اے کی وجہ سے ہے جو آج خود ایک بے بسی کی تصویر نظر آ رہا ہے اخبارات میں جس کی کارکردگی پاکستان کے حکمرانوں کا منہ چڑھا رہی ہوتی ہے یورپ اور امریکہ میں جس کی غیر معیاری سروس کی وجہ سے پابندی عائد کی جانے کی کئی وارننگز دی جا چکی ہیں اور بعض یورپی ممالک میں اس کی پروازوں پر پابندی بھی عائد ہے اگر سنگاپور انڈیا، سری لنکا اور دیگر کئی ممالک کی سرکاری ائیر لائینیں منافع دے سکتی ہیں تو پی آئی اے کیوں نہیں دے سکتی ؟ یہاں ایک بات اہم ہے کہ اگر صرف حج پروازوں کو اگر صحیح طریقے سے کنٹرول کیا جائے تو پی آئی اے کو منافع بخش بنایا جا سکتا ہے پی آئی اے کی کانامی کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ پی آئی اے انتظامیہ کی بد نظمی اور ناقص حکمت عملی کی وجہ سے مالیاتی خسارے کی اڑان آسمان کی جانب ہے سال 2013 بھی قومی ایئر لائن کیلئے بدترین خسارے کا سال ثابت ہوا خسارہ 200 ارب روپے سے زائد تجاوز کر گیا قومی ایئر لائن ، باکمال لوگ لاجواب سروس اب ماضی کا حصہ بن چکا ہے، فضاؤں کا سینا چیرتے ہوئے پی آئی اے کے جہاز کبھی پاکستانیوں کے مکمل اعتماد اور دنیا بھر میں پاکستانی وقار کی علامت سمجھے جاتے تھے مگر

شاہانہ اڑان کو انتظامیہ کی بد نظمی اور ناقص حکمت عملی لے ڈوبی گذرتے وقت کے ساتھ ساتھ انتظامیہ کی کوتاہیوں کی وجہ سے قومی ایئر لائن کا موازنہ زوال کی جانب سے گامزن دیگر اداروں کے ساتھ کیا جانے لگا پروازوں کی روانگی میں تاخیر معمول بن گیا ہے۔انجنوں کی عدم دستیابی اور طیاروں کے گراؤنڈ ہونے کی وجہ سے بڑھتا ہوا خسارہ قومی ایئر لائن کو ایک ایسی کھائی میں دھکیل دیا، جس پر حکومت کو قومی ایئر لائن کی نجکاری کا فیصلہ کرنا پڑا پرزہ جات نہ ہونے کی وجہ سے آدھے سے زیادہ طیارے بدستور گراؤنڈ ہیں، جو ادارے پر بوجھ بن رہے ہیں۔انتظامیہ کی ناقص حکمت عملی کی وجہ سے قومی ایئر لائن کے ذریعے سفر کرنے والے مسافروں کی تعداد میں بھی کمی آنا شروع ہو گئی، جس کی وجہ سے قومی ایئر لائن کو مزید خسارے سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے پی آئی اے میں گذشتہ چند برسوں کے دوران انتظامیہ تبدیلی کے باعث ہر آنے والے سربراہ نے بلند بانگ دعوے کیے اب تو سال بیت گیا مگر بات اب بھی جوں کی توں ہے۔

تاہم ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت اس ادارے کو اونے پونے داموں بیچنے یا بیل آوٹ پیکج دینے کے بجائے اسے دوبارہ اپنے پاوں پر کھڑا کرنے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچے اور ایسا منصوبہ ترتیب دیا جائے جس سے پاکستان کے وقار کی علامت سمجھا جانے والا یہ ادارہ اپنے پاؤں پر دوبارہ کھڑا ہو کر پاکستان کی کمزور معیشت کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کر سکے۔

جشن آمد رسول ﷺ

ہمارے رسول کریم ﷺ کی خلقت تمام جہانوں بلکہ تمام کائنات سے پہلے ہوئی جس کے بارے میں صحیح احادیث مبارکہ کا ذخیرہ ہماری رہنمائی کرتا ہے اور نبی پاک ﷺ کی ولادت تمام انبیاء کرام کے آخر میں ہوئی وہ خلق کے لحاظ سے اول اور بعثت (ظہور) کے لحاظ سے آخر ہیں۔ رسول کریم ﷺ کی ولادت محرم یا حرمت والے دیگر مہینوں یا ماہ رمضان میں ہوئی اور نہ ہی مختلف ادیان و اقوام کے نزدیک اہم ہفتے کے دیگر ایام میں ہوئی اس لئے کہ ہمارے نبی پاک ﷺ کو ماہ ایام اور زمان و مکان سے شرف (بزرگی) نہیں ملا بلکہ جس کسی کو جو کوئی شرف اور فضیلت ہے وہ نبی پاک ﷺ کی وجہ سے ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی ولادت ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہوئی حضور ﷺ کو دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے دنیا جہالت کی تہہ در تہہ ناپاکیوں سے دھکی ہوئی تھی ہر طرف ظلمت جہالت اور کفر کا دور دورہ تھا آپ ﷺ کے دنیا میں تشریف لانے کے بعد دنیا امن و محبت کا ایسا گہوارہ بن گئی جس کی مثال دنیاوی تاریخ میں نہیں مل سکتی آپ ﷺ کی بہترین حکمت عملی سے وہ عرب جن کو اپنی فصاحت و بلاغت پر ناز تھا وہ اپنے مقابلے میں دوسری قوموں کو عجمی کہہ کر پکارتے تھے آپ ﷺ کی تبلیغ نے ان کو عاجزی و انکساری میں اتنا معتبر بنا دیا کہ دنیا کے لئے محبت و امن کا

پیغام بن گئے آپ ﷺ کا تعلق جس قبیلے سے تھا وہ عربوں میں سب سے مقدس تھا اور اسی وجہ سے عرب کے تمام قبائل زبان کی لطافت وسلاست میں قریش کو اپنا مقتدا اور امام تسلیم کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض کی کہ ''آپ ﷺ سے بہتر یَس نے کسی کو فصیح وبلیغ نہیں پایا'' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری فصاحت وبلاغت میں کون سی چیز مانع ہو سکتی ہے ؟اولاً یَس قریش میں پیدا ہوا ہوں، دوسرے میرا بچپن بنی سعد کی فصیح و لطیف زبان کی آغوش میں گزرا ہے''۔ رحمتہ اللعالمین ﷺ تمام بنی نوع انسان کی طرف خدا کا پیام ہدایت پہنچانے کے لیے تشریف لائے تھے آپ ﷺ کی اسی تبلیغ کی وجہ سے وہ لوگ اسلام کے دائرے میں داخل ہوئے جو اسلام کے سخت خلاف تھے جن کو اپنے آباؤ اجداد کے دین سے بہت محبت تھی اور اس کو چھوڑنا وہ گناہ تصور کرتے تھے۔

آپ ﷺ مبلغ بھی تھے داعی بھی تھے، نذیر بھی تھے، بشیر بھی سپہ سالار بھی تھے، فاتح بھی اور دفاتح بھی ایسے کے خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر عرب کا سب سے مقدس شہر مکہ) فتح کر لیا اور ایسی فتح آج تک نہ کہیں دیکھی گئی اور نہ سنی گئی دنیا کے سنوارنے) والے بھی تھے اور آخرت کو بنانے والے بھی دنیا کی جہالت کو ختم کر کے امن و محبت کا گہوارہ بنا دیا اور آنے والے انسانوں کے لئے ایک ایسا پیغام دیا کہ رہتی دنیا تک اس راستے پر قائم رہ کر انسان کامیابی حاصل کر سکتا ہے چاہیے وہ کامیابی دنیا کی ہو یا آخرت کی آپ ﷺ قانون وضع کرنے والے بھی تھے اور دلوں کے امام

بھی پیغمبر امن وامان بھی تھے اور میدانِ رزم وجہاد کے خطیب بھی یہی وجہ ہے کہ آپ کے خطبات کے مضامین بھی متنوع ہیں آپ کے خطبات آپ کی عالمگیر اور ابدی نبوت پر ایک ایسی بین دلیل ہیں، جس کی تردید کی جرات اس روئے زمین پر آج تک کوئی نہیں کر سکا۔اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ مختلف قوموں میں بلاشبہ ایسے جادوبیاں اور شعلہ نوا خطیب گزرے ہیں، جنہوں نے سوئے ہوؤں کو جگادیا اور پھر جگا کر اُن سے ایسے کارنامہ ہائے عظیم انجام دلوائے، جن سے اُن کی قومی زندگی میں انقلاب آگیا اُن کی بے بسی و بے چارگی نے قوت وسطوت کی جگہ لے لی۔ اُن کے ادبار ونکبت کے دفارغ البالی اور خوشحالی کے دَور میں تبدیل ہوگئے، لیکن اُن پُر اثر تقریروں اور خطبوں کی اثر آفرینی کچھ وقت کے بعد بے اثر اور بے وقعت ہو کر رہ گئی، لیکن قربان جایئے اُس سراپا رحمت کی فصاحت وبلاغت کے کہ ان کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے جملوں، فقروں اور تقریروں میں آج بھی وہی شدت تاثیر ہے، جو آج سے چودہ سو سال پہلے تھی اور آئندہ قیامت تک اسی طرح قائم رہے گی آج ملت اسلامیہ جس طرح کے چیلنجز کا سامنا کر رہی ہے جس طرح کے بحرانوں کا سامنا کر رہی ہے اس کڑے وقت آپ ﷺ کی تعلیمات کی اہمیت اور بھی دو چند ہو جاتی ہے مسلمان آج جس طرح کے تفرقوں میں بٹے ہوئے ہیں آپس کی تفرقہ بازیوں کی وجہ سے ایک مسلمان دوسرے کا گلا کاٹنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا حالانکہ آپ ﷺ نے واضح کر دیا تھا کہ ایک مسلمان کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے تفرقوں میں بٹے مسلمان دین اسلام کے دشمنوں کا آلہ

کار بن کر دین اسلام کو وہ نقصان پہنچانے کا باعث بن رہے ہیں جو کفار مکہ بھی نہ پہنچا سکے آج ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ ﷺ کے پیغام کو عام کیا جائے آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کیا جائے کیونکہ آج کے اس دور میں اگر کوئی ان بحرانوں سے امت مسلمہ کو نجات دلوا سکتی ہیں تو وہ آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ ہے اگر مسلمان سچے عقیدے سے اس بات پر عمل کریں کے وہ آپس کے اختلافات کو پس پشت ڈالتے ہوئے صرف اور صرف ایک نبی ﷺ ایک قرآن اور ایک اللہ تعالی کے ماننے والے ہیں تو کوئی وجہ نہیں آج کا تشدد بھرا معاشرہ امن محبت کا گہوارہ نہ بن جائے آیئے ہم بھی اپنے آقا کا جشن ظہور منائیں اور درود و سلام کی محافل سجائیں اور ہمیشہ اپنے آقا کی غلامی پر ناز کریں اور مرتے دم تک ان کی ہر ،ہر بات پر عمل کرنے کو اپنا اولین فریضہ بنالیں ساتھ ساتھ ان سازشوں کو بھی سمجھنے کی کوشش کریں جنکی وجہ سے مسلمان ایک دوسرے کا ناحق خون بہا رہے ہیں -

توانائی منصوبوں پر کام تیز کرنے کی ضرورت

پاکستان میں ہمیشہ سے یہ المیہ رہا ہے کہ کوئی بھی نئی آنے والی حکومت گزشتہ حکومت کی طرف سے عوامی فلاح کے لئے شروع کیے جانے والے منصوبے خواہ وہ کتنے ہی کامیاب اور اہم کیوں نہ ہوں ان کو ختم کرکے اپنی مرضی سے اور نسبتا کم افادیت والے منصوبے شروع کرنے کو ترجیح دیتی ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ کوئی بھی نئی حکومت نہیں چاہتی کہ گزشتہ دور میں شروع ہونے والا منصوبہ مکمل ہو کر سابق حکومت کے کریڈٹ میں چلا جائے اس لئے تقریبا ماضی کی تمام حکومتوں نے کئی اہم پروجیکٹس پر کام صرف اس لئے بند کروایا کہ وہ ان کی حریف جماعتوں کی جانب سے شروع کیا گیا تھا اسی کھنچا تانی کی وجہ سے ہم ترقی کے اس سفر میں باقی دنیا سے بہت پیچھے ہیں اس سلسلے میں کئی منصوبے ہیں جن کی مثال دی جا سکتی ہے ان منصوبوں میں نیلم جہلم منصوبہ جو کہ گزشتہ کئی سالوں سے التوا میں پڑا ہوا ہے اور اس پر کام کی رفتار کا اگر جائزہ لیا جائے تو اس کی رفتار بہت ہی سست نظر آتی ہے اور اس کم رفتاری کی وجہ سے اس کی لاگت میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے جس کی خبریں گاہے بگاہے قومی اخبارات کی زینت بنتی رہتی ہیں، نندی پور پاور پلانٹ، چیچو کی ملیاں پاور منصوبہ بھی آپ کے سامنے ہے جس کی مشینری کو سابق

حکومت نے صرف اپنی حریف حکومت کو ناکام دیکھانے کے لئے کئی سالوں تک کراچی پورٹ پر روکھے رکھا جس کی وجہ سے مشینری کی وہ حالات ہو گئی کے اس کی ڈبل قیمت کے برابر اس پر خرچہ کرکے اسے دوبارہ اوور ہال کرانا پڑا اب امید ہے کہ حکومت اس کو مکمل فنکشنل کروائے گی جس سے بجلی کی پیداوار میں اضافہ کی امید ہے، کراچی میں چین کی مدد سے لگایا جانے والا نیوکلیئر پلانٹ پر بھی کئی سال پہلے کام شروع ہو جانا چاہیے تھا مگر حکومتوں کے آپس کے اختلافات کی وجہ سے یہ منصوبے التوا کا شکار کیے گئے جس سے نا صرف ان کی لاگت میں آضافہ ہوا بلکہ ملکی کمزور معیشت پر بھی اس کے برئے اثرات مرتب ہوئے۔ آج کل ملک میں سردی کی وجہ سے گیس کی شدید قلت پیدا ہو چکی ہے اور ایک خوفناک بحران جنم لے چکا ہے جس کے اثرات کو کم کرنے کے لئے حکومت کی جانب سے سی این جی اور ٹیکسٹائل انڈسٹری کو گیس نہ دینے کا فیصلہ کیا گیا جس کی وجہ سے کئی لوگوں کا روزگار داؤ پر لگ گیا اور ملکی معیشت بھی کمزور ہونے لگی ہے یہ تو بھلا ہو ان لوگوں کا جنھیں حالات کا ادراک ہوا جسکے بعد ٹیکسٹائل انڈسٹری کی گیس بحال کر دی مگر سی این جی والوں کو عدلیہ کا دروازہ کھٹکٹنا پڑا اور فیصلہ سی این جی والوں کے حق میں ہونے کی وجہ سے اب سی این جی اسٹیشن والے اور حکومت آمنے سامنے ہیں حکومت کا موقف ہے کہ ان کی پہلی ترجیح گھریلو صارفین ہیں جو یقینا اچھی بات ہے مگر دوسری جانب ٹرانسپورٹ طبقہ بھی کوئی پوش طبقہ نہیں ہے ان کو بھی سی این جی کی بندش وجہ سے شدید

مشکلات کا سامنا ہے عدلیہ کی جانب سے سی این جی کی بندش پر دیے جانے والے سٹے آرڈر سے گھریلو صارفین ضرور متاثر ہو رہے ہیں اوراس کا نتیجہ جو بھی ہو مگر عوام اس فیصلے سے ضرور خوش نظر آتے ہیں ملک میں گیس کی کمی کو دور کرنے اور گیس کی پیداوار کم ہونے کے بعد ایل این جی درآمد کرنے کا فیصلہ کیا گیااس سلسلے میں قطر سے ایل این جی کا معاہدہ کرنے کا منصوبہ بھی زیر غور ہے جبکہ حکومتی کوششوں سے لگتا ہے کہ کہ 2014ء کے آخر تک ایل این جی پاکستان پہنچنا شروع ہو جائے گی صنعتوں کو گیس کی کمی سے جس بحران کا سامنا ہے اس کو خاصی حد تک ختم کیا جاسکے گا۔ ملک کو آج جس توانائی بحران کا سامنا ہے اس کی ذمہ دار پرویز مشرف کی حکومت اور اس کے بعد پیپلز پارٹی کی حکومت ہے جس نے پانچ سال کے دوران توانائی بحران کے حل کے ضمن میں کوئی کردار ادا نہیں کیا بلکہ اس بابت کسی قسم کا کوئی ٹھوس لائحہ عمل اپنانے کے بجائے ڈنگ ٹپاؤ پالیسی اپنائی گئی جس سے بجلی اور گیس کی اندھا دھند لوڈشیڈنگ کرکے ملک کی معیشت اور انڈسٹری کو نا قابل تلافی نقصان پہنچایا گیا موجودہ حکومت نے عوام سے وعدہ کیا تھا کہ وہ لوڈشیڈنگ اور گیس کے بحران پر قابو پائے گی اس نے اقتدار سنبھالنے کے بعد اس ضمن میں کافی اقدامات کئے ہیں جو قابل تحسین ہیں بجلی کا 530 ارب روپے کا سرکلر ڈیبٹ ادا کیا گیا جس کے بعد بجلی کی لوڈشیڈنگ میں نمایاں کمی ہوئی اسی طرح حکومت نے گیس کی امپورٹ کے لئے کوششیں شروع کی ہیں جن سے امید ہے کہ جلد ہی اس بحران سے نجات مل سکے گی پیپلز پارٹی کے

دور میں ایل این جی منگوانے کے لئے کچھ کمپنیوں سے معاملات طے کئے گئے تھے مگر ان میں کرپشن کا عنصر غالب نظر آ رہا تھا جو کہ بعد ازاں اعلیٰ عدلیہ کی وجہ سے بے نقاب ہو گیااور ان کو منسوخ کر دیا گیا۔ موجودہ حکومت قطر سے ایل این جی منگوانے کے لیے قطر کی حکومت سے بات چیت کر رہی ہے جس میں شفافیت لانے کے لئے اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں۔ حال ہی میں صنعتوں کو گیس کی سپلائی بند کی گئی تھی مگر ٹیکسٹائل سیکٹر کی درخواست پر حکومت نے ٹیکسٹائل سیکٹر کو شیڈول کے مطابق گیس کی فراہمی شروع کر دی ہے دوسری طرف حکومت کی کوششوں سے پاکستان کو ملنے والی یورپی یونین کی طرف سے جی ایس پلس کا پورا فائدہ اٹھانے کے لئے ٹیکسٹائل سیکٹر کو پوری ذمہ داری اور محنت سے اپنی پیداوار اور اہداف پر توجہ مرکوز کرنی ہو گی۔ حکومت اگر نومبر تک ایل این جی منگوانے اور نئے ذخائر تلاش کرنے ور پاک ایران گیس منصوبے کو مکمل کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو یہ ملکی معیشت اور صنعت کے لئے نہایت عمدہ اقدام ہو گا۔ اس سے ملکی معیشت پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے حکومت بجلی کی پیداوار کے ضمن میں اچھی کارکردگی دکھا رہی ہے یہی کارکردگی اسے گیس کی پیداوار اور منصوبوں میں بھی دیکھانے کی ضرورت ہے ساتھ ساتھ ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ گیس اور بجلی کے جن منصوبوں پر کام شروع ہے ان کی جلد تکمیل کو یقینی بنایا جائے حکومت ان منصوبوں کی جلد تکمیل کرکے ملک سے بے روزگاری ختم کرنے کے ساتھ ساتھ ملکی معیشت اور انڈسٹری میں نئی جان ڈال سکتی ہے۔

کرپشن خاتمہ کیلئے فری اینڈ فیئر ٹرائل

پاکستان کے قیام کو آج ایک عرصہ ہو چلا ہے لیکن جس دن سے قائد کی وفات ہوئی ہے اس دن سے لیکر آج تک یہ المیہ رہا ہے کہ ان لوگوں کو پاکستان کی حکمرانی کا اختیار دیا جاتا رہا ہے کہ جو اس کے قابل نہیں تھے اور جنہوں نے اس کو لوٹا ہی ہے بنایا کچھ نہیں اور جو فرائض ان کے تھے ان کا غلط استعمال کیا بلکہ مجرمانہ غفلت کا باعث بھی بنے اسی قسم کے حالات کے بارے میں راقم نے پہلے بھی لکھا تھا کہ اس ملک میں جو جتنا بھی بڑا کرپٹ ہوتا ہے اس کو اتنا ہی بڑا عہدہ دیا جاتا ہے اور وہ سیاسی لوگوں کی نظر میں اتنا ہی معزز کہلاتا ہے اور جو جتنی زیادہ لوٹ مار کرتا ہے اس میں سے انتہائی قلیل سرمایہ خرچ کرکے پہلے سے زیادہ معزز ہو جاتا ہے جیسا کہ آپ کے سامنے بہت سی مثالیں موجود ہیں اج تک جتنے بھی بڑے بڑے مالیاتی سکینڈل منظر عام پر ائے ان میں کوئی بھی ایسا نہیں جس میں کسی نہ کسی سیاست دان کا ہاتھ نہ ہو ایسا کیوں ہے ایسا اس لئے ہے کہ ہم لوگ سیاست کو عبادت سمجھ کر نہیں بلکہ سیاست کو لوٹ مار کا ایک زریعہ سمجھتے ہیں شاید یہی وجہ ہے کہ سیاسی لوگوں کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ایسا صرف ہمارے سیاست دانوں کے ان سیاہ کارناموں کی سے ہے جو کرپشن اور ناجائز اختیارات میں اپنا ثانی نہیں رکھتے جیسے ہی ان کو اقتدار ملتا ہے لوٹ مار

کا بازار گرم کر لیتے ہیں اور اگر کوئی غلطی سے قانون کی گرفت میں آ بھی جائے تو اتنی آسانی سے دوسرے ہمنوا لوگ اسے بچا لیتے ہیں کہ کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوتی - اس طرح کی کئی میڈیا رپورٹ موجود ہیں

کرپشن کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جس کا جواب ہر محب وطن جاننا چاہتا ہے ہمارے معاشرے میں کرپشن کی جڑیں اتنی زیادہ مضبوط ہو چکی ہیں کہ ان کو ختم کرنا تقریبا ناممکن لگتا ہے مگر ہے نہیں اگر وہ ادارے جو کرپشن کے خاتمے کے لئے قائم کیے گئے ہیں اپنا صحیح کردار ادا کریں تو انھیں اداروں میں اگر کوئی امید کی کرن نظر آتی ہے اسے اس طرح سے سائڈ لائن کر دیا جاتا ہے کہ جیسے دودھ میں سے مکھی کو اسی حوالے سے وہ لوگ جو اس پاکستان کو صحیح معانوں میں ایک ترقی یافتہ اور مثالی ریاست بنانا چاہتے ہیں ان کے کاموں میں ٹانگیں اڑائی جاتی ہیں اور ان پر اس طرح کے الزامات لگائے جاتے ہیں کہ ہ بیچارے خود ہی سائڈ لائن ہو جاتے ہیں جس بھی محکمے کو دیکھ لیں وہاں کام کرنے والے اوپر کی کمائی کے راستے تلاش کرتے نظر آتے ہیں یہ ایک ایسے پاکستان کی تصویر ہے کہ جہاں کرپشن اپنی آخری حدوں کو چھو رہی ہے او اگر اس کا کوئی بندبست نہ کیا گیا تو خدانخواستہ ہم اس کو محفوظ نہیں رکھ پائیں گے کیونکہ اس بیماری میں جو بھی قومیں مبتلا ہوئیں ان کا حشر باقی تمام قوموں کے لیے نشان عبرت ہے

رینٹل پاور کیس میں پاکستان کے عوام

کے اربوں روپے ہڑپ کر لیے گے جس پر بہت زیادہ شور مچا اور سپریم کورٹ نے بجلی کے بحران اور کرائے کے بجلی گھروں میں بے ضابطگیوں کے معاملے پر از خود نوٹس لیا یوں یہ تمام معاملہ عدالت عظمیٰ کے سامنے پیش کر دیا گیا تھا اس وقت تک پاکستان میں نوے میگاواٹ کے دو بجلی گھر اپنی پیداوار شروع کر چکے تھے اور سابقہ حکومت کرائے کی بجلی کے حصول پر نوے ارب روپے خرچ کر چکی تھی لیکن اس کا فائدہ ماسوائے اندھیرے کہ کچھ نہ مل سکا اعلیٰ عدلیہ اگر بروقت ایکشن نہ لیتی تو عوام کے تو اربوں روپے یہ نام نہاد سیاسی لیڈر ڈکار گئے ہوتے سپریم کورٹ نے رینٹل پاور کے معاہدوں کو غیر قانونی اور کالعدم قرار دے دیا تھا لیکن پھر اس معاملے کا کیا بنا ابھی تاک فائلوں کی دبیز طے میں دب چکا یہ معاملہ اس پر کئی نامور لوگوں نے لکھا بھی مگر یہاں کوئی خبر اگر بریک ہو تو اس کا اثر چند دنوں یا مہینوں تک رہتا ہے جس کے بعد معاملہ داخل دفتر اور کام ختم

-

پاکستان کی موجودہ نوجوان نسل تیسری نوجوان نسل ہے جو کہ پاکستان کو بدلنے کا خواب آنکھوں میں جگائے اسے حقیقی تبدیلی کی طرف لے جانے کا ارادہ کیے ہوئے ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ آج جب ہماری تیسری نسل آ چکی ہے اور ہم ان تلخ تجربات سے نہیں نکل سکے جو کہ پاکستان کے قیام کے وقت سے ہمارے ساتھ ایسے چپکے ہوئے ہیں کہ جیسے ہمیں ان سے چھٹکارہ پانے کا کوئی طریقہ ہی نہ آتا ہو

وہ کیا وجوہات ہیں کہ پاکستان کی نوجوان نسلیں اس کو چاہنے کے باوجود تبدیل نہ کر سکی کیا ہمارے اندر مضبوط ارادے اور سچے جزبات کی کمی ہے؟ کیا ہم دنیا کی دوسری اقوام سے علم میں ، عقل میں ، ٹیلنٹ میں ، وسائل میں ، کم ہیں؟ کیا ہمارے ہاں علم و ہنر کی کمی ہے ؟ یا ہماری لیڈر شب میں وہ سچا جزبہ نہیں ہے کہ جس کی بدولت ہم باقی اقوام عالم سے اس معاملے میں بہت پیچھے ہیں دنیا کہ بیشتر ممالک جو ہم سے بعد میں آزاد ہوئے آج سائنس و ٹیکنالوجی میں ہم سے بہت آگے ہیں ہم نے ملکی ترقی کے بجائے اپنی ذات کے لئے کام کیا مگر ان قوموں نے اپنے ملک کی تعمیر و ترقی کیلئے کام کرتے ہوئے اپنے آپ کو مضبوط و منظم کیا جاپان جو کہ دوسری جنگ عظیم کے بعد ٹوٹ کر بکھرنے کے قریب تھا آج دنیا میں اپنے مضبوط معاشی نظام کی وجہ سے مانا اور جانا جاتا ہے

-پاکستان کی سرزمین اگر دیگر ممالک سے زیادہ زرخیز نہیں تو کم بھی نہیں ہے

ضرورت اس امر کی ہے کہ کرپشن جیسے ناسور کو ختم کرنے کے لئے ان اداروں کو فعال کیا جائے جن کو ملک سے کرپشن ختم کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے اور اس آپریشن میں کسی بھی سیاسی وابستگی کو خاطر میں نہ لایا جائے اور جو کوئی بھی اس میں ملوث ہو اس کا

-فری اینڈ فئیر ٹرائل کیا جائے تب جا کہ ملک کو کرپشن سے پاک کیا جا سکتا ہے

بجلی، گیس لوڈشیڈنگ سے نجات حکومت اور صارفین کی ذمہ داری

لوڈشیڈنگ کا مسئلہ ایک بار پھر اپنا آپ دیکھا رہا ہے شہروں میں دس سے بارہ اور دیہاتوں میں بارہ سے سولہ گھنٹے کی طویل اور غیر اعلانیہ لوڈ شیدنگ سے لوگوں کے کاروبار متاثر ہونے کے ساتھ ساتھ طلبہ کو بھی شدید مشکلات کا سامنا ہے عوام یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آخر وہ کونسی وجوہات ہیں جس کی وجہ سے حکومت لوڈشیڈنگ سے نجات حاصل کرنے میں ناکام ہے باوجود اس کے کہ حکومت نے گردشی قرضے کو ختم کر دیا ہے تمام واجبات جو کہ مختلف سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کے بقایا تھے وہ وہ وصول کر لئے گئے ہیں بجلی چوروں کے خلاف کاروائیاں کی گئی کئی بڑے لوگوں پر ہاتھ ڈالا گیا بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں کو ریگولائز کیا گیا پورے ملک میں مفت انرجی سیور تقسیم کئے گئے لیکن لوڈشیدنگ ہے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں رہی ۔حکومت نے آتے ہی گردشی قرضوں کو لوڈشیدنگ کی سب سے بڑی وجہ جانتے ہوئے تمام گردشی قرضہ ادا کرنے کا جو اقدام کیا وہ اچھا اقدام تھا مگر تب سے لیکر آج تک یہ گردشی قرضہ ایک بار پھر سر اٹھا رہا ہے اور اگر اس کا کوئی حل نہ نکالا گیا تو ایک بار پھر یہ اسی سٹیج پر پہنچ جائے گا جہاں سے اسے واپس کیا گیا تھا لوڈ شیڈنگ کی دوسری بڑی وجہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں بھل صفائی کے لیے نہروں کی بندش بھی ہے جس سے ڈیموں سے کم پانی خارج کیا

جاتا ہے جس سے بجلی کی پیداوار کم ہوتی ہے جس کی وجہ سے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد دوبارہ لوڈشیڈنگ شروع ہوئی ہے جبکہ سردی کی شدت میں اضافہ سے گیس کی کھپت بڑھنے سے گیس کی فراہمی میں بھی کمی ہوئی ہے جس سے گھریلو صارفین کو سخت پریشانی کا سامنا ہے حکومت نے گیس کی کمی سے نمٹنے کے لیے صنعتوں کو گیس کی سپلائی بند کرنے کا فیصلہ کیا تھا مگر یورپی یونین کی طرف سے جی ایس پلس ملنے کے بعد اپٹما کی درخواست پر حکومت نے صنعتوں کو روزانہ 6 گھنٹوں کے لیے گیس فراہم کرنے کا اعلان کیا ہے حکومت نے گیس کی کمی کا سامنا کرنے کے لیے سی این جی سٹیشنوں کی گیس فراہمی بند کر رکھی ہے تاہم گیس کے پریشر میں کمی کا مسئلہ وہیں کا وہیں ہے موجودہ حکومت کو اقتدار سنبھالے کافی عرصہ ہو چکا ہے تاہم بجلی اور گیس کی پیداوار بڑھانے کے لیے گزشتہ تقریباً 13 برسوں میں کسی بھی حکومت نے کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا جس کے نتیجے میں اب سابقہ برسوں کی طرح ان دنوں میں لوڈشیڈنگ کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس کے اثرات عوام کے ساتھ ساتھ موجودہ حکومت پر بھی پڑ رہے ہیں ان بحرانوں کی وجہ سے حکومت کی تسلیاں بھی کمزور نظر آ رہی ہے جس میں انھوں نے وعدہ کیا تھا کہ ملک کو ان مسائل سے نجات دلانے کے لئے اقدامات اٹھائیں گے حکومت نے چند ماہ قبل تجویز دی تھی کہ گھریلو صارفین کو کھانا پکانے کے لیے دن میں تین مرتبہ 2،2 گھنٹوں کے لیے گیس فراہم کی جا سکتی ہے جس کے نتیجہ میں صنعتوں کو بھی گیس مل سکے گی اور گھریلو صارفین کو بھیان دو گھنٹوں کے

دوران پورے پریشر سے گیس ملے گی تاہم بعض سیاسی جماعتوں کی مخالفت کی وجہ سے یہ تجویز ترک کر دی گئی ملک میں توانائی کے بحران کا مقابلہ کرنے کے لیے حکومت کے اقدامات کے علاوہ صارفین کو بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا ہو گا کیونکہ ہر شہری کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ مسائل کے حل کے لیے اپنی ذمہ داری پوری کرے ہمارے یہاں تاجر اور بڑے تجارتی ادارے حکومت کی اس تجویز پر کان دھرنے پر تیار نہیں کہ شام پڑتے ہی دکانیں اور بازار وغیرہ بند کر دیئے جائیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ ایسا کرنے سے ان کے کاروبار پر منفی اثرات مرتب ہوں گے ایسے موقع پر اگر حکومت سختی کا مظاہرہ کرتی ہے تو کچھ سیاسی جماعتیں سیاسی پوائنٹ سکورنگ کے لئے ان تاجر تنظیموں کے ساتھ کھڑی نظر آتی ہیں جس کی وجہ سے حکومت ایسا کرنے سے بھی کترا رہی ہے بیرونی دنیا میں اگر دیکھا جائے تو بہت سے ممالک میں غروب آفتاب کے بعد دوکانیں اور شاپنگ مال بند ہو جاتے ہیں ہمارے سامنے جاپان کی مثال ہے جاپان میں غروب آفتاب کے ساتھ ہی تمام دکانیں بازار اور شاپنگ مال بند ہو جاتے ہیں اسی طرح یورپ اور امریکہ میں بھی تمام مارکیٹیں اور بازار رات کو بند ہو جاتے ہیں تاہم ہمارے یہاں ضد کا رویہ کارفرما ہے حالانکہ ہمیں توانائی کے جس بحران کا سامنا ہے اس کا تقاضا ہے کہ دن کی روشنی کا زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جائے۔ دکانیں صبح نو بجے کھول کر شام چھ بجے بند کر دی جائیں اس طرح کم از کم ایک ہزار میگاواٹ بجلی کی بچت ہو سکے گی یورپ، امریکہ اور جاپان میں انرجی کا کوئی

بحران نہیں مگر وہاں کے تاجر اس بات پر اصرار نہیں کرتے کہ وہ رات دیر تک دکانیں کھلی رکھیں گے حکومت اس سلسلے میں انجمن تاجران کے نمائندوں سے مذاکرات کرکے مارکیٹوں کے اوقات اپنی ضرورت کے مطابق طے کرے تاکہ ملک میں اس بحران سے ہونے والا نقصان کم کیا جاسکے۔ اسی طرح شادی بیاہ اور دیگر تقریبات پر بھی لائٹنگ کے لیے بجلی اندھا دھند استعمال بند کیا جائے تاکہ غیر ضروری طور پر بھی بجلی ضائع نہ ہو حکومت گیس چوری کو روکنے کے لیے مہم کو مزید تیز کرے اور مؤثر بنائے تاکہ یہ بحران کم ہوسکے صارفین بھی گیس ، بجلی کے گیزروں کا استعمال کم کریں تاکہ انہیں اور صنعتوں کو مسلسل گیس اور بجلی مل سکے اور ملکی معیشت میں بہتری آسکے ان سارے عوامل کو دیکھتے ہوئے یہ نہیں لگتا کہ حکومت کم از کم اس ٹرم میں بجلی کی لوڈ شیڈنگ کو ختم کرسکے گی اگر باریک بینی سے دیکھا جائے تو لوڈشیڈنگ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے مگر نالائق لوگوں کی نالائقیوں کی وجہ سے یہ اتنا بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے کہ اس پر احتجاج کرکے کسی بھی شہر کا امن و سکون منٹوں میں تہہ و بالا کر دیا جاتا ہے اس بارے میں یقیناً ہر پاکستانی کے ساتھ حکومت کو بھی تشویش ہے مگر یہ مسئلہ تب ہی حل ہو سکتا ہے جب حکومت اس کے خاتمے کے لئے نمائشی نہیں بلکہ عملی اقدامات اٹھاتے ہوئے اس مسئلے کے حل کے لئے جنگی بنیادوں پر کام کرئے توانائی کے نئے منصوبے شروع کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو پایہ تکمیل تک بھی پہنچایا جائے حکومت اور صارفین دونوں اس سلسلہ میں ذمہ داری کا مظاہرہ

کریں دوسری صورت میں ان بحرانوں کی وجہ سے پاکستان باقی دنیا سے بہت پیچھے رہ
جائے گا -

بلدیاتی انتخابات سے فرار فائدہ یا نقصان

بلدیاتی الیکشن اپنی جگہ بہت اہم ہیں مگر جس طرح کے حربوں سے حکومت انھیں ٹالنے کی کوشش میں ہیں ان سے لگتا ہے کہ حکومت کو ان انتخابات سے شاید اپنی ہار کی بو محسوس ہو رہی ہے شائد اسی وجہ سے باقی تمام جماعتیں ان انتخابات کے حق میں جبکہ موجودہ حکومت ان کی مخالفت کر رہی ہے حکومت کا کہنا ہے کہ ان انتخابات کو بغیر تیاری کے کروانے سے ان کی شفافیت پر حرف آنے کا حدشہ ہے جس کی وجہ سے ان انتخابات کا فائدہ ہونے کے بجائے الٹا نقصان کا خدشہ ہے یہ بات کسی حد تک درست بھی ہے مگر مئی کے انتخابات سے کم از کم یہ انتخابات بہتر ہی ہوں گے پنجاب میں جب بلدیاتی انتخابات کا اعلان کیا گیا تو اس کے ساتھ ہی کاغذات نامزدگی بھی لئے گئے اور ایک اچھی خاصی رقم میدواروں سے وصول کی گئی جس کے بعد امیدواروں نے اپنی اپنی الیکشن مہمات پر لاکھوں روپے بھی خرچ کیے جس کے بعد یہ امید ہو چلی تھی کہ شاید اب کی بار یہ الیکشن منعقد ہو جائیں گے مگر ماضی کی طرح ایک بار پھر حکومت ان انتخابات وقتی طور پر ٹالنے میں کامیاب ہو گئی جس کی وجہ سے بلدیاتی امیدواروں کی ان امیدوں پر پانی پھر گیا جس میں انھیں یقین ہو چلا تھا کہ شائد یہ انتخابات ہو جائیں گے ان انتخابات کے منعقد کروانے میں آخر کیونکہ حکومت ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیوں کر رہی ہے اس کے

پیچھے بہت سی وجوہات ہیں جو کسی بھی طور پر حکومت کے حق میں نہیں ہیں جس کی وجہ سے حکومت کو لگتا ہے کہ اگر یہ انتخابات ہو گئے تو ان کے لئے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں کیونکہ اگر موجودہ حکومت کو بلدیاتی انتخابات میں جو کہ گراس روٹ لیول پر ہوتے ہیں شکست ہو جاتی ہے تو عوام میں اس کی پوزیشن کمزور ہو سکتی ہے جو کہ اگلی ٹرم کے جنرل الیکشنوں میں ان کے لئے ناکامی کا سبب بن سکتی ہے حکومت کو اس بات کا ادراک بھی ہے کہ اس کے حکومت میں آنے سے پہلے عوام نے جو امیدیں اس سے وابسطہ کی ہوئی تھی جن میں سر فہرست لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ، گیس بحران کا خاتمہ، مہنگائی کا خاتمہ، بے روزگاری کا خاتمہ، امن وامان کی صورت حال کی بہتری، دہشت گردی کا خاتمہ، وہ کسی بھی طور ان تمام بحرانوں پر قابو پانے میں مکمل کامیاب نہیں ہو سکی ہے بلکہ ان سب مسائل میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے ایسے میں اگر انھوں نے بلدیاتی انتابات منعقد کروا دیے تو ان کی شکست بھی ہو سکتی ہے اس لئے موجودہ حکومت چاہا رہی ہے کہ اگر تھوڑے سے وقت کے لئے ان کو روک لیا جائے یا آگے کر دیا جائے شاید تب تک ان کی پوزیشن مضبوط ہو جائے اور شاید تب تک وہ اپنی کارکردگی کو بہتر بنا سکیں۔ اسی صورت حال کو دیکھتے ہوئے وفاقی حکومت اس مسئلے کو سپریم کورٹ میں لے گئی جس کے بعد سپریم کورٹ نے الیکشن کمیشن کو پنجاب اور سندھ میں بلدیاتی انتخابات کے شیڈول کو منسوخ کرنے کی اجازت دے دی ہے دونوں صوبوں میں بلدیاتی انتخابات کے لئے نیا شیڈول بنانے کی اجازت

دے دی سپریم کورٹ کے روبرو الیکشن کمیشن کے سیکرٹری نے موقف اختیار کیا تھا کہ حلقہ بندیاں بحال ہو بھی جائیں تب بھی سندھ اور پنجاب میں بلدیاتی انتخابات کا موجودہ شیڈول منسوخ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں دونوں صوبوں میں بلدیاتی انتخابات کے شیڈول میں تین روز کی توسیع کے بعد انتخابی عمل ناممکن ہو چکا ہے الیکشن کمیشن صرف عدالتی حکم نامے کا انتظار کر رہا ہے یہ امر قابل ذکر ہے کہ سندھ میں اٹھارہ جنوری کو انتخابات کرانے کے لئے تین کروڑ بیلٹ پیپر چھاپنے تھے جبکہ پنجاب میں 30 جنوری کو الیکشن کرانے کے لئے محض بارہ روز میں 30 کروڑ بیلٹ پیپر چھاپنے تھے الیکشن کمیشن نے اس مدت کے دوران یہ بیلٹ پیپر تیار کرنے کے معاملے میں بے بسی کا اظہار کر دیا تھا تاہم معاملہ چونکہ سپریم کورٹ کے حکم پر عمل درآمد کا تھا اس لئے الیکشن کمیشن اپنے طور پر انتخابات کو ملتوی نہیں کر سکتا تھا اب جبکہ سپریم کورٹ نے اسے شیڈول کو منسوخ کرنے کی اجازت دے دی ہے اسلئے وہ صوبوں کی مشاورت سے نئے شیڈول کا اعلان کرے گا نیا شیڈول کب آئے گا اس بارے میں الیکشن کمیشن نے کوئی واضح موقف پیش کرنے سے گریز کیا ہے جس کی وجہ سے عوام میں ابہام پایا جاتا ہے الیکشن کمیشن کے سیکرٹری کے مطابق الیکشن کمیشن نے ابھی بیلٹ پیپرز نہیں چھپوائے محض پرنٹنگ کارپوریشن کو رقم دی تھی ابھی صرف کاغذ خریدا گیا ہے بیلٹ پیپرز کی چھپائی شروع نہیں ہوئی ان کا کہنا تھا کہ کنٹونمنٹس بورڈ خیبر پختونخوا اور وفاقی علاقہ میں انتخابات کی تاریخیں تبدیل

نہیں ہوئیں انہوں نے کہا کہ قانون میں ترامیم رولز اور قانون سازی کے بعد سندھ اور پنجاب میں نئی تاریخوں کا اعلان کیا جائے گا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کام اب اتنا جلدی ہونے والا نہیں کیونکہ قانون میں ترمیم اور قانون سازی میں کئی ماہ یا کئی سال بھی لگ سکتے ہیں صوبائی حکومتوں نے ہائی کورٹس کے احکامات کی روشنی میں بلدیاتی انتخابات کے حوالے سے جو ضروری ترامیم کرنی ہیں ان کے بعد ہی نیا شیڈول جاری ہو سکتا ہے بظاہر یہی محسوس ہوتا ہے کہ سندھ اور پنجاب کے بلدیاتی انتخابات آٹھ ماہ سے ایک سال کے لئے ملتوی کر دیئے گئے ہیں جب متعلقہ حکومتوں کی بھی اس معاملے میں دلچسپی نہ ہو تو انتخابات کا طویل دورانیہ کے لئے التواء واضح محسوس ہوتا ہے حقیقت یہی ہے کہ مذکورہ دونوں حکومتیں دانستہ کسی نہ کسی جواز کے تحت بلدیاتی انتخابات کے معاملے میں لیت و لعل سے کام لے رہی ہیں اور کسی حد تک اپنے مقاصد میں کامیاب ہو چکی ہیں۔

عوام اب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ ایسے کونسے عناصر ہیں جو اختیارات کو نچلی سطح تک لیجانے کے خلاف ہیں۔اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت عوام میں پائی جانے والی بے چینی اور اضطرابی کیفیت کو سامنے رکھتے ہوئے ان انتخابات کی راہ ہموار کرئے اور ایک واضح اور دو ٹوک موقف سامنے لائے کیونکہ بلدیاتی امیدواروں میں پائی جانے والی یہ بے چینی اگر بڑھتی گئی تو

اس کا سب سے زیادہ نقصان موجودہ حکومت کو ہی ہوگا۔

کچھ بدلا ہے؟؟

پاکستان کے قیام کو آج ایک عرصہ ہو چلا ہے اتنے عرصے میں تو دنیا کے کئی ممالک نے ترقی کے وہ زینے عبور کیے کہ دنیا کے لئے مثال بن گئے مگر ہم آج بھی اسی کشمکش میں ہیں کہ ہمیں کرنا کیا ہے ہمیں اپنے مسائل کا ادراک تو ہے مگر ان کے حل کرنے میں شاید ہم خود ہی سنجیدہ نہیں ہیں پاکستان کا المیہ رہا ہے کہ ان لوگوں کو پاکستان کی حکمرانی کا اختیار دیا جاتا رہا ہے کہ جو اس کے قابل نہیں تھے اور جنہوں نے اس کو صرف لوٹا ہے بنایا کچھ نہیں اور جو فرائض ان کے تھے ان کا غلط استعمال کیا بلکہ مجرمانہ غفلت کا باعث بھی بنے اسی قسم کے حالات کے بارے میں راقم نے پہلے بھی لکھا تھا کہ اس ملک میں جو جتنا بھی بڑا کرپٹ ہوتا ہے اس کو اتنا ہی بڑا عہدہ دیا جاتا ہے پاکستان کے عوام نے مئی میں ہونے والے انتخابات میں تبدیلی کے لئے ووٹ دیا تھا کیوں کہ سیاسی جماعتوں کی جانب سے ان کو سنائے جانے والے گانوں اور ترانوں سے لگ رہا تھا کہ یہ سیاسی جماعتیں اپنے ماضی کو دفن کر چکی ہیں ماضی میں ہونے والی غلطیوں سے انھوں نے وہ سبق حاصل کر لیا جو کئی بھی نقصان اٹھانے کے بعد کرتا ہے لیکن شائد یہاں کا قانون ذرا مختلف ہے جب یہ سیاسی لوگ اقتدار سے باہر ہوتے ہیں تو ان کی زبان اتنی میٹھی ہوتی ہے اور یہ عوام کے دکھ درد کو بہت قریب سمجھتے ہیں مگر جوں

ہی یہاں کے عوام ان کو اپنے ووٹوں سے اقتدار میں لاتے ہیں تو عوام کی اہمیت انکے لئے ماسوائے کیڑوں مکوڑوں کچھ نہیں ہوتی۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ سابق الیکشنوں میں عوام کو باور کرایا گیا کہ اب کی بار ملک میں تبدیلی آئے گی اب کی بار عوام کے حالات بدلیں گے اب کی بار ملک کے معاشی حالات بدلیں گے اب کی بار ترقی و کامرانی کی وہ راہیں کھلیں گی جن کے خواب عوام گزشتہ ستر سالوں سے دیکھ رہے ہیں۔

اقتدار میں آنے والے اپنی تقریروں میں کہا کرتے تھے کہ وہ کوئی ایسا کام نہیں کریں گے جس سے کسی کی حق تلفی ہو دوسرے لفظوں میں میرٹ اور سنیارٹی کو ترجیح دی جائے گی مگر عوام دیکھ رہے ہیں کہ ایسا بلکل بھی نہیں ہو رہا وہ لوگ جو سابق صدر کے دست راست تھے ابھی اقتداری کشتی کے سوار بن چکے ہیں شاید سابق صدر یہ نہیں جانتے تھے کہ ایسے (خوشامدی) لوگ صرف اور صرف اقتدار کی وجہ سے زندہ رہتے ہیں اگر ان لوگوں سے اقتدار کو چھین لیا جائے تو یہ لوگ زندہ نہیں رہ سکتے ایسے ہی لوگ پاکستان کے مسائل میں اضافے کا سبب ہیں کیونکہ ان لوگوں نے اپنے اقتدار کو زندہ رکھنے کے لئے ہر جائز و ناجائز کام کرنا ہے ان کے لئے ملک اہم نہیں ہے بلکہ ان کے لئے اپنے ذاتی مفاد سے آگے کچھ بھی اہم نہیں ہوتا اب ذرا غور کریں تو کتنے ہی ایسے لوگ آپ کو وزیر اعظم اور صدر ہاؤس کے ارد گرد نظر آئیں گے جنھوں نے اس مشکل وقت میں میاں

صاحب کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کر لی تھی مگر اب وہ ان کے بہت قریب سمجھے جاتے ہیں یہاں کسی کا نام لینا مناسب نہیں ہے کیونکہ اب پاکستانی عوام باشعور ہو چکی ہیں وہ اچھی طرح جانتی ہیں کہ گزشتہ ستر سالوں سے ان کے ساتھ کیا کھیل کھیلا جاتا رہا ہے مئی کے الیکشنوں میں ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ عوام بہت خوش ہیں کیونکہ ان کو لگ رہا تھا کہ ان کے ووٹ سے وہ تبدیلی آ چکی ہے جس کے بعد اب ان کی قسمت بھی تبدیل ہو جائے گی ان کی زندگیوں سے جڑے بحرانوں کا خاتمہ ہو جائے گا بجلی کی لوڈ شیڈنگ سے نجات مل جائے گی گیس کی لائیں ختم ہو جائیں گی مہنگائی ، بے روزگاری ، کا خاتمہ ہو جائیگا ، امن و مان کی صورت حال بہتر ہو جائے گی مگر۔۔۔۔۔کیا کچھ بدلا اس کا جواب سب جانتے ہیں بدلا تو کچھ بھی نہیں مگر ان مسائل میں خاطر خواہ اضافہ ضرور ہوا ہے اس کی وجوہات کیا ہیں یہ سب جاننا چاہتے ہیں کیونکہ مسلم لیگ ن وہ واحد سیاسی جماعت تھی جس کے پاس سب سے اچھی ٹیم تھی جو ان مسائل کو حل کرنے کی پوری صلاحیت رکھتی تھی لیکن مسلم لیگ کی اعلیٰ قیادت اس ویژن سے ہٹتی جا رہی ہے جس کے خواب وہ بیرون ملک جب جلا وطنی میں تھے تو دیکھا کرتے تھے سنیارٹی کا تحفظ ، عوامی مسائل کا ادراک ، مہنگائی بے روزگاری کا خاتمہ ، روزگار کی فراہمی ملکی معیشت کی بہتری وغیرہ۔
آج اگر دیکھا جائے تو حکومت نے ان تمام چیزوں کو پس پشت ڈال کر وہی سابقہ

دور والی پالیسی شروع کر دی ہے سنیارٹی کے تحفظ کے بجائے ذاتی پسند اور ناپسند کو سامنے رکھا جا رہا ہے اداروں کا تحفظ کرنے کے بجائے شخصیات کا تحفظ کیا جا رہا ہے عوامی مسائل پر توجہ دینے کے بجائے اپنی ذاتی رنجشوں کا بدلہ لیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے عوام میں بھی بے چینی پائی جاتی ہے کہ جس تبدیلی کے لئے انھوں نے ووٹ دیے تھے وہ تو ان کو نظر نہیں آ رہی عوم کی بد دلی کو ختم کرنے کے لئے حکومت کو واضح اقدامات کرنے ہوں گے بحرانوں کے خاتمے نمائشی نہیں بلکہ عملی اقدامات اٹھانے ہوں گے ذاتی رنجشوں کو پس پش ڈالتے ہوئے انصاف امن و مان کا بول بالا کرنا ہو گا وہ لوگ جو راستے سے بھٹک کر غیروں کا آلہ کار بنے ہوئے ہیں انھیں سیدھے راستے پر لانا ہو گا اس کے لیے مذاکرات کا راستہ سب سے اہم ہے جس کے لئے راہ ہموار کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے ملک سے دہشت گردی کو ختم کرنے کے لئے اس جنگ کو ختم کرنا ہو گا جو ہماری ہے ہی نہیں اور جس میں پاکستان کا اتنا بڑا نقصان ہو چکا ہے جو بھارت کے ساتھ کئی جنگیں لڑ کر بھی نہیں ہوا تھا اگر تو حکومت نے ایسے اقدامات کر لئے تو ٹھیک ورنہ دوسری صورت میں عوام کے سامنے بہت سے آپشن کھلے ہوئے ہیں اور جن کا ستعمال کرنا اب ان کے لئے کوئی مشکل بھی نہیں۔

معیشت کی بہتری کے لئے غیر ملکی سرمایہ کاری ضروری

پاکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری اپنی کم ترین سطح کو چھو رہی ہے ملک میں غیر ملکی سرمایہ کاری کے اعداد و شمار پریشان کن ہیں غیر ملکی سرمایہ کاری کی جو حالت اس وقت ہے وہ نہایت پریشان کن ہے پاکستان میں اتنی کم سرمایہ کاری ماضی میں کبھی نہیں ہوئی سرکاری اعداد و شمار کے مطابق رواں مالی سال کے پہلے چھ ماہ کے دوران پچھلے سال کی نسبت اس میں 37 فیصد کمی ہوئی ہے اس وقت تک ملک میں صرف 41 کروڑ 80 لاکھ ڈالر کی سرمایہ کاری ہوئی ہے جو اب تک سب سے کم ہے پاکستان میں پچھلے دس سالوں میں بیرونی سرمایہ کاری میں دس گنا کمی ریکارڈ کی گئی ہے جو ملک کے لیے خطرناک ترین ہے مقام حیرت ہے کہ حکومتی خواہش کے باوجود داخلی و خارجی سرمایہ کاری میں جون 2013ء کے بعد بھی بہتری کے آثار پیدا نہیں ہوسکے حکومت کو آنے والے دنوں میں اپنی کوششیں بیوروکریسی کا قبلہ درست کرنے کی جانب مبذول کرنا چاہئیں۔ دنیا بھر کے مہذب جمہوری معاشروں میں بیوروکریسی سرمایہ کاری کے لیے معاون سہولت کار کا کردار ادا کرتی ہے لیکن ہمارے ہاں معاملات اس کے برعکس ہیں افسر شاہی کا سرخ فیتہ ملکی و غیر ملکی سرمایہ کاری کی راہ میں ایک آہنی دیوار بنا ہوا ہے جب کوئی سرمایہ کار ہمارے ہاں سرمایہ کاری کے لیے آمادہ ہوتا ہے تو بیوروکریٹس قواعد و ضوابط کے نام پر

اتنی پیچیدگیاں پیدا کر دیتے ہیں کہ وہ راہِ فرار اختیار کرنے ہی میں عافیت جانتا ہے اس کی کئی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں ایک تسلسل کے ساتھ ناقص منصوبہ بندیوں کا نتیجہ ہے کہ پاکستان ایشیا کی سترہ معیشتوں میں مہنگائی کے اعتبار سے پہلے نمبر پر جا رہا ہے عام انتخابات کے دوران مسلم لیگ (ن) کی قیادت نے عوام سے وعدہ کیا تھا کہ اُن کی حکومت تجارتی، معاشی اور صنعتی سرگرمیوں کے فروغ کے لئے ٹھوس حکمت عملی پر عمل پیرا ہوگی مگر سب کچھ اس کے برعکس ہو رہا ہے تمام بڑے بحران کم ہونے کے بجائے بڑھ رہے ہیں۔ حکومت کے صنعتکارانہ پس منظر رکھنے کی وجہ سے عوام، صنعتکاروں اور سرمایہ کاروں نے اُن کے اس وعدے پر یقین کیا تھا اور وہ پر امید تھے کہ آنے والے دنوں میں سرمایہ کاری کے حوالے سے درپیش مسائل کو یہ قیادت ترجیحی بنیادوں پر حل کرے گی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ سابق حکمرانوں کی غلط ترجیحات کے باعث ملک کو توانائی کے شدید بحران سے دوچار کر دیا گیا تھا اس ایک بحران کی وجہ سے ہر شعبہ زندگی بری طرح متاثر ہوا تھا یہ تو طے ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ کسی ملک میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی وجہ سے اس ملک کے لیے قانونی، سٹرٹیجک، مالیاتی اور بیرونی سرمایہ کاری کے حوالے سے سنگین مسائل پیدا ہو جاتے ہیں مہذب معاشروں میں منتخب حکومت کی خواہش ہوتی ہے کہ سرمایہ کاری کے عمل کو فروغ دیا جائے، کاروباری طبقے کو جن مشکلات کا سامنا ہے، انہیں دور کیا جائے تاکہ سرمایہ کار ملکی معیشت کے فروغ میں کلیدی

کردار ادا کریں ملکی معیشت کو مستحکم کرنے کے خواہاں محب وطن مقامی سرمایہ کاروں کی خدمات کا اعتراف کیا جائے اور ان کا تحفظ حکومت کی اولین ترجیح ہو۔ یہ بات حوصلہ افزاء ہے کہ حکومت حالات کی ابتری کے باوجود عالمی رہنماؤں سے امداد کی بجائے صرف تجارت پر بات کرنے کے عزم کا اظہار کرتی نظر آتی ہے اور خوشی کی بات یہ ہے کہ ان کی اقتصادی پالیسی کا مرکزی نقطہ ایڈ نہیں ٹریڈ ہی دکھائی دیتا ہے وہ ملک کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا چاہتے ہیں اور حکومت کو اس بات کا ادراک بھی ہے کہ سرمایہ کاری کے بغیر معاشی ترقی کا حصول ناممکن ہے سرمایہ کاری کیلئے سازگار ماحول فراہم کرنے کیلئے حکومت کو سخت اور مشکل فیصلے کرنا ہوں گے پاکستانی مصنوعات کی عالمی منڈیوں تک رسائی کے لیے جامع حکمت عملی اپنانا ہو گی کاروبار میں سہولت پیدا کرنے کے لیے صوبائی حکومتوں کے اشتراک سے لائسنسنگ، رجسٹریشن کے قوانین کو یکجا کرکے انہیں مزید آسان بنانا ہو گا چھوتے سرمایہ کاروں کو تحفظ دینا ہو گا غیر ملکی اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کو ون ونڈو کے تحت سہولیات دینا ہوں گی اس کے ساتھ ساتھ صوبائی حکومتوں کو ترغیب دی جائے کہ وہ سپیشل اکنامک زونز کے تحت دی جانے والی سہولیات سے فائدہ حاصل کرنے کے لیے اقدامات اٹھائیں جس کے لئے وفاقی حکومت سرمایہ کاری کے فروغ اور کاروباری طبقے کو ہر ممکن سہولیات فراہم کرے تمام پالیسیاں مقامی سرمایہ کاروں کی مشاورت سے طے کی جائیں ایوان صنعت و تجارت اور رجسٹرڈ ایسوسی ایشنز خصوصی اقتصادی زون قائم کرنے کی اجازت دی

جائے توانائی کے شعبہ میں سرمایہ کاری کرنے والوں کو اراضی اور سہولتیں دینے کے لئے ٹھوس منصوبہ بندی کی جائے امن و مان کی صورت حال کی بہتری کے لئے اقدامات اٹھائے جائیں کیونکہ غیر ملکی سرمایہ کار سب سے پہلے کسی ملک میں سرمایہ کاری کرنے سے قبل دیکھتا ہے کہ آیا وہاں امن و امان قائم ہے اور نظام عدل اور انصاف کی راہ میں کوئی رکاوٹ تو نہیں بد امنی، انتشار، انارکی، توانائی کے بحرانوں اور نا انصافی کے شکار ملکوں کا رخ سرمایہ کار نہیں کرتے اگر حکومت من و امان قائم کرنے، بد امنی، انتشار، انارکی، توانائی کے بحرانوں کے حل کیلئے اقدمات اٹھائے تو غیر ملکی سرمایہ کاری میں اضافہ ممکن ہے اور حکومتی ٹھوس اور بہترین پالیسیوں کی بدولت ملک غیر ملکی سرمایہ کاری آسکتی ہے جس سے پاکستان کی ڈولتی ہوئی معیشت کو کچھ سہارا دیا جا سکتا ہے ورنہ دوسری صورت میں حالات اس نہج پر پہنچ سکتے ہیں جہاں پر دیوالیہ کا بورڈ آویزاں ہوتا ہے خدانہ کرئے کہ ایسا وقت آئے اس کے لئے ضروری ہے کہ حکومت ہر وہ قدم اٹھائے جس سے ملک میں غیر ملکی براہ راست سرمایہ کاری میں اضافہ ممکن ہو اور ملکی معیشت کو بہتری کی طرف لایا جاسکے۔

صنعتی آلودگی اور فضائی آلودگی میں اضافے کے محرکات

کسی بھی ملک کے لئے ضروری ہے کہ اس کے کم از کم پچیس فیصد رقبے پر جنگلات ہوں تاکہ اس کی آب و ہوا صاف رہ سکے مگر ہمارے ہاں صورت حال بہت خطرناک ہے ہمارے ہاں صرف تین سے چار فیصد جنگلات ہیں اور ان کو بھی شدید خطرات لاحق ہیں انھیں جنگلات کی وجہ سے آلودگی میں کمی ہوتی ہے مگر ہم اپنی آلودگی کو ختم کرنے کے بجائے اس کو کم کرنے والے جنگلات کا بہت تیزی سے صفایا کر رہے ہیں پاکستان اس حوالے سے کافی حد تک بد قسمت ثابت ہوا ہے کہ یہاں پر جنگلات کی انتہائی کمی ہے شہروں میں درختوں کے نہ ہونے کی وجہ سے شہروں میں فضائی آلودگی میں خطرناک حد تک اضافہ ہو رہا ہے ماضی میں تمام بڑے شہروں میں گھنے درخت ہوا کرتے تھے مگر جوں جوں آبادی میں اضافہ ہونا شروع ہوا اور خصوصا نوئے کی دہائی کے بعد جب نجی ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی بہتات ہوئی اور شہر کے گھروں نے سکڑنا شروع کیا ان درختوں کا صفایا ہونا شروع ہو گیا آج صورت حال بہت گھمبیر ہو چکی ہے شہروں میں درخت نہ ہونے کی وجہ ان علاقوں میں آلودگی کا گراف اس حد تک بڑھ چکا ہے کہ میڈیکل ماہرین اسے انسانی جان کے لئے انتہائی خطرناک قرار دیتے ہیں اس کی وجہ سے کئی طرح کی بیماریاں جنم لے رہی ہے جس میں اکثریت سانس کی بیماریوں کی ہے جنگلات کو

ختم کرنے سے موسمی تغیرات میں بہت اضافہ ہوا ہے گرمی میں شدید ترین گرمی اور سردی میں شدید ترین سردی اور بے وقت کی بارشیں اور معمول سے زیادہ بارشیں اور سیلاب اسی کی وجہ سے ہیں۔ صنعتی آلودگی کی وجہ سے شہروں میں رہنے والے لوگوں کی زندگیاں اجیرن بن چکی ہے کیونکہ رہائشی علاقوں میں صنعتی یونٹس ہونے کی وجہ سے ان علاقوں کے مکینوں کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے سوال یہ کہ اس ساری صورت حال میں حکومت کہاں ہے ؟حکومت ہر سال سالانہ شجر کاری مہم تو چلاتی ہے مگر اس دوران لگائے جانے والے پودوں کی حفاظت کا کوئی خاص انتظام نہ ہونے کی وجہ سے یہ پودے بڑے نہیں ہو پاتے جنگلات کی حفاظت کے لئے محکمے تو قائم ہیں مگر انھی کے اہلکار جنگلات کا ستیاناس کر رہے ہیں ہمارے ہاں ٹمبر مافیا بہت مضبوط ہے جسے نہ تو ماحول سے کوئی لینا دینا ہے اور نہ پاکستان سے انھیں تو بس مال بنانا ہے اور اس سارے مکروہ دھندے میں انھیں حکومتی محکموں کے اہلکار ان کے آلہ کار ہوتے ہیں جن کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان جنگلات کو محفوظ بنائیں دوسری طرف حکومت نے پاکستان کے رہائشی علاقوں میں موجود خطرناک صنعتی یونٹوں کے خلاف کارروائی کا فیصلہ کیا ہے جو کہ خوش آئیند ہے اس ضمن میں محکمہ تحفظ ماحولیات نے شہر کے رہائشی علاقوں میں موجود یونٹوں کو انتہائی خطرناک اور آلودگی کا سبب بننے پر نوٹس لیا ہے اس کارروائی میں محکمہ تحفظ ماحول اپنے احکامات کی خلاف ورزی کرنے والوں کے کیس ماحولیاتی ٹریبونل کو بھیجوایا تھا ان آلودگی

پھیلانے والے صنعتی یونٹوں کو غیر قانونی بھی قرار دیا گیا ہے کیونکہ انہیں قائم کرتے وقت تحفظ ماحول ایجنسی سے این او سی حاصل نہیں کیا گیا تھا محکمہ ماحولیات، سول ڈیفنس، ٹاؤن انتظامیہ، ایل ڈی اے، بلڈنگ کنٹرول، ریسکیو1122اور محکمہ لیبر نے شہر کے رہائشی علاقوں میں موجود صنعتی یونٹوں کا سروے بھی کروایا جس سے ثابت ہوا کہ شہروں میں سینکڑوں صنعتی یونٹ ہیں جو بغیر کسی اجازت کے کام کر رہے ہیں اور ان کے کام کے دوران جو ورکر یا عام لوگ ان کی آلودگی سے متاثر ہو رہے ہیں ان کے متعلق کوئی سنجیدگی سے نہیں کچھ کر رہا بھی ایسی فیکٹریاں اور ادارے جو شہریوں کی صحت تباہ کرنے میں دن رات مصروف ہیں اور جن میں کسی حادثے کی صورت میں کثیر تعداد میں شہریوں کی ہلاکت کا خطرہ ہے وہاں ان محکموں کی سست روی جو ایسے اداروں پر کڑی نظر رکھنے کے لئے بنائے گے ہیں کی کارکردگی انتہائی تشویشناک ہے۔ اس بارے میں متعلقہ وزارت اور تمام محکموں نے جس تاخیر کا مظاہرہ کیا ہے اس کا نوٹس حکومت کو لینا چاہیے اور اس بات کی تحقیقات کرائی جائیں کہ اتنی تاخیر کی اصل وجوہات کیا ہیں دوسری طرف موت پھیلانے والے صنعتی یونٹوں کو فوری طور پر رہائشی آبادیوں سے باہر نکال کر نزدیک ترین انڈسٹریل اسٹیٹ منتقل کیا جائے حکومت جو گڈ گورننس کی دعوے دار ہے اسے یہ معاملہ ٹیسٹ کیس کے طور پر لینا چاہیے اس میں متعلقہ محکموں کی سست روی کے اسباب اور ان اداروں پر سیاسی دباؤ معلوم کرکے اس کے ذمہ داروں کو گرفت میں لایا جائے اس کے ساتھ

ساتھ شہروں کو آلودگی پھیلانے والے صنعتی یونٹوں سے پاک کرنے کے لیے کمیشن بنا
کر ان کی سفارشات پر فوری طور پر عمل کرایا جائے اور محکمہ جنگلات میں سے ایسی کالی
بھیڑوں کو نکال باہر کیا جائے جن کی وجہ سے جنگلات کا صفایا بہت تیزی سے ہو رہا ہے
تاکہ صاف ستھری آب و ہوا کی فراہمی کو ممکن بنایا جاسکے۔

پولیو ورکرز کا تحفظ

دنیا میں بہت سی مہلک بیماریاں ہیں لیکن جس بیماری کے بارے میں آج میں بات کر رہا ہوں وہ ایسی مہلک بیماری ہے جس کی وجہ سے انسان پوری زندگی کے لئے اپاہج ہو جاتا ہے اور جس کا شکار سب سے زیادہ بچے ہوتے ہیں بچوں میں اس بیماری کی وجہ سے ان کے والدین اور بعد ازاں دوسرے گھر والے بھی پوری زندگی کے لئے مشکل میں پڑ جاتے ہیں پاکستان میں اس بیماری کے بارے میں عوام میں آگاہی کے لئے بہت سے اقدمات اٹھائے گئے کئی دوست ممالک کی جانب سے اس بیماری کے خاتمے کے لئے فنڈز کی فراہمی کے ساتھ ساتھ اس کے مکمل خاتمے میں تعاون کیا گیا جس کی وجہ سے اس بیماری کو ختم کرنے میں کافی مدد ملی اور امید کی جانے لگی تھی کے مستقبل قریب میں پاکستان پولیو فری اسٹیٹ بن جائے گا مگر حال ہی میں پولیو کے جو نئے کیسس سامنے آئے ہیں اور پولیو ورکروں پر جس طرح کے حملے کئے گئے اس کی وجہ سے اس کے خاتمے کے لئے اٹھائے جانے والے اقدامات پر بہت سے سوالات اٹھائے جانے لگے ہیں دوسری طرف شر پسند عناصر یہ کبھی نہیں چاہتے کہ پاکستان کا مستقبل محفوظ ہو ان مٹھی بھر شدت پسندوں نے پولیو کیخلاف چلائی جانے والی مہمات کو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت نشانہ بنانا شروع کیا جس کی وجہ سے کئی پولیو ورکر ہلاک اور زخمی ہوئے اور کئی

مقامات پر اس مہم کو روکنا پڑا سب سے زیادہ متاثر ہونے والا صوبہ خیبر پختونخوا تھا یہ بات بھی تشویشناک ہے کہ خیبر پختونخوا میں گزشتہ چند سالوں میں پولیو کیسسز سامنے آنے کی شرح باقی ملک کی نسبت سب سے زیادہ ہے دوسری طرف پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی میں بھی یہی صورت حال ہے جس کی وجہ سے عالمی برادری بھی تشویش کا اظہار کر رہی ہے پولیو ورکروں پر ہونے والے ان پے در پے حملوں کے باعث عالمی ادارہ صحت نے انسداد پولیو مہم کا کنٹرول روم بند کرکے سندھ بھر میں انسداد پولیو مہم روک دی تھی۔ یہ حقیقت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ مبینہ طور پر اسامہ بن لادن کا سراغ لگانے میں ڈاکٹر شکیل آفریدی کی جانب سے انسداد پولیو ٹیموں کو استعمال کرنے کے انکشاف کے بعد ملک بھر میں پولیو ٹیموں کو نشانہ بنانے کی مذموم روش عام ہوئی شمال سے شروع ہونے والی اس لہر نے جنوب میں کراچی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا جنوری سے پاکستان بھر میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں نے پولیو مہم کا آغاز کیا تھا 20 خیبر پختونخوا کے تین اضلاع پشاور، ہری پور اور چترال میں بعض وجوہ کی بناء پر پولیو سے بچاؤ کی مہم مؤخر کردی گئی مقام افسوس ہے کہ قوم کے مستقبل کو معذوری سے بچانے کے لیے گلی گلی اور گھر گھر پولیو کے قطروں کی شکل میں ویکسین پلانے والے مسیحاؤں کو بھی دن دہاڑے قتل کیا جا رہا ہے محض اڑھائی سو روپے یومیہ کی اجرت پر جان خطرے میں ڈالنے والے ان پولیو ورکرز کا قصور شاید یہ ہے کہ وہ مملکت خداداد کو پولیو سے پاک کرنا چاہتے ہیں۔ یہ امر

بھی باعث تشویش ہے کہ آج تک پولیو ورکرز کو قتل کرنے والے ملزمان کا پتہ نہیں چل سکا عوام جاننا چاہتے ہیں کہ ان مقدمات کی فائلیں کن سرد خانوں کی زینت ہیں اور ان پر کیا کاروائی کی گئی کتنے لوگوں کو اس میں گرفتار کرکے سزائیں دی گئی ۔ اگر باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ پولیو ورکرز کے خلاف دہشت گردی اُس عالمی سازش کا حصہ ہے جس کے تحت پاکستان کو دنیا سے لگ تھلگ کرکے دنیا میں یہ تاثر پیدا کرنا ہے کہ پاکستان پولیو کے وائرس میں مبتلا ہو گیا ہے لہٰذا کوئی وفد پاکستان کا دورہ نہ کرے اور نہ ہی پاکستانیوں کو اپنے ہاں آنے دے اس تناظر میں ناگزیر ہو چکا ہے کہ پاکستان سے پولیو کے مرض کے خاتمے کیلئے قوم متحد ہو کر جنگی بنیادوں پر کام کرے پولیو کے خاتمے کے لیے قائم حکومتی ادارے ای پی آئی کے صوبائی سربراہ کے بقول بچوں میں جو وائرس موجود پایا گیا طبّی لحاظ سے اس کا تعلق جنوبی افغانستان سے ہے سرحد پار لوگوں کی آمدورفت کی وجہ سے یہ وائرس پاکستان منتقل ہوا ہے اور قبائلی علاقوں میں پولیو کے شکار بچوں کی تعداد میں اضافے کی ایک بڑی وجہ ان علاقوں میں امنِ عامہ کی خراب صورتحال ہے جہاں پر پولیو کے قطرے پلانے کے لیے چلائی جانے والی مہم کے لیے حالات سازگار نہیں ہیں جن علاقوں میں مبینہ شدت پسندوں کا اثر و رسوخ قدرے زیادہ ہے وہاں پر حال ہی میں پولیو مہم نہیں چلائی جا سکتی فرقہ وارانہ فسادات سے متاثرہ کُرم ایجنسی، شورش زدہ ضلع سوات کے بعض علاقوں، باجوڑ ایجنسی اور ضلع

چارسدہ کے علاقے شب قدر میں گزشتہ مہم کے دوران چھ لاکھ کے قریب بچے پولیو کے قطرے لینے سے محروم سے رہ گئے تھے گزشتہ سال کے مقابلے میں رواں سال کے دوران پورے ملک میں پولیو کے شکار بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ محکمہ صحت کے مطابق سنہ دوہزار سات کے دوران پاکستان میں پولیو وائرس کا شکار ہونے والے اکتیس بچوں میں سے گیارہ صوبہ سرحد، بارہ سندھ، سات بلوچستان اور ایک کا تعلق صوبہ پنجاب سے تھا تاہم اب یہ تعداد ستر تک پہنچ چکی ہے۔اقوام متحدہ کے ادارہ صحت کی ایک رپورٹ کے مطابق سنہ دوہزار سات میں نو سو بانوے بچے پولیو کے وائرس کا شکار ہوئے تھے جبکہ انڈیا، پاکستان، افغانستان اور نائجیریا کے علاوہ باقی تمام ممالک سے پولیو کی بیماری کا خاتمہ کردیا گیا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ متاثرہ علاقوں میں اس بیماری کے بارے میں عوام میں شعور بیدار کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں کام کرنے والے ورکروں کے تحفظ کے لئے اقدمات اٹھائے جائیں اس کے لئے ضروری ہے کہ پولیو ورکروں کو خصوصی سیکیورٹی مہیا کی جائے ان کے معاوضوں میں اضافہ کیا جائے اور ان کو فل پروف سیکیورٹی مہیا کی جائے تاکہ وہ آزانہ طور پر بچوں کو پولیو کے قطرے پلا سکیں تب جا کر قوم کے نونہالوں کا مستقبل محفوظ کیا جا سکتا ہے۔

وہی ہوا جس کا ڈر تھا

کسی بھی مسئلے کا حل جنگ نہیں ہوتی دنیا میں جتنی بھی جنگیں لڑی گئی ان میں سے اکثریت کا حل بلاآخر مذاکرات سے ہی نکالا گیا پاکستان کی تاریخ میں یہ موڑ انتہائی اہمیت کا حامل تھا جب ملک کے اندر افراتفری اور دہشت گردی کا خاتمہ ممکن ہونے کو تھا لوگوں کو ایک امید ہو چلی تھی کہ شاید اب کی بار حکومت مذاکرات کے ذریعے سے امن کے قیام کو ممکن بنا سکتی اس کے لئے حکومتی کوششیں بلا شبہ لائق تحسین ہیں مگر جب حکومت ان مذاکرات کی طرف جا رہی تھی تو دوسری طرف نظر رکھنا بھی اس کا کام تھا کیونکہ سب جانتے ہیں کہ وہ کون سی طاقتیں ہیں جو یہ کبھی بھی نہیں چاہیں گی کہ پاکستان میں امن و مان کا بول بالا ہو جائے جب ہم کسی کو مذاکرات کی میز پر لے آتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ مذاکرات کو کامیاب بھی کیا جا سکتا ہے اب اس کو کس طرح سے راضی کرنا ہے یہ کام مذاکراتی کمیٹی کا ہے مثبت بات دونوں طرف سے یہ دیکھنے میں آئی کہ کسی بھی فریق کی طرف سے کوئی پیشگی شرائط نہیں رکھیں گئی تھی جس وجہ مذاکرات آسان اور بامقصد ہوتے نظر آ رہے تھے اور ان میں ہونے والی پیش رفت بھی تسلی بخش تھی مگر اچانک سے کچھ ایسے واقعات رونماء ہوئے یا کیے گئے جس کی وجہ سے سارے کا سارا عمل رک گیا بلکل اسی طرح جب پچھلی بار مذاکرات کی میز پر آتے ہوئے طالبان کو ایک

ہی امریکی ڈرون حملے سے اتنا دور کر دیا گیا اور قائم ہونے والی امن کی فضا کو خراب کر دیا گیا تھا اب کی بار ڈرون اٹیک تو نہ ہوا مگر تباہی اس سے زیادہ کی گئی تاکہ حکومت ان مذاکرات کو شروع کرنے کا سوچے بھی نہ دوسری طرف حملے ہمارے سیکیورٹی پر مامور ان بہادر نوجوانوں پر کیے گئے جن کی عزت و احترام عوام میں سب سے زیادہ ہے اس کا ایک ہی مقصد تھا کہ عوامی دباؤ لا کر حکومت کو مجبور کیا جائے کہ وہ آپریشن کرے نا کہ مذاکرات کی طرف جائے لیکن حکومتی صبر اس بات کی ضمانت ہے کہ حکومت کے سامنے ملکی حالات بلکل کھلے اور واضح ہیں سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر امریکہ افغانستان میں طالبان سے مذاکرات کر سکتا ہے تو پاکستان یہاں طالبان سے بات کیوں نہیں کر سکتا جب سے امریکہ افغانستان میں جنگ لڑ رہا ہے اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد سے صلح اور مذاکرات جیسے موضوع پر ایک سلسلہ کا آغاز ہو گیا تھا مگر ایک شور تھا بھانت بھانت کی آوازیں سننے میں آ رہی تھیں مذاکرات کرنے چاہیے مذاکرات کے ذریعے مسائل کو حل کیا جائے امن اومان کو لایا جائے طالبان کو قومی دھارے میں لایا جائے معتدل طالبان سے مذاکرات کیے جائیں اور دوسری طرف امریکہ اپنے اتحادیوں کے ہمراہ ان مذاکرات کے خلاف بھی باتیں کر رہا تھا کہ ہم مذاکرات نہیں کریں گے مذاکرات نہیں ہو سکتے مذاکرات کی بات بھی نہ کرو آخری حدف کے حصول تک لڑیں گے کوئی صلح نہیں ہو سکتی بس اب فیصلہ ہو کر رہے گا وغیرہ وغیرہ مگر آہستہ آہستہ امریکہ کے غبارے سے ہوا نکلنا شروع ہو گئی اور پھر

بیان کچھ اس طرح کے شروع ہوگئے ہتھیار پھینکنے والوں سے مذاکرات ہو سکتے وغیرہ اس کی سب سے بڑی وجہ وہ اخراجات ہیں جو ان جیسی جنگوں میں اکثر ہوتے ہیں اسی طرح جب پاکستان نے دیکھا کہ امریکہ خود تو طالبان سے مذاکرات کرکے اپنی جان چھڑوا رہا ہے تو پاکستان نے بھی طالبان سے مذاکرات کرنے کے لئے سوچنا شروع کیا اور ایک ایسا ماحول بن گیا کہ لگا کہ اب کی بار ہونے والے مذاکرات ماضی کے مذاکرات سے نا صرف مختلف ہوں گے بلکہ ان کے کامیاب ہونے کے امید واضح طور پر نظر آنے لگی تھی جب سے یہ مذاکرات شروع ہوئے تھے دہشت گردی کا سلسلہ بڑھ گیا تھا پہلے کراچی کا واقعہ ہوا پھر مہمند ایجنسی کا واقعہ یکے بعد دیگرے کئی دہشت گردی کے واقعات سے اس امن عمل کا راستہ رک گیا جس کے بارے میں لوگ بہت پر امید تھے حکومت اور طالبان کو یہ بات ذہن نشین کرنی چاہیے کہ اگر وہ مذاکرات کامیاب کرنے میں سنجیدہ ہیں تو ان بیرونی طاقتوں کی سازشوں کو ناکام بنانا ہوگا وہ بیرونی طاقتیں جو دہشت گردی کی سفاکانہ کاروائیاں کرکے اس کا سارا الزام طالبان پر ڈال کر حکومت کو مجبور کر رہی ہیں کہ وہ طالبان کے خلاف آپریشن کرے ان کی اس چال کو سمجھنا ہوگا اگر دیکھا جائے تو پاکستان نے امریکی جنگ میں بہت بڑا نقصان اٹھایا ہے اس جنگ کی وجہ سے پاکستان معاشی، معاشرتی اور اقتصادی طور پر مفلوج ہو کر رہ گیا ہے آج ہم جتنے بحرانوں کو سامنا کر رہے ہیں اگر ان سب کی شروعات دیکھی جائیں تو یہی امریکی جنگ ہے جس کی وجہ سے ہم ایسی دلدل میں

ڈوب رہے ہیں جہاں سے نکلنے کا واحد راستہ ہے کہ ہم اس جنگ کو ختم کر دیں اور مذاکرات کو کامیاب کرانے کی کوشش کریں ایسی صورت میں ہی پاکستان کو ان بحرانوں سے نجات دلائی جا سکتی ہے اور پاکستان کے اس امن و سکون دوبارہ واپس لایا جا سکتا ہے اس کے لئے ان بیرونی طاقتوں کی سازشوں کو سامنے رکھنا ہوگا اب یہ کام طالبان کمیٹی اور حکومتی کمیٹی کا ہے کہ وہ اس سارے معاملے کو کس طرح سے حل کرتی ہیں پہلی بار یہ دیکھنے میں آیا تھا کہ دونوں اطراف کے لوگ ناقابل یقین حد تک تحمل اور برداشت کا مظاہرہ کر رہے تھے اور دونوں طرف کے لوگ بھی پر امید تھے عوام کی اکثریت کی سوچ بھی اس کے حق میں ہموار تھی تمام فریقین جانتے تھے کہ خدا نخواستہ اب کی بار اگر یہ مذاکرات ناکام ہوئے تو وہ سارا عمل جو ملک سے دہشت گردی کے خاتمے امن و امان کی بحالی کے لئے شروع کیا گیا تھا بہت پیچھے چلا جائے گا اور اس عمل کے رکنے یا ٹوٹنے کی وجہ سے سب سے زیادہ نقصان پاکستان کا ہوگا اور اس عمل کو توڑنے والی قوتوں کا وہ مقصد پورا ہو جائے گا جس کے ذریعے سے وہ پاکستان میں امن و امان کے قیام کو نہیں دیکھنا چاہتی لیکن پاکستان کی عوام اب بھی پر امید ہیں کہ ملک سے دہشت گردی کے خاتمے کے لئے حکومت ان حلقوں سے بامقصد کامیاب مذکارات کرنے میں کامیاب ہو جائے گی -

مذاکرات یا وقت گزاری

پاکستان صرف مسلمانوں کو آزادی دلوانے کے لئے حاصل کیا گیا تھا جہاں انھیں مذہبی آزادی کے ساتھ ساتھ مکمل تحفظ کی ضمانت فراہم کی جا سکے پاکستان واضح طور پر دو قومی نظریے کی بنیاد پر قائم ہوا تھا جس کے آئین کی تشکیل کے وقت واضح کیا گیا تھا کہ اس کے آئین کا ہر حصہ قرآن اور حدیث کو سامنے رکھ کر تشکیل دیا جائے گا جس کے بعد پاکستان میں رائج ہونے والے تمام آئینوں میں اسلامی تعلیمات اور اسلامی شرعی قوانین کو واضح طور پر دیکھا جا سکتا تھا پاکستان کا موجودہ آئین 1973 میں یہ بات واضح طور پر درج ہے کہ پاکستان میں کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو اسلام اور اس کی بنیادی تعلیمات سے متصادم ہوگا اس آئین کی تیاری میں جید علمائے کرام کی مشہور قرارداد مقاصد کو بھی آئین میں شامل کیا گیا آئین کی تشکیل اسلامی شریعت کے تحت کی گئی جب آئین مرتب کیا گیا تو متعلقہ کمیٹی میں جید علمائے کرام مرحوم مفتی محمود، مرحوم شاہ احمد نورانی سمیت مولانا عبدالحکیم اور مولانا غلام غوث ہزاروی جیسی شخصیات شامل تھیں اس لئے اس آئین کے اسلامی ہونے میں کسی شبے کی گنجائش نہیں بچی تاہم کسی بھی آئین کو عصری ضرورتوں کے مطابق مزید بنانے کی گنجائش ہمیشہ موجود رہتی ہے دونوں ایوانوں کی دو تہائی اکثریت سے اس میں جہاں کہیں ضرورت محسوس ہو

مزید ترمیم کی جاسکتی ہے اسی آئین کے تحت قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا اسی آئین کے تحت اقلیتوں کو ان کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دی گئی تھی ہر فرقے اور ہر مذہب کے لوگوں کو اپنی عبادات اور رسم و رواج کے تحفظ کی ضمانت دی گئی تھے یہ تو وضاحت تھی کے پاکستان کا آئین اسلامی ہے یا غیر اسلامی اب آتے ہیں آج کل کے حالات کی طرف ملک میں بد امنی کو ختم کرنے کے لئے حکومت کی طرف سے شروع کیے گئے امن مذاکرات کو شروع ہونے سے پہلے ہی اسلامی اور ر غیر اسلامی آئین کے ترازو میں تول کر ختم کر دیا گیا اور ان مذاکرات کے شروع میں جس طرح کا ماحول بنا تھا کہ دونوں طرف سے کمیٹیوں کی تشکیل ،اور دونوں کمیٹیوں کا آپس میں رابطے کی وجہ سے لگ رہا تھا کہ کوئی نہ کوئی نتیجہ ضرور بر آمد ہو گا حکومت کی طرف سے واضح طور پر لچک دیکھائی جا رہی تھی مگر وہ قوتیں جو پاکستان میں امن نہیں دیکھنا چاہتی انھوں نے طالبان کے پاس قید سیکیورٹی فورسسز کے نوجوانوں کو شہید کروا کے سارا عمل روکوا دیا اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئے جو عناصر نفاذ شریعت کا نام لے کر لوگوں کے گلے کاٹ رہے ہیں اور دہشت گردی کے ذریعے معصوم شہریوں کو ہلاک کر رہے ہیں تعلیمی اداروں مساجد اور مقابر پر دھماکے کر رہے ہیں در حقیقت یہ اسلام کی اعلیٰ تعلیمات کو مسخ کر رہے ہیں اسلامی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو یہ افسوسناک حقیقت سامنے آتی ہے کہ اسلام کو مسخ کرنے کے سلسلے میں غیر مسلموں کے مقابلے میں مسلمانوں نے زیادہ مذموم کردار ادا کیا ہے اس کا

آغاز یزید کے دور حکومت سے شروع ہوتا ہے جس میں واقعہ کربلا سب سے بڑی مثال ہے جہاں نواسہ رسول ﷺ اور ان کے جانثاروں کے مدمقابل مسلمان ہونے کے دعویدار اور نمازی تھے وہ جس آخری نبی ﷺ کا حکم پڑھتے تھے انہی کے اس نواسے کو شہید کرنے کے لئے جمع ہوئے جسے نبیوں کے سردار ﷺ نے اپنے کندھوں پر سوار کیا تھا بلکل اسی طرح یہاں بھی ہو رہا ہے اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے کا یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے شریعت اور اسلام ہی کے نام پر یہ سب ہو رہا ہے لوگ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ طالبان بتائیں انہوں نے گردنیں کس شریعت کے تحت کاٹیں شریعت قیدیوں کے ساتھ کس قسم کے سلوک کی ہدایت کرتی ہے ہم بھارت کو اپنا ازلی دشمن تصور کرتے ہیں ماضی میں ہمارے ہزاروں قیدی بھارت کے پاس تھے اور بھارت کے قیدی ہماری تحویل میں اس بربریت کا مظاہرہ تو بھارت نے بھی قیدیوں کے ساتھ نہیں کیا جس کا شریعت کی بات کرنے والوں نے کیا ہے -

اسلامی تاریخ پر نگاہ دوڑائی جائے تو فتح مکہ کے واقعات ہمارے سامنے ہیں جہاں ایک قطرہ خون کا بہائے بغیر اسلامی شریعت کا نفاذ کیا گیا اسلامی غزوات میں قیدیوں کے ساتھ ہونے والے حسن سلوک کے قصے بھی آپ نے سنے اور پڑھے ہوں گے اسلام قیدیوں کے ساتھ کس برتاؤ کا حکم دیتا ہے اسلام تو وہ عظیم دین اور ضابطہ حیات ہے جو ایک بیگناہ اور معصوم انسان کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل سے تعبیر کرتا ہے اسلام عمل کا دین ہے یہ انسانوں کے باہمی

تعلقات اور زندگی کے تمام شعبوں میں ان کے کردار کی نشاندہی کرتا ہے دوسروں کی زندگیوں میں اسلام کی جھلک دیکھنے کی خواہش کرنے والوں کو سب سے پہلے اپنے کردار و عمل اور اپنی زندگیوں کا بھی جائزہ لینا چاہیے تھا۔ان مذاکرات کو ثبوتاژ کرنے میں سارا قصور طالبان کے سر جاتا ہے جنہوں نے مذاکرات کے شروع ہوتے ہی کراچی میں پندرہ پولیس اہلکاروں کو شہید کیا اور اس کی ذمہ داری بھی قبول کی جس پر حکومت نے تحمل کا مظاہرہ کیا پشاور میں بازاروں میں بم دھماکوں اور معصوم شہریوں کی ہلاکتوں پر بھی حکومت نے ضبط کیے رکھا لیکن مہمند ایجنسی کے طالبان کی طرف سے ایف سی کے 23 مغوی اہلکاروں کو شہید کرنے کے واقعہ کے بعد حکومت کے لئے یہ ناگزیر ہو گیا کہ وہ اپنے رویوں میں قدرے سختی پیدا کرے جس کے بعد جاری مذاکرات کو روک دینا ہی دانشمندانہ فیصلہ تھا کیونکہ اگر مذاکرات جاری رہتے تو دوسری طرف شاید یہ پیغام جاتا کہ حکومت ان عناصر سے خوف زدہ ہے اگر طالبان دوبارہ مذاکرات کی طرف آتے ہیں تو ان تمام سوالات کے جواب دینے ہوں گے اور غیر مشروط جنگ بندی کا اعلان کرنا ہوگا اور تمام گروپوں کی طرف سے مجوزہ اعلان پر عمل درآمد کو بھی یقینی بنانا ہوگا دونوں کمیٹیوں کے درمیان ڈیڈ لاک طالبان ہی کے ایک گروپ کی بربریت کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے اس ڈیڈ لاک کو اسی صورت ختم کیا جاسکتا ہے جب طالبان کی طرف سے غیر مشروط جنگ بندی کے اعلان اور اس اعلان پر تمام گروپوں کی طرف سے مکمل عمل درآمد کا واضح اعلان کیا جائے گا اگر ایسا اعلان

نہیں ہوتا تو یہی سمجھا جاسکتا ہے کہ انہیں مذاکرات سے کوئی سروکار نہیں اور وہ انہیں اپنی کسی حکمت عملی کے تحت وقت گزاری کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں۔

خوابوں کی تعبیر کون دے گا

میرے ایک عزیز نے انجینئیرنگ مکمل کی تو اس کی خوشی دیدنی تھی اس کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی بہت فخر تھا اور ہم اپنے دوستوں کو بتایا کرتے تھے کہ ہمارا اس فلاں رشتہ دار نے اعلیٰ تعلیم مکمل کی ہے جس کے اخراجات بھی بہت زیادہ ہیں اور اس کو مکمل کرنے کے لئے ذہنیت کی بہت ضرورت ہوتی ہے عموما لوگ سمجھتے ہیں کے اتنی زیادہ تعلیم حاصل کرکے شاید ان کے وہ تمام خواب پورے ہو جائیں گے جس کو کبھی انھوں نے دیکھا تھا جن کی تعبیر کو وہ اانکھوں میں سجائے اس مشکل سفر کے مسافر بنے تھے اس کا عملی مظاہرہ میں جب کبھی اپنے اس رشتہ دار سے ملتا ہوں تو اس کی آنکھوں میں ضرور دیکھتا ہوں ہاتھ میں اعلیٰ تعلیم کی ڈگری لئے وہ کسی بے بس انسان کی طرح ہی لگتا ہے جس کے پاس سب کچھ ہونے کے باوجود کچھ بھی نہیں ہوتا یقین کیجئے جب ایک طالب علم اعلیٰ تعلیم کے حصول کے بعد یونیورسٹی اور ادارے سے فارغ التحصیل ہوتا ہے تو اسکی آنکھوں میں روشن مستقبل کے خواب تیر رہے ہوتے ہیں اس کا دل عملی زندگی میں قدم رکھنے کیلئے بے تاب ہوتا ہے حسین خوابوں کی وادی میں اس وقت اضافہ ہوجاتا ہے جب اسکی ماں دروازے پر اس کا استقبال کرتی ہے، اپنے بیٹے کو سینے سے لگاتی ہے ماتھے پہ بوسہ دیتی ہے اور کہتی ہے کہ ” میرا

پتر افسر بنے گا'' وہی ماں جس نے اپنے بیٹے کی تعلیم کیلئے اپنے زیور بیچ دیئے تھے۔ اسکے والد اسے تھپکی دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ '' شاباش بیٹا تم نے میرا سر فخر سے بلند کر دیا'' وہی باپ جس نے شب و روز محنت کرکے اپنے بیٹے کی تعلیم کے اخراجات اٹھانے کیساتھ ساتھ اسکی تمام تر خواہشات کو پورا کیا تھا وہ بھائی اپنے ماں ، باپ ، بہن کے خوابوں کو اپنے خواب بنالیتا ہے وہ اپنی ماں کو کہتا ہے میری جاب لگے گی تو میں اپنی اماں جی کے لئے نئے زیور خریدوں گا اپنے والد گرامی کو بازو سے تھامتا ہے اور فرط جذبات میں کہتا ہے '' بابا آپکے سارے قرضے اتاردوں گا'' بابا اب آپ نوکری نہیں کریں گے پھر کہانی جیسے وہیں رک جاتی ہے وہ ہر اتوار کو اخبارات کے صفحات آسامیوں کے اشتہارات سے کالے تو ضرور دیکھتا ہے ہر اتوار وہ بیسیوں اداروں میں درخواستیں بھیجتا ہے نوکری کی تلاش میں انٹرویوز کے تجربات ایک، دو نہیں بیسیوں بار ہو چکے ہیں ایک ہفتہ، ایک ماہ چھ ماہ، ایک سال، دو سال گزر جاتے ہیں مگر نوکری ہے جو اس باہمت نوجوان کو، نہیں ملتی وجہ صرف یہ ہے کہ اس کے پاس سفارش نہیں ہے اچھی نوکری کے لئے دیے جانے والا نذرانہ نہیں ہے اوپر والے لوگوں سے تعلقات نہیں ہیں اسی نوکری کے چکر میں وہ اوور ایج ہو جاتا ہے اور جہاں کہیں نوکری کی تھوڑی بہت امید ہوتی بھی ہے وہ بھی ختم ہو جاتی ہے انہی اخبارات کے اندرونی صفحات کے کسی کونے کھدرے میں ایک ''خبر پڑھنے کو ملتی ہے'' بیرزگار نوجوان نے حالات سے تنگ آکر خود سوزی کرلی

یہی انجام ہوتا ہے جب خواب ٹوٹ جاتے ہیں یہ کہانی محض کہانی نہیں ، یہ ہر اس طالب علم کی روداد ہے جس نے غریبی میں آنکھ کھولی اور پاکستان کے بدترین تعلیمی نظام کے باوجود اعلی ڈگری تک اپنا سفر کیا ایک ایسا سفر جس کے راستے اتنے کھٹن ہیں کہ اکثر ہمسفر ساتھ چھوڑ جاتے ہیں اور کروڑوں میں سے ہزاروں ہی اعلی تعلیم حاصل کرپاتے ہیں دیہاتوں میں تو کم لوگ ہی اعلی تعلیم یافتہ ملتے ہیں زندگی کے بیشمار تلخ گریڈ میں پاس ہونے والا طالب علم اپنی زندگی A+ تجربات سے گزر جانے کے بعد سے یا تو ہاتھ دھو بیٹھتا ہے یا جرائم کی جانب گامزن ہوجاتا ہے، یا پھر غلامی کا کڑوا گھونٹ بھر کے چھوٹے چھوٹے دفاتر میں کلرکی کرتا ہے، یا کسی چوراہے پر ریڑھی لگا کر کرب و غم کی داستان بن جاتا ہے، یا کہیں ہمارے حکمرانوں کی دی ہوئی سکیموں کے مطابق ٹیکسی چلاتا ہوا نظر آتا ہے آپ آج بھی جا کر دیکھ لیں بہت سے حکومتی اداروں میں اتنی تعلیم افسران کے پاس نہیں ہوتی جتنی ان کے ماتحت کام کرنے والے لوگوں کے پاس ہوتی ہے نسبتا کم پڑھے لکھے لوگ اوپر اور پڑھے لکھے نیچے کام کر رہے ہوتے ہیں وجہ صرف سفارش اقربا پروری ، رشوت ، میرٹ کی پامالی ، حکومت کی ناقص پالیسی اور نہ جانے کیا ، کیا خرابیاں ہیں جو ان نوجوانوں کے دلوں پر : مونگ دل رہی ہیں : اور آج کا نوجوان چاہتے ہوئے بھی کچھ نہیں کر پا رہا کیونکہ ہمارے ہاں حکمران تو ضرور بدل رہے ہیں مگر نظام وہی ہے جس میں ہر طرف غلامی جیسے حالات کا دور دورہ ہے پاکستان کے آج کل کے حالات میں ایک طالب علم کا

مستقبل کیسے محفوظ ہوگا جب ان کے حکمرانوں کے پاس ان کیلئے ماسوائے سودی قرض دار بنانے کے کوئی پالیسی ہی نہیں ہے وہ بھی ایسا سودی قرض جس کے لئے گارنٹی دینے کو کوئی تیار ہی نہیں ،انھیں نوکریاں دینے کے بجائے ٹیکسی ڈرائیور بنانا اچھا خیال کیا جاتا ہے۔ سفارش اقربا پروری ،رشوت، میرٹ کی پامالی کا کلچر جہاں نظام بن گیا ہو وہاں ایک پڑھا لکھا ایماندار شخص کیا کرے گا۔ سفارش اقربا پروری ،رشوت، میرٹ کی پامالی میں لپٹے نظام کی وجہ سے پورے معاشرے میں بدبو پھیلی ہوئی ہے جب خواب ٹوٹ جاتے ہیں تو جرائم جنم لیتے ہیں جس کا عملی مظاہرہ کراچی میں چوری اور ڈکیتیوں میں پکڑے جانے والے نوجوانوں کی تعلیمی قابلیت کو دیکھ کر لگایا جا سکتا ہے جن کو مختلف نجی چینلز نے بھی رپورٹ کیا تھا مگر یہاں کسی کے سر میں جوں تک نہیں رینگی کے آخر اتنے پڑھے لکھے نوجوان ان جرائم میں کیونکر ملوث ہوئے ہیں اس کی وجوہات کیا ہیں۔ بعض بین القوامی سروئے کرنے والی فرموں کے مطابق حالیہ چند سالوں سے پاکستان سے ذہین دماغ بہت تیزی سے بیرون ممالک میں منتقل ہو رہے ہیں جس کی بنیادی وجہ بے روزگاری اور ان نوجوانوں کی صلاحیتوں کا استحصال بھی ہے اور ایسے زہین لوگ جن کی پاکستان کو بہت سخت ضرورت ہے اگر اس نازک مرحلے پر جب ملک کئی خطرناک قسم کے بحرانوں کا سامنا کر رہا ہے یہ بہترین ذہن باہر کی دنیا منتقل ہو رہے ہیں تو یہ موجودہ حکومت کے لئے اَلٹی میٹم ہے پاکستان کے کروڑوں غیور طلبہ آج یہ سوچنے پہ مجبور ہیں کہ یہ پیارا وطن ان کے آباؤ

اجداد نے اس لئے حاصل کیا تھا کہ یہاں ان کو جائز مقام ملے گا باعزت روزگار اور ترقی کے مساوی موقع ملیں گے مگر ملا کیا؟؟؟؟ یہی سوال بیداری طلبہ کا سبب بن رہا ہے اور یہی صدا لاکھوں دلوں میں چنگاری بن کے اٹھ رہی ہے امن ، فلاح، ملکی ترقی و کامرانی اسی میں ہے کہ ان نوجوانوں کو درست سمت دی جائے ان کے لئے مناسب اور جنگی بنیادوں پر اقدامات کیے جائیں اور ان کے خوابوں کو تعبیر دی جائے وگرنہ یہ چنگاریاں کب شعلوں میں تبدیل ہو جائیں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

آپ کو انعام مبارک ہو

میں اپنے آفس میں کسی کام میں مصروف تھا کہ ایک جاننے والا آ گیا جو متوسط طبقے سے تعلق رکھتا تھا کہنے لگا کہ یار میں تو لٹ گیا میں نے کہا کس نے لوٹا تو پہلے تو شرمندگی سے کچھ بتانے سے انکاری ہو گیا مگر جب میں نے اسے تسلی دی تو وہ ساری بات بتانے پر راضی ہو گا اس کی کہانی کچھ یوں تھی کہ میرے موبائل کے میسج کی گھنٹی بجی جب میسج چیک کیا تو لکھا تھا کہ مبارک ہو آپ کا پانچ لاکھ کا انعام نکلا ہے آپ اس دیے گئے نمبر۔۔۔پر کال کریں ہمارا نمائندہ آپ کی رہنمائی کرے گا میں نے سوچا ہو سکتا ہے کہ میری قسمت کھل گئی ہو یہ سوچ کر کے مجھے انعام مجھے کیسے مل سکتا ہے میں نے اس دیے گئے نمبر پر کال کی تو بظاہر ایک نہایت ہی مہذب آواز آئی کے اگر اپ فلاں کمپنی کے کسٹمر ہیں تو فلاں نمبر دبایئے اگر فلاں کہ ہیں تو فلاں، فلاں الغرض جب میں مطلوبہ نمبر پر پہنچا تو ایک آواز آئی کہ جناب بہت بہت مبارک ہو آپ پانچ لاکھ کے حقدار ہو گے میری تو جیسے جان ہی نکل گئی ہو میں نے پوچھا جناب پیسے ملیں گے کہاں سے تو صاحب فرمانے لگے کے آپ کو کوڈ بھیجا جا رہا ہے اس کو محفوظ رکھنا ہے اور کسی بھی شخص یہاں تک کے گھر والوں کو بھی نہیں بتانا اس کے بعد آپ جائیں دوکان پر وہاں سے ہمارے دیے گے نمبر پر

پانچ ہزار کا لوڈ کروائیں اس کے بعد آپ کو ایک اور کوڈ دیا جائے گا جس میں آپ کا انعام ہو گا میں نے ان کے نمبر پر پانچ ہزار کا لوڈ کروا دیا اس کے بعد انعام کا کہا تو کہنے لگے کے پانچ ہزار اور کروائیں وہ بھی کروا دیے تو اچانک سے وہ نمبر بند ہو گے جن پر مجھے ہدایات دی جا رہی تھیں اور میں اپنے دس ہزار سے محروم ہو گیا یہ تو ایسی کہانی تھی جو مجھ تک پہنچی اس جیسی کئی کہانیاں اور ہیں جو لوگ شرمندگی کی وجہ سے کسی کو نہیں بتاتے اپنے ملک کے لٹتے لوگوں کو دیکھ کر میں نے سوچا کیوں نہ اسی کو موضوع بنایا جائے یہی سوچ کر آج کا کالم تحریر کر رہا ہوں ہو سکتا ہے کئی اور لوگ اس کو پڑھ کر لٹنے سے بچ جائیں پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں موبائل فون کا استعمال بھی جس تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے وہ بہت ہی حیران کن ہے جس کا اظہار دنیا کہ ترقی یافتہ ممالک بھی کرتے نظر آتے ہیں پاکستان جہاں آج سے پندرہ سال پہلے ٹیلیفون کی سہولت صرف چند ہزار لوگوں کو میسر تھی آج وہاں موبائل اور ٹیلیفون کے صارفین کی تعداد دس کروڑ سے بھی اوپر جا رہی ہے اور موبائل فون کے استعمال میں اور موبائل سیلولر مارکیٹ میں اپنا ایک منفرد مقام بنانے میں جتنا کم وقت پاکستان نے لیا ہے شائد ہی کسی ملک نے لیا ہو پاکستان میں اس وقت کئی موبائل فون سروس دینے والی کمپنیاں انفرادی حیثیت یا شراکت داری میں اپنے کاروبار کو جاری رکھے ہوئے ہیں بلاشبہ یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جسے مشرف دور حکومت کے اچھے کاموں میں سے ایک کام کہا جا سکتا ہے پاکستان میں

ان موبائل کمپنیوں کو مانیٹر کرنے کے لیے پی ٹی اے کا ادارہ کام کر رہا ہے جس کے کاموں میں اولین کام صارفین کے حقوق کا تحفظ ان کو اعلیٰ قسم کی سروس پہنچانے میں کردار ادا کرنا اور ان موبائل کمپنیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھنا شامل ہے اب جبکہ پاکستان موبائل کمپنیوں کے لیے ایک پر کشش مارکیٹ بن چکی ہے اور ایک صارفین کی اچھی خاصی تعداد ہے جس سے ان کو خاطر خواہ منافع بھی ہو رہا ہے ایسی صورت حال میں جرائم پیشہ لوگ بھی متحرک ہو گئے ہیں اور ساتھ ہی موبائل کمپنیاں اپنے صارفین کو سہولیات دینے کے بجائے لوٹ مار میں مصروف ہیں جس کی وجہ سے عوام کی جیبوں سے اربوں روپے مفت میں بٹورے جا رہے ہیں اس کے علاوہ ان موبائلز کے عام ہونے کی وجہ سے منظم وارداتیں بھی عام ہو گئی ہیں جن میں کچھ منظم گروہ عوام کو انعام کی لالچ میں لوگوں کو بے وقوف بنا کر لوٹ رہے ہیں اور یہ سب کام ان موبائل کمپنیوں کی آشیر باد سے کیا جا رہا ہے اور عوام کو لوٹا جا رہا ہے ان لوگوں کا طریقہ واردات اتنا منظم ہوتا ہے کہ انسان نہ چاہتے ہوئے بھی لٹ جاتا ہے سب سے پہلے وہ آپ کے نمبر پر کال کرتے ہیں اس کال کے نمبرز سنگل ڈجٹ میں ہوتے ہیں جس سے واضح طور پر پتا چلتا ہے کہ یہ کسی موبائل نیٹ ورک کے مین آفس سے کال کی جا رہی ہے اس کے بعد باقاعدہ طور پر ٹیپ چلتی ہے کہ آپ کو فلاں نیٹ ورک میں خوش آمدید اس کے بعد فلاں سہولت کے لیے فلاں نمبر دبایے پھر آگے سے ان کا نمائندہ بڑی وضاحت سے سمجھاتا ہے کہ آپ کا اتنا انعام نکلا ہے دو تین لاکھ کا سن کر ویسے

ہی انسان کے حواس گم ہو جاتے ہیں پھر جب وہ پوری طرح شیشے میں اتار لیتا ہے تو کہتا ہے کہ آپ اتنی رقم ہمارے نام پر یا اتنے موبائل کارڈ لوڈ کروائیں سادہ لوح لوگ جو کہ ان کی چال کو نہیں سمجھ سکتے اور لٹ جاتے ہیں اور اس بارے میں جب متعلقہ کمپنی کو کال کی جائے تو جواب ملتا ہے کہ آپ اس نمبر کو بلاک کر دیں اب کوئی ان سے پوچھے کے جناب آپ اس نمبر کو بلاک کریں تاکہ مذید کئی لوگ لٹنے سے بچ جائیں مگر ان کمپنیوں کی بلا سے کے کوئی ان کے نیٹ ورک کا استعمال صحیح کرتا ہے یا غلط ،پی ٹی اے بھی ان کے سامنے بے بس ہے اس سلسے میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کا کہنا ہوتا ہے کہ وہ ان کے خلاف کاروائی نہیں کر سکتے کیونکہ ایسے جرائم کے خلاف کوئی قانون موجود نہیں ہیں جو حکومت اپنے وزراء اور دیگر لوگوں کے لیے قانون سازی راتوں رات کر سکتی ہے اور اسے منظور بھی کرا سکتی ہے تو جو شعبہ اس کے لیے آمدنی کا بڑا ذریعہ ہے اس کے صارفین کے تحفظ کے لیے کیونکر ایسا نہیں کیا جا رہا ہے یہ بات اس اس کی طرف اشارہ ہے کہ اس کام میں یقینا بہت سے بڑے لوگ بھی شامل ہیں جو کہ عوام کو لوٹنے والوں کو تحفظ فراہم کر رہے ہیں ۔ اس سلسلے میں پی ٹی اے کیا کر رہا ہے اور وہ موبائل نیٹ ورک جن کے صارفین لٹ رہے ہوتے ہیں وہ کہاں سو رہے ہوتے ہیں کیا وہ اتنے غافل ہیں کہ جن صارفین سے وہ لاکھوں روپے کما رہے ہوتے ہیں ان کا تحفظ بھی نہیں کر سکتے وہ اس لیے کہ وہ خود ان صارفین کو لوٹنے میں سر گرم ہیں کبھی انعامات کی لالچ میں کہ فلاں انعام نکلے گا اتنے

کا ٹاک ٹائم استعمال کریں، کبھی سوالات کے جواب دیں اتنا انعام حاصل کریں اور اس طرح سے روزانہ کی بنیاد پر کھیلی جانے والی ان انعامی گیمز کا کوئی حقدار سامنے نہیں آتا جس کا صاف سا مطلب ہے کہ یہ کمپنیاں صارفین سے اس مد میں لاکھوں روپے کما رہی ہیں اور ان کو روکنے اور چیک رکھنے والا ادارہ بھی کوئی کاروائی کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتا جس کا مطلب ہے کہ یہ سب اسی ادارے کی اشیر باد کے نتیجے میں ہو رہا ہے یہ بات بڑی واضح ہے کہ موبائل کمپنیوں پر پی ٹی اے کا کوئی چیک نہیں ہے دوسری طرف حکومتی ٹیکسوں کی وجہ سے صارفین پہلے ہی پریشان نظر آتے ہیں کیونکہ سو روپے والے کارڈ کے ریچارج پر مختلف ادائیگیوں کی مد میں پندرہ بیس روپے تو ویسے ہی کاٹ لیے جاتے ہیں اس کے بعد ہر کال پر ٹیکس پھر حکومت کی طرف سے ٹیکس الغرض کہ صارفین کو سو میں سے پچاس بھی بمشکل مل پاتے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت ان جرائم کو جو کہ کافی منظم ہو چکے ہیں قابو پانے کے لیے سب سے پہلے قانون سازی کرے اور ان کی سزائیں مقرر کرے اس کے بعد تمام موبائل کمپنیوں سے ان کے صارفین کے تحفظ کے حقوق دلوائے اور جو بھی کمپنی کوئی بھی انعامی سکیم شروع کرنے لگے اس کی پہلے پی ٹی اے سے منظوری حاصل کرنا ضروری قرار دیا جائے تمام کمپنیاں اپنے کال پیکجز کے ریٹ کو واضح کریں اور کسی بھی نیٹ ورک پر کال کرنے کی صورت میں خرچ ہونے والا

اور باقی بچ جانے والے بیلنس کو صارف تک پہنچائے تاکہ غریب صارفین کے سرمائے
کو ضائع ہونے سے بچایا جائے۔

اسلحے کی دوڑ کہاں تک

دنیا کے کئی ممالک اپنی حفاظت کے لئے اسلحہ خریدتے ہیں ان ممالک میں اکثریت ایشیائی ممالک کی ہے اور جنوبی ایشیاء کی اگر بات کی جائے تو یہاں بھارت وہ واحد ملک ہے جو اسلحے کی دوڑ میں سب سے آگے ہے یہاں یہ امر بھی واضح کرتا چلوں کہ اسلحے کی دوڑ سے مراد اسلحے کی پیداوار نہیں بلکہ اسلحے کی خرید ہے اس کے لئے بھارت کئی ملین ڈالر ہر سال خرچ کرتا ہے اس بات سے قطع نظر کے اس کے عوام کا کیا حال ہے جہاں تین چوتھائی لوگ غربت کی سطح سے بھی نیچے زندگی گزار رہے ہیں جہاں کئی ملین افراد کو بنیادی سہولیات زندگی میسر نہیں جہاں لوگوں کو دو وقت کا کھانا دستیاب نہیں اس کے باوجود بھارت کا کئی بلین کا اسلحہ خریدنا اس کے ان عزائم کی عکاسی کرتا ہے کہ وہ ایشیاء کا چوہدری بننے کا خواب آنکھوں میں سجائے اپنے لئے آگ و بارود کا ڈھیر لگا رہا ہے اس آگ و بارود کے ڈھیر میں وہ اپنے عوام کو مکمل طور پر نظر انداز کر رہا ہے جس کی وجہ سے وہاں کے غریب طبقے میں یہ سوچ پروان چڑھ رہی ہے کہ وہ کون سی وجوہات ہیں کہ اس کی پہلی ترجیح عوام نہیں بلکہ کچھ اور ہے۔اس کو ایشیاء کا چوہدری بنانے میں وہ ممالک سرگرم ہیں جن کا اسلحہ بھارت دھڑا دھڑ خرید رہا ہے ان ممالک میں امریکہ سرفہرست ہے جو بھارت کو اسلحہ فروخت کرکے کھربوں ڈالر کما رہا ہے

اور ساتھ میں بھارت کو تھپکی بھی لگا رہا ہے کہ وہ ایشیاء کی بڑی طاقت بن سکتا ہے اور اس کے مقابلے میں چین اور دیگر طاقت ور ملکوں کی کوئی بڑی احیثیت نہیں ہے اسی خوش فہمی میں مبتلا بھارت اپنے عوام کا استحصال کرتا نظر آتا ہے جس کا انکشاف سٹاک ہوم انٹر نیشنل پیس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کی رپورٹ سے ہوتا ہے بھارت کا جنگی جنون کم نہ ہو سکا اور اسلحے کے خریداروں میں سب پر بازی لے گیا چین جو کہ دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے پر بھی بھارت نے اسلحہ اکٹھا کرنے میں سبقت حاصل کر لی، چین دوسرے اور پاکستان تیسرے نمبر پر ہے جبکہ امریکہ اسلحے کا سب سے بڑا فروخت کنندہ ہے سٹاک ہوم انٹر نیشنل پیس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کا کہنا ہے کہ ہتھیاروں کی درآمد میں بھارت پہلے نمبر پر آ گیا ہے جبکہ اس کی درآمدات دوسرے اور تیسرے نمبر کے ممالک یعنی چین اور پاکستان سے تین گنا زیادہ ہیں رپورٹ کے مطابق 08-2004 کے درمیان بھارت دوسرے نمبر پر تھا جبکہ پہلے نمبر پر چین تھا تاہم 13-2009 کے درمیان بھارت ہتھیاروں کی درآمد میں پہلے نمبر پر آ گیا ہے،اس عرصے میں خریدے گئے ہتھیاروں کی تعداد میں 14 فیصد حصہ بھارت کا ہے جبکہ دوسرے اور تیسرے کے ممالک چین اور پاکستان کا 5,5 فیصد حصہ ہے۔ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے مطابق 13-2009 کے دوران بھارت نے 75 فیصد ہتھیار روس، 7 فیصد امریکہ اور 6 فیصد ہتھیار اسرائیل سے خریدے ہیں دوسری جانب چین جو 08-2004 کے دوران ہتھیاروں کی درآمدات میں پہلے نمبر تھا 13-2009 ء کے دوران دوسرے نمبر رہا ہے۔ہتھیاروں کی خرید میں

میں پاکستان کا حصہ محض 2 فیصد تھا جو 13-2009 میں بڑھ کر 5 فیصد 08-2004 ہو گیا ہے اور اسی کے ساتھ پاکستان سب سے زیادہ ہتھیار خریدنے والے ممالک میں تیسرے نمبر پر آ گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق 08-2004 اور 13-2009 کے درمیان بھارت کی جانب سے ہتھیاروں کی درآمد میں 111 فیصد اضافہ ہوا ہے جبکہ اسی عرصے کے دوران پاکستان کی جانب سے ہتھیاروں کی درآمد میں 119 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ پاکستان نے 54 فیصد ہتھیار چین سے، 27 فیصد ہتھیار امریکہ اور 6 فیصد ہتھیار سویڈن سے خریدے۔ رپورٹ کے مطابق 13-2009 کے دوران پاکستان اور بھارت دونوں نے فضائی کارروائی کو بہتر بنانے پر سرمایہ لگایا۔ بھارت نے روس سے 222 میں سے سخوئی لڑاکا طیارے، ایئر کرافٹ کیریئر خریدے بھارت نے اس اور 126 فرانسیسی رافیل جنگی طیارے بھی منتخب کیے T50 دوران 144 روسی لڑاکا طیارے حاصل کیے اور 100 JF17 ۔ دوسری جانب پاکستان نے چین سے 42 مزید کا آرڈر دیا ہے اور مذید طیارے پاکستان میں ہی تیار ہو رہے ہیں پاکستان کو 18 خریدنے کا F16C طیارے ملے ہیں جبکہ اس نے اردن سے 13 استعمال شدہ F16C آرڈر دیا ہے، ہتھیاروں کی فروحت میں 29 فیصد کے ساتھ امریکہ اس بار بھی پہلے نمبر پر جبکہ روس دوسرے نمبر پر رہا ہے۔ ان تمام اعداد و شمار کا اگر جائزہ لیا جائے تو کئی ٹریلین ڈالرز اس آگ و بارود کی خرید وفروخت کے لئے استعمال ہو رہے ہیں اگر ان کا استعمال ایشیاء سے غربت بے روزگاری کے خاتمے اور عوام کو بنیادی سہولیات کی فراہمی پر خرچ کیا جائے تو یقینا ایشیائی ممالک کی

عوام امریکہ اور یورپین عوام سے بہتر زندگی گزار سکتے ہیں مگر ضرورت صرف وسائل کا رخ عوام کی طرف موڑنے سے ہی ممکن ہے لیکن وہ ممالک جو دنیا میں اسلحے کے بڑے بیوپاری ہیں وہ کبھی نہیں چاہیں گے کہ یہ ممالک اسلحے کی خریداری کے بجائے وسائل کو عوامی فلاح و بہبود کے لئے استعمال کریں کیونکہ اس سے ان کو سالانہ کئی ٹریلین ڈالر کا فائدہ حاصل ہوتا ہے ان کے ہاں روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں اور اسلحے کی صنعت کی وجہ سے کئی ممالک کے اندورنی معاملات براہ راست ان ممالک کے کنٹرول میں ہوتے ہیں اور ان ممالک کی نظر میں اپنے مفادات کے سامنے کوئی ملک کوئی خطہ کوئی قوم اہمیت نہیں رکھتی۔

مارچ کو پریڈ کا انعقاد؟ 23

23مارچ 1940 کو لاہور میں قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد پاکستان کے قیام کی کوششوں میں ڈرامائی انداز میں تیزی آئی جس نے دیکھتے ہی دیکھتے پورے برصغیر میں پاکستان کے قیام کے مطالبے کو دوام بخشا ہر طرف ایک ہی نعرہ بن کے رہے گا پاکستان لے کے رہیں گے پاکستان گونج رہا تھا ایسے میں انگریز سرکار نے ہندوؤں کے ساتھ ملکر بہت کوششیں کی کہ وہ پاکستان کے قیام کو کسی بھی قیمت پر روک سکیں مگر مسلمانوں کے جذبہ آزادی کے سامنے ان کی تمام کوششیں اور تمام سازشیں رایگاں گئی اور آخر کار پاکستان دنیا کے نقشے پر ایک مسلمان قوم کی حیثیت سے نظر آیا جس کی وجہ سے آج ہم اپنے آپ کو آزاد کہلوانے کے قابل ہوئے یہ ایک لمبی کہانی ہے جس کا احاطہ شاید یہاں کے صفحات کرنے کی جازت نہ دیں اس لئے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں

میرے تمام کالم نگار بھائی اپنی تحریروں میں مختلف موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں جن میں ملکی مسائل اور عوامی مسائل پر روشنی ڈالی جاتی ہے مارچ کا مہینہ گزر چکا ہے اس ماہ کی 23 اور یوم پریڈ کی مناسبت سے میں نے سوچا اس پر کچھ ایسا لکھا جائے جس کو ہم فراموش کر رہے ہیں 23 مارچ کو یوم پاکستان

کے طور پر منایا جاتا ہے 23 مارچ کو یوم پریڈ بھی کہا جاتا ہے اس دن پاکستان کی مسلح افواج اپنی سامان حربی کی نمائشیں منعقد کرکے قوم کو اور دنیا کو یہ بتایا کرتی تھیں کہ ان کی طاقت کیا ہے اور وہ کیا کچھ کارنامہ ہائے سرانجام دے سکتے ہیں مجھے آج بھی یاد ہے کہ میرے والد مرحوم جو کہ پاکستان آرمی میں ہوا کرتے تھے کئی بار یوم پریڈ کے موقع پر اپنی فوجی گاڑی کے ساتھ پریڈ ایونیو سے گزرتے تھے یہ سلسلہ کئی سال جاری رہا لوگ بڑے شوق سے اس دن مسلح افواج کی پریڈ کو دیکھنے کے لئے پریڈ ایونیو کا رخ کرتے اور اگر نہیں جا سکتے تھے تو اپنے ٹی وی پر اپنی مسلح افواج کی پریڈ اور پیشہ ورانہ تربیت کا مظاہرہ ضرور دیکھتے۔

آج کل کے حالات کے تناظر میں دیکھا جائے تو اس پریڈ کے منعقد کرنے سے دو طرح کے فائدے حاصل ہوتے ایک تو پاکستانی قوم کو پتا چل جاتا تھا کہ ان کی مسلح افواج کی پیشہ ورانہ تربیت کیسی ہو رہی ہے دوسرا سامان حرب کو دیکھ کر عوام میں جزبہ حب الوطنی اور جذبہ جہاد کو فروغ ملتا تھا ماضی میں یہ پریڈ بڑے شاندار طریقے سے باقاعدگی سے منعقد کی جاتی رہی ہیں لیکن سن دو ہزار کے بعد سے تو اس کو کسی نہ کسی طور پر ٹالا جاتا رہا ہے جس کی وجہ سے آج وہ پریڈ ایونیو جہاں کبھی ہمارے مسلح افواج کے دستے اپنی جنگی تربیت کا عملی مظاہر کرتے تھے آج صرف احتجاج اور دھرنوں کے لئے خالی کیا جا چکا ہے۔

آج ہماری نوجوان نسل اس سامان حرب سے بلکل ناآشنا ہے جسے ہمارے مسلح افواج استعمال کرتے ہیں موجودہ دور میں ملک کو درپیش چیلنجز کو سامنے رکھتے ہوئے آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ پاکستان کی حکومت اس دن کو شیان شان طریقے سے منانے کے لئے اس پریڈ کو منعقد کرئے اور دنیا کو بتائے کے وہ اپنے مسلح افواج کی پیشہ ورانہ تربیت کا اہتمام کیسے کر رہی ہے اس طرح کی پریڈ سے دشمن کی افواج پر نفسیاتی پریشر بھی بڑھتا ہے دنیا کے کئی ممالک کی مثال ہمارے سامنے ہے جو ہر مناسب موقع پر اپنے فوجی سامان کی نمائش کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی مسلح افواج کی پیشہ ورانہ سرگرمیوں کو دنیا کے سامنے لانے اور پیش کرنے کا بہانہ تلاش کر رہی ہوتی ہیں اور ان ملکوں میں ایسی پریڈ باقاعدگی کے ساتھ منعقد کی جاتی ہیں ان ممالک میں امیر ملکوں کے ساتھ ساتھ غریب ملک بھی شامل ہیں جو اخراجات کی پروہ نہ کرتے ہوئے اپنی مسلح افواج کو دنیا کے سامنے لاتی ہیں ۔آج کے دور میں جب ہم دیکھتے ہیں کہ حکومت باقی نمود نمائش پر کروڑوں روپے کے اخراجات کر دیتی ہے مگر جب سامان حرب یا مسلح افواج کی تربیت کی نمائش کا وقت آتا ہے تو اسے فضول سرگرمی قرار دے کر یا پھر حالات کے ناموافق ہونے کا بہانہ بنا کر ٹال دیا جاتا ہے اور ایسا کئی سالوں سے ہو رہا ہے جس سے نوجوان نسل اپنی مسلح افواج کی پیشہ ورانہ سرگرمیوں سے سے ناواقف ہو رہے ہیں ۔آج ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت اور مسلح افواج 23 مارچ کو یوم پریڈ کے طور پر منانے کے لئے تمام تر ضروری

اقدامت اٹھائیں اور اس دن فوجی پریڈ کو ہر صورت میں باقاعدگی سے منعقد کیا جائے تاکہ نئی نسل کو فوجی تربیت اور فوجی سازو سامان سے آشناء کیا جاسکے اسکے ساتھ ساتھ دشمن کو بھی پتا چل سکے کہ پاکستان کی مسلح افواج کس قسم کے پیشہ ورانہ تربیت سے مالا مال ہیں اسلحے کی نمائش کرنے سے دشمن ملکوں کو پتا چلتا ہے کہ ہمارا ملک کمزور نہیں ہے ہمارا اسلحہ جدید سے جدید تر ہے اور ہماری مسلح افواج تمام تر جدید ٹیکنالوجی سے لیس ہیں۔

ایک نظر ادھر بھی

جب بھی کوئی تحریر لکھنے بیٹھتا ہوں اتنے سارے مسائل اور اتنے سارے موضوع نظر کے سامنے آتے ہیں کہ سوچنا پڑتا ہے کہ کس کو باقی موضوعات پر فوقیت دی جائے کیونکہ ہر مسئلے اور ہر موضوع کو دیکھ کر یہی لگتا ہے کہ شاید یہ پاکستان کا سب سے بڑا المیہ ہے دوسرے لفظوں میں پاکستان مسائلستان بنا ہوا نظر آتا ہے اور اس سب میں قصور عوام کا نہیں بلکہ ہمارے حکمرانوں کا ہے جن کی نا لائقیوں کی وجہ سے آج پوری قوم اضطراب کی کیفیت میں ہے ملکی معاملات درست کرنے کی باتیں کرنے والے آج اپنے بھکیڑوں میں پھنسے ہوئے نظر آتے ہیں جس کی وجہ سے ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی ،منافع خوری اور دیگر معاشرتی مسائل پیدا کرنے والوں نے عوام کو شدید تنگ کیا ہوا ہے۔

آج مارکیٹ میں ہر چیز کی نقل اصل چیز کی قیمت پر دستیاب ہے جعلی ادویات تیار کر کے انسانی زندگیوں سے بھی کھیلا جا رہا ہے، ایسی ادویات تیار کرنے والوں کو ایک لمحے کے لیے بھی خیال نہیں آتا کہ یہ انسانی زندگی کا معاملہ ہے مگر کثرت دولت کی خواہش نے دلوں سے خوف خدا اور انسانی ہمدردی کو نکال دیا ہے یہی وجہ ہے کہ جعلی ادویات کے استعمال اور ایک خاص قسم کے کھانسی کے

شربت پینے سے کئی انسانی جانیں ضائع ہو چکی ہیں کاغذی کارروائی اور خانہ پری کرنے کے لیے انکوائری کمیٹیاں اور کمیشن تشکیل دے کر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور ان انسان دشمنوں اور انسانیت کے قاتلوں کے خلاف قانون حرکت میں نہیں آتا، اور وہ درندے پھر اپنی درندگی میں مصروف ہو جاتے ہیں، ناپ تول میں کمی بیشی اور اشیاء خوردونوش میں ملاوٹ پرانی برائیاں ہیں اور قرآن و حدیث کے مطالعے سے یہ بات روز روشن کی طرح سامنے آتی ہے کہ پہلی قوموں میں یہ برائیاں موجود رہی ہیں اور کئی قومیں اس برائی کی وجہ سے قہر الٰہی اور غضب خداوندی کی لپیٹ میں بھی آئی ہیں ایسے عذاب کا شکار بننے والی قوموں کا ذکر قرآن و حدیث میں بکثرت ملتا ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے،، لیکن بد قسمتی سے ہم نے دیگر ارشادات نبوی ﷺ کی طرح اس فرمان مبارک کو بھی پس پشت ڈال کر اپنے کاروباری زندگی کے معاملات میں ایسے الجھے ہیں اور کثرت مال کی ہوس نے ہمیں دین سے دور کر کے بے راہ روی کا شکار بنا دیا ہے اور تھوڑا لگا کر زیادہ کمانے کے لالچ نے حرام وحلال کی تمیز ختم کر دی ہے شاید یہی سب سے بڑی وجہ ہے کہ آج ہم مسائل کی دلدل میں اترتے ہی جا رہے ہیں جیسے جیسے زمانہ ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے اسی انداز میں انسان کا شعور بلندی کی طرف رواں دواں ہے اس آگاہی اور شعور کی نعمت کو ہم منفی اور مثبت دونوں طرح استعمال میں لا کر اپنی زندگیوں کو خوش حال بنانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ حقیقت بھی اٹل ہے کہ

یہ دنیاوی زندگی چند روز کا کھیل تماشا ہے ہماری آنکھوں پر خواہشات نفس نے حرص و ہوس کی پٹی باندھ رکھی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے مفاد کے علاوہ کوئی اور چیز نظر ہی نہیں آتی ہم اپنے پاؤ گوشت کے لئے دوسرے کی بھینس زبح کرنے سے گریز نہیں کرتے اشیاء خوردونوش میں ملاوٹ یہ صرف مالی نقصان پہنچاتی ہے بلکہ انسانی جانوں کو بھی نا قابل تلافی نقصان پہنچتا ہے اس دنیا میں انسانی جان سے زیادہ قیمتی کوئی چیز نہیں ہے مگر ہم انسان ہو کر دوسرے انسانوں کی زندگیوں کو داؤ پر لگا رہے ہیں اور ایسا کرتے وقت ہمیں ایک لمحے کے لیے بھی احساس نہیں ہوتا کہ یہ انسانوں کا کام نہیں ہے بلکہ درندگی ہے کیونکہ دوسرے انسانوں کی زندگی سے کھیلنا درندوں کا کام ہوتا ہے، ہم کاروباری زندگی کے معاملات میں الجھ کر زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کا سوچتے ہیں اس کے لیے خواہ کوئی بھی طریقہ اپنانا پڑے اس کی پرواہ نہیں کرتے ہیں اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ ایک بزنس مین ہونے کے ساتھ ہم مسلمان بھی ہیں اور اسلام نے ہمیں کاروبار کے طریقے اور اصول بڑی وضاحت کے ساتھ بتائے ہیں اور ناپ تول میں کمی بیشی اور ملاوٹ کرنے سے سختی سے منع کیا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے دوسروں کو مالی اور جانی نقصان پہنچتا ہے اور ہمارا مذہب تو دوسرے انسانوں کے علاوہ جانوروں تک فائدہ پہنچانے کا درس دیتا ہے، مگر افسوس کہ ہم نے کاروبار زندگی میں سے اسلام کو باہر نکالا ہوا ہے اور اسلام کے سنہری اصولوں کو پس پشت ڈال کر خود ساختہ زیادہ منافع کمانے کے طریقے ایجاد کرکے

اپنے ساتھ دوسرے لوگوں کی زندگیوں کو بھی تباہ و برباد کر رہے ہیں دودھ بھی خدا کی ایک نعمت ہے آج کے اس ترقی یافتہ دور میں دودھ کی مقدار کو بڑھانے کے لیے ایسے ایسے طریقے ایجاد ہو چکے ہیں کہ عام آدمی یہ طریقے جان کر حیران رہ جاتا ہے پہلے دودھ میں پانی ملانے اور زیادہ دودھ کے حصول کے لیے بھینسوں کو ٹیکے لگانے کا رواج عام تھا یہ ٹیکہ بھینس کے اعصاب کو فوراً ڈھیلا کر دیتا ہے تو ایسے دودھ کے استعمال کرنے والے بچے بوڑھے اور جوان سستی اور کاہلی کا شکار ہونے لگتے ہیں آج کے نوجوان نسل میں تھکاوٹ، سستی اور کاہلی کی جو علامات پائی جاتی ہیں اس کی بڑی وجہ ایسے دودھ کے استعمال کی ہے اس زہریلے اور کیمیکل ملے دودھ کے استعمال کرنے سے کئی طرح کی موذی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں مگر اس پر قابو پانے کے لیے کوئی طریقہ نہیں اپنایا جا رہا ہے دودھ میں مختلف کیمیکل کی ملاوٹ کے علاوہ ایک اور خرابی بھی ہے وہ یہ کہ گوالے دودھ کے لیے پلاسٹک کے بنے ہوئے ڈرم استعمال کرتے ہیں اور عام طور پر گوالے یہی ڈرم دودھ کی سپلائی کے لیے استعمال کرتے ہیں اور ان ڈرموں میں مختلف خطرناک قسم کے کیمیکل لائے جاتے ہیں جن پر واضح طور پر لکھا ہوتا ہے کہ استعمال کے بعد ان ڈرموں کو ضائع کر دیا جائے مگر ہم انھیں استعمال کرتے ہیں اور وہ بھی ایک ایسی شئے کے لئے جس کا ہماری صحت سے گہرا تعلق ہوتا ہے ہمارے ہاں بد قسمتی سے چیک اینڈ بیلنس کا کوئی موثر نظام نہیں ہے اس لیے جس کے دل میں جو کچھ آتا ہے وہ کر رہا ہے اور جب پانی

سر سے گزر جاتا ہے تو متعلقہ محکمہ خواب غفلت سے بیدار ہوتا ہے جس میں کسی بھی چھوٹے موٹے عہدیدار کو قربانی کا بکرا بنا سارے معاملے پر مٹی ڈال دی جاتی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت اپنے سیاسی مسائل سے باہر نکل کر عوام کے مسائل کو بھی حل کرنے کی کوشش کرے جس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان سنگین، معاشرتی مسائل پر قابو پانے کے لیے اقدام اٹھائے کیونکہ انسانی جانوں سے کھیلنے والے کسی رعائت اور معافی کے لائق نہیں ہیں اسی طرح اپنے منافع کے لئے پوری قوم کو عذاب میں مبتلا کیے رکھنے والے لوگوں کے خلاف ایکشن وقت کی ضرورت ہے تاکہ دیگر بہت سے مسائل کا سامنا کرنے والی پاکستانی عوام کو کچھ تو ریلیف دیا جاسکے۔

لہو لہو اسلام آباد

وفاقی حکومت کی طرف سے طالبان سے شروع کیے جانے والے مذاکرات اب نتیجہ خیز موڑ پر پہنچ چکے ہیں دونوں طرف سے قیدیوں کے تبادلے کے بعد اچھا ماحول بن چکا تھااور اس ٹائم پیریڈ کے دوران حیرت انگیز طور پر کوئی خاص بڑا واقعہ ماسوائے ااایف ایٹ کچہری کے رونماء نہیں ہوا تھا۔کہ اسلام آباد کے سیکٹر ایچ 11 میں واقع سبزی منڈی کے اندر صبح کے مصروف اوقات آٹھ بجے کے قریب دھماکہ ہوا جس سے 21 افراد ہلاک اور 80 سے زیادہ زخمی ہوگئے ہیں دھماکے کے بعد پولیس نے پورے علاقے کو گھیرے میں لے لیا ہے اور امدادی کارکن جائے وقوعہ پر پہنچ گئے دھماکے میں اتنی بڑی تعداد میں لوگ زخمی بھی ہوئے پمز ہسپتال کے ترجمان ڈاکٹر جاوید اکرم کے مطابق ہلاکتوں کی تعداد 23 ہے اکیس ہلاکتوں کی تصدیق وزیر داخلہ نے بھی کی انھوں نے بتایا کہ زخمیوں کی تعداد اسی ہے زیر داخلہ نے طالبان کی طرف سے لاتعلقی کا اظہار کرنے کے بارے میں کہا کہ تفتیش کے بغیر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کون ذمہ دار ہے اور کون نہیں وزیر داخلہ نے یہ بھی انکشاف کیا کہ سبزی منڈی کے مرکزی راستے پر لگائے گئے 'ڈیٹیکٹر' ناقص ہیں اور ان سے بارود کا پتا نہیں چلایا جا سکتا سوال یہ ہے کہ اگر یہ ڈیکٹیٹر ناقص تھے تو ان کی چیکنگ کی ذمہ داری کس کی تھی ؟کیا جس

کی ذمہ داری تھی انھوں نے ان کو چیک کیا تھا اگر نہیں تو کیوں ؟ یہ وہ سولات ہیں جن کا جواب وزیر داخلہ موصوف کو بر حال دینا ہو گا۔ اسلام آباد کا ترقیاتی ادارہ سی ڈی اے سبزی منڈی میں گاڑیوں کی پارکنگ کے علاوہ سبزیوں اور پھلوں سے لدی ہوئی گاڑیوں کے منڈی میں داخلے کی مد میں 120 روپے فی گاڑی کے حساب سے سالانہ تین کروڑ روپے سالانہ کا معاوضہ وصول کرتا ہے لیکن اس کے باوجود اس منڈی کی سیکیورٹی اور صفائی کا جو نظام ہے وہ کسی بھی طور پر درست نہیں کہا جا سکتا اسی صورت حال کی وجہ سے ایسے واقعات رونماء ہوتے ہیں جن پر شور و غل کیا جاتا ہے مگر چار دن گزرنے کے بعد پھر وہی صورت حال ہو جاتی ہے اسلام آباد کی یہ سبزی منڈی علاقے کی بڑی منڈیوں میں سے ایک ہے اور یہاں ملک کے دور دراز علاقوں اور چاروں صوبوں سے پھلوں اور سبزیاں فروخت کے لیے لائی جاتی ہیں جن کے خریدار تاجر اسلام آباد راولپنڈی اور گردو نواح کے علاقوں سے آتے ہیں جن میں زیادہ تر چھابہ فروش اور ریڑھی بان ہوتے ہیں جو یہاں سے فروٹ خرید کر پورا دن فروخت کر کے اپنا اور اپنے گھر والوں کا پیٹ پالتے ہیں اسلام آباد انتظامیہ کے مطابق روزگار اور کاروبار کے سلسلے میں روزانہ دو سے تین لاکھ افراد اس منڈی میں آتے ہیں ان غریب مزدوروں کو اس طرح دہشت گردی کا نشانہ بنانا قابل مذمت ہے۔ چونکہ منڈی میں لایا جانے والا فروٹ صبح کے اوقات میں ہونے والی بولی میں فروخت کیا جاتا ہے اور منڈی میں صبح سویرے ہی نیلامی شروع ہو جاتی ہے اور اس دوران سینکڑوں

افراد موجود ہوتے ہیں اور یہ واقعہ بھی نیلامی کے دوران پیش آیا جس کی وجہ سے جانی نقصان بہت زیادہ ہوا ہے عینی شاہدین کا کہنا ہے کہ جس وقت یہ دھماکہ ہوا اُس وقت وہاں سات سو کے لگ بھگ افراد موجود تھے زخمیوں اور ہلاک ہونے والوں کو گاڑیوں میں ہسپتال لے جایا گیا دھماکے میں زخمی ہونے والے افراد کو اسلام آباد کے شفا انٹرنیشنل ہسپتال، پولی کلینک اور پمز منتقل کیا گیا ہے اور ہسپتالوں میں ایمرجنسی نافذ کر دی گئی جس جگہ پر دھماکہ ہوا وہاں پر پولیس اہلکاروں کی تعداد نہ ہونے کے برابر تھی جو پولیس کی کارکردگی پر بھی سوالیہ نشان ہے تھانہ سبزی منڈی جائے حادثہ سے چند میٹر کے فاصلے پر ہی ہے حکام کے مطابق اس تھانے میں پولیس اہلکاروں کی تعداد صرف ہے واضح رہے کہ اس سے پہلے سابق فوجی صدر پرویز مشرف کے دور میں بھی اسی 25 سبزی منڈی میں دھماکہ ہوا تھا جس کے نتیجے میں ایک سو کے قریب افراد ہلاک ہو گئے تھے اُس واقعے کے بعد سبزی منڈی کے اطراف میں دیوار تعمیر کرنے کا حکم دیا گیا تھا لیکن ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا یہ دیوار کیوں تعمیر نہیں ہوئی اس کی تعمیر نہ ہونے کی وجہ سے ہونے والے نقصان کی ذمہ داری کس پر ہے ؟اسسٹنٹ آئی جی اسلام آباد کے مطابق اس حملے میں تقریباً پانچ کلو دھماکہ خیز مواد استعمال کیا گیا ہے پولیس ذرائع کے مطابق دھماکہ خیز مواد امرودں کی پیٹیوں میں رکھا گیا تھا جو نیلامی کے دروان پھٹ گیا۔ سبزی منڈی کے تاجروں نے اپنی مدد آپ کے تحت حفاظتی اقدامات کیے تھے لیکن حکام کی ہدایات

کی روشنی میں وہاں پر تعینات سیکورٹی گارڈز یہ کہہ کر ہٹا دیے گئے کہ اُنھیں بھتہ خوری کی وارداتوں میں استعمال کیا جاتا ہے وفاقی حکومت نے سیکیورٹی پالیسی کااعلان کر دیا ہے لیکن عوام تو تب ہی اسے سراہیں گے جب ان کے جان و مال کا تحفظ یقینی بنے گا ۔ادھر تحریک طالبان پاکستان نے اس دھماکے کے علاوہ سبی کے ریلوے سٹیشن پر ہونے والے دونوں حملوں سے لاتعلّقی کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مذمت کی ہے ایسے میں حکومت کو اپنی تحقیقات کا دائرہ کار وسیع کرتے ہوئے پتا لگانا چاہیے کہ وہ کون سے عناصر ہیں جو دہشت گردی کے ذریعے سے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل چاہتے ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ وزیر داخلہ صاحب اپنے اس بیان کی پاسداری کریں جس میں انھوں نے اسلام آباد کو محفوظ شہر بنانے کا وعدہ کیا تھا اس کے لئے صرف باتوں اور پالیسیوں سے کام نہیں چلے گا بلکہ حقیقت پسندانہ اور عملی کام کرکے دیکھانا ہو گا ۔

بگ تھری اور پاکستان

ورلڈ کپ ٹی 20 ختم ہو چکا ہے جس میں دنیائے کرکٹ کی کئی ٹیموں نے حصہ لیا تھا اور کرکٹ پر ہمیشہ سے حکمرانی کرنے والے ممالک اور خاص طور پر وہ ممالک جو کرکٹ کی عالمی کونسل میں عمل دخل کو اپنا حق سمجھتے ہیں کے لئے ایک ایسا زخم دیا کہ یہ ممالک مدتوں یاد رکھیں گے لیکن اس بات کے مترادف کے رسی جل گئی پر بل نہ گیا یہ ممالک اب بھی اپنے آپ کو کرکٹ کا چوہدری سمجھتے ہیں ان بگ تھری کے کرتا دھرتا آسٹریلیا کی تو ایسی درگت بنی کے وہ منہ چھپائے نظر آیا بگ تھری کا نام حالیہ کچھ دنوں سے منظر عام پر ایا تو لوگوں نے اس میں دلچسپی لینا شروع کی جس کے بعد پتا چلا کہ یہ بگ تھری ہے کیا ؟بگ تھری تین ممالک ،بھارت ،آسٹریلیا اور انگلینڈ کی کی ملی بھگت سے کرکٹ کے عالمی معاملات پر کنٹرول حاصل کرنے لیے ایک منصوبہ تھا جو کامیاب ہو چکا ہے اور اس کو کو میاب کروانے میں دیگر کرکٹ کھیلنے والے ممالک نے اہم کردار ادا کیا اور اپنے وقتی فائدے کے لئے ہمیشہ کی غلامی قبول کر لی۔ کرکٹ کی عالمی تنظیم پر قبضہ کرنے کے لئے بھارت ،آسٹریلیا اور انگلینڈ کی کو ایک بڑے رکن ملک کی ووٹ درکار تھی جو انھیں جنوبی افریقہ المعروف (چوکرز) نے عطاء کی یوں عالمی کرکٹ کے جنازے کو چوتھا کندھا جنوبی افریقہ نے فراہم

کرکے ثابت کیا کہ دنیا کے ہر ملک کے اپنے اپنے مفادات ہوتے ہیں جنوبی افریقہ کے اس فیصلے کے بعد جس کے بعد بھارت، آسٹریلیا اور انگلینڈ کی جانب سے عالمی کرکٹ کے مالی و انتظامی امور پر قبضے کی کوشش کامیاب ہو گئی اور آئی سی سی نے بگ تھری منصوبے پر اپنی منظوری کی مہر ثبت کردی آخری لمحات میں جنوبی افریقہ نے پاکستان اور سری لنکا کو ہاتھ دکھاتے ہوئے بگ تھری سے ہاتھ ملا لیا تھا جس کے بعد مطلوبہ اکثریت حاصل ہوتے ہی مسودہ منظور کرلیا گیا پاکستان اور سری لنکا نے اس موقف کے ساتھ ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا کہ وہ اس ڈرافٹ پر غور کریں گے آئی سی سی کی جانب سے منظور ہونے والے منصوبے کے مطابق آسٹریلیا، انگلینڈ اور بھارت آئی سی سی کے مستقل رکن ہوں گے جبکہ چوتھا رکن آئی سی سی کے باقی 7 ممبرز کسی ایک ملک کو منتخب کریں گے اجلاس میں بھارتی کرکٹ بورڈ کے صدر سری نواسن (جو کہ اب بھارتی سپریم کورٹ کے احکامات کی وجہ سے معطل ہیں) کو آئی سی سی کی ایگزیکٹو کمیٹی کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔ جبکہ آئی سی سی کے مالی اور دیگر معاملات انگلینڈ اور آسٹریلیا کے ہاتھ میں آگے۔آئی سی سی کے اس متنازع منصوبے کے تحت عالمی کرکٹ کی آمدنی کا بڑا حصہ بگ تھری کرکٹ بورڈز کو ملے گا جبکہ ٹیسٹ میچوں میں ترقی اور تنزلی کا بھی تینوں کرکٹ بورڈز پر اطلاق نہیں ہوگا عالمی کرکٹ پر بگ تھری کا قبضہ تو ہو گیا سری لنکا کے علاوہ کسی نے پاکستان کا ساتھ نہیں دیا لیکن اب آگے کیا ہوگا؟ اس حوالے سے کئی سوالات ہیں جن کا جواب یہاں

دینا چاہوں گا پہلا سوال کیا پاکستان عالمی کرکٹ میں تنہائی کا شکار ہو گیا ہے؟ جس کا جواب ہے کہ یقینا نہیں کیونکہ پاکستان دنیائے کرکٹ کا ایسا ملک ہے جو ایک بار کا عالمی چمپین ایک بار کا ٹی 20 چمپین اور کئی سالوں تک عالمی رینکیگ میں نمبر ون ٹیم کے طور پر جانا جاتا ہے جس کے پلیرز کی تعریفیں عالمی دنیا بھی کرتی نظر آتی ہے۔ دوسرا سوال کیا پاکستان کی کرکٹ مزید تباہ ہو جائے گی؟ اس کا جواب کچھ پریشان کن ہے کیونکہ عالمی کرکٹ کے معاملات ان تین ممالک بھارت ،آسٹریلیا اور انگلینڈ کے پاس جانے سے ہماری کرکٹ پر فرق تو پڑے گا کیونکہ یہ ممالک پاکستان کو تعصب کی نظر سے دیکھتے ہیں اور خاص طور پر بھارت تو پاکستان کی کرکٹ کو کسی بھی طور پر اوپر آتے نہیں دیکھنا چاہتا اسی لئے وہ پاکستان میں حالات ناسازگار ہونے کا بہانہ بنا کر کسی بھی عالمی ایونٹ کو یہاں منعقد کروانے میں رکاوٹ ثابت ہوتا ہے اور اس طرح اگر ملک میں انٹرنیشنل کرکٹ نہیں ہو گی تو کس طرح نئے پلیرز سیکھیں گے اب تو گراس روٹ لیول کی کرکٹ کو بھی مشکلات کا سامنا ہے کیونکہ حکومتی سطح پر گراس روٹ لیول پر کوئی خاطر خواہ تعاون نہیں کیا جاتا۔کیا پاکستان نے اپنا کیس درست طریقے سے پیش نہیں کیا؟ اس سوال کا جواب حوصلہ افزاء ہے کہ پاکستان نے اپنا کیس اچھی طرح پیش کیا مگر وہ ممالک جو ہمارے ہمنواء بنے ہوئے تھے ان کی بے وفائی کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا۔ کیا وزیر اعظم پاکستان کی عدم دلچسپی سے پی سی بی کو موقف پیش کرنے اور دیگر بورڈز

سے بات کرنے میں مشکل پیش آئی؟ یہ بات کسی حد تک درست ہے کیونکہ اس وقت پی سی بی کے چیئرمین ذکاء اشرف تھے جن کی سیاسی وابستگی پاکستان پیپلز پارٹی کے ساتھ تھی شاید اسی وجہ سے ان کو وزیر اعظم نے ملاقات کا وقت ہی نہیں دیا یوں وہ کوئی اہم فیصلہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔ کیا پاکستان کرکٹ بورڈ نے جذبات سے کام لیتے ہوئے اپنا ہی نقصان کیا ہے؟ نہیں پاکستان کو دیگر ممبر ممالک نے جس طرح کے تعاون کا یقین دلایا تھا اس حوالے سے پاکستان کا موقف مضبوط تھا مگر ان ممالک کے یوٹرن کی وجہ سے ایسا ہوا کے بھارت، آسٹریلیا اور انگلینڈ کو اپنی مطلوبہ تعداد کے مطابق ووٹ مل گئے۔ کیا پاکستان میں عالمی کرکٹ کی بحالی اب ایک خواب ہی رہے گی؟ شاید

۔۔۔۔اب جبکہ پاکستان کرکٹ بورڈ کے چیئرمین نجم سیٹھی کی طرف سے بگ تھری کی مشروط حمایت سامنے آئی ہے تو ایسے میں کہا جا سکتا ہے کہ کرکٹ کے بگ تھری پاکستان کے ووٹ کا خیال کرتے ہوئے پاکستان ٹیم سے میچیز کھیلیں گے جس سے پاکستان کرکٹ کو بہت فائدہ ہوگا۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی یاد رکھنی ہوگی کہ انڈیا اس بگ تھری کی سربراہی کر رہا ہے جس کے ہوتے ہوئے یہ بات کبھی بھی وثوق سے نہیں کہی جا سکتی کہ وہ پاکستان کے مفادات کو نقصان پہنچانے سے باز آئے گا اس لئے کرکٹ بورڈ کو چاہیے کہ جو بھی فیصلہ کرئے سوچ سمجھ کر اور تحمل سے کرئے تاکہ پاکستانی عوام کو اپنی ٹیم ہمیشہ کھیلتی ہوئی نظر آئے۔

جوش نہیں ہوش

حالیہ دنوں میں اسلام آباد کا موسم گرم ہو رہا ہے اور گرمی کی شدت میں اضافہ ہو رہا ہے ایسے ہی اسلام آباد کی فضاؤں میں جنرل ریٹائرڈ مشرف کے مقدمے کی وجہ سے وفاقی حکومت اور فوج کے درمیان بھی موسم کافی گرم نظر آتا ہے

وزیر اعظم نواز شریف نے فوج کے دو جرنیلوں کو بائی پاس کرتے ہوئے جنرل راحیل شریف کو فوج کا سربراہ مقرر کیا تو سوشل میڈیا پر طوفان برپا ہو گیا کوئی اسے ساڈا جج ساڈا جرنیل تے ساڈا افسر کہہ رہا تھا تو کوئی اسے شریف کے سابقے سے مشابہت دے رہا تھا غرضیکہ ایک طوفان تھا جو تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا جب حکومت نے سابق آرمی چیف کے خلاف کاروائی کا آغاز کیا تب پاک آرمی کے سربراہ کے ایک مختصر سے بیان نے ملک کے سیاسی منظر نامے میں ہلچل مچا دی جس کے بعد خواجگان کی طرف سے جوابی فائر نے جلتی پر تیل کا کام کیا سب سے زیادہ شدت اس وت پیدا ہوئی جب خواجہ آصف نے اسمبلی فلور پر داروں سے متعلق تھوڑا کٹروا بیان دیا اس دوران فوج کے کورپس کمانڈرز کی ماہانہ کانفرنس کے دوران فوج کے اہم جرنیلوں کی طرف سے صورتحال پر ناپسندیدگی کی

اطلاعات موصول ہوئی اسی پس منظر میں وزیر اطلاعات یہ وضاحت کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ حکومت اور فوج کے درمیان کوئی اختلاف نہیں اگرچہ سیاسی حلقے اور تجزیہ نگار اس بات پر متفق ہیں کہ فوج اور ملک کی سیاسی حکومت کے درمیان کوئی بڑا بحران نہیں ہے اور ملک میں جمہوریت کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہے لیکن کوئی بھی اس حقیقت سے مکمل طور پر انکار کرنے کا حوصلہ نہیں کرتا کہ حکومت کے متعدد اقدامات اور مختلف معاملات پر وزراء کے بیانات فوج میں بے چینی پیدا کرنے کا سبب بنے کانفرنس کے بعض شرکاء کے حوالے سے جو خبریں اخبارات میں شائع ہوئی ہیں ان میں فوجی قیادت کی بے چینی کا ذکر موجود ہے ان خبروں میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ فوجی لیڈر بعض معاملات پر حکومتی اقدامات اور رویوں سے خوش نہیں ہیں بظاہر جنرل راحیل شریف کے بیان میں کوئی خاص بات نہیں ہے اور جیسا کہ وزیر اطلاعات پرویز رشید اور اپوزیشن لیڈر سید خورشید شاہ نے کہا ہے کہ ان کا بیان بالکل مناسب ہے ہر ادارے کو اپنے مفادات کا تحفظ کرنے اور اپنے وقار کے لئے کام کرنے کا حق حاصل ہے لیکن پاکستان کے مخصوص پس منظر میں یہ بیان غیر معمولی طور پر سخت اور ایک وارننگ کی حیثیت رکھتا ہے اگرچہ یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ پاک فوج ملک کے سیاسی نظام کی حمایت کرتی ہے اور اسے خراب کرنے کی خواہش نہیں رکھتی لیکن پاکستان جیسے ملک میں فوج کو بطور ادارہ تنقید کا نشانہ بنانا یا ایسے بیانات جاری کرنا جن سے فوج یا فوجی قیادت کی توہین کا پہلو

نکلتا ہو انتہائی خطرناک اور پریشان کن ہے تاریخی پس منظر کے علاوہ ملک کی موجودہ سکیورٹی صورتحال بھی اس حوالے سے بے حد اہمیت رکھتی ہے جنرل راحیل شریف نے اپنے ایک بیان میں ملک کو درپیش اندرونی اور بیرونی خطرات کا ذکر کیا تھا حقیقت یہ ہے کہ اس وقت ملک کو بیرونی سے زیادہ اندرونی خطرات کا سامنا ہے ابھی طالبان کے ساتھ معاملات طے نہیں ہو پا رہے کہ دیگر انتہا پسند گروہ اپنے آپ کو منوانے کے لئے دہشتگردی میں مصروف عمل ہیں گزشتہ ہفتہ کے دوران ہی سبی اور اسلام آباد میں ہونے والے بم دھماکوں میں 50 سے زائد لوگوں کو جان سے ہاتھ دھونا پڑے سکیورٹی کی اس غیر معمولی صورتحال میں فوج اور اس سے متعلقہ اداروں کی اہمیت میں بے حد اضافہ ہو جاتا ہے جمہوریت کے حوالے سے یہ اصول بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے کہ سیاسی معاملات میں فیصلے کرنے کا حق اور اختیار صرف عوام کے منتخب نمائندوں اور ان کی منتخب کردہ حکومت کو حاصل ہے اس اصول کو ماننے کے باوجود اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں ہے کہ ملک میں صرف فوج ہی ایک ایسا ادارہ ہے جو احسن طریقے سے کام کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ امن و امان کی خراب صورتحال ہو یا کسی قدرتی آفت کی صورت میں بحالی اور امداد کی ترسیل کا کام سرانجام دینا ہو، فوج کو ہی آگے بڑھ کر خدمات سرانجام دینا پڑتی ہیں ملک میں جمہوریت کی جڑیں مضبوط کرنے کے دعویدار سیاستدان بار بار موقع ملنے کے باوجود کوئی ایسا ادارہ استوار کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے جو بحرانی صورتحال میں امداد کی ترسیل، بحالی یا

امن و امان کی نگرانی کے لئے خدمات سرانجام دے سکے ملک کی سیاسی مشکلات کے حوالے سے سابقہ فوجی آمروں کو جتنا بھی الزام دیا جائے مگر یہ کھلی حقیقت ہے کہ مضبوط ادارے استوار کرنے میں ناکامی کی ساری ذمہ داری سیاستدانوں پر عائد ہوتی ہے گزشتہ تین دہائیوں کے دوران سیاستدانوں کو برسر اقتدار آنے کے متعدد مواقع ملے لیکن ہر بار ہر سیاسی لیڈر نے ذاتی پوزیشن مستحکم کرنے اور گروہی مفادات حاصل کرنے کے سوا قومی سطح پر کوئی قابل ذکر کارنامہ سرانجام نہیں دیا ملک میں امن و امان اور سکیورٹی کے معاملات بگڑنے کے باوجود پولیس کے ڈھانچے یا اس کو بہتر بنانے اور مستحکم کرنے کی بھی کوئی کوشش نہیں کی گئی یہی وجہ ہے کہ کراچی ہو یا بلوچستان ، وہ معاملات جن میں پولیس کو مؤثر کردار ادا کرنا چاہئے ، ان میں بھی رینجرز یا پھر انتہائی صورتوں میں ایف سی اور فوج کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں ان حالات کا تقاضہ ہے کہ ملک کے برسر اقتدار سیاستدان فوجی آمروں کی برائیوں اور غیر قانونی سرگرمیوں کی تفصیلات ازبر کروانے اور بے وقت کی راگنی کے بجائے اپنی کمزوریوں اور ناکامیوں پر غور کرتے ہوئے انہیں دور کرنے کی کوشش کریں افسوس کا مقام ہے کہ یہ رویہ ابھی تک دیکھنے میں نہیں آیا اور اسی تناظر میں سابق صدر آصف علی زرداری اور میاں نواز شریف کے درمیان ہونے والی ملاقات اور بعد ازاں رضا ربانی کی طرف سے جاری ہونے والے بیان کہ : اگر کوئی بری صورت حال پیدا ہوئی تو ہم جمہوریت کا ساتھ دیں گے :بڑا کھلا اشارہ ہے کہ کہیں سے خطرے کی بو محسوس کی جا رہی

ہے اس وقت پاکستان میں پارلیمانی طرز حکومت موجود ہے لیکن اہم معاملات صرف وزیراعظم اور ان کے چند دل پسند رفقاء کے مشوروں اور صوابدید سے طے پاتے ہیں قومی اسمبلی کے اراکین کو سرکاری فیصلوں کے لئے ربر اسٹیمپ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں پارلیمانی جمہوریت کا اہم ترین ادارہ پارلیمنٹ ابھی تک ٹھوس بنیادوں پر استوار نہیں ہو سکا اور نہ ہی اس کے بیشتر ارکان کو جمہوری پارلیمانی روایات کا علم ہے ایسے میں حکومت کے چند دل پسند رفقاء اور وزراء وہ غلطی دہرا رہے ہیں جو ماضی کے سیاستدان دہراتے آئے ہیں۔ایک ایسے وقت میں جب ملک بڑی مشکل سے بہتر راستے پر گامزن ہے طاقت کے ان دونوں ستونوں کو جوش سے نہیں ہوش سے کام لینا ہو گا۔

آئی ایس آئی اور فوج ماتھے کا جھومر

آئی ایس آئی اور فوج پاکستانی قوم کے ماتھے کا جھومر ہیں اور ہمیں اپنی دفاعی قوتوں کو پوری توانائی کے ساتھ سپورٹ کرنا ہے اور یہ ہمارا اولین فریضہ بھی ہے۔پاک فوج کو آزادی کے فورا بعد میدان عمل میں اپنے فرائض نبھانے کی ذمہ داری سونپ دی گئی تھی پاک فوج آج جس قوت اور طاقت کا سر چشمہ ہے اس کی ابتدا خاصی مخدوش حالات میں ہوئی تقسیم ہند کے وقت حکومت برطانیہ نے فوجی اثاثے غیر منصفانہ انداز میں بھارت کے حق میں 64 فیصد اور پاکستان کے لیے صرف 36 فیصد کے تناسب سے تقسیم کا اعلان کیا رہی سہی کسر بھارت کی تنگ نظری اور ہٹ دھرمی نے پوری کی جب پاک فوج کو اپنے حصے کا مختصر جزو انتہائی مخدوش حالات میں حاصل ہوا پاک فوج کو ابتدا میں سے ہی جنگ سے نبرد آزما ہونا پڑا 27 اکتوبر 1947 کو کشمیر کے ہندو فرما ہری سنگ نے سازش کے تحت بھارت کے ساتھ الحاق کا اعلان کیا لیکن ماؤنٹ بیٹن اور نہرو نے الحاق سے قبل ہی بھارتی فوج کشمیر پر قبضے کی خاطر سری نگر میں اتار دی پاک فوج نے سیز فائر لائن پر ان کی پیش قدمی روک لی تھی شدید علالت کے باوجود قائد اعظم نے اپنے انتقال سے قبل تینوں افواج کے یونٹوں کا معائنہ کیا قائد اعظم کے فرمودات پر عمل کرتے ہوئے ابتدائی دشواریوں کے باوجود پاک فوج کے

ابتدائی سربراہوں نے دانش مندانہ فیصلے کیے اور فوج کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا1965 کی جنگ میں پاک فوج نے جس عزم و ہمت اور جزبے کا اظہار کیا وہ بے مثال ہے پاکستان کے جری سپوت جس طرح وطن کے دفاع کی خاطر اعدادی اعتبار سے خود سے کئی گناہ قوی دشمن کے آگے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر ڈٹ گئے جس پر آنے والی نسلیں آج بھی ناز کرتی ہیں جرات اور بہادری کی جو داستانیں رقم کی گئی اس نے قوم کے ہر فرد کا سر فخر سے بلند سے کر دیا۔1965ء کی پاک بھارت جنگ مسلمانوں کی تاریخ میں ایک ایسا نمایاں مقام بنا گئی کہ یہ نہ صرف بیسوی صدی بلکہ آنے والے زمانے میں شجاعت جوش ولولہ اور قومی یکجہتی کی قوت کا دشمن کی انفرادی برتری پر فتح کی مثال کے طور یاد کی جائے گی۔ 1965ء کی جنگ میں بھارت عسکری قوت میں پاکستان کے مقابلے تین گنا زیادہ تھا تاہم خدا نے فتح مسلمانوں کو نصیب کی جب اللہ کی رضا شامل ہو اور ظلم کے خلاف مسلمان لڑے تو دنیا کی ہر قسم کی سپر پاور نیست و نابود ہو سکتی ہے۔1965 میں اگر بھارت کے پاس زیادہ مضبوط عسکری قوت تھی تو پاکستانی قوم کے پاس نڈر فوج اور اس کی پشت پر پوری قوم سیسہ پلائی دیوار کی مانند کھڑی تھی ۔اور ان سب کے پیچھے اگر کوئی تھا تو وہ ہماری آئی ایس آئی ہی تھی جو اپنی خفیہ رپورٹوں سے دشمن کو ناکوں چنے چبوا رہی تھی تاریخ گواہ ہے کہ ،پاکستان کو جب بھی قدرتی آفات نے گھیرا پاک فوج کے افسران اور جوانوں نے ہم وطنوں کی آزمائش کی گھڑی میں اپنی جانوں پر کھیل کر امداد

پہنچائی خواہ وہ 2005 میں آنے والا زلزلہ ہو یا بین الاقوامی آفات جیسے سونامی، بنگلہ دیش میں زلزلہ، سندھ اور بلوچستان میں سیلاب اور طوفانوں کی تباہ کاریاں یا تھر میں قحط ہو، پاک فوج نے انسانی ہمدردی کی خاطر وہ خدمات سرانجام دی جن پر پوری قوم فخر کر سکتی ہے لیکن حالیہ واقعے کے بعد جس طرح ہماری اس بہادر ایجنسی کا ٹرائل کیا جا رہا ہے وہ نا صرف قابل مذمت ہے بلکہ نا قابل برداشت ہے جسے ہر محب وطن چاہے اس کا تعلق کسی بھی شعبہ ہائے زندگی سے ہو برداشت نہیں کر سکتا۔ صحافی حامد میر کا شمار پاکستان بلکہ جنوبی ایشیاء میں اُن سنیئر صحافیوں اور اینکر پرسنز میں ہوتا ہے جو خطے کے ہر اچھے بُرے حالات پر گہری نظر رکھتے ہیں اور حامد میر جیسے اپنے شعبے میں مایہ ء ناز شخصیت کی نا صرف ہر پاکستانی عزت کرتا ہے بلکہ اِن کی بیباک صحافت اور کھرے تبصروں اور تجزیوں کو ادارے بھی احترام اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں حامد میر پر ہونے والے قاتلانہ حملے پر صحافت کے حلقوں سمیت ساری پاکستانی قوم اِس کی پُرزور مذمت کرتے ہوئے لیکن ان کے بھائی اور ادارے نے اس قاتلانہ حملے میں پاکستان کے سب سے بڑے اور قابلِ احترام ادارے آئی ایس آئی کو ملوث کرکے ملک دُشمن عناصر کے ناپاک عزائم کی توسیع کی ہے پاکستان کی خدمت نہیں بغیر کسی دلیل اور ثبوت کے قبل از وقت محض کسی خدشے کی بنیاد پر کوئی ایسی بات جس سے قومی اداروں کی ساکھ اور ملک کی خود مختاری کو نقصان پہنچے کا اندیشہ ہو ایک بڑے ادارے کو نہیں کہنی چاہیے تھی کیوں کہ ہمارا دشمن تو یہی

چاہتا ہے کہ ہم اور ہمارے ادارے آپس میں لڑتے لڑتے خود ہی ختم ہو جائیں اور ان کے بھائی کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ ایک سچا پاکستانی اپنے سینے پر گولی تو کھا سکتا ہے لیکن اپنی دھرتی ماں کے رکھوالوں پر کیچڑ نہیں اچھال سکتا۔

معیاری اشیاء کا حصول پاکستانیوں کا حق

پاکستان شاید پوری دنیا میں پہلا ایسا ملک ہے جہاں غیر معیاری اشیاء کی بہتات ہے ان میں کھانے پینے کی اشیاء سے لیکر روز مرہ استعمال کی چیزیں بھی شامل ہیں مارکیٹ کا اگر سروئے کیا جائے تو ہر تیسری چیز غیر معیاری ہوتی ہے ہر تیسری چیز کسی نہ کسی مشہور برانڈ کی ہو بہو نقل تیار کرکے مارکیٹ میں اس اصل کی آدھی قیمت پر سر عام دستیاب ہوتی ہے اور ہم لوگ اس کی کم قیمت ہونے کی وجہ سے بڑھ چڑھ کر اس کی خریداری کرتے نظر آتے ہیں بلکہ اب تو بڑے بڑے برانڈ بھی اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھو رہے ہیں اور خود ہی اپنے نام کی گھٹیا چیزیں تیار کروا کر پاکستانی مارکیٹ میں فروخت کرتے ہیں اور سالانہ اربوں روپے کا منافع پاکستانی عوام کی جیبوں سے نکالتے نظر آتے ہیں ۔اس چور بازاری کی سب سے بڑی وجہ صارفین کی اپنے حقوق سے لاعلمی ہے۔ غیر معیاری اشیاء کی صورت میں انہیں کنزیومر کورٹس سے رجوع کرنا چاہیے صارفین کا یہ حق ہے کہ وہ کسی بھی چیز کے معیار کو چیک کر سکتے ہیں اگر دکاندار دھوکے سے خراب چیز فروخت کرتا ہے یا ان سے کسی قسم کا دھوکہ ہوتا ہے تو انہیں عدالتوں سے رجوع کرنا چاہیے پوری دنیا میں صارفین کے حقوق کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے اور اس سلسلے میں قوانین بھی سخت ہیں لیکن

پاکستان میں کئی سالوں تک یوں ہی ڈنگ ٹپاؤ پالیسی جاری رہی جس کے بعد آہستہ آہستہ عوام میں اس بارے میں شعور بیدر ہوا اور آج الحمدللہ ستر فیصد پاکستانی لوگ جب بھی کوئی چیز خریدتے ہیں چاہیے وہ کھانے کی چیز ہو یا استعمال کرنے کی اس کی ایکسپائری تاریخ کو ایک نظر ضرور دیکھتے ہیں دوسرے لفظوں میں ان کو پتا چل گیا ہے کہ یہ کتنا ضروری ہے اور اس احساس کو جگانے میں میڈیا، سول سوسائٹی اور صارفین کے حقوق کا تحفظ کرنے والی تنظیموں کا بڑا ہاتھ ہے جو ہمیں یہ باور کروانے میں کامیاب ہوئی ہیں کہ ہمارے حقوق کیا ہیں ان میڈیا، سول سوسائٹی اور تنظیموں کی وجہ سے حکومت کو بھی اس طرف راغب کرنے میں کافی مدد ملی ہے اور اس بارے میں قانونی سازی بھی ہوئی اور اعلیٰ ایوانوں میں بحث مباحثہ بھی اب یہ قوانین پاکستان میں بھی لاگو ہو چکے ہیں حکومت کی طرف سے بنائے جانے والے اداروں میں ابھی اور کام کرنے کی سخت ضرورت ہے ہم ہر روز کئی کنزیومر کورٹس کے فیصلوں کے بارے میں اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں اپنے حقوق کی پہچان کے لئے یہ بہت اچھا ہے تاہم اس کے باوجود ہمارے لوگوں کی بڑی تعداد اپنے حقوق سے لاعلم ہے پاکستان میں بہت سے ادارے ہیں جہاں صارفین اپنے حقوق کے حصول کے لئے داد رسی کی درخواست دے سکتے ہیں اور وہاں سے ان کی داد رسی کے واضح امکانات بھی ہیں مگر یہ کڑوا سچ ہے کہ حکومت نے اس سلسلے میں ادارے تو بنا دیے مگر ان داروں کی کارکردگی سوالیہ نشان ہے ان پر کوئی خاص چیک اینڈ بیلنس بھی نہیں ہے اس سلسلے میں مختلف صوبوں میں عدالتیں

بھی قائم کی گئی ہیں پنجاب بھر میں صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لئے کئی عدالتیں قائم ہیں اسی طرح ملک کے دیگر صوبے بھی اس حوالے سے کافی پیش رفت کر رہے ہیں پاکستان میں آج صارفین کے حقوق کو تحفظ دینے کے لئے خصوصی قوانین نافذالعمل ہیں لیکن معروضی صورتحال میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو طبقات اپنے حقوق کا ادراک رکھتے ہیں ان میں سے کتنے لوگوں نے مخصوص عدالتوں سے رجوع کیا ہے یقیناً ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان کی لوئر مڈل کلاس اور لوئر کلاس جو غیر معیاری اشیائے خوراک استعمال کر رہی ہے وہ اس حد تک روزی روٹی کے مسائل سے دوچار ہے کہ اس کے پاس صارفین عدالتوں سے رجوع کرنے کا وقت ہی نہیں ہے جبکہ ملاوٹ اور غیر معیاری اشیاء اعلیٰ طبقات کا سرے سے مسئلہ ہی نہیں ہے

۔

یہ مسئلہ مرکزی اور صوبائی حکومتوں کی مایوس کن کارکردگی کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے اگر ملاوٹ زدہ اور غیر معیاری اشیاء کی فروخت اور تیاری کے خلاف حکومتوں نے سخت کارروائی کی ہوتی تو عوام بہت سی بیماریوں اور مسائل سے محفوظ رہتے مگر گڈ گورننس کے فقدان اور بدعنوانی کے فروغ نے اس مسئلہ کو جنم دیا ہے ہمیں لوگوں کو یہ بتانا ہو گا کہ غیر معیاری اشیاء کے خلاف صارفین کی عدالتوں سے رجوع کرنا چاہیے ان میں وہ محض سادہ درخواست کے ذریعے اپنا مسئلہ پیش کر کے انصاف حاصل کر سکتے ہیں لیکن صوبائی اور مرکزی

حکومتوں کو بھی اس حوالے سے اپنی آئینی اور قانونی ذمے داریاں پوری کرنی چاہیں
موقع کی مناسبت سے غیر سرکاری تنظیموں کو بھی اس طرف متوجہ کرنا ضروری ہے یہ
تنظیمیں عطیات دینے والے ملکوں اور اداروں کے مخصوص موضوعات کو اجاگر کرتی
اور متحرک رہتی ہیں مگر پاکستان کے عوام کو ملاوٹ زدہ اور غیر معیاری اشیاء کی فراہمی
کے خلاف حرکت میں نہیں آتیں انہیں بھی صارفین کے حقوق کے لئے مختلف اشیاء کے
نمونوں کے ساتھ عدالتوں سے رجوع کرکے متعلقہ افراد کے خلاف کارروائی کرنی
چاہیے۔
اور حکومت کو بھی چاہیے کہ عوام میں شعور کی بیداری کے لئے بھرپور مہم چلائے
ساتھ ساتھ ان عناصر کا قلعہ قمہ کرئے جو عناصر ایسی غیر معیاری اور حفظان صحت کے
اصولوں کے منافی اشیاء تیار کرکے معاشرے میں بیماریاں عام کرنے کا سبب بن رہے
ہیں ایسے لوگوں کے لئے سخت سے سخت سزا تجویز کی جائے ۔

مسلم امہ سے بہتر تعلقات

پاکستان اسلامی دنیا میں انتہائی اہمیت کا حامل ملک ہے جس کی اہمیت کا اندازہ موجودہ صورت حال میں بہت ہی اہم ہے خاص طور پر ان خلیجی ممالک کے لئے جو تیل کی دولت سے مالا مال ہیں مگر وہ اپنے دفاع میں مکمل طور پر خود کفیل نہیں ہیں ان ممالک میں خاص طور پر خلیجی ریاستیں اور سعودی عرب شامل ہیں سعودی عرب اور ایران کے ساتھ پاکستانی حکومت کے انتہائی دیرینہ تعلقات ہیں چونکہ دونوں اسلامی ملک ہیں اور دونوں کے مسالک سے تعلق رکھنے والے لوگ پاکستان میں آباد ہیں اس سلسلے میں پاکستان کی حکومت سعودی عرب اور ایران کے درمیان تعلقات میں توازن لانا چاہتی ہے جو گذشتہ برسوں سے خرابی کا شکار ہیں پاکستان مسلم دنیا کے ساتھ ہمیشہ سے تعلقات کو اہمیت دیتا ہے اور خاص طور پر سعودی عرب جو کہ سنی مسلمان کی طرف جھکاؤ رکھتا ہے اور ایران جو کہ شیعہ مسلمان کی طرف ہے خاص طور پر ایسے وقت میں جب سعودی عرب کی طرف سے پاکستان کی معیشت کو بہتر کرنے کے لئے ڈیڑھ ارب ڈالر کا امدادی پیکج یا تحفہ اور دوسری طرف ایران کے ساتھ شروع کی جانے والی گیس پائپ لائن جس کی پاکستان کو سخت ضرورت تھی اس کا یوں اچانک سے یہ کہہ کر روک دینا کہ اس منصوبے کی تکمیل سے عالمی برادری کی طرف سے ان پابندیوں کی

خلاف ورزی ہو گی جو کہ ایران کے ایٹمی پروگرام کی وجہ سے اس پر لگی ہوئی ہیں ایسے میں ان اختلافات کو پس پشت ڈالتے ہوئے جس طرح کے تعلقات حکومت پاکستان چاہ رہی ہے وہ کافی مشکل ہیں مگر ناممکن ہر گز نہیں حال ہی میں پاکستان اور سعودی عرب کے فوجی اور حکومتی اکابرین نے ایک دوسرے کے ممالک کے کئی دورے کیے ہیں اس کے علاوہ پاکستان ایران کے ساتھ بھی اپنے روابط کو بڑھا رہا ہے اور باوجود اس کے کہ پاکستان نے پائپ لائن پر کام کو روک دیا ہے انتہائی اہم ہے توقع ہے کہ پاکستان کی خطے میں امن کی کوششوں کے سلسلے میں وزیر اعظم نواز شریف مئی یا جون میں ایران کا دورہ کریں گے ویسے بھی یہ مسلم امہ کے اتحاد کے لیے ضروری ہے کہ ان دونوں ممالک کے درمیان تعلقات بہتر ہوں اس وقت دنیا میں جو فرقہ وارانہ تقسیم پھیل رہی ہے وہ اسلامی دنیا کے لیے انتہائی مضر ہے، اور مسلم امہ کا اتحاد ہمارا سب سے بڑا مقصد ہے

سعودی عرب کی طرف سے دی جانے والی امداد کے بعد پاکستان میں یہ باتیں گردش کرتی رہی کہ شاید پاکستان اپنے فوجی شام بھیج رہا ہے تاہم وزیر اعظم نے ایک بیان میں واضح کر دیا کہ پاکستان اپنے فوجی کہیں نہیں بھیج رہے۔ سعودی حکام کی جانب سے حکومت پاکستان کو گزشتہ دنوں ڈیڑھ ارب ڈالر کی امداد پر پارلیمان کے اندر اور باہر شدید تنقید ہوئی کچھ لوگ اسے شام کی صورتحال سے جوڑتے تو کچھ اسے خطے میں مبینہ طور پر بڑھتی ہوئی شیعہ سنی کشیدگی کا نتیجہ قرار دیتے رہے لیکن اس کے باوجود ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ 1998 میں بھی

جوہری تجربات کے بعد سعودی عرب نے پاکستان کی بھرپور مدد کی تھی اور اس کے لئے تیل اور قیمتی زرمبادلہ بھی دیا تھا ساتھ ساتھ ہر قسم کی سپورٹ فراہم کرنے کے لئے اقدامات کیے تھے بعد ازاں ایک مشکل وقت میں جب پاکستان کے ساتھ کوئی نہیں تھا عالمی برادری نے بھی ہاتھ کھینچ لیا تھا 1965 کی جنگ زوروں پر تھی ایران نے پاکستان کے لئے تقریبا مفت تیل مہیا کرکے اسے سہارا دیا تھا پاکستانی قوم ان کا وہ احسان کبھی نہیں بھلا سکتی اس لئے حکومت پاکستان بھی ان دونوں اسلامی ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات کو بڑی اہمیت دیتی ہے۔ماضی میں حکومتوں نے کسی اور ملک کا ایجنڈا پورا کرنے کے لیے مداخلت کی ان تمام معاملات میں جن میں ہمارا کوئی براہ راست تعلق نہیں تھا ہمیں غیر جانبدار رہنے کی ضرورت تھی جب ہم نے دوسرے ممالک کے مسائل کو اٹھا کر اپنے سر ڈال لیا اس وقت دی جانے والی امداد ہمیں اچھی لگنے لگی لیکن ہم اس بات سے بلکل بے خبر رہے کہ جس فتنے کو ہم پروان چڑھا رہے ہیں کل جب وہ تناور درخت بنے گا تو ہمارے ہی گھلے پڑے گا اور ہم نے دیکھا کہ ایسا ہی ہوا آج ہم دوسروں کی جنگ لڑ رہے ہیں اور یہ جنگ ہمارے لئے ایسا کمبل بنا ہوا ہے جس سے ہم جان چھڑانا بھی چاہیے تو نہیں چھوڑ سکتے ایسے میں مسلم ممالک کا اتحاد ہی ہمیں اس جنگ سے نکالنے اور ان بحرانوں سے نجات دلانے میں معاون ہو سکتا ہے آج مسلم ممالک کے ساتھ ہم جو روابط بہتر کرنے کی جستجو کر رہے ہیں اگر وہی جستجو ہم دس سال پہلے کرتے تو آج کی صورت حال مختلف ہوتی ہمیں دوسروں کی جنگ بھی

نہ لڑنی پڑتی اور ہمارے لئے اتنے معاشی ،معاشرتی ،اور اقتصادی مسائل بھی نہ ہوتے اس پرائی جنگ نے ہمارے تمام وسائل کو نگل لیا ہماری تمام طاقت کو ختم کر دیا ہمارے اتحاد کو بگاڑ کے رکھ دیا الغرض ریاست کوئی ایسا ادارہ نہیں رہا جس کو اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو۔

آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ تمام اسلامی ممالک سے روابط کو بہتر کیا جائے ان کے ساتھ تعلقات میں وہی گرم جوشی ،اعتماد،اتحاد و یگانگت لایا جائے جو اعتماد اور اتحاد و یگانگت ذولفقار علی بھٹو نے لایا تھا تبھی ملک کو ان اندھیروں سے نجات دلائی جا سکتی ہے اس فتنہ فساد سے چھٹکارا دلایا جا سکتا ہے۔

لوڈشیڈنگ عذاب مسلسل

لوڈشیڈنگ کا مسئلہ ایک بار پھر اپنا آپ دیکھا رہا ہے شہروں میں دس سے بارہ اور دیہاتوں میں بارہ سے سولہ گھنٹے کی طویل اور غیر اعلانیہ لوڈ شیڈنگ سے لوگوں کے کاروبار متاثر ہونے کے ساتھ ساتھ طلبہ کو بھی شدید مشکلات کا سامنا ہے عوام یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آخر وہ کونسی وجوہات ہیں جس کی وجہ سے حکومت لوڈشیڈنگ سے نجات حاصل کرنے میں ناکام ہے باوجود اس کے کہ حکومت نے گردشی قرضے کو ختم کر دیا ہے تمام واجبات جو کہ مختلف سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کے بقایا تھے وہ وہ وصول کر لئے گئے ہیں بجلی چوروں کے خلاف کاروائیاں کی گئی کئی بڑے لوگوں پر ہاتھ ڈالا گیا بجلی کی تقسیم کار کمپنیوں کو ریگولائز کیا گیا پورے ملک میں مفت انرجی سیور تقسیم کئے گئے لیکن لوڈشیڈنگ ہے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں رہی اور ایک عذاب مسلسل کی طرح پاکستانی قوم پر مسلط ہے یہ بات بہت اہم تھی کہ حکومت نے آتے ہی گردشی قرضوں کو لوڈشیڈنگ کی سب سے بڑی وجہ جانتے ہوئے تمام گردشی قرضہ ادا کرنے کا جو اقدام کیا وہ اچھا اقدام تھا مگر تب سے لیکر آج تک یہ گردشی قرضہ ایک بار پھر سر اٹھا رہا ہے اور اگر اس کا کوئی حل نہ نکالا گیا تو ایک بار پھر یہ اسی سٹیج پر پہنچ جائے گا جہاں سے اسے واپس

کیا گیا تھا لوڈ شیڈنگ کی بڑی وجہ یہ گردشی قرضہ ہے جو ہر روز ایک ارب روپے کے حساب سے بڑھ رہا ہے اور اس کی اثرات معیشت اور عوام پر یکساں طور نظر آ رہے ہیں جس سے وزارت خزانہ بھی پریشان ہے اور حکومت بھی موجودہ حکومت کو اقتدار سنبھالے ایک سال ہو چکا ہے تاہم اب تک صرف منصوبوں کی افتتاح کی خبریں ہی نظر آئی ہیں بجلی کی پیداوار بڑھانے کے لیے گزشتہ تقریباً 13 برسوں میں کسی بھی حکومت نے کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا جس کے نتیجے میں عوام کو سابقہ برسوں کی طرح ان دنوں میں لوڈشیڈنگ کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس کے اثرات عوام کے ساتھ ساتھ موجودہ حکومت پر بھی پڑ رہے ہیں جس کی وجہ سے حکومت کے وہ وعدے جھوٹے ہو رہے ہیں جو الیکشنوں کے دنوں میں انھوں نے عوام سے کیے تھے موجودہ حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ ملک کو ان مسائل سے نجات دلانے کے لئے اقدامات اٹھائیں گے اور خاص طور پر ملک میں بجلی کی کمی کو پورا کرنے میں کوئی کسر آٹھا نہیں رکھیں گے بعض سیاست دان تو ان مسئلے کو چھ ماہ میں حل کرنے کے دعوئے کرتے نظر آ رہے تھے اس وقت جو صورحال ہے اس کو دیکھتے ہوئے بلکل نہیں لگتا کہ حکومت شاید اس ٹرم میں اس بحران کو قابو کر سکتی ہے۔ ملک میں توانائی کے بحران کا مقابلہ کرنے کے لیے حکومت کے اقدامات کے علاوہ صارفین کو بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا ہوگا کیونکہ ہر شہری کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ مسائل کے حل کے لیے اپنی ذمہ داری پوری کرے ہمارے ہاں تاجر اور بڑے تجارتی ادارے حکومت کی اس تجویز پر کان

دھرنے پر تیار نہیں کہ شام پڑتے ہی دکانیں اور بازار وغیرہ بند کر دیئے جائیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ ایسا کرنے سے ان کے کاروبار پر منفی اثرات مرتب ہوں گے ایسے موقع پر اگر حکومت سختی کا مظاہرہ کرتی ہے تو کچھ سیاسی جماعتیں سیاسی پوائنٹ سکورنگ کے لئے ان تاجر تنظیموں کے ساتھ کھڑی نظر آتی ہیں جس کی وجہ سے حکومت ایسا کرنے سے بھی کترا رہی ہے بیرونی دنیا میں اگر دیکھا جائے تو بہت سے ممالک میں غروب آفتاب کے بعد دوکانیں اور شاپنگ مال بند ہو جاتے ہیں تاہم ہمارے یہاں ضد کا رویہ کارفرما ہے حالانکہ ہمیں توانائی کے جس بحران کا سامنا ہے اس کا تقاضا ہے کہ دن کی روشنی کا زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جائے۔ دکانیں صبح نو بجے کھول کر شام چھ بجے بند کر دی جائیں اس طرح کم از کم ایک ہزار میگاواٹ بجلی کی بچت ہو سکے گی حکومت اس سلسلے میں انجمن تاجران کے نمائندوں سے مذاکرات کرکے مارکیٹوں کے اوقات اپنی ضرورت کے مطابق طے کرے تاکہ ملک میں اس بحران سے ہونے والا نقصان کم کیا جا سکے۔ اسی طرح شادی بیاہ اور دیگر تقریبات پر بھی لائٹنگ کے لیے بجلی کا بے جا استعمال بند کیا جائے تاکہ غیر ضروری طور پر بھی بجلی ضائع نہ ہو حکومت بجلی چوری کو روکنے کے لیے مہم کو مزید تیز کرے اور مؤثر بنائے اور اس میں کسی بھی سیاسی وابستگی سے بالاتر ہو کر کام کرئے اور بڑے لوگوں پر بھی ہاتھ ڈالے تاکہ یہ بحران کم ہو سکے صارفین بھی بجلی کی الیکٹرونکس اشیاء کا استعمال کم کریں تاکہ انہیں اور صنعتوں کو مسلسل بجلی مل سکے اگر

باریک بینی سے دیکھا جائے تو لوڈشیڈنگ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے مگر نالائق لوگوں کی نالائقیوں کی وجہ سے یہ اتنا بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے محکمہ واپڈا میں اور بجلی کی بڑی کمپنیوں میں بیٹھے ہوئے لوگوں پر کڑی نظر رکھی جائے اس بارے میں یقینا ہر پاکستانی کے ساتھ حکومت کو بھی تشویش ہے مگر یہ مسئلہ تب ہی حل ہو سکتا ہے جب حکومت اس کے خاتمے کے لئے نمائشی نہیں بلکہ عملی اقدامات اٹھاتے ہوئے اس مسئلے کے حل کے لئے جنگی بنیادوں پر کام کرئے توانائی کے نئے منصوبے شروع کرنے کے ساتھ ساتھ ان کو پایہ تکمیل تک بھی پہنچایا جائے حکومت کو چاہیے کہ اس موقع پر اپنی کارکردگی سے اس مسئلے کا بہتر حل نکالے اور عوام کو صبر کرنے کا کہنے کے بجائے بجلی مہیا کرکے اپنا ووٹ بینک بہتر کرئے دوسری صورت میں حکومت کو یاد رکھنا چاہیے کہ سابق دونوں حکومتوں کی کارکردگی میں سب سے بڑے سوالیہ نشان کے طور پر یہی لوڈ شیڈنگ تھی جس نے ان کو اقتدار کے ایوانوں سے باہر کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔

مسلم ثقافت کی بحالی وقت کی ضرورت

پاکستان سمیت دنیا بھر میں مسلم ثقافت کا عالمی دن ہر سال منایا جاتا ہے اس دن کو منانے کا مقصد ثقافت، آرٹ ادب، ڈرامہ، ڈرائنگ، پینٹنگ، فن تعمیر، ڈیزائن اور دستکاری کے ذریعے عالم اسلام اور اغیار میں مکالمے اور افہام و تفہیم کا ایک ایسا رابطہ پل بنانا ہے کہ جس کے ذریعے دنیا میں قائم امن ممکن ہو سکے اس دن کو منانے کی ابتدا 2010 سے ہوئی اس دن کے منانے کی ضرورت نائن الیون کے واقعہ کے بعد مسلم دنیا اور اغیار میں پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کو دور کرنے میں معاون ثابت ہوئی ہے۔ نائن الیون کے بعد سے نہ صرف امریکا بلکہ یورپ اور دنیا کے دیگر ممالک میں مسلمانوں کو مشکوک نظروں سے دیکھا جاتا ہے اور غیر ممالک میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں کو اسی بنیاد پر طنز و تضحیک کا نشانہ بنایا جاتا ہے نائن الیون کے بعد امریکہ نے جس جلد بازی میں افغانستان پر حملہ کیا اس سے تو محسوس ہو رہا تھا کہ وہ مسلمانوں کی ایک ایسی ریاست سے بہت خوف زدہ تھا جہاں صرف اور صرف اسلامی قانون کا نفاذ ممکن ہو سکا تھا اور ایک ایسی خالص اسلامی ریاست امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو بلکل بھی اچھی نہیں لگی تھی اس لئے اس واقعہ کے فورا بعد انھوں نے انتہائی مختصر وقت میں حملہ کر کے پوری دنیا کا امن و سکون

تباہ کر دیا۔ لیکن اب انھیں اپنی اس جلد بازی کا نتیجہ بھگتنا پڑ رہا ہے امریکی معیشت کا جنازہ نکل چکا ہے تمام ادارے خسارے میں ڈوب رہے ہیں امریکہ میں بے روزگاری کی شرح انتہائی اونچی ہو چکی ہے اور ان کے لئے اس جنگ کے اخراجات پورے کرنے انتہائی مشکل ہو چکے ہیں اسی وجہ سے امریکی اب اس جنگ سے جان چھڑا رہے ہیں مگر شاید اب بہت دیر ہو چکی ہے۔ افغانستان پر حملہ کرنے کے پیچھے بہت سے عناصر کار فرما تھے جس میں سب سے اہم مسلم دشمنی اور خاص طور پر اسلام دشمنی تھی اس کی مثال یوں دی جا سکتی ہے کہ امریکہ اور مغربی ممالک نے جب دیکھا کہ مسلمان پوری دنیا میں غلب آتے جا رہے ہیں اور ان کے غالب آنے کی وجہ ان کی طاقت نہیں ہے بلکہ ان کا مذہب ہے جو دنیا کے ہر مسئلے کا حل اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور جو سچا دین ہے اور لوگ اس کی عالمگیریت اور سچے ہونے کی بنا پر اس طرف راغب ہو رہے ہیں تو انھوں نے مسلمانوں کی صفوں میں انتشار کی خاطر سب سے پہلے مسلمانوں کی ثقافت پر حملہ کرنے کی ٹھانی مسلمانوں کی ثقافت پر حملہ کیا اور ان میں مغربی ثقافت کو ایسے شامل کیا گیا کہ مسلمانوں کو یہ پتا ہی نہ چلے کہ وہ کس کی ثقافت کی پیروی کر رہے ہیں اس کے لئے انھوں نے سب سے پہلے ہمارے علمی نصاب میں اپنی مرضی کے مطابق تبدیلی کروائی ان میں جہاد سے متعلق نصاب کو خاص طور پر نشانا بنایا گیا اور ان آیات کو نصاب سے نکال دیا گیا جن میں اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کو لازمی قرار دیا گیا تھا اس کی وجہ سے انھوں نے

مسلمانوں میں جذبہ جہاد کو ختم کرنے کی پوری کوشش کی اور وہ اس میں کافی حد تک کامیاب بھی رہے اس کا کے لئے انھوں نے تعلیمی اداروں کو استعمال کرتے ہوئے اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی آپ خود اندازہ کرلیں آج پاکستان اور بلخصوص امت مسلمہ کی جتنی بھی بڑی بڑی یونیورسٹیاں ہیں وہ وہ مغربی ثقافت کو پروموٹ کر رہی ہیں اس کے علاوہ ریاست کا بڑا اور طاقتور ستون میڈیا بھی اسی روش پر چل رہا ہے اور بجائے مسلم ثقافت کو پروان چڑھانے اور اس کی ترویج کرنے کے مغربی ثقافت کو پروموٹ کر رہا ہے ہر بلیٹن میں مغربی ثقافت کی ایسے نمائندگی کی جاتی ہے کہ لگتا ہے کہ میڈیا مغربی امداد پر چل رہا ہے جس کی وجہ سے مسلم ثقافت کے نقش نگار مدہم ہوتے جا رہے ہیں دوسری طرف حالیہ چند سالوں میں اگر دیکھا جائے تو مسلمانوں کی تعداد دنیا بڑھ رہی ہے۔برطانیہ میں مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اسی طرح یورپ میں بھی جس کی وجہ سے دوسرے مذاہب کے لوگوں کو یہ شبہ پیدا ہو گیا ہے کہ کہیں مسلمان دنیا میں عددی لحاظ سے غلبہ حاصل نہ کرلیں لوگوں کو اسلام سے دور کرنے کے لئے انھوں نے سب سے پہلے جس چیز پر حملہ کیا وہ مسلمانوں کی ثقافت ہے اور اس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہو چکے ہیں اس کی بڑی واضح مثال آج ہمارے سامنے ہے جب ہم مغرب کی تقلید کرتے نظر آتے ہیں لباس رہن سہن اور دیگر تمام امور میں ہم مغرب کی تقلید کو جدید طرز زندگی سمجھتے ہیں لیکن وہ طور طریقے وہ روایات وہ ادب و احترام جو ہمیں اسلام نے سکھائے ہیں وہ ان مغربی طور

طریقوں سے کہیں بہتر ہیں ان کو فرسودہ رسم و رواج کا نام دیکر ان لوگوں کی تضحیک کرتے ہیں جن کی وجہ سے یہ روایات آج بھی زندہ ہیں آج اگر دنیا میں مسلمان مصائب اور ظلم کا شکار ہیں اور ان مظلوموں کی مدد کرنے میں کوئی اسلامی ملک آگے نہیں آتا اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی ممالک غیر اسلامی ممالک کی طرف سے دباؤ میں ہیں ایسی صورتحال میں ضرورت اس امر کی ہے کہ فنون لطیفہ کے ذریعے دنیا میں بسنے والی تمام قوموں کے درمیان ایک ایسی ہم آہنگی پیدا کی جائے کہ جس کے ذریعے دنیامیں امن ممکن ہوسکے۔ ادب ، ڈرامہ، ڈرائنگ، پینٹنگ، فن تعمیر، ڈیزائن اور دستکاری ایسی چیزوں اور موضوعات کو اجاگر کیا جائے جو تمام عالم میں مشترکہ ہیں اور جن کے ذریعے لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لایا جاسکتا ہے اسلامی ثقافت کی حفاظت کے لئے مسلم ممالک کو اپنا کردار ادا کرنے کے لئے آگے آنا ہوگا تبھی مسلم ثقافت کے مٹتے نقش و نگار کو پھر سے بحال کیا جاسکتا ہے۔

کچھ تو خیال کریئے جناب

پچھلے سال مئی کے انتخابات کے بعد پاکستانی قوم کو یہ امید پیدا ہو گئی تھی کہ شاید اب کی بار منتخب حکومت ان کے لئے وہ سب کچھ کرے گی جس کی ضرورت وہ پچھے کئی سالوں سے محسوس کر رہے تھے ساری دنیا جانتی ہے کہ سابقہ حکومتوں نے کئی اداروں کا دیوالیہ نکال کے رکھ دیا تھا ان اداروں میں کام کرنے والے مزدوروں اور محنت کشوں کے لئے کوئی خصوصی اقدمات نہ ہونے کی وجہ سے کئی مزدور بے روزگار ہوئے نئی حکومت کے آتے ہی ان مزدوروں کے چہروں پر ایک امید پیدا ہوئی کہ شاید اب کی بار ان کی بھی قسمت جاگ جائے اور وہ بھی خوشحال ہو سکیں نئی حکومت نے شروع میں جس طرح کی پالیسیوں کا اعلان کیا اس سے لگ رہا تھا کہ اب اس ملک کے مزدوروں کی حالات بدلے گی مگر پچھلے کئی ماہ سے ملک کا مزدور طبقہ بہت پریشان حال ہو چکا ہے کیونکہ حکومت کی طرف سے اعلان شدہ مراعات تو دور کی بات حکومت ان ان مزدوروں کے منہ کا نوالا بھی نکالنے کے چکر میں پڑی ہوئی ہے۔ پہلے تو انھوں نے آتے ہی سرکاری ملازمتوں پر پابندی لگا کر پریشان حال لوگوں کو اور زیادہ پریشان کر دیا بعد ازاں ایک ہی آرڈر سے ملک کے کئی نامور اداروں مثلا، نادرا، ریلوئے، واپڈا، پی آئی اے اور دیگر کئی چھوٹے بڑے اداروں سے لاکھوں

کنٹریکٹ ملازمین کو بے دخل کرنے کے احکامات دیے اور ان کی طرف سے کیے جانے والے احتجاج کو کسی خاطر میں نہ لایا جس سے ملک میں جاری مہنگائی اور بے روزگاری کی شرح میں خطرناک حد تک اضافہ دیکھنے میں آیا اب مئی آ چکا ہے اور ہر کوئی جانتا ہے کہ اس مہینے میں ایک دن مزدوروں کے لئے مختص ہے جس میں ہر خاص و عام مزدور کی عظمت ہمت اور بلند حوصلے کو داد دی جاتی ہے اور لوگ اس دن مزدوروں کی قربانیوں کو بیان کرتے اور ملکی خدمت میں ان کے کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کے ملکی ترقی میں کردار کو سراہتے ہیں ایسے میں ملک پاکستان کے مزدور جس ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں ان کی مثال ملنا مشکل ہے حکومت کا کہنا ہے کہ ڈالر کی قیمت نیچے آنے کی وجہ سے مہنگائی بے روزگاری میں کمی ہو گی لیکن یہ ہو گی کب ؟ یہ کوئی نہیں بتاتا۔ حقائق اس کے بلکل بر عکس ہیں حکومت نے ڈالر کی سطح تو گرا دی مگر اس کے ثمرات مزدور تک پہنچنے کے بجائے بڑے لوگوں تک محدود نظر آتے ہیں جس کے ثمرات کا مزہ امراء اور شرفاء بڑے مزے لے لے کر کھا رہا ہے۔ آپ خود ہی اندازہ لگا لیں کہ ڈالر کی قیمت دس روپے تک نیچے آئی مگر روز مرہ کی شیاء کی قیمت اور گاڑیوں کے کرایے میں بھی کیا سی حساب سے کمی ہوئی ، نہیں نا تو پھر اس کا فائدہ کس کو ہوا عام مزدور کو یا ان بڑے بڑے مگر مچھوں کو جو حکمران اور اشرفیہ کہلاتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو ملکی وسائل کو بے دردی سے ہڑپ کر رہے ہیں حکومت نے مہنگائی کے جن کو قابو کرنے کے بجائے عوام پر اس طرح چھوڑ دیا ہے کہ جس کے وار سے بچنا مشکل

ہی نہیں عوام کے لئے ناممکن دکھائی دیتا ہے مہنگائی اسی طرح سے بڑھ رہی ہے جس طرح حکومت کے وعدے بڑھ رہے ہیں ایسا لگتا ہے اسحاق ڈار صاحب مہنگائی ختم نہیں کرنے جا رہے بلکہ وہ اس ملک سے غریبوں کو ختم کرنے جا رہے ہیں خوشحالی صرف حکوتی دعوؤں اور سرکاری ٹی وی کے اشتہارات میں نظر آ رہی ہے عملا اس کے برعکس ہے بنیادی اشیاء ضروریہ جن میں کھانے، پینے کی اشیاء اور روز مرہ کے استعمال کرنے کی اشیاء شامل ہیں کو پر تعیش اشیاء میں شامل کرکے غریب کے لئے ان کا حصول ناممکن بنا دیا گیاان بنیادی ضروری اشیاء کو پر تعیش اشیاء ڈکلئیر کرکے امیروں پر کوئی قدغن نہیں لگائی گئی بلکہ اس سے غریب کی کمر توڑنے کی کوشش کی گئی کیونکہ امراء اور شرفاء سے اگر دال روٹی کا بھاؤ پوچھا جائے تو پچانوے فیصد ایسے ہوں گے جن کو نہیں معلوم کیونکہ ان کا اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہوتا۔ ہمارے ملک میں تقریبا پچاس فیصد لوگ بے روزگار ہیں یا ایسے ہیں جن کے پاس کوئی کمپرمٹینٹ کاروبار نہیں ہے یان کی صورت حال گوں مگوں کیفیت میں ہے جس سے غربت بڑھ رہی ہے اور بے روزگاروں کی تعداد میں سالانہ دس لاکھ آدمیوں کا اضافہ ہو رہا ہے، چوالیس فیصد بچے غزائی قلت کا شکار ہیں اور تقریبا دو کروڑ پچاس لاکھ بچے سکول جانے سے محروم ہیں پولیو جیسے موزی مرض کی وجہ سے ایک بار پھر یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ ہمارا ملک کبھی بھی پولیو فری اسٹیٹ نہیں بن سکتا یہ تمام چیزیں صرف غربت، بے روزگاری تعلیم کی کمی کی وجہ سے ہیں۔ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے

لوگ اس صورت حال سے پریشان ہیں اور دوسری طرف اگر دیکھا جائے تو حکومت اس ساری صورت حال میں سارا انحصار صرف بیرونی قرضوں کے حصول اور ملک میں نئے نوٹ چھاپ کر پورا کرنے کی کوشش کر رہی ہے یہ جاننے کے باوجود کہ دونوں چیزیں معیشت کے لئے زہر قاتل کا درجہ رکھتی ہیں حکومت خوشحالی کے جو وعدے اور دعوے کرتی نظر آ رہی ہے وہ فقط ایک خواب کے سواء کچھ بھی نہیں اگر حکومت ان پانچ سالوں میں صرف بجلی کی لوڈ شیڈنگ پر قابو پا لے تو یہ اس کی بہت بڑی کامیابی ہو گی۔

کس رزق سے موت اچھی؟

ملک میں پہلی بار ایک منتخب جمہوری حکومت الیکشن کروانے جا رہی تھی انتخابی گہما گہمی کا زور بھی عروج پر تھا مختلف سیاسی جماعتیں اپنے جلسے جلوس زور و شور سے منعقد کر رہی تھی ملک کی بڑی جماعتیں جو کئی کئی بار اقتدار میں آ چکی تھی ان کے انتخابی جلوسوں کی میڈیا کے ذریعے کوریج جاری تھی پاکستان پیپلز پارٹی اپنے کارنامے بیان کر رہی تھی مگر ان کے گلے کی ہڈی بن رہی تھی لوڈ شیڈنگ مہنگائی اور بے روزگاری جو اس وقت عوام کے سب سے بڑے مسائل تھے ملک کی دوسری بڑی جماعت جس کو بھی کئی بار اقتدار میں آنے کا موقع مل چکا تھا اس کے منشور میں لوڈ شیڈنگ سے نجات اور مہنگائی بے روزگاری کا خاتمہ اور ملکی معیشت کی بہتری پہلا اقدام دیکھا جا رہا تھا ساتھ ساتھ آزاد خارجہ پالیسی اور بیرون ممالک میں پاکستان کا سافٹ اور بہتر امیج بحال کرنے کیامید دلوائی جا رہی تھی اور ایڈ نہیں ٹریڈ جیسے نعرے عام تھے کئی انتخابی جلسوں میں میاں برادران کو لوگوں سے اس بات کا حلف لیا جا رہا تھا جب ن لیگ کو اقتدار کی کشتی ملی تو انھوں نے سب سے پہلے وہی بات کی جو کوئی بھی حکومت اقتدار میں آنے کے فورا بعد کہتی ہے خزانہ خالی ہے، ملکی معیشت خراب ہے ملک قرضوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے اور عوام کو صبر کرنا ہوگا، حالات بہت خراب ہیں وغیرہ وغیرہ ان سب

باتوں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کہ عوام کو اس بات کے لئے تیار کیا جاسکے کہ اب ان کو مذید قرضوں کا بوجھ اٹھانا ہو گا اس مسائل کی گرداب میں وہ اپنا انتخابی نعرہ ایڈ نہیں ٹریڈ بلکل فراموش کر گئے ہر بار آنے والی حکومت جانے سے پہلے آئی ایم ایف کا کشکول توڑ کر جانے کا دعویٰ کرتی ہے اور نئی آنے والی ہر حکومت اس کشکول کو دوبارہ سے پکڑتی ہے اور اپنے پانچ سال پورے کرنے کے لئے آئی ایم ایف کے سامنے عوامی کو قربان کرنے کے لئے پیش کر دیتی ہے ہر آنے والی حکومت ملکی منافع بخش اداروں کو بوجھ سمجھتی ہے اور ان کو اونے پونے داموں فروخت کرکے خزانے کو بھرنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے (یہاں مثال حکومتی خزانے کی نہیں بلکہ ہمارے حکمرانوں کے اپنے خزانوں کی ہے)اس ملک کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ یہاں کے ارکین اسمبلی کے اثاثوں کی جانچ پڑتال صرف رسمی کاروائی کے طور پر کی جاتی ہے جس کی وجہ سے ان اراکین کو کسی حکومتی ادارے کی طرف سے کاروائی کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا اتنے بڑے ٹھاٹھ، باٹھ والے سیاستدانوں کے ان اثاثوں پر اگر نظر ڈالی جائے جو انھوں نے الیکشن کمیشن یا قومی اسمبلی میں پیش کیے ہوتے ہیں تو بے ساختہ ہنسی نکل جاتی ہے کہ ہمارے اراکین اتنے غریب ہیں ن لیگ کی حکومت نے آنے سے پہلے ہی اداروں کی نجکاری کا فیصلہ کر لیا تھا اور ملک کے کئی نامور ادارے جن میں پی آئی اے ، ریلوئے ، واپڈا ، سٹیل مل وغیرہ شامل ہیں ان کی اس لسٹ میں اولین ہیں جنھیں انھوں نے فروخت کرنا ہے آخر ایک عام آدمی سوچتا ہے کہ حکومت ان

اداروں کو بیچ کر حاصل کیا کرنا چاہ رہی ہے کیونکہ ان کو بیچنے کے بعد بھی حکومت آئی ایم ایف سے قرض حاصل کرنے اور ورلڈ بینک سے قرض حاصل کرنے کی باتیں کرتی اور ان سے قرضے لینے کے فیصلے کا دفاع کرتی نظر آ رہی ہے جس کی تازہ مثال ہمارے سامنے ہے حکومت نے مالی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے وہی حربہ آزمانے کا فیصلہ کیا ہے جو سابقہ حکومتیں استعمال کرتی رہیں اور ناکامی بار بار ان کا مقدر بنی دلچسپ بات یہ ہے کہ موجودہ حکومت اس معاملے میں گزشتہ حکومتوں سے بھی ایک قدم آگے جانے کا ارادہ رکھتی ہے خبر یہ ہے کہ آئی ایم ایف کے بعد عالمی بینک سے بھی مختلف منصوبوں کے لیے قرضہ لینے کا فیصلہ کیا گیا ہے اور صرف یہی نہیں پاکستان اس قرضے کے بدلے عالمی بینک کے ایک گروپ کو سرکاری اداروں کے حصص بھی فروخت کریگاان اداروں میں توانائی سمیت متعدد صنعتوں سے وابستہ ادارے شامل ہونگے یاد رہے مسلم لیگ ن وہی جماعت ہے جس نے مشرف دور میں سٹیل مل کی نجکاری کے ایشو پر زور و شور سے احتجاج کیا تھا لیکن اب اسی جماعت کے وزیر خزانہ کا کہنا ہے کہ پاکستان کی معیشت کو ٹھیک کرنے ے لئے عوام کو کڑوی گولی نگلنی ہو گی اور ملک کو بہتر ٹریک پر لانے کے لئے مشکل فیصلے کرنے ہوں گے دوسری خبر یہ ہے کہ عالمی بینک نے اس قرضے کے لیے بھارت سے تجارتی تعلقات کو معمول پر لانے کا بھی مطالبہ کیا ہے. ان اقدامات کے عوض ورلڈ بینک آئندہ پانچ سال میں پاکستان کو 11 ارب ڈالر دیگا ایک اورانتہائی تشویشناک بات یہ بھی ہے کہ بین الاقوامی ادارے

کی وفاقی اور صوبائی سطح پر پالیسیوں کی تشکیل میں بھی براہ راست شمولیت ہوگی یعنی صرف 11 ارب ڈالر کے عوض ملک کی باگ دوڑ اس مالیاتی ادارے کے ہاتھوں میں تھمانے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے عالمی بینک کا ادارہ بین الاقوامی مالیاتی کارپوریشن سرکاری اداروں میں حصص حاصل کرنیکی تیاری میں ہے۔ نجکاری کے عمل کو تیز کرنے کے لیے یہ ادارہ کم از کم 50 کروڑ ڈالر کا قرضہ بھی دیگا خدانخواستہ اگر ایسا ہو گیا تو پاکستان کی سالمیت داؤ پر لگنے کے واضح امکانات ہیں اور میاں صاحب اپنے وہ خطابات بھی یاد کریں جن میں وہ: اے طاہر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی: جیسے اشعار پڑھ کر عوام کا خون گرمایا کرتے تھے کیا ایسے اقدامات کر کے معیشت کو تو بہتر کیا جا سکتا ہے مگر اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ یہ سب کچھ کر کے پرواز میں کوتاہی نہیں آئے گی۔

غیر جانبدار الیکشن کمیشن

پاکستان میں ہمیشہ سے ہی یہ المیہ رہا ہے کہ ہم کوئی بھی قدم اس وقت اٹھاتے ہیں جب پانی سر سے گزر جاتا ہے آج تک کوئی قانون ایسا نہیں بن سکا جب تک کہ اس بابت کوئی بڑا واقع رونماء نہ ہو جائے اس کی بہت سی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں ہم انتظار کرتے رہتے ہیں کہ کوئی واقعہ ہو اور اس کے بعد اس پر عوام کی جانب سے اٹھنے والی آواز کو اپنے حق میں کرنے کے لئے اس پر قانون بنایا جائے تاکہ اس قانون پر میڈان (ن لیگ) میڈان (پیپلز پارٹی) یا کوئی بھی دوسری سیاسی پارٹی کا میڈ ان کا لفظ کنندہ ہو سکے۔ الیکشن میں دہرے ووٹ ڈالنے والوں کے خلاف کاروائی آج کل زبان زد عام ہے ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ الیکشن کمیشن انتخابی عمل میں جانے سے پہلے جس طرح کا ضابطہ اخلاق پریزائیڈنگ آفسران کے لئے ترتیب دیتا ہے اور جو ضابطہ اخلاق ووٹروں کے لئے جاری کرتا ہے اس میں یہ تنبیہ بھی شامل ہوتی کہ اگر آپ کے انگھوٹوں کے نشانات دو بیلٹ پیپرز پائے گئے تو آپ کے خلاف کاروائی کی جائے گی اور آپ قومی مجرم کہلائیں گے اب جبکہ انتخابات کو ایک سال کا عرصہ ہو چکا ہے اب اس کی ضرورت کیوں محسوس کی جا رہی ہے یہ وہ بنیادی سوال ہے جو الیکشن کمیشن کے غیر جانبداری پر اور شفافیت پر سوالات آ ٹھا ہے کیا الیکشن کمیشن کو اب یاد

آیا ہے کہ ایسے لوگوں کے خلاف کاروائی کی جائے اور اپنے آپ کو اس صورت حال سے بری الذمہ ثابت کیا جائے کہ دیکھیے جناب ہم نے تو ایسے لوگوں کے خلاف کاروائیاں بھی کی ہیں۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ آج ستر سال ہونے کو ہیں ہم اس الیکشن کمیشن کو مضبوط نہیں کرسکے اس میں سیاسی لوگوں کی بھرتیاں اور سیاسی سفارش پر ہونے والے بھرتیاں اس کی شفافیت پر وہ کلنگ ہیں جسے مٹانا تقریبا ناممکن ہے اس الیکشن کمیشن کو مضبوط بنانے کے لئے سیاسی بھرتیوں پر پابندی ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے ضابطہ اخلاق میں ترمیم وقت کی ضرورت ہے تحریک انصاف کے قائد عمران خان کی طرف سے 11 مئی کے عام انتخابات میں دھاندلی کے الزامات کے بعد الیکشن کمیشن کا یہ اعلان کہ ان حلقوں میں جہاں 100 فیصد سے زائد پولنگ ہوئی ہے ان تمام حلقوں کی تحقیقات کرائی جائے گی تاکہ معاملہ واضح ہوسکے ایک خوش آئیند اقدام ہے الیکشن کمیشن نے انتخابی بے ضابطگیوں کے حوالے سے عذرداریوں کی سماعت کرنے والے الیکشن ٹریبونلز سے کہا ہے کہ وہ ایک سے زائد ووٹ ڈالنے والوں کا ریکارڈ الیکشن کمیشن کو بھجوائیں تاکہ ایسے افراد کے خلاف قانونی کارروائی کرکے ان کو سزا دلوائی جائے الیکشن کمیشن میں 405 پٹیشنز دائر ہوئی ہیں جن پر کام جاری ہے الیکشن کمیشن نے جن حلقوں میں ٹریبونلز سے انگوٹھوں کے نشانات کی پڑتال کرائی ہے اس میں ایسے بے شمار ووٹوں کی نشاندہی ہے جو ایک ہی شخص نے کاسٹ کئے ہیں کمیشن کے مطابق خواتین کے ایک پولنگ سٹیشن میں ایک شخص نے 310 ووٹ کاسٹ

کئے۔ کمیشن نے یہ بھی کہا ہے کہ نادرا سے جو رپورٹ ملی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ انگوٹھوں کی تصدیق کے معاملہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ آئی ہے کہ سیاہی کے نشانات بہت ہلکے ہو چکے ہیں یا ان کا معیار نہایت خراب ہے جس کی وجہ سے انگوٹھوں کی تصدیق ہونا مشکل ہے الیکشن کمیشن کو انگوٹھوں کی تصدیق کے ضمن میں 30 درخواستیں ملی تھیں جن میں سے نادرا آدھی کی جانچ پڑتال کرکے ٹربیونلز کو بھجوا چکا ہے جبکہ آدھی درخواستوں کی جانچ پڑتال ہو رہی ہے کمیشن کا کہنا ہے کہ ریٹرننگ افسروں اور پریذائیڈنگ افسروں کی مدد کے بغیر انتخابی بے ضابطگی ممکن نہیں اس لئے ایسے حلقوں کی شکایات میں اس امر کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور ان کے ملوث ہونے کی صورت میں کارروائی ضرور ہو گی ووٹر لسٹیں شناختی کارڈ کی بنیاد پر بننے کے بعد ہر شخص کو شناختی کارڈ ساتھ لے جانے پر ووٹ ڈالنے کا حق ہے اس میں دوہرا ووٹ ڈالنا وہاں موجود عملے کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا الیکشن کمیشن کو اس بارے میں عملے کو قابو کرنے کے لئے عملے کی نگرانی کا نظام بہتر کرنے کے علاوہ شکایت کی صورت میں سخت سزائیں رکھنا چاہئیں اور یہ سارا عمل انتہائی مختصر عرصے میں مکمل ہونا چاہئے اس کے علاوہ سیاسی جماعتوں کو اپنے پولنگ ایجنٹوں کی تربیت کرنی چاہئے تاکہ کسی پولنگ سٹیشن پر کسی امیدوار کو جعلی یا ڈبل ووٹنگ کرانے کی ہمت نہ ہو الیکشن کے موقع پر ہر پولنگ سٹیشن پر گنتی کے بعد جو نتیجہ پریذائیڈنگ افسر تمام پولنگ ایجنٹوں کو دے وہ پریذائیڈنگ افسر اور اسسٹنٹ

پریذائیڈنگ افسروں کے دستخطوں سے دیا جائے تاکہ بعد میں اس حوالے سے کوئی شکایت نہ کرے الیکشن کمیشن کو بائیومیٹرک سسٹم اور الیکٹرونک ووٹنگ مشین لانے کی بھی کوشش کرنی چاہئے تاکہ انتخابی عمل میں بے ضابطگی نہ ہونے پائے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جن لوگوں نے ایک سے زائد ووٹ کاسٹ کیے ہیں ان کے نام قومی اخبارات میں شائع کیے جائیں ان پر مقدمات درج کروائے جائیں اور یہ کام انھوں نے جس کی ایماء پر کیا ہے ان کے خلاف بھی کاروائی کی جائے اور ایسا مضبوط قانون مرتب کیا جائے کہ اس میں اگر کوئی امیدوار شامل ہو تو اس پر تاحیات الیکشن لڑنے پر پابندی ہونی چاہیے تب جا کہ اس دوہرے ووٹ کے کاسٹ کرنے پر قابو پایا جا سکتا ہے اگر اس پر قابو پا لیا جائے اور مضبوط الیکشن کمیشن تشکیل دے دیا جائے تو ناصر ف صاف ستھرے لوگ بلکہ قابل لوگ اسمبلیوں میں پہنچ سکیں گے جس سے ملک میں جمہوریت روایات اور جمہوریت کی جڑیں مضبوط ہوں گی۔

پاکستانی تاریخ کا اہم بجٹ

وفاقی بجٹ جون میں پیش کیا جاتا ہے جس سے پاکستان کے عوام کو بہت سی توقعات وابسطہ ہوتی ہیں اب کی بار پیش کیے جانے والے بجٹ میں پاکستانی عوام کے لئے بعض اہم اور مثبت فیصلے کیے گئے ہیں جن کے پاکستانی معیشت پر اور پاکستانی عوام پر دور رس اثرات مرتب ہونے کی توقع ہے۔

وفاقی وزیر خزانہ سینیٹر اسحاق ڈار نے قومی اسمبلی کے ایوان میں 2014-15کا وفاقی بجٹ پیش کیا اس بجٹ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں سیلز ٹیکس اور فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کی مد میں کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا وفاقی ملازمین کی تنخواہوں اور پنشنروں کی پنشن میں دس فیصد اضافہ کیا گیا ہے ترقیاتی بجٹ میں گزشتہ مالی سال کے مقابلے میں 24 فیصد اضافہ کیا گیا ہے گزشتہ سال یہ بجٹ 425ارب روپے تھا جبکہ 2014-15کے لئے اس میں اضافہ کرکے اسے 525 ارب روپے مختص کیا گیا ہے اگرچہ محصولات کے اہداف میں اضافہ کیا گیا ہے تاہم ان طبقات پر ٹیکس عائد کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو اسے ادا کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں مذکورہ بجٹ کی ایک اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ٹیکسوں کے حوالے سے متعدد فیصلے ایوان ہائے صنعت وتجارت کی مشاورت سے کئے گئے ہیں اس

لئے ان کے نفاذ پر متعلقہ شعبوں کی طرف سے کسی قسم کے منفی رد عمل یا احتجاج کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہیں گزشتہ مالی سال مالیاتی خسارہ مجموعی قومی پیداوار کے فیصد کے برابر تھا اب اس کا ہدف کم کرکے 4.9 فیصد مقرر کیاگیاہے وزیر خزانہ کے 5.8 مطابق بجٹ کے نتیجے میں روزگار کے لاکھوں مواقع میسر آئیں گے روزگار کی فراہمی میں نجی شعبہ کا کردار بے حد اہمیت کا حامل ہے حکومت کا کام محض یہ ہے کہ نجی شعبہ کے لئے ایسا سازگار ماحول فراہم کرے جو سرمایہ کاری کو فروغ دے انہوں نے کہا کہ تھری جی اور فور جی کی نیلامی کے باعث معاشی ترقی میں اضافہ ہوگا آئندہ چار برسوں میں نو لاکھ کے لگ بھگ افراد کو روزگار ملے گا یہ امر قابل ذکر ہے کہ حکومت نے نچلے درجہ کے سرکاری ملازمین کو ریلیف دینے کے لئے خصوصی توجہ دی ہے تمام وفاقی ملازمین کو یکم جولائی 2014 سے دس فیصد ایڈہاک ریلیف دیاجائے گا جبکہ گریڈ ایک سے 15 تک کے ملازمین کو کنوینس الاؤنس میں پانچ فیصد اضافہ دیاجائے گا سپریٹنڈنٹ کی پوسٹ کو گریڈ سولہ سے سترہ میں اپ گریڈ کیاجارہاہے گریڈ ایک سے چار کے ملازمین کو ایک انکریمنٹ کی اجازت ہوگی محنت کش کی کم سے کم تنخواہ دس ہزار سے بڑھا کر گیارہ ہزار روپے کی جارہی ہے اور کم سے کم پنشن پانچ ہزار سے بڑھا کر چھ ہزار کی جارہی ہے تمام ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن میں بھی دس فیصد اضافہ کیاجائے گا بجٹ میں ہوائی جہازوں کے فرسٹ کلاس اور بزنس کلاس کے ٹکٹوں پر ٹیکس ادا کرنے والے مسافروں سے 3 فیصد اور ٹیکس ادا نہ کرنے والے

مسافروں سے چھ فیصد ایڈوانس ٹیکس وصول کیا جائے گا البتہ اکانومی کلاس کے مسافر اس سے مستثنیٰ ہوں گے اسی طرح غیر منقولہ جائیداد کی خریداری پر ٹیکس گزاروں سے ایک فیصد اور ٹیکس ادا نہ کرنے والوں کے لئے دو فیصد ایڈوانس ٹیکس وصول کیا جائے گا تاہم بیس لاکھ سے کم قیمت کی جائیدادوں اور بیرون ملک پاکستانیوں کے لئے سرکاری اسکیموں کو اس ٹیکس سے چھوٹ حاصل ہوگی ایک لاکھ روپے ماہانہ سے زائد بجلی کے گھریلو بلوں پر 7.5 فیصد کی شرح سے ایڈوانس ٹیکس وصول کرنے کی تجویز رکھی گئی ہیغیر ملکی سرمایہ کاری کے فروغ کے لئے بھی تجاویز دی گئی ہیں بجٹ میں شادیوں اور تقریبات میں دو ہولڈنگ ٹیکس کی شرح کو دس فیصد سے کم کرکے پانچ فیصد کر دیا گیا ہے صنعتی شعبہ اور ہاؤسنگ کے منصوبے اگر 30 جون 2017 تک ٹیکس اور ٹوٹل پروجیکٹ کی قیمت کا پچاس فیصد ایکویٹی کی شکل میں بیرونی سرمائے سے حاصل ہو تو کارپوریٹ ٹیکس کی 33 فیصد شرح کو کم کرکے بیس فیصد کم کرنے کی تجویز دی گئی ہے بجٹ کا ایک اور اہم پہلو کم لاگت گھروں کے لئے قرضے کی فراہمی کا منصوبہ ہے اس اسکیم کے تحت دس لاکھ روپے تک کا قرضہ فراہم کیا جائے گا اس میں سے چالیس فیصد کی گارنٹی حکومت فراہم کرے گی اس پروگرام کے تحت 20 ارب روپے کے 25 ہزار قرضے دیئے جائیں گے ہاؤس بلڈنگ فنانس کمپنی کو فعال بنانے اور اسلامی بنکنگ کو فروغ دینے کے لئے بھی سنجیدگی سے کام شروع کر دیا گیا ہے اگرچہ بجٹ میں عوام کو بعض شعبوں میں ریلیف بھی دیا گیا ہے لیکن مجموعی طور پر اس کے نتیجے میں عوام پر

بالواسطہ اور بلا واسطہ ٹیکسوں میں اضافہ ہوگا عوام کو آئندہ مالی سال کے دوران 2231 ارب کے ٹیکسوں کا بوجھ اٹھانا پڑے گا سگریٹ سریا سیمنٹ بجلی جنریٹر اور پرانی گاڑیوں کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا اس بجٹ کو کئی اعتبار سے ایک روایتی بجٹ قرار دیا جاسکتا ہے اس میں ایسے انقلابی اقدامات نہیں کئے گئے جن کے نتیجے میں اعلی اور مراعات یافتہ طبقات پر ٹیکسوں کا زیادہ بوجھ ڈال کر عوام کے بوجھ میں کمی لائی جاتی معاشی بہتری کے اعشاریے یقیناً موجود ہیں حکومت کی ایک سال کی کارکردگی بھی اطمینان بخش ہے لیکن اس بجٹ کے نتیجے میں عوام کی زندگیوں میں کسی ریلیف کی توقع نہیں کی جاسکتی عوام کو بجٹ کے ذریعے بہت کم ریلیف دیا گیا ہے لیکن ان سے بہت کچھ لے لیا گیا ہے اگر ٹیکسوں کا رخ اعلی طبقات کی طرف ہوتا تو عوام کی زندگیوں میں آسانیوں کی توقع کی جاسکتی تھی

-

ضرورت اس امر کی ہے کہ بجٹ کے بعد منی بجٹ لانے کی روایات کو ختم کیا جائے تاکہ عوام جو پہلے ہی مصیبتوں اور بحرانوں کی وجہ سے پریشان ہیں انھیں کچھ تو ریلیف مل سکے۔

تعلیم ، صحت اور بنیادی سہولیات حکومت اور عوام

پاکستان میں تعلیم اور صحت ہمیشہ سے ہی حکومتی منصوبوں میں سر فہرست نہیں رہی یہی وجہ ہے کہ مختلف ادوار میں بننے والی تعلیم اور صحت کی پالیسیوں کے وہ اثرات مرتب نہیں ہوسکے جن کے ہونے کی توقع تھی اس کے پیچھے کئی وجوہات ہیں مثلا کبھی حکومت اور کبھی بیوروکریسی اس میں رکاوٹ رہی ہے جب کبھی کسی بھی حکومت کی جانب سے کوئی مثبت اقدامات اٹھائے گئے ان کو ناکام بنانے کے لئے کچھ لوگ سرگرم ہو گئے اس حوالے سے اگر پاکستان کے تعلیمی ماحول کا جائزہ لیا جائے تو نتائج بہت ہی بھیانک نظر آتے ہیں باجود اس کے کہ حکومت وقت تعلیم کو عام کرنے اور اس کو عام کے لئے ہر ممکن اقدامات کرنے کی کوشش میں ہے۔ سوال یہ ہے کہ اتنے سارے اقدامات کرنے اور اتنا سارا سرمایہ لگانے کے باوجود وہ کون سی وجوہات ہیں جو تعلیم کی فراہمی میں رکاوٹ بنی نظر آتی ہیں پاکستان کے اقتصادی جائزے 14-2013 کے مطابق ملک میں خواندگی کی شرح تو 60 فیصد ہے لیکن پانچ سے نو سال کی عمر کے 67 لاکھ بچے سکول ہی نہیں جا پاتے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے لیے سکول نہ جانے والوں میں 39 فیصد لڑکے اور 46 فیصد لڑکیاں ہیں پاکستانی معاشی شرح نمو، نیپال اور افغانستان سے کم ہے جو کہ لمحہ فکریہ ہے سروے کے مطابق بچوں کو

پرائمری کی سطح پر تعلیم دلوانے کا سب سے زیادہ رجحان پنجاب میں ہے جہاں 93 فیصد بچے سکول جاتے ہیں جبکہ بلوچستان میں پانچ سے نو سال کے عمر کے سکول جانے والے بچوں کا تناسب 65 فیصد ہے بچوں کے سکولوں میں اندارج کے حکومتی منصوبے کے تحت سنہ 2013 سے 2016 تک پچاس لاکھ بچوں کو سکولوں میں داخل کروایا جائیگا پاکستان اپنی خام ملکی پیداوار کا دو فیصد تعلیم پر خرچ کرتا ہے اور حکومت کا کہنا ہے کہ 2018 تک تعلیم کے لیے مختص فنڈ دوگنا کر دیا جائے گا یہ وہ شرح ہے جو دنیا کا شاید ہی کوئی ملک اپنی تعلیم پر خرچ کرتا ہو گا کیونکہ اتنے قلیل سرمائے سے اتنے اہم مسئلے کو ہینڈل نہیں کیا جا سکتا اس کے لئے کم از کم ملکی پیداوار کا پانچ فیصد تو خرچ ہونا چاہیے۔ اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں آٹھویں جماعت تک 1000 طلبہ کے لیے سکول ہیں جبکہ 1000 طلبہ کے لیے صرف ایک ڈگری کالج ہی موجود ہے پاکستان 42 میں ڈگری جاری کرنے کا اختیار رکھنے والے اداروں اور جامعات کی تعداد 156 ہے ان میں سرکاری اداروں کی تعداد 88 اور نجی کی 69 ہے ڈگری جاری کرنے والے اداروں میں 12 لاکھ 30 ہزار طلبا و طالبات زیر تعلیم ہیں۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ پاکستان میں صحت کا شعبہ میں بھی سہولتوں کا فقدان ہے پاکستان میں صحت عامہ پر خام ملکی پیداوار کا محض چار فیصد ہی خرچ کیا جاتا ہے جو کہ انتہائی کم ہے پاکستان میں رجسٹرڈ ڈاکٹروں کی تعداد ایک لاکھ 67 ہزار سات سو 69 ہے یعنی ایک ہزار 99 افراد کے علاج معالجے کے لیے صرف ایک ڈاکٹر ہے جبکہ صرف

سرکاری ہسپتالوں میں موجود وسائل اس قدر محدود ہیں کہ 1647 افراد کے علاج کے لیے ایک بستر ہے اکنامک سروے کے مطابق پاکستان میں ایک لاکھ لیڈی ہیلتھ ورکرز ہیں جو گھر گھر جا کر خواتین اور بچوں کو طبّی سہولتیں فراہم کر رہی ہیں لیکن ملک میں نوزائیدہ بچوں میں 66 بچے اپنی پیدائش کے فوراً بعد مر جاتے ہیں پاکستان میں 1000 صرف 52 فیصد بچے تربیت یافتہ طبّی عملے کی نگرانی میں پیدا ہوتے ہیں جبکہ ملینیم ڈویلپمنٹ کے اہداف کے مطابق یہ شرح 90 فیصد سے زیادہ ہونی چاہیے پاکستان میں خواتین کی اوسط عمر تقریباً 67 برس اور مردوں کی عمر 64 سال ہے۔60 فیصد غربت کی لکیر سے نیچے ہیں حکومت نے غربت کی تعریف تبدیل کر دی گئی ہے اور اب یومیہ دو ڈالر سے کم کمانے والے خطِ غربت سے نیچے شمار ہوتے ہیں جائزہ رپورٹ میں دیے گئے عالمی بینک کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی 60 فیصد آبادی کی یومیہ آمدن دو ڈالر سے کم ہے۔پاکستان کا شمار دنیا کے چھٹے گنجان آباد ملکوں میں ہوتا ہے اور اقتصادی جائزہ رپورٹ کے مطابق پاکستان کی آبادی 91 کی شرح سے بڑھ رہی ہے ملک کی مجموعی آبادی 18 کروڑ 80 لاکھ نفوس پر مشتمل ہے جن میں 51 فیصد مرد اور 49 فیصد خواتین ہیں پاکستان میں کمانے کے قابل افراد کی مجموعی تعداد پانچ کروڑ 72 لاکھ ہے لیکن ان میں سے صرف پانچ کروڑ 60 لاکھ کو ملازمت کے مواقع میسر ہیں اقتصادی جائزے کے مطابق ملک میں بیروزگاری کی شرح 2 6 فیصد ہے جائزہ رپورٹ میں دیے گئے عالمی بینک کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان کی ساٹھ فیصد

آبادی کی یومیہ آمدنی دو ڈالر سے کم ہے۔ان سارے عومل کو اگر سامنے رکھا جائے تو حکومت کے وہ دعوے کہاں نظر آتے یں جن میں ہم نے بدلا ہے پاکستان اور ہم بدلیں گے حالات جیسے خوشنماء نعرے نظر آتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت تعلیم صحت اور دیگر بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لئے ایسے عملی اقدامات اٹھائے جو صرف، فائلوں تک نہیں بلکہ پورے ملک میں یکساں طور پر شہری اور دہی علاقوں میں نظر آئیں تب جاکے ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا جا سکتا ہے اورنہ دوسری صورت میں حکومت کی طرف سے خرچ کیا جانے والا سرمایہ سابقہ حکومتوں کی طرح صرف سرکاری فائلوں میں ہی گھومتا دکھائی دے گا میں ذاتی طور پر سمجھتا ہو کہ پاکستان کے تمام صوبوں میں اگر کوئی صوبہ ہنگامی بنیادوں پر تعلیم کو عام کرنا چاہا رہا ہے تو وہ پنجاب ہے مگر اس میں تھوڑی ناانصافی جو کی جا رہی ہے اور ان دور دراز کے علاقوں میں عام ہے جہاں پر انتظامیہ کا موثر کنٹرول نہ ہونے کے برابر ہے اس کے لئے صرف بڑے شہروں کو نہیں بلکہ تمام شہروں کو برابری کی سطح پر فنڈز اور سہولیات کی فراہمی کو ممکن بنایا جانا چاہیے

۔

صدا بہار سیاست دان

پاکستان کی سیاسی تاریخ اس حوالے سے باقی دنیا سے منفرد ہے کہ یہاں وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جن کی سیاست کا مرکز و محور عوام ہوتے ہیں اور جو لوگ اقتدار کی نہیں بلکہ اقدار کی سیاست کرنے کے قائل ہوتے ہیں ہمارے سامنے بہت سے لوگوں کی مثالیں ہیں جو پہلے پہل عوام کی خدمت کے جزبے سے سیاسی میدان میں اترتے ہیں اگر کہیں ان کا رابطہ عوام سے کمزور ہوا تو ناکامی ان کا مقدر بن جاتی ہے پاکستان کی سیاسی تاریخ میں بہت سی سیاسی قدآور شخصیات آئیں اور بعض تو ایسی بھی ہیں کہ جنھوں نے جب سے سیاست میں قدم رکھا ناکامی تو جیسے ان کے مقدر میں نہ لکھی گئی ہو ایسے لوگ پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں میں موجود ہیں ان شخصیات کا اگر باریک بینی سے جائزہ لیا جائے اور ان کے سیاسی امور اور عوام سے رابطے اور ان علاقائی مسائل کے حل کرنے پر نظر ڈالی جائے تو ایسے لوگ کچھ خاص خوبیوں کے حامل ہوتے ہیں جن کی وجہ ہر بار کامیابی ان کا مقدر بنتی ہے آج میری اس تحریر کا موضوع یہی صدا بہار سیاست دان ہیں۔

پاکستان کی سیاسی تاریخ میں بہت سے ایسے نام ہیں جنھوں نے اپنی زندگی میں

آنے والے تمام الیکشنوں کو جیت کر ایک منفرد ریکارڈ قائم کیا انھی ناموں میں ایک نام چوہدری نثار علی خان کا بھی ہے ایک ایسی شخصیت کہ جس کا نہ تو کوئی بڑا سیاسی گھرانہ ہے اور نہ ہی کوئی بڑا بیک اپ مگر اس کے باوجود اس شخص نے اپنی زندگی میں لڑے جانے والے تمام الیکشنوں میں کامیابی حاصل کی اور ایسے تمام تجزیہ کاروں کو جو کہ پاکستان کے پولیٹکل ہسٹری پر اپنی مضامین لکھتے رہتے ہیں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ ایسی کون سے جادوائی چھڑی چوہدری نثار علی خان کے پاس کہ ہر بار کامیابی ان کا مقدر بن جاتی ہے اور دوسرے لوگ جن کے پیچھے کئی خفیہ ہاتھ اور بڑی سرمایہ کاری ہونے کے باوجود بھی وہ ناکام ٹھرتے ہیں اس کی پہلی سب سے بڑی وجہ چوہدری نثار علی خان کا گراس روٹ لیول کے ورکر سے رابطہ ہے جس کی مثال ایسے دی جا سکتی ہے کہ آپ کو اگر کوئی بھی مسئلہ درپیش ہو آپ چوہدری نثار علی خان کو خط لکھیں خط لکھنے کے ٹھیک سات یا آٹھ دن بعد آپ کو اس کا جواب ملے گا اور جو بھی آپ کے مسئلے کا حل ہو گا اور جو بھی کاروائی ممکن ہو سکے گی وہ اس میں تحریر ہو گی دوسری اہم بات یہ ہے کہ جب سے انھوں نے سیاست میں قدم رکھا ہے کسی بھی دور میں چاہیے وہ ان کی اپنی حکومت ہو یا پھر مخلاف جماعت کی ان پر کسی قسم کے کرپشن کا نہ تو کوئی الزام لگا ہے اور نہ ہی کہیں سے ان کے خلاف کوئی ایسی آواز اٹھی ہو جس میں ان پر کرپشن یا اقربا پروری یا پھر اختیارات سے تجاوز کرنے کی کوئی شکایت ہو یہاں اس بات کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں کہ

سابق دور حکومت میں ان کی فیملی پر اور تھوڑا بہت ان پر بھی دہری شہریت کا الزام لگا تھا جس کو انھوں نے دوسرے دن ہی اپنی پریس کانفرنس میں کلئیر کر دیا تھا جس کے بعد الزام لگانے والوں کو جیسے چپ لگ گئی ہو یہ بھی ایک بہت بڑی خوبی ہے ان میں کہ انھوں نے اس سیاسی ماحول میں جہاں وزیروں مشیروں کو عوام کی فکر سے زیادہ اپنے اثاثے بنانے کی فکر رہتی ہے اپنے آپ کو بلکل صاف شفاف رکھا اور کسی کو بھی شکایت کا موقع نہیں دیا اور ان کے انتخابی علاقوں میں تعمیر وترقی کا جو گراف ہمارے سامنے ہے وہ تمام علاقوں سے زیادہ ہے اس کی بڑی وجہ ان کی علاقائی تعمیر وترقی میں دلچسپی کے ساتھ ساتھ اپنے علاقے کے مسائل پر گہری نظر کی عکاسی بھی کرتی ہے اور ان کے دیے گئے منصوبے علاقے کی بنیادی ضرورت سمجھے جاتے ہیں اور ان کا فائدہ روایتی منصوبوں سے کہیں زیادہ ہوتا ہے شاید یہی وجہ ہے کہ ان کے دیے گے منصوبے کامیاب ترین منصوبے تصور کیے جاتے ہیں اگر دیکھا جائے تو یہ ان کی بہت بڑی خوبی ہے جس کا کسی بھی اور سیاسی لیڈر کی زندگی میں نظر آنا کافی مشکل ہے تیسری اہم بات کہ وہ اپنے آپ کو عوام کے بہت قریب رکھتے ہیں شاید یہی وجہ ہے کہ وزیروں والا روایتی پروٹوکول اور نمائش کرنے کی ضروت محسوس نہیں کرتے اسلام آباد کی سڑکوں پر دہشت گردی کے شکار ملک کا وزیر اخلہ بہت معمولی سے پروٹوکول میں محو سفر ہوتا ہے جس کا مشاہدہ عام عوام سفر کے دوران کرتے رہتے ہیں اور جب سے ان کو وزیر داخلہ کا قلمدان دیا گیا ہے انھوں نے سے سب سے اہم اقدام یہ

کیا کہ پولیس فورس کو از سر نو منظم کرنے کا بیڑا اٹھایا اور تمام اہم شخصیات سے اضافی سیکیورٹی کو واپس لے کر عوام کے جان و مال کے تحفظ کے لئے وقف کر دیا گیا اور بہت سے ارب پتی اور کروڑ پتی لوگوں سے پولیس اور سرکاری گارڈز واپس لے لئے جو خود اپنے لئے ایسے کئی گارڈز بھرتی کر سکتے تھے جن کو سابقہ حکومت نے بلا وجہ سیکیورٹی مہیا کی ہوئی تھی وہ واپس لینے کے احکامات جاری کیے جس کا عوامی حلقوں کی جانب سے خیر مقدم کیا گیاان کے اس اقدام کی وجہ سے مختلف پولیس اسٹیشنوں میں جہاں نفری کی کمی تھی وہ نا صرف پوری ہو گئی بلکہ علاقائی امن وامان کی صورتحال کو کنٹرول کرنے میں مدد ملی ہے چوہدری نثار علی خان کے سیاسی مخالفین کی بھی کوئی کمی نہیں ہے لیکن آج تک ان میں سے کسی نے بھی ان کی سیاسی زندگی میں ان پر کرپشن یا اختیارات کے ناجائز استعمال کو سچ ثابت نہیں کیا ہاں البتہ ان کے مخالفین ان کے اپنے ورکروں پر برسنے اور اپنی بنائی گئی ترقیاتی کمیٹیوں کی کارکردگی پر ان کے غصے کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے نظر آتے ہیں لیکن ان کی جماعت کے نظریاتی کارکن جانتے ہیں ان کی طرف سے کیا جانے رد عمل ان کی کارکردگی کی وجہ سے ہے جس کو چوہدری نثار علی خان کسی بھی طور پر کم نہیں دیکھنا چاہتے بلکہ اپنے ورکروں کو وہ ہمیشہ عوام کے دکھ درد میں شامل ہونے کی تلقین کرتے نظر آتے ہیں ان تمام خوبیوں کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص پاکستان کی سیاسی تاریخ میں اتنا کامیاب ہے تو اس کی جوہات بھی ہیں جو کہ بلا شبہ

چوہدری نثار علی خان میں موجود ہیں اس کے برعکس بہت سے ایسے لیڈر بھی آئے جو کہ اپنے آپ کو تاریخ کا کامیاب ترین سیاست دان تصور کرتے تھے مگر جیسے ہی ان کا اقتدار ختم ہوا وہ تاریخ کا حصہ بن گئے لیکن چوہدری نثار علی خان اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر اپنے آپ کو عوام میں ہمیشہ مقبول رکھنا ہے تو اس کے کیا اصول ہیں اور ان تمام اصولوں پر کاربند رہنے ہی کی وجہ سے وہ آج بھی صدا بہار سیاست دان کے طور پر جانے جاتے ہیں۔

نشے سے انکار زندگی سے پیار

پوری دنیا کی طرح پاکستان میں بھی چھبیس جون کو منشیات کا عالمی دن منایا جاتا ہے جس کا بڑا مقصد لوگوں میں شعور بیدار کرنا ہے کہ اس کا استعمال کتنا نقصان دہ اور جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے اس دن کی مناسبت سے اینٹی نارکوٹیکس فورس سال بھر میں پکڑی جانے والی منشیات کو جلا کر یہ پیغام بھی دیتی ہیں کہ نشے سے :انکار اور زندگی سے پیار کرنا سیکھو: پاکستان میں منشیات کا استعمال افغانستان میں روس کی مداخلت سے شروع ہوتا ہے اور اسی کی دھائی کے بعد پاکستان میں افغانستان کے توسط سے سب سے بڑی .برائی جو بہت تیزی سے پھیلی وہ منشیات تھی یہ ایک ایسا ناسور تھا جس نے دیکھتے ہی دیکھتے اتنی تیزی سے ہماری نوجوان نسل کو اپنی لپیٹ میں لیا کہ ہم چاہتے ہوئے بھی اس کو ختم نہ کر سکے منشیات کا نوجوان نسل میں استعمال بہت خطرناک حد تک بڑھ چکا ہے کچھ لوگ تو اسے بطور فیشن اپناتے ہیں اور بعد ازاں اس کے عادی ہو کر ہمیشہ کے لئے اس لعنتی طوق کو گلے میں ڈال لیتے ہیں اپر کلاس ،مڈل کلاس ،لوئر اپر کلاس کے لوگ بھی اس کو بکثرت استعمال کرتے ہیں شاید یہی وجہ ہے کہ ملک میں منشیات کا استعمال روز .بروز بڑھ رہا ہے۔اس میں زیادہ تر ایسے لوگ ہیں جو اپنی ڈیپریشن کو ختم یا کم کرنے کے لئے جبکہ

نوجوانوں میں اسے بطور فیشن اور بطور ایڈوانچر بھی اپنایا جاتا ہے جو بعد ازاں ان کے لئے چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ آتا کہاں سے ہے؟ اور کس طرح اس کو مقررہ لوگوں تک پہنچایا جاتا ہے؟ کیا اس کی خبر انسداد منشیات کے اداروں کو نہیں ہوتی ؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے جوابات بر حال ڈھونڈنے ہیں۔ اس کے بیوپاری مختلف طریقوں سے اپنے گاہکوں کو تیار کرتے ہیں مثال کے طور پر سکول ،کالجز اور اب تو اعلیٰ تعلیمی اداروں مثلاً یونیورسٹیز میں ان لوگوں کے خاص کارندے ہوتے ہیں جو پہلے پہل تو یہ نشہ ان لوگوں کو فری میں مہیا کرتے ہیں اور جب یہ نوجوان پوری طرح اس کی لپیٹ میں آ جاتے ہیں تو ان سے منہ مانگے دام لیے جاتے ہیں اور بعض اوقات ان سے ایسے ایسے کام لئے جاتے ہیں جو ملک دشمن عناصر کی فہرست میں آتے ہیں ایسے ہی کئی مثالیں ہماری سامنے میڈیا میں آئے دن رپورٹ ہوتی رہتی ہیں نوجوانوں کو نشہ کا عادی بنانے کے لیے نئے نئے طریقے اختیار کیے جا رہے ہیں اس ضمن میں ڈانس پارٹیوں کو ایک اہم ذریعہ بنایا جاتا ہے ملک کے پوش علاقوں میں نہایت عمدہ رہائشی عمارتوں کے اندر ان کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں صرف جوڑے شرکت کرتے ہیں ان ڈانس پارٹیوں میں مہنگی ماڈلز اور رقاصاؤں کو بھی مدعو کیا جاتا ہے شرکاء کو ساری رات ڈانس کرنے کے لیے ایک گولی کھلائی جاتی ہے جس کی قیمت ہزاروں روپوں ہوتی ہے جس کا مقصد ان نوجوانوں کو پوری رات تروتازہ اور چاق و چوبند رکھنا ہوتا ہے تاہم یہ گولی دوران خون تیز کر دیتی ہے جس سے بلڈ

پریشر بڑھ جاتا ہے اور دل کا دورہ بھی پڑ سکتا ہے اس کے علاوہ اور کئی قسم کی خطرناک بیماریاں جو عموماً اس وقت ظاہر نہیں ہوتی لیکن بعد میں وہ انسانی جان کے لئے خطرناک ثابت ہوتی ہیں ان پارٹیوں میں ڈانس کرنے والی اداکارائیں اور ماڈلز کوکین کا نشہ بھی کرتی ہیں جو کہ پوش علاقوں میں بطور فیشن استعمال کی جاتی ہیں اور ان استعمال کرنے والوں میں اپر کلاس کے وہ نوجوان شامل ہوتے ہیں جو نشے کو بطور ایڈ وانچر استعمال کرتے ہیں اس خطرناک قسم کے نشے کی وجہ سے بہت سی ماڈلز اور اداکارائیں موت کا شکار بھی ہوتی رہی ہیں جو کہ ریکارڈ پر ہیں اس کے علاوہ بڑے گھرانوں کے لڑکے لڑکیاں کوکین اور دیگر نشہ بھی کرتے ہیں جو انتہائی مہنگے اور نقصان دہ ہیں ان لڑکے لڑکیوں کے لیے ان کی قیمت ادا کرنا مشکل نہیں ہوتا لیکن ان کے برے اثرات ان کی صحت کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں نشہ کی لت پوری کرنے کے لیے بعض لڑکیاں اس کی قیمت ادا کرنے کے قابل نہیں ہوتیں تو وہ نشہ خریدنے کے لیے جسم فروشی پر مجبور ہو جاتی اداکاری کرنے والی بہت سی فنکارائیں ڈانس پارٹیوں میں جا،جا کر کوکین کی عادی ہو جاتی ہیں اور اپنی بعد کی تمام زندگی اسی نشے کے نام کر جاتی ہیں منشیات کی روک تھام کے لیے انتظامیہ اور انسداد منشیات کے اداروں کی کارکردگی سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے جو کہ اس سلسلے میں کوئی خاص کردار ادا نہیں کر رہے نشہ کرنے والے بعض ادویات کو بھی بطور نشہ استعمال کرتے ہیں نشے کے عادی افراد کی اکثریت ان نوجوانوں میں سے ہوتی ہے جو

انتہائی حساس یا ذہین ہوتے ہیں یہ نوجوان زمینی حقائق سے فرار کی راہ تلاش کرنے کے لیے نشہ کے غار میں پناہ لیتے ہیں اس کے علاوہ معاشرے کے آسودہ حال طبقات اور خاندانوں کے چشم و چراغ اس لت میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور وہ کوکین، ہیروئن، شراب، چرس اور مہنگی نشہ آور ادویات کا استعمال کرتے ہیں نشہ کا عادی اعصابی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے بدقسمتی سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے بڑے شہروں، دور افتادہ دیہات تک نشہ ایک وبا کی طرح پھیل چکا ہے نشے کا عادی ہر فرد بنیادی طور پر مریض ہوتا ہے جو ہمیشہ ہمدردی اور توجہ کا مستحق ہوتا ہے توجہ اور ہمدردی سے ہی انہیں اس دلدل سے نکالا جا سکتا ہے خاندان، معاشرے اور ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ نشہ کے عادی افراد کی بحالی کے لیے انفرادی اور اجتماعی کوششیں کریں اس کے خاتمے کے لیے ضروری ہے کہ منشیات فروشی کے تمام اڈوں اور ٹھکانوں کے خلاف مؤثر کریک ڈاؤن کیا جائے اور ہمسایہ ملک چین اور برادر اسلامی ملک سعودی عرب کے تعزیری قوانین کی طرح منشیات فروشوں کو کڑی سزائیں دی جائیں۔ منشیات جب آسانی سے دستیاب ہوں گی تو نشہ کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہی ہو گا۔ اسی طرح تمام میڈیکل سٹور مالکان کو پابند کیا جائے کہ وہ مستند ڈاکٹری نسخہ کے بغیر نشہ آور ادویات فروخت نہ کریں اور اگر کوئی ایسی غیر قانونی سرگرمی میں ملوث ہو تو اس کے خلاف سخت ایکشن لیا جائے اس حوالے سے کسی بھی سیاسی دباؤ کو خاطر میں نہ لایا جائے اور ایسا میکنزم تیار کیا جائے جس سے اس لعنت پر قابو پانے

میں مدد مل سکے۔

عوام اور افواج پاکستان

شمالی وزیرستان کو ملک دشمن عناصر سے پاک کرنے کے لئے آپریشن: ضرب عضب: جاری ہے اور پاکستانی عوام کی دعاؤں سے کامیابی بھی حاصل ہو رہی ہے اور امید ہے کہ پاک فوج جلد از جلد اس میں کامیابی حاصل کرکے اس علاقے میں حکومتی رٹ بحال کر دے گی اور علاقے میں امن قائم ہو جائے گا ایسے میں جب ہماری مسلح افواج ان علاقوں سے دہشت گردوں کو پاک کرنے میں مصروف ہیں ہماری بحثیت قوم یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اپنے مسلح افواج کا ساتھ دیں ان کی پشت پناہی کریں تاکہ انھیں اس بات کا زرا بھی احساس نہ ہو کہ میدان جنگ میں وہ اکیلے لڑ رہے ہیں پاک آرمی بحثیت ادارہ ایک مضبوط اور منظم ادارہ ہے جس نے ہر قسم کے حالات میں اپنے آپ کو منوایا ہے لیکن حالیہ چند ماہ سے ملک کے وہ ادارے جن کا تعلق میڈیا سے ہے اس مقدس ادارے سے کچھ اس قسم کا برتاؤ کر رہے ہیں کہ جیسے یہ ادارہ ان کے لئے مقدس و مقدم نہیں ہے ان اداروں نے پاک فوج کا عوام سے رشتہ کمزور کرنے کی ناکام کوشش کی اور اس کوشش کے نتائج کو دیکھ کر انھیں یہ پتا چل گیا کہ عوام اور افواج پاکستان کا کیا رشتہ ہے امن کی آشا کے پرستاروں، ترقی اور جمہوریت کے علمبرداروں، ٹیکس چوروں اور قرضہ خوروں، بھارتی چالبازوں کے مہروں اور ملک

کی جڑیں کھوکھلی کرنے والے ناسوروں کو پتہ نہیں فوج اور عوام کا کیا رشتہ ہے اس ملک کا ہر غریب فوج کا نمائندہ ہے اس ملک کا ہر ذی الشعور فوج کا ترجمان ہے۔ عوام کو صرف فوج پر اعتبار ہے اور فوج ہر لمحے عوام کی مددگار ہے ملک کے نامور صحافی پر ہونے والے حملے کے بعد ملک کے بڑے میڈیا گروپ نے آئی ایس آئی کے چیف سے استعفٰے کا مطالبہ کیا اور دلیل پیش کی کہ اس طرح آئی ایس آئی کی بیشنگ نہ ہوگی اس ادارے کی دلیل میں آئی ایس آئی کی بیشنگ کا تو جواز نہیں بلکہ اس بیان ہی سے اس کا مدعا سمجھ آ جاتا ہے، چھے گھنٹے کی ہرزہ سرائی کے بعد بیشنگ کا خیال کسی بیوقوف ہی کی سوچ ہو سکتی ہے کسی اتنے بڑے اور اپنے آپ کو ملک کا خدمت گار ادارہ کہنے والے کی نہیں کسی نے پوچھا ارسلان افتخار کے کیس میں افتخار چودری سے استعفٰی کیوں نہ مانگا ؟دلیل دی کہ سابق چیئر مین بحریہ ٹاؤن کے پاس ثبوت نہ تھا حیرت کی بات ہے کہ ان کے پاس ثبوت نہ تھا تو میڈیا کے علمبردار وذرا اپنے گریبان میں جھانکو او یہ بھی تو بتاؤ کہ جنرل ظہیر الاسلام کے خلاف تمہارے پاس کونسا ثبوت ہے تاریخ گواہ ہے کہ اس ملک کو بچانے کی خاطر ہمیشہ افوج پاکستان نے قربانی دی ہے اور اتنی زیادہ قربانیوں کے باوجود آج تک افواج میں یہ کہیں سے نہیں سنا گیا کہ بس جناب ہم بہت قربانی دے چکے اب آپ لوگوں کی باری ہے اب ذرا فوجی جانثاروں کی چند مثالیں بھی سنیں سیاہ چین کے محاذ پر ایک ہی یونٹ کے آٹھ افسروں نے ایک دوسرے کی جان بچانے کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا

اور ان میں سے کوئی بھی موت کے ڈر سے میدان سے نہ بھاگا دو سپاہیوں نے اپنے کمانڈگ آفیسر کو نیچے گرایا اور ان کی جان بچانے کیلئے ان پر لیٹ گئے دشمن کی یلغار ختم ہوئی تو زخمی کمانڈر کو اٹھایا گیا انھوں نے بتایا کہ کسطرح دو جوانوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے اپنے کمانڈر کی جان بچائی نانگا پربت کی مہم کے دوران سپیشل سروس گروپ کے میجر ہمدانی برفانی دراڑ میں گر کر شہید ہوگئے دراڑ وسیع تھی اور میجر ہمدانی کا جسد خاکی کئی سو فٹ کی گہری کھائی میں نظر آ رہا تھا موسم مزید خراب ہوا تو باقی لوگوں کو مجبوراً واپس آنا پڑا موسم کھلتے ہی کیپٹن خالد بشیر اپنے جوانوں کے ہمراہ اپنے دوست کا جسد نکالنے نانگا پربت پر پہنچے مگر جونہی وہ رسوں کی مدد سے نیچے اترے ایک برفانی تودہ ان پر آ گرا اور کیپٹن خالد بشیر جو اپنے والدین کی واحد اولاد تھے ہزاروں من برف کے نیچے دب گئے کیپٹن خالد بشیر کے حادثے کے بعد فوج نے مزید مشن بھیجنے سے منع کر دیا تو میجر زاہد خان اور ان کے چند ساتھی فوج سے چھٹی لیکر اپنے طور پر گلگت گئے اور اپنی جیب سے کوہ پیمائی کا سامان خریدا نانگا پربت میں اس مقام پر گئے جہاں ان کے دو ساتھی برف کے نیچے دبے ہوئے تھے۔ میجر زاہد خان اور ان کے ساتھی دن رات برف کھودتے رہے مگر وہ تہہ تک نہ پہنچ سکے اس مشقت کی وجہ سے میجر زاہد فراسٹ بائیٹ کا شکار ہوگئے اور موسم کی خرابی کی وجہ سے واپس آ گئے اس مشن پر میجر زاہد کے ہاتھ کی تین انگلیاں کٹ گئیں مگر اس بہادر سپائی نے ہمت نہ ہاری دوسرے سال

میجر زاہد پھر اس مقام پر پہنچے تو برف کے طوفانوں نے سب آثار مٹا دیئے تھے اور دونوں افسروں کا مقام شہادت ہمیشہ ہمیشہ کیلئے گلیشیئر میں بدل چکا تھا میجر زاہد بعد میں کرنل بنے اور ملک دشمن عناصر کیخلاف لڑتے ہوئے شہید ہوگئے کیا کسی سیاسی جماعت، این جی او یا پھر میڈیا کی آڑ میں مافیا گینگ چلانے والوں کے پاس کوئی ایسی مثال ہے یقیناً اس کا جواب نفی میں ہوگا ضرورت اس امر کی ہے کہ آج اگر ہماری مسلح افواج ملک دشمن عناصر سے برسرپیکار ہیں تو ہمیں کسی بھی معاملے میں ان کی مخالفت کرنے کے بجائے ان کو سپورٹ کرنی چاہیے تاکہ انھیں اس بات کا احساس دلایا جاسکے کہ وہ میدان جنگ میں اکیلے نہیں بلکہ اٹھارہ کروڑ عوام ان کی پشت پر کھڑے ہیں۔

دعوے اور وعدے

بجلی بجلی بجلی یہ وہ بنیادی جز ہے جس کی کمی آج ایک پاکستانی کو سب سے زیادہ محسوس ہو رہی ہے اور اس بجلی نے پاکستانی عوام کی تمام روٹین لائف کو اس بری طرح متاثر کیا ہوا ہے کہ کوئی بھی کام وقت پر کرنا، یا ہونا مشکل ہی نہیں ناممکن نظر آتا ہے حکومت نے اقتدار میں آنے سے پہلے چھ ماہ میں لوڈ شیڈنگ کے خاتمے کے جو دعوے اور وعدے کیے تھے وہ تو ہوا ہو چکے ہیں جبکہ روز سرکاری ٹی وہ اور قومی اخبارات میں کروڑوں روپے کے دکھائے جانے والے بجلی منصوبوں کے اشتہرات کا بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ سامنے نہیں آیا گو کہ حکومت کہہ رہی ہے کہ وہ ان منصوبوں کو شروع کرنے جا رہی ہے منصوبے شروع ہو چکے ہیں وغیرہ وغیرہ مگر یہ سب کچھ صرف فائلوں تک ہی محدود ہے حقیقت یہ ہے کہ ابھی تک قومی گرڈ کی بجلی میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں کیا جا سکا جو کہ انتہائی تشویش ناک بات ہے وزیرِ بجلی و پانی نے بھی ہاتھ کھڑے کر دیئے ہیں کہ لوڈشیڈنگ کا مسئلہ میں حل نہیں کر سکتا معذرت خواہ ہوں عوام اللہ سے دعا کریں حکومتی حلقے تواتر سے کہہ رہے ہیں بجلی کے بحران کو حل کرنے کیلئے موجودہ حکومت نے ایک سال میں کچھ کامیابیاں حاصل کی ہیں نندی پور پراجیکٹ ٹرپ ہونے پر سب کامیابیاں سوالیہ نشان بن کر قوم کے سامنے آ کھڑی ہوئی ہیں ہر حکمران نے قوم کو بجلی کی

بچت کا مشورہ دیا لوگوں نے عمل کرتے ہوئے تمام کمروں میں انرجی سیور لگادیئے رات کو سونے سے پہلے میں تمام گھر کی فالتو لائٹیں آف کر دینا اچھی بات ہے ویسے بھی فالتو لائٹس کو بند کرنے کی عادت اپنائی جائے تو یہ ہر لحاظ سے اچھی بات ہے ہر شخص بجلی کی بچت کرے تو نہ صرف بل کم آئے گا بلکہ بجلی کی کمی پر بھی قابو پایا جا سکتا ہے جن گھروں بند کرلیں تو گذارہ ہو سکتا ہے بحران AC یا دفاتر میں 5-4 اے سی ہیں وہ صرف ایک کوئی بھی ہو قومی سطح پر ہو یا پھر انفرادی مجموعی سوچ اور عمل سے اس پر قابو پایا جا سکتا ہے مگر ہمارے ہاں ایسا کیوں نہیں ہو رہا اس کی دو ہی وجوہات ہو سکتی ہیں یا تو حکومت اس کو ختم نہیں کرنا چاہ رہی یا پھر عوام اس کو ختم کرنے کے لئے حکومت کا ساتھ نہیں دے رہی۔ رمضان المبارک سے قبل وفاقی حکومت کی طرف سے سحری افطاری اور تراویح کے اوقات میں بجلی کی لوڈشیڈنگ نہ کرنے کے سلسلے میں جو دعوے کئے گئے تھے ان کی حقیقت یہ ہے کہ آج ملک بھر کے عوام لوڈشیڈنگ کے خلاف شدید احتجاج کر رہے ہیں نہ صرف سحری اور افطاری کے اوقات میں بھی بہت سے شہروں اور علاقوں میں لوڈشیڈنگ جاری ہے بلکہ چوبیس گھنٹوں کے دوران اس کے مجموعی دورانیہ میں بھی زبردست اضافہ ہوگیا ہے گویا حکومت روزہ داروں کو جو سہولت دے سکتی تھی اس میں بھی ناکام رہی ستم ظریفی تو یہ ہے کہ وزارت پانی و بجلی کے دونوں وزراء میں سے کوئی بھی عوام کو اس بات کی یقین دہانی کرانے کے لئے تیار نہیں ہے کہ جلد از جلد اس لوڈشیڈنگ کے دورانیہ میں کب تک کمی کی جاسکے

گی ان کی طرف سے یہ بھونڈا موقف سامنے آتا ہے کہ شدید گرمی کے دوران بجلی کی ڈیمانڈ میں زبردست اضافہ ہوگیا ہے مگر ان کے پاس عوام کے اس سوال کا جواب نہیں کہ اسی نوعیت کی گرمی گزشتہ سال بھی پڑی تھی مگر رمضان المبارک کے دوران لوڈشیڈنگ کا یہ حال نہ تھا بعض اطلاعات کے مطابق گردشی قرضہ ایک بار پھر تین سو ارب تک جا پہنچا ہے جس کے باعث بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں نے پیداوار میں کمی کر دی ہے جو کمپنیاں فرنس آئل سے بجلی پیدا کرتی ہیں ان کا موقف ہے کہ انہیں پی ایس او کو ادائیگی کرنی ہے انہیں ادائیگی کی جائے تو وہ مطلوبہ پیداوار دے سکتی ہیں جبکہ گیس کے ذریعے بجلی پیداوار کرنے والی کمپنیوں کا کہنا ہے کہ انہیں ان کی ضروریات کے مطابق گیس فراہم کی جائے تو ان کی پیداوار بڑھ سکتی ہے وفاقی حکومت کے ایک ترجمان کی طرف سے یہ نیا شوشہ چھوڑا گیا ہے کہ ہمارا سسٹم تیرہ ہزار میگاواٹ بجلی سے زیادہ برداشت کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا تاروں کے پرانے نظام کو بدلنے اور فیڈرز کی صلاحیت میں اضافے کی ضرورت ہے اگر ایک لحظہ کے لئے اس موقف کو درست تسلیم کر لیا جائے تب بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حکومت نے بجلی کے نظام کی صلاحیت میں اضافہ کے لئے کیا کیا ہے اگر اقتدار سنبھالتے ہی فیڈرز کی صلاحیت میں اضافے اور متعلقہ علاقوں میں بوسیدہ تاروں کی تبدیلی کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کام کیا جاتا تو آج صورتحال بہت بہتر ہوتی ہم سمجھتے ہیں کہ بجلی کی پیداوار میں اضافے کا مسئلہ متعلقہ ادارے کے حکام کی ناقص حکمت عملی اور

بدانتظامی کا نتیجہ ہے وزیراعظم کو تمام متعلقہ حکام کا ہنگامی اجلاس طلب کرکے عوام کے اس اہم ترین مسئلہ پر توجہ دینی چاہیےازیر پانی و بجلی خواجہ آصف صاحب آپ تو سابق ادوار میں کسی بھی حکومت پر تنقید کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے اور فوراہی استعفی کا مطالبہ کر دیتے تھے اب اپنی ناکامی کو خود اعتراف کرتے ہوئے اس استعفی والی ڈولی میں بیٹھنا کیوں پسند نہیں فرمارہے اس لئے کہ اقتدار کی کشتی کو چھوڑنا آسان کام نہیں ہوتا آپ نے لوڈشیڈنگ کا مسئلہ حل نہ کر سکنے پر ہاتھ کھڑے کردیئے قوم کو آپ کی محض معذرت قبول نہیں ذمہ داریاں پوری کرنے میں ناکام ہوئے ہیں تو مستعفی ہو جائیں اورایسے لوگوں کو موقع دیں جو بہترین رزلٹ دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

قوم کے مستقبل کو بچایا جائے

رمضان شریف میں وقت کی کمی اور مصروفیت کی وجہ سے قلم سے کچھ دنوں کے لئے دور ہونا پڑا تو محسوس ہوا کہ جیسے کوئی بہت ہی اہم اور قیمتی چیز مجھ سے دور ہو گئی ہے کئی موضوع ذہن میں آتے جن پر بہت کچھ لکھا جا سکتا تھا مگر عید کیا آئی ایک ایسا موضوع دے گئی جس پر واقعی ہی مجھے لگا کہ اس پر لکھنا بہت ہی ضروری ہے عید کے دنوں میں کھلونا مارکیٹ میں سب سے زیادہ بکنے والی ایک خاص کھلونا بندوق جسے بچے پسٹل یا گن کے نام سے جانتے ہیں عام اور بہت ہی زیادہ فروخت ہوئی یہ کھلونا ایک مکمل کلاشنکوف کی پلاسٹک نقل ہے جس کو بچے گن یا پسٹل کے نام سے جانتے ہیں اور اسی وجہ سے بڑی تعداد میں خریدتے بھی ہیں یہ گن ہر طرح کے سائز میں دستیاب ہے میگزین کی لوڈنگ سے لے کر فائرنگ تک اسے اصلی گن کی طرح ہے تاجروں کا کہنا تھا کہ صرف گذشتہ سال میں کھلونا بندوقوں کی تجارت 40 لاکھ روپے سے زیادہ ہوئی جو بچوں میں ایسے کھلونوں کی مقبولیت کے رجحانات کی عکاسی کرتا ہے۔اس عید پر بھی تقریبا تمام بچوں کی نظر دکانوں میں کھلونا اسلحہ پر تھی اور ان میں سے بیشتر کی تمام عیدی ان کے جیب خرچ کی طرح کھلونا بندوقوں پر خرچ ہوئی۔اور تقریبا تمام بچے پولیس بمقابلہ ڈکیت یا دہشت گرد،دہشت گرد کا کھیل رہے تھے

جس میں منہ سے ٹھا ٹھا ٹھا' کی خوفناک آوازیں نکال رہے تھے اور ان کے دوست زمین پر تڑپ تڑپ کر مرنے کی اداکاری کر رہے تھے۔ میرے خیال میں بچوں کے اس ری ایکشن کی وجہ میڈیا پر کھلے عام تشدد کے واقعات دکھائے جانا بھی ہے جہاں دہشت گردوں کو اسلحے سے لیس منہ پر نقاب چڑھائے دکھایا جاتا ہے ان کے انٹرویو نشر کیے جاتے ہیں اس طرح اسلحے کی نمائش ہی بچوں کے اس طرح کے کھلونوں کے شوق کی بڑی وجہ ہو سکتی ہے۔آپ خود ہی اندازہ لگالیں کہ نائن الیون سے پہلے بچے کھلونوں میں کار یا جہاز یا اس قسم کے دوسرے کھلونے لینا پسند کرتے تھے لیکن اب تو بس بندوقیں یا پسٹل وغیرہ ہی لیتے ہیں اور اس کا اتنا اسرار کیا جاتا ہے کہ والدین بے بس ہو کر انھیں یہ کھلونا دلوا ہی دیتے ہیں جن کے کھیل میں بھی بس یہ ہی نظر آتا ہے کبھی لڑ رہے ہیں اور کبھی ایک دوسرے کو شوٹ کر رہے ہیں گو کہ یہ اسلحہ نقلی ہے مگر اس کے اثرات لازمی طور پر بچوں کے ذہنوں پر پڑیں گے اور جس طرح وہ بات بات پر ٹھاہ ٹھاہ کرتے نظر آتے ہیں اس سے کل مستقبل میں ان بچوں پر کیا اثر پڑے گا اس کا جواب کسی کے پاس نہیں ہے ہاں اس بات کا خیال والدین کو رکھنا ہو گا کہ وہ بچوں کو کس قسم کا کھلونا دلوا رہے ہیں اور ان کو گنیں اور پسٹل وغیرہ دلوانے میں احتیاط سے کام لینا ہو گا تاکہ بچوں کو ان کے نفسیاتی اثرات سے بچایا جاسکے ان کھلونوں کے بچوں کے اوپر ہونے والے منفی اثرات حکومت کو بھی شاید محسوس ہو رہے ہیں قومی اسمبلی اور دہشت گردی سے سب سے زیادہ متاثر خیبر

پختونخواہ کی صوبائی اسمبلی ایسی قانون سازی پر غور کر رہی تھی مگر شاید یہ قانون سازی بھی کہیں فائلوں کی گرد اب میں پھنس کے رہ گئی ہو گی اس قانون سازی سے کھلونا بندوقوں کے بے لاگ فروخت پر پابندی لگائی جاسکے گی۔اب تو تمام پاکستانی بچے اور خصوصا قبائلی علاقوں کے بچے انتہاپسندی پر مبنی کھیل کھیلتے ہیں بچوں سے پوچھا جائے کہ آپ ان بندوقوں سے کیوں کھیلتے ہیں تو ان کا کہنا ہوتا ہے کہ ہم دہشت گرد ختم کر رہے ہیں ماہرین کے مطابق پاکستان کے موجودہ حالات میں شدت پسندی کا کھیل جنگی میدانوں سے اب شہروں اور گھروں میں پہنچ چکا ہے نفسیاتی ماہرین کا کہنا ہے کہ بچوں میں احساس کی صلاحیت ابھی پوری طرح نہیں بنی ہوتی، ایسی صورت میں بچے کو باآسانی شدت پسندی کی طرف مائل کیا جا سکتا ہے اس کا ایک ثبوت سوشل میڈیا پر جہادی ویب سائٹوں کے پروپگنڈا کلپس کی بڑی تعداد ہے جہاں چھوٹے چھوٹے بچوں کو جنگی تربیت لیتے ہوئے دکھایا جاتا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت اس پکتے ہوئے لاوے کو کنٹرول کرنے کے لئے ایسے تمام کھلونوں پر فلفور پابندی لگائے جن سے ملک کے مستقبل پر سوالیہ نشان لگنے کا خدشہ ہے کیونکہ آج اگر ہمارے بچے ان کلاشنکوفوں سے کھیلیں گے جو اگرچہ نقلی ہیں جن سے کسی کو خوف بھی نہیں آتا مگر اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ تھوڑی سی برین واشنگ سے ان کے معصوم ذہنوں کو شدت پسندی کی طرف مائل نہ کیا جاسکے اس لئے ابھی وقت ہے کچھ کرنے کا ایسا نہ ہو وقت گزر جائے اور ہم لکیر پیٹتے رہ جائیں حکومت کو فلفور ان

جیسے تمام کھلونوں کی درآمد پر پابندی لگا دینی چاہیے تاکہ نئی نسل کو اسکا عادی ہونے
۔ سے بچایا جاسکے

الیکشن کمیشن کی تشکیل نو

الیکشن کمیشن پر اٹھائے جانے والے سوالات سے تو یہی لگتا ہے کہ مئی میں ہونے والے انتخابات میں کہیں نہ کہیں کوئی گڑبڑ ضرور تھی بقول تحریک انصاف کے یہ گڑبڑ کوئی چھوٹی موٹی گڑبڑ نہیں تھی بلکہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت ان نتائج کو تبدیل کیا گیا یا فالتو ووٹ کاسٹ کیے گئے اگر ان انتخابات کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان میں کئی ایک پولنگ اسٹیشنوں پر اتنے زیادہ ووٹ کاسٹ کیے گئے جو کہ انتخابی فہرست سے بھی کہیں زیادہ تھی اور ان میں بیشتر ایسے بھی ووٹ تھے جو کہ ایک ہی شخص نے کئی کئی بار کاسٹ کیے ہوئے تھے اگر اس وقت حکومت ان کا جائزہ لے لیتی تو آج جو لوگ اسلام آباد میں دھرنا دیے بیٹھے ہیں شاید نہ ہوتے اور حکومت بااحسن طریقے سے چل رہی ہوتی اور الیکشن کمیشن پر جو انگلی آج اٹھ رہی ہے شاید وہ بھی نہ اٹھ رہی ہوتی لیکن ہمارے ہاں اکثر یہ ہوتا ہے کہ حکومتیں اس وقت جاگتی ہیں جب پانی سر سے گزر چکا ہوتا ہے جیسا کہ آج کل نظر آ رہا ہے دو جماعتوں نے ان انتخابات اور آج کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے پورے ملک کو جام کیا ہوا ہے اور ہمارے حکمران چین کی بانسری بجانے میں مصروف نظر آ رہے ہیں پورے ملک کا اس دوران جو نقصان ہو رہا ہے اس کا کسی کو اندازہ بھی نہیں ہے اس کے ساتھ ساتھ غریب اور مزدور

لوگوں کا جو نقصان ہو رہا ہے وہ تو کسی گنتی میں نہیں تمام سیاسی جماعتیں اپنے فائدے کے لئے کام کر رہی ہیں عوام کی کسی کو کوئی پروا نہیں ہے تحریک انصاف کے قائد عمران خان کی طرف سے 11 مئی کے عام انتخابات میں دھاندلی کے الزامات کے بعد الیکشن کمیشن نے اعلان کیا تھا کہ ان حلقوں میں جہاں 100 فیصد سے زائد پولنگ ہوئی ہے ان تمام حلقوں کی تحقیقات کرائی جائے گی تاکہ معاملہ واضح ہو سکے لیکن ان تحقیقات میں کتنا وقت لگے گا اس کا کوئی ٹائم فریم نہیں دیا گیا تھا ہمارے ہاں عموما یہ ہوتا ہے کہ تحقیقات میں اتنا وقت لگ جاتا ہے کہ حکومت اپنے پانچ سال پورے کر لیتی ہے اور جب فیصلہ آتا ہے تو ایسے ایسے لوگ نااہل ہو جاتے ہیں جو پورے پانچ سال کام کر چکے ہوتے ہیں اسی لئے کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں انصاف کے حصول کے لئے حضرت نوح علیہ سلام کی عمر چاہیے : ایسے میں سیاسی جماعتیں کس پر اعتبار کریں اور کس کو قصور وار ٹھرائیں الیکشن کمیشن نے انتخابی بے ضابطگیوں کے حوالے سے عذرداریوں کی سماعت کرنے والے الیکشن ٹربیونلز سے کہا ہے کہ وہ ایک سے زائد ووٹ ڈالنے والوں کا ریکارڈ الیکشن کمیشن کو بھجوائیں تاکہ ایسے افراد کے خلاف قانونی کارروائی کر کے ان کو سزا دلوائی جائے الیکشن کمیشن میں 405 پٹیشنز دائر ہوئی ہیں جن پر ابھی تک کام جاری ہے اور یہ کام کب تک جاری رہے گا کوئی نہیں جانتا شاید حکومت کے پانچ سال پورے کرنے تک یا شاید اس سے بھی آگے الیکشن کمیشن نے جن حلقوں میں ٹربیونلز سے انگوٹھوں کے نشانات کی پڑتال

کرائی ہے اس میں ایسے بے شمار ووٹوں کی نشاندہی ہے جو ایک ہی شخص نے کاسٹ کئے ہیں۔ کمیشن کے مطابق خواتین کے ایک پولنگ سٹیشن میں ایک شخص نے 310 ووٹ کاسٹ کئے۔ کمیشن نے یہ بھی کہا ہے کہ نادرا سے جو رپورٹ ملی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ انگوٹھوں کی تصدیق کے معاملہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ آئی ہے کہ سیاہی کے نشانات بہت ہلکے ہو چکے ہیں یا ان کا معیار نہایت خراب ہے جس کی وجہ سے انگوٹھوں کی تصدیق ہونا مشکل ہے کمیشن کا کہنا ہے کہ ریٹرننگ افسروں اور پریذائیڈنگ افسروں کی مدد کے بغیر انتخابی بے ضابطگی ممکن نہیں اس لئے ایسے حلقوں کی شکایات میں اس امر کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور ان کے ملوث ہونے کی صورت میں کارروائی ضرور ہو گی۔ ووٹر لسٹیں شناختی کارڈ کی بنیاد پر بننے کے بعد ہر شخص کو شناختی کارڈ ساتھ لے جانے پر ووٹ ڈالنے کا حق ہے اس میں دوہرا ووٹ ڈالنا وہاں موجود عملے کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا الیکشن کمیشن کو اس بارے میں عملے کو قابو کرنے کے لئے عملے کی نگرانی کا نظام بہتر کرنے کے علاوہ شکایت کی صورت میں سخت سزائیں رکھنی چاہئیں اور یہ سارا عمل انتہائی مختصر عرصے میں مکمل ہونا چاہئے اب سوال یہ ہے کہ اگر کسی بھی جانچ کے عمل کو جتنا لٹکایا جائے گا ظاہری سی بات ہے کہ اس میں انگھوٹوں کے نشانات کی سیاہی تو مدہم ہو گی کیونکہ ہمارے ہاں جو بھی معیار ہوتا ہے ایسے کاموں میں وہ سب جانتے ہیں اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو پاکستان میں ہونے والے انتخابات ،پڑوسی ملک افغانستان میں ہونے والے انتخابات کی طرح ہی نظر

آتے ہیں جن میں نتائج کو کہاں سے کہاں تک لے جایا جا سکتا ہے دوسری طرف ہمارے وہ ادارے جن کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان کی مانیٹرنگ کریں ان کو دیکھیں حکومت کے زیر اثر ہونے کی وجہ سے وہ بھی کام کو اتنا لٹکا دیتے ہیں کہ تمام متوقع ثبوت خود بخود ہی ختم ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ حالات پیدا ہو جاتے ہیں جیسے کہ آج کل بنے ہوئے ہیں الیکشن کمیشن کو بائیومیٹرک سسٹم اور الیکٹرونک ووٹنگ مشین لانے کی بھی سعی کرنی چاہئے تاکہ انتخابی عمل میں بے ضابطگی کے امکانات کو کم سے کم کیا جا سکے۔ ورنہ دوسری صورت میں ہر انتخابات داغ دار تصور ہوں گے اور ہر بار بننے والی حکومت دھاندلی کا داغ دھونے کی کوشش کرتی رہے گی جس کی وجہ سے عوامی فلاح کے کام تو دور کی بات وہ حکومت اپنی مدت پوری کرنے سے بھی قاصر رہے گی اور پاکستان انتخابات کی تجربہ گاہ بنا رہے گا اس لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے الیکشن کمیشن کی تشکیل نو کی جائے اور اس کو اتنا مضبوط اور منظم بنایا جائے کہ کوئی اس کی جانبداری پر انگلی نہ اٹھا سکے اس کو سیاست سے بلکل پاک کیا جائے اور اس میں ایسے لوگوں سربراہ بنایا جائے جن کا ماضی بے داغ ہو اور ان کی کسی سیاسی جماعت کے ساتھ کوئی وابستگی نہ ہو اور جہاں کہیں کسی کی سیاسی وابستگی کسی بھی جماعت سے ظاہر ہو فوراً اس کو ہٹیا جائے تاکہ الیکشن کمیشن کا غیر جانبدار امیج عوام اور سیاسی جماعتوں کی نظروں میں بحال کیا جا سکے ورنہ دوسری صورت میں مارچ، دھنر نے اور سول نافرمانی جیسی تحریکیں ملک کو

آگے نہیں بڑھنے دیں گی۔

کچھ تو کرنا ہوگا

سیاسی بے یقینی کی صورت حال نے ملک میں ایک ہیجان سی کیفیت پیدا کردی ہے طاہر القادری کا انقلاب اور عمران خان کا آزادی مارچ کیا رنگ لائے گا اس بارے میں تمام لوگ ابہام کا شکار ہیں صبح اٹھو، تو یوں لگتا ہے کہ شام تک مارشل لا آ جائے گا اور شام کو یوں لگتا ہے کہ صبح کو کوئی طالع آزما آ کر سارے کے سارے نظام کو لپیٹ کر سب کھیل تماشاء ختم کروا دے گا اس آزادی مارچ سے اور انقلاب مارچ سے پورے ملک میں ہیجیانی کیفیت ہے ہر کسی کو اس صورت حال پر تشویش ہے کہ پتا نہیں کیا ہونے والا ہے حکومتی ادارے ہی نہیں ریاستی اداروں کو جو نقصان پہنچ رہا ہے اس کی شاید کبھی تلافی نہ ہوسکے نواز لیگ کی حکومت کو ابھی 14 ماہ ہی ہوئے ہیں کہ افراتفری پھیل گئی اس کی سب سے بڑی وجہ کیا ہے ؟ یہ وہ سوال ہے جو ہر پاکستانی کے دماغ میں گھوم رہا ہے کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ انہوں نے انتخابی مہم میں جو وعدے کیے انہیں پورا نہیں کرپائے کچھ لوگ اسے کسی اور پر اعتماد نہ کرنے کا رد عمل کہہ رہے ہیں۔ سوال میرا یہ ہے کہ سیاسی لوگ وہ وعدے کرتے ہی کیوں ہیں جو کبھی پورا نہ ہو سکیں مثال کے طور پر ن لیگ کے رہنماؤں کا کہنا تھا کہ وہ لوڈ شیڈنگ کو چھ ماہ میں ختم کریں گے اس کے علاوہ ملک سے کرپشن اقرباء

پروری سیاسی رشوت اور دیگر مسائل کو حل کریں گے۔آن دی ریکارڈ انھوں نے سابق صدر کو پاکستان کے مختلف شہروں کی سڑکوں پر گھسیٹنے کے نعرے بھی لگائے تھے جسے وہ بدزبانی سے تعبیر نہیں کرتے تھے، بدانتظامی کا خاتمہ اور کرپشن کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے گا وغیرہ وغیرہ وہ ان تمام بحرانوں کو سابق حکومت کی ٹوکری میں ڈال رہے تھے جو کہ بقول ان کے سابق دور حکومت کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے۔لیکن سوال یہ ہے کہ کیا آج چودہ ماہ گزر گئے ان میں سے کسی ایک وعدے پر عمل کے گیا شاید اس کا جواب اکثریت نہ میں دے گی کیونکہ لوڈشیڈنگ کا مسئلہ جوں کا توں ہے بقول حکومت کے بجلی پیدا کرنے کے کئی منصوبے لگائے جا چکے ہیں مگر بدقسمتی سے اور آن دی گراونڈ یہ سب کام فائلوں کی حدتک محدود ہیں ابھی تک نیشنل گرڈ کی بجلی سپلائی میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں کیاجا سکا آخر کار ایسا کیوں ہے کیا ہم اگلے کئی سال تک بجلی آئی ، بجلی گئی کا کھیل کھیلتے رہیں گے آپ گیس کی مثال لے لیں گیس اسٹیشنوں پر گاڑیوں کی اتنی لمبی قطاریں لگی ہوتی ہیں کہ ٹریفک کو رواں دواں رکھنے کے لئے وہاں پر ٹریفک وارڈن کو تعینات کرنا پڑ جاتا ہے لوگ گیس کی خاطر اپنی راتیں ان گیس سٹیشنوں پر گزارنے پر مجبور ہیں کیا ان چودہ ماہ میں کچھ بدلا بھی ہے تو اس کا جواب بقول دوسری سیاسی جماعتوں کے کارکنوں کے کچھ نہیں بدلا صرف نام بدلا ہے ایک وزیر اعظم کی جگہ دوسرا اور ایک صدر کی جگہ دوسرا صدر آ گیا ہے۔ جبکہ مسلم لیگ ن کے ورکر یہ کہتے ہیں

کہ جناب سب کچھ تو بدل دیا گیا ہے حالات بہتری کی جانب جا رہیں اس کے لئے وقت چاہیے جبکہ طاہر القادری کا انقلاب اور عمران خان کا آزادی مارچ انھیں وقت نہ دے کر زیادتی کر رہے ہیں عوام نے حکومت کو پانچ سال کے لئے منتخب کیا، اور طاہر القادری کے انقلاب اور عمران خان کے آزادی مارچ نے ایک سال بعد ہی حساب لینا شروع کر دیا جبکہ دوسری طرف اگر پی ٹی آئی یا پی اے ٹی کے کارکنوں کو سنا جائے تو وہ وہ کہتے ہیں کہ موجودہ حکومت نے تاریخ کی سب سے بڑی دھاندلی کی ہے جس کے بہت سے ثبوت پی ٹی آئی کے پاس ہیں انتخابی دھاندلی کا جہاں تک سوال ہے تو وہ ہر ہارنے والا لگاتا ہے، تاہم اس کا ایک آئینی اور قانونی راستہ ہے عدالتیں کھلی ہیں جہاں پر ان کے بارے میں فیصلے کیے جا سکتے ہیں پی ٹی آئی کا یہ موقف ہے کہ ان عدالتوں میں کیسوں کو اتنا لٹکایا جاتا ہے کہ ٹائم ہی اوور ہو جاتا ہے جیسا کہ مسلم لیگ ن والے کہہ رہے ہیں کہ اب انگھوٹوں کے نشانات کی تصدیق ممکن نہیں ہے کیونکہ وقت گزر چکا ہے جس سے انگھوٹوں کے نشانات کی تصدیق ہو سکے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ کچھ نہ کچھ کالا ضرور ہے اس سے پی ٹی آئی کے موقف کی تائید ہوتی ہے کہ حکومت خود جان بوجھ کر وقت گزار رہی ہے تا کہ: نا رہے گا بانس نا بجے گی بانسری: لیکن حکومت کو یہ بات بھی یاد رکھنی ہو گی کہ اب وہ وقت نہیں رہے جب لوگ خاموش بیٹھ جایا کرتے تھے اب سوشل میڈیا کا دور ہے کوئی بھی بات ایک منٹ سے پہلے پوری دنیا میں پھیل چکی ہوتی ہے لہٰذا اب وہ پرانی کارگریاں نہیں چلیں گی اور نہ ہی اس

نوجوان نسل کو کسی بھی طور پر ایسے کسی لولی پاپ کو ماننے والی ہے اس لئے جو بھی کرنا ہے وہ جلد از جلد کر لیا جائے اگر کچھ حلقے کھولنے ہیں تو ان کو کھولا جائے اور ان پر فوری کام ہونا چاہیے بہت سے لوگ اس بحران میں کسی تیسری قوت کے آنے کے اشارے دے رہے ہیں جہاں تک تیسری قوت کے آنے کا خدشہ ہے تو ایسا درست نہیں ہے اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو کیا مسلم لیگ نواز، پیپلز پارٹی، عوامی نیشنل پارٹی یا دیگر جمہوری قوتیں مارشل لا کے خلاف کھڑی نہیں ہو جائیں گی۔افواہیں تو یہ بھی کہتی ہیں کہ کچھ نادیدہ قوتیں سابق چیف جسٹس کے جانے کا انتظار کر رہی تھی۔ایک خدشہ یہ بھی ہے کہ نادیدہ قوتیں جو مشرف کو باہر بھیجنا اور غداری کیس کا خاتمہ چاہتی تھی وہ اس سیاسی ہلچل کے پیچھے ہیں، تاکہ وہ اپنے مقاصد پورے کر سکیں۔

یہ ضرور ہے کہ موجود بحران میں پاکستان آرمی کو اپنا کردار ادا کرتے ہوئے تمام اسٹیک ہولڈر کو یہ باور کرانا چاہیے کہ بامقصد مذاکرات ہی تمام مسائل کا حل ہیں لیکن ساتھ ساتھ ضرورت اس امر کی ہے کہ انقلاب اور تبدیلی کے نام پر ہر صورت کسی بھی غیر جمہوری عمل سے بچا جائے۔اور حکومت کو بھی چاہیے کہ طاہر القادری کے انقلاب اور عمران خان کے آزادی مارچ کو سنجیدہ لے اور ان کو مذاکرات کی میز پر لایا جائے کیونکہ مذاکرات ہی سیاسی بحرانوں کا آخری، اور بہترین حل تصور کیے جاتے ہیں اور حکومت ان اقدامات سے گریز کرئے جن سے ملک،

انتشار کا شکار ہو۔

حقیقی جمہوریت

ہر روز جمہوریت جمہوریت کے الفاظ سن سن کر ہر پاکستانی یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ اخر عوام سے زیادہ سیاستدانوں کو جمہوریت کی کیوں پڑی ہوئی ہے حالانکہ اگر دیکھا جائے تو دور جمہوریت میں عوامی مشکلات دور آمریت سے زیادہ ہو جاتی ہیں میں یہاں آمریت کی تعریف نہیں کر رہا اور نہ میں جمہوریت کے خلاف ہوں ہاں یہ ضرور ہے کہ ایسی جمہوریت جس میں تمام اختیارات کا حق ایک فرد واحد کو حاصل ہو اسے جمہوریت نہیں بلکہ فرد واحد کی بادشاہت کہا جا سکتا ہے پاکستان کے عوام اکثر اوقات حکمرانوں کی وجہ سے مشکلات کا شکار ہوتے رہتے ہیں نام نہاد جمہوریت کی رٹ لگائی جاتی ہے ایک ایسی جمہوریت جہاں فائدہ صرف حکمرانوں ،جاگیرداروں ،اور سرمایہ داروں کا ہوتا ہے اور جب ایسے لوگ اپنی دولت کے بل بوتے پر حکمرانی کی کرسی حاصل کر لیتے ہیں تو اس کو اپنے فائدے لئے استعمال کرتے ہیں آئین اور قانون میں ایسی ترامیم کروائی جاتی ہیں جن کا براہ راست فائدہ صرف اعلیٰ اشرفیہ اور حکمرانوں تک محدود ہو جاتا ہے اس سے مہنگائی بے روزگاری، لاقانونیت،اقرباء پروری، کرپشن اور نہ جانے کون کون سی برائیاں جنم لیتی ہیں یہ سزا اس ملک میں رائج نام نہاد جمہوریت کی وجہ سے ہے بے شک جمہوریت ایک اچھا نظام ہے لیکن یہ ان ملکوں میں کارآمد ہے جہاں

اسے عوام کی فلاح کے لیے استعمال کیا جائے یہ وہاں کامیاب ہے جہاں کا نظام تعلیم بہت اعلی ہے جہاں کی عدالتیں اور قانون سب سے زیادہ سپریم ہو لیکن پاکستان جیسے ملک میں یہ عوام کے لیے وبال جان بن جاتا ہے کیوں کہ یہاں کے حکمرانوں کا ایک ہی نعرہ ہوتا ہے کہ اپنی اپنی باری لگاؤ کیا پتا اگلی بار، باری آئے یا نہ آئے اس منفی سوچ کی وجہ سے عوامی مسائل کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے اور بڑی فنکاری سے نان ایشو باتوں کو ایشو بنا دیا جاتا ہے اور حکومت کی جاتی ہے۔ موجودہ صورت حال میں یہ بات اور بھی اچھی واضح ہو جاتی ہے کہ تمام سیاسی جماعتیں انا کی تسکین اور اقتدار کے حصول کی خاطر اپنے ورکروں کے خون کی بلی چڑھانے سے نہیں کتراتی کیونکہ لاشوں کی سیاست کرنا سب سے آسان ہوتا ہے بات کی جائے اگر اس موجودہ صورت حال کی تو بلا شبہ یہ دھرنے ہماری ملکی معیشت، ملکی وقار اور امن وامان کے لیے نقصان دہ ثابت ہو رہے ہیں مگر ان دھنوں کی وجہ سے اس جمہوریت کی قلعی کھل گئی ہے ہمیں پتہ چل چکا ہے کہ پینسٹھ سالوں سے ہم جس جمہوریت کی رٹ لگا رہے ہیں وہ جمہوریت نہیں بلکہ ذاتی فائدے کا دوسرا نام ہے۔ پی ٹی آئی اور پی اے ٹی کے الزامات اپنی جگہ ایک اٹل حقیقت ہیں کہ ہمیشہ اس ملک میں مینڈیٹ چرایا گیا ہمیشہ اس ملک میں ووٹ کی طاقت کو جعلی ووٹ سے داغدار کرنے کی مذموم کوشش کی گئی یہ ملکی تاریخ میں پہلی بار ہو رہا ہے کہ اس موضوع پر تقریبا تمام سیاسی جماعتیں بات کر رہی ہیں اگر ان تمام باتوں کا سد باب ہو گیا تو یقین جانیے

ہم حقیقی جمہوریت سے فائدہ اٹھا سکیں گے امیر اور غریب میں کوئی فرق نہیں ہو گا انصاف کی فراہمی امیر اور غریب کے لئے برابر ہو گی لوگوں کے مسائل جمہوری نظام کی مضبوطی کے توسط سے حل ہو سکیں گے ملک حقیقی جمہوریت کے توسط سے ترقی کی منازل طے کریگا لیکن ؟ اگر اب کی بار ہم نے جمہوریت کی وہ تشریح نہ کی جو ہونی چاہیے تو یقین جانیے ہم کبھی بھی جمہوریت کے اصلی مفہوم کو نہیں سمجھ سکیں گے اور ہمیشہ وڈیروں ، جاگیرداروں، اور سرمایہ داروں کی غلامی کرتے رہیں گے پی ٹی آئی کو، کے سیاست کے میدان میں نئی جماعت ہے مگر اس کے ورکروں کو دیکھ کر لگتا ہے کہ اگر اسی طرح انھوں نے کئی عشروں سے استحصال کے شکار عوام کا ساتھ دیا ان کے حقوق کی جنگ لڑی تو پاکستان کی سب سے بڑی جماعت بن کر ابھرنے سے اسے کوئی نہیں روک سکتا مارچ شروع کرنے سے پہلے عوام کی اکثریت کی رائے یہ تھی کے یہ بے وقت کی راگنی ہے جو عمران خان بجا رہے ہیں مگر جوں جوں وقت گزرتا جا رہا ہے لوگوں میں اس بات کی اویرنس بڑھتی جا رہی ہے کہ پی ٹی آئی بلکل سچ کہہ رہی ہے لوگ اس بات کی طرف توجہ دینے لگے ہیں کہ پینسٹھ سالوں سے جمہوریت جمہوریت کا کھیلا جانے والا کھیل تو جعلی تھا اصل جمہورت تو تب ہے جب لوگوں کو اس کے ثمرات مل سکیں جب کسی غریب کے لئے بھی ترقی کے اتنے ہی مواقع ہوں جتنے کے ایک امیر کے لئے جب ایک غریب بھی قومی اسمبلی کا رکن بن سکے دنیا کے وہ ممالک جہاں جمہوریت کی جڑیں مضبوط ہیں وہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک لوہار کا بیٹا

ایک موچی کا بیٹا اور یہاں تک کے چاہے فروخت کرنے والے کا بیٹا بھی ملک کے سب سے بڑے عہدے تک پہنچ جاتا ہے مگر یہاں ہمارے ہاں اسمبلی میں پہنچنے کے لئے کروڑوں روپے درکار ہوتے ہیں اور ایک غریب جو دو وقت کی روٹی کو ترس رہا ہوتا ہے وہ کہاں سے لائے گا اتنے روپے اس لئے یہاں جمہوریت بس نام کی جمہوریت ہے اور جس طرح کی جمہوریت پی ٹی آئی اور دیگر جماعتیں لانے کے دعوے کر رہی ہیں اگر ان میں حقیقت کا رنگ بھر گیا تو یقین جانیے پاکستان کو ایشن ٹائیگر بنانے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکے گے گا۔

بحرانوں کا مستقل حل کالا باغ ڈیم

ایشیائی بینک کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کو اس وقت پانی کی شدید قلّت کا سامنا ہے اور اس کا زراعت کے 80 فیصد حصے کا انحصار ہی پانی ہے اور اس قدرتی دولت کو بری طرح ضائع کیا جارہا ہے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان کا اوسط درجہ حرارت آئندہ 50 برسوں کے دوران 3 ڈگری سینٹی گریڈ تک بڑھ جائے گا، جبکہ پانی کی قلّت کے باعث دیہات سے شہروں میں لوگوں کی آمد بڑھ جائے گی رپورٹ کے مطابق تشیونشاک امر یہ ہے کہ پاکستان میں جنگلات کی کٹائی بہت بڑا مسئلہ بن چکی ہے اور شہروں کا رخ کرنے والے دیہاتی افراد کا جنگلات کی کٹائی بنیادی ذریعہ روزگار بن چکا ہے اس وقت پاکستان کے جنگلات کا رقبہ ماضی کے مقابلے میں صرف 2 سے 5 فیصد تک رہ گیا ہے، جنگلات کی کٹائی سے موسمیاتی تبدیلیاں سیلاب اور قحط سالی کی شکل میں سامنے آرہی ہیں۔ پاکستان میں کئی ایسے منصوبے سیاست کا شکار ہیں جن کا سب سے بڑا فائدہ پاکستان کو ہونا ہے مگر ہمارے مفاد پرست سیاست دان ان منصوبوں میں خود ہی روڑے اٹکانے کا باعث بن کر ملک وملت کو بحرانوں سے دوچار کر رہے ہیں پاکستان میں سیاسی اختلافات کی وجہ سے کالا باغ ڈیم جیسے منصوبے ملتوی رکھے گئے ہیں جب کہ بدانتظامی اور دیگر مسائل کی وجہ سے پڑوسی ملک

انڈیا کی جانب سے یکے بعد دیگرے بنائے جانے والے ڈیموں کے معاملہ کو بھی نظرانداز کیا گیا ہے اس حوالے سے ن تمام منصوبوں پر جن سے پاکستان کو نقصان کا خدشہ تھا ایسا کمزور موقف اپنایا گیا جس کی مثال ملنا مشکل ہے اور اس کمزور موقف کی وجہ سے بھارت ان تمام منصوبوں میں کامیاب ہو گیا جس سے پاکستان کے آبی ذخائر کو شدید قسم کے خطرات لاحق ہیں آبی ماہرین کا کہنا ہے کہ بھارت کی جانب سے بنائے گئے ڈیم پاکستان میں زیرزمین پانی سمیت زمین پر موجود پانی کے ذخیرے کو شدید متاثر کر رہے ہیں۔ ہمارا پڑوسی ملک اس وقت ڈیم تعمیر کرنے میں سب سے آگے ہے جہاں پر تقریبا دو سو ڈیموں کی تعمیر کا پلان بنایا جا چکا ہے اور ان میں سے بیشتر پر کام کا آغاز ہو چکا ہے لیکن ہم ،،،، ہم ابھی تک اپنے سیاسی جھگڑوں سے آگے نہیں نکل سکے تو ملک اور قوم کے بارے میں کیا سوچیں گے ملک اس وقت جن بحرانوں سے گزر رہا ہے ان کو دیکھ کر ہی دل پریشان ہو جاتا ہے اگر کسی کو نہیں محسوس ہوتا تو وہ حکمران طبقہ ہے جسے لگتا ہے کہ پاکستان کی کسی کو کوئی پرواہ ہی نہیں ہے شائد یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہاں پالیسیاں نہیں بلکہ صرف باتیں بنائی جاتی ہیں اور عملی طور پر کچھ بھی نہیں کیا جاتا اگر کالا باغ ڈیم کو تعمیر کر لیا جائے تو اس سے ہر سال آنے والے سیلاب کو ستر سے اسی فیصد تک کنٹرول کیا جا سکتا ہے اور لاکھوں کے نقصان کو کروڑوں کے فائدے میں بدلا جا سکتا ہے اربوں روپے کی بجلی پیدا کر کے ملکی انڈسٹری کو دوام بخشا جا سکتا ہے جس سے لاکھوں لوگوں

کو روزگار کے مواقع مل سکتے ہیں ملک میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری کو ختم کیا جا سکتا ہے ملکی برامدات کو بڑھا کر ملک کو کھربوں کا فائدہ دیا جا سکتا ہے اس سے ملک کو حقیقی معانوں میں ایشین ٹائیگر بنایا جا سکتا ہے۔ یہ سب کام صرف اور صرف کالا باغ ڈیم کے بن جانے سے ممکن ہیں اور اس کو بنانا نہایت اسان بھی اور کم وقت بھی دوسری طرف کالا باغ ڈیم پر ہونے والے اعتراضات بے بنیاد من گھڑت اور دشمن کے پھیلائے ہوئے بے بنیاد پروپگنڈے کی عکاسی کرتے ہیں اگر باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو اس ڈیم کے فائدے بے شمار ہیں کالا باغ ڈیم جس کو سابقہ حکومت نے آتے ہی سرد خانے میں ڈال کر پوری پاکستانی قوم کو اندھیروں میں دھکیلا تھا یہ جاننے کے باوجود کے کالا باغ ڈیم تو پاکستان کی لائف لائن ہے آج پوری قوم بجلی کی کمی اور سیلاب کے بحران کا سامنا کر رہی ہے مگر کوئی سیاست دان ایسا نہیں ہے جو یہ کہہ سکے کہ کالا باغ ڈیم پاکستان کی بنیادی ضرورت ہے اس کو ضرور بننا چاہیے ہر سیاسی جماعت کسی نہ کسی سیاسی مصلحت کا شکار نظر آتی ہے کالا باغ ڈیم منصوبے کو ختم کرنے پر سب سے زیادہ خوشی بھارت میں منائی گئی کیونکہ بھارت کبھی بھی نہیں چاہتا کہ پاکستان میں کوئی عوامی افادیت اور خاص طور پر آبی منصوبہ مکمل ہو بھارت پاکستان میں تعمیر ہونے والے ڈیموں کو روکنے کے لئے اربوں روپے خرچ کر رہا ہے اب جبکہ ملک انتہائی مشکل حالات سے گزر رہا ہے اور بجلی کا بحران شدید سے شدید تر ہوتا جا رہا ہے ان بحرانوں سے نجات کے لیے اگر کوئی سب سے

آسان اور سستا منصوبہ ہے تو وہ کالا باغ ڈیم ہیں جو کہ نام نہاد سیاسی لیڈروں کی وجہ سے رکا ہوا ہے جس کو بہت کم وقت میں پایا تکمیل تک پہنچایا جاسکتا ہے جس پر اب تک تقریبا ایک ارب روپے خرچ ہو چکے ہیں فیزیبیلٹی رپورٹس تیار ہیں لیبر کالونیاں تعمیر ہو چکی ہیں سائیڈ آئیڈیل ہونے کی وجہ سے کم خرچ میں منصوبہ مکمل ہو سکتا ہے جس سے معیشت کا پہیہ بھر سے رواں دواں ہونے کے ساتھ ساتھ ہر سال آنے والے سیلاب سے بھی بچا جا سکتا ہے بات صرف عملی کام کی ہے بات ہے صرف محب وطن قیادت اور محب وطن سوچ کی ہے اگر اس بار عوام نے ن لیگ کو مینڈیٹ دیا ہے تو ان کو چاہیے کہ ایسے عوامی افادیت کے منصوبوں پر کسی قسم کی سیاسی مصلحت کا شکار ہونے کے بجائے سر عام ایسے منصوبوں کی حمایت کریں اور پاکستان کی نسلوں کو محفوظ بنانے کے لئے کچھ کر دیکھائیں کالا باغ ڈیم سے پاکستان اور پاکستان کے عوام کی ترقی اور کامرانی اور بحرانوں سے نجات کی واضح جھلک نظر آتی ہو اور ایسے منصوبوں کے لئے تمام صوبوں میں مصالحت پیدا کرنے کی کوشش کریں تاکہ ملکی افادیت کا یہ عظیم منصوبہ شروع کیا جا سکے جس سے نا صرف بجلی کی اضافی پیداوار متوقع ہے بلکہ ان آنے والے سیلابوں سے بھی نجات ممکن ہے اور سارا سال ملکی نہروں کے لئے پانی کی فراہمی بھی اس منصوبے کی بدولت ممکن ہے۔ ضرورت ہے تو عملی اقدامات کی جس کے بارے میں اس حکومت پر عوام کو بہت سی توقعات ہیں اور عوام امید رکھتے ہیں کہ ان بحرانوں سے نجات کے لئے موجودہ حکومت یہ عملی اقدامات

کرکے دیکھائے گی موجودہ وقت میں کالا باغ ڈیم کی راہ ہموار کرنے کے لئے میڈیا
سول سوسائٹی ، عوام ،کالم نگار، سیاست دان ،اور سب سے زیادہ حکمران طبقے کی ذمہ،
داری ہے کہ وہ اس کے لئے اپنی تمام کوششیں بھروئے کار لائیں تاکہ آنے والی آئیندہ
نسلوں کا مستقبل محفوظ کیا جاسکے ۔

یہ کیسی جمہوریت ہے

وائٹ پیپر میں کسی بھی جماعت کی یا کسی بھی حکومت کی کارکردگی کو نمایاں کیا جاتا ہے ایسا ہر دور میں ہوتا آیا ہے وفاقی حکومت نے خیبر پختونخواہ حکومت کی کارکردگی کے بارے میں وائٹ پیپر جاری کیا ہے اس وائٹ پیپر کا نام تبدیلی کے نام پر دھوکا رکھا گیا ہے وائٹ پیپر میں پی ٹی آئی کی حکومت پر بہت سے الزامات لگائے گئے ہیں اور وہ بھی ان وزراء کی جانب سے جو پی ٹی آئی کے سربراہ کو الزام خان کا نام دیتے ہیں مگر خود بھی الزامات لگانے میں کسی سے کم نہیں ہیں۔ وائٹ پیپر کے مطابق کے پی کے میں امن و امان کا مسئلہ نہایت اہم ہے لوگ عدم تحفظ کا شکار ہیں تاجروں سرمایہ کاروں کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے وزیر اعلیٰ کی غیر موجودگی میں خیبر پختونخواہ کی حکومت چلائی جا رہی ہے، تحریک انصاف سے کے پی کے میں حکومت سنبھالی نہیں جا رہی کے پی کے میں سب سے کم ریونیو جنریشن ہو رہی ہے، خان صاحب اپنے صوبے میں انویسٹ منٹ بھی نہیں لا سکے یہ وہ الزامات ہیں جو پی ٹی آئی کی حکومت پر لگائے گئے ہیں۔ حکومتی وزراء کا کہنا ہے کہ تحریک انصاف نے بری کارکردگی چھپانے کے لئے دھرنوں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے حکومت کا اس وائٹ پیپر میں یہ بھی کہنا ہے کہ تحریک انصاف نے منشور میں کئے گئے وعدوں

پر بھی عمل نہیں کیا، بجٹ میں مختص رقوم پوری طرح خرچ نہیں کی گئی، کارکنوں کی فلاح و بہبود کے لئے کچھ نہیں کیا گیا خیبر پختونخواہ میں انسداد پولیو کی مہم کے سلسلے میں کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا یہاں 17 اضلاع ڈینگی سے متاثر ہیں، زراعت کے شعبے میں صرف 5 فیصد ٹیکس عائد کیا جاسکا ہے 15 فیصد زرعی ٹیکس کا وعدہ پورا نہیں کیا گیا، تعلیم کے شعبے میں بھی ناکامی ہاتھ آئی یہ وہ وائٹ پیپر کے الزامات ہیں جو حکومتی جماعت کی طرف سے لگائے گئے ہیں اگر انھی الزامات کو پنجاب حکومت کی کارکردگی سے تبدیل کیا جائے تو صورت حال وائٹ پیپر سے بھی آگے نظر آتی ہے انھی وزراء سے کوئی پوچھنے والا نہیں کہ اگر وہاں پر ایسی صورت حال ہے تو ان صوبوں میں کونسی دودھ کی نہریں بہہ رہی ہے جہاں پر مسلم لیگ کی حکومت ہے حالیہ دنوں کی مثال لے لیں جب حکومت خود تسلیم کر ہی ہے کہ صرف بجلی کے بلوں کے زریعے سے عوام کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالا گیا اور کئی ارب روپے غریب کی جیب سے اڑا لئے گئے جن کا اعتراف حکومتی وزراء پریس کانفرنس میں کرتے نظر آ رہے ہیں۔ سیلاب کی صورت حال معاملے کو اور بھی واضح کر رہی ہے۔ حکومت نے آتے ہی وہ سنگین غلطیاں کی جن کا شمار کرنا یہاں شاید ممکن نہیں ہو گا مگر ان میں سے چیدہ چیدہ بیان کر دیتا ہوں سب سے بڑی غلطی اقتدار میں آتے ہی بڑے قرضے لیکر صرف پنجاب کو پیرس بنانے کا خواب دیکھا گیا اور اس خواب کو حالیہ سیلاب میں عوام نے ٹوٹتے دیکھا جب ہمارے وزیر اعلیٰ گوڈے گوڈے پانی میں کھڑے ہو کر واسا کے

اہلکاروں کو ڈانٹ رہے تھے کہ یہاں پانی نہ ہو وہاں پانی نہ ہو بجلی کی لوڈشیڈنگ کو کم کرنے کے لئے سرکلر ڈیڈ ختم کرنے کی کوشش میں اپنے لوگوں کو نوازا گیا جس کا اثر یہ ہوا کہ آج بجلی کی لوڈ شیدنگ وہی ہے جہاں سابق دور میں تھی عوام کی بنیادی ضروریات بجلی، گیس کو چھوڑ کر میٹرو بس جیسے منصوبے شروع کرنے کو اولین ترجیح دی گئی کیا عوام کی بنیادی ضروت بجلی اور گیس تھے کہ میٹرو بس اس کا فیصلہ اگر کرنا ہو تو ہر گھنٹے بعد ایک یا دو گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ کو ضرور دیکھ لیں اس کا اندازہ اگر کرنا ہو تو گیس سٹیشنوں پر لگی گاڑیوں کی ان لمبی لائینوں کو دیکھ کر کر لیں جن میں مزدور دیہاڑی دار ٹیکسی گاڑیاں چلانے والے لوگ راتوں کو جاگ جاگ کر اپنی گاڑی میں گیس ڈلوانے، کے لئے خوار نظر آتے ہیں حکومتی مشراء اور وزراء پالیساں بناتے وقت یہ نہیں سوچتے کہ عوام کی بنیادی ضروریات کیا ہیں عوام کو روٹی، کپڑا، مکان چاہیے، لوڈ شیڈنگ سے چھٹکارا چاہیے لیکن ان کو تو اقتدار میں سوائے اپنے فائدے کے کچھ اور نظر ہی نہیں آتا ترقی پذیر ملک ہوتے ہوئے ترقی یافتہ ملکوں جیسے منصوبے شروع کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں اور ان میں وہ نقصان کر دیتے ہیں جو آنے والے کئی سالوں تک پورے نہیں ہو سکتے کیا یہ بڑے اور مشکل منصوبے ہمارے لئے اور ہماری کمزور معیشت کے لئے نقصان دہ نہیں ہیں جن کو اگر مکمل بھی کر لیا جائے تو بمشکل پانچ یا دس سال ہم چلا سکتے ہیں کیونکہ ہم ان منصوبوں کو مکمل تو کر لیتے ہیں مگر ان کو قائم رکھنا شاید ہم

یکھ ہی نہیں سکے ۔ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں جمہوریت میں تو ایک عام انسان کی اور ایک طاقت ور کی ایک جیسی سنی جاتی ہے مگر اب اس جمہوریت پر یہ سوال اٹھنے لگے ہیں کہ یہ کیسی جمہوریت ہے کہ سر عام پولیس 18 لوگوں کو گولیوں سے ہلاک کر دیا جائے بیشمار زخمی کر دیے جائیں پوری دنیا اس واقع سے با خبر ہو گ مگر حکمرانوں کو میڈیا کے زریعے اس واقعہ کو علم ہو اس ساری صورتحال پر پاکستانی غیر جانبدار سنجیدہ طبقہ بہت سے فکرات کا شکار ہے کیونکہ عوامی سطح پر ہم برداشت اور تحمل سے ایک دوسرے کا موقف سننے سے گریزاں ہیں تو ہمارے لیڈران آپس میں تحمل مزاجی یا مذاکرات کیوں کریں گے اس کا عملی مظاہرہ پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں پوری قوم دیکھ چکی ہے ۔ اس اختجاج اور دھرنے میں ثالثی کا کردار ادا کرنے والے اپوزیشن جرگے کے مطابق اب اس تمام سیاسی بحران کا خاتمہ ہونا چاہیے ۔ایک ایسے وقت میں جب حکومت کے خلاف دھرنے اور اختجاجی مارچ ہو رہے ہیں وائیٹ پیپر جاری کرنے کی کیا ضرورت تھی کیا ایسا کرنے سے حکومت عوامی رائے عامہ کو اپنے حق میں کرنے کامیاب ہو جائے گی یہ ایک سوالیہ نشان ہے جس کا جواب جلد ہی آ جائے گا مگر اب ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام پارٹیوں کے لیڈران اپنی اپنی انا اور ذاتی عناد کو ایک طرف رکھتے ہوئے ملکی مفاد میں فیصلے کریں تاکہ ملک کو انتشار سے بچا کر اصل جمہوری ٹریک پر لایا جاسکے کیونکہ اڑ سٹھ سالوں سے عوام اس جمہوری ثمر کو دیکھنے کی آس لگائے بیٹھے ہیں جب ترقی سب کے لئے ہو جب قانون کی حکمرانی ہو

جب روٹی کپڑا مکان،اور بنیادی ضروریات زندگی ہر ایک کو میسر ہوں دوسری صورت
میں سب یہی کہہ رہے ہوں گے کہ یہ کیسی جمہوریت ہے ؟؟؟؟

داغی یا باغی فیصلہ ہو چکا

مخدوم جاوید ہاشمی پاکستانی سیاست کا وہ چمکتا ستارہ تھا جو ہر دور میں چمکا کرتا تھا پاکستان کی سیاست میں ایک نڈر بے باک سیاستدان کے طور پر جانے اور باغی کے نام سے پہچانے جانے والے مخدوم جاوید ہاشمی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ پیدا ہی لیگی ہوئے تھے مگر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ اس مسلم لیگ سے بغاوت کرکے باغی کے لقب سے جانے اور پہچانے جانے لگے ۔بعد ازاں جب انھوں نے تحریک انصاف سے بھی بغاوت کی اور ان کی اندر کی کہانیوں کو میڈیا میں عام کیا جو کہ بقول ان کے سچ تھیں مگر تحریک انصاف والوں نے ان کہانیوں سے صاف انکار کر دیا اس دغا بازی پر تحریک انصاف والوں نے انھیں باغی سے داغی کا لقب دے ڈالا اور ان کے خلاف ملتان اور کراچی کے جلسوں میں باغی نہیں داغی کے نعرے لگائے گئے جس پر اپنے بیان میں ان کا کہنا تھا کہ داغی کون اور باغی کون فیصلہ عوام نے کرنا ہے جاوید ہاشمی کے ہار جانے پر سوائے افسوس کے اور کیا، کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ فیصلہ عوام کا ہے مخدوم جاوید ہاشمی اپنی سیاسی کیریئر میں کبھی بھی اسمبلی سے باہر نہیں رہے مگر شاید یہ ان کی پہلی بار ہے کہ وہ شکست کھا کر اعلیٰ ایوان سے باہر ہو گئے ہیں اپنی پہلی جماعت مسلم لیگ کو چھوڑ کر جس طرح وہ تحریک انصاف میں آئے تھے اور پہلی ہی انٹری میں چار

حلقوں سے کامیابی حاصل کرکے جو ریکارڈ بنایا تھا وہ شاید کبھی نہ ٹوٹے مگر جب ان کی جماعت نے موجودہ حکومت کے خلاف دھرنے اور احتجاج شروع کیے تو ان کا باغی پن کھل کر سامنے آیا اور انھوں نے وقت اور حالات کی نزاکت کا غلط اندازہ لگاتے ہوئے اپنے دوست نما دشمنوں کے کہنے پر آزاد الیکشن لڑنے کو ترجیح دی کئی لوگ ان کی جیت کے شادیانے پہلے ہی سے بجانے لگے تھے مگر ایسا نہ ہو سکا کیونکہ اب آنے والا دور نوجوانوں کا ہے اور نوجوان ہی اب آنے والے دنوں میں فیصلہ کن کردار ادا کرنے والے ہیں سو انھوں نے جاوید ہاشمی کی بغاوت کو بغاوت نہیں بلکہ دغاوت ثابت کر دیا اور انھیں پاکستان کی سیاست سے آوٹ کر دیا ان کا اور عامر ڈوگر کا مقابلہ بھی خوب رہا دونوں امیدوار آزاد تھے مگر درپردہ دونوں کے پیچھے پاکستان کی بڑی سیاسی قوتیں اپنا اپنا زور لگا رہی تھیں صوبہ پنجاب کے شہر ملتان میں قومی اسمبلی کے حلقہ 149 میں ضمنی انتخاب میں پاکستان تحریک انصاف کے حمایت یافتہ آزاد امیدوار عامر ڈوگر نے جاوید ہاشمی کو کھلی شکست دی یہ نشست جاوید ہاشمی کے استعفے کے بعد خالی ہوئی تھی اس حلقے میں کل 17 امیدواروں نے ہونے والے انتخاب میں حصہ لیا اور عامر ڈوگر ووٹ لے کر سب سے پہلے نمبر پر رہے ان کے مقابلے میں جاوید ہاشمی نے 58142 ووٹ لیے پیپلز پارٹی نے بھی اس حلقے سے ڈاکٹر جاوید صدیقی کو ٹکٹ دیا تھا 47222 لیکن وہ قابلِ ذکر ووٹ حاصل نہ کرسکے اس حلقے میں رجسٹرڈ ووٹروں کی تعداد تین لاکھ ہزار سے زائد تھی اور پولنگ صبح نو 41

بجے سے شام پانچ بجے تک جاری رہی اس حلقے کے 286 میں سے 109 پولنگ سٹیشنوں کو حساس قرار دیا گیا تھا سکیورٹی کے لیے ملتان پولیس اور ایلیٹ فورس کے چار ہزار سے زائد اہلکار تعینات کیے گئے تھے جبکہ پولنگ سٹیشنوں کی سکیورٹی کی ذمہ داری رینجرز کے حوالے تھی دفعہ 144 کے تحت حلقے میں عوامی اجتماعات پر پابندی عائد کی گئی تھی جبکہ ضلع بھر میں عام تعطیل کا اعلان کیا گیا تھا جاوید ہاشمی کی سیاست اب شاید ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی کیونکہ اب وہ عمر کے اس حصے میں ہیں جہاں اکثر سیاستدان ریٹائیرڈ ہو رہے ہوتے ہیں اور دوسرا ان کی طبیعت بھی ان کا ساتھ نہیں دے رہی اوپر سے حلیفوں کی بے وفائی اور اپنوں کی بے پرواہی نے انھیں سیاست کے کھیل میں اس کنارے پر لگا دیا ہے جہاں ریٹائیرڈ ہارٹ کا بورڈ آویزاں ہوتا ہے۔ ان کی ہار میں تحریک انصاف کا بلا شبہ ایک بہت ہی بڑا اور اہم رول ہے کیونکہ تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان نے الیکشن سے چند دن قبل ملتان میں بہت بڑا حکومت مخالف جلسہ بھی کیا تھا جس میں عامر ڈوگر بھی شریک ہوئے تھے جاوید ہاشمی نے تحریک انصاف کی کشتی سے چھلانگ لگا کر سیاسی خودکشی تو کر ہی لی تھی ساتھ میں ان باتوں جو کہ کسی بھی پارٹی کا اندرونی معاملہ ہوتا ہے ان باتوں کو میڈیا میں بلاوجہ اچھال کر اپنے لئے ایسے دشمن پیدا کر لیے تھے جو کسی بھی طور پر ان کے لئے کم خطرناک نہیں تھے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا آیا ہے کہ کوئی رکن جب بھی اپنی جماعت کو چھوڑتا ہے تو وہ ایسی ایسی باتیں میڈیا اور عوام کو بتاتا ہے جو

کہ پارٹی کے اندرونی معاملات میں آتی ہیں ایسے میں سیاسی پختگی کا تقاضا ہوتا ہے کہ ایسی باتوں کو عوام میں اور میڈیا میں نا اچھالا جائے ان باتوں کا وقتی طور پر فائدہ تو ہو سکتا ہے مگر مستقبل میں انتہائی خطرناک نتائج کا سامنا ہوتا ہے جیسا کہ اب باغی کے ساتھ ہو گیا وہ سمجھ رہے تھے کہ شاید یہ باتیں عوام اور میڈیا کو بتانے سے ان کو سیاسی حمایت اور ووٹ مل جائیں مگر اس حلقے کے عوام نے ان کی باتوں کو سنجیدگی سے نہ لیتے ہوئے ان کے خلاف فیصلہ دے دیا جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ عوام میں اب سیاسی شعور بیدار ہو چکا ہے اب باتوں سے نہیں بلکہ کارکردگی اور عملی طور پر کام کرنے سے ہی ووٹ مل سکتے ہیں۔

عوامی مشکلات کو مد نظر رکھا جائے

عوامی مشکلات کو مد نظر رکھا جائے

مسلم لیگ ن کو مئی دو ہزار تیرہ میں ملنے والے مینڈیٹ کے بعد عوام یہ سمجھ رہے تھے کہ شاید اب کی بار ان کی گردن پر سے مہنگائی کی وہ چھری اٹھا لی جائے گی جس کو سابق حکومت نے ان کے گردنوں پر زبردستی رکھا ہوا تھا اس وقت عوام یہ سمجھتے تھے کے شاید حکومت آئی ایم ایف کے کہنے پر مہنگائی میں روز بروز اضافہ کرکے عوام کے صبر کا امتحان لے رہی ہے اور آئی ایم ایف اپنا پیسہ پورا کرنے کے لئے حکومت وقت کو مجبور کر رہا ہے کہ وہ مہنگائی کو بڑھائے اور لوگوں سے وہ رقم جو کہ اس نے حکومت کو قرض دی ہوئی ہے سود سمیت واپس لے کر عالمی دنیا کے ان درندہ صفت اداروں کو دی جائے مگر جب سے اس حکومت نے اقتدار کی کشتی کا سفر شروع کیا ہے مشکلات کم نہیں ہوئیں بلکہ اگر جائزہ لیا جائے تو بڑھ گئی ہیں مہنگائی کا تناسب پہلے سے زیادہ ہے جبکہ دیگر دوسرے عوامل کے بارے میں بھی مختلف ٹی وی چینلز گاہے بگاہے آگاہی فراہم کرتے ہی رہتے ہیں۔انسان کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے روٹی اور عوام کو روٹی کی فراہمی کے لئے آٹے کا سستا ہونا بہت ہی ضروری ہے اگر آٹا مہنگا ہو گا تو عام آدمی کے لئے روٹی کا حصول مشکل ہو جائے گا اس حوالے سے اگر دیکھا

جائے تو حکومت نے ایک جانب تو گندم کی امدادی قیمت میں بارہ سو روپے فی 40 کلو گرام سے اضافہ کرکے اس کو 13 سو روپے کردیا ہے، اور دوسری جانب اجناس کی درآمد پر ریگولیٹری ڈیوٹی میں بیس فیصد کا اضافہ بھی کردیا ہے حالانکہ حکومت کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ یہ فیصلہ دیہی علاقوں میں کاشتکاروں کی مدد کرے گا۔ تاہم دوسری جانب اگر اس کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو یہ اقدام بہت سے خطرات بھی ساتھ لائے گا جس سے کاشتکار اور صارفین دونوں ہی ایسی صورتحال سے دوچار ہو سکتے ہیں کہ ان کے پاس نہ کھونے کے لیے کچھ ہوگا اور نہ ہی پانے کو۔ اگر اس فیصلے کا بغور مشاہدہ کیا جائے تو یہ ایک سیاسی فیصلہ ہی نظر آتا ہے جبکہ شہری صارفین کے لیے بھی غیر منصفانہ ہے۔ بلا شبہ اس فیصلے کے نفاذ سے دیہی علاقوں کے چھوٹے کاشتکاروں کی آمدنی میں اضافہ ہوگا لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ ملک میں خوراک کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے کیونکہ اس کی امدادی قیمت میں اضافے کے بعد شہری صارفین اسکے مہنگا ہونے سے متاثر ہوں گے ماضی میں دیکھا گیا ہے کہ امدادی قیمت میں اضافے کے ساتھ مہنگی کھاد، کیڑے مار ادویات اور آٹر ھتیوں کے منافع میں اضافے کی وجہ سے کاشتکاروں کی پیداواری لاگت بھی بڑھ جاتی ہے چنانچہ آخر میں کاشتکار کو مطلوبہ منافع نہیں ملتا لیکن امدادی قیمت میں اضافہ یقینی طور پر صارفین کو متاثر کرتا ہے، جنہیں آٹا خریدنے کے لیے کہیں زیادہ ادائیگی کرنی پڑتی ہے اس فیصلے کا اعلان کرکے حکومت نے یہ واضح نہیں کیا کہ وہ آخری صارف

کے لیے گندم کی قیمت کو کس طرح کنٹرول کرے گی۔اب جبکہ بلدیاتی انتخابات سر پر ہیں اور حکومت سپریم کورٹ کے بے پناپریشر کی وجہ سے ان کا انعقاد کروانے پر مجبور ہو رہی ہے ایسے میں ان بلدیاتی انتخابات کے پیش نظر مسلم لیگ ن کاشتکاروں کو بہتر منافع کی پیشکش کرکے نا صرف پنجاب بلکہ خصوصاً جنوبی پنجاب میں پی ٹی آئی اور دیگر سیاسی جماعتوں کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کا مقابلہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔اس وجہ سیصاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ اپنے تمام عملی مقاصد کے ساتھ ملک میں صرف مہنگائی میں اضافہ کرے گا۔میں کسی بھی طور پر کاشتکاروں کے فائدے پر قدغن لگانے کی بات نہیں کرتا بلکہ پوری طرح سے کاشتکاروں کے لیے بہتر قیمت کے حق میں ہوں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ صارفین کے ساتھ بھی ایک منصفانہ برتاؤ کیا جانا ضروری ہے کیونکہ وزیر اعلیٰ پنجاب خوب جانتے ہیں کہ آٹے کی اہمت کیا ہے شاید اسی اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے انھوں نے سابق ادوار میں بے پناہ دباؤ کے باوجود غریب عوام کو سستے آٹے کی فراہمی کو نا صرف ممکن بنائے رکھا بلکہ اس کے لئے ہر دباؤ اور کوشش کو ناکام بنایا جو انھیں اس کام سے روکنے میں سامنے آئی اگرچہ ملک میں جاری مہنگائی سے گندم ،بیج کھادیں اور زرعی ادویات کی قیمتوں میں ہوش ربا اضافہ ہو چکا ہے اور بہتر امدادی قیمت کاشتکاروں کو ان کی سالانہ آمدنی کے اضافے میں مدد کرے گی لیکن اس کو صارفین کے لیے گندم کی انتہائی گراں قیمتوں کے تناظر میں بھی دیکھا جائے تو بہتر ہو گا۔اگر حکومت چاہتی ہے کہ

غریب عوام اور آٹے کے صارفین اس امدادی قیمت میں اضافے سے متاثر نہ ہوں تو حکومت کو چاہیے کہ وہ یوٹیلیٹی اسٹورز کی اصلاح کرے جہاں عوام مقررہ قیمت پر آٹا خرید سکیں۔ دوسری صورت میں اربوں روپے کی یہ امداد جسے حکومت عوام کو فراہم کرنا چاہتی ہے ماضی کی طرح درمیان میں ہی کہیں ضائع ہوجائے گی کیونکہ اکثر یہ دیکھنے میں آتا رہا ہے کہ جب بھی حکومت اس طرح کا کوئی فیصلہ کرتی ہے تو وہ اس کے سیاسی فوائد کو تو مدنظر رکھتی ہے مگر اس کے عوامی اثرات کا بغور جائزہ لینا گوارا نہیں کرتی اکثر اوقات ایسے فوائد عوام کے فائدے کے بجائے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔

معیشت کی ترقی کیلئے مقامی لوگوں کو آزمایا جائے

کسی بھی ملک کی معیشت امن و امان کی عدم موجودگی میں کبھی ترقی نہیں کر سکتی دنیا بھر سے سرمایہ کاری اور ادھار کی بھیک مانگنے سے بھی معیشت کبھی ترقی نہیں کر سکتی اس کی ترقی کے لئے اپنے وسائل پر بھروسہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے ناکہ چھوٹی سی ضرورت کے لیے عالمی اداروں کے پاس کشکول اٹھا کر پہنچ جائیں جو دنیا بھر کے غریب اور ترقی پذیر ملکوں کا خون چوس رہے ہیں یہ ادارے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے ان غریب ممالک کو قرض دیتے ہیں مگر ان قرضوں پر شرح سود اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ یہ ممالک ادا کرنے سے قاصر رہتے ہیں جسکی وجہ سے ان اداروں ہر برئے حکم کے آگے جھکتے چلے جاتے ہیں ایسی صورت حال میں ان غریب ملکوں کی تمام پالیسیاں ان عالمی اداروں کے رحم و کرم پر ہوتی ہیں جنھیں وہ جب چاہیں تبدیل کروالیں پاکستان کی معیشت کو بھی آج گوں نگوں صورتحال کا سامنا ہے ویسے یہ ہر دور میں ہی ہوتا آیا ہے کہ جو بھی حکومت آئی اس نے معیشت کا رونا ایسے ہی رویا ہے جیسے کہ جانے والا پتا نہیں کتنا بڑا غاصب اور ظالم تھا جس نے جاتے جاتے سارا چمن ہی اجاڑ دیا اس جانے والے غاصب کے غضب کی داستانیں ٹی وی اور اخبارات میں ایسے مشتہر کی جاتی ہیں کہ چند ماہ گزرنے کے بعد عوام بھی یہی سمجھنے لگتے ہیں کہ ہاں شاید وہ چور ڈاکو، لٹیرا ہی

تھا جس نے اپنا وقت لگایا لوٹا اور چلتا بنا انھیں حالات اور نا اہل حکمرنوں کی وجہ سے پاکستان میں ہر دور میں مہنگائی میں اضافہ ہی ہوا ہے کبھی اس میں مہنگائی میں کمی نہ ہو سکی غریب اور امیر میں رہنے والا فرق کم ہونے کے بجائے بڑھتا ہی چل گیا آج حالات جس نہج پر پہنچ چکے ہیں انکے نتیجے کچھ اچھے نظر نہیں آ رہے۔آئی ایم ایف نے پاکستان کی معیشت سے متعلق اپنی رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ رواں سال پاکستان میں مہنگائی کی شرح 8.6 فیصد رہے گی جبکہ شرح نمو4.1 فیصد کے لگ بھگ متوقع ہے ٹیکس محصولات کے نظام میں کمزوریوں کے باعث شرح نمو میں کمی کا امکان ہے اس لئے پاکستان کو ٹیکس محصولات کے نظام میں بہتری کیلئے اقدامات اٹھانے ہوں گے رپورٹ میں کہاگیا ہے کہ پاکستان میں توانائی کے شعبہ میں حالیہ سال جی ڈی پی کا 1.1 فیصد خرچ کیا گیا رپورٹ میں افغانستان سے نیٹو فورسز کے انخلاء سے معیشت پر منفی اثرات کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے۔اور بتایا گیا ہے کہ فورسز کے انخلا سے پاکستان میں سیکورٹی خدشات بڑھ سکتے ہیں جس کے باعث پاکستان میں اقتصادی سرگرمیاں متاثر ہو سکتی ہیں ۔ایم ایف کی رپورٹ کے برعکس حکومت کی طرف سے جاری رپورٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ اکتوبر میں مہنگائی کم ترین سطح پر رہی مہنگائی میں کمی کی وجہ ایندھن اور خوردنی اشیاء کی قیمتوں میں کمی ہے پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں حالیہ کمی کے بعد افراط زر کا دباؤ بھی کم رہنے کی توقع ہے سرکاری رپورٹ کے مطابق حکومت نے رواں مالی سال افراط زر کے

لئے 8 فیصد کا ہدف رکھا ہے جو کہ اچھی کوشش ہے۔ مہنگائی کی شرح میں کمی اگرچہ ایک مثبت علامت ہے لیکن اگر ہماری صوبائی حکومتیں گورننس بہتر کریں تو مہنگائی میں مزید کمی ہو سکتی ہے بعض تاجروں اور کاروباری اداروں کی لوٹ کھسوٹ کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مصنوعی گرانی کو بہتر حکومتی کارکردگی کے ذریعے ہی ختم کیا جاسکتا ہے

معاشرے سے بدعنوانی کا خاتمہ بھی معاشی بہتری اور عوام کی خوشحالی کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے مگر یہ ایک ایسا شعبہ ہے جس میں دکھائی دینے والے نتائج موجود نہیں ہیں حکومت کی طرف سے اگرچہ بدعنوانی کے سدباب کے لئے بڑے دعوے کئے جاتے ہیں لیکن ان کامیابیوں کو قوم کے سامنے لانا بھی انتہائی ضروری ہے۔ آئی ایم ایف کے حکام سے 1.1 ارب ڈالر کی اقساط کے معاملات خوش اسلوبی سے طے پانے کے بعد اب عوام کو پتا نہیں کس چھری سے ذبح کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہوں گی کیونکہ پہلے جو او جی ڈی سی ایل کی نجکاری کا پروگرام بن رہا تھا وہ وہ ملازمین کے احتجاج کی وجہ سے فی الوقت ملتوی کر دیا گیا ہے جبکہ یہ بھی سننے میں آیا ہے وزیراعظم نے گیس کی قیمتوں میں اضافے کی سمری مسترد کردی ہے ان کا موقف ہے کہ عوام کو پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں کمی کے ذریعے جو خوشی دی گئی ہے اسے وہ گیس کی قیمتوں میں اضافہ کے ذریعے ختم نہیں کرنا چاہتے۔ وزیراعظم نے وفاقی کابینہ کے وزراء کی کارکردگی کا جائزہ لینے اور ان کا احتساب کرنے کے سلسلے میں جس خوبصورت مشن کا آغاز کیا ہے۔ صوبوں کو بھی اس کی تقلید کرنی چاہئے

گڈ گورننس کے معاملے میں اب ماضی کے مقابلہ میں صوبائی حکومتوں کا کردار کہیں زیادہ بڑھ گیا ہے ایک درجن سے زائد وفاقی محکمے صوبوں کی تحویل میں چلے جانے کے بعد اب صوبوں کی ذمہ داری بڑھ گئی ہے اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ چھوٹے صوبے جو ہمیشہ زیادہ اختیارات کے تقاضے کرتے تھے اب ان کا دائرہ اختیار وسیع ہونے اور زیادہ وسائل کا مالک ہونے کے باوجود انکی کارکردگی بھی کسی قسم کی انقلابی تبدیلی نظر نہیں آتی۔ وہ ابھی تک روایتی سست رفتاری سے کام کر رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ معیشت کی بہتری کے لئے مقامی وسائل کو بروئے کار لانے کے لئے مقامی سرمایہ کاروں کو سہولیات اور مراعات دی جائیں تاکہ مقامی بزنس مین بھی ملک میں اپنا سرمایہ لگا کر ملکی معیشت کو بہتر بنانے میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

غیر قانونی ہتھیار جرائم کی بڑی وجہ

آئے روز اخبارات میں لوگوں کے قتل عام کی خبریں شائع ہوتی ہیں جنہیں پڑھ کر دل اداس سا ہو جاتا ہے اس ہونے والے قتل عام میں استعمال ہونے والا اسلحہ عموما غیر قانونی ہوتا ہے اس کے استعمال کی سب سے بڑی وجہ غیر قانونی اسلحہ کی بہتات اور آسانی سے دستیابی ہے اگر اسلحے کی یوں سر عام فروخت کے خلاف آپریشن کیا جائے اور شہروں اور دیہاتوں کو اس غیر قانونی اسلحے سے پاک کیا جائے تو شاید ان قیمتی جانوں کو محفوظ بنایا جا سکتا ہے جو آئے روز اس کی وجہ سے ضائع ہو جاتی ہیں ملک میں کلاشنکوف کلچر اور غیر قانونی اسلحے کی سب سے بڑی وجہ افغان لڑائی ہے کیونکہ اسی لڑائی کی وجہ سے وہاں پر استعمال ہونے والا اسلحہ پاکستان کے قبائلی علاوں میں سمگل ہو تا ہے جو بعد ازاں مختلف زرائع سے اندرون پاکستان پہنچا دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اب پورے پاکستان میں اسلحے کی بہتات نظر آتی ہے آپ عام مارکیٹوں میں کسی بھی ممنوعہ بور کے اسلحے کو بڑی ہی آسانی سے رقم دے کر خرید سکتے ہیں اور اسلحے کی اس غیر قانونی فروخت میں ایسے اسلحہ ڈیلر بھی ملوث ہوتے ہیں جن کو حکومت کی طرف سے قانونی طور پر لائیسنس ملے ہوتے ہیں مگر قانونی فروخت سے تو ایسے لوگوں کے لئے اپنے اخراجات پورے کرنے مشکل ہوتے ہیں سو ایسے لوگ اسلحے کی قانونی

فروخت کے بجائے غیر قانونی فروخت کو اہمیت دیتے ہیں۔ غیر قانونی ہتھیاروں کی بہتات کی وجہ سے ملک کی اندرونی سلامتی خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی ہے اور یہ ملک میں بدامنی کا ایک بڑا سبب ہے ملک میں اسلحہ کے پھیلاؤ کا معاملہ سنگین ہے۔ چھوٹے ہتھیاروں کے بارے میں حکومت کے پاس کوئی اعداد و شمار موجود نہیں ہیں لیکن غیر قانونی اسلحہ سے پاک کرنے کی مہم میں سرگرم غیر سرکاری تنظیموں کا کہنا ہے کہ ملک میں چھوٹے ہتھیاروں کی تعداد لگ بھگ ڈھائی کروڑ ہے جن میں سے بغیر لائسنس کے ہتھیاروں کی تعداد تقریباً ڈیڑھ کروڑ ہے پاکستان میں غیر قانونی اسلحہ کا سب بڑا ذریعہ افغانستان ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ درہ آدم خیل، بلوچستان اور پنجاب کے زیر انتظام قبائلی علاقوں میں بھی غیر قانونی طور پر ہتھیار تیار کیے جاتے ہیں۔۔برصغیر کی تقسیم اور پاکستان کے قیام کے وقت ہم ہندوستان کے مقابلے میں روایتی ہتھیاروں میں کمزور تھے مگر آج ہم باقی دنیا سے اگر زیادہ آگے نہیں تو ان سے زیادہ پیچھے بھی نہیں آج ہمارے ادارے بھی اعلیٰ کوالٹی کا اسلحہ بنانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے جس کی واضح مثال کراچی میں ہونے والی ایکسپو 2014 ہے جس میں پیش کی جانے والی اشیاء ہمارے کارکردگی اور اعلیٰ معیار کا شہکار نظر آ رہی ہیں۔ کون سی وجہ ملک میں غیر قانونی اسلحے کے پھیلاؤ کا باعث بنی جنگجو ذہنیت سے نجات پانے کے لیے پاکستان کو اپنی پالیسی کے تسلسل کا از سر نو جائزہ لینا پڑے گا ہم جو

پر اکسی وار کے ذریعے خارجہ پالیسی کے اہداف حاصل کرنا چاہتے ہیں سب سے پہلے ہمیں اس پالیسی کا از سر نو جائزہ لینا ہوگا اور پاکستان کو سکیورٹی سٹیٹ سے فلاحی ریاست بنانا پڑے گا۔ غیر قانونی اسلحہ کے روک تھام کے لیے ملک میں قوانین اور ان پر عمل کا طریقہ کار موجود ہے لیکن اس پر موثر طریقے سے عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ ہم سب کو مل کر حکومت پر دباؤ ڈالنا چاہیے کہ وہ ان قوانیں پر عمل درآمد کرائے۔

اس کے لئے ضروری ہے کہ حکومت اسلحہ کے لیے لائسنس جاری نہ کرے جب تک کے سابق ادوار میں جاری ہونے والے تمام سلحہ لائیسنسوں کو ریگولر نہ کر دیا جائے ،

ممنوعہ بور کے اسلحہ پر پابندی ہونی چاہیے اس کے لئے ضروری ہے کہ قانون کو سخت اور سب کے لئے برابر کیا جائے ایسا نہیں کہ کوئی بھی ممبر اسمبلی غیر ممنوعہ بور استعمال کرئے تو وہ بری الذمہ جبکہ اگر کوئی غریب استعمال کرئے تو اس کو پکڑ لیا جائے ۔ تمام لوگوں کے لئے جب تک قانون کو برابر نہیں کیا جا سکتا تب تک اس لعنت پر قابو پانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہی رہے گا اسلحہ کی نمائش کی ہر گز، ہر گز اجازت نہ دی جائے اگر کسی بھی علاقے میں اسلحے کی نمائش ہو رہی ہو تو اس علاقے کا ایس ایچ او اس کا ذمہ دار ہو اور اس کے خلاف کاروائی کی جائے ، تقاریب اور شادیوں میں ہوائی فائرنگ پر پابندی عائد کی جائے اور اس پر بھی برابری کی سطح پر کاروائی ضروری ہے نا کہ

یہاں بھی امیر اور غریب کا فریق واضح نظر آ رہا ہو، کھلونا ہتھیاروں پر بھی پابندی عائد ہونی چاہیے کیونکہ آج کے بچوں میں اگر کھلونا بندوق اور اس جیسے دوسرے کھلونے عام ہوں گے تو کل کلاں کو جب یہ بچے بڑے ہوں گے تو یہ ان کی پسندیدہ چیز بن چکی ہو گی اور اس سے پھیلنے والی برائی کو روکنا کسی بھی حکومت یا کسی بھی دارے کے بس میں نہیں ہو گا ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت اس بارے میں سنجیدگی سے سوچے اور اس بارے میں واضح اور شفاف پالیسی بنائی جائے تاکہ ملک کو اس لعنت سے ہونے والے نقصانات سے بچایا جاسکے۔

جھک جانا ہی بہتر ہے

پاکستان میں جب بھی کوئی بڑا بریک تھرو ہو جائے جو چاہے وہ معاشی سلسلے کی کڑی ہو معاشرتی سلسلے کی کڑی ہو یا عوامی یا اقتصادی سلسلے کی کڑی ہو اس کے ثمرات عوام تک پہنچ نہیں پاتے یا پردے کے پیچھے کام کرنے والی قوتوں کے زریعے سے اس کے ثمرات کو عوام تک پہنچنے نہیں دیا جاتا ایسے کئی مواقع ہمارے سامنے ہیں جن کو کیش کروا کر پاکستان نا صرف ایشیاء میں بلکہ پوری دنیا میں اہم کردار ادا کرنے کے قابل ہو سکتا تھا لیکن ان کا فائدہ لینے کے بجائے الٹا گلے کی ہڈی بنا دیا گیا۔اس حوالے کے میرے دوست، بھائی اپنی تحریر روں میں اس موضوع پر روشنی ڈالتے رہتے ہیں آج اسی موضوع کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی قائرین کے لئے یہ تحریر لکھ رہا ہوں پاکستان کو قائم ہوئے آج ستر سال ہونے کو ہیں آج تک ہم اپنے بنیادی مسائل کو نہیں سمجھ سکے عوام کو وہ کچھ نہیں دے سکے جس کی وہ تمناء کرتے تھے قیام پاکستان کے بعد پاکستانیوں کو ایسی جھمیلوں میں ڈال دیا گیا کہ انھیں اپنی مملکت کی تعمیر وترقی کے بجائے اپنی پڑ گئی۔ قیام پاکستان کے بعد مشکل حالات میں قائد کی وفات کے بعد حالات اس طرح کے نہیں رہے جس طرح کے ہونے چاہیے تھے نئی نویلی مملکت اور اوپر سے کسی بڑے اور ایماندار حکمران کا سایہ سر پر نہ ہونے کی وجہ سے مملکت پاکستان مشکلات کا شکار ہو

گئی جس کے بعد پہلے ہمارے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو راولپنڈی میں بھرے جلسے میں قتل کر دیا گیا ان کے قاتلوں تک پہنچنے کی بجائے ان کا نشان تک مٹا دیا گیا بعد ازاں آمریت کے تیز طوفانوں میں ملک کا ایک بڑا حصہ جدا کر دیا گیا اور اس کا سارا الزام ایک دوسرے پر ڈال کر اپنی غلطیوں سے پردہ پوشی کی گئی اس میں سارا قصور سیاسی لوگوں کا تھا مگر نا جانے کیوں اس کا سارا ملبہ فوجی حکومتوں پر ڈال کر ان کو خوب بدنام کیا گیا مگر وہ ادارہ جو پاکستان کے سالمیت کی علامت ہے اسے اس طرح رسواء کر کے ان سیاسی لوگوں نے کون سی وفاداری کا ثبوت دیا بعد ازاں کئی منتخب حکومتوں کو آمریت کی بھینٹ صرف اس لئے چڑھایا گیا کہ اس میں کچھ لوگوں کے سیاسی مفادات تھے اور جو کسی بھی طور پر اقتدار کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے سابق وزیر اعظم ذولفقار علی بھٹو کو جو تمام اسلامی ملکوں کا ایک ایسا بلاک بنانے کی کوشش میں تھے جو کہ بعد ازاں دیگر بڑے ممالک کو زیر کر سکتی تھی لیکن اس بلاک کو بننے سے پہلے ہی اپنے کارندوں کے ذریعے سے اس کو ختم کیا گیا اور وہ لوگ جو اس بلاک کو بنانے میں پیش پیش تھے ان کو چن ان کر ختم کیا گیا کئی حکومتیں آئی اور گئی لیکن پاکستان کے بنیادی مسائل آج بھی روٹی، کپڑا مکان اور بنیادی ضروریات زندگی ہیں کی وہیں ہیں جہاں پر قیام پاکستان کے وقت تھیں دلچسپ بات یہ کہ جو بھی نئی حکومت آئی اس نے سابق حکومت کو چور اور لٹیرا قرار دیا اور اپنی پالیسیوں کو درست کہا ان کی اس مفاد پرست اور اپنی ذات کو فائدہ

پہنچانے کی پالیسیوں کی وجہ سے آج تک کوئی بھی ایسی منتخب حقیقی حکومت نہیں آئی جس نے اپنی میعاد پوری کی ہو اگر کسی نے اپنی معیاد پوری کی بھی تو آمریت کی چھتری تلے کی ہے۔ ان مشکل حالات میں بھی پاکستان نے اپنی تعمیر و ترقی کا سفر جاری رکھا جو کسی بھی طور پر ناممکن دیکھائی دیتا تھا اور اسی معجزے کی وجہ سے پاکستان ایٹمی ملک بنا اور اسی ایٹمی ملک کی وجہ سے آج ہم محفوظ ہیں مگر اس کو وہ ترقی نہیں دے سکے جو دیگر ایٹمی ممالک نے دی ہے روس جب افغانستان میں وارد ہو رہا تھا تو ہم اس وقت بھی پیش پیش تھے ہم اگر اس وقت افغانستان کی مدد نہ کرتے تو افغانستان میں کبھی بھی روس کو شکست نہ ہوتی آج افغانستان ہماری اچھائی کو سمجھنے کے بجائے الٹا ہمارے خلاف زہر افشانی کر رہا ہے اس کی بڑی وجہ وہ عناصر ہیں جو پاکستان کے شمالی علاقوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ہ پاکستان کے کنٹرول میں بھی نہیں ہیں لیکن افغان حکومت اور امریکی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ پاکستان نے پیدا کیے اور اب وہ ہی ان کو استعمال کر کے خود خطے کا ٹھیکیدار بننے کے خواب دیکھ رہا ہے اور اس طرح کا پروپگنڈا آئے روز مغربی میڈیا کے اولین صفحات پر بڑی قیمت ادا کر کے لکھا جاتا ہے ایسی صورت حال میں جب پوری پاکستانی قوم اپنی مسلح افواج کے شانہ بشانہ ایک ایسی جنگ لڑ رہی ہے جس میں دشمن واضح نہیں ہیں اور نہ ہی اہداف واضح ہیں اور جس کے لڑنے کا تخمینہ دوسری روایتی جنگوں سے کہیں زیادہ ہے پاکستان کے حالات کو ایک بار پھر انتشار کا شکار کرنے کی کوشش کی جارہی

ہے اس میں حکومت اور اپوزیشن جماعتوں کے وہ تمام لوگ شامل ہیں جو کسی بھی طور پر مذاکرات کے حق میں نہیں ہیں بلکہ ایسے لوگ صرف لڑو اور مرو اور حکومت کرو کی پالیسی چاہتے ہیں اور اس لڑنے اور مرنے میں اگر کسی کا نقصان ہے تو ہوگا تو وہ پاکستان ہے اور پاکستان کا نقصان ہماری آنے والی نسلوں کا نقصان ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے حکومت بجائے اس کے، کہ اگلی قسط کا انتظار کرئے فی لفور مذاکرات کی میز پر آئے کیونکہ طوفان جب آتا ہے تو پودے جھک جاتے ہیں اور جو نہیں جھکتے وہ ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔

راجہ طاہر محمود 0300-5242865

rajatahirmahmood786@gmail.com

چمن کے پھولوں کا قتل

بچے کسی بھی قوم کا مستقبل ہوتے ہیں کوئی بھی قوم اپنی آنے والی نسلوں کو یوں تباہ برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتی اور اگر کوئی اس کی آنے والی نسلوں پر یوں قتل و غارت گری کا بازار گرم کرنے کی مذموم کوشش کرے تو ایسے گروہ کو چھوڑ دینا بھی بہادر قوموں کا شیوا نہیں ہوتا ایسے لوگوں کو ان کے انجام تک پہنچانا ہی بہادر قوموں کا شیوا ہوتا ہے۔ایک انسان تمام دکھ سہہ سکتا ہے مگر اپنی اولاد کا دکھ سہنا اس کے لئے مشکل ہوتا ہے بے شک بچے پھولوں کی مانند ہوتے ہیں اور بے ضرر بھی وہ جو زیور تعلیم سے آراستہ ہونے کے لئے سکول گئے ہوئے تھے جس کے پاس کتابیں تھیں اسلحہ نہیں تھا جو بے ضرر تھے جو یہ بھی جانتے تھے کے دہشت گرد کیا ہوتا ہے جو یہ بھی جانتے تھے قاتل اور مقتول کون ہوتا ہے جو یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ یہ جنگ کیا ہوتی ہے ایسے معصوموں پر ایسے پھولوں پر جو ظلم ان ظالمان نے کیا ہے اس کے بارے میں ہر آنکھ اشک بار اور ہر دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ پشاور میں ہونے والی دہشت گردی نے معصوم بچوں کی صرف جانیں نہیں لی بلکہ ان تمام لوگوں کی سوچ کو جھنجوڑ کے رکھ دیا جو کسی نہ کسی طور پر طالبان کے حامی عناصر تھے شاید یہی وجہ ہے کہ آج وہ لوگ جو طالبان کو اپنے بچے کہا کرتے تھے جو ان کے لئے نرم گوشہ رکھتے تھے آج یہ سوچنے پر

مجبور ہو گئے ہیں کہ یہ کہاں کا جہاد ہے کس مذہب نے یہ اجازت دی ہے کہ انتقام کی خاطر دشمن کے بچوں کو مارو اسلام تو ایسا دین ہے جس نے محبت رواداری اور بچوں پر شفقت کا درس دیا ہے آپ ﷺ جب بھی کسی جنگی مہم پر صحابہ کرام کو بھیجا کرتے تھے تو تلقین کیا کرتے تھے کہ یاد رکھو کہ ان کے بچوں کو قتل مت کرنا ان کی عورتوں کو قتل مت کرنا اور ان کی فصلوں کو مت جلانا مگر آج وہ لوگ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں جو خود کو کلمہ پڑھنے والا کہتے ہیں ان تمام احکامات کی نفی کر رہے ہیں جو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو دیے تھے جو کام ان لوگوں نے پشاور میں آرمی پبلک سکول میں کیا اس کی مذمت کے لئے الفاظ نہیں ہیں ایسے لوگوں کو ایک بار نہیں کئی بار پھانسی دینی چاہیے اور ایسے لوگوں کے خلاف ایسا گرینڈ آپریشن کیا جائے کہ پھر کوئی دہشت گرد پیدا نہ ہو سکے پھر کوئی ایسی غلطی نہ کرے۔ بلا شبہ ملکی تاریخ میں پہلی بار ایسا موقع آیا ہے کہ جب اس بربریت اور قتل و غارت نے ان تمام سیاسی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر دیا جس پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونا شاید کبھی ممکن نہ تھا اس دن ملک کے تمام بڑے عہدیداران کا پشاور میں جمع ہونا اس بات کی عکاسی کر رہا تھا کہ ہم بحثیت قوم اپنے ان بھائیوں کے ساتھ ہیں جن کے بچوں نے وطن کی خاطر اپنی ننھی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے خود کو ہمیشہ کے لئے امر کر دیا جب یہ واقع ہوا اس وقت ملک کے سیاسی حالات کچھ اچھے نہ تھے تقریبا تمام ہی سیاسی جماعتیں ایک دوسرے کو نیچا دیکھانے کے لئے اور ایک

دوسرے سے گتھم گتھا ہو رہی تھی کوئی سیاسی جلسے کر رہا تھا تو کوئی دھرنا دیے بیٹھا تھا مگر جب پشاور پر یہ ظلم ہوا تو تمام لوگوں نے اپنی اناؤں پر پس پشت ڈالتے ہوئیایک پلیٹ فارم پر اکھٹا ہو کر اس بات کا عملی ثبوت دیا کہ جب بھی اس قوم پر کوئی آفت آئی ہے انھوں نے ذاتی اختلافات کو بھلا کر ملک و ملت کی خاطر ایک ہو کر اس مشکل وقت کا مقابلہ کیا۔ وزیر اعظم نواز شریف نے اے پی سی بلا کر بڑی دنائی کا ثبوت دیا اور اس سے بھی بڑا ثبوت ان سیاسی لوگوں نے دیا جن کے وزیر اعظم کے ساتھ لاکھوں اختلافات تھے مگر انھوں نے ملک کی خاطر ان کی ایک کال پر اپنے بھرپور تعاون کی پیش کش بھی کی اس موقع پر ان لوگوں سے یہی توقع تھی کہ آپس کے لاکھوں گلے شکوئے اپنی جگہ مگر جب بات ملک کی آئے تو ہم سب ایک ہیں تمام سیاسی قائدین کی طرف سے جس ملی یکجہتی کا مظاہرہ کیا گیا اس سے ہمارے دشمنوں اور خاص طور پر ان دہشت گردوں پر یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ پاکستانی قوم کو کسی بھی طور پر تقسیم نہیں کیا جا سکتا اگرچہ اس بھری دنیا میں ہمارے لاکھوں دشمن ہیں جو کسی بھی وقت اور کسی بھی موقع پر پاکستان کو گزند پہنچانے سے باز نہیں آتے لیکن وہ یہ بات اچھی طرح سمجھ گئے ہیں کہ ملی یکجہتی اور بیداری میں کوئی بھی قوم پاکستانی قوم کے ہم پلہ نہیں ہو سکتی۔

پشاور میں اٹھائے جانے والے پھولوں کے ان جنازوں پر کوئی آنکھ ایسی نہیں تھے جو اشکبار نہ ہوئی ہو کوئی دل ایسا نہیں جو کرب و درد سے پھٹا نہ جا رہا ہو ان پرنم آنکھوں کو دیکھتے

ہوئے ایک نتیجہ اخز کیا جا سکتا ہے کہ ان دہشت گردوں کے دلوں میں شاید دل نہیں ہیں شاید ان کو کسی ماں نے جنم نہیں دیا ہو گا جو انھوں نے سینکڑوں ماؤں کو خون کے آنسو رولا دیا ان واقعات کے تناظر میں حکومت نے سنگین دہشت گردی کے مقدمات میں سزا پانے والے دہشت گردوں کی سزا پر عملدرامد کروانے کے لئے جو اقدامات اٹھائے ہیں ان سے ان دکھی دلوں کو ضرور سکون ملے گا جن کے پھول سے بچے اس بربریت کی بھینٹ چڑ گئے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت بیرونی دنیا کے دباؤ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ان دہشت گردوں کی سزائے موت پر عمل کروائے اور ایسے ٹھوس اقدامات اٹھائے جائیں جن سے ہماری آنے والی نسلوں کا مستقبل محفوظ بنایا جا سکے۔

قومی یکجہتی اور اتحاد کی ضرورت

دنیا میں ہر ملک ہر قوم پر مشکل وقت آتے رہتے ہیں ان مشکل اوقات میں جو قومیں ملی یکجہتی کا کا ثبوت دیتے ہوئے ثابت قدمی سے اس مشکل کا سامنا کرتی ہیں ایسی قومیں ہمیشہ تاریخ میں زندہ رہتی ہیں ایسی قوموں کو کبھی بھی زوال کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں جب بھی کسی قوم نے ملی یکجہتی ،اور اتحاد کو پس پشت ڈالا وہ قوم صرف تاریخ کی کتابوں کے اوراق کی ہو کے رہ گئی سانحہ پشاور سے پہلے پاکستانی قوم گوں مگوں کی کیفیت کا شکار تھی ہر ادارے اور ہر سیاسی جماعت کے اپنے اپنے مفادات تھے کسی کو بھی ملکی مفادات نظر نہیں آ رہے تھے اگر کوئی جماعت حکومت میں تھی تو اس کو بھی ان حالات کا ادراک نہیں تھا کہ کیا کچھ ہونے والا ہے حکومت اس میں سب سے زیادہ قصور وار ہے جو ان حالات سے بے خبر تھی اگر باخبر ہوتی تو شاید اس دہشت گردی کے واقع کو ہونے سے پہلے روک پاتی چلیں روکنا مشکل تھا تو کم از کم اس کے اثرات کو اور اس کے نقصانات کو تو کم کیا جا سکتا تھا جس سے سینکڑوں ماؤں کو خون کے آنسو رولانے سے بچایا جا سکتا تھا سینکڑوں بچوں کو پاکستان کا مستقبل بنانے کے لئے زندہ رکھا جا سکتا تھا سینکڑوں بچوں کو ملکی خدمت کا موقع دیا جا سکتا تھا مگر ہمارا المیہ ہمیشہ سے ہی یہی رہا ہے کہ ہم اس وقت بیدار ہوتے ہیں جب پانی سر سے

گزر چکا ہوتا ہے تب ہمارے ہاں پالیسیاں بنائی جاتی ہیں تب ہمارے ہاں قوانین کو لاگو کیا جاتا ہے تب ہمارے ہاں اداروں کو متحرک کیا جاتا ہے مگر کیا کوئی ان ماؤں کے بچوں کو واپس لا سکتا ہے جو صبح کو سکول جانے کے لئے گھر سے نکلے تھے کیا کوئی ان والدین کے دکھ کو بانٹ سکتا ہے جن کا صرف ایک ہی بچہ تھا ایسا تو کوئی بھی نہیں کر سکتا کیونکہ تکلیف اسی کو ہوتی ہے جس کا کچھ کھو جائے باقی لوگ صرف تعزیت ہی کر سکتے ہیں تمام اقوام عالم میں کوئی نہ کوئی دن کسی نہ کسی خاص مقصد کے لئے مخصوص ہوا ہوتا ہے جیسے بچوں کا عالمی دن، بوڑھوں کا عالمی دن ، خواتین کا عالمی دن وغیرہ پاکستان کے علاوہ باقی تمام ممالک کے لوگ اس دن اس مخصوص دن کو بیٹھ کر دیکھتے ہیں کہ ہم نے اس مخصوص دن کے لئے گزشتہ سال کیا کام کیا مگر ہم لوگ اس دن بیٹھ پر دو چار سیمینار منعقد کرکے دو چار مزاکرے منعقد کرکے سمجھتے ہیں کہ ہم نے اس دن کو منانے کے تقاضے پورے کر لئے جس کی وجہ سے آج ہماری حالت سب کے سامنے ہے ہماری پالیسیوں میں کوئی تسلسل نہیں ، ہمارے قوانین اتنے کمزور ہیں کہ کوئی بھی اپنی طاقت کے بل بوتے پر ان کو توڑ مروڑ لیتا ہے حالات اس وقت تک ٹھیک نہیں ہو سکتے جب تک نیچے سے اوپر تک اور اوپر سے نیچے تک تمام امور کو ٹھیک نہ کر دیا جائے ۔ سانحہ پشاور کے بعد جس طرح سے دہشت گردوں کو سزائے موت دینے کا سلسلہ شروع

کیا گیا اور اس سزا کی فوری طور پر بحالی پر حکومت اور سیکورٹی کے تمام ادارے ایک پلیٹ فارم پر نظر آئے اس سے تو یہی لگتا ہے کہ اگر ان دہشت گردوں کو یوں ہی سزا ملتی رہی تو پھر شاید اس لعنت پر قابو پانے میں خاصی مدد مل سکے اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام سزائے موت کے قیدیوں کو ان کے جرائم کے مطابق سزا دی جائے ان میں کسی قسم کی کوئی تفریق نہ کی جائے اور اس سزا کو مغربی ممالک کے دباؤ میں آتے ہوئے موخر نہ کیا جائے کیونکہ سزائے موت کا قانون مغربی ممالک کے دباؤ کی وجہ سے کافی عرصہ تک اس طرح سے لاگو نہیں کیا جا سکا جس طرح ماضی میں ہوا کرتا تھا جس کی وجہ سے ہم کئی طرح کے مسائل کا شکار رہے جیسا کہ من و امان کا مسئلہ ، قتل غارت گری جیسے کے سانحہ پشاور میں نظر آئی جرائم کی شرح میں خطرناک حد تک اضافہ چوری ڈکیتی ، سٹریٹ کرائم ، ان سب کی بڑی وجہ ان قوانین کو رائج نہ کرنا بھی ہے کیونکہ جب کسی مجرم کو سزا نہیں ملے گی اس وقت تک کوئی بھی ان سے عبرت حاصل نہیں کرئے گا اور جب تک عبرت نہیں ہو گی تب تک معاشرے میں سے ایسے ناسور کو ختم کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن رہے گا ان تمام سزاؤں کا بڑا مقصد یہی تھا کہ جو لوگ ان جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں ان کو جب سزا ملے گی تو دوسرے تمام لوگ اس سے عبرت حاصل کریں گے اور اس طرح معاشرے میں امن و سکون قائم ہو گا مگر جب سے سزائے موت کے قانون کو پس پشت ڈالا گیا جرائم کرنے والے لوگ یہ سمجھنے لگے کہ اب تو ان کے لئے برے سے بڑا جرم کرنا کوئی مشکل نہیں کیونکہ تمام سزاؤں

میں سب سے کڑی سزا موت ہے اس طرح جرائم پیشہ افراد کی تعداد بڑھنے لگی جس کی وجہ سے حالات آج اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ تمام صوبوں میں کرائم کی شرح ماضی کی نسبت کہیں زیادہ ہے دہشت گردی عام ہے انھیں جرائم کی وجہ سے آئے دن لوگوں کا ناحق خون کیا جا رہا ہے۔

سانحہ پشاور پر جس طرح تمام سیاسی جماعتوں اور تمام معزز اداروں نے جس ملی یکجہتی کا ثبوت دیا اس کو اگر برقرار رکھا جائے اور تسلسل کے ساتھ ایسے فیصلے کیے جائیں جن سے دہشت گردی جیسی لعنت پر قابو پانے میں مدد مل سکتی ہے تو وہ دن دور نہیں جب پاکستان میں بھی امن و سکون قائم ہو گا جب یہاں کا ہر ہر فرد محفوظ ہو گا یہی وقت ہے کچھ کرنے کا اور اگر اس ناسور کو آج ختم نہ کیا تو تو پھر شاید کبھی بھی ہم اس کو ختم کرنے کی پوزیشن میں نہ رہیں اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم قومی یکجہتی اور اتحاد کو برقرار رکھیں اور اپنے درمیان کسی کو بھی گھسنے کا موقع نہ دیں۔

کرپشن کے خلاف جنگ

پاکستان میں موجودہ حالات میں اور خاص طور پر 2000 کے بعد ایک ایسی لعنت نے تیزی سے معاشرے کے تمام طبقات میں اپنی جڑیں مضبوط کیں کہ اس وقت میں ایسا لگ رہا تھا شاید اب ہم اسی لعنت کی وجہ سے اپنا قومی تشخص برقرار نہ رکھ سکیں۔اس لعنت کا نام ہے کرپشن، کرپشن کسی بھی معاشرے کی تعمیر وترقی کو دھیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے یہ ناسور کی طرح پھیلتی ہے اور اگر اس کا بروقت تدارک نہ کیا جائے تو اس ملک وملت کا قائم رہنا نا صرف دشوار بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے۔اس وقت باقی تمام مسائل کو ایک طرف رکھتے ہوئے صرف ایک ایسے مسئلے کو اجاگر کرنے اور اس پر قابو پانے کی ضرورت پہلے سے بھی زیادہ ہو چکی ہے جس کی وجہ سے ملکی ترقی کا پہیہ جام ہے ملکی معاشی صورت حال ابتر ہے اسی کی وجہ سے لاقانونیت اور دہشت گردی عام ہے اور ملک کے وہ ادارے جو کبھی دوسرے ممالک کے لئے روشن مثال بنے ہوئے تھے آج اپنے آپ کو قائم رکھنے میں مشکلات کا شکار نظر آ رہے ہیں وہ کیا وجوہات ہیں جن کی وجہ سے آج حالات اس نہج پر پہنچ چکے ہیں کہ پی آئی اے جیسا ادارہ جس نے کئی دوست ممالک کی ایئر لائینز کو تعمیر کرنے اور بعد ازاں ان کی تشکیل نو کرکے ان کو دنیا کی صف اول کی ایئر لائینیں بنانے میں کردار ادا کیا آج خود خسارے کا شکار ہو کر ملکی کے لئے سفید

ہاتھی بنا ہوا ہے پاکستان ریلوئے واپڈا اور دیگر کئی منافع بخش ادارے جو آج اپنے وجود کو قائم رکھنے میں دشواری محسوس کر رہے ہیں وہ صرف اور صرف کرپشن کی وجہ سے ہے ان اداروں میں اوپر سے نیچے تک ہونے والی کرپشن کا اگر جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے ان اداروں کا یوں زوال پذیر ہونے کی بڑی وجہ یہی کرپشن ہے اب آتے ہیں دوسری طرف ملک میں کرپشن کو ختم کرنے اور اس کے سد باب کے لئے جو دارے بھی قائم کیے جاتے رہے ہیں ان پر ہمیشہ جانبداری اور سیاسی فوائد حاصل کرنے اور سیاسی انتقام کے لیبل لگتے رہے ہیں شاید اسی سے وجہ ہے کہ ادارے کبھی بھی وہ اہداف حاصل نہ کر سکے جس کی توقع تھی مگر آج حالات مختلف ہیں قمر زمان چوہدری کو ایک بار NAB کی بھاگ دوڑ سنبھالی ہے انھوں نے NAB صاحب نے جب سے اس پھر کرپشن کے خاتمے کیلئے ایسا موثر ہتھیار بنا دیا ہے جس کی وجہ سے آج بہت سے لوگ میں ان لوگوں کے NAB کرپشن کرنے سے گھبراتے نظر آتے ہیں انھوں نے آتے ہی خلاف بلا امتیاز کسی بھی سیاسی وابستگی سے بالاتر ہو کر ریفرینس دائر کرائے کئی بڑی نجی ہاؤسنگ سوسائیٹیوں کے خلاف کاروائی کی گئی بہت سے کوپرائیٹیو ادارے جنھوں نے معصوم لوگوں کے اربوں روپے ہڑپ کیے ہوئے تھے ان کے خلاف بلا امتیاز کاروائی کی اور پاکستان کی تاریخ کے سب سے بڑے مالیاتی سکینڈل مضاربہ کے خلاف ایکشن لیتے ہوئے ان لوگون کو گرفتار کیا جنھوں نے کئی معصوموں کی زندگی کی جمع پونجی ہڑپ کر لی اور یہ صرف مذہب کے نام پر لوگوں کو بے وقوف بنا کر اربوں

روپے لوٹ کر لے گئے مگر جب ان لوگوں کے خلاف شکایات کے انبار لگے تو فوری طور حرکت میں آیا اور ایسے لوگوں کے خلاف ثبوت جمع کرتے ہوئے بہت سے NAB پر لوگوں کو اریسٹ کیا گیا اس کیس پر ہونے والی پیش رفت اور ملزموں کی گرفتاری سے اب یہ امید پیدا ہو چلی ہے کہ وہ دن دور نہیں جب معصوم لوگوں کی زندگی بھر کی جمع کے توسط سے واپس ملے گی پاکستان کی تاریخ کے اتنے بڑے مالیاتی NAB پونجی ان کو سکینڈل میں غلطی کس کی ہے لوگوں کی ؟ یا کسی اور کی ؟ میرا ذاتی خیال ہے کہ غلطی لوگوں کی ہے ایک تو ہماری قوم کا ہمیشہ سے ہی ے المیہ رہا ہے کہ وہ بہت آسانی سے جیسے اداروں کی سرمایہ کاری NAB منافع کی لالچ میں کسی پر بھی اعتبار کر لیتے ہیں اور سے متعلق دی گئی ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے زیادہ منافع کی لالچ میں اپنی زندگی نے لوگوں میں کرپشن کے حوالے جس طرح کی مہمNAB جمع پونجی لٹوا دیتے ہیں آج شروع کی ہوئی ہے اس سے لوگوں کو اس لعنت سے بچنے میں کافی مدد ملے گے نیب کے اعلی حکام اگر اس مہم میں علاقائی صحافیوں کو بھی شامل کریں اور ان کو ایسی سہولیات مہیا کریں کے جس سے وہ معاشرے میں اور خصوصا علاقے میں ہونے والی کرپشن کو اعلیٰ حکام تک پہنچا سکیں تو اس کے کافی بہتر نتائج سامنے آ سکتے ہیں کیونکہ دور دراز کے علاقے کا صحافی زیادہ بہتر طور پر علاقے میں ہونے والی ہر قسم کی سرگرمیوں پر نظر رکھتا ہے اور وہ ان تمام حکام سے زیادہ اپنے علاقے کے بارے میں جانتا ہے جنھیں کسی بھی مخصوص کام کے لئے دور دراز کے علاقوں میں بھیجا

جاتا ہے اگر نیب کے اعلی حکام اس مہم میں میڈیا اور خاص طور پر علاقائی صحافیوں کی مدد لیں تو دور دراز کے علاقوں میں معصوم لوگوں سے ان کی زندگی کی جمع پونجی لوٹنے والوں کو قبل از وقت گرفتار کیا جا سکتا ہے۔اس کے علاوہ اس جرم کی سزا بھی سخت کی جائے کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ اس جرم میں سزا بہت ہی کم ہے جس کی وجہ سے وہ لوگ جو اس جرم کا ارتکاب کرتے ہیں بہت ہی کم عرصے میں جیل سے نکل کر دوبارہ اپنی سرگرمیاں شروع کر دیتے ہیں اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس پر قانون سازی کی جائے ملزمان کا ٹرائل تیز کیا جائے اور ان کو قرار واقعی سزائیں دلوائی جائیں اور ساتھ ساتھ ان افسران کی کاوشوں کو بھی سراہا جانا چاہیے جو اتنے بڑے مالیاتی سکینڈل پکڑتے ہیں اور غریب لوگوں کو لٹنے سے بچاتے ہیں اور ساتھ، ساتھ اس مہم میں میڈیا سے بھرپور استفادہ کیا جائے اور علاقائی صحافیوں کو بھی اس مہم میں شامل کیا جائے جا کہ اس مہم کو کامیاب بنا کر اس ملک کو کرپشن کی لعنت سے پاک کیا جا سکے تب ہم کرپشن کے خلاف ہاری ہوئی جنگ جیت سکتے ہیں۔

خانہ پُری

کسی بھی معاشرے میں انتشار اس وقت پھیلتا ہے جب معاشرے میں معاشرتی ناہمواری ، انصاف کی عدم فراہمی ،ترقی کے مشاوی مواقع ،اور روزگار میں کمی ، مسائل کی بہتات ،اور شہریوں کے بنیادی حقوق ان کو نہ مل رہے ہوں۔ ملک میں اس وقت بیرونی دشمنوں کی کاروائیوں کی وجہ سے صورت حال کافی پریشان کن ہے قوم پاک فوج کی مدد سے دہشت گردوں کے خلاف آپریشن ضرب عضب میں مصروف ہے جبکہ سانحہ پشاور کے بعد ملک کے اندر دہشت گردوں کا قلع قمع کرنے کے لئے پہلی بار سنجیدہ کوششیں کی جا رہی ہیں اور ملک میں پہلی بار تمام ملکی سیاسی قیادت ایک پیج پر کھڑی ہے جن کا ایک ہی نعرہ ہے کہ ملک کو ان دہشت گردوں سے کیسے پاک کرنا ہے اس سلسلے میں فیکٹ فائنڈنگ کمیٹیاں بنائی گئی جن کی پیش کی گئی سفارشات کی روشنی میں بہت سے مثبت اقدامات کیے گئے جن میں ان کیلئے فنڈز مہیا کرنے والوں کا محاسبہ ان کو پناہ دینے والوں کا محاسبہ ان کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھنا عوام میں ان کے خلاف آگاہی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ملک سے غیر قانونی افغان مہاجرین کی وطن واپسی اور قانونی طور پر مقیم افغان مہاجرین کی کیمپوں میں واپسی جیسے احسن اقدامات اٹھائے گئے اس سب کاروائی میں سب سے بڑا اور اہم رول پولیس کو دیا گیا

کیونکہ کسی بھی علاقے کی سب سے زیادہ جانکاری محکمہ پولیس کے پاس ہی ہوتی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ ہماری پولیس اس قابل ہے بھی کہ وہ ان عناصر کے خلاف موثر کاروائی کرسکے اس کے بارے میں ہمیں بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے ایک ایسے وقت میں جب پوری قوم یکجا ہو کر ان دہشت گردوں کے خلاف لڑ رہی ہے اور اس لڑائی میں دشمن کا کافی بھاری نقصان ہو رہا ہے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری پولیس کی وجہ سے وہ سمت خدانہ کرے ہم سے دور ہو جائے جس پر چل کر ہم دشمن کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔پولیس کے بارے میں لوگوں کی ہمیشہ سے ہی رائے کچھ اچھی نہیں ہوتی اس کا مشاہدہ چند دن پہلے میں نے بھی کیا اور آپ دوستوں سے بھی شئیر کرنا چاہوں گا ہمارا علاقہ چونکہ اسلام آباد کا مضافاتی علاقہ اور اسلام آباد کا گیٹ وے ہے وہاں پر بہت سے غیر مقامی افراد جن میں ہو سکتا ہے کہ کچھ غیر قانونی طور پر مقیم بھی ہوں گے بسلسلہ روزگار مقیم ہیں چند دن پہلے جب میں اپنے آفس میں بیٹھا کسی کام میں مصروف تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہمارے آفس کے باہر کوئی سو دو سو کے قریب پولیس والے لوگوں کو بنا پوچھے اپنی گاڑیوں میں بھیڑ بکریوں کی طرح بنا جانچ پڑتال کیے ڈال رہے ہیں وہ یہ نہیں دیکھ رہے کہ کسی نے کچھ کیا بھی ہے کہ نہیں کسی کے پاس کوئی شناختی دستاویز ہے کہ نہیں کوئی پٹھان ہے یا پنجابی کوئی مقامی ہے یا غیر مقامی جب میں نے وہاں پر ان کو لیڈ کرنے والے آفیسر کو اپنا تعارف کرایا اور اسے یہ بتایا کہ انھوں نے میرے دو مقامی ملازم جن

کے پاس ان کے شناختی کارڈ تک موجود ہیں اپنی گاڑی میں بٹھا لئے ہیں تو ان صاحب کا کہنا تھا کہ صاحب آپ پریشان نہ ہوں ہم تو صرف خانہ پوری کر رہے ہیں آپ کے ملازموں کو ہم تھانے میں جا کر چھوڑ دیں گے یہ صرف اوپر سے آرڈر ہے اور ہم نے اوپر اپنی کارکردگی دیکھانے کے لئے سو دو سو بندے تھانے میں بند کرنے ہیں ہماری مجبوری کو سمجھیں آپ فکر نہ کریں اس کے الفاظ خانہ پُری آج بھی میرے دماغ میں گھونج رہے ہیں۔ ایک ایسے وقت میں جب قوم اپنا تن من دھن لگا کر ایک ایسی جنگ لڑ رہی ہے جس میں قوم کی عزت و بقاء کا سوال ہے محکمہ پولیس نمائشی کارکردگی دیکھانے اور خانہ پری میں لگی ہوئی ہے میرا وزیر داخلہ صاحب سے سوال ہے کہ کیا اس طرح خانہ پری سے قوم یہ جنگ جیت سکتی ہے کیا محکمہ پولیس اس بات سے بے خبر ہے کہ غیر ریاستی عناصر کہاں پر مقیم ہیں وزیر داخلہ صاحب ایسا بلکل نہیں ہے مقامی تھانوں کو سب کچھ معلوم ہوتا ہے مگر ان پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے وہ عناصر ان پولیس والوں کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہیں اور ہماری پولیس کو چپ لگ جاتی ہے۔ اگر ایک ایس ایچ او کو یہ تک معلوم ہوتا ہے کہ اس کے علاقے میں کس ، کس فرد کے پاس غیر قانونی پستل تک ہے اور کون غیر قانونی کاموں میں ملوث ہے غیر قانونی کاموں کے اڈے کون چلا رہا ہے علاقے میں انتشار پھیلانے والے کہاں سے پیسے لاتے ہیں۔ وہ انھیں پکڑنے کے بجائے مقامی لوگوں کو پکڑ پکڑ کر تھانے لے کر جانا کیا علاقے میں انتشار پھیلانے کی مذموم کوشش نہیں ہے اس طرح تو علاقائی لوگ پولیس اور دیگر

اداروں کے ساتھ اپنے تعاون سے ہاتھ کھینچ بھی سکتے ہیں جس سے اس جنگ کا جیتنا مشکل ہو سکتا ہے کیونکہ کسی بھی بحران سے نکلنے کے لئے عوامی تعاون سب سے اہم ہوتا ہے مگر افسوس کے ساتھ کہ ہماری پولیس کو یہ تک معلوم نہیں کہ یہ جنگ کتنی اہم ہے محکمہ پولیس کی کارکردگی کو مانیٹر کرنے کے ساتھ اس کو ایسی بوگس کاروائیوں سے بھی روکنا ہو گا جس سے علاقے میں بہتری کے بجائے انتشار کا خدشہ ہو کیونکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کے لئے بڑی مشکلوں سے پوری قوم کو متحد کیا گیا ہے کہیں ہمارے ہی کسی ادارے کی نا اہلی کی وجہ سے وہ جیت ہم سے دور نہ ہو جائے جو بہت قریب آ رہی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ محکمہ پولیس کو یہ باور کرائے جائے کہ صرف خانہ پوری اور اوپر والوں کو نمائشی کارکردگی دیکھانے کے بجائے عملی اقدامات کیے جائیں اور درست سمت کا انتخاب کیا جائے جس کے لئے مقامی صحافیوں، سول سوسائیٹی کے نمائیندوں اور علاقے کے بااثر سیاسی لوگوں کے ساتھ ملکر ایک ایسا مکینیزم بنایا جائے جو اس بات کی نشاندہی کر سکے کہ وطن دشمن ان کے علاقے میں کہاں کہاں پر موجود ہیں اور ان کے خلاف کیسے موثر کاروائی کی جا سکتی ہے کیونکہ ایک علاقائی صحافی، اور لوکل کمیونٹی کا نمائندہ باہر سے آئے ہوئے لوگوں کی زیادہ پہچان رکھتا ہے اگر مقامی پولیس ان کے ساتھ اپنے روابط کو بڑھائے تو ملک دشمن عناصر کے خلاف آپریشنز کو کامیاب بنایا جا سکتا ہے اس

سے مقامی لوگوں کو بھی پریشانی بھی نہیں ہو گی اور پولیس کی حقیقی کارکردگی بھی سامنے آئے گی۔

سموں کی بائیو میٹرک تصدیق

میری سم نے آج میٹرک کر لی ہے وہ بھی بائیو میں مگر پھر بھی انگھوٹھا چاپ ہی رہی ہے نہ حیران کر دینے والی انفارمیشن مگر ایک حقیقت یہ بھی ہے میں ان دنوں آپ کو گلی محلوں اور چھوٹے موٹے بازاروں میں بھی لائنیں لگی مل جائیں گی جدھر دیکھئے قطاریں ہی قطاریں جس سے بات کیجئے سم ہی سم، تصدیق ہی تصدیق کی باتیں کر رہا ہے اب تو لوگ ایک دوسرے کو میسج بھی کچھ اس طرح کے بھیجتے ہیں کیا آپ کی سم نے میٹرک کر لیا؟ 26 فروری موبائل فون سم کی بائیو میٹرک ویریفیکیشن یا تصدیق کی آخری تاریخ تھی مگر اب رش کو دیکھتے ہوئے حکومت نے ایک احسن اقدام کرتے ہوئے اس تاریخ کو آگے بڑھا دیا ہے۔ اس کے بعد بمطابق حکم سرکار غیر مصدقہ سمز کو بند کر دیا جائے گا اور چونکہ اب روٹی، کپڑا اور مکان کی طرح ہی موبائل فون سب سے لازمی شے مانی جاتی ہے لہٰذا سب کے سب خوف کے مارے لائنیں لگائے کھڑے ہیں کہیں باقی سب چیزوں کی طرح ہمیں اپنی سموں سے بھی ہاتھ نہ دھونا پڑ جائیں۔ پچھلے کئی ہفتوں سے نئی موبائل سمز کی فروخت بند ہے اور فرنچائز سے لیکر عارضی دکانوں، اسٹالز، دفاتر، چوراہوں پر موبائل فون کمپنیز سموں کی تصدیق کر رہی ہیں علاقے کے لحاظ سے اس کے ریٹ مختلف ہیں کچھ علاقوں میں دس، کچھ میں پندرہ اور کچھ میں بیس روپے اور بعض دور دراز کے علاقوں میں اسی

روپے تک میں تصدیق ہو رہی ہے دوسرے لفظوں میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ موبائیلز فرنچائزز نے لوٹ مار کا بازار گرم ہے جس کا جہاں جی چاہ جو جی چاہا لے لیا مگر پی ٹی اے نے اس کی فیس دس روپے مقرر کی ہے مگر اس پر عملدرامد کے لئے کوئی خاص اقدامات نہیں کیے گئے ہیں کیا سموں کی بائیو میٹرک کا یہ کام موثر ثابت ہو گا اس بارے میں مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں کے مختلف خیالات ہیں کچھ کا کہنا تھا کہ سم ویریفیکیشن کی یہ مہم بہت موثر ثابت ہو گی جس سے غیر قانونی سمز کا ستعمال نہ صرف بند ہو جائے گا بلکہ امن و مان کی صورت حال میں بہتری پیدا ہو گی کیونکہ وہ تمام عناصر جو معاشرے میں برائیاں پھیلانے میں سر گرم ہیں وہ انھیں غیر قانونی سموں کی وجہ سے ہے دہشت گردی کے خلاف جاری جنگ میں سموں کی یہ تصدیقی مہم بھی ایک نہایت موثر ہتھیار ثابت ہو گی پاکستان ٹیلی کمیونی کیشنز اتھارٹی نے غیر ملکیوں اور افغان مہاجرین کے لیے موبائل فون سم کا اجرا ویلڈ ویزا اور سم کے غیر قانونی استعمال نہ کرنے سے متعلق بیان حلفی سے مشروط کرنے کا منصوبہ ترتیب دیا ہے، جبکہ کوئی بھی غیر ملکی کسی بھی فرنچائز سے سم نہیں خرید سکے گا۔ مزید یہ کہ ویزا کی مدت ختم ہوتے ہی سم بند کر دیئے جانے کی بھی اطلاعات ہیں۔ افغان مہاجرین کی سم بھی پاکستان میں قیام کی اجازت ختم ہوتے ہی بند کر دی جائیں گی۔ وزارت داخلہ کی جانب سے جرائم و دہشت گرد کاروائیوں میں غیر قانونی سمز کا استعمال روکنے کے لئے اٹھائے جانے والے یہ اقدام یقیناً بہتر

نتائج کے حامل ہوں گے لیکن ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ ان سب اقدامات کے باجود کوئی ایسی خامی کہیں بھی باقی نہ رہے جس سے دوبارہ ایسے مسائل سامنے آئیں جو لوگ لائنوں میں کھڑے ہیں ان کا کہنا ہے کہ وہ فرنچائزز کے کھلنے سے بھی کئی کئی گھنٹوں پہلے سے لائنوں میں لگے ہیں لیکن ان کو مختلف پیچیدہ مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے مثال کے طور پر اگر آپ کے انگھوٹھے کی تصدیق کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ سے میچ نہیں ہوتی تو 'نادرا' کے آفس جانا پڑتا ہے اور وہاں بھی گھنٹوں لمبی لمبی لائنوں میں کھڑا ہونا پڑتا ہے اس کے علاوہ اور دیگر تکنیکی مسائل بھی ہیں مثلاً کئی ایک فرنچائیزز پر سہولیات ہی ناکافی ہیں جس سے لوگوں کو شہر کی بڑی فرنچائزز پر ریفر کر دیا جاتا ہے اگرچہ اس میں عوام کو کچھ مشکلات بھی ہیں لیکن ایسا نہ کرنے کی صورت میں سامنے آنے والی ممکنہ انتہائی خطرناک صورتحال کے مقابلے میں یہ تکلیف معمولی ہے ملک میں کام کرنے والے پانچوں ٹیلی کام آپریٹرز کے پاس پی ٹی اے کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق، مجموعی طور پر 90 دنوں میں دس کروڑ 30 لاکھ موبائل فون سمز کی بائیو میٹرک تصدیق ہونا تھی تصدیقی مہم 12 جنوری کو شروع ہوئی تھی اس وقت نصف سے زیادہ کام مکمل ہوچکا ہے، جبکہ باقی کام دن رات جاری ہے یہاں تک کہ فرنچائزز میں اتوار کو بھی معمول کے کام ہو رہا ہے تصدیق کا یہ عمل دہشت گردی کے خلاف نیشنل ایکشن پلان کا حصہ ہے پاکستان میں 2014 کے اختتام تک موبائل فون کنکشنز کی تعداد 13 کروڑ 57 لاکھ 60 ہزار تھی۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت سموں کی تصدیق کے عمل کو تیز بنانے کے ساتھ ساتھ پانچوں ٹیلی کام آپریٹرز کو اس بات کا پابند بنائے کہ وہ لوگوں کو تمام ضروری سہولیات دینے کے ساتھ ساتھ ان سے ناجائز لوٹ مار سے باز رہیں تاکہ ملک میں جاری سموں کی بائیو میٹرک تصدیق کے عمل کو مکمل کیا جاسکے اس حوالے سے ناجائز لوٹ مار کی خبروں پر ایکشن لیتے ہوئے ٹیلی کام آپریٹرز کے خلاف موثر کاروائی کو ممکن بنا جائے۔

بنیادی جمہوریت

ہمارے ہاں ہر نئی آنے والی حکومت جمہوریت کے استحکام کے بہت دعوے کرتی ہے لیکن اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ محض قومی وصوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے نتیجے میں مرکز اور صوبوں میں منتخب حکومتوں کے قیام سے جمہوریت مستحکم نہیں کی جا سکتی قومی وصوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کو جمہوری استحکام کی جانب سفر کا آغاز تو قرار دیا جا سکتا ہے منزل نہیں سمجھا جا سکتا جمہوری استحکام نہ صرف بلدیاتی انتخابات بلکہ شہریوں کے بنیادی حقوق اور آئین و قانون کی بالادستی سے عبارت ہے اگر کوئی حکومت آئین و قانون کی بالادستی کو یقینی نہیں بناتی شہریوں کو ان کے بنیادی حقوق نہیں دیتی اور ایک منصفانہ معاشرہ قائم نہیں کرتی تو اسے کسی صورت جمہوری حکومت نہیں قرار دیا جا سکتا بلدیاتی انتخابات کی افادیت اور اہمیت موجودہ ادوار میں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے مگر کیا وجوہات ہیں کہ موجودہ حکومت جو تقریباً دو تہائی اکثریت کی حامل حکومت ہے ان انتخابات کے اتنے خلاف نظر آتی ہے کہ ان کو منعقد ہی نہیں کروانا چاہتی کیا مسلم لیگ ن گراس روٹ لیول پر کمزور ہے یا مسلم لیگ ن گراس روٹ لیول پر اپنا وہ بنیادی سیٹ اپ نہیں رکھتی جو دوسری جماعتیں رکھتی ہیں یا کہ وہ ان جماعتوں سے خوف زدہ ہے جو پہلے

بلدیاتی انتخابات میں حصہ لیکر کرجیت چکی ہیں اور اس بنیادی جمہوریت کے سیٹ اپ کو کامیابی سے چلا چکی ہے یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب.برحال سامنے آنا باقی ہے جب سے مسلم لیگ ن کی حکومت آئی ہے بہت سے مبصرین کو یہ خدشات تھے کہ اب شاید حکومت یہ انتخابات منعقد کروانے کی کوشش ہی نہ کرئے بعدازاں ان کے یہ خدشات سچ ثابت ہوئے جب حکومت نے ان انتخابات کے علاوہ دیگر کئی آپشن جن میں کنٹنری نظام ، نمبرداری نظام پر غور شروع کیا اس وقت بات اور واضح ہو گئی لیکن صورت حال حکومت کے لئے اس وقت مشکل ہو گئی جب سپریم کورٹ نے مداخلت کرتے ہوئے ان انتخابات کو منعقد کروانے کے لئے شیڈول مانگا سپریم کورٹ نے پورے ملک میں ستمبر تک بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کا حکم دیا اٹارنی جنرل کے مطابق کنٹونمنٹ بورڈ میں بلدیاتی انتخابات 16 مئی اور خیبر پختونخواہ میں 7 جون کو کرائے جائیں گے پنجاب اور سندھ میں بلدیاتی انتخابات تین مراحل میں کروائے جائیں گے پہلا مرحلہ 16 جنوری دوسرا مرحلہ 20فروری اور تیسرا مرحلہ 26مارچ کو مکمل ہوگاان کے مطابق 2016 پنجاب اور سندھ میں چالیس لاکھ نئے ووٹروں کا اندراج باقی ہے جس کے لئے ڈیڑھ ماہ کا وقت درکار ہے جبکہ حلقہ بندیوں کے لئے چار ماہ چاہیں سپریم کورٹ نے ستمبر تک پورے ملک میں بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کا حکم دے کر نہ صرف آئین کی بالادستی قائم کی بلکہ نچلی سطح پر جمہوریت کے قیام کی جانب اہم پیش رفت کی ہے دوسری طرف اگر دیکھا جائے تو اس معاملے میں قصور الیکشن کمیشن کا بھی ہے

الیکشن کمیشن نے بھی اپنی آئینی ذمے داریاں پوری نہیں کیں نئے ووٹوں کے اندراج کے معاملات تھے یا حلقہ بندیوں کے مسائل اگر الیکشن کمیشن نے اپنی ذمے داریاں پوری کی ہوتیں تو بلدیاتی انتخابات یوں پس پشت نہ جاتے مگر المیہ تو یہ ہے کہ کنٹونمنٹ بورڈز سترہ برسوں سے منتخب نمائندوں سے محروم ہیں صورتحال یہ ہے کہ کنٹونمنٹس ایکٹ میں ترمیم کے لئے آرڈیننس تک جاری نہیں کیا جاسکا اس سے عدم دلچسپی کی کیفیت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے الیکشن کمیشن کا یہ موقف بھی معنی خیز ہے کہ 1924 کے ایکٹ کے تحت الیکشن کرانا اس کی ذمے داری نہیں ہے تاہم آئین کے آرٹیکل 219 کے تحت الیکشن کا انعقاد تو بہرصورت الیکشن کمیشن کی ذمے داری ہے ملک بھر کے عوام کے لئے یہ امر اطمینان کا باعث ہے کہ سپریم کورٹ نے اس سارے معاملے میں ابہام اور رکاوٹیں ختم کرکے ستمبر تک بلدیاتی انتخابات کو یقینی بنانے کا حکم دیا ہے۔ سپریم کورٹ نے ستمبر تک پورے ملک میں بلدیاتی انتخابات کا حکم دے کر جمہوریت اور قوم کی بڑی خدمت کی ہے مقامی سطح پر شہریوں کے بیشتر مسائل کی وجہ محض مقامی حکومتوں کی عدم موجودگی ہے اگر تسلسل کے ساتھ بلدیاتی انتخابات منعقد ہوتے تو معاشرے میں بہت سی مثبت تبدیلیاں رونما ہوسکتی تھیں اور عوام کے ساتھ ہونے والی بہت سی ناانصافیوں کا تدارک کیا جاسکتا تھا اس سلسلے میں حکومت اور الیکشن کمیشن نے مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا ہے دونوں عوام کی محرومیوں اور ان کو درپیش آنے والے مسائل کے بالواسطہ ذمے دار ہیں

اب جبکہ سپریم کورٹ کا ایک واضح حکم آچکا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس پر اس کی روح کے مطابق عمل کیا جائے تاکہ جمہوریت کی بنیاد کو مضبوط بنایا جاسکے اس سلسلے میں کسی بھی لیت و لعل سے کام لینا خدانخواستہ جمہوریت کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔

سعودیہ عرب اور پاکستان

سعودیہ عرب اور پاکستان ہمیشہ سے ہی ایک دوسرے کے بہت قریب رہے ہیں پاکستان کی خارجہ پالیسی میں سعودی عرب کو ہمیشہ امتیازی حیثیت حاصل رہی ہے اس کی بڑی وجہ ان مقدس مقامات کا احترام ہے جو اس ملک میں ہیں شاید یہی وجہ ہے کہ پاکستانی سعودی عرب کو اپنا گھر سمجھتے ہیں اور اس کی حرمت اور تقدس کو اپنا اولین فریضہ سمجھتے ہیں اسی لئے پاکستان نے ہمیشہ اس چیز کی مخالفت کی جس نے سعودی عرب سے مخالفت کی جس کی سب سے بڑی مثال ایران ہے جو پاکستان کا براہ راست پڑوسی ہونے کے باوجود وہ مقام حاصل نہ کر سکا جو ایک غیر پڑوسی ملک سعودی عرب کو حاسل ہے حالیہ صورت حال کو سامنے رکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ طاقتیں جو عرب خطے میں اپنی مرضی کی تبدیلی چاہتی ہیں ان کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ وہ اسلامی ملک ہیں جن کی طاقت ان کی مسلح افواج اور ان کا جدید ترین اسلحہ ہیں اور ایسے ممالک میں پاکستان سر فہرست ہے شاید یہی وجہ ہے کہ سعودی حکمران پاکستان کو خصوصی اہمیت دیتے ہیں وزیر اعظم نواز شریف کے سعودی عرب کے دورے کے موقع پر سعودی حکومت کے نئے فرمانروا شاہ سلمان اور ان کی حکومت کی اعلی شخصیات نے وزیر اعظم اور ان کے وفد کا جس گرمجوشی سے استقبال کیا اسے دونوں ملکوں کے باہمی تعلقات میں غیر معمولی تعلقات سے تعبیر کیا

جارہا ہے ماضی میں دیکھا گیا ہے کہ سعودی فرمانروا غیر ملکی مہمانوں کے استقبال کے لئے خود ایئرپورٹ پر تشریف نہیں لے جاتے مگر وزیراعظم نواز شریف کے خیر مقدم کے لئے انہوں نے تمام پروٹوکول کو ایک طرف رکھ کر خود ان کا استقبال کیا شاہ سلمان بن عبدالعزیز کے ہمراہ ان کی کابینہ کے تمام ارکان موجود تھے گرمجوشی اور محبت کی یہ کیفیت اس امر کی علامت ہے کہ شاہ سلمان بن عبدالعزیز کے دور میں دونوں ملک ایک دوسرے کے مزید قریب آئیں گے اور مختلف شعبوں میں ان کے تعلقات کو وسعت حاصل ہوگی دونوں لیڈروں کے درمیان بات چیت میں تجارت سرمایہ کاری توانائی سلامتی اور بنیادی ڈھانچے سمیت مختلف شعبوں میں تعاون بڑھانے پر اتفاق کیا گیا اس موقع پر وزیراعظم نواز شریف نے کہا کہ دونوں ملکوں کے سیاسی تعلقات محدود نہیں دونوں ملک مشترکہ مذہبی اور تاریخی اقدار میں بندھے ہیں شاہ سلمان کے دور میں دوطرفہ تعلقات نئی بلندیوں کو چھوئیں گے شاہ سلمان بن عبدالعزیز کا کہنا تھا کہ سعودی عرب پاکستان کے ساتھ اپنے تعلقات کو بے حد اہمیت دیتا ہے اس کی خواہش ہے کہ پاکستان خوشحال ہو اور ترقی کرے سعودی عرب تمام شعبوں میں ہر ممکن تعاون کے ذریعے اپنے تعلقات کو مضبوط بنانے کا خواہاں ہے وزیراعظم نے دوران مذاکرات شاہ سلمان بن عبدالعزیز کو دورہ پاکستان کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کر لی پاک سعودی تعلقات میں اس بات کو خصوصی اہمیت حاصل ہے کہ وزیراعظم نواز شریف کے سعودی عرب کے شاہی خاندان خصوصاً شاہ سلمان عبدالعزیز

سے تعلقات ذاتی نوعیت کے حامل ہیں یقیناً یہ تعلقات دونوں ملکوں کے درمیان مزید تعاون کو وسعت دینے کا باعث بنیں گے دونوں ملکوں کے درمیان دہشت گردی کے خاتمہ سے لے کر مشرق وسطی کے مسائل تک تمام عالمی موضوعات پر ہم آہنگی موجود ہے شاہ سلمان بن عبدالعزیز کی طرف سے امور مملکت کی ذمے داریاں سنبھالنے کے بعد وزیراعظم نواز شریف کا یہ سعودی عرب کا پہلا دورہ ہے اس موقع پر شاہ سلمان نے پاکستان کے عوام اور وزیراعظم پاکستان کے لئے گرمجوشی کے غیر معمولی جذبات کے ذریعے ہر سطح پر اپنی حکومت کے حکام کو یہ پیغام دیا ہے کہ پاکستان کے ساتھ سعودی عرب کے تعلقات کو خصوصی ترجیح اہمیت حاصل رہے گی۔ پاکستان کی ضروریات جن میں سب سے پہلے توانائی اور پیٹرولیم مصنوعات ہیں جو سعودی عرب بڑے احسن طریقے سے فراہم کر سکتا ہے اس حوالے سے موجودہ بجلی کے بحران کو سعودی حکومت کی مدد سے نا صرف حل کیا جا سکتا ہے بلکہ اس کو مکمل طور پر ختم بھی کیا جا سکتا ہے اس کے علاوہ وہ پاکستانی ہنر مند جنھوں نے اپنی محنت سے سعودی عرب کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا اور جن کی بدولت پاکستان کو بہت ہی اہم زر مبادلہ حاصل ہوتا ہے ان کے مسائل کو حل کرنے کے ساتھ ساتھ سعودی عرب سے ان کے لئے مراعات حاصل کرنے اور ان کے وہاں کام کرنے کے طریقہ کار کو سہل بنانے کی ضرورت بھی ہے تاکہ وہاں وہ دلجمعی سے کام کرکے ملک کی معیشت کی مضبوطی میں اہم کردار ادا کر سکیں اب جبکہ اس خطے کی صورت حال سب کے سامنے ہے اور وہاں پر ہونے والی تبدیلیوں کا

براہ

راست خطے کے ان ممالک کے لئے جو کافی مضبوط ملک ہیں کے لئے بڑا خطرہ نظر آ رہا ہے
ایسے میں پاکستانی افواج اور پاکستان کے ایٹمی پاور ہونے کی وجہ سے پاکستان کو امتیازی
حیثیت حاصل ہے شاید یہی وجہ ہے کہ اس خطے کے سربراہان مملکت پاکستان کی اتنی
پزیرائی کر رہے ہیں جس کی ماضی میں کبھی کوئی مثال نہیں ملتی۔

برادر ملک سعودیہ عرب

عرب خطے کی صورت حال سب کے سامنے ہے اور وہاں پر ہونے والی تبدیلیوں کا براہ راست خطے کے ان ممالک کے لئے جو کافی مضبوط ملک ہیں کے لئے بڑا خطرہ نظر آ رہا ہے ایسے میں پاکستان کو ایک مضبوط افواج ، واحد اسلامی ایٹمی پاور ایک جدید ے فضائی فوج ، ایک جدید مسلح نیوی فوج رکھنے اور دور جسے کی تمام تر سہولیات کی دستیابی ہونے کی وجہ سے پاکستان کو اسلامی ممالک میں امتیازی حیثیت حاصل ہے جس کا ادراک تمام مسلم ممالک کو ہے یمن کی طرف سے حوثی باغیوں نے جس طرح سعودی عرب کی سالمیت کے لئے مسائل پیدا کر دیے ہیں وہ یقینا قابل تشویش ہیں ایسے میں سعودی حکومت کا پاکستان کی طرف دیکھنا بہت ہی اہم ہے کیونکہ سعودیہ عرب اور پاکستان ہمیشہ سے ہی ایک دوسرے کے بہت قریب رہے ہیں پاکستان کی خارجہ پالیسی میں سعودی عرب کو ہمیشہ امتیازی حیثیت حاصل رہی ہے اس کی بڑی وجہ ان مقدس مقامات کا احترام ہے جو اس ملک میں ہیں شاید یہی وجہ ہے کہ پاکستانی سعودی عرب کو اپنا گھر سمجھتے ہیں اور سعودی عرب کی حرمت اور تقدس کو اپنا اولین فریضہ سمجھتے ہیں اسی لئے پاکستان نے ہمیشہ اس چیز کی مخالفت کی جس نے سعودی عرب سے مخالفت کی جس کی سب سے بڑی مثال ایران ہے جو پاکستان کا براہ راست پڑوسی ہونے کے باوجود وہ مقام حاصل نہ کر سکا جو ایک غیر پڑوسی ملک

سعودی عرب کو حاصل ہے حالیہ صورت حال کو سامنے رکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ طاقتیں جو عرب خطے میں اپنی مرضی کی تبدیلی چاہتی ہیں ان کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ وہ اسلامی ملک ہیں جن کی طاقت ان کی مسلح افواج اور ان کا جدید ترین اسلحہ ہیں اور ایسے ممالک میں پاکستان سر فہرست ہے اب جبکہ سعودی عرب نے ان باغیوں کے خلاف فیصلہ کن کاروائی کا آغاز کر دیا ہے اور ایک جنگ شروع ہو چکی ہے ایسے میں سعودی عرب کی جانب سے پاکستان سے فوجی امداد کی اپیل کوئی انہونی بات نہیں کیونکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ پاکستان اسلامی ممالک میں وہ واحد ملک ہے جس کے پاس ایٹمی طاقت ، مضبوط اور منظم ترین فوج ، ہائی سپیڈ جنگی طیارے ، ایٹمی آبدوزیں اور ایک منظم اور موثر ترین مسلح سپاہ ہے جو کہ تینوں شعبوں (بری بحری اور فضائی) میں دنیا کی کسی بھی جنگی طاقت سے کم نہیں ہیں ایسے میں سعودی حکومت کو اگر کسی سے جرات مندانہ اور برادرانہ امداد کی ضرورت ہے تو وہ پاکستان ہے کیونکہ پاکستان کے عوام مسلح افواج اور حکومت سعودی عرب کو اپنا دوسرا گھر سمجھتے ہیں ان کی یہ تعظیم ان کے تیل کی دولت سے مالا مال ہونے یا امیر ملک ہونے کی وجہ سے ہر گز نہیں بلکہ مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کے وہاں ہونے کی وجہ سے ہے اور پاکستان کے حکمرانوں کا یہ کہنا کہ اگر سعودی عرب کی سالمیت کوئی کوئی خطرہ لاحق ہوا تو پاکستانی افواج اپنے سعودی بھائیوں کے ساتھ شانہ بشانہ ہوں گے یقینا قابل تحسین بات ہے کیونکہ ماضی میں جب بھی پاکستان پر مشکل وقت آیا

سعودی حکمرانوں نے بلا روک ٹوک کسی دباؤ لالچ کے بغیر پاکستان کی دل کھول کر امداد کی مثال کے طور پر پینسٹھ کی جنگ میں ان کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں اکہتر کی جنگ میں میں بھی انھوں نے عظیم مثال قائم کی اور 1998 جب پاکستان ایٹمی ملک بنا بیرونی دنیا نے پاکستان پر ہر قسم کی تجارتی اقتصادی پابندیاں لگا کر اسے بیرونی دنیا سے کاٹنے کوشش کی جسے عرب دوست ملکوں اور خاص طور پر سعودی عرب کی امداد کی وجہ سے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ماضی میں تقریبا تمام ہی پاکستانی حکمرانوں کا سعودی عرب سے خاصا گہرا رشتہ رہا ہے اور انشاء اللہ وہ رشتہ آج بھی قائم ہے صرف حکمران اور مسلح افواج ہی نہیں بلکہ پاکستانی عوام بھی اس مشکل وقت میں سعودی عرب کے ساتھ ہے اور اگر کسی موقع پر سعودی عرب کو پاکستانیوں کی قربانیوں کی ضروت پڑی تو پاکستانی عوام دریغ نہیں کریں گے اس سلسلے میں بر حال فیصلہ پاکستانی پارلیمنٹ نے کرنا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام سیاسی اور مذہبی جماعتیں خواہ وہ اپوزیشن میں ہوں -یا حکومت میں ان کو ایک پلیٹ فارم پر اکھٹا کریں

ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت ایک ایسے کڑے وقت میں اپنے سعودی بھائیوں کی اسی طرح امداد کرے جس طرح کی امداد سعودی عرب کی طرف سے ان مشکل اوقات میں پاکستان کی گئی تھی اس کے لئے کسی بھی بیرونی ملک کا دباؤں خاطر میں نہ لاتے ہوئے وہ فیصلے کیے جائیں جو پاکستان کے لئے سود مند ثابت ہوں اور جن

سے سعودی عرب کا تحفظ بھی یقینی بن سکے اور انھوں نے جس امداد کی اپیل پاکستان
سے کی ہے وہ بھی پوری ہوسکے اور پاکستان کی سالمیت کا تحفظ بھی ممکن ہوسکے۔

کراچی آپریشن وقت کی ضرورت

کراچی جو کہ پاکستان کا معاشی حب ہے پاکستان کی مجموعی معیشت میں اس کا جو حصہ ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ملک کی سب سے بڑی اور پورا سال فعال رہنے ولی بندرگاہ اسی شہر میں واقع ہے جس پر آنے والا مال ملک کے دیگر حصوں کے ساتھ ساتھ وسطی ایشاء کی ریاستوں تک پہنچتا ہے اس کے علاوہ یہاں پر افغانستان کو بھیجا جانے والا سامان بھی آتا ہے جس کی راہداری کی مد میں اربوں روپے پاکستان کو ملتے ہیں اس کے علاوہ پاکستان کے کئی خاندانوں کا روزگار اس شہر سے وابسطہ ہے جن میں سب سے اول ٹرانسپورٹرز ہیں جو یہاں سے مال کی سپلائی ملک کے دیگر حصوں میں کرتے ہیں ۔ماضی میں کراچی کو روشنیوں کا شہر بھی کہا جاتا تھا جو کہ اب دہشت گردی کے گھپ اندھیروں کی نظر ہو رہا تھا اسے غریبوں کا شہر بھی کہا جاتا ہے یہاں پر آنے والے غریب لوگوں کو اس شہر نے ہمیشہ خوش آمدید کہا ہے مگر اسی کی دہائی کے بعد اب کراچی وہ کراچی نہیں رہا تھا جسے غریبوں کا شہر یا روشنیوں کا شہر کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس شہر کے بڑا ہونے کی وجہ سے کئی جرائم پیشہ عناصر کے لئے یہ پاکستان کی سب سے محفوظ پناہ گاہ بن گیا ہے چونکہ اس شہر میں اربوں روپے کا کاروبار ہوتا ہے اور اس لحاظ سے امیر لوگوں کی بہتات ہے سو ایسے جرائم پیشہ افراد کے لئے کراچی کسی سونے کی چڑیا سے کم

نہیں جرائم پیشہ اپنی کاروایوں اس شہر کے مختلف علاقوں میں کاروائیوں کرکے اپنے لئے وسائل پیدا کر لیتے ہیں مختلف وجوہات کی بناپر کراچی کا امن و سکون تہہ وبالا کر دیا گیا تھا جس کے بعد پاکستانی معیشت بھی ڈنواں ڈول ہو چکی تھی ایسے میں پاکستان رینجر زنے کراچی کا امن بحال کرنے کے لئے بلا امتیاز کاروائی کی اور اس کاروائی میں کسی بھی سیاسی سفارش کو بلائے طاق رکھتے ہوئے آپریشن کیا گیا جس کے بعد یہ حیران کن انکشاف ہوا کہ کئی سیاسی جماعتیں اس غیر قانونی کام میں ملوث تھیں جو کراچی کو شاید پر امن نہیں دیکھنا چاہتی تھیں یا ان کے دیگر کچھ اور مقاصد تھے ایسے میں پاکستان رینجر نے جس جرات بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہاں ایسے ملزمان کے خلاف آپریشن کیا جن کا تعلق بعد ازاں ایک ایسی سیاسی جماعت سے نکلا جس کے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ وہ جماعت صرف آدھے گھنٹے کے نوٹس پر پورا کراچی شہر بند کرا سکتی ہے۔حکومت کی طرف سے بارہا اس بات کا کھلم کھلا اظہار کیا گیا کہ یہ آپریشن بلا تفریق ہے اور اس پر کسی کو حیران بھی نہیں ہونا چاہیے جہاں جہاں بھی شر پسند عناصر ہوں ان کے خلاف بلا امتیاز کاروائی ہو یہ حکومت کی اولین ترجیح ہونی چاہیے اور شاید ملکی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ کراچی میں بلا امتیاز آپریشن کیا گیا کراچی کا ٹارگٹڈ آپریشن کسی مصلحت کا شکار نہیں ہونا چاہیے کیونکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ یہ کراچی آپریشن تمام سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر شروع کیا گیا تھا اور اسے مقاصد کے حصول

تک جاری رہنا چاہیے کیونکہ ملک میں دہشتگردی اور انتہا پسندی کی کوئی گنجائش نہیں یہ دہشت گردی اور انتہا پسندی آمر کے دور میں آئی اور اب موجودہ حکومت اس لعنت کے خاتمہ کے لئے اقدامات اٹھا رہی ہے جو قابل تحسین ہیں اس آپریشن کے بعد اگر دیکھا جائے تو ہر گزرتے دن کے ساتھ کراچی میں صورتحال بہتر ہو رہی ہے اور اس کا کریڈٹ موجودہ حکومت کو جاتا ہے جس نے تمام سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر سندھ میں آپریشن شروع کیا تھا تاکہ دہشت گرد اور انتہا پسند عناصر کا خاتمہ کیا جاسکے کراچی میں ایک بڑی سیاسی جماعت کے دفتر سے سزا یافتہ مجرم اور اسلحہ برآمد ہونا افسوسناک ہے ملک سے دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے بیس نکاتی ایجنڈے پر قومی ایکشن پلان کے تحت عمل ہو رہا ہے۔ ملک بھر کے عوام نے آپریشن ضرب عضب اور کراچی کے ٹارگٹڈ آپریشن کی کامیابیوں کو سراہا ہے ان دونوں آپریشن کا کامیابیوں ہی کا نتیجہ ہے کہ جہاں کراچی میں امن لوٹ آیا ہے حکومت اس پر تحسین کی مستحق ہے کہ اس نے ان دونوں آپریشن پر سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لیا اور دونوں نے دہشت گردوں اور قوم کے مجرموں کے خاتمے کے سلسلے میں زبردست کامیابیاں حاصل کی ہیں اس ضمن میں حکومت کی کامیاب حکمت عملی کا اس امر سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کالعدم تحریک طالبان کے لئے نرم گوشہ رکھنے والے سیاسی عناصر بھی آپریشن اور اس کے نتائج کی تحسین کر رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس آپریشن کو جاری رکھا جائے اس وقت تک جب تک شہر کراچی سے ملک دشمن اور سماج دشمن عناصر

کا خاتمہ نہیں ہو جاتا اس کے لئے ضروری ہے کہ اس بابت کسی بھی دباؤ کو خاطر میں نہ
لایا جائے اور ان اداروں کی پشت پناہی کی جائے جنھوں نے اس کاروائی میں حصہ لیکر
ملک کو بڑے نقصان سے بچایا کیونکہ پاکستان کے سب سے بڑے معاشی شہر کے جو
حالات ہو گئے تھے اس کے لئے کراچی آپریشن وقت کی ضرورت تھا۔

پاک چین دوستی زندہ باد

پاک چین دوستی زندہ باد وہ عظیم نعرہ بن چکا ہے جس کی تائید ہر پاکستانی کر رہا ہے اس کی بڑی وجہ دنیا کی دیگر اقوام کی طرف سے پاکستان کے ساتھ روا رکھے جانے والے سلوک کی وجہ سے بھی ہے ماضی میں جتنی بھی اقوام کے ساتھ پاکستان نے اپنی طرف سے بھلائی کی انھوں نے نازک مواقعوں پر پاکستان کے ساتھ دغا کرکے اس کو مشکل حالات سے دوچار کیا مگر چائینہ پاکستان کا ایسا عظیم دوست ثابت ہوا ہے جس نے ہر مشکل سے مشکل وقت میں پاکستان کا نا صرف کھلم کھلا ساتھ دیا بلکہ ہر ممکن مدد بھی کی شاید اسی وجہ سے پاک چائینہ دوستی ایک ایسی لازوال دوستی میں تبدیل ہو چکی ہے جو ہر قسم کے حالات سے مقابلہ کرنے کے بعد مضبوط سے مضبوط تر ہوئی ہے اور پاکستان نے ہمیشہ سے ہی اس دوستی کو مقدم سمجھا ہے گو کہ ماضی میں پاکستان کا جھکاؤ امریکہ کی طرف زیادہ تھا مگر امریکی بیوفائی اور دھوکہ بازی کے عیاں ہونے کے بعد جو حوصلہ پاکستان کو چین سے ملا وہ ایک مثال ہے چائینہ کے کسی بھی صدر کا نو سال کے عرصے بعد پاکستان کا یہ دورہ تھا جو موجودہ حالات اور خصوصا خطے میں بدلتی ہوئی صورت حال میں نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے اس دورے کو پاکستان کی تاریخ میں انتہائی اہمیت حاصل ہے کیونکہ اس دورے میں جتنے بھی منصوبوں کو شروع کرنے پر اتفاق ہوا ہے وہ پاکستان کی

اقتصادی ترقی میں نا صرف معاون ثابت ہو گا بلکہ پاکستان کو ایشیاء کا ٹائیگر بنانے میں بھی مددگار ہو گا چینی صدر نے دورہ پاکستان کے موقع پر 51 دستاویزات، معاہدوں اور مفاہمت کی یاداشتوں پر دستخط کیے دونوں ممالک نے آئندہ تین سال میں اپنے تجارتی حجم کو 15 ارب ڈالر سے بڑھا کر 20 ارب ڈالر تک لے جانے کا اعلان بھی کیا ان دستاویزات، مفاہمتی یاداشتوں اور معاہدوں میں پاک چائنا راہ داری کے منصوبے کے تحت توانائی، بنیادی ڈھانچے، مواصلات جیسے شعبوں میں اہم ترقیاتی منصوبے شامل ہیں چین کے انڈسٹریل اور کمرشل بینک کی ایک شاخ لاہور میں کھولی جائے گی بہاولپور کے قائداعظم سولر پارک کے لیے 100 میگا واٹ کا شمسی پاور پلانٹ ریڈیو پاکستان اور چائنہ ریڈیو انٹرنیشنل کے اشتراک سے ایف ایم 98 دوستی چینل پاکستان میں چینی ثقافتی مرکز اسلام آباد میں ایک چھوٹے ہائیڈرو پاور پراجیکٹ کا ریسرچ سینٹر پاک چین کراس باڈر آپٹیکل فائبر کیبل سسٹم پراجیکٹ لاہور میں اورنج لائن میٹرو ریل ٹرانزٹ سسٹم شامل ہیں پاکستان اس وقت توانائی کے بڑے بحران کا شکار ہے اس کو دیکھتے ہوئے توانائی کے متعدد منصوبے شروع کیے جا رہے ہیں جن میں کروٹ میں 720 میگا واٹ کا پن بجلی منصوبہ، جبکہ داؤد اور سچل میں 50، 50 میگا واٹ جبکہ جھمپیر میں میگا واٹ کا ہوا کے ذریعے بجلی پیدا کرنے کا منصوبہ اور زونرگی میں شمسی توانائی کا 100 میگا واٹ کا پراجیکٹ شامل ہیں دونوں ممالک نے ہر قسم کے حالات میں 900 سٹریٹیجک تعاون پر مبنی شراکت داری قائم

رکھنے اور معاشی اور تکنیکی شعبوں میں تعاون کرنے کے معاہدہ کیا پاکستان اور چین نے ڈیجیٹل ٹیریسٹریل ملٹی میڈیا۔برڈکاسٹ' کے لیے نمائشی منصوبے کے لیے پیشگی مطالعہ' کرنے کا معاہدہ بھی کیا ہے انسدادِ منشیات کے لیے سازوسان کی ایک دوسرے کے ہاں منتقلی پر بھی تحریری معاہد ہوا ہے۔ جبکہ دونوں جانب قانون نافذ کرنے والے اداروں کے لیے ضروری آلات کی فراہمی پر بھی اتفاق کیا گیا ہے۔پاکستان اور چین کے درمیان گوادر ہسپتال بنانے کے لیے فیزیبیلٹی سٹڈی کرنے کے منصوبے پر بھی بات ہوئی ہے۔ چین کی وزارتِ کامرس نے پاکستان کی وزارتِ خزانہ کو قراقرم ہائی وے کی فیز ٹو جو کہ حویلیاں سے تھاکوٹ کے درمیان ہے کی مزید بہتری کے لیے رعایتی قرضے دے گی۔ اس کے علاوہ کراچی سے لاہور تک موٹر وے کے لیے رعایتی قرض فراہم کرنے کی یاداشت پر دستخط ہوئے اسی طرح ایک ایسی مفاہمتی یاداشت پر بھی دستخط ہوئے ہیں جس کے تحت گوادر کی بندرگاہ کے مشرق میں ایکسپریس وے بنانے کے لیے چین آسان نرخ پر قرض دیگا۔ علاوہ ازیں گوادر میں بین القوامی ہوائی اڈے کے قیام کے لیے بھی دوست ملک نے پاکستان کو آسان شرائط پر قرض فراہم کرنے کی یاداشت پر دستخط کیے دونوں ممالک نے موسمیاتی تبدیلیوں سے نمٹنے کے لیے آلات کی فراہمی کے سمجھوتے پر بھی دستخط کیے چین کمیشنل ڈیویلپمنٹ اینڈ ریفارم کمیشن اور پاکستان کی وزارت برائے منصوبہ بندی وترقی کے درمیان تعاون کی یاداشت پر بھی دستخط ہوئے گوادر سے نواب شاہ تک مائع گیس پہنچانے کے فریم ورک معاہدے پر بھی

دستخط ہوئے لاہور میں اورنج لائن میٹرو ٹرین پر بجیکٹ بنانے میں مدد ور اس سلسلے میں کمرشل معاہدہ کٹریکٹ پر دستخط ہوئے پاکستان کے صوبہ سندھ میں تھر کے علاقے میں کوئلے کے ذریعے بجلی کے حصول کے منصوبے میں تعاون کا معاہدہ طے پایا جبکہ دونوں جانب پنجاب میں شمسی توانائی کے 900 میگاواٹ سولر پراجیکٹ کے بنیادی نکات طے پائے پاکستان کی نمل یونیورسٹی اور چین کی زنجیانگ یونیورسٹی کے درمیان تعلیمی شعبے این آئی سی ای کے قیام کا منصوبہ طے پایا اس کے علاوہ اعلیٰ تعلیم کے لیے دونوں یونیورسٹیوں کے حوالے سے ایک مفاہمتی یاداشت پر بھی دستخط ہوئے ان تمام منصوبوں کا اگر تفصیلی جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے اگر پاکستان ان منصوبوں سے ان کی روح کے مطابق نتائج حاصل کرئے تو وہ دن دور نہیں جب پاکستان کا شمار دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں ہو گا دوسری طرف پاک چائینہ کی اس بڑی اقتصادی ڈیل کے نتیجے میں بھارت کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں جہاں پر چائنہ کے صدر کے دورے کے موقع پر ان کے ساتھ صرف بیس ارب ڈالرز کے معاہدے ہوئے تھے اور پاکستان کے ساتھ چھیالیس ارب ڈالرز کے معاہدوں کی وجہ سے بھارتی سیاست دان اور میڈیا چینخ چینخ کر آسمان سر پر اٹھا رہے ہیں وہ ان ڈیلز کو پاکستان کی ترقی سے تعبیر نہیں کر رہے بلکہ انھیں ڈر ہے کہ پاکستان اگر ان منصوبوں سے پاکستان فائدہ اٹھانے میں کامیاب ہو گیا تو اس کا جنوبی ایشیاء کا بادشاہ بننے کا خواب ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے گا اس لئے بھارتی میڈیا اس بات کو بڑھاچڑھا کر

پیش کر رہا ہے کہ پاکستان اور چاہینہ کے درمیان ہونے والی یہ ڈیل دراصل بھارت کے خلاف گھیرا تنگ کرنے کی کوشش ہے بھارتی سورماؤں کا خیال ہے کہ بھارت کے اس خطے کا بادشاہ بننے میں یہ ڈیل بڑی رکاوٹ ثابت ہوگا اس لئے پاک چائینہ لازوال دوستی سے بھارت کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں۔

یوم مئی وہ کیا ہوتا ہے؟

صبح سویرے اپنے کسی کام کی غرض سے جاتے ہوئے بڑے چوک میں مزدوروں کے جھمگٹوں کو دیکھا جو کسی گاڑی کے رکنے پر اس کی طرف یوں لپکتے ہیں جسے کہ وہ آدمی جو گاڑی میں ہے ان کو مزدوری کے لئے اپنے ساتھ لیجائے گا کئی بیچارے چپ چاپ بیٹھے کسی کے آنے اور انھیں اپنے ساتھ مزدوری کی غرض سے لیجانے کی دعائیں مانگ رہے تھے انکے چہروں سے انکی پریشانی صاف نظر آرہی تھی ان کے پاس سے گزرتے ہوئے میں نے سوچا کہ یکم مئی جسے ہم مزدوروں کا عالمی دن مناتے ہیں اس بارے میں کچھ پوچھ لیا جائے کچھ مزدور مجھے پڑھے لکھے نظر آئے سوچا ان سے بات کر لوں جب میں ان کے پاس گیا تو کئی اور مزدور بھی میرے گرد جمع ہو گئے کہ شاید کسی کو مزدور کی ضرورت ہو جب انھیں میں نے بتایا کہ مجھے مزدور کی ضرورت نہیں تو بیچارے ادھر ادھر ہو گئے البتہ جن سے میرے بات ہوئی تو ان کو پتا ہی نہیں تھا کہ شکاگو کے مزدوروں کے ساتھ کیا ہوا تھا اور یوم مئی کا ان کو کیا فائدہ ہوتا ہے کسی کو بھی نہیں پتا تھا کہ یوم مئی کیوں منایا جاتا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے باتوں باتوں میں مجھے پتا چلا کہ ان میں سے کئی اعلی تعلیم یافتہ بھی ہیں جو روزگار نہ ہونے کی وجہ سے مزدوری کی غرض سے یہاں کھڑے ہیں ان کے کئی کام کی باتیں بھی پتا

چلیں کہ کئی لوگ ان کو یہاں سے لیجانے کے بعد ان کے ساتھ بہت برا سلوک کرتے ہیں جو اجرت یہاں مقرر کی جاتی ہے وہ انھیں دی جاتی کچھ لوگوں کے متعلق ان کا کہنا تھا کہ وہ بہت اچھے بھی ہیں جو ہمیں یہاں دن میں آتے جاتے کھانا مفت دے جاتے ہیں ان کا کہنا تھا کہ مزدوروں کے عالمی دن سے ان کا کیا مطلب اگر کام کریں گے تو مزدوری ملے گی اگر نہیں کریں گے تو کوئی نہیں دے گا حکومت جو کہتی ہے وہ وقتی باتیں ہوتی ہیں جو صرف سیاسی جلسوں میں کی جاتی ہے یعنی رات گئی بات گئی ایسے میں باتیں کرتے ہوئے ان کے چہروں سے اضطراب کی جو کیفیت ابھر رہی تھی وہ ناقابل بیان ہے وہاں سے جاتے ہوئے میں سوچ رہا تھا کہ ہم لوگ ہر سال یکم مئی کو مزدوروں کا عالمی دن بڑے جوش خروش کے ساتھ مناتے ہیں اس دن مزدور کی عظمتوں کو بیان کیا جاتا ہے اور یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ مزدوروں کے بغیر کوئی بھی ملک ترقی وکامرانی حاصل نہیں کر سکتا جس ملک نے بھی ترقی حاصل کی ہے وہ صرف اور صرف مزدوروں کی کام میں لگن اور محنت سے کی ہے مگر ،اگر بات کی جائے پاکستان کی تو یہ بات بڑی تکلیف دہ ہے کہ یہاں پر مزدوروں کا جو استحصال بزنس مین اور صنعتکار کر ہے ہیں اس کی مثال ملنا مشکل ہے اور اس سارے پراسس میں نیچے سے لیکر اوپر تک لوگ شامل ہیں جو خود کو مزدور دوست کہتے کہتے نہیں تھکتے مگر دوسری طرف وہی لوگ ان بیچارے مزدوروں کا بری طرح استحصال کرتے ہیں اس کی مثال آپ یوں سمجھ لیں کہ کچھ سال پہلے مزدور کی ماہانہ تنخواہ یا اجرت چھ ہزار مقرر کی گئی

جسے بعدازاں آنے والی حکومت نے نو ہزار ماہانہ تک کرنے کا اعلان کیا مگر آج بھی ماضی کی طرح صورت حال مختلف نہیں کوئی بھی ایسا پرائیویٹ ادارہ نہیں ہو گا جو مزدور کو اس کی پوری اجرت دیتا ہو گا آج بھی فیکٹریوں میں غریب مزدور کا استحصال ہو رہا ہے مگر کوئی پوچھنے والا نہیں وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے پوچھنا ہے وہ وہاں جا کر اے سی کی ٹھنڈی ہواؤں میں بیٹھ جاتے ہیں ان کے لئے فیکٹری مالکان کی طرف سے ایسی بڑی ضیافت کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ وہ غریب مزدور کے دکھ درد کو دل سے نکال دیتے ہیں اور اپنے عیش آرام کے سوا ان کو کچھ نظر نہیں آتا پھر ہوتا کیا ہے جاتے ہوئے فیکٹری مالکان ان کی جیب کو خوب گرم کر دیتے ہیں پھر سب اچھا کی رپورٹ اوپر صاحب کی ٹیبل پر پہنچ جاتی ہے اور حکومت سمجھتی ہے کہ اس کے مزدوروں کو پورا معاوضہ مل رہا ہے سو وہ خوشحالی اور ترقی کے نعرے لگانا شروع کر دیتی ہے وزیر خزانہ ٹی وی پر آ کر کہتے ہیں کہ ملک میں مزدور خوشحال ہو رہا ہے اور غربت کم ہو رہی ہے پھر اچانک سے ایک دن کسی مزدور کی بچوں سمیت خود کشی کی خبر تمام صورت حال کو ہیبت ناک بنا دیتی ہے کہ اگر مزدور خوشحال ہیں اور ان کو پورا معاوضہ مل رہا ہے زندگی کی تمام بنیادی سہولتیں جن میں صحت، تعلیم، گھر وغیرہ مل رہا ہے تو یہ خود کشی کیوں؟ ایسے میں حالات بہتر ہوں یہ ہو نہیں سکتا حکومت کی اتنی کمزور پالیسیوں کی وجہ سے اس دور میں نہیں بلکہ ہر دور میں مزدور کے ساتھ یہی ہوتا رہا ہے اگر کوئی فیکٹری اونر پورا معاوضہ دے بھی رہا ہے تو

اس کے بدلے میں مزدور کے ڈیوٹی کے اوقات کو اس قدر بڑھا دیا جاتا ہے کہ وہ پورا معاوضہ بھی اس کے کام کے لحاظ سے کم ہو جاتا ہے المیہ تو یہ کہ ہم لوگ اس دن کی مناسبت سے دو چار تقریبات کا اہتمام کر لیتے ہیں کالم نگار دو چار تحریریں لکھ کر سمجھتے ہیں کہ انھوں انے اپنا کردار ادا کر دیا حکومت اس دن مزودر کی اجرت میں دو چار سو روپے کے اضافے کا اعلان کر دیتی ہے جس پر عمل درامد کرانا تو شاید کسی تیسری مخلوق کا کام ہو جیسے اس سے اگلے دن اخبارت میں بڑی بڑی تقریبات کی تصویریں اعلان کر رہی ہوتی ہیں کہ ہم اپنے مزدوروں کا بڑا خیال رکھنے والی قوم ہیں ہم جتنا کام اپنے مزدوروں کے لئے کر رہے ہیں شاید دنیا کا کوئی بھی ملک نہیں کر رہا مگر حقیقت کو اگر دیکھا جائے تو بہت تلخ ہے مزدور کو دو وقت کی روٹی کے لئے کتنی تگو دو کرنی پڑتی ہے اس کے ماہانہ اخراجات اس کے لئے پورے کرنے بہت گراں نظر آتے ہیں اگر اس کے گھر میں کوئی بیمار ہو جائے تو بیچاری کی جان پر بن جاتی ہے حکومت دعوے تو کرتی ہے مگر ان پر علمدرامد کرانا بھول جاتی ہے یا کروا نہیں سکتی دوسری طرف سرمایہ دار طبقہ اتنا بااثر ہو چکا ہے کہ حکومتی پالیسیوں کو وہ اپنے اثر رسوخ سے بڑی آسانی سے بے آثر کر دیتا ہے ۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت مزدور کی عظمت اور محنت کو سمجھے اور ان کے لئے ہر ممکن اقدامات کیے جائیں تاکہ مزدور کو بھی زندگی کی تمام بنیادی

سہولیات میسر ہو سکیں صرف پالیساں بنانے سے یا، یوم مئی منانے اور دو چار
تقریبات منعقد کرانے سے ان غریب مزدوروں کے حالات زندگی کو نہیں بدلا جاسکتا۔

کنٹونمنٹ انتخابات کے بعد بدلتے حالات

پاکستان کی تاریخ گواہ ہے کہ جتنی بھی سیاسی جماعتیں یہاں پر ہیں ان میں سے اگر کسی بھی جماعت نے اپنے منشور کو عوام کی فلاح کے خلاف استعمال کیا تو وہ صرف اخباری بیانات تک ہی محدود ہو کہ رہ گئی مگر وہ جماعتیں جنھوں نے اپنے منشور میں عوامی فلا ح کو اولین ترجیح بنایا کامیابی نے ان کے قدم چومے حالیہ ہونے والے کنٹونمنٹ کے انتخابات جو سب جماعتوں کے لئے بڑے اہم تھے ان انتخابات میں بلا شبہ پی ٹی آئی نے وہ حیران کن کارکردگی دیکھائی جو کسی بھی نئی سیاسی جماعت کے لئے بڑی اہم ہے ان انتخابات میں اگر دیکھا جائے تو پاکستان پیپلز پارٹی دیوار سے لگتی نظر آتی ہے۔

پاکستان بھر کے 43 میں سے 42 کنٹونمنٹ بورڈز میں ہونے والے بلدیاتی انتخابات کے نتائج کے مطابق حکمران جماعت مسلم لیگ (ن) 67 نشستوں کے ساتھ سرِ فہرست رہی جماعتی بنیادوں پر ملک بھر میں ہونے والے بلدیاتی انتخابات میں کل 1151 امیداور مدمقابل تھے اور ووٹنگ کے عمل کے لیے 199 حلقوں میں 1225 پولنگ سٹیشنز قائم کیے گئے پاکستان مسلم لیگ (ن) نے سب سے زیادہ 67 نشستیں حاصل کیں جبکہ پاکستان تحریک انصاف 43 نشستوں کے ساتھ دوسرے نمبر پر

رہی۔ ایم کیوایم 18 نشستیں حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی جبکہ 57 آزاد امیدوار بھی کامیاب قرار دیے گئے ہیں اعداد و شمار کے مطابق ملک بھر کے 18 لاکھ سے زائد رجسٹرڈ ووٹرز کنٹونمنٹ بورڈز کے بلدیاتی انتخابات میں اپنا حق رائے دہی استعمال کیا۔ان انتخابات میں کل 18 سیاسی جماعتوں نے حصہ لیا سیاسی جماعتوں سے وابستگی رکھنے والے امیدواروں کی تعداد 541 تھی جبکہ آزاد امیدواروں کی تعداد 610 تھی انتخابات میں دوسرے نمبر پر آنے والی جماعت پی ٹی آئی کے سب سے زیادہ امیدوار میدان میں تھے ان کی تعداد 137 تھی جبکہ حکمراں جماعت مسلم لیگ (ن) کے 128، پاکستان پیپلز پارٹی کے 89، جماعتِ اسلامی کے 74، ایم کیوایم کے 27 اور اے این پی کے 13 امیدواروں نے بلدیاتی انتخابات میں حصہ لیاخیال رہے کہ ملک بھر میں کل کنٹونمنٹ بورڈز ہیں تاہم بلوچستان کی اُرماڑا کنٹونمنٹ بورڈ کی حدود کے تعین کا 43 مسئلہ حل نہیں ہو سکا ہے اس لیے وہاں پر بلدیاتی انتخابات نہیں ہوئے ان انتخابات میں سب سے بڑی شکست پاکستان پیپلز پارٹی کی ہوئی پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت شاید خواب خرگوش کے مزے لے رہی ہے یا ذوالفقار مرزا کے بیانات اور الزامات کی وجہ سے خاموش ہے اسے پتا ہی نہیں کہ اب وہ حالات نہیں رہے کہ جب لوگوں نے مسلم لیگ کو ووٹ نہ دینا ہوتا تو وہ پیپلز پارٹی کو دے دیتے تھے مگر اب پی ٹی آئی کی صورت میں ان کے لئے ایک بہتر چوائس موجود ہے حالیہ بلدیاتی انتخابات میں ایسا لگ رہا تھا کہ مقابلہ مسلم لیگ ن اور پی ٹی آئی کے

درمیان ہے ایسے حالات میں پیپلز پارٹی شاید خود ہی گوشہ نشین ہو گئی تھی اور محسوس ہو رہا تھا کہ ان کے ٹکٹ کے امیدوار ہی نہیں ہیں شاید اس لئے سب سے کم امیدوار پاکستان پیپلز پارٹی کے تھے اب جبکہ حکومت نے ان انتخابات کو منعقد کروا کر ایک احسن اقدام کیا ہے اب یہ روایات ٹوٹنی نہیں چاہیے کیونکہ بلدیاتی انتخابات سے جمہوریت مضبوط ہوتی ہے اور وہ لوگ جن کی ایک ایم این اے یا ایک ایم پی اے تک رسائی نہیں ہوتی وہ اپنے مسائل کے حل کے لئے کونسلر یا ناظم کے پاس جا سکتے ہیں ایک ایم این اے یا ایم پی اے سے کہیں بہتر ایک کونسلر جانتا ہے کہ اس کے علاقے کی ضروریات اور مسائل کیا ہیں اور علاقائی مسائل کو کس طرح حل کرنا ہے اس لئے میرا ذاتی خیال ہے کہ ملک میں بنیادی جمہوریت کے قائم ہونے سے ملک میں جمہوری نظام مستحکم ہو گا اور اس کے اثرات گراس روٹ لیول تک نظر آئیں گے ساتھ ساتھ ان بڑی سیاسی جماعتوں کی اجارہ داری بھی ختم ہو جائے گی جو ملک میں حقیقی جمہوریت کے فروغ کے لئے نہیں بلکہ اپنی اپنی باری لگانے کے چکر میں جمہوریت کا راگ الاپتی نظر آتی ہیں اب ملک میں دو نہیں بلکہ تین بڑی سیاسی قوتیں آمنے سامنے ہیں اگر تینوں سیاسی طاقتوں کا موازنہ کیا جائے تو پی ٹی آئی وہ واحد سیاسی جماعت نظر آ رہی ہے جس نے مختصر عرصے میں اپنے آ کو اس پوزیشن پر لا کھڑا کیا ہے جس سے صاف نظر آتا ہے کہ وہ ملک کی تیسری نہیں بلکہ دوسری بڑی سیاسی جماعت ہے۔ حکومت نے اپنے اوپر لگے دھاندلی کے الزامات کو دھونے کی غرض سے جوڈیشل کمیشن

بنانے کا کڑوا گھونٹ تو پی لیا مگر اس کے نتائج سے لگتا ہے کہ کہیں جوڈیشل کمیشن حکومت کے لئے گلے کی وہ ہڈی ہی نہ بن جائے جو نہ نگلی جائے نہ اگلی۔ ملک کے چاروں صوبوں میں بروقت اگر بلدیاتی انتخابات منعقد ہوئے تو شاید ملک کی دو بڑی سیاسی جماعتوں کو پی ٹی آئی حیران کر دے مگر اس کا سارا دارومدار جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ پر ہے اگر جوڈیشل کمیشن میں کسی بھی قسم کی منظم دھاندلی ثابت ہو جاتی ہے پھر حکمران جماعت کے لئے حکومت کرنا شاید ممکن نہ رہے۔

امت مسلمہ کے لئے پاکستان کا قائدانہ کردار

خطہ عرب کی موجودہ صورت حال کو دیکھتے ہوئے محسوس ہو رہا ہے کہ ان حالات میں پاکستان کا کردار بہت ہی اہمیت کا حامل ہے ایک طرف خوثی باغیوں اور دوسری طرف داعش کے خطرے کے پیش نظر خطے کے تمام ممالک اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھ رہے ہیں ایسے میں دنیا کی واحد اسلامی سپر پاور پاکستان کی اہمیت دو چند ہے وہ ممالک جو پاکستان کو کچھ خاص اہمیت نہیں دیتے تھے اب پاکستان کی طرف آس امید لگائے دیکھ رہے ہیں حالانکہ کہ دیکھا جائے تو پاکستان اسلامی دنیا کا وہ واحد ترقی پذیر ملک ہے جس نے بڑی کمزور معیشت کے ساتھ اس ہیبت ناک دہشت گردی کا مقابلہ کیا جس دہشت گردی نے دنیا کے بڑے بڑے ممالک کا بھرکس نکال کے رکھ دیا۔آج امت مسلمہ کو جو خطرات لاحق ہیں بلا شبہ پاکستان ان خطرات سے امت مسلمہ کو نکالنے میں نا صرف قائدانہ کردار ادا کر سکتا ہے بلکہ اس فتنے کو ختم کرنے کے لیے اور مسلم ممالک کو محفوظ کرنے کے لئے صرف پاکستان ہی وہ واحد ملک ہے جو امید کی آخری کرن ہے شاید یہی وجہ ہے کہ عرب کے وہ تمام ممالک جو اندورنی خلفشار کا شکار ہیں پاکستان کی طرف آس لگائے ہوئے مدد کے طلبگار ہیں ، سعودی عرب ، ترکی ، کویت ، قطر اور دیگر اسلامی ممالک نے ماضی میں جس طرح پاکستان کی مشکل وقتوں میں مدد کی ہے وہ سب کے سامنے ہے اور

خصوصا دہشت گردی کے خاف جنگ میں ان ممالک کی جو امداد یا تعاون تھا پاکستان ان کی دل سے قدر کرتا ہے اور خادمین حرمین شرفین کے تحفظ کے لئے ہر ممکن اقدامات کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے پاکستان نے جب ایٹمی دھماکے کیے تھے تو اس کو اسلامی ممالک کی طرف سے بھرپور تعاون حاصل تھا شاید یہی وجہ تھی کہ بھارت اور دوسرے غیر مسلم ممالک نے پاکستان کے ایٹمی بم کو اسلامی بم کا نام دیا تھا بات کی جائے پاکستان کے ایٹمی پاور ہونے کی تو دنیا کے دیگر ممالک نے اب اس اہمیت کو سمجھنا شروع کر دیا ہے کہ ایک ملک کس طرح ایٹمی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے غیر محفوظ ہوتا ہے بلاشبہ پاکستان اسلامی ممالک میں وہ قائدانہ حیثیت رکھتا ہے جو مغربی ممالک میں امریکہ اور برطانیہ کو حاصل ہیں دنیا کے دیگر اسلامی ممالک جن کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں ان کی معیشت مضبوط ہے ان کے ہاں دیگر کسی قسم کے کوئی مسائل یا بحران نہیں ہیں مگر ان کو صرف ایک پریشانی لاحق ہے کہ کے ان کا دفاع کمزور ہے جس کی وجہ سے ان کے دیگر مسائل ایک طرف اور یہ مسئلہ ایک طرف ان اسلامی ممالک میں اب یہ سوچ بڑی تیزی سے پروان چڑھ رہی ہے کہ ملک کا دفاع اگر کمزور ہو تو ملک کی تعمیر وترقی کسی کام کی نہیں ایک مضبوط فوج ہی ملکی دفاع کی ضامن ہوتی ہے جس فوج کو تمام وسائل دستیاب ہونے یا نہ ہونے کی کوئی پرواہ نہ ہو بلکہ ملکی دفاع سب سے اہم ہو جو بے سروسامانی کی حالت میں بھی ملکی دفاع کو اولین ترجیح سمجھتے ہوئے کسی بھی میدان کارزار میں اپنی صلاحیتوں کو لوہا

منوا سکے بد قسمتی سے کسی بھی عرب ملک میں ایسی فوج نہیں ہے پاکستان کی مسلح ، بہادر افواج جو کسی بھی میدان میں کسی بھی فیلڈ میں دنیا کی مضبوط ترین فوج ہونے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی جنگ چاہیے وہ گوریلا ہو فضائی ہو یا بحری اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے کم نہیں ان کی ان صلاحیتوں کی دنیا معترف ہے ایسے میں پاکستان کے اسلامی ممالک کا پاکستان کی طرف دیکھنا بلکل درست ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان اپنی قائدنہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنا وہ امیج برقرار رکھے جسے وہ دہشت گردی کیخلاف جنگ میں کہیں کھو چکا ہے اب یہ پاکستان کے پاس موقع ہے کہ وہ اسلامی ممالک کے اس بلاک کو فعال کرئے جس کا خواب اسی کی ماضی میں اسلامی ممالک کے سربراہان نے دیکھا تھا آج کے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ تمام اسلامی ممالک آپس کے چھوٹے موٹے جھگڑوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے ان سازشوں کو سمجھیں جس کی وجہ سے وہ آپس میں دست و گریبان ہیں اگر انھوں نے آپس کے تفرقوں کو ختم نہ کیا تو دنیا کی وہ ریاستیں جو اسلامی ممالک میں تفرقہ ڈالنا چاہتی ہیں وہ کامیاب ہو جائیں اس لئے تمام اسلامی ممالک کو چاہیے کہ قرآن مجید کی اس آیت کے مطابق جس میں اررشاد ربانی ہے: اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقے میں نہ پڑو: ایک دوسرے کے ساتھ الجھنے کے بجائے آپس میں باہمی اتحاد پیدا کریں تاکہ دشمن کو بھی پتا چلے کہ اس کی تمام چالیں جو وہ اسلامی ممالک میں تفرقہ ڈالنے کے لئے چلتا رہتا ہے کار گر نہیں

ہیں اس بات میں کوئی شق نہیں کہ دنیا کہ تمام غیر مسلم ممالک صرف دین اسلام سے خوف زدہ ہیں ان کو اس بات کا بھی ادراک ہے کہ اگر انھوں نے مسلمانوں میں تفرقہ نہ ڈالا تو اسلام غالب آ جائے گا اور پوری دنیا پر اسلامی پرچم لہرا جائے گا بے شک اسلام دنیا پر غالب ہو کہ رہے گا مگر غیر مسلم ملک اپنی تمام تر توانائیوں کو اسلام کو روکنے کے لئے صرف کرنے میں مصروف ہیں ایسے میں اسلامی بلاک میں پاکستان وہ واحد ایٹمی پاور ہے جس نے قائدانہ کردار ادا کرنا ہے اور جس کے اندر اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ صلاحیت بھی موجود ہے کہ وہ پوری امت مسلمہ کی حفاظت کر سکے پاکستان کی پارلیمنٹ نے جس طرح سعودی عرب اور یمن کی جنگ میں براہ راست ملوث ہونے سے گریز کرتے ہوئے ان میں صلح کے لئے اور مسئلے کا سیاسی حل نکالنے اور مسلے کو مذاکرات کی ٹیبل پر بیٹھ کر حل کرنے کی بات کی ہے وہ بڑی اہمیت کی حامل ہے جس کے دور رس اثرات مرتب ہوں گے۔

غیر ملکی اخبار کی اہمیت

پاکستان میں آج کل جس چینل پر جس اخبار میں جس ویب سائیٹ پر دیکھو ایک ہی نام چل رہا ہے ہر شخص ایک ہی نام کو ڈسکس کر رہا ہے اور وہ نام ایسا ہے جس نے پاکستانی میڈیا انڈسٹری میں کچھ نیاء اور منفرد کرنے کی کوشش کی تھی اور جس کی وجہ سے پاکستانی میڈیا کے وہ چینلز جن کے مفادات پر اس نئے آنے والے چینلز کی وجہ سے ضرب لگنی تھی ان کے پیٹ میں درد کی شدت کا اندازہ یوں بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ان کا کوئی بھی بلیٹن ایگزٹ کے بغیر نہیں نشر ہو رہا وہ چینلز اس کمپنی کی یوں تشہیر کر رہے ہیں جیسے ان کو اس تشہیر کی کوئی باقاعدہ رقم ادا کی گئی ہو بول چینلز (ایگزٹ) نے میڈیا ورکروں کو جس طرح مالی مشکلات سے نکالنے کا ویژن دیا تھا اور جس طرح کی سہولیات دینے کا وعدہ کیا تھا وہ بلا شبہ ترقی یافتہ ممالک میں صحافیوں اور میڈیا ورکروں کو دی جانے والی مراعات سے کسی طور پر کم نہیں تھی۔اس سارے قصے میں دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ چینل جس نے پچھلے کئی ماہ سے اپنی ایڈورٹائزنگ کے لئے کروڑوں روپے خرچ کیے مگر اس کی اتنی تشہیر نہ ہو سکی جتنی ایک امریکی اخبار میں لگنے والی خبر کے بعد اس کے حصے میں آئی اگر تو واقعی ہی ایگزٹ جعلی ڈگریوں میں ملوث ہے تو اس کے خلاف کاروائی کی جانی چاہیے اگر کمپنی اس گھنونے کام میں ملوث ثابت نہ ہو سکی تو پھر اس

بات کو بھی ماننا پڑے گا کے جس صحافی نے اس سکینڈل کو سامنے لا کر چینل کو راتوں رات اس چینل کو اس بلندی پر پہنچا دیا کہ جس کے لئے بول کو پاکستانی میڈیا انڈسٹری میں کئی سال محنت کرنے کے بعد پہنچنا تھا جس صحافی نے اس خبر کو بریک کیا اور اس سے پہلے بھی کئی نیوز سٹوریاں پاکستان سے بریک کر چکے ہیں مگر ہر بار موصوف کو منہ کی کھانی پڑتی ہے اور کبھی تنقید تو کبھی تردید کے سواء ان کے حصے میں کچھ بھی نہیں آیا اور کئی ایک بار تو ان کو پاکستان کی طرف سے ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر ملک چھوڑنے کا بھی کہا گیا اب کی بار موصوف نے ایسی کون سی سچی خبر نشر کر دی کہ پاکستانی میڈیا، اخبارات، سیاست اور صحافت کے میدانوں میں ایک طوفان آگیا اور طوفان بھی ایسا کہ ہر چینل پر ہر نیوز بلیٹن میں اس خبر کو اولین ترجیح دی جا رہی ہے کہ ایگزٹ نے یہ کر دیا ایگزٹ نے وہ کر دیا حالانکہ پاکستان جیسے ملک میں جہاں ہمارے کئی ایک اسمبلی ممبران کی ڈگریاں جعلی ثابت ہو چکی ہیں اور کئی ایک جعلی ڈگری پر سٹے آرڈر لیکر سب سے مقدس ایوان کا حصہ ہیں ایسے ملک میں اگر یہ سکینڈل سامنے آیا ہے تو کوئی اچھنبے کی بات نہیں بلکہ یہ ایف آئی اے کے لئے ٹیسٹ کیس ہے کہ اس نے کسی بین القوامی اخبار کی خبر پر ایکشن لیا اور ایک بڑی کمپنی کے خلاف کاروائی کی کیونکہ اکثر اوقات ہمارے ملکی میڈیا ورکر صحافی حضرات ایسی ایسی نیوز بریک کرتے ہیں جن سے ان کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے اور ایسی سٹوریاں اگر کسی مغربی ملکوں میں سامنے آ جائیں تو وہاں

کی حکومت بھی جا سکتی ہے مگر ہمارے ہاں کی خبروں پر ایکشن لینا تو دور کی بات کوئی ان کی خبر کو پڑھنا بھی گوارا نہیں کرتا دارے ہیں کہ جو چین کی نیند سو رہے ہیں اس کی بڑی مثال ڈبل شاہ فراڈ، مضاربہ سکینڈل، نجی ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی لوٹ مار ہیں جن کو کسی نہ کسی اخبار نے ہائی لائیٹ ضرور کیا تھا مگر کسی بھی دارے نے اس طرف توجہ نہ دی اور نتیجے کے طور پر لوگ کروڑوں روپے سے محروم ہوگے اور آج تک دردر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں ان کی داد رسی بھی اسیطرح کی جائے ضرورت اس امر کی ہے کہ ملکی اخبارات میں بریکٹ ہونے والی کرپشن کی وہ داستانیں جنھیں پڑھ کر سمجھ آتی ہے کہ پاکستان غریب اور نادار کیوں ہے کن لوگ ہیں جو اسے دھیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں ان پر بھی ایکشن لیا جانا چاہیے سوئس بینکوں میں پڑے ہوئے اربوں ڈالروں کے بارے میں بھی تو کئی نیوز بریکٹ ہو چکی ہیں ان پر ہمارے معزز ادارے کیوں چپ ہیں کیا ان میں کچھ بڑے لوگوں کے نام ہیں ؟ یا کوئی سیاسی مصلحت ہے۔ کون سے ارکان اسمبلی جعلی ڈگریوں پر آئے ہوئے ہیں ان پر ایکشن کیوں نہیں کیا جاتا۔ اور اگر اللہ اللہ کرکے کوئی ایکشن ہو بھی جاتا ہے تو دو چار دن میڈیا کی بریکنگ نیوز بننے کے بعد وہ فائلیں پھر سے داخل دفتر کر دی جاتی ہیں اللہ ،اللہ خیر صلہ

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت جس طرح ایک غیر ملکی اخبار کی خبر کو اہمیت دے کر ایک بڑی کمپنی کے خلاف کاروائی کر رہی ہے ایک ملکی اخبارات کے

صحافیوں کی خبروں پر بھی ایسے ہی ایکشن لیا کرئے اور اگر حکومت ملک سے کرپشن ، نا انصافی ، لاقانویت ، دہشت گردی ، انتشار کا خاتمہ چاہتی ہے تو یہ صرف اسی صورت ممکن ہے جب ان علاقائی صحافیوں کی خبروں کو بھی وہی اہمیت دی جائے جو ایک غیر ملکی اخبار کو مل رہی ہے تب جاکے ملک کو درست ٹریک پر لایا جاسکتا ہے ورنہ دوسری صورت میں ایسے سکینڈل روز بروز بڑھتے جائیں گے۔

یوم تکبیر سنہرہ باب

28 مئی 1998 کو جب چاغی کے سنگلاخ پہاڑوں سے نعرہ تکبیر کی سدا بلند ہوئی تو تو ساری قوم نے اس نعرے کے جواب میں اللہ اکبر کہا وہ دن پاکستان کی تاریخ کا ایسا سنہرہ دن تھا جس کے بعد پاکستان نا صرف عالم اسلام بلکہ دنیا میں اہمیت کا حامل ہو گیا کیونکہ پاکستان اسلامی دنیا کا وہ واحد ترقی پذیر ملک تھا جن نے انتہائی کم وسائل کے ساتھ دنیا کی مہنگی ترین ٹیکنالوجی نا صرف حاصل کی بلکہ اس کو کامیابی سے دیگر کاموں کے لئے استعمال کیا اور پاکستان کے ایٹمی پروگرام کا سٹینڈر دنیا کا جدید ترین سٹینڈر ہے جسے نا صرف عالمی برادری مانتی ہے بلکہ وہ حیران بھی ہے 28 مئی 1998 کے بعد پاکستان کو اپنی سلامتی کے حوالے سے در پیش خطرات کا خاتمہ ہو گیا کیونکہ ایک ایٹمی ملک دیگر روایتی اسلحہ رکھنے والے ممالک سے زیادہ طاقت ور ہوتے ہیں اس پروگرام میں ہر کسی نے خواہ وہ سیاست دان ہو خواہ وہ انجینئیر ہو یا سائنس دان اپنی استطاعت کے مطابق بے لوث اپنا حصہ ڈالا شاید یہی وجہ تھی کے بے سرو سامانی کے عالم میں بھی پاکستان ایٹمی ملک بن گیا یوں تو اس پروگرام کو مکمل کرنے میں بہت سے سائنس دانوں کا نام لیا جاتا ہے مگر جس شخصیت نے اس کو پورا کرنے میں اہم کردار ادا کیا وہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان تھے جنھوں نے صرف اور صرف پاکستان کی خاطر دنیا کے عیش

وارام کو پس پشت ڈالتے ہوئے ملک کی خاطر یہاں آ کر اس پروگرام کو نا صرف چلایا بلکہ کامیابی سے مکمل کر کے دنیا کو دیکھا دیا کہ کہ اگر جذبے سچے ہوں تو کوئی بھی کام ناممکن نہیں ہوتا 28 مئی 1998 سے پہلے جب بھارت نے چھ ایٹمی دھماکے کر کے دنیا کو یہ پیغام دیا تھا کہ وہ جنوبی ایشیاء کی واحد سپر پاور ہے تو پاکستانی حکومت پر پریشر بڑھنا شروع ہوا کہ وہ بھی بھارت کے مقابلے میں ایٹمی دھماکے کرئے جس کے بعد مغربی ممالک کے سرکرداہ رہنماؤں نے انتھک کوشش کی کے پاکستان کو ڈرا کر دھمکا کر یا پھر امداد کا لالچ دے کر ایٹمی دھماکے کرنے سے باز رکھا جائے مگر پاکستان کے حکمران جانتے تھے کے اگر انھوں نے ایسا نہ کیا تو بھارت سے ان کی سلامتی کو سخت خطرہ لاحق ہو سکتا ہے کیونکہ بھارت ہمیشہ سے ہی دل میں پاکستان کو ختم کرنے کی خواہش لئے ہوئے ہے جب بھی اسے موقع ملا اس نے پاکستان پر وار کیا یہ ہندو کی جبلت میں شامل ہوتا ہے کہ ایک مسلمان چاہے وہ اس کے ساتھ کتنا ہی مخلص کیوں نہ ہو وہ اسے اپنا ازلی دشمن سمجھتا ہے سو پاکستان نے 28 مئی 1998 کو دھماکے کر کے دنیا کی ساتویں اور عالم اسلام کی پہلی ایٹمی طاقت کو کا کھلا اعلان کر دیا دیکھا جائے تو پاکستان نے 28 مئی 1998 کو ایٹمی دھماکے کر کے دنیا کے لئے نا صرف ایٹمی ملک ہونے کا اعلان کیا بلکہ اس نے اپنی سلامتی کو بھی یقینی بنا لیا پاکستان کے ایٹمی دھم کے کرنے کے بعد دنیا کے بیشتر ممالک کی طرف سے طرح طرح کی اقتصادی پابندیاں لگائی گئی تاکہ پاکستان کو ایٹمی دھماکے

کرنے کی سزا دی جائے ایسے میں دوست ممالک خصوصا چین اور سعودی عرب نے پاکستان کی دل کھول کر مدد کی اور ان پابندیوں کے اثرات کو زائل میں اہم کردار ادا کیا سعودی عرب نے اس کڑے وقت میں پاکستان کو دل کھول کر اور سستے داموں تیل کی سپلائی دی تاکہ پاکستان مشکل وقت میں بحران کا شکار نہ ہو جائے ایسے میں دیگر عرب ممالک نے بھی دل کھول کر مدد کی جس کی پاکستانی عوام دل سے قدر کرتے ہے چین نے ایسے وقت میں پاکستان کی سفارتی سطح پر اور عالمی سطح پر مدد کی انھوں نے ان تمام قرار دادوں کی مخالفت کی جو پاکستان کے خلاف پیش کی جاتی رہی انھوں نے دنیا کے دیگر ممالک کو باور کرایا کہ پاکستان کے ایٹمی دھماکے اس کی مجبوری بن چکی تھی کیونکہ بھارت کی طرف سے اس اقدام کے بعد پاکستان کی سلامتی کو شدید خطرات لاحق ہو چکے تھے حالیہ صورت حال میں مسلم ممالک کو اس بات کی اہمیت کا پتا چل چکا ہے کہ اگر کوئی ملک ایٹمی دولت سے مالا مال ہو تو وہ کیسے اپنی سلامتی کو یقینی بنا سکتا ہے کیونکہ اگر کوئی ملک اس ٹیکنالوجی کا حامل ہو گا تو کسی بھی دشمن ملک کی یہ مجال نہیں کہ وہ اس کی طرف دیکھ سکے آج کے دور میں جس طرح خطے کی صورت حال دن بدن تبدیل ہو رہی ہے ان حالات میں یہ اہمیت دو چند ہو جاتی ہے کہ پاکستان صرف اور صرف اپنی ایٹمی پاور کی وجہ سے محفوظ ہے اور دشمن ممالک خاص طور پر بھارت یہ کبھی نہیں چاہتا کہ پاکستان ایک پر امن ملک رہے اسی لئے وہ پاکستان کے خلاف زہریلہ پروپگنڈا کرنے میں نا صرف مصروف رہتا ہے بلکہ

ان قوتوں کو بھی سرمایہ اور دیگر وسائل مہیا کرتا ہے جو پاکستان کو کمزور کرنا چاہتے ہیں
اور پاکستان کے مختلف علاقوں میں حکومت کی رٹ کو چیلنج کرتے ہیں بھارت میں
پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی کی کاروائیوں کے لئے بھی سرگرم عمل ہے
ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان ان حالات میں اور خطے کی تیزی سے بدلتی ہوئی
صورت حال پر کڑی نظر رکھے اور ان دوست ممالک کی مدد ضرور کرئے جس نے اسکی
مشکل وقتوں میں مدد کی تھی ساتھ ساتھ اس ایٹمی ٹیکنالوجی کو استعمال کرتے ہوئے
ملک میں جاری توانائی کے بحران کو ختم کرنے کے لئے استعمال کرئے تب جا کر پاکستان
-اس ٹیکنالوجی سے مستفید ہو سکتا ہے

پاک چین تجارتی رہداری اور بھارتی واویلہ

ملکی ترقی اور عوامی خوشحالی کے منصوبے ۔۔۔ موٹر وے ، سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کمپنی اور میٹرو بس سروس

لاہور کے بعد راولپنڈی میٹرو بس منصوبہ پونے 45 ارب روپے کی لاگت سے ریکارڈ مدت میں مکمل کیا گیا جبکہ دو ارب روپے کی بچت کی گئی ہے اس منصوبے کی تکمیل وزیراعظم محمد نواز شریف کی ذاتی دلچسپی، وزیراعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف، وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان، وفاقی وزیر اطلاعات سینیٹر پرویز رشید، میٹرو بس پراجیکٹ عملدرآمد کمیٹی کے سربراہ محمد حنیف عباسی، کمشنر راولپنڈی و چیئرمین آر ڈی اے کیپٹن زاہد سعید اور ان کی ٹیم کی شب و روز محنت کا نتیجہ ہے جبکہ یہ منصوبہ ماہر انجینئرز کی مہارت ، جدید تعمیراتی حسن اور خوبصورتی کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے اور وزیراعظم پاکستان محمد نواز شریف کے وژن کے مطابق پاکستان کو شہری سہولتوں کے اعتبار سے ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں لانے کی کوششوں کا منہ بولتا ثبوت ہے ، خادم اعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف کے میگا ترقیاتی منصوبے تیزی سے تکمیل کی طرف گامزن ہیں اور موجودہ منتخب حکومت کے قیام کے صرف دو سال کی مدت میں کھربوں روپے لاگت سے ملک میں مکمل کئے جانے والے ترقیاتی منصوبے اس امر کے عکاس ہیں حکومت کا

مطمع نظر صرف اور صرف عوام کی زندگی میں بہتر سہولتیں اور خوشحالی لانا ہے اور انہی مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے ترقی کا یہ سفر پوری برق رفتاری کے ساتھ جاری و ساری ہے۔آر ڈبلیو ایم سی یعنی راولپنڈی سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کا قیام بھی سنہری کارنامہ ہے جس سے راولپنڈی میں صفائی کی صورتحال بہت بہتر ہوئی ہے،ایم ڈی عرفان قریشی کی دن رات محنت رنگ لائی ہے، موٹر وے کے بعد جڑواں شہروں راولپنڈی اور اسلام آباد کا میٹرو بس پراجیکٹ اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک منفرد منصوبہ ہے جس کی تکمیل میں جدید تکنیکی مہارت کا استعمال کیا گیا اور راولپنڈی کی مصروف ترین شاہراہ مری روڈ کی دونوں اطراف میں ٹریفک کو رواں دواں رکھتے ہوئے اور روزانہ لاکھوں کی تعداد میں اس شاہراہ کو استعمال کرنے والے مسافروں کو تعمیراتی کام کے دوران ہر ممکن سہولت اور رسائی فراہم کرتے ہوئے دھرنوں اور ناموافق موسمی حالات کے باعث اگرچہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل منصوبہ چھ ماہ تاخیر کا شکار رہا تاہم تمام تر رکاوٹوں اور پیچیدگیوں کے باوجود اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانا بلاشبہ ایک کٹھن اور آزمائش طلب کام تھا جسے پورا کرکے نہ صرف راولپنڈی و اسلام آباد بلکہ قرب و جوار کے علاقوں اور دوسرے شہروں آزاد کشمیر، خیبر پختونخواہ سے یہاں آنے والی افراد کو جدید سہولت فراہم کر دی گئی ہے۔ لاہور اور راولپنڈی میٹرو بس سروس کیلئے کوئی قرضہ نہیں لیا گیا۔ مارچ 2014 ء کو وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف نے اس منصوبے کا سنگ بنیاد 23 رکھا تھا جس کا

کنٹریکٹ شفافیت کو برقرار رکھتے ہوئے اعلی شہرت کی حامل پانچ کمپنیوں کو قوائد و ضوابط کی تمام شرائط پوری کرنے کے بعد دیا گیا اور نیس پاک نے کنسلٹنٹ کے طور پر اس منصوبے کے ہر مرحلے پر نگرانی کرکے مقررہ معیار کے مطابق اعلی تعمیراتی کام کے معیار کو یقینی بنایا۔ وزیر اعلی پنجاب محمد شہباز شریف ، وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان، وفاقی وزیر اطلاعات سینیٹر پرویز رشید، چیف سیکریٹری پنجاب ، میٹرو بس پراجیکٹ عملدرآمد کمیٹی کے سربراہ محمد حنیف عباسی اور منصوبے کے پراجیکٹ ڈائریکٹر و کمشنر راولپنڈی کیپٹن (ر) زاہد سعید ، راجہ محمد حنیف ایم پی اے، مسلم لیگ میٹرو پولیٹن راولپنڈی کے صدر سردار محمد نسیم، وزیر اعظم یوتھ بزنس لون پنجاب کے کوآرڈینیٹر ملک شکیل اعوان اور گرین ٹاسک فورس کے سربراہ ڈاکٹر جمال ناصر بھی دن رات متحرک رہے اور چودہ ماہ کے قلیل عرصے میں اس منصوبے کو مکمل کرکے مسلم لیگی قیادت نے نہ صرف اپنی کمٹمنٹ پوری کی ہے بلکہ ملتان، پشاور اور کراچی میں بھی ایسے پاکستان میٹرو بس پراجیکٹ بنانے کا اعلان کرکے یکجہتی کی ایک اور مثال قائم کر دی ہے ۔ منصوبے کے تعمیراتی مراحل کے دوران راولپنڈی کے منتخب عوامی نمائندے ، متعلقہ سرکاری محکموں اور انتظامیہ کے افسران اور بالخصوص ٹریفک پولیس کے افسران نے متحرک رہ کر اس منصوبے کے جلد پائیہ تکمیل پہنچنے میں ہر ممکن مدد دی۔ میٹرو بس پراجیکٹ کا ڈیزائن دلکش اور منفرد اہمیت کا حامل ہے ۔ راولپنڈی میں میٹرو بس ٹریک مری روڈ کے

وسط میں ایلیویٹڈ ہے جو لوہے اور کنکریٹ کے مضبوط پلرز پر استوار ہے۔ مریڑ چوک اور موتی محل کے قریب نالہ لئی پل کو کشادہ کرکے اور مری روڈ کی کشادگی برقرار رکھنے کے لئے میٹرو ٹریک کو مری روڈ کے اوپر سے گزارنے کا فیصلہ کیا گیا اور اسلام آباد کے روٹ پر جہاں شاہراہ کے وسط میں دستیاب جگہ کو کام میں لاتے ہوئے روٹ کو زمین پر ڈیزائن کیا گیا۔ میٹرو بس اور عام ٹریفک کو رواں دواں رکھنے کیلئے تقریباً 16 ارب روپے کی لاگت سے پشاور موڑ انٹر چینج تعمیر لئے پشاور موڑ فلائی اوور کا خصوصی منصوبہ بھی تیار کیا گیا جو کہ تکمیل کے مراحل میں ہے، پشاور موڑ پر سی ڈی اے کے بازار کے قریب ایکٹر رقبے پر میٹرو بسوں کی دیکھ بھال، صفائی اور مرمت کے لئے بس ڈپو تعمیر کیا 16 گیا ہے جہاں تمام ضروری سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔ میٹرو کے کنٹرول و کمانڈ کے لئے صدر میں سات منزلہ عمارت تعمیر کی گئی ہے جس کی تین منزلیں پارکنگ کے لئے مخصوص کی گئی ہیں تاکہ مختلف مقامات سے آنے والے یہاں اپنی گاڑیاں پارک کرکے میٹرو بس سے سفر کر سکیں۔ صدر راولپنڈی سے لے کر پاک سیکرٹریٹ تک 23 کلو میٹر لمبے میٹرو کوریڈور پر سٹیٹ آف دی آرٹ کل 24 بس سٹیشن بنائے گئے ہیں جن میں سے دس راولپنڈی میں اور چودہ اسلام آباد میں ہیں۔ ان تمام سٹیشنوں کی تزئین و آرائش کرکے مسافروں کے لئے ای ٹکٹنگ، ایسکلیٹرز، سیڑھیوں، سپیشل پرسنز اور مریضوں کیلئے ایلیویٹرز، پینے کے صاف پانی اور صاف ستھرے ٹائلٹس کی سہولیات فراہم کی گئی ہیں بین

الاقوامی معیار کے مطابق سہولیات فراہم کی گئی ہیں اور ہر بس اسٹیشن پر سیڑھیوں کے ساتھ ایکسلیٹر بھی نصب کئے گئے ہیں تاکہ خواتین، کم عمر بچوں، بزرگ شہریوں اور معذور افراد کو میٹرو بس تک پہنچنے اور واپسی پر کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اسی طرح روزانہ تعلیمی اداروں میں آمدورفت کے لئے طلباء وطالبات کو بھی ٹرانسپورٹ کے لئے کڑی آزمائش سے گزرنا پڑتا تھا، کاروباری مراکز، سرکاری دفاتر، تعلیمی اداروں، بیرونی ممالک کے سفارت خانوں، پارلیمنٹ اور دیگر قومی اداروں کی بڑی تعداد وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں واقع ہونے کی وجہ سے بھی کثیر تعداد میں شہریوں کو اسلام آباد جانا پڑتا ہے اسی طرح اسلام آباد کے رہائشیوں کو بھی روزمرہ کام کاج، خریداری اور دیگر مصروفیات کی وجہ سے راولپنڈی اور صدر کے مقامات پر آنا پڑتا ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی اور ٹرانسپورٹ کے ناقص اور ناکافی انتظام و سہولیات کے باعث یہ امر ناگزیر تھا کہ اس شعبے پر خصوصی توجہ دی جائے اور شہریوں کو اس عذاب سے نجات دلائی جائے جس کا وہ روزانہ سامنا کرتے ہیں۔ وزیر اعلی پنجاب محمد شہباز شریف کی ہدایات پر میٹرو بس پراجیکٹ کے ساتھ لینڈ سکیپنگ اور شجرکاری پر بھی خاص توجہ دی گئی ہے۔ راولپنڈی اور اسلام آباد میں اس منصوبے سے جڑواں شہروں کی خوبصورتی میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد، پاکستان کا دورہ کرنے والے بیرون ممالک کے وفود، ٹرانسپورٹ سیکٹر کے ماہرین اور قومی ترقی کے مقاصد و اہداف پر نظر

رکھنے والے اداروں کے منتظمین نے بھی میٹرو بس پراجیکٹ کو ایک بہترین اور انتہائی مفید منصوبہ قرار دیا ہے جس سے بلا تخصیص براہ راست تمام شہریوں کو فائدہ ہوگا۔ اس منصوبے پر تنقید کرنے والے خود بھی اس کے تکمیل کے بعد اس کی افادیت کے قائل ہو گئے ہیں کیونکہ یہ منصوبہ خالصتاً عوام کی سہولت کے پیش نظر تعمیر کیاگیا کیونکہ راولپنڈی شہر کا سب سے اہم مسئلہ مری روڈ پر ٹریفک کا دباؤ ہے، کیونکہ مری روڈ کے دونوں اطراف گنجان آبادیوں کے مکینوں کو اس اہم شاہراہ پر ''کراسنگ'' کا مسئلہ درپیش ہے آر پار آنے جانے والوں کو مری روڈ سگنل فری نہ ہونے کی وجہ سے ٹریفک جام کا، سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بیشتر حکومتوں نے مختصر مدت کیلئے منصوبے بنائے جن کی چند سالوں میں ہی افادیت ختم گئی۔ راولپنڈی کے شہریوں کا کہنا ہے کہ اگر ''میٹرو بس'' منصوبہ نہ بنتا تو راولپنڈی 20 سال پیچھے چلا جاتا، میٹرو بس منصوبے کے پراجیکٹ ڈائریکٹر و کمشنر راولپنڈی کیپٹن (ر) زاہد سعید نے خود بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ میٹرو بس منصوبہ جڑواں شہروں کی 20 سالہ ضروریات پوری کرے گا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ راولپنڈی 20 سال پیچھے جاتا تو 20 سال آگے بھی نہ جاتا یعنی چالیس سال پیچھے چلا جاتا اب چالیس سال آگے چلا گیا ہے، میٹرو بس کے ذریعے روزانہ ڈیڑھ لاکھ شہریوں کو سفری سہولیات میسر آئیں گی، شہر کی آبادی مسلسل بڑھ رہی ہے تو عوام کی سفری ضروریات بھی تیزی سے بڑھ رہی ہیں، راولپنڈی کے مسائل کا جائزہ لیا جائے تو اس شہر کو تین اطراف سے اسلام آباد

نے گھیرے میں لے رکھا ہے۔ اندرون شہر فوارہ چوک کو تقریباً 6 سڑکیں یعنی سٹی صدر روڈ، کشمیری بازار، گنج منڈی روڈ، راجہ بازار، لیاقت مارکیٹ (اقبال روڈ)، لیاقت روڈ اور مری روڈ جبکہ مری روڈ پر، موتی محل چوک، لیاقت باغ، کمیٹی چوک، کوہاٹی روڈ چوک، ڈبل روڈ شمس آباد وغیرہ پر 6th بازار، اصغر مال چوک، چاندنی چوک، کاڑیوں کی کراسنگ ہوتی ہے ایک مستقل درد سر ہے اسی طرح چونگی نمبر 4، چوک بازار کلاں، بانسانوالہ بازار، بنی چوک، محلّہ امام باڑہ، صادق آباد چوک، پنڈورہ، سیدپور روڈ پر واقع تمام کراسنگز ففٹھ روڈ، سکس روڈ پر بیشتر کراسنگز ہیں۔ بازاروں میں پارکنگ کا مسئلہ سوہان روح بنا ہوا ہے اکثر پلازوں کے باہر گاڑیوں کی پارکنگ ٹریفک کی روانی میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے، شہر بھر میں سوائے چند ایک پلازوں کے کہیں پارکنگ موجود نہیں۔ اگر کہیں ہے بھی تو وہاں پارکنگ فیس اتنی زیادہ لی جاتی ہے کہ لوگ سڑک پر ہی گاڑی پارک کرکے چل دیتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف ''میٹرو منصوبے'' کی تکمیل کے بعد راولپنڈی شہر میں ٹریفک کے مسئلے کو مستقل بنیادوں پر حل کرنے کیلئے تمام کراسنگز کو ''سگنل فری'' بنانے کے ساتھ ساتھ شہر کے گنجان بازاروں کو مستقبل کی ضروریات کے مطابق کشادہ کرانے کیلئے بھی اقدامات اٹھائیں۔ کیونکہ شہر بھر میں تنگ بازاروں اور بے ہنگم ٹریفک کے عذاب نے شہریوں کو ذہنی مریض بنا کر رکھ دیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ سیاسی مخالفت کو پس پشت ڈال کر ''نالہ لئی ایکسپریس وے

اور ''رنگ روڈ،، کی تعمیر کیلئے بھی اقدامات اٹھائے جائیں کیونکہ دیگر شہروں سے آ کر راولپنڈی میں سکونت اختیار کرنے والے لوگوں کی وجہ سے راولپنڈی شہر میں آبادی کا دباؤ مسلسل بڑھ رہا ہے اگر مستقبل قریب میں یہی صورتحال رہی تو لوگوں کیلئے سڑکوں پر گاڑی کو رواں دواں رکھنا تو ایک طرف پیدل چلنا بھی محال ہوگا۔اس لئے حکومت کو ان مسائل پر توجہ دینا ہو گی۔

سازشی بھارت کا چہرہ پھر بے نقاب

بھارت ہمیشہ سے ہی پاکستان کا ازلی دشمن رہا ہے یہی وجہ ہے کہ قیام پاکستان سے لیکر آج تک بھارت نے کبھی بھی پاکستان کو دوستی کی نظر سے نہیں دیکھا یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ دوست تو تبدیل کیے جا سکتے ہیں مگر ہمسایہ کبھی بھی تبدیل نہیں کیا جا سکتا شاید اس بات کو بھارت نہیں سمجھ سکتا اسی لئے وہ ایک ایسے ہمسائے کو برداشت نہیں کر سکتا جو کسی بھی لحاظ سے اس کے کم نہیں ہے ایک ایٹمی پاور ہونے کے ساتھ ساتھ ایک منظم فوج رکھنے والا ملک پاکستان ہمیشہ سے ہی بھارت کے لیے روایتی حریف ثابت ہوا ہے حال ہی میں دونوں ملکوں میں جاری کشیدگی کی وجہ بھی بھارت کے وہ سیاہ کارنامے ہیں جو وہ ماضی میں کرتا رہا ہے اس کے علاوہ چین کی طرف سے پاکستان کے ساتھ کیے جانے والے معاہدوں کے ثمرات کو جب وہ دیکھتا ہے تو اس کے پیٹ میں مروڑ اٹھتے ہیں یہ بھی حقیقت ہے کہ بھارت ہر اس چیز کا مخالف رہا ہے جس میں پاکستان کا زرہ برابر بھی فائدہ ہوا ہو پاکستان میں انٹرنیشنل کرکٹ کو ختم کرنے میں بھی یہی ہندو بنیا پیش پیش رہا ہے اب یہی ہندو بنیا اپنے زخم چاٹ چاٹ کر تھک چکا ہے اور پاگلوں کی طرح پاکستان کے اندر کاروائی کی ایسی بیوقوفانہ باتیں کر رہا ہے جو ماسوائے گیدڑ بھبکیوں کے کچھ بھی نہیں تاریخ گواہ ہے کہ ہندو قوم بہادر نہیں بزدل ہے مگر سازشی

انتہا کی ہے ان کی سازشوں کو زمانہ جانتا ہے یہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے میدان میں آنے کے بجائے چھپ کر وار کرنے کی عادی ہے بھارت کو پاکستان کے خلاف اس طرح کی کارروائی کی بات کرنے پر بھی محتاط رہنے کی ضرورت ہے اور یہ بات بھارت ذہن میں رکھے کہ کیا اس کے پاس علاقائی تنازعے کو ایک بڑی جنگ میں تبدیل کرنے کی صورت میں نمٹنے کی صلاحیت ہے یا نہیں پاکستان کی سیاسی و عسکری قیادت نے بھارتی دھمکیوں کے جواب میں بھارت کو انتباہ کیا ہے کہ وہ کسی غلط فہمی میں نہ رہے پاکستان میانمار نہیں ہے جہاں بھارتی فوج مداخلت کر رہی ہے پاکستان بھارت کی طرف سے کسی بھی مہم جوئی کا منہ توڑ جواب دینے کی صلاحیت رکھتا ہے پاکستانی قوم آزمائش کی ہر گھڑی میں پوری اتری ہے انہوں نے کہا کہ بھارتی بیانات اقوام متحدہ کے منشور کی خلاف ورزی ہیں بھارت نے ہمسایہ ملکوں میں مداخلت کا اعتراف کیا ہے پاکستان کے وزیر داخلہ چوہدری نثار علی نے بھی بھارت بیانات پر شدید رد عمل کا اظہار کیا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ میلی نظر سے دیکھنے والوں کی آنکھیں نکال لی جائیں گی۔پاک فوج اور سیاسی قیادت نے بھارت کو جو انتباہ کیا ہے وہ عوام کے احساسات کا ترجمان ہے اس کی طرف سے گزشتہ طویل عرصہ سے جس طرح کشیدگی میں اضافہ کیا گیا اس کا پوری دنیا نے مشاہدہ کیا ہے پاکستان میں بھارتی مداخلت نئی بات نہیں کرزئی کے دور حکومت سے اس نے بلوچستان اور فاٹا میں مداخلت کی ہے سرحدوں پر کشیدگی کو بڑھاوا دیا ہے۔

بھارت پاکستان کے خلاف جنگی جنون کو بھڑکا کر دہشت

گردوں کی پشت پناہی کر رہا ہے اس کی یہ کوشش اور خواہش ہے کہ پاکستان کی تمام تر توجہ مغربی سرحدوں پر مرکوز رہے اور دہشت گردی کے خلاف اس کے آپریشن متاثر ہوں عالمی برادری جو دہشت گردی کا خاتمہ چاہتی ہے اسے ان بھارتی عزائم کا سختی سے نوٹس لینا ہوگا لیکن اس حقیقت کو بھی پیش نظر رکھا جانا چاہیے کہ کوئی معمولی سا واقعہ بھی دونوں ملکوں کے خلاف جنگ چھڑنے کا باعث بن سکتا ہے اس صورتحال میں جب دونوں ملک ایٹمی صلاحیت کے حامل ہیں ایٹمی تصادم کے امکانات کو مسترد نہیں کیا جاسکتا خطے میں بڑھتی ہوئی کشیدگی کو روکنے کے لئے بڑی طاقتوں کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا اقوام متحدہ کو چپ کی مصلحت ختم کرنی ہوگی یہ بھی ضروری ہے کہ موجودہ صورتحال میں وزیراعظم تمام سیاسی جماعتوں کی کل جماعتی کانفرنس طلب کریں اور انہیں سرحدی صورتحال اور بھارتی مذموم عزائم کے بارے میں بریفنگ دیں تاکہ موجودہ حالات میں قومی یکجہتی کے تحت قوم کو متحد کرنے کے لئے تمام مطلوبہ اقدامات مکمل ہو سکیں پاکستان کے عوام بھارت کے ماضی کے مذموم کردار سے بخوبی واقف ہیں بنگلہ دیش میں جاکر بھارتی وزیراعظم نے بھارتی مداخلت اور جارحیت کا اعتراف کیا ہے ان کا یہ بیان اقوام متحدہ کے چارٹر کی نفی ہے دوسرے لفظوں میں بھارتی وزیراعظم نے پاکستان کے ایک حصے میں جارحیت کو تسلیم کیا ہے جو سراسر اقوام متحدہ کے منشور کے منافی ہے جس پر عالمی دنیا کی خاموشی سوالیہ نشان ہے۔ انتہا پسند ہندوؤں کی تنظیم جس نے ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کا

مظاہرہ کیا ہے اب اقتدار میں آنے کے بعد پاکستان کے خلاف جنگی جنون کو بھڑکا رہی ہے پاک چین اقتصادی راہداری کے منصوبوں کے معاہدوں کے بعد بھارت کے عزائم کھل کر سامنے آ گئے ہیں درحقیقت پاکستان کی خوشحالی اور استحکام اس کے لئے تکلیف دہ ہے جبکہ پاک چین مثالی دوستی اس کے لئے مسلسل اذیت کا باعث بنی ہے لیکن بھارت کے مذموم عزائم کو ناکام بنانے کے لئے پوری قوم متحد ہے اسے منہ توڑ جواب دینے کے لئے پاکستان کی مسلح افواج سول سوسائٹی اور پاکستان کا ہر شہری پر عزم ہے اور ہمارے عزم و ہمت کی کئی مثالیں بھارت دیکھ بھی چکا ہے اور ہندو بنیا اچھی طرح جانتا ہے کہ پاکستانی قوم اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے اور پاکستانی قوم کے خلاف کی جانے والی کوئی بھی کاروائی خود بھارت کے گلے کی ہڈی بن سکتی ہے۔

ضرب عضب کامیابی و کامرانی

ایک سال پہلے پوری پاکستانی قوم ایک عجیب سے مخمصے کا شکار تھی میڈیا شدت پسندوں کے مارگلہ کی پہاڑیوں پر آمد کی اطلاعات دے رہا تھا ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے پاکستانی ریاست کی رٹ کہیں کھو گئی ہو ایسے مشکل حالات میں پاکستانی قوم اپنی بقا کی جنگ لڑ رہی تھی تقریبا تمام ادارے ماسوائے پاک فوج کے عجیب خوف کا شکار تھے دوسری طرف غیر ملکی ایجنٹوں اور دہشت گردوں نے حالات کو خراب کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی پوری قوم کی فکر اپنی جگہ درست تھی مگر اس کے ساتھ ساتھ قوم کو اپنی مسلح افواج پر پورا بھروسہ اور یقین تھا کہ وہ اس ساری صورت حال کو بڑی خوش اسلوبی سے حل کر لے گی ایسے میں پاکستان آرمی نے حکومت کی مدد سے دہشت گردوں کے خلاف ایک بھرپور آپریشن کا اعلان کیا جسے آپریشن ضرب عضب کا نام دیا گیا جو بڑی کامیابی سے ہمکنار ہوا اور آئے دن کے دھماکوں سے قوم کو نا صرف نجات ملی بلکہ قوم کے مورال کو ڈاؤن کرنے والے مخمصے بھی ختم ہو گئے۔ آج آپریشن ضرب عضب کو ایک سال مکمل ہو چکا ہے پوری قوم کے لئے یقینا یہ بڑے اطمینان کی بات ہے کہ اس ایک سال کے دوران پاک فوج نے دہشت گردوں کے انفراسٹرکچر کو تباہ کر کے بہت سے علاقوں پر حکومت کی رٹ بحال کر دی ہے آپریشن کے دوران پاک فوج نے بھی ماضی کی طرح شہادتیں پیش کیں

اس کے ہر جوان اور افسر کے سامنے ایک ہی ہدف تھا کہ ملک کو دہشت گردی سے پاک کرنا ہے وطن عزیز کی سرزمین پر حکومتی رٹ قائم کرنی ہے اور اسے دشمنوں کے پنجے سے واگزار کرانا ہے جس کے بعد آپریشن ضرب عضب میں زبردست کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں اور اب یہ آخری مراحل کی طرف بڑھ رہا ہے آئی ایس پی آر کے مطابق اس آپریشن میں 2763 دہشت گرد مارے گئے جبکہ 218 انتہائی خطرناک دہشت گرد بھی مارے گئے ہیں اس دوران 347 افسر اور جوان شہید ہوئے دہشت گردوں کے قبضے سے 18087 جدید ہتھیار برآمد ہوئے دہشت گردوں کے 837 خفیہ ٹھکانے تباہ کیے گئے ان کے ٹھکانوں سے 253 ٹن بارود برآمد ہوا دہشت گردوں کے خلاف ملک بھر میں 4 ہزار آپریشن کئے گئے شمالی وزیرستان اور خیبر ایجنسی میں انتہائی مضبوط ٹھکانے تباہ کئے گئے جبکہ دہشت گردوں کا مواصلاتی نظام بھی تباہ کر دیا گیا۔ آپریشن شروع کرنے سے پہلے دہشت گردوں نے علاقے میں خوف ہراس کی فضاء قائم کی ہوئی تھی ان کے غیر ملکی اقاؤں نے ان کو اتنا مواد مال وزر دیا ہوا تھا کہ وہ کئی سال تک لڑ سکتے تھے اب اللہ کے فضل سے پاک فوج نے نوے فیصد علاقہ دہشت گردوں سے خالی کروا لیا ہے۔ ایک سال قبل کی صورتحال یہ تھی کہ شمالی وزیرستان کے بعض علاقوں پر دہشت گردوں کا کنٹرول تھا اور مقامی شہری بھی خوف کی زندگی گزار رہے تھے جن لوگوں پر انہیں شک ہوتا کہ وہ حکومتی افراد یا اداروں سے رابطے میں ہوتے ہیں دہشت گردان کے سر کاٹ کر چوراہے میں لٹکا دیتے تھے تاکہ دوسروں کو عبرت ہو آج وہی شمالی وزیرستان ہے جہاں سے ان کے

انفراسٹرکچر اور ٹھکانوں کا خاتمہ کیا جاچکا ہے اور متاثرین پھر سے اپنے گھروں میں جاکر ایک بے خوف زندگی گزار رہے ہیں آپریشن ضرب عضب کا ایک سال پاک فوج کے مضبوط عزم اور دہشت گردی کے خلاف کمٹمنٹ کی علامت ہے یہی نہیں اس نے پاکستان کی سرزمین کو ان سے واگزار کروا کر پاکستان کا پرچم دوبارہ لہرا دیا ہے اگرچہ فاٹا میں جاری آپریشن ضرب عضب اپنے آخری مراحل میں ہے لیکن شہروں کے اندر دہشت گردوں کے سہولت کاروں اور انہیں فنڈز فراہم کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچانا ابھی باقی ہے قومی ایکشن پلان کے تحت اگرچہ اس سلسلے میں کام شروع ہوچکا ہے لیکن اس کے باوجود وفاقی وصوبائی ایجنسیوں کی غیر معمولی فعالیت اور ایکشن ناگزیر ہے اب بنیادی ہدف دہشت گردوں کو سہولت اور فنڈنگ فراہم کرنے والوں کا ہے پاک فوج فاٹا سے دہشت گردوں کو ختم کرنے کے جس معرکہ میں سرخرو ہوئی ہے اس کے پیش نظر قوم کو پوری امید ہے سہولت کاروں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے سلسلے میں بھی وہ اپنے قومی مقاصد حاصل کرلے گی۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ سیاسی قیادتیں اپنے اپنے جھگڑوں میں پاک فوج کو ناہ گھسیٹیں اور یہ بات یاد رکھیں کہ اگر یہ ادارہ نہ ہوتا تو آج پاکستان کی یہ آن شان نہ ہوتی کیونکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ ملک کو ہمیشہ اسی فوج نے اپنے لہو کی قربانی سے محفوظ بنایا ہے اور دھرتی کے ان سپوتوں کے ہوتے

ہوئے دشمن کبھی بھی اس ملک کو زیر کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا آج ہمیں اپنی فوج پر فخر ہونا چاہیے اور اس بات کا ادراک بھی کہ اگر فوج سرحدوں پر دشمن کا مقابلہ کر رہی ہے تو اس کا مورال بلند کرنے کے لئے اقدامات کرنے ہوں گے تاکہ ہم ایسی باتیں اور قصے سامنے لے آئیں جن سے دھرتی کے ان سپوتوں کا مورال ڈاؤن ہو جائے آپریشن ضرب عضب مسلح افواج کی تاریخ میں ایک سنہری باب کے طور پر رقم ہو گا جس میں پوری پاکستانی قوم اپنی مسلح افواج کی پشت پر اس کا حوصلہ بڑھانے کے لئے کھڑی نظر آئے گی۔

رمضان اور ہم

ماہ رمضان اپنی تمام تر رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ جاری و ساری ہے ہر رمضان کی طرح اب کی بار بھی حکومت کی طرف سے کئی وعدے کیے گئے جو وفا نہ ہو سکے کہیں رمضان سستا بازار، کہیں لوڈ شیڈنگ نہ کرنے کا وعدہ کہیں غریب لوگوں کے سستا دستر خوان یہ سب کیوں ناکام ہوتا ہے اس کی بڑی وجہ وہ دکھلاوا ہے جو ہماری ہر حکومت عوام کو صرف دیکھانا چاہتی ہے اس کے اثرات کیا ہیں اور اسکا فائدہ اور نقصان کیا ہے اس بارے میں نہ کبھی کسی نے سوچا ہے اور نہ کبھی کسی نے اس طرف توجہ دی ہے حالیہ رمضان میں زورہ داروں کو بہت سی مشکلات ہیں جن میں مہنگائی، اور لوڈشیڈنگ سب سے بڑی مصیبتیں ہیں جو عوام کو جھیلنے پڑ رہی ہیں خاص طور پر گرمی اور لوڈشیڈنگ گرمی کی اس شدت سے روزہ دار نڈھال ہو رہے ہیں اور حکومتی نا اہلی کی وجہ سے باقی کثر بجلی کی لوڈ شیڈنگ نے نکال دی ہے صرف کراچی میں اتنی اموات ہوئی کہ ہسپتال اور مردہ خانے لاشوں سے بھر گئے ایسے میں ہمارے عیاش حکمران خود تو دبئی اور یورپ کے سیر سپاٹے میں مصروف ہیں اور جو لوگ یہاں انتظامی طور پر بٹھائے گئے ہیں وہ بھی ان حالات سے نابلد ہیں حکومت کو چاہے تھا کہ وہ ایسے لوگوں کو یہ ذمہ داری دیتی جو کم از کم عوام کو ان کی بنیادی ضرورت بجلی دے سکیں جن کو بجلی کی فراہمی کی دی گئی ہے وہ یہ ذمہ

داری اپنے سر لے ہی نہیں رہے بلکہ ایک دوسرے کے اور دوسرا تیسرے کے سر ڈالنے کی کوشش میں مصروف ہے اگر اتنی اموات پاکستان کے علاوہ کسی بھی دوسرے غریب ملک میں بھی ہوئی ہوتی تو اب تک وزیر بجلی اپنے ضمیر کی آواز پر استعفیٰ دے چکا ہوتا مگر ہم مردہ ضمیر والی قوم بن چکے ہیں جن کو یہ سب خون خرابہ نظر نہیں آتا ہمیں صرف اپنے اقتدار کی طلب ہے اور اس کے لئے ہم کسی بھی اصول اور قاعدے کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہمارے بجلی کے وزیر موصوف کے وہ وعدے کہاں گئے کہ ہم دنوں میں نہ سہی مہینوں میں لوڈ شیڈنگ ختم کریں گے کہاں گئے خادم اعلی کے وہ وعدے کہ اگر میں نے بجلی کی لوڈ شیدنگ اتنے دنوں میں ختم نہ کی تو میرا نام بدل دیا جائے یہ سب وہ سیاسی خوشنماء نعرے تھے جو ہر دور میں غریب کا منہ چڑانے کے لئے اور غریب کا ووٹ چرانے کے لئے استعمال ہوتے نظر آتے ہیں سوال یہ ہے کہ کراچی کی سینکڑوں اموات کا ذمہ دار کون ہے کیا اس کی ذمہ دار عوام ہیں جنھوں نے اپنے قیمتی ووٹوں سے نااہل حکمرانوں کو منتخب کرکے اپنے لئے موت خریدی یا ہمارے حکمران ہیں جن کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے آج حالات یہ ہیں کہ ہر روز کئی لوگ جان کی بازی ہار رہے ہیں -

سال کے باقی مہینوں میں چلیں عوام بیچارے کسی نہ کسی طرح گزارا کر ہی لیتے ہیں مگر اس ماہ مقدس میں روزہ دار کسی کرب سے گزر رہے ہیں اس کا ادراک

حکومت کو ہے اور نہ ہی اس کے لائق فائق وزیروں کو میرے خیال سے تو اس بڑی نا اہلی پر سپریم کورٹ کو سو موٹو ایکشن لینا چاہیے تھا لیکن شاید افتخار چوہدری کے بعد اب اس ملک میں انصاف ایک بار پھر صرف امیروں اور حکمرانوں کے لئے مخصوص ہو گیا ہے : قدرت اللہ شہاب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جب بھی کسی فرد کو اقتدار ملتا ہے تو خوشامدی لوگ اور مطلب پرست لوگ اس کے ارد گرد ایسے جمع ہو جاتے جیسے گڑ پر مکھیاں بن بلائی مہمان بن کر آتی ہیں ایسے میں حکومت کرنے والے کی آنکھوں پر اقتدار کی ایسی دبیز طے جمی ہوتی ہے کہ وہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی کچھ نہیں دیکھ پاتے اور انجام وہی ہوتا ہے جو ماضی میں ایسے حکمرانوں کے ساتھ ہوتا آیا ہے جو عوامی خدمت کے بجائے اپنے اقتدار کی فکر میں رہتے ہیں: آج بھی اقتدار کے ایوانوں میں صورت حال اس سے ملتی جلتی ہے جہاں کسی کی ذاتی پسند نا پسند پر فیصلے کیے اور پالیسیاں بنائی اور توڑی جارہی ہیں خوشامدی ٹولہ اپنی سرگرمیاں بڑی تندہی سے جاری رکھے ہوئے ہے بڑے بڑے صنعتکار اپنی صنعتوں کی وسعتوں کے لئے کسی کا خیال نہیں کرتے کیونکہ ان کے لئے ان کا کاروبار سب سے اہم ہے اور اس کاروبار کو چار چاند تب ہی لگائے جا سکتے ہیں جب اقتدار کے ایوان آپ کی مٹھی میں ہوں ۔

دوسری طرف مسلمان تاجر سال بھر کی کثر اس ماہ مقدس میں پوری کرنے کی کوشش میں ہیں سوچنا یہ ہے کہ بحثیت مسلمان ہم کس طرف جارہے ہیں ذخیرہ اندوزی

اور مہنگائی کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا گیا ہے۔ یہاں بھی حکومتی نااہلی ہے جو ان ذخیرہ اندوزوں پر ہاتھ ڈالنے سے گھبراتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کالی بھیڑوں میں ایسے بہت سے لوگ ہیں جو حکومت کے حامی (خوشامدی) ہیں ایسے میں وہ ان پر ہاتھ ڈال کر اپنے ووٹ اور سپورٹ کو کیوں خراب کرے گی ضلعی انتظامیہ سے لیکر چھوٹے قصبوں تک میں یہ گندا کھیل کھلے عام کھیلا جا رہا ہے جس سے ماہ رمضان میں مہنگائی کا ایک ایسا خود ساختہ طوفان آ گیا ہے جس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی ضرورت اس امر کی تھی کہ حکومت رمضان سے قبل ان تمام حقائق پر کام کرتی اور پالیسی بناتی کہ کیسے اس ماہ مقدس میں عوام کو ہر سطح پر ریلیف دیا جا سکتا ہے لیکن یہاں شاید اس کا رواج نہیں ہے یہاں پالیساں تب بنتی ہیں جب وقت گزر چکا ہوتا ہے تب ان کے بننے یا نہ بننے کا کوئی فائدہ عوام کو نہیں ہوتا مسائل تب ختم ہو سکتے ہیں جب ہر بندہ اپنی زمہ داری کو زمہ داری سمجھے دوسری صورت میں یہ کھیل یوں ہی چلتا رہے گا۔

جمہوریت میں چھپی ہوئی آمریت

بلدیاتی ادارے جمہوریت کی نرسری کہلاتے ہیں پوری دنیا میں ان کو جمہوریت کی روح کہا جاتا ہے ہر ملک مین یہ الیکشن باقاعدگی سے اور بڑے جوش خروش سے منعقد کیے جاتے ہیں جن میں عوام کی کثیر تعداد حصہ لیتی ہے ان مگر پاکستان میں ایسے بلدیاتی ادارے کیوں نہیں بننے دیے جا رہے کیونکہ ان اداروں کے قیام سے اختیارات گراس روٹ لیول تک تقسیم ہو جاتے ہیں دوسرے لفظوں میں آپ کہہ سکتے ہیں کہ ان بلدیاتی اداروں کی وجہ سے ایک ایم این اے اور ایک ایم پی اے کی کو پاور شئیر کرنی پڑتی ہے جو یہ لوگ کبھی بھی نہیں چاہتے اسی وجہ سے یہ لوگ ایسے اداروں کے قیام میں سب سے بڑی اور بنیادی رکاوٹ سمجھے جاتے ہیں اس کے علاوہ بیوروکریسی بھی نہیں چاہتی کہ ایسے ادارے قائم ہوں کیونکہ ان سے ان کے مفادات کو بھی نقصان پہنچتا ہے حال ہی میں اسلام آباد میں بلدیاتی الیکشنوں کا نا صرف اعلان ہوا بلکہ امیدواروں کا نشانات تک آلاٹ کر دیے گئے لیکن پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا تمام سیاسی جماعتیں خواہ وہ حکومت میں ہوں یا اپوزیشن میں اکھٹی ہو کر ان انتخابات کے خلاف میدان میں آ گئی جیسے کہ پتا نہیں ان انتخابات سے کیا ہونے جا رہا ہے اور اتنا پریشر بڑھایا کہ الیکشن کمیشن بھی ڈگمگا گیا اور سپریم کورٹ بھی ایسے حالات میں جب تمام انتظامات مکمل تھے اب قانون سازی

اور طرح طرح کے بلوں کی بات کی جا رہی ہے ایسے میں ان انتخابات کا انعقاد بظاہر ناممکن دیکھائی دیتا ہے مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ابھی نامید نہیں ہوئے سپریم کورٹ نے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں بلدیاتی انتخابات سے متعلق جاری کردہ شیڈیول مسترد کرتے ہوئے الیکشن کمیشن کو نیا انتخابی نظام الاوقات جاری کرنے کا حکم دیا ہے۔الیکشن کمیشن کی طرف سے جاری کیے جانے والے شیڈیول کے مطابق اسلام آباد میں بلدیاتی انتخابات 25 جولائی کو ہونا تھے اور اس ضمن میں امیدواروں کو انتخابی نشان بھی الاٹ کر دیے گئے تھے۔ جسٹس جواد ایس خواجہ کی سربراہی میں سپریم کورٹ کے تین رکنی بینچ نے اسلام آباد میں بلدیاتی انتخابات سے متعلق دائر درخواستوں کی سماعت کی۔ عدالت کا کہنا تھا کہ صوبہ بلوچستان، خیبر پختونخوا اور کنٹونمنٹ کے علاقوں میں انتخابات ہو سکتے ہیں اس کے علاوہ صوبہ پنجاب اور سندھ میں بلدیاتی انتخابات کا شیڈیول بھی آ چکا ہے تو پھر اسلام آباد میں انتخابات کیوں نہیں ہو رہے؟ایڈیشنل اٹارنی جنرل نے عدالت کو بتایا کہ اس سال مارچ میں اسلام آباد میں بلدیاتی انتخابات سے متعلق بل قومی اسمبلی سے منظور کرایا گیا جبکہ سینیٹ سے ابھی تک منظور نہیں کرایا گیا۔اس پر بینچ کے سربراہ نے ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ پارلیمنٹ کے سامنے قانون سازی کے لیے بہت سے بل پڑے ہیں لیکن اسلام آباد میں بلدیاتی انتخابات سے متعلق قانون سازی کو کیوں اہمیت نہیں دی جا رہی؟

اسلام آباد کے عوام اسلام آباد میں ہونے والے بلدیاتی الیکشن کے شیڈول کے منسوخ ہونے پر دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اسے اسلام آباد کے عوام کے بنیادی آئینی اور انسانی حقوق کو غصب کرنے کے مترادف قرار دے رہے ہیں۔ اسلام آباد میں الیکشن شیڈول کا منسوخ ہونا جمہوری اقدار کی نفی ہے جس سے اسلام آباد کے شہریوں اور اُمیدواروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے جبکہ جمہوریت کے لبادے میں چھپے ہوئے آمرانہ سوچ کے عکاس حکمرانوں نے مختلف حیلوں بہانوں سے سپریم کورٹ کی آنکھوں میں دھول جھونکی ہے ،اگر سپریم کورٹ اپنے فیصلے پر عمل درآمد نہیں کروا سکتی تھی تو اسے پچیس جولائی کی تاریخ کا اعلان نہیں کرنا چاہیے تھا ایسے میں جب الیکشن کمیشن نے 80 فیصد کام مکمل کر رکھا تھا جبکہ اسلام آباد میں ہزاروں امیدواروں نے الیکشن کے کٹھن مراحل سے گزر کر انتخابی مہم کو عروج پر پہنچا رکھا تھا ایسے میں الیکشن شیڈول کو منسوخ کرکے بڑے پیمانے پر شہریوں کی توانائیاں ،وسائل ،اور صلاحیتوں کو ضائع کر دیا گیا ہے۔ اسلام آباد کے شہریوں کو تیسرے درجے کا شہری سمجھتے ہوئے انھیں بیوروکریسی کے رحم کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ جمہوری معاشروں میں عوام کو با اختیار بنایا جاتا ہے جبکہ نام نہاد جمہوریت کے علم برداروں نے اسلام آباد کے شہریوں کو نصف صدی سے اپنی قیادت کے انتخاب اور ااختیارات کی نچلی سطح پر منتقلی کے سامنے رکاوٹیں کھڑی کر رکھی ہیں۔

اور حکومت جو جمہوریت جمہوریت کی رٹ لگائے رکھتی ہے کم از کم یہ سوچے کہ ان انتخابات کو ملتوی کرکے وہ کون سے جمہوری روایات کو پروان چڑھا رہی ہے اس کا جواب.برحال حکومت کو دینا ہی ہوگا کیونکہ عوام کا خیال ہے کہ حکومت کی طرف سے ان انتخابات کو منعقد کروانے میں لیت و لعل سے کام لینا جمہوریت میں چھپی ہوئی آمریت کے سواء کچھ بھی نہیں ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت اسلام آباد میں بلدیاتی انتخابات کے حوالے سے قانون سازی کو جلد از جلد مکمل کرکے الیکشن کا انعقاد کیا جائے تاکہ عوام کے مسائل گلی محلے کی سطح پر حل ہو سکیں۔

غیر رجسٹرڈ این جی اوز کا خاتمہ ؟؟

ملک میں آنے والے آفات ،حادثات ،سیلاب ،بیماریاں ،زلزلوں ،وغیرہ میں جہاں حکومت کام کرتی ہے وہاں ساتھ ہی ایک سویلین ادارے کی حیثیت سے این جی اوز بھی اہم کردار ادا کرتی ہیں این جی او اس موقع پر حکومت وقت کے ساتھ ملکر نا صرف یہ مسائل حل کرانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں بلکہ اپنے پلیٹ فارم سے ہر ممکن مدد فراہم کرکے حکومت کے لئے آسانیاں پیدا کرتی ہیں این جی اوز کو ملک میں جازت دینا اور ان کے کام پر نظر رکھنا حکومتی اداروں کا کام ہے مگر افسوس کے ساتھ کے شاید پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جہاں اس بابت کوئی قانون نہیں اگر ہے تو اتنا کمزور کے اس کے ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا جس کا جی چاہا جیسا چاہا اپنی این جی او بنائی اور فنڈز لیکر جو مرضی کرتا رہا کوئی پوچھنے والا نہیں ماضی میں آنے والے 8 اکتوبر کے زلزلے کے بعد ملک میں این جی اوز کا ایک ایسا وسیع نیٹ ورک قائم ہوا جو بعد ازاں ہمارے لئے باعث رحمت بھی بنا اور باعث زحمت بھی باعث رحمت اس طرح کے ملک میں زلزلہ زدگان کی دوبارہ آبادکاری ،ملک سے موزی مرض پولیو ،کے خاتمے ،اور معیار تعلیم کو بلند کرنے کے ساتھ ساتھ زراعت ،معیشت ،کی ترقی کے لئے ان کا کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں اگر اس موقع پر این جی اوز نہ ہوتیں تو شاید پاکستان اس

لعنت سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکتا اس کے ساتھ ساتھ ملک سے دیگر برائیوں کو ختم کرنے اور ان کے سد باب کے لئے این جی اوز نے ہر ممکن مدد کی مگر باعث زحمت اس طرح بنی کے مبینہ طور پر پولیو مہم کے دوران اور بعد ازاں اسامہ بن لادن کی تلاش کے لئے پولیو مہم سے مدد لی گئی اس سے پاکستان میں غیر ملکی این جی اوز کا کردار مشکوک ہونے لگا بعد ازاں پاکستان نے بہت بڑی اور بااثر غیر ملکی این جی او پر پابندی لگا دی جس تیزی سے اس غیر ملکی این جی او کے بعض دفاتر بند کرنے کا نوٹیفکیشن جاری ہوا اس سے کہیں زیادہ تیزی کے ساتھ جاری نوٹیفکیشن منسوخ کیا گیا اس کے بعد جو معذرت خواہانہ لہجہ اختیار کیا گیا اور وضاحتیں پیش کی گئیں وہ بے حد مضحکہ خیز تھیں جن سے لگتا تھا کہ ہماری حکومت انڈر پریشر ہے اب صورت حال یہ ہے کہ یہ غیر ملکی این جی اوز اس حد تک بااثر ہو چکی ہیں کہ حکومت بھی ان سے ڈرتی ہے ملک بھر میں غیر قانونی این جی اوز کی بھر مار ہو چکی ہے لیکن ہمارے ادارے ابھی تک خواب غفلت میں ہیں شاید وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ کوئی باہر سے آ کر ان کے حالات ٹھیک کر دے گا صرف خیبر پختونخواہ میں رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد دس ہزار ہے لیکن کسی کو معلوم نہیں کہ غیر رجسٹرڈ این جی اوز کی تعداد کیا ہے یہی حال پورے ملک کا ہے اگر حکومتی ادارے غیر قانونی اور غیر رجسٹرڈ این جی اوز سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان ڈمی این جی اوز کی فنڈنگ کو روک دیا جائے تو یہ اپنی موت آپ مر جائیں گے تمام این جی اوز کا آڈٹ ہونا چاہئے اور

مشکوک سرگرمیوں والی این جی اوز کا فرانزک آڈٹ ہونا چاہئے اس بارے میں کسی دباؤ کو خاطر میں نہ لایا جائے این جی اوز کے بارے میں میڈیا میں جو بھی تحفظات ہو رہے ہیں درحقیقت وہ ملک کے عام شہری کے تحفظات ہیں جبکہ این جی اوز کے بارے میں حکومت کی کارکردگی بے حد مایوس کن ہے قومی ایکشن پلان کی اہمیت اور افادیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن اس پر عملدرآمد کی رفتار انتہائی سست ہے جس سے یہی محسوس ہوتا ہے کہ یہ سرد خانے کی نظر ہو چکا ہے این جی اوز کا معاملہ متعدد بار سننے میں آیا ہے کہ ان کی سکروٹنی ہو رہی ہے مگر ابھی تک نتیجہ سامنے نہیں آ سکا ضرورت اس امر کی ہے کہ قومی ایکشن پلان پر تیزی سے عمل کیا جائے اور اس سلسلے میں وفاقی و صوبائی حکومتوں کو اپنی ذمہ داریاں صحیح طور پر سرانجام دینی چاہئیں این جی اوز کے معاملے میں وفاقی اور صوبائی حکومتوں کو نظر آنے والی کارکردگی پیش کرنی چاہیے غیر رجسٹرڈ این جی اوز کو فوری طور پر کام کرنے سے روک دینا چاہئے اور جو این جی اوز رجسٹرڈ نہیں ہیں ان کے حسابات کی چیکنگ ہونی چاہئے قوم کے سامنے یہ حقیقت واضح ہونی چاہئے کہ کس غیر سرکاری تنظیم کو ملک اور بیرون ملک سے کتنی امداد ملتی ہے اور اس کے نتیجے میں وہ عوامی فلاح و بہبود کے کون سے منصوبے مکمل کر رہی ہے کیونکہ ان این جی اوز کے معاملے میں سارے کوائف اور اعداد و شمار قوم کے سامنے آنے سے ان ڈمی این جی اوز کی حقیقت بھی آشکار ہو جائے گی جو فنڈز کے ذریعے سیمینار تو کراتی ہیں لیکن منصوبوں کے نام پر رقوم ہڑپ کر

جاتی ہیں اسی طرح قوم کو یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ کون سی تنظیمیں پاکستان کے مفاد کے منافی کام کررہی ہیں جتنا جلد ممکن ہوسکے این جی اوز کی تعداد ان کے فنڈز اور ان کی سماجی سرگرمیوں کے حوالے سے بہتر حکمت عملی ترتیب دی جانی چاہیے تاکہ ملک میں امن وامان کی دشمن ان ڈمی این جی اوز کا خاتمہ ممکن ہوسکے۔

نیب اور کرپشن سے پاک پاکستان

پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کرنے والی سب سے بڑی بلا کرپشن ہے جس نے نہ صرف ملک کو بلکہ اس کے عوام کو بھی بہت نقصان پہنچایا ہے اور افسوس کے ساتھ جو طبقہ اس میں سب سے زیادہ قصور وار ہے وہ ہمارے حکمران ہیں کرپشن کی کسی بھی سطح پر جن کا نام سب سے زیادہ آتا ہے وہ ہمارے سیاستدان ہیں جنھیں لوگ اپنی ووٹوں سے اس لئے منتخب کرتے ہیں کہ وہ ان کے مسائل کو حل کرنے میں مددگار ہوں گے مگر ایسے لوگ جب اقتدار کی کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو صورت حال یکٹ دم بدل جاتی ہے ان لوگوں میں حوس ،لالچ چھا جاتی ہے تب ان کے لئے عوام نہیں بلکہ اپنے ذاتی مفادات سب سے پہلے ہوتے ہیں تاریخ اٹھاکے دیکھ لیں کے کیسے کوئی کھکٹ پتی جب سیاست میں داخل ہوتا ہے تو بعد از سال دو سال اس کے اثاثوں کی مالیت کہاں سے کہاں تکٹ پہنچ جاتی ہے کرپشن معاشرے کی ایسی لعنت ہے جس کا سد باب از حد ضرری ہے اور سد باب بھی ایسا کہ کسی بھی طبقے میں چاہیے وہ حکمران ہوں سیاست دان ہوں یا بیوروکریسی ہو ان کا ایکٹ جیسا احتساب ہی معاشرے کو اس لعنت سے چھٹکارا دلوا سکتا ہے لیکن ماضی میں جیسا معیار ہمارے ہاں اپنایا جاتا تھا ویسے معیار سے اس کا سد باب ممکن نہیں تھا اب حال ہی میں نیب نے جن داخل دفتر بڑے بڑے سکینڈل کو سامنے لانے

کا فیصلہ کیا ہے اور جس میں ہمارے حکمران طبقے کے بڑے بڑے نامور لوگ بھی شامل ہیں ظاہر ہوئے ہیں عوام کافی حد تک مطمئن ہیں کہ چلو کوئی تو ہے جو اس طاقت ور ترین طبقے پر ہاتھ ڈال سکتا ہے۔نیب پاکستان سے کرپشن کے خاتمے کی علامت کے طور پر مانا جاتا ہے نیب کے اعلی حکام اور خصوصا ڈی جی نیب نے جب سے NAB کی بھاگ دوڑ سنبھالی ہے انھوں نے کو ایک بار پھر کرپشن کے خاتمے کیلئے ایسا موثر ادارہ بنا دیا ہے جس کی ساکھ سیاسی لوگوں کے انتقام کی نظر ہو چکی تھی ان لوگوں نے جنھیں اس کی ٹرانسپرنسی پر یقین تھا جنھیں یہ بھی پتا تھا کہ وہ کبھی بھی کہیں بھی اس کی زد میں آ سکتے ہیں اقتدار میں رہتے ہوئے اس کو بہت کمزور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر اب ڈی جی نیب نے آتے ہی NAB میں ان لوگوں کے خلاف بلا امتیاز کسی بھی سیاسی وابستگی سے بالاتر ہو کر ریفرینس دائر کرائے کئی بڑی نجی ہاؤسنگ سوسائیٹیوں کے خلاف کاروائی کی گئی بہت سے کوپرائیٹیو ادارے جنھوں نے معصوم لوگوں کے اربوں روپے ہڑپ کیے ہوئے تھے ان کے خلاف بلا امتیاز کاروائی کی ایک تو ہماری قوم کا ہمیشہ سے ہی المیہ رہا ہے کہ وہ بہت آسانی سے منافع کی لالچ میں کسی پر بھی اعتبار کر لیتے ہیں اور جیسے اداروں کی سرمایہ کاری سے متعلق دی گئی ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے NAB نے لوگوں میں NAB زیادہ منافع کی لالچ میں اپنی زندگی جمع پونجی لٹوا دیتے ہیں آج کرپشن کے حوالے جس طرح کی مہم شروع کی ہے اس سے لوگوں کو اس لعنت سے بچنے میں کافی مدد ملی ہے لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی

ضروری ہے کہ کرپشن جیسے جرم کے بارے میں قانون سازی کی جائے کیونکہ اس جرم میں سزا بہت ہی کم ہے جس کی وجہ سے وہ لوگ جو اس جرم کا ارتکاب کرتے ہیں بہت ہی کم عرصے میں جیل سے نکل کر دوبارہ اپنی سرگرمیاں شروع کر دیتے ہے اس پر قانون سازی کی جائے ملزمان کا ٹرائل تیز کیا جائے اور ان کو قرار واقعی سزائیں دلوائی جائیں اور ساتھ ساتھ ان افسران کی کاوشوں کو بھی سراہا جانا چاہیے جو اتنے بڑے مالیاتی سکینڈل پکڑتے ہیں نیب بلا شبہ پاکستان سے بد عنوانی کے خاتمے میں ہر طرح سے مددگار ثابت ہو رہا ہے اور خصوصا اشرفیہ اور حکمران طبقے میں اب اس بات کا ڈر پیدا ہو چلا ہے کہ اگر انھوں نے کسی بھی طرح کی کوئی کرپشن کی تو کوئی ایسا ادارہ ہے جو ان کو اپنی پکڑ میں لا سکتا ہے کیونکہ ماضی میں ایسے با اثر لوگ کسی قانون سے نہیں ڈرتے تھے بلا شبہ یہ حکومت کی طرف سے نیب کو دیے جانے والے اختیارات اور آزادانہ ماحول کی وجہ سے ممکن ہوا ہے اور پہلی بار یہ دیکھنے میں آ رہا ہے کہ نیب اپنی خود مختاری کو سامنے لا رہا ہے اور وہ تمام مالیاتی سکینڈل جو ماضی کی گرد میں دب کر ختم ہو چکے تھے انھیں واپس لایا جا رہا ہے شاید یہی وجہ ہے کہ ٹرانسپرنسی انٹرنیشنل والوں نے بھی پاکستان میں کرپشن کے کم ہونے کی نوید سنائی ہے پہلے یہی ادارے پاکستان کو بد عنوان ترین ممالک کی فہرست میں کہیں آگے دیکھتے تھے۔نیب کی ان کاروائیوں سے حکمران طبقے میں ایک تشویش ہے مگر عوامی طبقے اسے نیب کی غیر جانبداری سمجھ رہے ہیں جو خوش

آئیند بات ہے اگر یوں ہی ملک سے کرپشن کے خاتمے کے لئے موثر اقدامات کیے جاتے رہے تو وہ دن دور نہیں جب پاکستان بھی کرپشن فری ملک بن جائے گا کیونکہ ایک بد عنوان شخص نا صرف ملک کے لئے بلکہ پوری قوم کے نقصان دہ ہوتا ہے۔ ایک کرپشن زدہ معاشرہ کبھی بھی نہ تو ترقی کر سکتا ہے اور نہ ہی قائم رہ سکتا ہے کرپشن کے خاتمے کے لئے نیب جیسے اداروں کو اپنا وہ کردار ادا کرنا ہو گا جس کے لئے انھیں قائم کیا گیا تھا تب ملک کو وہ ترقی و کامرانی دلوائی جا سکتی ہے جس کا خواب علامہ محمد اقبالؒ اور قائد اعظم محمد علی جناح نے دیکھا تھا۔

سانحہ قصور کا انجام

آج کل سانحہ قصور کا ذکر میڈیا میں عام ہے میڈیا والے اپنی ریٹنگ کے چکر میں لفظوں کا ہیر پھیر خوب بڑھا چڑھا کر، کر رہے ہیں کسی کے پاس بھی درست فگر نہیں ہیں اور کسی کو بھی اصل کہانی کا پتا نہیں ہے بلکہ بعض ہمارے میڈیا اینکر جو عرف عام میں اپنے آپ کو فرشتہ سمجھتے ہیں وہ بھی اپنے (کیمرے) کے ساتھ قصور میں ڈیرہ لگائے بیٹھے ہیں کہ شاید وہاں سے ان کی ریٹنگ میں مذید اضافہ کا کوئی سبب ہو جائے ہر کسی کے پاس بچوں کے ساتھ زیادتی کے بارے میں الگ الگ کہانی ہے، لیکن کوئی بھی ایسا نہیں جس کے پاس تصدیق شدہ معلومات ہوں سب اپنی معلومات کے درست ہونے پر بضد بھی ہیں ایسا نہیں ہے کہ بچوں کے ساتھ زیادتی نہیں ہوئی یا کہانی سرے سے ہی من گھڑت ہے زیادتی تو ہوئی، لیکن کتنوں کے ساتھ اور کب سے؟ اس سوال کا کوئی ایک جواب نہیں نہ میڈیا چینلز کے پاس نہ پولیس کے پاس؟ سوال یہ ہے کہ معاشرے میں ایسے سانحات کیوں رنماء ہوتے ہیں اس میں زیادہ تر قصور والدین کا ہوتا ہے جو اپنے بچوں کی ذہنی نشو نماء میں کمی چھوڑ دیتے ہیں ان کو یہ باور نہیں کرایا جاتا کہ کس طرح انھوں نے اپنے آپ کو محفوظ کرنا ہے ان کی سوسائٹی کو چیک نہیں کرتے کہ وہ کن کے ساتھ اپنا وقت گزارتے ہیں۔اس واقعے نے

ہمارے معاشرے کو جھنجوڑ کے رکھ دیا ہے اور بحثیت پاکستانی ہمارے سر شرم سے جھکا دیے ہیں کیونکہ ایک ایسے معاشرے میں جہاں جنسی زیادتیاں روز مرہ کا معمول بن جائے جہاں انصاف نام کی کوئی چیز نہ ہو قانون صرف چھوٹے لوگوں کے لئے اور بڑے لوگوں کے لئے صرف اپنے مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بن جائے جہاں لوگوں کی عزتیں حکمرانوں کے ہاتھوں پامال ہونا شروع ہو جائیں جہاں کوئی بھی با اثر پولیس یا سول افسر اپنے مخالفین کو نیچا دیکھانے کے لئے کچھ بھی کرنے میں باختیار ہو ان کو اپنے اختیارات سے قابو کرنا چاہے ہمارے معاشرے میں یہ سب بہت آسان بھی ہے اور عام بھی جس کی کئی مثالیں ہم روز دیکھتے رہتے ہیں چونکہ ہمارا پولیس کا نظام اس دور کا ہے جب غلامی کا طوق ہمارے گلے میں ہوتا تھا بحثیت ایک آزاد قوم ہمیں سب سے پہلے اس ادارے کی تشکیل نو کرنی چاہیے تھی لیکن ہم نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی نتیجے کے طور پر آج ہم پولیس کی وجہ سے عجیب و غریب قسم کے مسائل کا شکار ہیں کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ پر حالات کو یکسر الٹے رخ پر ڈالنے میں ہماری پولیس کو ملکہ حاصل ہے قانون گھر کی لونڈی اور انصاف ناپید ہو چکا ہے ہمارے عوام اس ادارے سے سخت نالاں ہے کیونکہ ان لوگوں کی وجہ سے حالات درست ہونے کے بجائے مذید بگاڑ کا شکار ہو رہے ہیں قصور میں بچوں کے ساتھ زیادتی اور ان کے والدین کو بلیک میل کرنے کے اسکینڈل میں ڈی پی او اور آر پی او کے متضاد بیانات اسی سلسلے کی کڑی ہیں ڈی پی او نے اپنے موقف میں کہا کہ بچوں سے زیادتی کے

واقعات سینکڑوں میں نہیں ہوئے تاہم یہ واقعات ضرور ہوئے ہیں اور ان کی کچھ ویڈیو کلپس بھی سامنے آئے ہیں چھ افراد کو گرفتار کیا گیا ہے اس بے عکس آر پی او نے کہا کہ قصور میں بچوں کے ساتھ زیادتی کے واقعات چھ سال پرانے ہیں ان مقدمات میں نامزد چھ ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہے باقی ضمانت پر ہیں اس کے ساتھ ہی آر پی او کا کہنا تھا کہ دراصل ان واقعات کا تعلق سرکاری زمینوں کے معاملات سے ہے کچھ لوگ بیرون ملک پناہ حاصل کرنے کے لئے اس واقعہ کو اچھال رہے ہیں۔ پولیس کے موقف کی روشنی میں بہت سے سوالات پیدا ہوتے ہیں اگر یہ واقعات پانچ چھ سال پرانے ہیں تو اس سے قبل انہیں کیوں اٹھایا گیا اور ان کو اس وقت اٹھایا گیا تو پولیس نے کیا کارروائی کی؟ اچانک انہیں شدت سے کیوں اٹھایا گیا؟ اگر واقعات پرانے ہیں تو ظاہر ہے ویڈیو کلپس بھی اسی دور کی ہیں یہ کلپس کب پولیس کو دستیاب ہوئیں اور ان کی روشنی میں کیا تحقیقات کی گئی؟ اگر ان واقعات کے پیچھے زمینوں کے معاملات ہیں تو اس سلسلے میں پولیس کی اب تک کی تحقیقات کا کیا نتیجہ نکلا؟ یہ سوال بھی اہم ہے کہ جن واقعات کو پولیس پرانے واقعات قرار دے رہی ہے انہیں نمٹانے کے سلسلے میں اس کی کارکردگی کیا رہی؟ ہر علاقے میں پولیس کی سپیشل برانچ سمیت متعدد خفیہ ایجنسیاں بھی فعال ہوتی ہیں جو مختلف واقعات کے بارے اپنے اپنے اداروں کو رپورٹ کرتی ہیں قصور کے ان واقعات کے بارے میں ان کا کیا کردار رہا ان کی رپورٹیں کیا تھیں معاملات چاہے کچھ بھی رہے ہوں یہ حقیقت ہے کہ اس گاؤں کے

بچے سالوں تک جسمانی اور ذہنی اذیت سہتے رہے ہیں لیکن فی الوقت سیاستدان اپنی سیاست چمکانے، میڈیا والے اپنی ریٹنگ بڑھانے اور حکومت گڈ گورننس کے دعوے کرنے میں مگن ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ واقعہ بھی ماضی کے واقعات کی طرح داخل دفتر کر دیا جائے گا یا ملزمان کو قرار واقعی سزائیں دی جائیں گی کیونکہ تفتیش تو بہرحال پولیس کو ہی کرنی ہے اور پولیس کیا کرتی ہے یہ ہم سب بخوبی جانتے ہیں لہٰذا قوی امید ہے کہ یہ کیس بھی باقی کیسوں کی طرح داخل دفتر کر دیا جائے گا۔

ضرب عضب ان فائنل راؤنڈ

ملک میں پاک فوج کی ٹارگٹڈ کاروائیوں کی بدولت دہشت گردوں کا خاتمہ ممکن ہو رہاہے باقی بچ جانے والے دہشت گرد اپنی موجودگی کوظاہر کرنے کے لئے اکا دکا کاروائیاں کر رہے ہیں لیکن عوام مطمئن ہیں کہ پاک فوج نے ان کو ہمیشہ کی طرح اب بھی محفوظ بنایا ہے اور وہ کاروائیاں جو ہر روز دیکھنے کو ملتی تھیں جن میں سینکڑوں لوگ شہید ہو جاتے تھے اب نا صرف کم ہو گئی ہیں بلکہ ختم ہو چکی ہیں دوسری طرف پنجاب میں پنجاب کے وزیر داخلہ کرنل (ر) شجاع خانزادہ کے خلاف دہشت گردی کی کارروائی کے بعد پاک فوج نے دہشت گردوں کے خلاف کارروائیاں تیز کر دی ہیں پنجاب کے مختلف علاقوں میں بھی چھپے ہوئے دہشت گردوں کوتلاش کرنے کے لئے آپریشن میں تیزی آ گئی ہے پاک فوج کی قربانیوں کی بدولت شمالی وزیرستان کا نوے فیصد علاقہ دہشت گردوں سے پاک کر دیا گیاہے آپریشن ضرب عضب اور خیبر ایجنسی کے آپریشن بہت کامیاب رہے ہیں چنانچہ دہشت گردوں کا انفراسٹرکچر ختم ہو رہاہے جو کہ بہت ہی بڑی کامیابی ہے اور بڑے اطمینان کی بات ہے کہ اس آپریشن کے دوران پاک فوج نے دہشت گردوں کے انفراسٹرکچر کو تباہ کرکے بہت سے علاقوں پر حکومت کی رٹ بحال کر دی ہے آپریشن کے دوران پاک فوج نے بھی ماضی کی طرح شہادتیں پیش کیں اس کے ہر جوان

اور افسر کے سامنے ایک ہی ہدف تھا کہ ملک کو دہشت گردی سے پاک کرنا ہے وطن عزیز کی سرزمین پر حکومتی رٹ قائم کرنی ہے اور اسے دشمنوں کے پنجے سے کیسے واگزار کرانا ہے جس کے بعد آپریشن ضرب عضب میں زبردست کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں اور اب یہ آخری مراحل کی طرف بڑھ رہا ہے لیکن ابھی تک دہشت گردوں کے چند ایک ٹھکانوں اور ان کے نیٹ ورک کی موجودگی سے انکار نہیں کیا جاسکتا جس کی بڑی مثال سانحہ اٹک ہے پنجاب کے وزیر داخلہ کے خلاف دہشت گردی کے منصوبے کے بارے میں بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی منصوبہ بندی یہاں ہی کی گئی لیکن اٹک میں موجود دہشت گردوں کے مقامی سہولت کاروں نے دہشتگردوں سے تعاون کیا اس میں شک نہیں کہ سیکورٹی انتظامات کے ناقص ہونے کی وجہ سے بھی دہشت گردوں کو اپنا ہدف حاصل کرنے میں آسانی رہی پنجاب کے بعض علاقوں میں مختلف کالعدم تنظیموں کے ٹھکانے اور ان کا نیٹ ورک ابھی تک موجود ہے اس کے خلاف کارروائی کے لئے موثر انٹیلی جنس اطلاعات اور کاروائیاں ناگزیر ہیں۔ پنجاب کے وزیر داخلہ کے خلاف دہشت گردی کے واقعہ کے فوراً بعد بھی سیکورٹی ایجنسیاں حرکت میں آ چکی ہیں اور انشاء اللہ بہت جلد وہ لوگ جنھوں نے یہ مذموم کاروائی کی ہے قانون کی گرفت میں ہوں گے وزیر اعظم پاکستان کے دہشت گردی کے خلاف جنگ کو نتیجہ خیز بنانے کے اعلانات اور عزائم یقیناً قابل تحسین ہیں جو ملک کو دہشت گردی سے پاک کرنے کے سلسلے میں ان کے جذبوں کو ظاہر کرتے ہیں لیکن عوام دہشت گردوں کے خلاف حکومت کے عملی اقدامات کو

دیکھنے کے خواہاں ہیں اس صورتحال میں حکومت کو انٹیلی جنس کے صوبائی اداروں کو مستعد اور چوکس کرنا ہوگا اب حکومت کی کارکردگی کا امتحان ہے یہ درست ہے کہ ہماری وفاقی ایجنسیاں غیر معمولی صلاحیت کی حامل ہیں قبائلی علاقوں اور کراچی کی طرح پنجاب میں بھی ان سے اعلیٰ کارکردگی کی توقع کی جارہی ہے لیکن بڑے صوبے کی ایجنسیوں کے لئے بھی یہ صورتحال ایک چیلنج ہے اب ان کی کارکردگی کا بھی امتحان ہے انہیں وفاقی ایجنسیوں کی کارکردگی کے پیچھے چھپنے کی بجائے موثر کارکردگی کے ذریعے اپنا تشخص قائم کرنا ہوگا مرحوم وزیر داخلہ نے پنجاب میں اپنے انڈر آنے والے اداروں کو جس طرح فعال بنایا تھا اب صوبائی حکومت کو اس کی فعالیت میں مزید اضافہ کرکے اسے دہشت گردی کے خلاف اور عوام کے جان ومال کے تحفظ کیلئے استعمال کرنا ہوگا۔ قومی ایکشن پلان کے تحت اگرچہ اس سلسلے میں کام شروع ہوچکا ہے لیکن اس کے باوجود وفاقی وصوبائی ایجنسیوں کی غیر معمولی فعالیت اور ایکشن ناگزیر ہے اب بنیادی ہدف دہشت گردوں کو سہولت اور فنڈنگ فراہم کرنے والوں کا ہے پاک فوج فاٹا سے دہشت گردوں کو ختم کرنے کے جس معرکہ میں سرخرو ہوئی ہے اسی طرح پنجاب اور دیگر صوبوں میں بھی کامیاب ہوگی اوراس کے پیش نظر قوم کو پوری امید ہے سہولت کاروں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے سلسلے میں بھی وہ اپنے قومی مقاصد حاصل کرلے گی۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ ملک کو ہمیشہ اسی فوج نے اور ان کی ایجنسیوں نے اپنے لہو کی قربانی سے محفوظ بنایا ہے اور دھرتی کے ان سپوتوں

کے ہوتے ہوئے دشمن کبھی بھی اس ملک کو زیر کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا آج
ہمیں اپنی فوج پر نا صرف فخر ہے بلکہ ہم اپنی فوج کے شانہ بشانہ ان ملک دشمن عناصر کے
خلاف ہر محاز پر لڑنے مرنے کو تیار ہیں۔

بھارتی متعصب چہرہ بے نقاب

قیام پاکستان کے بعد ہندو کی مکارانہ سوچ اور تعصب زدہ نظر کی وجہ سے پاکستان کے بھارت کے ساتھ تعلقات کبھی بھی کسی بھی دور میں خوشگوار نہیں ہوسکے یہ بات بھارت بھی اچھی طرح جانتا ہے کہ دوست تو تبدیل کیے جا سکتے ہیں مگر ہمسایہ کبھی بھی تبدیل نہیں ہو سکتا پاکستان اور بھارت کے پڑوسی ممالک ہونے کی وجہ سے ان کے مفادات بھی تقریبا یکساں ہیں۔اور خطے کے دیگر ممالک کے ساتھ ہونے والے معاہدوں میں انھیں ایک دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے حال ہی میں چین نے پاکستان میں بہت بڑی سرمایہ کاری کی ہے کیونکہ چین نا صرف پاکستان کی ضروریات کو سمجھتا ہے بلکہ یوں کہیں تو بے جا نہ ہو گا چین پاکستان کے لازوال دوستوں میں سے ہے اور ہر مشکل وقت میں چین نے پاکستان کی ہر ممکن مدد کی ہے حالیہ پاک چائینہ اکنامک کاریڈور کی وجہ سے بھارت کو یہ خدشہ لاحق ہے کہ اگر یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچ گیا تو پاکستان اپنے پاؤں پر نا صرف کھڑا ہو جائے گا بلکہ دنیا کے دیگر ممالک میں اپنی ترقی سے جانا جائے گا اب بھارت نے اس پاکستانی ترقی کا توڑ نکالنے ے لئے اور پاکستان کو داخلی اور خارجی طور پر کمزور کرنے کے لئے وہ چال چلی جو ہندو کی فطرت میں ہے یعنی مکاری اور عیاری انھوں نے پاکستان میں بد امنی پھیلانے کے لئے دہشت گردی کو فروغ دیا انھوں اور سرحد پار

پڑوسی ممالک میں پاکستانی سرحدوں کے قریب اپنے کونسل خانے صرف اسی مقصد کے لئے کھولے کہ وہ پاکستان کو اندرونی طور پر کمزور کر سکیں آئے دن بھارت کسی نہ کسی وجہ سے پاکستان کو دنیا میں اکیلا کرنے کا بہانہ ڈھونڈتا ہی رہتا ہے بلاشبہ پاکستان میں ہونے والی تخریب کاری اور دہشت گردی کے واقعات میں اسی ہندو بنیے کا ہاتھ ہے جو ایک طرف تو پاکستان میں دہشت گردوں کی سرپرستی کر رہا ہے اور دوسری طرف پاکستانی سرحد پر طرف سے گولہ باری کرکے عام شہریوں کو نشانہ بنا رہا ہے بھارت کی طرف سے بین لاقوامی سرحد پر ہونے والے فائرنگ کے تبادلے میں گذشتہ چند روز کے دوران اضافہ دیکھنے میں آیا ہے اس کی بنیادی وجہ بھی پاک فوج کا وہ آپریشن ہے جس میں کئی بھارتی جاسوس اور دہشت گرد پکڑے بھی گئے ہیں اب تو یہ سب پہ عیاں ہو گیا ہے کہ یہ وہی دشمن ہے جو ایک طرف دوستی کی بات کرتا ہے دوسری طرف سرحد پار سے بھی گولہ باری کرکے عام شہریوں کو نشانہ بنا رہا ہے۔

مشترکہ سرحد پر فائرنگ ایسے وقت میں ہو رہی ہے جب پاکستان میں اس کے دہشت گرد پکڑے جا رہے ہیں اور اس مذموم چہرہ دنیا دیکھ رہی ہے سرحدوں پر پاک رینجر جس طرح ملک دشمن عناصر کا قلع قمع کر رہی ہے اس کی داد دینی پڑے گی ساتھ ساتھ رینجرز نے ملک کے اندر دہشت گرد حملے کرنے والوں کے خلاف بہت موثر کارروائیاں کی ہیں افسوس اس بات کا ہے کہ اس گھنونے کام میں ہمارے بھی

کچھ لوگ بھارتیوں کا آلہ کار بنے ہوئے ہیں جو کہ پاکستان میں دہشت گرد حملے کرنے والے اسی دشمن سے پیسے لے کر پاکستان میں دہشت گردی کرتے ہیں رینجرز پاکستان اور بھارت کے درمیان بین الاقوامی سرحد پر تعینات ہونے کے علاوہ ان دنوں ملک کے اندر شدت پسندوں کے خلاف جاری آپریشن میں بھی حصہ لے رہی ہے اس حوالے سے پاکستان رینجرز پر دہری ذمہ داری ہے ایک طرف وہ پاکستانی سرحد کی حفاظت کرتے ہیں اور دوسری طرف ملک کے اندر دشمن کے خلاف بھی لڑ رہے ہیں دونوں جگہ ان کا مقابلہ ایک ہی دشمن سے ہے۔ بھارت یہ بات بھی اچھی طرح جانتا ہے پاکستان اپنے دفاع کی پوری صلاحیت رکھتا ہے اور بھارت کے کسی بھی غلط ارادے یا دھمکی کا بھرپور جواب دے سکتا ہے بھارت میں ہونے والی کسی بھی تخریب کاری کو بلواسطہ یا بلا واسطہ پاکستان سے جوڑنا ہندو کی پرانی عادت ہے شاید یہی وجہ ہے کہ گرداس پور میں تھانے پر حملہ کو پاکستان سے جوڑنے کی بے ڈھنگی کوشش کر رہا ہے اور اپنی فورسز کی کمزوریوں کو اجاگر کرنے کے بجائے پاکستان پر جھوٹا الزام لگا رہا ہے بھارت کے وزیرِ داخلہ راج ناتھ سنگھ نے الزام لگایا تھا کہ ریاست پنجاب کے ضلع گرداس پور میں حملہ کرنے والے شدت پسند پاکستان سے آئے تھے۔ پاکستان نے اس دعوے کو غیر منتقی اور بلا جواز قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا تھا پاکستان ہر قسم کی دہشت گردی کی مذمت کرتا ہے اور دہشت گرد پاکستان کے دشمن ہیں اور بھارت کی طرف سے ایسی الزام تراشیوں سے دہشت گردی سے نمٹنے کی کوششیں متاثر ہو سکتی ہیں۔ پاکستان اس وقت

ملک سے دہشت گردی کے خاتمے میں جو کامیابیاں حاصل کر رہا ہے شاید وہ کامیابیاں بھارتی مفادات پر کڑی ضربیں لگا رہی ہیں شاید یہی وجہ ہے بھارت چاہتا ہے کہ پاکستانی فورسز کسی طرح ان دہشت گردوں پر اپنا ہاتھ ہلکا کرئے تاکہ وہ اپنے مزموم مقاصد میں کامیاب ہو سکیں۔ کیونکہ دہشت گردوں کی پاکستان میں کامیابی کو بھارت اپنی کامیابی سمجھتا ہے لیکن بھارتی شاید یہ نہیں جانتے کہ یہ وہی قوم ہے جس نے قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود 1965 میں اپنے سے تین گنا بڑی فوج کو شکست دے کر دنیا عالم کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا۔

ستمبر 1965 جب قلیل نے کثیر کو زیر کیا6

کسی بھی ملک کی تاریخ میں کئی دن ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر اس ملک کے عوام نازاں ہوتے ہیں انھیں اپنے کارناموں پر ناز ہوتا ہے کہ ان کے بڑوں نے فلاں کارہائے نمایاں سرانجام دے کر ملک وملت کو ایک ایسا تمغہ دلوایا جن پر ان کی آنے والی نسلیں فخر کر سکیں ایسا ہی 6 ستمبر 1965 کا دن ہے جب قلیل نے کثیر پر سبقت پائی اور یہ سبقت صرف اس وجہ سے ممکن ہوئی جب پوری قوم ایک سیسہ پلائی دیوار بن کر اس دشمن کے سامنے کھڑی ہو گئی جس کو اپنے اسلحے اور اپنی تعداد پر بڑا فخر تھا یہ وہی کثرت کا فخر تھا جب قریش مکہ نے مسلمانوں کی قلیل تعداد کو بزور طاقت کچل ڈالنے کی کوشش کی تھی مگر جب مسلمان اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ ساتھ ایک اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو ایسے معجزے رونماء ہوتے ہیں جیسا کہ 6 ستمبر 1965 کو ہوا تھا دشمن اس بات سے بے خبر تھا کہ جس قوم کے خلاف وہ لڑنے جا رہا ہے اگر وہ قوم اتحاد و اتفاق سے اللہ کی خوشنودی کے لئے لڑے تو دنیا کی سپر پاورز اس کے آگے ریت کی دیوار ثابت ہو جائے جو اگر کچھ کرنے پر آئے تو گھاس کھا کر ایٹمی قوت بن جائے جو قلیل ہونے کے باوجود کثیر ثابت ہو تو ایسی قوم پر اس اللہ تعالی کی خاص کرم نوازی ہے مگر ہمارا ازلی دشمن جس کے دل میں نہ صرف اسلام دشمنی ہے بلکہ وہ پاکستان دشمنی میں بھی اول اول ہے وہ

دیگر اسلامی ممالک کے بجائے صرف پاکستان کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اس کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے کہ دنیا کی دیگر مسلمان اقوام کے مقابلے میں اسے جب کبھی مقابلے میں نظر آیا تو وہ صرف ملک پاکستان ہی تھا اسی لئے ان کی نظر میں اگر انھیں اپنی نام نہاد جمہوریت قائم رکھنی ہے تو پاکستان کو کمزور کرکے انھیں اگر پاکستان کو قابو کرنا ہے تو کشمیر پر قبضہ کرکے ان سب وجوہات کے پیچھے صرف پاکستان دشمنی ہے یہ بات بھارت خود بھی جانتا ہے کہ اس میں آزادی کی کئی سرگرم تحریکیں چل رہی ہیں جو ایسے لاوے کی مانند ہیں جو کسی بھی آتش فشاں کی طرح پھٹ سکتی ہیں اور ان سے بھارت کے اتنے ٹکڑے ہوں گے کے جن کو چننے میں اسے شاید صدیاں لگ جائیں -

یہ ایک بہت لمبا موضع ہے آج میں صرف 6 ستمبر پر ہی کچھ کہنا چاہوں گا تاریخ گواہ ہے کہ کوئی قوم جب سچائی کے ساتھ حق پر ڈٹ جائے بے سروسامانی کے عالم میں وسائل کی کمی سے ایک عظم و ہمت اور استقلال پر صرف ایک اللہ تعالی پر بھروسہ کرلے تو تو دنیا کی تمام باطل قوتیں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی چھ 6 ستمبر 1965 کو پاکستانی سرحد کا وہ کون سا حصہ تھا جس پر بھارت سرکار نے محاذ نہ کھولا ہو اور تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالی کی نصرت اور غیبی امداد سے وہ کون سا محاز تھا جس پر ہندو بنیے کو شکست نہ ہوئی ہو یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہندو کی مکاری اور عیاری ان کے خون میں رچی بسی ہے

مگر اس وقت کی بھارت سرکار نے اپنے ہونے والے نقصانات پر جو پردے ڈالے وہ آج ان ہی کے اس وقت کے فرعون عیاں کر رہے ہیں یہ بات بھارت سرکار بھی جانتی ہے کہ اگر مسلمان قوم ایک اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں تو ان کو مات دینا ناممکن ہے اسی کا توڑ کرنے کے لئے انھوں نے ہمیں آپس میں لڑا کر کمزور کرنے کی کوشش کی اور ہم ان کے آلہ کار بن کر اس قدر کمزور ہو گئے کہ آج وہ ہم پر پے در پے حملے کر رہا ہے لیکن اب پوری قوم ان بھارتی عزائم، کو سمجھ چکی ہے اور یہ امید پیدا ہو چلی ہے کہ پچھلے کچھ عرصے سے لوگوں میں وہ جذبہ پھر سے بیدار ہو رہا ہے جیسا جذبہ چھ 6 ستمبر 1965 کی جنگ میں تھا ہر کوئی وطن کی خاطر مر مٹنے کو تیار تھا ہر کسی کو یہ خواہش تھی کہ کاش اس کو بھی اگلے محاذوں پر دشمن سے دو دو ہاتھ کرنے کی اجازت مل جائے اور جن خوش نصیبوں کو یہ اجازت ملی انھوں نے جنگی تاریخوں میں وہ کارہائے نمایاں سر انجام دیے وہ لا محدد ریکارڈز قائم کیے جنھیں آنے والی نسلیں معجزہ تصور کرتی ہیں خود بھارتی بھی اس جنگ میں ہمارے اتحاد و اتفاق اور خب الواطنی پر داد تحسین دیے بغیر نہیں رہ سکے ۔6 ستمبر 1965 والے جذبے کی آج اشد ضرورت ہے کیونکہ ہندو مکار اب یہ بات سمجھ چکا ہے کہ اس قوم سے دو بدو لڑائی میں جیت جانا آسمان سے ستارے توڑ لانے کے مترادف ہے چھپ کر پیٹ پیچھے سے وار کرنا ہندو کی جبلت میں شامل ہے اس لئے اس نے پاکستان کو داخلی اور خارجی طور پر چھپ کر کمزور کرنے کی کوششیں شروع کر دی ہیں اور ان سب میں کامیابی کے لئے

اس نے پاکستان میں دہشت گردی کو پروان چڑھایا ہے اور افسوس کے ساتھ کے ہمارے ہی لوگ اس کے آلہ کار بن کر اپنے ہی ملک پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے میں اس کے معاون ہوئے لیکن اب ملکی تاریخ میں پہلی بار سنجیدگی کے ساتھ ہندو کی مکارانہ چالوں کا توڑ کیا گیا ہے اور انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب پاکستان سے دہشت گردی کا خاتمہ ہو جائے گا اور بھارتی عزائم خاک میں مل جائیں گے۔

اس کے لئے ضروری ہے کہ ہر شخص اپنی اپنی ذمہ داری کو سمجھے اور ملکی مفادات کا خاص خیال رکھے آج چھ 6 ستمبر 1965 جذبہ اور وہی قربانی چاہتا ہے جب ہم نے توکل باللہ اور جزبہ ، حب الوطنی ، جہاد فی سبیل اللہ ، سے قلیل کو کثیر پر برتر ثابت کیا تھا۔ ہماری تاریخ کا سنہرہ دن چھ 6 ستمبر 1965 آج ہم سے بہت سے تقاضے کر رہا ہے۔

ایک نظر ادھر بھی

نیب آج جس طرح ملک سے کرپشن کے خاتمے میں فعال کردار ادا کر رہا اور مجھ سمیت بہت سے لوگوں کو امید ہو چلی ہے کہ اگر اسی طرح اس ادارے کی غیر جانبداری قائم رہی تو انشاءاللہ وہ وقت دور نہیں جب ملک سے کرپشن جیسی لعنت کا نا صرف خاتمہ ممکن ہو گا بلکہ وہ لوگ جو یہ مکروہ کام کرتے ہیں اس کو کرنے سے پہلے ان کو نیب جیسے اداروں کی طرف سے ملنے والی سزاؤں کا بھی ڈر ہو گا یوں تو نیب نے بے شمار سکینڈل سامنے لائے ہیں اور بہت سے لوگوں کو اس میں سزائیں بھی دلوائی گئی ہیں مگر اور بہت سے کاموں کی جانچ پڑتال کے بعد اب نیب کو سی این جی اسٹیشنز کے بارے میں بھی ہونے والی کرپشن کا جائزہ لینا چاہیے کیونکہ اس صنعت کے لوگوں کے ساتھ کچھ اچھا سلوک نہیں کیا گیا ان کی چار سو ارب روپے کی سرمایہ کاری حکومت اسے ڈبونا چاہتی ہے کچھ تو نا قص پالیسیوں کی وجہ سے اور کچھ این ایل جی کے زریعے سے سابق ادوار میں جس طرح کوئی پالیسی بنائے بغیر اندھا دھند سی این جی لائینس دیے گئے اس سے بہت سے لوگوں کو نا قابل تلافی نقصان بھی اٹھا نا پڑا اس چکر میں کئی لوگ اپنی جمع پونجی سے مرحوم بھی کر دیے گئے کیونکہ پالیسی نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کے سرمائے کی واپسی کی کوئی گارنٹی نہ تھی اور حکومت کو دی جانے والی سیکیورٹی کی مد میں رقم بھی غیر معمولی

حد تک زیادہ تھی اور دلچسپ امر یہ ہے کہ اس سیکیورٹی (رقم) کے دیے جانے کے باوجود لوگوں کو نہ تو گیس دی گی اور نہ سیکیورٹی واپس کی گئی کچھ بیچارے تو دفتروں کے چکر کاٹ کاٹ کر پریشان حال ہو گئے جبکہ اثر رسوخ والوں نے اپنے اسٹیشنوں کو این ایل جی پر منتقل کروالیا اب انھوں نے کیسے منتقل کروایا یہ جواب کسی کے پاس نہیں ماضی میں جب حکومت سی این جی کے فروغ کے لئے عوام کو اس طرف راغب کر رہی تھی اس وقت اس کے استعمال اور اس کی مقدار پر کوئی لانگ ٹرم پالیسی کیوں نہیں بنائی گئی کی آج تقریبا بیس سال بعد ہی عوام کو اس وقت پالیسی نہ بنائے جانے کے انتہائی خطرناک نتائج کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اگر اس وقت کی حکومت بھی آنے والے بحرانوں کو ذہن میں رکھتی تو آج یہ صورت حال نہ ہوتی لیکن ہمارے ہاں حکمران صرف اور صرف کمیشن کے چکر میں میں ہوتے ہیں وطن کی عزت اور ناموس کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ملکی کاروبر پر دسترس رکھنے والے مافیا کو یاد آیا کہ اس (سی این جی اور این ایل جی) سے تو بہت سا مال کمایا جا سکتا ہے جیسا کہ اس سے پہلے آٹا، چینی اور دیگر کئی ملکی مصنوعات کو مہنگا کرکے کمایا گیا تھا سوال یہ ہے کہ اس وقت حکومت کہاں تھی جب ہر چیز کو سی این جی پر کنورٹ کیا جا رہا تھا حکومت کو نہیں پتا تھا کہ ہمارے گیس کے ذخائر محدود ہیں اور کل کو انھوں نے کم یا ختم بھی ہو جانا ہے لیکن یہاں ڈنگ ٹپاؤ پالیسی پر عمل کیا جاتا ہے کہ وقت گزارو آگے کی دیکھی جائے گی کچھ لوگوں کا خیال ہے حکومت میں بیٹھے ہوئے

سرمایہ داروں نے ایل این جی اور ایل پی جی میں کمیشن کی خاطر یہ فیصلہ کیا تھا جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ گیس کہ یہ ذخائر کافی ہیں لیکن کچھ مخصوص عناصر اپنے مفادات کی خاطر عوام کو قربانی کا بکرا بنا رہے ہیں اور اپنے کمیشن کی خاطر عوام کو ذلیل کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں موجودہ حکومت نے مختلف شعبوں کو گیس کی فراہمی کے لیے بہتر اقدمات کیے ہیں جس میں اولین ترجیح گھریلو اور تجارتی صارفین کو جبکہ سب سے کم ترترجیح گاڑیوں میں گیس کے استعمال کو دی گئی ہے سی این جی سے جہاں شہریوں ماحولیاتی آلودگی سے بچنے میں بھی مدد ملتی ہے وہاں دیگر فیول کی نسبت کم قیمت بھی ہے انیس سو ستانوے میں جب گاڑیوں میں گیس استعمال کرنے کی پالیسی کو فروغ دیا گیا اس وقت کراچی ،لاہور اور راولپنڈی جیسے شہروں کی میں فضا آلودگی بہت زیادہ ریکارڈ کی گئی تھی جبکہ آج کراچی ،لاہور راولپنڈی میں فضائی آلودگی کی صورتحال بہتر ہے گیس پیدا کرنے کے لحاظ سے پاکستان دنیا کا ستائیسواں بڑا ملک ہے جبکہ گاڑیوں میں گیس استعمال کرنے کے اعتبار سے سب سے بڑا ملک ہے دنیا آج کل مال برداری کے لئے اور پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے گاڑیوں میں سی این جی استعمال کی جا رہی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت پیٹرولیم کے شعبے کی افادیت کو دیکھتے ہوئے اس کی بھاگ دوڑ کسی غیر جانبدار شخص کو دی جائے جو بہتر سے بہتر پالیسی بنائے اگر ایسا نہ ہو سکا تو کمیشن مافیا عوام کی جیبوں پر یوں ہی ڈاکہ ڈالتے رہیں گے اور عوام ماضی کی طرح لٹتے رہیں گے -

این ایل جی کے لائسینسوں کے اجراء میں بھی بہتری لائی جائے اور جن لوگوں نے کروڑوں روپے سی این جی اسٹیشنوں کی مد میں لگائے ہوئے ہیں ان کو اولین ترجیح دی جائے تاکہ ان کے ملک میں لگائے جانے والے سرمایے کا تحفظ یقینی بنایا جاسکے۔ اس سلسلے میں نیب کو حرکت میں آنا چاہیے اور جس طرح کراچی اور دیگر بڑے شہروں میں لینڈ ریکارڈز کو چیک کیا جا رہا ہے اسی طرح ماضی میں دیے جانے والے سی این جی کے لائیسنسوں کو اور تعمیر ہونے والے سی این جی اسٹیشنوں کی جانچ پڑتال بھی کرنی چاہیے
۔

دہشت گردی کے خلاف کامیابی پاکستان کی کامیابی

نائن الیون کے بعد ملک بھر میں جس طرح دہشت گردی نے زور پکڑا اور جس طرح پورا پاکستان ان دہشت گردوں کے حملوں کی زد میں آیا اس کے بعد ملکی حالات جس نہج پر پہنچ چکے تھے وہ سب کے سامنے ہیں ملک کے تمام شہروں میں آئے روز بڑھتے ہوئے دہشت گرد حملوں کی وجہ سے قوم کو اپنا مستقبل تاریک نظر آ رہا تھا مگر جس قوم میں بہادر سپاہ ہو اس کو کون شکست دے سکتا ہے ایسے میں تمام سیاسی اور فوجی قیادت ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئی اور پہلی بار ان عوامل کو ڈسکس کیا گیا جن کی وجہ سے دہشت گردی جیسے عوامل بڑی تیزی سے فروغ پا رہے تھے جس کے لئے ایک نیشنل ایکشن پلان تشکیل دیا گیا جس سے یہ امید پیدا ہوئی کہ اگر اس ایکشن پلان پر مکمل عمل درامد کیا جائے تو وہ دن دور نہیں ہو گا جب ہم اس گھنونی سازش کو نا صرف ناکام بنا ئیں گئے بلکہ ان لوگوں کو بھی بے نقاب کر دیں گے جو اس میں ملوث ہیں جو پاکستان کی خود مختاری اور اس کی سالمیت کے دشمن ہیں اور جن کے لئے ملک و ملت کوئی چیز نہیں ان کے لئے اپنے مفادات سب سے افضل ہیں ایسے لوگوں پر ہاتھ ڈالنا کوئی آسان کام نہیں تھا کیونکہ ایسے لوگ اپنے پیسے کے بل بوتے پر ہمارے حکمرانوں میں شامل ہو چکے تھے اور ایسے لوگوں کو کٹہرے میں لانا خود اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا ہماری بہادر سپاہ نے سب

سے پہلے یہ اقدام کیا کہ ملک کے تمام شہروں اور بڑے قصبوں کو دہشت گردوں سے نجات دلوانے کے لئے ٹارگیٹیڈ آپریشن شروع کیے اور کئی شہروں میں امن و امان کی صورت حال بحال کی خصوصا بات کریں اگر کراچی کی تو کراچی میں دہشت گردی اور کرپشن کے خلاف جاری آپریشن کے نتیجے میں عوام نے سکھ کا سانس لیا ہے، اگر صرف کراچی پر نظر ڈالی جائے تو بھتہ خوری، ٹارگٹ کلنگ اور دیگر جرائم نمایاں کمی آئی ہے جو کہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ آپرشن نا صرف کامیاب ہوا بلکہ اس کے دور رس نتائج بھی برآمد ہو رہے ہیں جبکہ دوسری طرف عوام بھی اس آپریشن کی مکمل حمایت کرتے نظر آتے ہیں کیونکہ عوام یہ بات اچھی طرح جان چکی ہے کہ قیام پاکستان کے بعد اگر ملک میں سے کرپشن اور دہشت گردی کو ختم کرنے میں دل و جان سے پیش رفت ہو رہی ہے تو وہ اسی دور میں ہو رہی ہے جب سب سے اولین ترجیح ملکی مفادات کو حاصل کرنا اور اس کو مضبوط بنانا ہے کوئی بھی آپریشن کسی کی پسند یا ناپسند پر نہیں ہو رہا اور اس سے نا صرف دہشت گردوں کو مکمل خاتمہ ہو رہا ہے بلکہ جرائم پیشہ عناصر جو دہشت گردوں کی مالی معاونت میں اہم کردار ادا کرتے تھے وہ بھی قانون کے شکنجے میں ہیں اور تاریخ میں پہلی بار ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جا رہا ہے جس کی اشد ضرورت تھی سہولت کاروں پر ہاتھ ڈالنے سے بہت حد تک اس لعنت کا خاتمہ ممکن ہو سکا ہے اور جب بھی کہیں بھی ان عناصر کے خلاف آپریشن ہوتا ے عوام کی مکمل حمایت اپنے اداروں کے ساتھ ہوتی ہے کیونکہ عوام یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ

یہ

تمام گند ان کی بہتری کے لئے صاف کیا جا رہا ہے ایسے میں ہر مکتبہ فکر کے لوگ جن میں سول سوسائیٹی ، سیاست دان ، بیوروکریٹ، طالب علم ، عام لوگ،اور خصوصا میڈیا کا کردار سب کے سامنے میں جنھوں نے اپنی، اپنی استطاعت کے مطابق اپنی افواج کا ساتھ دیا اور میڈیا کا خاص طور پر اس مہم میں ایک سنہری کردار رہا ہے جس کی تعریف آرمی چیف نے بھی کی ہے اب اگر دیکھا جائے تو موجودہ صورت حال میں جب ہم اس جنگ میں بہت سی کامیابیاں حاصل کر چکے ہیں اب ان کامیابیوں کو سمیٹنا ہے اور اپنی صفوں کو درست کرنا ہے تاکہ وہ دشمن جو ہماری ناچاکیوں کی وجہ سے ہمارے اندر گھسا ہوا تھا اسے دوبارہ موقع نہ مل سکے وہ ہمارے خلاف ایسی سازش تیار کر سکے ان مٹھی بھر عناصر کے خلاف جاری آپریشن میں جس طرح ہمارے ادارے کامیاب ہو رہے ہیں وہ بلا شبہ عوام کے تعاون سے ممکن ہو رہا ہے کیونکہ کوئی بھی جنگ اس وقت تک جیتی نہیں جاسکتی جب تک کے اس جنگ میں عوامی تائید حاصل نہ ہو ایسے میں جس طرح ہماری مسلح افواج اور حکمران ہر معاملے میں عوام کو عتماد میں لے رہے ہیں وہ انتہائی اہم ہے اس کے بہت سے فائدے بھی ہیں اس سے ایک طرف عوام باخبر رہتے ہیں اور دوسری طرف ان ساشی عناصر کے پروپگنڈے کا موثر توڑ ہو رہا ہے۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ جو لوگ بھی ملکی مفادات کے خلاف کام کرتے ہوئے قانون کے شکنجے میں آئیں ان کا غیر جانبدارانہ ٹرائل کیا جائے اور اس میں

کسی بھی سیاسی وابستگی کو بلائے طاق رکھا جائے کیونکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ ایسے شر پسندوں کی وجہ سے ملک کے حالات اس نہج پر پہنچ چکے تھے جہاں ہر طرف آگ ہی آگ تھی مگر آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہر سو امن، ہی امن ہے اور یہ سب کچھ ہمیں بڑی قربانیوں کے بعد ملا ہے سو ہمیں اس کی قدر کرنی ہے اور ہر حال میں اپنی مسلح افواج کے شانہ بشانہ ملکی استحکام میں اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہے کیونکہ دہشت گردی کیخلاف کامیابی ہی پاکستان کی کامیابی ہے

بے لگام ڈینگی اور حکومت

پاکستان میں ڈینگی کی وجہ سے ہر سال کئی افراد موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں ڈینگی کی وباء کے خاتمے کے لے کئی بار مخلصانہ کوششیں بھی کی گئی مگر جیسے ہی حکومت کی توجہ اس طرف سے ہٹی ساتھ ہی اس وباء نے زور پکڑ لیا ماضی میں پنجاب حکومت نے بڑے احسن طریقے سے اس وباء پر قابو پائے رکھا لیکن اس سال شاید پنجاب کی سول بیوروکریسی نے وہ کام نہیں کیا جو ماضی میں کرتی رہی ہے (یا اس سے کرایا جاتا رہا ہے) انھوں نے اس بات پر زیادہ توجہ نہیں دی بلکہ صرف خانہ پری اور دیکھاوے کی کاروائی کی جس کی وجہ سے آج ایک بار پھر یہ وباء پھیل چکی ہے اور نجانے کتنے گھروں کے چراغ گل کرنے کے درپے ہے۔پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع راولپنڈی میں ڈینگی وائرس ایک وباء کی مانند پھیل رہا ہے اور سرکاری ہسپتالوں میں روزانہ کی بنیاد پر درجنوں مریض آ رہے ہیں خدشہ ہے کہ اس کے اگلے اہداف پنجاب کے کئی بڑے شہر بھی ہو سکتے ہیں۔ راولندی سب سے زیادہ متاثرہ علاقوں میں شامل ہے۔ راولپنڈی کے دو بڑے سرکاری ہسپتال ہولی فیملی اور بینظیر بھٹو شہید ہسپتال میں ڈینگی کے سینکڑوں مریض زیر علاج ہیں جن میں آئے دن اضافہ دیکھنے میں آ

رہا ہے راولپنڈی کے سرکاری ہسپتالوں میں ڈینگی کے مریضوں کے لیے الگ سینٹرز قائم کیے گئے ہیں تاہم ان ہسپتالوں میں موجود ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے موجودہ عملہ بھی کم ہے اور ساتھ ساتھ جگہ کم پڑتی جا رہی ہے اور ممکنہ طور پر دیگر ہسپتالوں میں بھی ڈینگی وارڈز قائم کرنے پڑ سکتے ہیں۔ایک بات بڑی واضح نظر آ رہی ہے کہ راولپنڈی کے دیگر قصبات میں اس مرض سے نبرد آزما ہونے کے لئے اس سال حکومت پنجاب نے کوئی خاص توجہ نہیں دی جس کے وجہ سے لوکل ایریاز کے لوگوں میں یہ مرض زیادہ دیکھنے میں آ رہا ہے اور ان علاقوں میں ڈینگی بہت تیزی سے پھیل رہا ہے وہاں موجود ڈسپنسریوں میں علاج کی سہولت نہ ہے اور نہ ہی ڈینگی کے خاتمے کے لیے سپرے کرنے والی ٹیمیں موثر انداز میں اپنا کام کر رہی ہیں اس کی دوسری بڑی وجہ اس سال منگوائی جانے والی سپرے بھی ہے جو کہ انڈیا سے درامد کی گئی ہے انڈیا سے منگوائی گئی سپرے میں وہ دم خم نہیں ہے جیسی سپرے پچھلے سال جرمنی یا دیگر یورپی ممالک سے درامد کی گئی تھی جس کی وجہ سے کئی علاقوں میں اس انڈین سپرے) کے خلاف شکایات بھی سننے میں آ رہی ہیں اور یہ بات بھی سامنے) آئی ہے کہ ڈینگی کے سامنے یہ سپرے بلکل بے اثر ہے لیکن اس غیر معیاری سپرے کو درامد کرنے والوں اور اس کو پاس کرنے والوں کے خلاف کوئی بھی کاروائی نہ کرنے کی کوئی وجہ سمجھ نہیں آ تی شاید پنجاب حکومت کے لئے لوگوں کی زندگیاں کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی۔ ڈینگی کے انسداد کے لیے قائم

شعبہ ہیلتھ اینڈ ریسرچ کے سربراہ ڈاکٹر وسیم اکرم کے مطابق 'عموماً ستمبر، اکتوبر اور نومبر میں ڈینگی کے کیسز زیادہ سامنے آتے ہیں تاہم اس بار جلد بارشوں کی وجہ سے وائرس جلد پھولا ہے۔ اعداد و شمار کے مطابق پوری دنیا کے متاثرہ ممالک کی نسبت پاکستان میں ڈینگی کے مریضوں کی تعداد کم ہے انسدادِ ڈینگی کے لیے صوبائی ڈائریکٹر برائے کمیونٹی ڈویلپمنٹ اینڈ ٹریننگ کے مطابق 'لاہور اور فیصل آباد میں صورتحال کنٹرول میں ہے تاہم راولپنڈی اور ملتان میں اس سے بچاؤ کے لیے ٹیمیں کام کر رہی ہیں امید ہے کہ اس وباء پر قابو پا لیا جائے گا۔ ماہرین طب کے مطابق اس وقت جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ احتیاط ہے جس کی وجہ سے اس وباء سے بچا جا سکتا ہے احتیاطی تدابیر ڈینگی مچھر سے محفوظ رہنے کے لیے چھوٹی استینوں کے استعمال سے گریز کیا جائے پانی ذخیرہ کرنے والے تمام کنٹینرز کو صاف رکھیں اور کھلا نہ چھوڑیں اس موسم میں بخار کی صورت میں گھریلو ٹوٹکوں پر عمل کرنے کے بجائے ہسپتال کا رخ کریں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت پنجاب اس امر کا جائزہ لے کہ ماضی کی نسبت اب کی بار ڈینگی کی وباء کیوں اتنی زیادہ پھیل رہی ہے ساتھ ساتھ ان لوگوں کے خلاف اور ان کمپنیوں کے خلاف بھی کاروائی عمل میں لائے جنھوں نے غیر معیاری ادویات درامد کرکے اس قسم کے حالات پیدا کر دیے کہ اب یہ وباء قابو میں کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن نظر آتا ہے بلاشبہ اس میں بیوروکریسی بھی ملوث ہے

جنھوں نے اپنے مفادات کی خاطر ایک ایسی دوائی کو پاس کیا جس میں ڈینگی سے لڑنے
کی طاقت ہی نہیں ہے اس ضمن میں ہونے والی تمام کاروائی میڈیا سے شئیر کی جائے
تاکہ لوگوں کو اصل حقائق کا پتا چل سکے ساتھ ساتھ جنگی بنیادوں پر اس پر کام ہونا
چاہیے تاکہ نقصان کم سے کم ہو

افغانستان کا استحکام ہی پاکستان کا استحکام

پاکستان اور افغانستان ایک ایسے مضبوط رشتے میں بندھے ہوئے جسے دنیا بھائیوں کے رشتے سے تعبیر کرتی ہے ماضی میں بھی اور آج بھی پاکستانی افغانوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں لیکن ہمارے افغانی بھائی غیروں کی سازشوں کا شکار ہو کر آج پاکستان کو نا صرف بدنام کر رہے ہیں بلکہ وہ غیروں کا آلہ کار بن کر ہمیں کمزور کرنے کی سازش میں پیش پیش ہیں۔ دونوں ملک اس حد تک ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں کہ ان کے داخلی معاملات بھی ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہی یہی وجہ ہے کہ پاکستان 35 سال سے افغانستان کے لئے قربانیاں دے رہا ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی افغانستان پر کڑا وقت آیا پاکستان نے اس کی بھرپور مدد کی پاکستان آج بھی لاکھوں افغانیوں کی محفوظ پناہ گاہ ہے جنھیں اس وقت پاکستان نے پناہ دی جب پوری دنیا ان سے نظریں پھیرے ہوئے تھی ۔افغانستان اب اگر ترقی کی راہ پر گامزن ہے تو بلا شبہ اس کی ترقی میں پاکستان ایک معاون کا کردار ادا کر رہا ہے خطے کے دیگر ممالک کی نسبت پاکستان افغانستان کے لئے لازم و ملزوم ہے کیونکہ افغانستان کی جغرافیائی حالت ایسی ہے کہ اسے ہر جگہ پاکستان کی ضرورت پڑتی ہے ان تمام باتوں کے باوجود افغانستان پاکستان کی طرف سے اپنا ذہن صاف نہیں کر سکا اس کی دو وجوہات ہیں ایک تو ہمارا پڑوسی بھارت جس کے وہاں پر اپنے مفادات ہیں

جو یہ کبھی بھی نہیں چاہتا کہ افغانستان اور پاکستان ماضی کی طرح اسی محبت اور بھائی چارے کے رشتے میں بندھ جائیں دوسرا وہ افغانستان میں بیٹھ کر پاکستان کو کنٹرول کرنے کے خواب دیکھ رہا ہے انھیں حالات کو سامنے رکھتے ہوئے بھارت وہاں بڑے بڑے پروجیکٹس میں سرمایہ کاری کر رہا ہے تاکہ افغانوں کے دلوں میں اپنے لئے دوستی اور محبت کا رشتہ پروان چڑھا کر وہ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کر سکے اس میں افغانی میڈیا اس کا آلہ کار بنا ہوا ہے افغان میڈیا کی جانب سے پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ مہم زوروں پر ہے کوئی بھی واقعہ ہوجائے بھارت کی طرح افغان میڈیا بھی کہیں کہ کہیں سے اسے پاکستان سے جوڑ ہی لیتا ہے ایسی خبریں دونوں ملکوں کے درمیان اعتماد کی فضا کو بری طرح متاثر کرتی ہیں اور مفاہمت کی کوششوں پر منفی انداز سے اثر ڈالتی ہیں پاکستان کے خلاف وال چاکنگ ، میڈیا پروپگنڈا سمیت نفرت پھیلانے کی جو مذموم کارروائیاں ایک منظم مہم کے انداز میں چلائی جارہی ہیں یہ سب اسی ہندو کی سازش ہے بھارت یہ نہیں جانتا کہ آخر کار افغانستان کو ہی اپنی ترجیحات اور آئندہ کے راستے کا تعین کرنا ہے جس کے لئے اسے ہر حال میں پاکستان کی ضرورت ہے۔

افغانستان میں چونکہ طالبان کا ایک لمبے عرصے تک اثر رسوخ رہا ہے اور اب بھی بعض علاقے ان کی عملداری میں ہیں ایسے میں اگر افغان طالبان کی طرف سے افغان حکومت کے خلاف کوئی زمینی کاروائی کی جاتی ہے جس میں کچھ علاقوں پر قبضہ کر لیا جاتا ہے تو افغانستان خواہ مخوہ کسی کہ کہنے پر اس میں

پاکستان کو گھسیٹ کر لے آتا ہے حالانکہ دنیا جاتی ہے کہ یہ مسائل طالبان اور افغان حکومت کا اندرونی معاملہ ہیں ایسے میں اگر افغان حکومت ایسے سوچتی ہے تو اس سے باہمی برادرانہ تعلقات کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے واقع قندوز جو کہ افغان سیکیورٹی کا لیپس کہا جائے یا سیکیورٹی فورسسز کی ناکامی واقعے کے چند دن بعد اس کو پاکستان سے جوڑنا کسی بھی طور پر درست نہیں ہے ایسے میں جب پاکستان میں آپریشن ضرب عضب اپنی پوری شدومد سے جاری ہے اور قوی امید ہے کہ اس سے نا صرف پاکستان بلکہ افغانستان میں دہشت گردی ختم کرنے میں بھرپور مدد ملے گی افغانستان کی طرف سے ایسے بے ڈھنگے الزامات سے ان اقدامات کو نقصان پہنچ سکتا ہے جن کی وجہ سے آج خطہ دہشت گردی سے پاک ہونے جا رہا ہے پاکستان اور افغانستان میں ماضی میں بھی کئی بار یہ طے ہوا ہے کہ ایسی کوئی غلط فہمی ہوئی تو براہ راست رابطوں کے ذریعے اسے دور کرنے کی کوشش کی جائے گی مگر اس کے برعکس ایسے معاملات کو میڈیا کے ذریعے اچھالا جاتا ہے اور بات کا بتنگڑ بنایا جاتا ہے میڈیا کے ذریعے شکایات اور الزامات کا طریقہ کار ہرگز دوستوں کے درمیان نہیں ہوتا یہ طریقہ کار وہاں اختیار کیا جاتا ہے جہاں رنجش ہوتی ہے اور معاملات کو اچھالنا اور کشیدگی پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے پاکستان اور افغانستان کے درمیان باہمی تعلقات میں ہرگز رنجش نہیں ہے کہ میڈیا کا سہارا لیا جائے اور معاملات کو بگاڑ کی طرف لے جایا جائے۔ یہ بات دونوں ملکوں کو یاد رکھنی چاہیے کہ کچھ دوست نماء دشمن

ہیں جو افغان دوستی کا دم بھرتے ہیں لیکن درپردہ افغانستان اور پاکستان میں دراڑ ڈالنے کی کوشش میں ہیں بہرحال یہ امر خوش آئند ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان اعتماد سازی کے اقدامات کی ضرورت کا احساس کیا جا رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کسی بھی واقعہ کی صورت میں ایک دوسرے کے خلاف الزامات اور بیان بازی سے گریز کیا جائے گا اور براہ راست ملاقاتوں اور رابطوں کے ذریعے کسی قسم کی غلط فہمی اور ابہام کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی جہاں تک افغانستان کی بہتری کا تعلق ہے پاکستان اس کے لئے بھرپور کوششیں کرنے کا عزم رکھتا ہے افغان عوام کی طرح پاکستانی عوام کی بھی یہی خواہش ہے کہ افغانستان میں امن و استحکام ہو کیونکہ افغانستان کا استحکام ہی دراصل پاکستان کا استحکام ہے۔

مسئلہ کشمیر کے حل تک

مسئلہ کشمیر کے حل تک پاکستان اور بھارت کے درمیان بہتر تعلقات کسی صورت پیدا ہونے کا امکان نہیں یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ خطے کا امن اس مسئلے کی وجہ سے کسی بھی وقت.برباد ہو سکتا ہے جس کا ادراک اقوام متحدہ سمیت پوری دنیا کو ہے مگر پوری دنیا اس مسئلے کو پس پشت ڈال کر بھارت کو صرف اس لئے خوش کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ بھارت ان کے لئے ایک پر کشش.بڑی تجارتی منڈی ہے جسے وہ کسی صورت کھونا نہیں چاہتی ۔پاکستان ہر دور میں مسئلہ کشمیر کو اولین ترجیح قرار دیتا آیا ہے۔ کشمیر سے نکلنے والے دریاؤں کی بدولت خطہ زرعی دولت سے مالا مال ہے ہندو کسی بھی طور پر کشمیر سے دست.بردار ہونے کو تیار نہیں ہو گا شاید یہی وجہ ہے کہ وہ کسی بھی فورم پر اس مسئلے کے حل کی طرف آنے سے انکاری ہے پچھلے دنوں کشمیر کی ہائی کورٹ نے جو تاریخی فیصلہ دیا ہے اس نے ہندوؤں کے منہ پر تمانچہ مارا ہے جس کے مطابق کشمیر کبھی بھی بھارت میں ضم نہیں ہوا اس کی ایک الگ حیثیت ہے جسے قائم رہنا ہے اس فیصلے سے بھارت کے ان دعوؤں کی نفی ہوتی ہے جس میں وہ کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ قرار دیتا ہے ۔پاکستان صرف امن کی بات ہی نہیں کرتا اس کے لئے عملی اقدامات.بروئے کار لانے کو بھی تیار ہے پاکستان نے اس سلسلے میں جو چار نکاتی فارمولہ پیش کیا ہے وہ مسئلہ کشمیر کے حل کے

لئے پاکستان کی طرف سے اٹھائے جانے والے اقدامات کی وضاحت کرتا ہے چار نکاتی فارمولے کا پہلا نکتہ ہے کنٹرول لائن پر مکمل جنگ بندی کے لئے 2003 کے معاہدے کا احترام کیا جائے دوسرے کے مطابق دونوں ممالک کسی بھی صورت میں طاقت کے استعمال کی دھمکی نہیں دیں، تیسرا نکتہ ہے کہ کشمیر سے فوج کی واپسی کے اقدامات کئے جائیں اور چوتھے نکتہ کے مطابق دونوں ممالک سیاچن سے غیر مشروط طور پر فوجیں واپس بلائیں ۔ بھارت جو ذرا ذرا سی بات پر روٹھ کر مذاکرات کے دروازے بند کرلیتا ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ امن واستحکام اور مسائل کے حل مذاکرات کے ذریعے حاصل ہو سکتے ہیں رابطے توڑنے سے نہیں بلکہ اتفاق رائے اور بات چیت کے ذریعے ہی مسائل کا حل نکالا جاتا ہے۔ کشمیر کے مسئلے کو حل کئے بغیر خطے میں امن قائم نہیں ہوسکتا۔ مسئلہ کشمیر کو بنیاد بنا کر بھارت اسلحے کی دوڑ میں آگے نکل جانے کی کوشش میں ہے یہ جانتے ہوئے بھی کی آج بھی اس کی ستر فیصد آبادی رات فٹ پاتھوں پر بسر کرتی ہے جبکہ باقی تیس فیصد میں بیس فیصد مڈل کلاس اور دس فیصد اشرفیہ کہلاتی ہے اشرفیہ میں اقلیتوں اور ہندوں کی نچلی ذات کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے دعوے دار خود اپنی عوام کو بھوکا اور ننگا دیکھ کر خوش ہوتے ہیں ۔ پاکستان جنوبی ایشیاء میں ہتھیاروں کی دوڑ نہیں چاہتا ہے نہ ہی اس دوڑ میں شامل تاہم وہ اپنی سکیورٹی کی ضروریات اور خطے میں بڑھتے ہوئے ہتھیاروں کے عدم توازن سے آنکھیں بند بھی نہیں کرسکتا اس کے لئے

پاکستان کو کم سے کم دفاعی اقدامات کرنے کی ضرورت ہر وقت رہتی ہے۔ بھارت خطے میں اور خصوصا پاکستان میں دہشت گردوں کی سرپرستی میں بھی مصروف ہے جس کے کئی واضح ثبوت عالمی میڈیا کی زینت بن چکے ہیں لیکن بھارت اپنے آپ کو مظلوم اور پاکستان کو ظالم بنا کر پیش کرنے کا جو مذموم پروپگنڈا کرتا ہے ساری دنیا اس کے اس ڈرامے سے باخبر ہے حال ہی میں پاکستان کرکٹ بورڈ کے عہدیداروں کے ساتھ ہونے والے ناروا سلوک اس بات کا کھلا اعلان ہیں کہ متعصب بھارتی حکام کسی بھی طور پر پاکستان کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے پاکستان دہشت گردی کا بنیادی شکار ہے ان دہشت گردوں کی مالی معاونت بھارت کرتا آیا ہے اس لعنت میں پاکستان نے ہزاروں جانیں قربان کی ہیں جن میں شہری اور ہمارے فوجی جوان شامل ہیں ہمارے بیگناہ بچوں سمیت اس بہنے والے خون نے ہمارے عزم کو پختہ کیا ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے اس لعنت کو ختم کرکے دم لینگے اور ہم دہشت گردوں اور ان کے مددگاروں کے ساتھ منطقی انجام تک لڑینگے آپریشن ضرب عضب دہشت گردوں کے خلاف ایک بڑی مہم ہے جو مقصد کے حصول تک جاری رہے گا۔

بھارتی حکمران اگر مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے سنجیدہ ہیں تو انہیں پاکستان کے چار نکاتی امن فارمولے کی روشنی میں بات کو آگے بڑھانے کے لئے فوراً اقدامات کرنے ہونگے مذاکرات کے ذریعے ہی یہ واضح ہوگا کہ بھارت ان چاروں

نکات پر کس حد تک عمل درآمد میں سنجیدہ ہے یا کسی نکتہ میں کسی حد تک ردو بدل کا خواہاں ہے بادی النظر میں جنگ بندی کے معاہدے کا احترام اور دونوں ممالک کی طرف سے طاقت کے استعمال کی دھمکیوں سے گریز ایسے نکات ہیں جن پر بھارت کو اعتراض نہیں ہوگا سیاچن سے فوجی انخلاء دونوں ملکوں کے مفاد میں ہے جہاں فوجوں کا سب سے بڑا دشمن موسم ہے اس لئے سیاچن سے فوجوں کا انخلاء امن کی جانب اہم قدم ہو سکتا ہے اس انخلاء پر بھارت کو بھی اعتراض نہیں ہونا چاہئے بھارت اس پر مثبت رویہ اختیار کرے تو اسی امن فارمولا سے تنازعہ کشمیر کے متعدد راستے بھی نکل سکتے ہیں مسائل حل کرنے کی نیت ہو تو راستے ضرور نکلتے ہیں لیکن بھارتی حکمران کبھی بھی اس راستے کا انتخاب نہیں کریں گے جس سے مسئلہ کشمیر کے حل کی کوئی امید پیدا ہوتی ہو۔ اور جب تک یہ مسئلہ حل نہیں ہو جاتا تب تک ان دونوں پڑوسی ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم نہیں ہو سکتے۔

بنیادی جمہوریت ترقی وکامرانی

ہمارے ہاں ہر نئی آنے والی حکومت جمہوری روایات اور جمہوری استحکام کے دعوے تو کرتی ہے لیکن اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ محض قومی وصوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے نتیجے میں مرکز اور صوبوں میں منتخب ہونے والی حکومتوں کے قیام سے جمہوریت مستحکم نہیں کی جا سکتی قومی وصوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کو جمہوری استحکام کی جانب سفر کا آغاز تو قرار دیا جاسکتا ہے منزل نہیں کہا جاسکتا جمہوری استحکام نہ صرف بلدیاتی انتخابات بلکہ شہریوں کے بنیادی حقوق اور آئین وقانون کی بالادستی سے عبارت ہے اگر کوئی حکومت آئین وقانون کی بالادستی کو یقینی نہیں بناتی شہریوں کو ان کے بنیادی حقوق نہیں دیتی اور ایک منصفانہ معاشرہ قائم نہیں کرتی تو اسے کسی صورت جمہوری حکومت نہیں قرار دیا جاسکتا جمہوری استحکام کے لئے بلدیاتی انتخابات بنیادی جزو ہیں۔ بلدیاتی انتخابات کی افادیت اور اہمیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ جب سے مسلم لیگ ن کی حکومت آئی تھی بہت سے مبصرین کو یہ خدشات تھے شاید حکومت بلدیاتی انتخابات منعقد کروانے کی کوشش ہی نہ کرے بعدازاں ان کے یہ خدشات سچ نظر آنے لگے جب حکومت نے بلدیاتی انتخابات کے علاوہ دیگر کئی آپشن جن میں کمشنری نظام، نمبرداری نظام پر غور شروع کیا لیکن صورت حال حکومت کے لئے اس وقت مشکل ہو گئی جب

سپریم کورٹ نے مداخلت کرتے ہوئے ان انتخابات کو منعقد کروانے کے لئے شیڈول مانگا سپریم کورٹ نے پورے ملک میں ستمبر تک بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کا حکم دیا سپریم کورٹ نے ستمبر تک پورے ملک میں بلدیاتی انتخابات کا حکم دے کر جمہوریت اور قوم کی بڑی خدمت کی ہے مقامی سطح پر شہریوں کے بیشتر مسائل کی وجہ محض مقامی حکومتوں کی عدم موجودگی ہے اگر تسلسل کے ساتھ بلدیاتی انتخابات منعقد ہوتے تو معاشرے میں بہت سی مثبت تبدیلیاں رونما ہو سکتی تھیں اور عوام کے ساتھ ہونے والی بہت سی ناانصافیوں کا تدارک کیا جاسکتا اب جبکہ پنجاب کے چند اضلاع میں کامیابی سے بلدیاتی انتخابات کا انعقاد کیا جا چکا ہے اور اس پہلے خیبر پختون خواہ میں بھی کامیابی سے انعقاد کیا جا چکا ہے یہ بات خوش آئیند ہے کہ حکومت نے اس معاملے کو بہتر طریقے سے حل کیا ہے اس طرح سے اختیارات نچلی سطح تک منتقل ہوں گے اور گراس روٹ لیول سے انشاء اللہ ایسی قیادت ابھر کر آئے گی جو ملک کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کر سکے گی اس طرح سے ملکی قیادت میں نیا خون شامل ہو گا اور نئے لوگ آنے سے یقینا ایک ایسا سسٹم تشکیل پائے گا جس میں ترقی و کامرانی ہو گی ان انتخابات کے انعقاد میں عوام کا جوش خروش دیدنی ہے عوام کی اکثریت ان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہے ہاں البتہ ایم این اینز اور ایم پی اینز ان انتخابات کو اپنے اختیارات کو محدود کرنے سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ اگر یہ نظام کامیابی سے امپلیمنٹ ہو گیا تو پھر ترقیاتی پروجیکٹس میں ان ایم این

لیڈر اور ایم پی لیڈر کا کردار محدود ہو جائے گا اور علاقائی سطح پر یو سی چیئرمین اور یو سی کی سطح پر بننے والے امیدوار زیادہ طاقت ور ہو جائیں گے اور ایک ایم این لیڈر کو اپنے قومی الیکشن کے لئے اس مقامی قیادت کے مرہون منت ہونا پڑے گا اس کا ایک فائدہ یہ ضرور ہو گا کہ جو ایم این لیڈر یا ایم پی اے الیکشن جیت کر صرف اپنے حلقے کو نو گو ایریا سمجھ لیتے ہیں وہ حلقے میں ضرور نظر آیا کریں گے اور اگر وہ حلقے میں نظر نہیں آئیں گے تو پھر اس کا انجام ان کی ہار پر ختم ہو گا اب جبکہ یہ مرحلہ انتہائی خوش سلوبی سے چل رہا ہے اور حکومت کو چاہیے کہ آگے کی پلاننگ کرتے ہوئے وہ تمام امور سرانجام دے لے جو اس کے بعد میئر اور ڈپٹی میئر کے الیکشن کے دوران اختیارات کے بارے میں اہم ہیں کیونکہ کہ ایک میئر کی پاور کے بارے میں ابھی سے باتیں ہونا شروع ہو چکی ہیں اس بارے میں ایم این لیڈر کی تحفظات کو دور کرنے کے ساتھ ساتھ مناسب قانون سازی بھی ہونی چاہیے کیونکہ ماضی میں بھی اگرچہ حکومتوں نے ان انتخابات کا انعقاد تو کروالیا بعد ازاں اختیارات پر ایک ایسی لامتناہی جنگ شروع ہو گئی جس میں بہت سا وقت ضائع ہو گیا اور اس طرح عوام کو بلدیاتی انتخابات سے بد دل کرنے کی کوشش کی گئی مگر یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ گراس روٹ لیول پر اختیارات کی منتقلی سے ہی عوام مسائل کا نا صرف حل نکالا جا سکتا ہے بلکہ ملکی ترقی اور علاقائی ترقی اور جمہوریت کے فروغ کا راز بھی اسی میں پنہاں ہے حکومت کو ایسے اقدامات بھی

کرنے کی ضرورت ہے کہ انتخابات کے فوری بعد مقامی نمائندوں کو وہ تمام اختیارات تفویض ہو جائیں جن کا تقاضا بلدیاتی انتخابات کرتے ہیں۔

شراکت میں طاقت

اسلام آباد میں بلدیاتی انتخابات کے انعقاد میں چند دن باقی ہیں اس سلسلے میں امیدوار جوڑ توڑ میں مصروف ہیں ان سرگرمیوں کی وجہ سے پہلی بار ایسا لگ رہا ہے کہ عوام میں سیاسی بیداری پیدا ہوچکی ہے تمام جماعتیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہیں حکمران جماعت کے ساتھ ساتھ وہ جماعتیں جو کم اکثریت والی ہیں وہ بھی ان انتخابات میں بازی مارنے کی سعی کر رہی ہیں بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کے سلسلے میں جو رکاوٹیں یا افواہیں تھیں وہ ایک ایک کرکے تقریبا ختم ہو گئی ہیں۔ اب جبکہ سارا کام خوش اسلوبی سے مکمل ہوتا نظر آ رہا ہے وہ قیاس آرائیں بھی دم توڑ چکی ہیں کہ انتخابات ہوں گے کہ نہیں ؟ یا شاید حکومت ان بلدیاتی انتخابات سے خائف ہے؟ وغیرہ وغیرہ حقیقتاً قومی حکومت بلدیاتی الیکشن سے خائف نہیں ہے بلکہ ان کے انعقاد نہ ہونے کی بعض دیگر وجوہات ہیں ہمیں اس حقیقت کو تسلیم کرنا چاہیے کہ ہمارے ہاں قومی و صوبائی اسمبلیوں کے ارکان اگرچہ قانون سازی کی ذمہ داریاں پوری کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر کئی معاملات دیکھتے ہیں وہ اپنے حلقے میں دیگر کئی طرح سے مصروف رہتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی قومی اسمبلی میں کارکردگی متاثر ہوتی ہے۔

اس لیے اگر ایسے کام جو علاقئی سطح پر سر انجام دینے چاہیے وہ لوکل منتخب نمائیندے دیں گے تو وقت کے ساتھ ساتھ مسائل کا بہتر حل سامنے آئے گا کیونکہ ایک لوکل آدمی اپنے کمیونٹی، محلے ،ٹاؤن یا قصبے کے مسائل کو بہتر طریقے سے نا صرف سمجھ سکتا ہے بلکہ ان کا بہتر حل نکال سکتا ہے اس طرح اگر وہ مسائل جو علاقائی سطح پر پیدا ہوتے ہیں ان کو اگر مقامی نمائندے خود حل کرنے کے قابل ہوں گے تو ایم این اے یا ایم پی پر کم پریشر ہو گا کہ وہ علاقے کی درست طور پر دیکھ بھال نہیں کر رہے اس کے علاوہ بہت سے ایسے کام ہیں جو بلدیاتی اداروں کو کرنے ہیں مثلاً سڑکوں' تعلیمی اداروں اور ڈسپنسریوں کا قیام یا ان کی مرمت کے لئے ان کے ذریعے ہی وفاقی و صوبائی حکومتیں ترقیاتی فنڈز فراہم کریں گی ہمارے منتخب نمائندے بھی ان معاملات میں دلچسپی لیتے ہیں جن سے ان کے عوام کے روز مرہ کے معاملات جڑے ہوتے ہیں اور وہ اپنے حلقہ انتخاب کے ووٹروں کو ان کی ضرورتوں کے مطابق منصوبے دے کر مطمئن کرتے ہیں بلدیاتی نظام کے قائم ہونے کی صورت میں بہت سے ترقیاتی کام ان علاقائی نمائندوں کے سپرد ہوں گے اصولی طور پر مقامی تعمیر و ترقی کا سارا نظام مقامی حکومتوں کا دائرہ اختیار ہے جبکہ قومی و صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کی ذمہ داری ہے کہ وہ مرکزی یا صوبائی سطح پر پالیسیوں کی تشکیل کے سلسلے میں اپنا کردار ادا کریں'گلیوں' نالیوں یا سڑکوں کی تعمیر سے ان کا کوئی سروکار

نہیں ہونا چاہیے ۔ ملکی تاریخ میں پہلی بار ایک مکمل جمہوری حکومت بلدیاتی انتخابات کروانے کی کوشش کر رہی ہے یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بلدیاتی انتخابات سے منتخب جمہوری حکومتیں ہمیشہ سے ہی کتراتی رہی ہیں شاید وہ اقتدار میں شراکت کو پسند نہیں کرتی تھیں کیونکہ وہ شراکت میں طاقت کے فارمولے سے شاید نا آشناء ہیں اس کے بر عکس آمروں نے ہمیشہ بلدیاتی الیکشن میں دلچسپی لی ہے تو اس دلچسپی کی بھی وجوہات ہیں آمر منتخب حکومت اور اسمبلی کو گھر بھیج کر اقتدار پر قبضہ کرتا ہے قومی وصوبائی اسمبلیوں کی عدم موجودگی میں وہ خلا کو پر کرنے اور جمہوریت سے اپنی دلچسپی واضح کرنے اور عالمی برادری کو دیکھانے کے لئے ان انتخابات پر اپنی دلچسپی مرکوز کرتا ہے ' اس کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ بلدیاتی انتخابات کے ذریعے وہ اپنے حامیوں کی ایک بڑی تعداد جمع کرے اور اسے مختلف مواقع پر مخصوص مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرے۔

اب جبکہ یہ تمام رکاوٹیں دور ہو چکی ہیں کئی مراحل کامیابی سے مکمل ہو چکے ہیں ایسے میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اب ملکی معاملات میں خصوصا سیاسی معاملات میں نئے خون کو شامل ہونے کا موقع ملیا ہے جو اس سے پہلے اس طرف کبھی نہیں آئے اگر بلدیاتی انتخابات منعقد نہیں ہوں گے تو ملک کے وہ چند گھرانے ہی حکمران منتخب ہوتے ہیں جو گزشتہ کئی سالوں سے صوبائی اور قومی

اسمبلی کی سیٹوں پر بر جمان ہیں باپ کے بعد بیٹا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ایم این اے بن کر علاقے میں حکمران بنا ہوا ہے کسی نئے کے لئے جگہ خالی کرنے کا رواج ہمارے ملک سے تقریبا ختم ہی ہو چکا لیکن اب بلدیاتی انتخابات کی صورت میں لگنے والی چھلنی کی وجہ سے یہ لوگ اس کی باریک جالی سے چھن کر اپنی موت آپ مر جائیں گے اور ایسی نئی نوجوان نسل کو آگے آنے کا موقع ملے گا جو ملک کی تقدیر بدلنے کا کام سرانجام دے سکتی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے ووٹرز ایسے سچے اور کھرے لوگوں کا انتخاب کریں جو علاقائی ترقی اور علاقائی مسائل کے حل کے لئے موزوں ترین ہو اور حکومت شراکت میں طاقت کی اہمیت کو سمجھے اور بلدیاتی انتخابات ریگولر بنیادوں پر منعقد کروانے کے لئے مناسب قانون سازی کرے تاکہ ملک صحیح معانوں میں ترقی کی راہوں پر گامزن ہو سکے۔

بے لگام این جی اوز کو لگام

نان گورنمنٹ آرگنائیزیشن (NGO) کسی بھی ملک میں کسی بھی ناگہانی صورت حال میں وہاں کی گورنمنٹ کا ہاتھ بٹانے اور اس مشکل صورت حال سے اس ملک کو نکالنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں ملکی تاریخ کے سب سے بڑے اکتوبر 2008 زلزلے کے بعد ملک بھر میں ہونے والی تباہی کو کنٹرول کرنے کے لئے ان این جی اوز کا کردار کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے اس وقت حکومت نے ان این جی اوز کو جس طرح ملک بھر میں اپنے آپریشن آزادانہ طور پر سرانجام دینے کی سہولت دی وہ بھی سب کے سامنے ہے اور اس وقت کی صورت حال کے مطابق شاید اس وقت ضرورت بھی یہی تھی لیکن بعد ازاں وہی سہولت نا صرف پاکستانی عوام کے لئے بلکہ ملک کے لئے انتہائی مہلک صورت اختیار کر گئی جس طرح کی صورت حال بنی اس پر سب سے پہلے میڈیا نے آواز اٹھائی جو بعد ازاں پورے ملک کی آواز بن گئی اور حکومت کو اس بارے میں خصوصی ایکشن لینا پڑا جب اس پر سوچ بچار کی گئی تو پتہ چلا کہ دہشت گردی ، لاقانونیت اور دیگر کئی طرح کے مسائل کا مرکز و محور یہی این جی اوز بن رہی ہیں۔ وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان شاید اس بات کو اچھی طرح جان چکے تھے

کے اگر اس مرض پر بر وقت قابو نہ پایا گیا تو پھر ملک کو درست سمت میں لانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہو گا سو اس طرف خصوصی توجہ دی گئی بے شک بہت تاخیر کے بعد حکومت نے ملک میں کام کرنے والی این جی اوز کے حوالے سے ایک درست اور قابل عمل پالیسی وضع کی ہے اس سے قبل کسی قسم کی کوئی پالیسی نہ تھی اور این جی اوز اپنے اپنے ڈونرز کے ایماء اور فنڈز پر پاکستان میں آزادانہ کام کر رہی تھیں وہ کیا کر رہی ہیں یا کیا کروا رہی ہیں اس بارے میں ان کو کھلی چھٹی تھی کسی نے ان سے پوچھا تک نہیں کہ پاکستان کی سرزمین پر پاکستان کے مفادات کے خلاف کام کرنے ترغیب کس نے انھیں دی تھی چلیں جو دیر ہوئی سو ہوئی اب بھی شکر ہے کہ حکومت کو اس بارے میں خیال آ ہی گیا سو حکومت نے تین حصوں پر مبنی نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے وزیر داخلہ چوہدری نثار علی نے اس پالیسی کا اعلان کرتے کہا کہ این جی اوز کی رجسٹریشن کے معاملات وزارت داخلہ دیکھے گی بین الاقوامی این جی اوز کو حکومت کے ساتھ مفاہمت کی یادداشت پر دستخط کرنا ہوں گے این جی اوز حکومت کی اجازت کے بغیر فنڈز جمع نہیں کر سکتیں ان کے مقام کا دورانیہ تبدیل نہیں کیا جاسکے گا ان کے کام کی کڑی نگرانی ہو گی۔ تمام رجسٹریشن فارم آن لائن ملیں گے ان کی آن لائن درخواست پبلک پراپرٹی ہو گی کسی بھی این جی اوز کے خلاف کارروائی ہو گی تو وہ مشتہر ہو گی رپورٹس کے مطابق ملک میں بڑی بڑی نامی گرامی این جی اوز کسی اجازت کے بغیر ملک کے طول و عرض میں کام کر رہی ہیں پہلے این جی

اوزا اقتصادی امور ڈویژن کے ماتحت تھیں اس کی ذمہ داری تھی کہ ان کی مانیٹرنگ کرتا مگر کچھ نہ ہوا جس کی وجہ سے بہت سے مہلک اثرات سامنے آئے۔ جب سے یہ وزارت داخلہ کے زیر کنٹرول آئی ہیں ان کے معاملات کو ایک دائرے میں لانے کی کوشش کی گئی ہے غیر ملکی این جی اوز کو ملک میں تین سال تک کام کرنے کے لئے ایم او یو سائن کرنا پڑے گا، چھ ماہ کے اندر این جی اوز رجسٹریشن کے لئے درخواستیں دے سکتی ہیں ان کی مانیٹرنگ ہوگی جس علاقے میں کام کرنے کا معاہدہ ہوگا اس کی سرگرمیاں بھی اسی علاقے تک محدود ہونگی عالمی این جی اوز حکومت کی اجازت کے بغیر فنڈز اکٹھے نہیں کر سکیں گی جس مقصد کے لئے ویزا ہوگا وہی کام کرنا ہوگا ویزا تبدیل نہیں ہوسکے گا کسی قسم کی غیر قانونی سرگرمی کی اجازت نہ ہوگی کالعدم تنظیموں کے ساتھ رابطوں کی اجازت نہ ہوگی ایسا کرنے پر رجسٹریشن خود بخود منسوخ ہو جائے گی وزیر داخلہ نے این جی اوز کے حوالے سے جو پالیسی وضع کی ہے اس میں قومی مفادات کو زبردست تحفظ دیا گیا ہے ملکی تاریخ میں پہلی بار کسی نے اس اہم مسئلے کو نا صرف زیر بحث لایا ہے بلکہ اس کو ایک دائرے میں لانے کے لئے خصوصی اقدامات بھی کیے ہیں اگر یہ عمل ایک بار ریگولر ہو گیا تو بہت سے ایسے عوامل خود بخود ختم ہو جائیں گے جن سے ملک دشمن عناصر فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

بلاشبہ چوہدری نثار علی خان وہ واحد قومی لیڈر ہیں جنھوں نے مغربی اقوام کی

آنکھوں میں انکھیں ڈال کر ایک مشکل کام سر انجام دینے کی کوشش کی ہے اس سے پہلے جتنے بھی قومی لیڈر آتے رہے ہیں وہ تو مغربی اقوام کے ایک اشارے پر اپنی پالیسوں کو نا صرف تبدیل کرتے رہے ہیں بلکہ ان کے کہنے پر پالیساں بنتی اور ٹوٹتی رہی ہیں وفاقی وزیر داخلہ کے ایسے اقدامات کی بدولت شاید ماضی میں بے لگام ہونے والی ان این جی اوز کو لگام ڈالی جا سکے۔

کرپشن کے خاتمے میں میڈیا کا کردار

رشوت نے ہمارے ملک ، معاشرے کو کھوکھلا کر دیا ہے رشوت کا ناسور نا صرف ہمارے معاشرے کو کھوکھلا کر رہا ہے بلکہ اس نے معاشرے کو پستی کی جانب دھکیل دیا ہے کسی بھی ایک شخص کی انفرادی کوشش سے اس کا خاتمہ ناممکن ہے اس کے لئے اجتماعی کوششیں کرنے کی ضرورت ہے اس کو کامیاب تب ہی بنایا جا سکتا ہے جب تمام لوگ اس احتساب کو اپنے آپ سے شروع کریں تب اس کو ختم کیا جا سکتا ہے گزشتہ دور حکومت میں ہم نے کرپٹ ہونے میں اتنی ترقی کی کہ دنیا کہ کرپٹ ممالک میں پاکستان کا نام آنے لگا تھا جو ایک لمحہ فکریہ تھا لیکن حکمران چین کی نیند سوتے رہے وجہ کیا تھی ؟ وجہ یہ تھی کہ اس کرپشن میں سب سے زیادہ حصہ انھیں حکومتی وزیروں مشیروں کا تھا ادارے تباہی کے دھانے پر پہنچ چکے تھے ماضی میں اربوں کا منافع دینے ، والے ادارے زبوں حالی کا شکار تھے ریلوئے ، پی آئی اے اور سٹیل مل سب حکومتی بیل آوٹ پیکج پر زندہ تھے پاکستانی معیشت میں کمیشن اور ایجنٹ مافیا کا راج تھا اپنے کمیشن کی خاطر سینکڑوں کی چیز کو لاکھوں میں لینے یا دینے میں کوئی عار محسوس نہیں کر رہا تھا ایسا لگ رہا تھا کہ حکمران ہی اس ملک کے سب سے بڑے دشمن ہیں جو اسے شاید فروخت کرنے میں بھی کوئی شرم محسوس نہ کریں اس وقت کرپشن کا گراف انتہائی سطح پر پہنچ چکا تھا جو اب بدستور کم ہو رہا ہے

آج کے اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں روزانہ پانچ سے سات ارب روپے کی کرپشن ہوتی ہے اور یہ کرپشن تقریبا تمام جگہوں میں برابر ہوتی ہے ملک کے کئی ادارے اس حوالے سے بہت بدنام ہیں جن میں محکمہ مال، پولیس اور عدلیہ سر فہرست ہے گو کہ آج یہ کرپشن ماضی کی نسبت کم ہے مگر یہ بھی اگر دیکھی جائے تو بہت زیادہ ہے۔

ایسے کڑے میں ملک میں کرپشن کے خاتمے کے لئے قائم کیے جانے والے سب سے بڑے ادارے NAB نے اس لعنت کے خاتمے کا بیڑا اٹھایا اور ثابت کیا کہ اگر کسی گناہ کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے اجتماعی کوشش کی جائے تو اس کو ختم کیا جا سکتا ہے گزشتہ دنوں ہم نے بد عنوانی سے خاتمے کا عالمی دن منایا اس دن پوری قوم نے اس بات کا اعادہ کیا کہ ملک سے کرپشن کے خاتمے کے لئے ہر ممکن اقدامات کیے جائیں گے ہیں گو کو اپنے سیاسی حریفوں کو دبانے کے لئے استعمال کیا NAB کہ ماضی میں کچھ لوگوں نے سے کہیں بہتر کارکردگی دکھا رہا ہے جیسی کارکردگی NAB ماضی کے اس NAB مگر آج کا وہ واحد ملکی ادارہ ہے جو کرپشن کے سد باب کے لئے NAB ماضی میں دیکھی گئی تھی پاکستان سے کرپشن کے خاتمے کی علامت کے طور پر مانا NAB موثر اقدامات کر رہا ہے کی بھاگ NAB نے جب سے NAB کے اعلی حکام اور خصوصا ڈی جی NAB جاتا ہے کو ایک بار پھر کرپشن کے خاتمے کیلئے ایسا موثر ادارہ بنا دیا گیا ہے NAB دوڑ سنبھالی ہے جس کی ساکھ

میں ان لوگوں کے NAB سیاسی لوگوں کے انتقام کی نظر ہو چکی تھی انھوں نے آتے ہی خلاف جو کرپٹ تھے جو اختیارات سے تجاوز کر رہے تھے جنھوں نے لوگوں کی زندگی بھر کی جمع پونجیاں لوٹی تھیں بلا امتیاز سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر ریفرینس دائر کرائے کئی بڑی نجی ہاؤسنگ سوسائیٹیوں کے خلاف کاروائی کی گئی جن پر ہاتھ ڈالنے کو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا بہت سے کوپرائیٹیو ادارے جنھوں نے معصوم لوگوں کے اربوں روپے ہڑپ کیے ہوئے تھے ان کے خلاف بلا امتیاز کاروائی کی ساتھ ساتھ اس ادارے نے لوگوں میں وہ شعور بیدار کرنے میں بھی اہم کردار ادا کیا جس میں لوگوں کو یہ باور کرایا گیا کہ کم پیسوں سے زیادہ منافع حاصل کرنے کے بجائے بااعتماد لوگوں کے ساتھ کاروبار کیا جائے اور جب تک مکمل چھان بین نہ کر لی جائے کسی بھی ادارے یا جیسے اداروں کی سرمایہ کاری NAB سوسائیٹی میں انوسمنٹ نہ کی جائے۔ عوام بھی سے متعلق دی گئی ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے زیادہ منافع کی لالچ میں اپنی زندگی نے لوگوں میں کرپشن کے حوالے جس طرح کی مہمNAB جمع پونجی لٹوا دیتے ہیں آج شروع کی ہوئی ہے اس سے لوگوں کو اس لعنت سے بچنے میں کافی مدد ملے گے میڈیا کہ اگر اس مہم میں NAB ذریعے سے اس مہم کو زیادہ موثر اور کامیاب بنایا جا سکتا ہے صحافیوں کو بھی شامل کریں اور ان کو ایسی سہولیات مہیا کریں کے جس سے وہ معاشرے میں اور خصوصا علاقے میں ہونے والی کرپشن کو اعلیٰ حکام تک پہنچا سکیں تو اس مہم میں NAB اس کے کافی بہتر نتائج سامنے آ سکتے ہیں اگر

میڈیا اور خاص طور پر علاقائی صحافیوں کی مدد لے تو دور دراز کے علاقوں میں معصوم لوگوں سے ان کی زندگی کی جمع پونجی لوٹنے والوں کو قبل از وقت نا صرف روکا جا سکتا ہے بلکہ ان کو قرار واقعی سزائیں بھی دی جا سکتی ہیں کرپشن کے بارے میں موثر قانون سازی کرنے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ ان جرائم میں سزا بہت کم ہے جس کی وجہ سے وہ لوگ جو ان جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں بہت ہی کم عرصے میں جیل سے نکل کر دوبارہ اپنی سرگرمیاں شروع کر دیتے ہیں اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس پر قانون سازی کی جائے اور گرفتار ملزمان کا ٹرائل تیز اور اوپن کیا جائے تاکہ لوگ عبرت پکڑیں اور ساتھ، ساتھ اس مہم میں میڈیا اور خصوصا علاقائی صحافیوں کو بھی شامل کیا جائے تاکہ اس مہم کو کامیاب بنا کر ملک کو کرپشن کی لعنت سے پاک کیا جا سکے۔

جلد از جلد اختیارات کی منتقلی

اسلام آباد میں بلدیاتی انتخابات کا انعقاد بڑی کامیابی سے ممکن ہو چکا ہے ملک کی دونوں بڑی جماعتوں ن لیگ اور پی ٹی آئی نے تقریبا برابر برابر نمائندگی حاصل کر کے وفاقی دار لحکومت ایک دلچسپ صورتحال پیدا کر دی ہے پچاس یونین کونسلز میں کافی ناراض CDA چیئرمینوں کے انتخاب مکمل ہو چکے ہیں ایسے میں وفاقی ترقیاتی ادارہ نظر آ رہا ہے جسکے بہت سے ذیلی ادارے اب انھیں لوکل نمائندوں کو منتقل ہونے ہیں میں رہنے والے افسران اور ملازمین کافی بے چین ہیں یہ لوگ جو CDA ایسے میں کو ماضی میں سونے کی چڑیا سمجھتے تھے اب سفید ہاتھی سمجھ رہے ہیں یہی حال CDA ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے افسران کا ہے اور وہ ان لوکل نمائندوں کو کسی بھی قسم کے اختیارات یا انتظامی محکمہ جات دینے کے حق میں نہیں ہیں اور آئے دن اسلام آباد کے سرد موسم میں گرما گرم احتجاج کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اسلام آباد کا موسم دسمبر ہونے کے باوجود کافی گرم ہے اور اس احتجاج میں حکومتی خاموشی کچھ نئے خدشات کو جنم دے رہی ہے۔ حالانکہ الیکشنوں کے فوری بعد حکومتی نمائندوں نے میئر شپ کے لئے سب سے پہلے آزاد جیتنے والوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوششیں کی اور میئر شپ کے لئے ممکنہ اکثیرت حاصل کی اور نا صرف حاصل کی بلکہ میڈیا پر ان سب حضرات کو جنھوں نے ان کے ساتھ الحاق کا

اعلان کیا تھا ان کو بھی ساتھ بٹھایا اور بڑے وعدے اور وعیدوں کے ساتھ ساتھ بڑے ترقیاتی کام بھی کرنے کے اعلانات کیے گئے۔

اب خبر یہ ہے کہ CDA کی بیوروکریسی کو رام کرنے کے لئے لوکل نمائندوں کو ٹرک کی بتی کے پیچھے لگانے کے مترادف تقریبا دو سال تک لٹکایا جائے گا تاکہ جب تک دو سال پورے ہوتے ہیں تب تک حکومت کا وقت بھی تقریبا پورا ہو جائے گا اور جو کوئی بھی نیا آئے گا یہ اس کا مسئلہ ہو گا کہ وہ ان لوکل نمائندوں کو کتنے اختیارات دیتا ہے دوسرے لفظوں میں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ حکومت جو شروع سے ہی ان انتخابات کو منعقد کروانے کے حق میں ہی نہیں تھی سپریم کورٹ کے حکم پر انھوں نے یہ کڑوا گھونٹ تو پی لیا مگر اب لوکل نمائندوں کو کوئی اختیارات نہ دے کر وہ ثابت کرنا چاہیے گی کہ جب تک وہ نہ چاہیے کوئی کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ بلاشبہ جو آزاد امیدوار حکومتی جماعت کے ساتھ شامل ہوئے ہیں ان کا ایک ہی ویژن تھا کہ اس طرح حکومتی جماعت میں شامل ہونے سے وہ اپنے اپنے علاقوں میں زیادہ سے زیادہ ترقیاتی کام کروا سکتے ہیں جس کی اب ان علاقوں میں ضرورت بھی بہت ہے دوسری طرف دیہی علاقوں میں جس طرح ووٹرز نے مسلم لیگ ن کو ووٹ نہ دے کر حکومت کو یہ باور کرا دیا ہے کہ اب بغیر کسی تعمیر ترقی کے کوئی بھی امیدوار کچھ بھی نہیں ہوتا ساتھ ساتھ ماضی میں اپنی جماعت کے لئے قربانیاں دینے والوں کو پس پشت ڈال کر چاچے ، مامے

والوں کو اگر پارٹی ٹکٹ جاری کیے جائیں گے تو حکومتی جماعت کی سیاست کا جنازہ اسی دھوم سے نکلے گا جس طرح حالیہ بلدیاتی انتخابات میں نکلا ہے گو کہ مسلم لیگ ن کو حکومتی جماعت ہونے کا فائدہ ہوا ہے کہ آزاد لوگ اس میں شامل ہوئے ہیں مگر اس میں اکثیرت ان لوگوں کی ہے جن کے نظریات مسلم لیگ ن سے میچ نہیں کرتے ۔ایسے لوگ صرف عوامی خدمت کے جذبے سے اور علاقے کے ترقی کے لئے مسلم لیگ ن کے ساتھ شامل ہوئے ہیں ۔ حلقہ این اے 49کے جتنے بھی پڑوسی حلقے ہیں ان کی پوزیشن ترقیاتی کاموں کے حوالے سے زمین آسمان کا فرق ہے اور یہ فرق ہمارے ان عوامی نمائندوں کی وجہ ہے جنھیں حلقہ این اے 49کے عوام نے شاید مسلم لیگ ن کے نام پر ووٹ دیکر کامیاب کیا تھا جنھوں نے کامیابی کے بعد تقریبا ساڑھے سات سالوں پانچ سال پہلے اور اڑھائی سال اب اس عرصے میں صرف اور صرف دو سے تین چکر اپنے دیہی علاقوں کے لگائے ہوں گے اور ترقیاتی کاموں کو اگر دیکھا جائے تو ان علاقوں کی ترقی سے بہتر ترقی بلوچستان کے دور دراز علاقوں کی ہے۔ آج بھی اسلام آباد کے مضافاتی علاقوں میں بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں ، بجلی اور سڑک جیسی بنیادی سہولت میسر نہیں اور یہ صرف باتوں کی حد تک نہیں ہے بلکہ یہ آن دی ریکارڈ ہے اور ایم این اے صاحب جو اب خیر سے وزیر کیڈ بھی بن چکے ہیں اس طرف کوئی توجہ نہیں دے رہے اور اگر انھوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی تو جو ٹریلر عوام نے ان حالیہ بلدیاتی انتخابات میں انکو دیکھایا ہے اس کا ڈراپ سین آنے والے جنرل الیکشن میں ہو

جائیگا اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت لوکل نمائندوں کو جلد از جلد
یا دیگر کسی بھی ادارے کو اگر کوئی مسئلہ ہے تو اس CDA اختیارات تفویض کرئے اور
کا فوری طور پر ازالہ کیا جائے اور جلد از جلد قانون سازی کی جائے اور اس بابت بننے
والی کمیٹی کو چھ ماہ کا عرصہ دینے کے بجائے ایک دو ماہ کا وقت دیا جائے تاکہ وہ جلد
سے جلد اپنے کام کو نمٹاسکے اور جو باتیں میڈیا میں ہو رہی ہیں کہ ان نمائندوں کو
اختیارات دو سال تک مل سکیں گے اس بارے میں حکومت اپنی پوزیشن واضح کرئے
تاکہ جو ابہام موجود ہے وہ ختم ہو تاکہ وہ لوگ جو علاقے کی تعمیر ترقی کا ویژن لئے منتظر
ہیں ان کو علاقے کی تعمیر و ترقی کے موقع میسر آ سکیں۔

کیا کہیں اور کس سے کہیں

2013کے جنرل الیکشن ہوئے اس کے کچھ ہی عرصے کے بعد ملک میں نئی نمودار ہونے والی سیاسی طاقت پی ٹی آئی نے دھندلی کا شور مچانا شروع کیا جس کے بعد بہت سے لے دے ہوئی مجھ سمیت کئی لوگ اس بات کے قائل تھے کہ شاید اتنی دھاندلی ہوئی نہیں جتنا شور مچایا گیا مگر بعد ازاں دھرنے اور دھرنے کے بعد جو پی ٹی آئی کے کہنے پر چار حلقے کھولے گئے تو یہ بڑی حقیقت سامنے آئی کے جو بات پی ٹی آئی والے کہہ رہے تھے اس میں کافی حد تک سچائی تھی اور یہ سچائی اس وقت سامنے آئی جب ان حلقوں میں دوبارہ پولنگ کروائی گئی اور یہاں سے حکومتی جماعت جس مارجن سے اور جیسے جیتی وہ ساری دنیا کے سامنے ہے اور جہاں جہاں سے ہاری اتنے بڑے مارجن سے ہاری کے بات صاف ہو گئی کہ اس وقت کیا ہوا تھا ان چار حلقوں کی بات کی جائے تو یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اس وقت کچھ نہ کچھ ہوا ضرور تھا حلقہ 122 میں جتنے ووٹوں سے ن لیگ جیتی اور جس طرح مخالف پارٹی کے ووٹ دوسرے حلقے میں منتقل کروائے گئے وہ بات بھی واضح ہو چکی ہے اور دوسرے ضمنی الیکشن میں جس طرح لودھراں میں پی ٹی آئی امیدوار اور ووٹرز کے لئے مشکلات پیدا کی گئی اس میں نا صرف حکومت ملوث دیکھائی دی بلکہ اس میں الیکشن کمیشن کے حکام بھی واضح طور پر ملوث

دیکھائی دے رہے ہیں اس طرح اگر الیکشن کمیشن حکومت وقت کی طرف داری کرے گا تو جو بھی الیکشن ہوں گے وہ متنازعہ ہی تصور ہوں گے چاہیے ان کے لئے کوئی سے بھی اقدامات کر لیے جائیں ایک طرف جہانگیر خان جن کا انتخابی نشان بلے باز تھا اور دوسری طرف جہانگیر خان ترین جن کا انتخابی نشان بلا اگر کسی تیسرے اور غیر جانبد دار فریق سے بھی پوچھا جائے تو وہ بھی یہ بتا سکتا ہے کہ یہ وہی سیاست ہے جو ماضی میں ہوتی رہی ہے جس کی وجہ سے آج ہم باقی دنیا سے بہت پیچھے ہیں سیاست دان اسی وجہ سے معاشرے کے تمام طبقات میں سب سے زیادہ بدنام ہیں اس کی وجوہات ایسے ہی حالات اور واقعات ہیں جیسے لودھراں میں دیکھنے میں آئے ہیں اگر اس پر کوئی ن لیگ کا رہنماء یہ کہہ دے کہ جناب ہمیں تو پتا نہیں کہ کس طرح اس مخالف امیدوار کا نام اور نشان تقریبا ایک جیسا ہو گیا تو بات دل کو نہیں لگتی اس میں الیکشن کمیشن تو ذمہ دار بنتا ہی ہے ساتھ ساتھ حکومتی اراکین اور وزیر اعظم تک کی زمہ دار بھی بنتی ہے۔

ن لیگ عرصہ دراز سے سیاست میں ہے اور پی ٹی آئی تو ابھی اس کی عمر کے نصف میں بھی نہیں مگر جس طرح ریاست کا مقابلہ پی ٹی آئی کر رہی ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں اگر اس ملک میں فری اینڈ فئیر الیکشن ہو جائیں تو یقین جانیے لوگ ایسی جماعتوں کا جو الیکشن کمیشن پر اور بعد ازاں ریاستی مشینری کا استعمال کرکے لوگوں کا مینڈیٹ چوری کرتے ہیں ان کا ایسا صفایا کر دیں

گے جیسے حال ہی میں ہوتا نظر آ رہا ہے بات کریں اگر عمران خان کی تو وہ بلاشبہ پاکستان میں ایک ایسا سیاست دان ہے جو ملکی سیاست سے اس گند کو پاک کرنے کا کام کر رہا ہے جہاں اشرفیہ کی حکومت ہے جہاں ایک غریب کبھی بھی نہیں نیشنل اسمبلی کا ممبر نہیں بن سکتا اگر کوئی اپنی قسمت کے بل بوتے پر چلا بھی جائے تو اس غریب کے لئے کام کرنے نہیں دیا جاتا اور اس کو ایسے ٹریٹ کیا جاتا ہے جیسے ہندوؤں میں شودرں کو۔حکومتی جماعت جو اس وقت ملک کی سب سے بڑی جماعت ہونے کی دعوے دار ہے ایسی اوچھی حرکتوں کی وجہ سے کبھی بھی لوگوں کے دلوں کی دھڑکن نہیں بن سکتی اس سے اس کی مقبولیت کا گراف بڑھا نہیں بلکہ کم ہوگا کیونکہ اب لوگ باشعور ہو چکے ہیں وہ سیاست کی اونچ نیچ کو سمجھنے لگے ہیں کون تیس، تیس سال سے لگاتار حکومت کرکے بھی ہمارے ملک کے حالات بدلنے کی نوید سناتا رہتا ہے اور کون ہے جس نے پہلی ہی بار میں وہ کام کر دیکھایا جو وہ لوگ تیس، تیس سال میں نہ کرسکے اب وقت آگیا ہے کہ لوگ اس حق کے لئے آواز آٹھائیں جو حق ان سے انجانے میں چھینا جاتا رہا ہے سچ کو اگر کسی بھی طرح سے چھپا لیا جائے تو کبھی نہ کبھی وہ سامنے آ ہی جاتا ہے ایسے ہی اگر لوگوں کے حقوق کو غضب کر لیا جائے تو ایسا بھی وقت آتا ہے کہ لوگ ایک نہ ایک دن اپنے حق تک پہنچ ہی جاتے ہیں اب بھی وقت ہے ریاستی ادارے ملک کو درست ڈگر پر چلانے کے لئے اپنا وہ کردار ادا کریں جو ملکی آئین میں درج ہے کسی ایک جماعت کی طرف داری کرکے وہ ایک ایسا گناہ کبیرہ کر رہے ہیں

جس کا خمیازہ ہماری آنے والی نسلیں بھگتیں گی اس لئے ضرورت اس امر کی ہے ملکی کی سب سے بڑی عدالت اس بات کا نوٹس لے کہ یہ سب کیسے اور کیوں ہوا ہے جب ملک میں ایک ایسی فضاء قائم ہو چکی ہے کہ تمام ادارے اپنی حدود سے تجاوز نہیں کریں گے تو کیونکہ ایسے واقعات ملکی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں ایسے میں تو وزیر اعظم صاحب کو بھی ایکشن لینا چاہیے مگر وہ کیوں لیں گے لگتا تو ایسا ہی ہے کہ وہ اور ان کی پوری جماعت کو پی ٹی آئی سے شدید خطرات ہیں اس لئے ہر کام میں وہ ان کی سیاست سے کیڑے نکالتے نظر آتے ہیں مگر اپنی ہر خامی کو وہ خوبی بنا کر پیش کر رہے ہیں اگر ایسا ہی رہا تو پی ٹی آئی کے لئے اگلی بار وہ ٹارگٹ حاصل کرنا انتہائی آسان ہو جائے گا جو اس بار شاید ان سے کچھ دور ہو گیا ہے۔اس ہونے والی بے ضابطگیوں کے بارے میں عوام کیا کہیں اور کس سے کہیں

حالیہ ضمنی انتخابات میں اگر بات کی جائے الیکشن کمیشن کی تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ لاکھ کوشش کر لی جائے کہ ملکی ادارے غیر جانبدار ہو سکیں لاکھ کوشش کر لی جائے کہ حکومت غیر جانبدار ہو جائے مگر کیا کریں کہ ہم ایسے ملک میں رہتے ہیں جہاں سب بکتا نظر آتا ہے ملک صیح معانوں میں جب ہی ترقی کرے گا جب ہم لوگ ان بکاؤ لوگوں سے چھٹکارا حاصل کر لے گے ورنہ دوسری صورت میں ملک کو بنے آج پینسٹھ سال ہونے کو اگر مذید ایک سو پینسٹھ سال بھی لگے رہے

تو قائد اعظم کا وہ پاکستان نہیں بنا سکیں گے جس کا خواب علامہ اقبالؒ نے دیکھا تھا اور جسے عملی جامہ قائد اعظم نے پہنایا تھا مگر بعد ازاں کچھ ایسے لوگ ہم پر مسلط ہوگے جن کے مفادات میں اولین ترجیح ملک پاکستان نہیں تھا۔

حکمران طبقے کی روش پر وٹو کول

پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول زرداری کے پر وٹو کول کی وجہ سے ہلاک ہونے والی بچی کے لئے کون سا وہ دل تھا جو رویا نہ ہو کون سا وہ شخص تھا جس نے اس جان لیوا پر وٹو کول کی مزمت نہ کی ہو اس پر وٹو کول کی وجہ سے پاکستان میں ہر سال کئی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں بہت ہی کم کیسسز ایسے ہیں جو میڈیا کے ذریعے سے عوام تک پہنچتے ہیں زیادہ تر تو یوں ہی خود بخود اپنی موت آپ مر جاتے ہیں یہ پر وٹو کول آخر ہے کیا سادے الفاظ میں ہم اسے حکمران طبقے کی مغرورانہ روش کہہ سکتے ہیں اس کے بغیر کوئی حکمران اپنے آپ کو حاکم نہیں سمجھتا کیونکہ اگر وہ بغیر پر وٹو کول کے کہیں آئے جائے گا تو عوام کو کیسے پتا چلے گا کہ علاقے میں کوئی وزیر صاحب آئے بھی ہیں یا نہیں اور یہ ایسی لعنت ہے جس کی ایجاد کا سہرا سابق صدر مشرف پر ہوانے والے حملے کے بعد شروع ہوا اور باہم عروج سابق دور حکومت میں پہنچا جب وزراء صاحب اختیارات کے بجائے صرف اپنے لئے دس بیس گاڑیوں کا پر وٹو کول ضرور مانگتے تھے ایسے بھی واقعات ہماری تاریخ کا حصہ ہیں کہ کوئی وزیر موصوف صرف لوگوں کو دیکھانے کے لئے دوسری وزارتوں کی پر وٹو کول گاڑیاں بھی صرف اس لئے ساتھ لے کر جاتے رہے ہیں تاکہ علاقے میں ان کی طاقت کی

دھاک بیٹھ سکے اور ایسے لوگوں کے پروٹوکول کی وجہ سے جس طرح عام عوام کا حال ہوتا ہے وہ بھی ہم آئے روز دیکھتے اور سنتے رہتے ہیں جس کی ایک کڑی حالیہ کراچی والا واقع بھی ہے پروٹوکول یا سیکیورٹی حصار مانتے ہیں کہ ملکی کی اہم شخصیات کے لئے ضروری ہے مگر جس طرح اس کو ہر اس شخص کے لئے لازمی بنا دیا گیا ہے جس کو اس کی ضرورت ہی نہیں وہ غلط روش ہے یہ ملکی خزانے پر نہ صرف بوجھ بن رہا ہے بلکہ نمود ونمائش کی بدترین مثال بھی ہے عوام کے ٹیکسوں کے پیسے سے ایسے شاہانہ ٹھاٹھ غریب عوام کے دلوں پر چھریاں چلانے کی مترادف ہیں جن کا تدارک نا صرف وقت کی بلکہ ملک کی اہم ضرورت بن چکا ہے اب سوشل میڈیا کا دور ہے اس بے لگام گھوڑے کے آگے اگر کوئی ایسی ویسی بات آجائے تو اس کا رزلٹ بہت جلد سامنے آجاتا ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ملک کے لاکھوں نوجوان ہر وقت کسی نہ کسی ذریعے سے سوشل میڈیا جیسے فیس بک ، ٹویٹر اور دیگر ویب سائٹز کے ذریعے ایک دوسرے سے باہم منسلک ہو چکے ہیں کراچی کے سانحے کے بعد جس طرح پروٹوکول کے خلاف تحریک چلی اس کا اثر تو ہونا تھا اور اس کی سب سے پہلی جھلک نوجوانوں کی نمائندہ جماعت تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان کی جانب سے سامنے آئی تحریک انصاف کے سربراہ کی طرف سے پہلے بھی غیر ضروری پروٹوکول دینے کے خلاف بیانات سامنے آتے رہے ہیں تاہم بد قسمتی سے اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوا یہ پہلی مرتبہ ہے اس ضمن میں باقاعدہ طور پر اعلامیہ جاری کیا گیا ہے کراچی میں وزیر اعلیٰ سندھ اور

پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو کے پروٹوکول کے نتیجے میں ایک دس ماہ کی بچی کے انتقال کے بعد خیبر پختونخواہ کی حکومت نے تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان کے حکم پر صوبے میں پروٹوکول کا سلسلہ ختم کرنے کا اعلان کیاانہوں نے اعلان کیا کہ آج سے خیبر پختونخواہ میں وی آئی پی پروٹوکول کی وجہ سے ٹریفک نہیں رکے گی وزیراعظم اور وزیر اعلیٰ بھی خیبر پختونخواہ آئیں تو ان کے لئے ٹریفک نہیں رکے گی تحریک انصاف کے چیئرمین کا یہ کہنا کہ اگر کسی کو مرنے کا ڈر ہے تو اسے گھر سے نہیں نکلنا چاہئے بہت سے عوام کا ہمیشہ سے یہی مطالبہ رہا ہے کیونکہ اسی وی آئی پی پروٹوکول کے عادی ٹولے نے کراچی میں معصوم بسمہ کی جان لی ہم سب کو اس نظام کے خلاف متحد ہونا ہے ،

تحریک انصاف کے چیئرمین کا اعلان خوش آئند ہے اس سے پہلے خیبر پختونخواہ کی حکومت انہیں بھی غیر معمولی پروٹوکول دیتی تھی اس پروٹوکول پر پابندی وفاقی حکومت کی طرف سے لگائی جانی چاہیے تھی مگر اس میں پہل خیبر پختون خواہ نے کی جس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے بلاشبہ یہ فیصلہ عوام کی سہولت کی خاطر کیا گیا ہے تاکہ انھیں اہم شخصیات کے نقل و حمل کے دوران کسی قسم کی مشکلات کا سامنا نہ ہو اگر لیڈر نڈر بے باک اور صاف ستھرئے کردار کے مالک ہوں تو انھیں پروٹوکول یا سکیورٹی کے نام پر گاڑیوں کا لاؤ لشکر لے کر چلنے کی ضرورت نہیں ہے سڑکوں پر فرعونوں کی طرح شاہانہ ٹھاٹھ سے چلنا اور غیر معمولی پروٹوکول کی وجہ سے گھنٹوں ٹریفک کی بندش اخلاقیات اور قانون کے

منافی ہے مغربی ممالک میں وزیراعظم کسی غیر معمولی پروٹوکول کے بغیر عوام سے براہ راست ملنے اور بازاروں سے خریداری کرتے نظر آتے ہیں اس کے برعکس ہمارے بادشاہوں کی طرح حکمرانوں کے آنے سے پہلے ہٹو بچو کا شور ہوتا ہے ایک جمہوری اور مسلم ریاست میں اس قسم کے شاہانہ انداز اور پروٹوکول کا کوئی جواز نہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ وفاقی حکومت بھی پروٹوکول کا سلسلہ ختم کر دے وزیراعظم اور صدر مملکت کی آمد و رفت پر بھی ٹریفک بند نہیں ہونی چاہئے خیبر پختونخواہ کی حکومت نے پروٹوکول کا سلسلہ ختم کرنے کا جو اعلان کیا ہے تمام صوبوں اور وفاقی حکومت کو بھی اس کی تقلید کرنی چاہئے کیونکہ جو ملک پہلے ہی اربوں ڈالر کا مقروض ہو اس ملک کے حکمرانوں کو شاہانہ پروٹوکول قطعاً زیب نہیں دیتا۔

قومی تحفظ بذریعہ نیشنل ایکشن پلان

پاکستان میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی کی خاتمے کے لئے ملکی تاررخ میں پہلی بار دلجمعی سے آپریشن ہوااور اس کے دور رس نتائج قوم کے سامنے آئے ملک سے لاقانونیت کا خاتمہ ہوا ساتھ ساتھ ان لوگوں کے خلاف گیرا تنگ ہوا جنھوں نے دہشت گردی لاقانونیت کو بڑھنے کا موقع فراہم کیا اور بعد ازاں ایسے ایسے نام سامنے آئے جن کا ظاہر اور باطن اور تھا اور وہ لوگ جو ہم پر حکمرانی بھی کرتے رہے ہیں اور اندر ہی اندر وہ ملک کو کھوکھلا کرنے میں بھی مصروف عمل رہے ہیں ایسے لوگوں نے اپنے آپ کو اتنا امپاور کیا ہوا ہے کہ جب ان پر ہاتھ پڑا تو ملک کے کئی نامور لوگ ان کی پشت کے پیچھے کھڑے نظر آئے اگر ملکی اداروں کو آزادنہ تحقیقات کرنے کا موقع فراہم کیا جائے تو ایسے ایسے نام سامنے آئیں گے جنھیں عوام امن و اتشی کا مجسم سمجھتے ہیں ۔ نیشنل ایکشن پلان کے بارے میں تمام جماعتوں کا اتفاق تھا اور سب کا یہ واضح موقف تھا کہ اگر کسی بھی جگہ پر ان کی جماعت کا کوئی بھی کارکن ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہوا تو اس کے خلاف بلا امتیاز کاروائی کی جائے تو انھیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا اب جبکہ اس نیشنل ایکشن پلان کی وجہ سے بہت سے معاملات کافی حد تک بہتر ہو رہے ہیں اور دہشت گردی میں بہت حد تک کمی آئی ہے اور بہت سے لوگ سلاخوں کے پیچھے جا چکے ہیں ایسے میں

پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنماء نیشنل ایکشن پلان کو غلط رخ دینے کی کوشش میں ہیں ان کے بقول یہ وہ نیشنل ایکشن پلان نہیں جس پر سب متفق تھے یہ تو ن لیگ کا ایکشن پلان ہے یہ سراسر سیاسی انتقام ہے۔ لیکن جو وہ کہہ رہے ہیں عوام اس کی تائید کبھی نہیں کریں گے کیونکہ انھوں نے اپنے دور حکومت میں کیا کچھ کیا اس کا ادراک عوام کو خوب ہے سچ تو یہی ہے کہ کراچی کے ڈھائی کروڑ عوام نے نیشنل ایکشن پلان کے تحت آپریشن پر سکھ کا سانس لیا ہے اب اس شہر میں بڑی حد تک امن وامان قائم ہو چکا ہے تاجر برادری اور کاروباری حلقے بے حد مطمئن ہیں ٹارگٹ کلنگ بھتہ خوری اور اغواء برائے تاوان کی وارداتوں کا قلع قمع ہو چکا ہے دہشتگردوں کی کمر توڑ کر رکھ دی گئی ہے جبکہ بچے کچے دہشتگردوں اور ان کی مالی امانت کرنے والوں کے خلاف رینجرز کی کارروائی جاری ہے کراچی آپریشن کی کامیابیوں پر سندھ بالخصوص کراچی کے عوام خوشی سے پھولے نہیں سما رہے وزیراعلیٰ سندھ نے بھی اپنے متعدد بیانات میں کہا ہے کہ کراچی آپریشن بہت کامیاب رہا ہے اور جرائم پیشہ عناصر کے خلاف موثر کارروائیاں کی گئیں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ کون سے عوام ہیں جو نیشنل ایکشن پلان کو صوبوں کے خلاف سازش سمجھ رہے ہیں تحریک انصاف؟ مسلم لیگ ن؟ ایم کیو ایم؟ یا کوئی اور کوئی بھی تو نہیں بلکہ تمام جماعتوں نیشنل ایکشن پلان کی حمایت کی ہے اور کراچی آپریشن کی کامیابیوں کو سراہا ہے جس ایکشن پلان پر سب متفق تھے یہ اسی پر عمل ہو رہا ہے اس میں یہ واضح ہے کہ

دہشتگردوں کے سہولت کاروں کے خلاف بھی دہشتگردی ایکٹ کے تحت کارروائی ہوگی ان کی مالی مدد کرنے والے بھی اسی ایکٹ میں آتے ہیں۔جب تک ڈاکٹر عاصم کے خلاف کارروائی نہیں ہوئی تھی اس وقت تک سب کچھ ٹھیک تھا جوں ہی ان کے خلاف کارروائی شروع کی گئی نیشنل ایکشن پلان اور رینجرز کی کارروائیوں میں کیڑے نظر آنے لگے انکے ذاتی ہسپتال میں ٹارگٹ کلرز اور دہشتگردوں کا علاج کیا جاتا رہااور قانون کی نظروں سے پوشیدہ رہنے میں ان کی مدد کی گئی یہی نہیں ڈاکٹر عاصم کے خلاف کرپشن کے بہت سے معاملات بھی سامنے آئے محض ایک فرد کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے پوری سندھ حکومت حرکت میں آ گئی اگر رینجرز نے کوئی اقدام اپنے مینڈیٹ سے تجاوز کیا ہے تو سندھ حکومت یا ڈاکٹر عاصم جن کے لواحقین کے پاس اعلیٰ عدلیہ میں جانے کا آپشن موجود ہے لیکن عدلیہ کے پاس جانے کے بجائے میڈیا کے ذریعے عوام کو گمراہ کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں وزیر اطلاعات پرویز رشید نے بجا طور پر سوال اٹھایا ہے کہ پیپلز پارٹی نے اپنے دور میں نیشنل ایکشن پلان کیوں نہیں بنایا اور دہشتگردوں کے خلاف کیوں آپریشن نہیں کیا دانشمندی اور ملکی مفاد کا تقاضا یہی ہے کہ کراچی آپریشن کو منطقی انجام تک پہنچانے کے سلسلے میں سندھ حکومت رینجرز سمیت دیگر اداروں سے پہلے کی طرح اپنا تعاون جاری رکھے۔تاکہ ملک میں جاری دہشت گردی کا خاتمہ ممکن ہوسکے اور مسلح افواج کی بے پناہ قربانیوں کی وجہ سے جو آپریشن جاری ہے اس کو کامیاب و کامران بنایا جاسکے اور سیاسی لوگ جو پہلے

ہی عوام کی نظروں میں بدنام ہیں وہ اس نیشنل ایکشن پلان اور اس کے نتیجے میں ہونے والے آپریشن کو اپنے مقاصد کی تکمیل سے روک کر یہ ثابت کر رہے ہیں کہ وہ صرف اپنے لئے جیتے ہیں ملک و ملت کی ان کی نظر میں کوئی اوقات نہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ وفاقی حکومت تمام تر دباؤ کے باوجود اس مشن کو جاری رکھے جو ملک کے وسیع تر مفاد میں ہے اور جس سے پاکستان کی بقاء اور سلامتی مشروط ہے خدانخواستہ اگر اس موقع پر اس آپریشن کو نامکمل چھوڑ دیا گیا تو یہ ایک ایسا ناسور بن جائے گا جس کا علاج شاید پھر کبھی نہ ہوسکے۔ کیونکہ قومی تحفظ بذریعہ نیشنل ایکشن پلان سے ہی ممکن ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا آپشن وقت اور ملکی وسائل کے ضیاع کے سواء کچھ بھی نہیں ہے

۔

امت مسلمہ کے لئے پاکستان کا قائدانہ کردار

پاکستان اسلامی دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو ایٹمی طاقت ہے اور دنیا کا واحد ملک ہے جو ایک بہترین منظم اور مسلح افواج رکھتا ہے اس کی افواج کی خصوصیت یہ ہے کہ دنیا کی کسی بھی ملک سے بہتر اور دنیا کی جدید ترین ٹیکنالوجی سے لیس ہے مسلم ممالک کے لئے پاکستان ایسے بھائی کی حیثت رکھتا ہے جو کسی بھی مشکل وقت میں اپنے دیگر بھائیوں کی مدد کے لئے پہنچ سکے اسی لئے تمام مسلم ممالک کے ساتھ پاکستان کے دوستانہ اور برادرانہ تعلقات قائم ہیں ان مسلم ممالک میں ایران اور سعودی عرب اسلامی دنیا کے دو بڑے ممالک ہیں جن کا اثر دیگر کئی مسلم ممالک پر اپنی اپنی جگہ قائم ہے اور ان دونوں کے درمیان بد قسمتی سے کبھی بھی دوستانہ تعلقات قائم نہیں ہو سکے اور بعض طاقتوں نے ان کو ایک دوسرے کے قریب نہ آنے دیا ان طاقتوں کی پالیسی کا حصہ ہے کہ وہ کبھی بھی مسلم ممالک کو یکجا نہیں دیکھنا چاہتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ دنیا کی معدنی دولت (تیل) کا ایک بڑا ذخیرہ ان ممالک کی دسترس میں ہے جس کو استعمال کر کے یہ ممالک کچھ بھی کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ بات کی جائے اگر سعودی عرب کی تو سعودی عرب اور پاکستان ہمیشہ سے ہی ایک دوسرے کے بہت قریب رہے ہیں پاکستان کی خارجہ پالیسی میں سعودی عرب کو ہمیشہ امتیازی حیثیت حاصل رہی ہے اس کی بڑی وجہ ان مقدس

مقامات کا احترام ہے جو اس ملک میں ہیں شاید یہی وجہ ہے کہ پاکستانی سعودی عرب کو اپنا گھر سمجھتے ہیں اور اس کی حرمت اور تقدس کو اپنا اولین فریضہ سمجھتے ہیں اسی لئے پاکستان نے ہمیشہ اس چیز کی مخالفت کی جس نے سعودی عرب سے مخالفت کی۔اسی طرح ایران بھی پاکستان کا ہمسایہ اسلامی ملک ہے اور پاکستان کے ساتھ ایران کے ہمیشہ سے ہی دیرینہ تعلقات رہے ہیں ایران نے ہر مشکل گھڑی میں میں پاکستان کی نا صرف سفارتی بلکہ مالی امداد بھی کی پاک بھارت جنگوں کے دوران بھی ایران نے پاکستان کی ہر طرح سے مدد کی اور جب کبھی ایران پر مشکل وقت آیا پاکستان نے اس کی دل کھول کر امداد کی یوں پاکستان اور ایران بھائی چارے کے اس عظیم رشتے میں بندھے نظر آتے ہیں جو دو سگے بھائیوں کے درمیان ہوتا ہے۔ حال ہی میں خلیجی ممالک میں ہونے والی تبدیلیوں نے پاکستان کی اہمیت کو دو چند کر دیا ہے سعودی عرب اور ایران کے درمیان پیدا ہونے والی کشیدگی کو پاکستان ختم کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے کیونکہ پاکستان وہ واحد اسلامی ملک ہے جسکے ان دونوں کے ساتھ گہرے روابط ہیں اگر ان روابط کو استعمال کیا جائے تو یقینا پیدا ہوانے والی کشیدگی کو نا صرف ختم کیا جا سکتا ہے بلکہ دیگر خطے کے ممالک و کو تحفظ بھی فراہم کیا جا سکتا ہے اب تو پاکستان سعودی عرب کی سربراہی میں بننے والے اتحاد میں شامل ہو چکا ہے اور پاکستان کو اس اتحاد میں ایک بڑی اور واضح پوزیشن دی گئی ہے شاید یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب کے بڑے رہنماء پاکستان کی رضا مندی کے

لئے کئی بار پاکستان آ چکے ہیں چونکہ پاکستان واحد اسلامی ایٹمی پاور ہے اور اس کی اس اہمیت کو کبھی بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اسی وجہ سے اسلامی مملکت میں اسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے بعض عناصر کی جناب سے ایران کو یہ منفی تاثر دیا گیا کہ ہے پاکستان خدانخواستہ اس کی سالمیت کے خلاف ہے اس میں ان کالعدم جماعتوں کا بھی بہت تعلق ہے جو ایران نواز سمجھی جاتی ہیں اور جو خطے میں ابھارتی بالا دستی کے لئے کام کر رہی ہیں اب چونکہ ایران اور سعودی عرب ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے ایسے میں پاکستانی قیادت کی طرف سے اٹھائے جانے والے اقدامات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ پاکستان ان دونوں میں بہتر تعلقات کا خواہش مند ہے پاکستان اس مشکل صورت حال میں ایران اور سعوی عرب دونوں کے لئے کسی ایسے رابطہ کار کا کام سر انجام دے سکتا ہے جو خطے کو اس کشیدہ صورت حال سے نکال سکے کیونکہ مغربی اقوام یہ چاہتی ہیں کہ یہ دونوں ممالک تصادم کی سطح تک چلیں جائیں تاکہ کسی بھی مسلم ملک میں وہ طاقت نہ رہے کہ وہ دنیا کے دیگر ممالک ہم پلہ آ سکے اس لئے مغربی ممالک ایک طرف تو ایران کی پشت پناہی کر ہی ہیں اور دوسری طرف وہ سعودی اتحاد کا ساتھ دینے میں پیش پیش ہیں اب جبکہ اس خطے کی صورت حال سب کے سامنے ہے اور وہاں پر ہونے والی تبدیلیوں کا براہ راست خطے کے ان ممالک کے لئے جو کافی مضبوط ملک ہیں کے لئے بڑا خطرہ نظر آ رہا ہے ایسے میں پاکستان کی طرف سے اس کشیدگی کو ختم کرنے کے لئے جو اقدامات کیے جا رہے ہیں

وہ قابل ستائش ہیں اب کی بار پاکستان کے امت مسلمہ کو یکجا کرنے کے لئے جو اقدامات اٹھائے ہیں اور جس طرح کا کردار پاکستانی قیادت نے ادا کیا ہے وہ باقی دنیا کے لئے قابل ستائش ہے کیونکہ پاکستان بخوبی جانتا ہے کہ امت مسلمہ اگر جنگ و جدل کی لپیٹ میں آ گئی تو خدانخواستہ امت مسلمہ کے لئے بہت زیادہ نقصان ہے اور جس کا خمیازہ آنے والی نسلیں کی سالوں تک بھگتیں گی ایسے میں ان دو اسلامی ممالک کے درمیان کشیدگی کو ختم کروانے کے لئے پاکستان قائدانہ کردار ادا کر رہا ہے پاکستان کی اس کوشش کو تمام امت مسلمہ قدر کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے۔

عوامی ایندھن نایاب

دور حاضر میں انسان کی بنیادی ضروریات بھی بڑھ گئی ہیں ان بنیادی ضروریات میں گیس وہ واحد ضرورت ے جس کا استعمال ماضی کی نسبت زیادہ ہو گیا ہے اور اس کی مقدار میں اضافہ نہ ہونے کی وجہ سے آج ملک کے شہریوں کی صورت حال ابتر ہو رہی ہے اس کی ایک وجہ سردی اور دوسری وجہ اس ملک میں گیس کے استعمال کے لئے کوئی پالیسی نہ ہونا بھی ایک بڑا فیکٹ ہے اگر اس وقت کی حکومت بھی آنے والے بحرانوں کو ذہن میں رکھتی تو آج یہ صورت حال نہ ہوتی اب جبکہ سی این جی ایک عام آدمی کا ایندھن بن گیا ہے سی این جی کے فروغ کے لئے جب مہم چلائی جا رہی تھی تو اس وقت کوئی ایسی پالیسی نہیں بنائی گئی کہ کل کلاں کو جب اس کے ذخائر کم ہوں گے تو لوگوں کی ضروریات کہاں سے پوری ہوں گی اور اس وقت جب ہر چھوٹی سے لیکر بڑی صنعت کو اس پر منتقل کیا جا رہا تھا اس وقت بھی یہ کسی نے نہیں سوچا کہ کیا ہو گا پتا تب چلا جب عوام سڑکوں پر اور انتظامیہ غائب ہو چکی تھی محکمہ اپنی زمہ داری وزیروں مشیروں پر اور وزیر مشیر اپنی زمہ داری افسران پر ڈالتے نظر آتے ہیں گیس کو اتنا مہنگا کر دیا کہ عوام اس کو حاصل کرنے کے لئے ترسنے لگے ہیں سوال یہ ہے کہ اس وقت حکومت کہاں تھی جب ہر چیز کو سی این جی پر کنورٹ کیا جا رہا تھا حکومت کو نہیں پتا تھا کہ ہمارے گیس کے ذخائر محدود

ہیں اور کل کو انھوں نے کم یا ختم بھی ہو جانا ہے لیکن یہاں ڈنگ ٹپاؤ پالیسی پر عمل کیا جاتا ہے کہ وقت گزارو آگے کی دیکھی جائے گی کچھ لوگوں کا خیال ہے حکومت میں بیٹھے ہوئے سرمایہ داروں نے ایل این جی اور ایل پی جی میں کمیشن کی خاطر یہ فیصلہ کیا ہے جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ گیس کہ یہ ذخائر کافی ہیں لیکن کچھ مخصوص عناصر اپنے مفادات کی خاطر عوام کو قرنامی کا بکرا بنا رہے ہیں اور اپنے کمیشن کی خاطر عوام کو ذلیل کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں موجودہ حکومت نے مختلف شعبوں کو گیس کی فراہمی کے لیے اپنی نئی ترجیحاتی پالیسی کا اعلان کیا ہے جس میں اولین ترجیح گھریلو اور تجارتی صارفین کو جبکہ سب سے کم تر ترجیح گاڑیوں میں گیس کے استعمال کو دی گئی ہے گیس پیدا کرنے کے لحاظ سے پاکستان دنیا کا ستائیسواں بڑا ملک ہے جبکہ گاڑیوں میں گیس استعمال کرنے کے اعتبار سے سب سے بڑا ملک ہے 'دنیا گیس پر صنعتیں چلاتی ہے اور ہم گاڑیوں میں گیس جلاتے ہیں سی این جی سے جہاں شہریوں کو پٹرول اور ڈیزل کے مہنگے نرخوں کی نسبت سستا ایندھن فراہم ہوتا ہے وہاں ماحولیاتی آلودگی سے بچنے میں بھی مدد ملتی ہے انیس سو ستانوے میں جب گاڑیوں میں گیس استعمال کرنے کی پالیسی کو فروغ دیا گیا اس وقت کراچی ،لاہور اور راولپنڈی جیسے شہروں کی میں فضا آلودگی بہت زیادہ ریکارڈ کی گئی تھی جبکہ آج کراچی ،لاہور راولپنڈی میں فضائی آلودگی کی صورتحال بہتر ہے تو وہ سی این جی کی وجہ سے ہے اور اب صورتحال خراب ہو گئی ہے یہ صورت حال ماحول کی

خرابی کا باعث بنے گی پاکستان پیٹرولیم انسٹی ٹیوٹ کی حالیہ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں سنہ دو ہزار پچیس تک گیس کی قلت پچھہتر فیصد ہو سکتی ہے کیونکہ گیس کی پیداوار میں کمی ہو گی اِس وقت پاکستان میں گیس کی پیداوار تقریباً چار ارب کیوبک فٹ ہے جو سنہ دو ہزار پچیس میں ایک ارب کیوبک فٹ رہ جائے گی اور اگر حکومت نے گیس کی چوری روکنے اور گیس درآمد کرنے کا فوری انتظام کرنے کا انتظام نہیں کیا تو گیس کا بحران بد سے بدتر ہوتا جائے گا جو کہ مہنگائی کا ایک ایسا طوفان لانے کا پیش خیمہ ہو گا جس سے ملکی معیشت کا برا حال ہو سکتا ہے کیونکہ آج کل مال برداری کے لئے اور پبلک ٹرانسپورٹ کے لئے گاڑیوں میں سی این جی استعمال کی جا رہی ہے اور اگر اب دوبارہ سے گاڑیوں کو پیٹرول یا ڈیزل پر کنورٹ کیا گیا تو اس سے نا صرف ٹرانسپورٹرز کو نقصان ہو گا بلکہ ماحولیاتی آلودگی میں اضافے کا سبب بھی بنے گا ضرورت اس امر کی ہے کہ پیٹریولیم کے شعبے کی افادیت کو دیکھتے ہوئے اس کی بھاگ دوڑ کسی غیر جانبدار شخص کو دی جائے جو بہتر سے بہتر پالیسی بنائے اگر ایسا نہ ہو سکا تو کمیشن مافیا عوام کی جیبوں پر یوں ہی ڈاکہ ڈالتے رہیں گے اور عوام ماضی کی طرح لٹتے رہیں گے اور اگر اس بحران پر قابو پانا ہے تو جب تک نئے زخائر یا ایران سے گیس درامد کرنے کا منصوبہ مکمل نہیں ہو جاتا نئے گیس کنکشن چاہے وہ گھریلو ہوں یا صنعتی پر پابندی ہونی چائے تاکہ جاری بحران کو اور زیادہ شدید ہونے سے بچایا جائے اور پاک ایران گیس منصوبے کو اور زیادہ تیز کیا

جائے تاکہ اس بحران پر قابو پایا جاسکے اور نایاب ہوتے ہوئے عوامی ایندھن کو عوام
کی پہنچ میں لایا جاسکے ۔

پی آئی اے کو بچانا ہوگا

ایسی لاجواب ایئر لائن تھی جس میں دنیا کے بڑے لوگ سفر کرنا PIA ماضی میں اپنے لئے اعزاز سمجھتے تھے دنیا کے مہنگے ترین شہروں میں اس کی کروڑوں ڈالرز کی املاک تھیں جو اب بھی موجود ہیں اس کے پاس دنیا کے سب سے جدید طیارے تھے جو اب شاید ہی ہوں اس کی پائلٹوں اور دیگر عملے کی فنی مہارت کی دنیا معترف تھی پھر پھر ہوا یوں کہ یہ ادارہ ہمارے نااہل اور کام چور لوگوں کے ہاتھ چڑھا اور انھوں نے، اسکو تختہ دار تک پہنچا دیا اس کو ریورس گئیر لگا دیا گیا رہی سہی کثر سیاسی بھرتیوں نے پوری کر دی اور کرتے ، کرتے وہی ادارہ جو دنیا میں کئی ایئر لائیوں کے بنوانے میں اہم رہا تھا خود اپنے لئے امداد اور فنڈز مانگنے لگا اور کرتے، کرتے اس ادارے کا منافع خسارے میں بدل گیا اور آج اس کو ملک کے لئے سفید ہاتھی کہا جا رہا ہے۔ میرا حکمرانوں سے اور پالیسی سازوں سے سوال ہے کہ اگر یہ ادارہ ملک پر تین سو ارب کا بوجھ ہے بقول ان کے تو ملک جو کھربوں ڈالرز کا مقروض ہے اس کا کیا، کیا جائے کیا ملک کی نجکاری بھی کی جانی چاہیے؟ یہ فتویٰ کون دے گا اس سوال کا جواب ڈھونڈنا بہت کی بہتری کے لئے نہیں بلکہ اس کی ملکیت میں نجی PIA مشکل ہے حکمرانوں کی نظریں ،املاک پر ہیں جو کھربوں ڈالرز کی ہیں یہی وجہ ہے کہ ماضی میں باکمال لوگ

آج کل نجکاری کی زد میں ہے جس کے بچ PIA لاجواب سروس کا دعوی کرنے والی جانے کے امکانات صفر ہیں دوسری طرف ملازمین ہیں جنھیں اپنے مستقبل کی فکر ہے اور دیگر پروائیویٹ ہونے والے اداروں کے ملازمین کو PTCL کیونکہ وہ اس سے پہلے کی نجکاری کرنے کے فیصلے کی بڑی وجہ خسارہ بتایا جاتا ہے نجکاری کا PIA دیکھ چکے ہیں تصور بنیادی طور پر برا نہیں مگر دنیا بھر میں نجکاری کے دوران شفافیت کو یقینی بنایا جاتا ہے شفافیت میں یہ بھی شامل ہے کہ پہلے بین الاقوامی شہرت کی حامل فرم متعلقہ اداروں کا حساب کتاب اور ریکارڈ دیکھ کر فیصلہ کرے کہ کون کون سے ادارے ریاست کو حقیقی معنوں میں منافع دے رہے ہیں اور کون سے ادارے خسارے میں ہیں؟ کیا ان خسارے والے اداروں کی نجکاری کی ضرورت بھی ہے یا نہیں؟ نجکاری سے پہلے ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے کرپشن کو ختم کرکے، مینجمنٹ کو صاف شفاف بنا کر اور اُس کے انتظامات کو بہتر بنا کر اس نقصان میں جانے والے ادارے کو قابل منافع بنایا جائے جب منافع کے حصول کے تمام امکانات ادارے سے ختم ہو جائیں، سو فیصد شفافیت، دیانتداری لا کر بھی کسی ادارے کو ریاست کی ملکیت میں قابل منافع نہ بنایا جاسکے تو اُس کو نجکاری کے لئے پیش کرتے ہیں۔ لیکن پاکستان میں گنگا الٹی بہتی ہے یہاں یہ صورت حال نہیں دیکھی جاتی بلکہ مجھے کتنا فائدہ ہو گا یہ دیکھا جاتا ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں 1990 سے لے کر 2015 تک 170 قومی ادارے تقریبا ارب روپے میں فروخت کئے گئے 500

ہیں ایشیائی ترقیاتی بنک کی ایک رپورٹ کے مطابق ملک میں نجی ملکیت کو دیئے گئے 45 فیصد اداروں کی کارکردگی ویسی کی ویسی ہی ہے جیسے پبلک سیکٹر میں تھی۔ 35 فیصد ادارے پہلے کی نسبت خراب کارکردگی دکھا رہے ہیں جبکہ نجی ملکیت میں دیئے گئے صرف 20 فیصد ادارے پہلے سے بہتر کام کر رہے ہیں۔ تاہم ابھی تک ایسے اعداد و شمار منظر عام پر نہیں آئے کہ حکومت نے آج تک جتنے ادارے نجی شعبے کے حوالے کئے ان سے حاصل ہونیوالی کتنی رقم سے کتنے غیر ملکی قرضے ادا ہوسکے ہیں لیکن ایک سادہ حقیقت یہ ہے کہ تمام تر نجکاریوں کے باوجود پاکستان کے بیرونی اور اندرونی قرضوں خسارے میں گیا کیوں اس بات پر کبھی کسی نے PIA میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ نہیں سوچا بس نجکاری، نجکاری، نجکاری کی رٹ لگانے والے ہمارے ہر دور کے حکمران اسکو اپنے تھوڑے سے فائدے کے لئے قربان کرنے پر تلے ہوئے ہیں ہونا تو یہ چاہیے کے خسارے کے اسباب کیا ہیں؟ جب PIA کہ پہلے نجکاری کیشن یا کمیٹی تعین کرتی کہ اسباب کا تعین ہو جائے پھر اگلا مرحلہ ہے کہ اُن کے ازالے کی کاوشیں ہوئی ہیں یا نہیں؟ حکومت نے تو اقتدار میں آنے کے بعد ان اسباب کو ختم کرنے کی کوشش ہی ٹھیک ٹھاک کماکے PIA نہیں کی بلکہ آتے ہی نجکاری کا فیصلہ کرڈالا تھا ایک زمانے میں دیتا رہا ہے اور آج بھی دے سکتا ہے اگر اس کو منافع کمانے دیا جائے تو؟ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت اداروں کی نجکاری کرنے کے بجائے ان اداروں میں میرٹ کو یقینی بنائے اور اداروں میں ایسے سربراہ لگائے جائیں جو اداروں کو

IMF بہتر کریں اس کے لئے مناسب بندوبست کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور ملک کو کے چنگل سے چھڑانے کے لئے اس سے قرضہ لینے اور ان کی خواہشات کی تکمیل کے لئے ملکی اداروں کو بیچنا کوئی دانشمندی نہیں ساتھ ،ساتھ جن اداروں کی نجکاری ہوئی ہے ان کے ملازمین کے حقوق کا تحفظ حکومت کی اولین ترجیح ہونی چاہے ملکی سطح پر جس طرح اداروں کی اونے پونے داموں سیل جاری ہے ایسے تو ملک کے پاس کچھ بھی نہیں بچے گا بلکہ جو ادارے ملکی خوشحالی کا آئینہ دار ہیں ان کے ملازمین میں بھی بدلی پھیل جائے گی یوں ملکی ترقی کا پہیہ رک جائے گا ورنہ دوسری صورت میں ہم ایک ایک کرکے تمام اہم ملکی ادارے اپنی نااہلیوں کی وجہ سے کھو دیں گے۔

اقتصادی رہداری اور گوادر پورٹ روشن پاکستان کی ضمانت

گوادر پورٹ پاکستان کی مضبوط معیشت کی ضمانت سمجھا جاتا ہے اور اس میں کوئی دو رائے بھی نہیں ہیں کہ گوادر پورٹ پاکستان کی مضبوط معیشت کی ضمانت ہے اسی گوادر سے جڑے ہوئے منصوبے اقتصادی رہداری کی بدولت آنے والے چند ہی سالوں میں پاکستان صحیح معانوں میں ایشاء کا ٹائیگر بننے جا رہا ہے پاک چائینہ اقتصادی رہداری کی بدولت پاکستان میں ترقی و کامرانی کا ایک نیا دور شروع ہوگا چائینہ نے پاکستان میں تاریخ کی بڑی سرمایہ کاری اس لئے کی ہے کہ پاکستان اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے اس کے لئے بنایا جانے والا روٹ پاکستان کے تمام علاقوں کے لئے ترقی کے یکساں مواقع پیدا کرنے کی امید ہے ہاں البتہ بعض علاقوں اور سیاسی جماعتوں کی طرف سے کچھ تحفظات ہیں جنھیں بہت جلد دور کر لیا جائے تو بہت بہتر ہوگا اگر یہ روٹ کامیابی سے مکمل ہو جاتا ہے تو پاکستان خطے کی ایک عظیم تجارتی منڈی بن کر ابھرے گا یہی وہ نقطہ ہے جہاں پاکستان دشمن قوتوں کے پیٹ میں مروڑ اٹھتے ہیں چاہے وہ دشمن قوتیں ہماری ہمسایہ ہوں یا دیگر مغربی اقوام سے لیکن سب سے زیادہ تکلیف بھارت کو ہے کیونکہ بعض غیر ملکی طاقتیں خطے میں بھارت تسلط کی پس پردہ حمایت کرتی ہیں اور اس کو آگے لانے کے لئے ہر وہ اقدام کرتی ہیں جس سے پاکستان کی تجارت یا پاکستان کی معیشت کو خطرہ ہو خود

بھارت بھی اس مخمصے میں مبتلا ہے کہ شاید وہ علاقے کا ٹھیکیدار ہے۔ چین پاکستان کا لازوال دوست ہے چین نے پاکستان کا ہر مشکل وقت میں ساتھ دیا اور اسی نے اس منصوبے پر عملی کام کا آغاز کیا اور ایک دیرینہ دوست کی حیثیت سے ساتھ دینے پر پورٹ بہت جلد اپنی تکمیل کو پہنچی یہ سب پاکستان چائینہ سچی دوستی کا واضح ثبوت تھا گوادر بلوچستان کا ایک غیر ترقی یافتہ خطہ ہے جس کی ساحلی پٹی کافی وسیع و عریض ہے اور اپنی خاص اہمیت کی حامل ہے یہاں کے باشندے مچھلی کے شکار سے اپنا گزر بسر کرتے تھے لیکن جب سے گوادر پورٹ مکمل ہوئی ہے تب سے ان کی زندگی میں ایک نئی روشنی آئی اور انھوں نے ترقی کی طرف اپنا سفر شروع کر دیا ہے بعض غیر ملکی طاقتوں کا اس خطے کو ایک بڑی پورٹ مل جانے پر بڑا دکھ ہوا کیونکہ اس طرح پاکستان میں ایک فعال اور مذید بین الاقوامی پورٹ کے بن جانے سے انھیں اپنے مفادات پر کاری ضرب لگتی محسوس ہو رہی تھی اور وہ نہیں چاہتے تھے پاکستان اس پورٹ کی تعمیر کرکے وسط ایشیائی ریاستوں تاجکستان ، ازبکستان ، ترکمانستان اور پڑوسی ملک افغانستان کو تجارت کے لئے ایک نسبتا ایک کم فاصلے کا روٹ مہیا کرے اور وہاں کی ایک بہت بڑی منڈی کا ٹھیکیدار بن جائے کیونکہ ایسا کرنے سے پاکستان کے ساتھ ان وسطء ایشیائی ریاستوں کی تجارت کا فروغ پانا ان ممالک کے لئے ناقابل برداشت ہے دوسری اہم وجہ گوادر پورٹ کو ملک کے دوسرے علاقوں سے منسلک کرنے کے لئے مضبوط اور محفوظ انفراسٹکچر کا نہ ہونا بھی شامل تھا

گہرائی سے اگر دیکھا جائے تو وسط ایشیائی ریاستوں تاجکستان ، ازبکستان ، ترکمانستان اورپڑوسی ملک افغانستان کی منڈی سے پاکستان اتنا زیادہ فائدہ حاصل کر سکتا ہے جو کہ پاکستان کی یورپی اور مغربی ممالک سے ہونے والی تجارت سے کئی گنا زیادہ ہو گی کیونکہ وسط ایشیائی ریاستوں تاجکستان ، ازبکستان ، ترکمانستان اورپڑوسی ملک افغانستان وغیرہ قدرتی نعمتوں سے مالا مال ہیں اور یہ علاقے سمندر سے دور ہونے کی وجہ سے اپنے سامان کی تجارت کے لئے گوادر کو استعمال کرنا چاہتے ہیں جس کا بڑا فائدہ پاکستان کو ہونا ہے جس کی وجہ سے پاکستان میں معاشی سرگرمیاں اور زیادہ تیز ہوں گی اسی تناظر میں پاکستان اور چائینہ کے درمیان ہونے والے عظیم رہداری منصوبے سے اگر پھرپور طریقے سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے تو پاکستان کی ترقی کی نئی راہیں کھلیں گی اور ایک بہت بڑی منڈی پاکستان کے ہاتھ لگ جائے گی اور اس منصوبے کے تحت بننے والے اقتصادی زونز پاکستان کو ترقی کی ان عظیم، منزلوں تک پہنچانے میں مددگار ہوں گے جن کے خواب ہمارے بڑوں نے دیکھے تھے ۔ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت اس منصوبے میں بننے والی رکاوٹوں کے مذاکرات کے ذریعے دور کرئے اور روٹ کو ایسے طریقے سے مکمل کرئے کہ کسی بھی سیاسی جماعت کا کوئی اندیشہ باقی نہ رہے اس طرح ان علاقوں کو بھی اولین ترجیح دی جائے جو کم ترقی یافتہ ہیں اور اس روٹ میں مجوزہ ہونے والی تبدیلوں کو تمام جماعتوں کی باہمی مشاورت سے مکمل کیا جائے اور کسی بھی صور ت ایسی صورت حال نہ بننے دی جائے

کہ یہ منصوبہ بھی کالا باغ ڈیم طرح متنازعہ ہو جائے بلا شبہ گوادر پورٹ اور اقتصادی رہداری جیسے منصوبوں سے پاکستان کی آنے والی نسلوں کا روشن مستقبل جڑا ہے۔اور اقتصادی رہداری اور گوادر پورٹ روشن پاکستان کی ضمانت ہیں۔

کرپشن فری مگر کیسے

کسی بھی ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کرپشن بنیادی عنصر ہوتا ہے اسی کرپشن کو ختم کرنے کے لئے نیب کا قیام عمل میں لایا گیا تھا لیکن بعد ازاں سیاسی جماعتوں کی آپس کی ناچاکیوں کی وجہ سے اسے دوسروں کے خلاف انتقامی کاروائیوں کے لئے استعمال کیا گیا نتیجہ کے طور پر نیب کی ساکھ بری طرح متاثر ہوئی اب اس ادارے کی بدولت کرپشن پر کافی حد تک قابو پایا جا چکا ہے پچھلے کئی سالوں سے نیب ملک میں کرپشن کے خاتمے میں اپنا کردار بخوبی انداز میں ادا کر رہا تھا کہ اچانک سے حکمران جماعت کو اس سے شکایت پیدا ہو گئی اور اس کی وجوہات کا تعین ابھی نہیں ہو سکا البتہ اتنا پتا ضرور چلا ہے کہ نیب کے غیر جانبدارانہ احتساب ریفرینسز کی زد میں آخر کو حکومتی ڈونرز بھی آنے لگے تھے پہلے تو صرف اپوزیشن جماعتوں کو اس سے شکایات تھیں مگر جب غیر جانبداری حد سے بڑھی تو کئی ایک لوگوں کی چیخیں پاکستانی عوام نے بھی سنی اب وہ لوگ ایسے تھے جن کو حکومتی ڈونرز بھی کہا جائے تو کچھ قیاس نہیں سو حکمران جماعت کی طرف سے ایک ایسی سٹیٹ منٹ سامنے آئی کے جیسے حکومت کہہ رہی ہو کہ نیب کے پر کاٹنے ہی پڑیں گے سو وہی ہوا کہ ایک بار پھر کرپٹ ٹولا خوشی منا رہا ہے اور کرپشن سے پاک معاشرہ پریشان حال اپنے ہی آقاؤں کی طرف ایسے دیکھ رہا ہے پاکستان کے عوام اور تمام سیاسی

جماعتوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ملک میں بلا تفریق احتساب ہونا چاہیے جس کسی نے کرپشن کا ارتکاب کیا ہے قومی خزانے کو نقصان پہنچایا ہے لوٹ مار کی ہے اس سے لوٹی ہوئی دولت واپس لی جانی چاہیے اور اسے کیفر کردار تک پہنچانا چاہیے لیکن سب کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ کسی بے گناہ پر ہاتھ نہ ڈالا جائے اور خواہ مخواہ اس کے کردار پر کیچڑ نہ اچھالا جائے نیب کے بارے میں بعض سیاسی حلقوں کی شکایت ہے کہ اس نے کئی برسوں تک جن افراد کو معاشرے میں ایک ملزم کے طور پر پیش کیا اور میڈیا کے ذریعے ان کی ساکھ کو نقصان پہنچایا آخر کار یہ کہہ کر ان کے مقدمات ختم کر دیئے کہ ان کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت حاصل نہیں ہو سکے سیاسی اور قانونی حلقوں کا موقف یہی ہے کہ ابتدائی معلومات میں جس کے خلاف مضبوط ثبوت موجود نہ ہو اس کے خلاف کارروائی نہیں ہونی چاہیے اور کسی لٹیرے کو نہ چھوڑا جائے اسے کیفر کردار تک پہنچایا جائے تاہم کسی بے گناہ کو ہر گز چھیڑا جائے نہ اس کا میڈیا ٹرائل کیا جائے پاکستانی عوام ایسا انصاف اور احتساب چاہتے ہیں جو ملکی تعمیر و ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے احتساب کے عمل کی موجودگی کسی بھی معاشرے کیلئے ضروری ہے مگر اس کے عمل کے دوران کسی کی پگڑی اچھالنا درست نہی ادھر قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف نے جن کی مشاورت موجودہ چیئرمین نیب کے تقرر میں شامل رہی یہ کہا ہے نیب بغیر تفتیش کے لوگوں کو ملزم ٹھہراتی ہے جبکہ ہونا یہ چاہیے کہ مکمل تفتیش کے بعد چارج شیٹ کیا جائے انہوں نے وزیر

اعظم کے نیب سے متعلق بیان پر کہا کہ اس کیلئے ٹائمنگ اور جگہ مناسب نہ تھی ایسی بات پارلیمنٹ میں ہونی چاہیے اب اگر دیکھا جائے تو جب نیب دوسرے صوبوں میں کام کر رہی تھی تو حکومت خاموش تھی لیکن جب پنجاب کی باری آئی تو وزیر اعظم کا بیان سامنے آگیا یہ بیان کیوں سامنے آیا اس کی وجہ اوپر بیان ہو چکی ہے اور موجودہ حکومت کا شروع سے ہی یہ المیہ رہا ہے کہ اسے ہر پاور والی سیٹ پر کوئی سادہ لوح بندہ درکار ہوتا ہے اور اگر کوئی سادہ لوح بندہ ایسی سیٹ پر بیٹھ کر پر نکال ہی لے تو اس کے پر کاٹنے کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ احتساب کے عمل میں افراد یا کسی صوبے کی تخصیص نہیں ہونی چاہیے چاروں صوبوں میں نیب کے دفاتر موجود ہیں اور انہیں ہمہ وقت اپنی ذمہ داریاں انجام دینی چاہئیں اور حکومت نیب کو اپنا کام کرنے دے تاکہ غلط لوگوں کا قلع قمع کیا جاسکے کیونکہ انہی کرپٹ لوگوں کی وجہ سے آج کا پاکستان باقی دنیا سے بہت پیچھے ہے ہمارے معاشرے میں ہونے والی کرپشن کو اگر روک لیا جائے تو پاکستان ترقی یافتہ ملک بن سکتا ہے ایسے حالات میں جب ملک میں کرپشن کا گراف تیزی سے بڑھ رہا ہے اور اس کی نشاندہی خود وزیر اعظم بھی کر چکے ہیں ایسے میں ایک ایسے ادارے کو نکیل ڈالنے کی باتیں کیا اشارہ دے رہی ہیں ؟کیا اس طرح ہم کرپشن فری ہو سکتے ہیں یقیناً نہیں اسی طرح ان لوگوں کے خلاف کاروائی کرنے کی اجازت دی جانی چاہیے جو انتہائی مختصر عرصے میں اربوں سے کھربوں پتی بن گئے آج اگر ہم نے نیب کو اس کے کام سے روکا جس

سے ماضی میں اسے حکمرانوں نے روکے رکھا تو یقینا ہم ایک بار پھر دنیا بھر میں بدنام ہو جائیں گے ایسے حالات میں کرپشن فری ہونے کے لئے ہر ممکن اقدامات اٹھانے ہوں گے اور کسی بھی سفارش کو بلائے طاق رکھتے ہوئے آگے کی سوچنی ہو گی۔اور ایسے اداروں کا ساتھ دینا ہو گا جو ملک سے کرپشن جیسی لعنت کے خاتمے میں بنیادی کردار ادا کر رہے ہیں ۔

بھارت کا بلاجواز رونا دھونا

بھارت پاکستان کا ہمسایہ ملک ہے اور ایسا ہمسایہ ملک ہے جو کبھی بھی پاکستانی کی ترقی و خوشحالی پر خوش نہیں ہوتا اسے ہر وقت یہ ڈر لگا رہتا ہے کہ پاکستان اس کی سالمیت کے خلاف ہے یہ وہم اسے قیام پاکستان سے ہے اسی وجہ سے وہ پاکستان کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھتا ہے اور جب بھی اسے موقع ملے پاکستان کو نقصان پہنچانے سے باز نہیں آتا بھارت میں ہونے والے ہر برئے واقعے کا کھرا وہ پاکستان میں ہی ڈھونڈتا ہے اور پاکستان کی ترقی یا کامیابی پر تو بھارت کا رویہ قابل رحم ہوتا ہے یوں تو بھارت کے جتنے بھی ہمسایہ ملک ہیں وہ سب اس سے خائف ہی رہتے ہیں اس کی بڑی وجہ ان ہمسائیوں کے معاملات میں بے جا مداخلت ہے جو بھارت کرنے سے باز نہیں آتا خطے میں بھارت کا مقابلہ ہمیشہ سے ہی پاکستان کرتا آیا ہے اور پاکستان وہ واحد ملک ہے جو بھارت کے ہم پلہ ہے چاہے وہ فوج میں یا سول میں ہمسایہ ہونے کی وجہ سے کئی ایک تنازعات ایسے ہیں جن کا سد باب ہونا ضروری ہے کیونکہ ان تنازعات کی وجہ سے پاکستان اور بھارت میں کئی خونیں جنگیں ہو چکی ہیں اور ان تمام مسائل کی جڑ مسئلہ کشمیر ہے جو بھارتی جارحیت کا منہ بولتا ثبوت ہے بھارت دنیا میں جمہوری ملک ہونے کا بڑا دعویدار ہے مگر عملی طور پر وہ ایک غاصب اور جابر ملک ہے اس کی اس غاصبانہ روش کی وجہ سے

پاکستان کو کم سے کم دفاعی صلاحیت قائم کرنی ہوتی ہے تاکہ وہ بھارتی جارحیت کا منہ توڑ جواب دے سکے اس کے لئے دنیا کے کئی ممالک سے پاکستان کو اسلحہ خریدنا پڑتا ہے اسی تناظر میں جب امریکہ نے پاکستان کو ایف سولہ طیارے فراہم کرنے کی منظوری دی -تو بھارت کے پیٹ میں خواہ مخوہ درد ہونا شروع ہو گیا

پاکستان نے ہمیشہ اپنے دفاعی مقاصد کیلئے ہتھیار حاصل کئے ہیں اور کبھی کسی ملک کے خلاف جارحیت نہیں کی اس کا تو یہ اصولی موقف ہے کہ تمام تنازعہ امور مذاکرات کے ذریعے حل ہونے چاہئیں آپس میں اچھے ہمسائیوں کی طرح رہنا چاہیے اور اپنے مالی وسائل کو عوام کی غربت کے خاتمے اور ان کی ترقی و خوشحالی کیلئے استعمال کرنا چاہیے۔

امریکہ کی طرف سے پاکستان کو ایف سولہ طیاروں کی فراہمی پر بھارت سرکار میں بلا جواز رد عمل کا اظہار کیا جارہا ہے بھارت جو جدید اسلحہ کے بھاری ذخائر حاصل کر رہا ہے اس کی طرف سے پاکستان کو ایف سولہ طیاروں کی فراہمی پر منفی رد عمل زیب نہیں دیتا اور بھارت کے پاس تو فوج اور ہتھیاروں کے ذخائر پاکستان سے کہیں زیادہ ہیں اور وہ دنیا میں دفاعی سامان کا سب سے بڑا درآمد کنندہ ہے بھارت کے نزدیک معاہدوں اور وعدوں کی کوئی اہمیت نہیں اس لئے وہ

یہ جانتے ہوئے بھی کہ ایف سولہ کے معاملے میں امریکہ اور پاکستان کے مابین ماضی کا ایک معاہدہ موجود ہے وہ پاکستان کو ایف سولہ طیاروں کی فراہمی پر احتجاج کر رہا ہے جبکہ امریکہ اور پاکستان کا یہ موقف ہے کہ ان طیاروں کی فراہمی سے انسداد دہشتگردی کے مقاصد میں مزید کامیابیاں حاصل ہوں گی ایف سولہ طیاروں کی خریداری انسداد دہشتگردی کی کوششوں کو نتیجہ خیز بنانے سے ہے پاکستان اور امریکہ انسداد دہشتگردی کیلئے ایک دوسرے سے بھرپور تعاون کر رہے ہیں امریکہ پہلے ہی یہ واضح کر چکا ہے کہ ان طیاروں کی فروخت صحیح طور پر نشانہ بنانے کی صلاحیت میں اضافے کیلئے ہے ان طیاروں میں ریڈار سمیت دوسرے ساز و سامان بھی شامل ہیں ان ایف سولہ طیارے سے پاکستانی فضائیہ کو ہر طرح کے موسم ماحول اور رات میں بھی پرواز کرنے کی سہولت میسر ہوگی جبکہ اس سے پاکستان کی اپنی دفاعی صلاحیت میں بھی اضافہ ہوگا پاکستا نے ڈیوڈ ہیڈلی کے حالیہ بیانات کو بھی مسترد کیا ہے اور کہا ہے کہ پاکستان ایک امن پسند ملک ہے انسداد دہشتگردی کیلئے اس کی کوششوں کو پوری دنیا سراہتی ہے دہشتگردی صرف پاکستان کا نہیں پوری دنیا کا مسئلہ ہے ادھر مریکہ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کو ایف سولہ طیاروں کی فروخت پرانے معاہدوں کے مطابق کی گئی ہے یہ معاہدہ کئی سال پہلے ہوا تھا جو کانگرس کی منظوری کیلئے رکا ہوا تھا اب کانگرس کی منظوری کے بعد پاکستان کو یہ طیارے دیئے جارہے ہیں یقیناً یہ طیارے پاکستان کی دفاعی صلاحیت کیلئے بھی تقویت کا باعث ہوں

گے لیکن بھارت کیلئے اس پر کسی قسم کی تشویش کا کوئی جواز نہیں ہے وہ پہلے ہی روس امریکہ اور فرانس سے بھاری اسلحہ حاصل کر رہا ہے اس پر کبھی بھی پاکستان نے کوئی بات نہیں کی۔ دوسری طرف امریکہ نے بھارتی احتجاج کو مسترد کرکے اس حقیقت کو آشکار کیا ہے جسے بھارت دانستہ طور پر نظر انداز کر رہا تھا اور خود کو خطے کا چوہدری سمجھ رہا تھا۔ پاکستان کو ایف سولہ فراہمی کی وجہ سے پاکستان میں جاری دہشت گردی کے خلاف آپریشن میں پاکستان کی کارکردگی مزید بہتر ہو گی اور یقینا ان طیاروں کی فراہمی کی وجہ سے بھارت کا وہ خواب چکنا چور ہو جائے گا جس میں وہ خطے کا تھانیدار بنا ہوا تھا اور پاکستان کو اپنے دفاعی مقاصد پورے کرنے میں یہ طیارے معاون ثابت ہوں گے۔

دہشت گردی ختم مگر کیسے

پاکستان دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو براہ راست دہشت گردی سے متاثر ہوا ہے پاکستان کی معیشت ،اس سے بری طرح خراب ہوئی ہے اور دوسری طرف ماضی میں یا حال میں سب سے زیادہ قربانیاں دینے والے ممالک میں پاکستان سر فہرست رہا ہے عالمی سطح پر دہشت گردی کو بلا وجہ اسلام سے جوڑا جاتا ہے جبکہ اگر جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس دہشت گردی کے پیچھے سب سے زیادہ لوگ غیر مسلم ہی ہوتے ہیں جو اپنے ذاتی مفاد کی خاطر دنیا کے غریب ممالک کو استعمال کرتے ہیں اس کی سب سے بڑی مثال ان تمام دہشت گرد تنظیموں کی امریکی سرپرستی ہے جو پوری دنیا میں اپنا اسلحہ فروخت کرنے کے لئے ایسے مذموم منصوبے بنانے میں ماسٹر ہے عالمی سطح پر اس بحث کا سلسلہ جاری ہے کہ انتہاء پسندی کی وجوہات کیا ہیں اور یہ انتہاء پسندی کب تشدد کا روپ دھار کر دہشتگردی میں بدل جاتی ہے جبکہ اس کا سدباب کیونکر کیا جا سکتا ہے اور کیا محض طاقت کے استعمال سے دہشتگردی کا خاتمہ ممکن ہے یا اس کے علاوہ بھی بعض اقدامات کی ضرورت ہے اس حوالے سے دنیا بھر میں کئی بحث مباحثے ہوتے رہتے ہیں پر تشدد انتہاء پسندی میں مقامی اور بیرونی عوامل کارفرما ہوتے ہیں دونوں عوامل کو روکنے کیلئے موثر حکمت عملی کی ضرورت ہے معاشی محرومی پسماندگی اور ناانصافی جیسے مسائل کو حل

کرنے کی ضرورت ہے حق خود ارادیت سے انکار اور ناانصافی کو دہشتگرد اپنے مقاصد کیلئے استعمال کرتے ہیں عالمی برادری نے دہشتگردی کے خلاف جامع حکمت عملی کی ضرورت کو تسلیم کیا ہے مگر اس پر کام کرنے کی ضرورت ابھی باقی ہے پاکستان ہمیشہ سے ہی اس دہشت گردی کا ایک تو شکار رہا ہے دوسرا اس نے ہمیشہ دہشت گردی کی مخالفت کی ہے معاشی محرومی اور ناانصافی کو ختم کرکے دنیا سے دہشتگردی کو ختم جا سکتا ہے سیاسی مفادات کیلئے دیگر مذاہب اور ثقافت کی جان بوجھ کر کردار کشی بد قسمتی ہے پاکستان ہمیشہ سے ہی پر تشدد انتہاء پسندی اور دہشتگردی کے خاتمے کیلئے اقدامات کرتا رہا ہے دوسرے مذاہب اور ثقافت سے تعلق رکھنے والوں کو بدنام کرکے اور خوف کو ابھار کر سیاست چمکانے والے بے اصول سیاستدانوں کو روکنے کی ضرورت ہے مغرب میں غیر ملکیوں خصوصاً مسلمانوں کے ساتھ نفرت کی بڑھتی لہر اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ دوسرے مذاہب کے لوگوں میں اسلام دشمنی عام ہے وہ اپنے کیے کرائے کو اسلام سے جوڑ دیتے ہیں یہ سوچے بنا ہی کہ دنیا بھر میں ہونے والی دہشت گردی کے پیچھے ان کے ہی ممالک ہیں جو اپنے زرا سے فائدے کے لئے دنیا کہ کئی معصوم ملکوں کو جنگ کی آگ میں دھکیل رہے ہیں بد قسمتی سے کوئی اس پر غور نہیں کر رہا اس سے انتہاء پسندی کو فروغ ملتا ہے انتہاء پسندی اور دہشتگردی کسی ملک نسل مذہب یا ثقافت یا قوم کے ساتھ منسلک کرنا بھی قابل مذمت ہے عالمی برادری کو تسلیم کرنا ہوگا کہ سب کچھ ان کے قومی اور بین الاقوامی اقدامات کا رد عمل

ہے غیر ملکی قبضوں کے دوران ناانصافیاں حق خود ارادیت دینے سے انکار طویل عرصہ سے حل نہ ہونے والے تنازعات اور ریاستوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت سے ایسی صورتحال پیدا ہوتی ہے جس سے انتہاء پسندوں اور دہشتگردوں کو اپنے الٹے سیدھے نظریات کا پرچار کرنے کا موقع ملتا ہے اقوام متحدہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان مسائل کو حل کرے یقیناً عالمی برادری کو اب ان تمام اقدامات پر توجہ دینی ہوگی جو انتہاء پسندانہ رویوں کا باعث بنتے ہیں اقوام متحدہ کو بھی اس طرف توجہ دینی ہوگی اگر آج کشمیر اور فلسطین ،شام ، عراق ، افغانستان کے مسائل پر نظر دوڑائی جائے تو متعلقہ قوموں کو حق خود ارادیت کے نہ ملنے اور ان تنازعات کے حل نہ ہونے کے نتیجے میں ان کے بعض افراد نے بندوق اٹھائی ہے سب وہ آزادی کی جدوجہد سے تعبیر کرتے ہیں اور عالمی برادری نے اب اسے دہشتگردی کہنا شروع کر دیا ہے چند سال پہلے تک عالمی برادری بھی اسے عسکری جدوجہد کہتی رہی ہے مگر اب جب آگ اس تک پہنچ رہی ہے تو وہ اسے دہشت گردی کہہ رہے ہیں اگر مذکورہ تنازعات حل ہو چکے ہوتے ان خطوں میں دہشتگردی یا عسکریت پسندی نہ ہوتی اسی طرح بعض دیگر عوامل میں غربت اور معاشی پسماندگی بھی سرفہرست ہیں غربت اگر بعض جرائم کی وجہ بنتی ہے تو یہ دہشتگردی کی بھی وجہ بنتی ہے محض طاقت کے زور پر ہی انتہاء پسندی اور دہشتگردی کو مکمل طور پر ختم نہیں کیا جا سکتا ان تمام وجوہات کو ختم کرنا ہوگا جو اس عفریت کو جنم دیتی ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ دنیا کے امیر ممالک

جن میں امریکہ ،فرانس ،جرمنی ،چین، برطانیہ شامل ہیں دہشت گردی کے خاتمے کے لئے تمام ضروری اقدامات کریں اور ساتھ ساتھ دہشتگردی کے خاتمے کے لئے جامع حکمت عملی ترتیب دیں تاکہ دنیا سے اس عفریت کا خاتمہ ممکن ہو سکے ۔

کرکٹ ڈپلومیسی

بھارت پاکستان کا وہ واحد ہمسایہ ہے جو کسی بھی حالت میں پاکستان سے خوش نہیں رہ سکتا چاہے وہ کھیل کا میدان ہو یا میدان امن پاکستان کے مفادات کے خلاف اس نے ہر حربہ آزمانا ہوتا ہے بیشک اسے اس میں ناکامی ہی کیوں نہ ہو اس کی منفی سوچ کی ہی وجہ سے آج آدھا بھارت فٹ پاتھ پر سوتا ہے پاکستان کو زچ کرنا اور اس کو نقصان پہنچانا اس کا محبوب مشغلہ ہے جس طرح وہ کسی بھی میدان میں پاکستان کا مقابلہ نہیں کر سکتا بلکل اسی طرح وہ کرکٹ میں بھی پاکستان کو مقابلہ کرنے سے ڈرتا ہے شاید یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں کرکٹ کو تباہ کرنے میں بھارت سرکار ہمیشہ سے ہی پیش پیش رہی ہے پاکستان میں کرکٹ کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کرنے میں بھارت نے وہ کردار ادا کیا ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی بھارتی کرکٹ تو کھیلنا چاہتے ہیں مگر پاکستان سے نہیں شاید یہی وجہ ہے کہ ہندو ہمیشہ پاکستان کی کرکٹ سے ڈرتا رہا ہے اور جب بھی انھیں موقع ملا انھوں نے پاکستان پر وار کیا اسی لئے دو طرفہ کرکٹ سیریز سے وہ ہمیشہ ہی بھاگتا رہا ہے پاکستان میں کرکٹ ایک مقبول کھیل ہے پاکستان کی کرکٹ ٹیم دنیا کی بہترین کرکٹ ٹیم مانی جاتی ہے جو کئی بڑے ایونٹ جیت کر اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑ چکی ہے دوسری طرف بھارت کرکٹ بورڈ ہے جو اپنی انا اور اکڑ میں یہ بھول

جاتا ہے کہ پاکستان دنیا کی وہ واحد ٹیم ہے جس سے کھیلنے سے اس کی کھلاڑی گھبراتے ہیں پاکستان اور بھارت کا ورلڈ کپ میں کئی بار ٹاکرا ہوچکا ہے لیکن بد قسمتی سے پاکستان ہر بار ہار جاتا ہے مگر اب جو ٹکارا ہونے جا رہا ہے وہ شاید اس کالم کے چھپنے تک ہو بھی جائے مگر ایک بات طے ہے کہ پوری قوم کی دعائیں پاکستان کے ساتھ ہیں اور دوسری طرف ہندو بنیا پاکستان کی ٹیم سے اس قدر گھبرایا ہوا ہے کہ کہ وہ اس میچ کو منعقد کروانے میں بڑی رکاوٹ بنا ہوا ہے اور جس کی وجہ سے آئی سی سی نے دھرم شالا میں ہونے والا میچ گارڈن سٹیڈیم کلکتہ منتقل کردیا ہے جبکہ بھارتی انتہاء پسندوں نے کلکتہ میں منتقل ہونے والے میچ کو بھی روکنے کی دھمکی دی ہے بھارتی میڈیا کے مطابق بھارتی انتہاء پسند تنظیم اے ٹی ایف آئی نے سکیورٹی وجوہات کی بناء پر کلکتہ میں ہونے والے میچ کو روکنے کی دھمکی دی ہے انتہاء پسند تنظیم نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ ہم پاکستان کو کسی صورت کلکتہ میں میچ نہیں کھیلنے دیں گے اگر میچ کا فیصلہ واپس نہ لیا گیا تو پچ کھود دیں گے میچ کے خلاف مظاہرے کریں گے یہ امر قابل ذکر ہے کہ دھرم شالا میں شیڈول میچ کو روکنے کیلئے انتہاء پسندوں کی جانب سے پاکستانی ٹیم کو مسلسل دھمکیاں دی جارہی تھیں جبکہ وہاں کی صوبائی حکومت کو بھی سکیورٹی کی یقین دہانی کرانے کو تیار نہ تھی ہماچل پردیش کے وزیر اعلیٰ کی طرف سے بھی میچ کے دوران انتہاء پسندوں کے مظاہروں اور میچ کو روکنے کی کوشش بارے میں بیانات سامنے آئے تھے جس کے بعد حکومت

پاکستان نے ایک اعلیٰ سطح کی جائزہ ٹیم بھیجنے کا فیصلہ کیا تھامذکورہ جائزہ ٹیم بھی سکیورٹی انتظامات سے مطمئن نہ تھی جس کے بعد پی سی بی نے آئی سی سی کے چیف ایگزیکٹو سے جگہ کی تبدیلی کے بارے میں کہاآئی سی سی نے پی سی بی کی درخواست پر دھرم شالا کے میچ کو کلکتہ منتقل کر دیا آئی سی سی کے چیف ایگزیکٹو کا کہنا تھا کہ انہیں پاک بھارت میچ کی اہمیت کا اندازہ ہے کھلاڑیوں کی سکیورٹی اولین ترجیح ہے بھارت نے ہر میچ کیلئے ہر ممکن سکیورٹی کی یقین دہانی کرائی ہے پی سی بی کا موقف ہے کہ بھارت کی طرف سے تحریری طور پر سکیورٹی کی یقین دہانی کرائی جائے تو پاکستان ٹیم بھیجنے کو تیار ہے اگرچہ بعض دوسرے ملکوں کی ٹیمیں بھی بھارت میں ہیں مگر کسی کو دھمکی نہیں دی گئی صرف پاکستانی ٹیم کو دھمکیاں دی گئی سوال یہ ہے کہ یہ صورتحال کیا اچانک پیدا ہوئی ہے؟ کیا یہ سب کچھ اچانک ہوا ہے بھارتی حکومتوں نے گزشتہ کئی عشروں کے دوران پاکستان کے بارے میں جس قسم کی معاندانہ پالیسیاں اختیار کیں ان کے نتیجے میں انتہاء پسندوں کو تقویت حاصل ہو گئی اور وہ پاکستان کے ساتھ تعلقات منقطع کرنے کی باتیں کر رہے ہیں اپنے آپ کو ایک بہت بڑی جمہوریت قرار دینے والا یہ کیسا بھارت ہے کہ اس کی صوبائی حکومت کرکٹ میچ کو سکیورٹی فراہم نہیں کر سکتی اور اس نے انتہاء پسندوں کی دھمکی کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ہیں یہ ایک حقیقت ہے کہ نریندر مودی کی حکومت قائم ہونے کے بعد انتہاء پسند ہندو تنظیموں نے مسلمانوں سمیت تمام اقلیتوں کے

خلاف کھلے بندوں کارروائیاں شروع کردی ہیں ان کا یہ نعرہ ہے کہ صرف ہندو ہی ہی بھارت میں رہ سکتا ہے چنانچہ دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کو اپنے مذاہب چھوڑ کر ہندو دھرم قبول کرنا چاہیے انتہاء پسندوں کی اس دلیری اور ان کی مذموم کارروائیوں میں شدت کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ نریندر مودی کو بھی اس کے ماضی کے کردار کی وجہ سے اپنے ہی فکری قبیلے کا فرد سمجھتے تھے لیکن وزیر اعظم کی حیثیت سے ان کیلئے یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنے امن کردار کا اعادہ کریں جو وزیر اعلیٰ گجرات کی حیثیت سے ادا کیا تھا بھارت میں جس تیزی سے انتہاء پسندی بڑھ رہی ہے یہی کسی مرحلے میں دہشتگردی کی خوفناک شکل اختیار کر سکتی ہے اگر یہ انتہاء پسند آج ریاستی حکومتوں کے کنٹرول میں نہیں آتے اور وہ ان کے سامنے بے بس ہیں تو آنے والے وقت میں ان کے لئے چیلنج بن سکتے ہیں بھارت کے اپنے مفاد میں ہے کہ وہ انتہاء پسندوں کو طاقتور نہ ہونے دے اور بھارتی سرکار کرکٹ کو ایک کھیل کی طرح لے جس میں ایک فریق جیت جاتا اور تو دوسری طرف یقینا دوسرا فریق ہارتا ہے پاکستان سے خواہ مخواہ خائف ہونے سے بہتر ہے کہ وہ ایک ہمسائے کو اچھا ہمسایہ بن کے دکھائے تاکہ دونوں ملکوں کے درمیان پائی جانے والی کشیدگی کو کم کیا جاسکے دونوں ملکوں کو کرکٹ ڈپلومیسی سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

دہشت گردوں کا سرپرست بھارت

پاکستان وہ واحد ملک ہے جس نے دنیا میں سب سے زیادہ دہشت گردی کے خاتمے میں قربانیاں دی ہیں دنیا بھر میں ہوانے والے دہشت گردی کے واقعات میں ہونے والی اموات کو سامنے رکھا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان میں سب سے زیادہ نقصان دہشت گردوں کے حملوں میں پاکستان میں ہوا ہے چاہے وہ مالی ہو جانی اور یا ملکی ہو ہر لحاظ میں پاکستان کا نقصان سب سے زیادہ ہے اس کے علاوہ ہماری افواج کی قربانیاں بھی دنیا بھر کی افواج سے زیادہ ہیں اور پاکستان دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو دہشت گردی کو ختم کرنے میں سب سے اہم کردار ادا کر رہا ہے عالمی امن کے لئے دہشت گردی ایک چیلنج بن چکا ہے اور دنیا کو اب پتا چلا ہے کہ یہ وہ ناسور ہے جس سے نبرد آزما ہونا کتنا کٹھن اور دشوار ہے ایسے میں عالمی ماہرین بھی حیران ہیں کہ پاکستان نے کیسے بے سرو سامانی کی حالت میں پندرہ سال تک اس دہشت گردی کا تن تنہا مقابلہ کیا اگر ان تمام حالات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پاکستان کی افواج کا اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کا اس میں اہم کردار رہا ہےافواج چاہے وہ کسی بھی ملک کی ہوں ملک کی سلامتی کے لئے ان کا کردار اہم ہوتا ہے اور پاکستان کی مسلح افواج کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ دنیا کی کسی بھی فوج سے مقابلے میں ان کا گراف زیادہ ہے۔ حالیہ

ہونے والے دہشت گرد حملوں کے بعد اور پہلے بھی مسلح افواج جس طرح سے پاکستان میں دہشت گردی کا مقابلہ کر رہی تھی وہ سب کے سامنے ہیں ایسے میں ہمارے ہزاروں جوانوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا اور ملک بھر میں ہوانے والے ٹارگیٹیڈ اور دیگر آپریشنوں میں دشمن کو ناکوں چنے چبوائے ملک بھر میں یہ بات تو سب جانتے تھے کے پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی کے پیچھے بھارتی چہرہ چھپا ہوا ہے مگر حال ہی میں پکڑنے جانے والے بھارتی ایجنسی را کے اہلکار سے تفتیش کے بعد یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی کے پیچھے بھارتی ہاتھ ہے پاکستان ہمیشہ سے ہی بھارت کے اس گھنونے کردار کو عالمی سطح پر اجاگر کرتا رہا ہے مگر بد قسمتی سے پاکستان کے موقف کو نہیں سنا گیا لیکن اب اگر حکومت پوری تندہی سے اس بات کو عالمی سطح پر اجاگر کرئے تو اس سے پاکستان کی جیت ممکن ہے کیونکہ اب عالمی برادری کو بھی یہ بات سمجھ آ چکی ہے کہ دہشت گردی کیا ہے اور اس کے کیا، کیا نقصانات ہیں ۔پاکستان میں ہونے والے تمام بڑے دہشتگردی کے واقعات کے بعد اب ملک میں بھر میں ہونے والے بلا تفریق آپریشن سے بہت سے بڑے کردار پکڑے جا چکے ہیں اور ملکی تاریخ میں پہلی بار دلجمعی سے آپریشن ہوا اور اس کے دور رس نتائج قوم کے سامنے آئے ملک سے لاقانونیت کا خاتمہ ہوا ساتھ ساتھ ان لوگوں کے خلاف گھیرا تنگ ہوا جنھوں نے دہشت گردی لاقانونیت کو بڑھنے کا موقع فراہم کیا اب جبکہ اس آپریشن کی وجہ سے بہت سے معاملات کافی حد تک بہتر ہو

رہے ہیں اور دہشت گردی میں بہت حد تک کمی آئی ہے اور بہت سے لوگ سلاخوں کے پیچھے جا چکے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ ان دہشتگردوں اور ان کے سہولت کاروں کے خلاف بھی دہشتگردی ایکٹ کے تحت کارروائی ہو اور ان کی مالی مدد کرنے والے بھی اسی سزا کے مستحق بنیں ملکی مفاد کا تقاضا یہی ہے کہ اس آپریشن کو منطقی انجام تک پہنچایا جائے تاکہ ملک میں جاری دہشت گردی کا خاتمہ ممکن ہو سکے اور مسلح افواج کی بے پناہ قربانیوں کی وجہ سے جو آپریشن جاری ہے اس کو کامیاب و کامران بنایا جا سکے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان میں بھارتی مداخلت کے ثبوت عالمی برادری کے سامنے پیش کیے جائیں تاکہ دنیا کو یہ پتا چل سکے کہ وہ بھارت جو دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہونے کا دعویدار ہے کس طرح دوسرے ممالک میں اور بلخصوص پاکستان میں دہشت گرد حملوں میں نا صرف ملوث ہے بلکہ اپنے مزموم مقاصد کی تکمیل کے لئے دہشت گردوں کی نا صرف سرپرستی کر رہا ہے بلکہ عالمی قوانین کی بھی کھلم کھلا خلاف ورزی کر رہا ہے یہ پاکستان کی جیت کی ہوگی اگر عالمی برادری کو یہ بات سمجھ آ جائے کیونکہ ہماری نااہلی کی وجہ سے دنیا بھر میں ہوانے والی دہشت گردی کو پاکستان کے کھاتے میں ڈال دیا جاتا تھا لیکن اصل میں ان واقعات کے پیچھے کچھ اور ہی عوامل نظر آتے ہیں بھارتی ایجنٹ کے پکڑے جانے سے ایک بات بلکل واضح ہو گئی ہے کہ بھارت اور اس کی خفیہ ایجنسیاں کسی بھی صورت میں پاکستان کو پر امن نہیں دیکھ سکتی اسی لئے وہ ہر اس برائی کا ساتھ دیتی نظر آتی ہیں

جن سے پاکستان کی بقاء اور سالمیت کو خطرہ ہو۔

متعصب بھارت

بھارت میں چلنے والی آزادی کی تحریکیں ایک ایسے لاوئے کے طور پر ہیں جو کسی بھی وقت بھارت کے کئی ٹکڑے کر سکتی ہیں یہ بات نا صرف بیرونی دنیا کے تجزیہ کار مانتے ہیں بلکہ خود بھارتی تجزیہ کار بھی اس بات پر متفق ہیں کہ جس طرح بھارت دیگر ممالک میں دہشت گردی کروانے میں یا دہشت گردی کو فروغ دینے میں ملوث ہے وہ آگ ایک نہ ایک دن بھارتی سرزمین کو بھسم کر دے گی بھارت ہمیشہ سے ہی اپنے آپ کو بر صغیر کا کرتا دھرتا سمجھتا رہا ہے یہ وہم اسے عرصہ دراز سے ہے بر صغیر میں موجود دوسرے نسبتا چھوٹے ممالک کو وہ ہمیشہ کم تر تصور کرتا ہے اور اپنی اس چوہدراٹ کو قائم رکھنے کے لئے وہ ان ممالک کے معاملات میں آئے دن اپنی ٹانگ اڑانے کی فضول کوشش کرتا ہے اس خطے میں اگر کسی ملک کی بھارت کے ہم پلہ ہونے کی بات کی جائے تو وہ پاکستان ہیں اور پاکستان ہی خطے کا وہ واحد ملک ہے جو ان غریب ملکوں کے لئے باعث رحمت ہیں جہاں بھارت اپنے پنجے گاڑنے کی ناکام کوشش کرتا ہے اور ان ممالک کی سکیورٹی اس بھارت کی وجہ سے ہر وقت خطرے سے دو چار رہتی ہے۔ ہندو زہین ہمیشہ سے ہی متعصب ہوتا ہے ہندو کی فطرت میں یہ بات جبلی طور پر شامل ہے کہ وہ ہمیشہ پیچھے سے وار کرتا ہے اور اگر اس کا وار خطاء چلا جائے تو پھر

سازشوں کا ایسا جال بنتا ہے جس سے اصل کا گمان ہونے لگے خطے کا شاید ہی کوئی ایسا ملک ہو گا جو اس کی سازشوں سے متاثر نہ ہو رہا ہو اور اسی وجہ سے خطے کے دیگر ممالک بھارت کا اصل چہرہ بخوبی پہچانتے ہیں۔ بھارت کی ان سازشی سرگرمیوں سے نا صرف پاکستان بلکہ سری لنکا جیسا پر امن ملک بھی دہشت گردی کا شکار ہو چکا ہے اور سری لنکا کو بھی پاکستان نے اپنی پوری کوششوں سے اس بھارتی دہشت گردی سے نجات دلوائی تھی جس کا سری لنکا ہمیشہ سے شکر گزار رہا ہے سری لنکا میں جاری رہنے والی بتیس سالہ دہشت گردی میں کتنا جانی و مالی نقصان ہوا اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے لیکن اس جنگ کے نتائج کے بعد کیا ہوا کیا عالمی برادری نے اس بات پر کوئی ایکشن لیا کہ بھارت آخر کیونکر اس میں براہ راست ملوث رہا ہے اور آخر کیونکر بھارت ان دہشت گردوں کو سری لنکا میں لڑنے کے لئے مالی اور لاجسٹک سپورٹ فراہم کرتا رہا نہیں لیا اس کی بڑی وجہ وہ مالیاتی فائدے ہیں جو ان بڑے ممالک کو بھارت میں ملتے ہیں ایک تو وہ بھارت کی نسبتا بڑی مارکیٹ کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتے دوسری طرف وہ بھارت کو چین اور پاکستان کے مقابلے میں کھڑا کرنے کی کوشش میں ہیں۔ لیکن اب حالات اور ہیں اب یہ بڑے ممالک خود اس لعنت میں دھنس چکے ہیں خواہ اس کی وجوہات کچھ بھی ہوں استحصال، ظلم، جبر، غربت یا افلاس، معاشی ناہمواری یا دیگر وجوہات اب ان ممالک کے عوام ان سے پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ آخر کو وہ کیوں ان غریب ملکوں میں امن پسندوں کے بجائے دہشت گردوں کی سرپرستی

کرتے آئے ہیں اب جبکہ دنیا کے بڑے ممالک خود دہشت گردی کا شکار ہیں اور ان پر اپنی عوام کا زبردست پریشر ہے اس پریشر کو کم کرنے کے لئے وہ دہشت گردوں اور ان کو سہولت کاروں کے خلاف کاروائی کرنے میں دلچسپی لے رہے ہیں ایسے میں پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی اور اس کے پیچھے صاف اور واضح نظر آتے بھارتی چہرے کو ساری دنیا دیکھ رہی ہے کہ کس طرح بھارت سرکار پاکستان میں شورش اور افرا تفری پھیلانے کے گھنونے منصوبے پر عمل کر رہی تھی اور جب اس کی یہ سازش پاکستان کی مایہ ناز ایجنسیوں نے پکڑ لی اور یہ بات آن ریکارڑ آ گئی کہ پکڑے جانے والے بھارتی آفیشل کا تعلق کس سے ہے بھارتی سرکار بھیگی بلی بنی ہوئی ہے اب اسی ایجنٹ کی مدد سے کئی دہشت گردوں کو پکڑا جا چکا ہے۔ بھارت کی سرگرمیاں ہمیشہ سے ہی خطہ برصغیر کے لئے منفی رہی ہیں اور ان سرگرمیوں میں ہمیشہ پاکستان اور اس کے مفادات کو نشانہ بنانے کی مذموم کوششیں ہوتی رہی ہیں لیکن اب تاریخ میں پہلی بار ایک بڑے آفیشل کو پکڑ کر پاکستان نے وہ ثبوت حاصل کر لیا ہے جس کا تقاضا عالمی برادری ہمیشہ سے کرتی رہی ہے اب ضرورت اس امر کی ہے دنیا کے سامنے بھارتی چہرہ بے نقاب کیا جائے اور بھارت سرکار کے کارناموں کو عالمی برادری کے سامنے کھل کر پیش کیا جائے تاکہ عالمی برادری کو یہ بات سمجھ آ سکے کہ وہ جس دہشت گردی کو ہمیشہ پاکستان سے جوڑنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں اصل میں اس کی جڑ بھارت ہے جو خطے میں اپنے آپ کو طاقت ور سمجھنے کے وہم میں مبتلا ہے اور

اسی وہم کی وجہ سے بھارت کی نصف سے زیادہ آبادی فٹ پاتھوں کی زینت بنی نظر آتی ہے اگر بھارت حقیقت کا ادراک کرلے اور اپنے وسائل کا رخ بجائے دوسرے ممالک کا امن تباہ کرنے کے اور وہاں دہشت گردی کروانے کے اپنی بھوکی اور ننگی عوام کی طرف کرلے تو کچھ زیادہ نہیں تو اس کی نصف آبادی اپنے گھروں کی مالک پر جائے گی اور فٹ پاتھ بھی خالی ہوجائیں گے لیکن سوال یہ ہے کہ کم عقل بھارت سرکار ایسا کیوں کرئے گی کیونکہ بھارت میں ذات پات ،رنگ و نسل کو بہت اہمیت حاصل ہے وہاں نچلی ذات کے ساتھ کھانے پینے کو گناہ تصور کیا جاتا ہے اور کم ذاتوں کو کتوں کے ساتھ رہنے اور کھانے پینے پر مجبور کیا جاتا ہے کوئی کم ذات کسی بڑی ذات والے کو چھو لے تو وہ کئی کئی دن اس ہاتھ کو دھوتے رہتے ہیں ایسے میں یہ تصور بھی کیسے کر لیا جائے کہ بھارت اپنے عوام کے مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ اچھے کام سرانجام دے لے۔

بھارتی عزائم پر نظر

اقتصادی رہداری وہ عظیم پاک چائینہ منصوبہ ہے جس کا زیادہ فائدہ پاکستان کو ہو گا اور اس منصوبے پر اگر اس کی روح کے مطابق عمل ہو گیا تو وہ دن دور نہیں جب پاکستان نا صرف ایشیاء بلکہ دنیا کی بڑی معیشت بن جائیگا مگر ضرورت آج یہ ہے کہ اس منصوبے کو ناکام بنانے میں جو دشمن موقع کی تاک میں ہے اسے موقع نہ دیا جائے اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے مفادات کو پس پشت ڈالتے ہوئے صرف پاکستان کے مفادات کی بات کریں وہ سیاست دان یا حکمران جو اپنی اپنی اناؤں میں مست ہیں اور اقتدار کی رسہ کشی میں مصورف ہیں انھیں اس بات کا ادراک کرنا چاہیے کہ ان ے لئے سب سے پہلے پاکستان اور اس کے عوام ہوں نہ کہ اقتدار۔ اقتصادی رہداری منصوبے سے پاکستان میں ترقی وکامرانی کی نئی راہیں کھلیں گی جنھیں بلا شبہ بھارتی سازشوں کا خطرہ لاحق ہے اس کے لئے اشارے تو پہلے سے ہی موجود تھے مگر اب دشمنوں کے جاسوس اور نیٹ ورک پکڑئے جانے کے بعد یہ بات کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ ہندو پاکستان کو ناکام بنانے کے درپے ہے مگر ہماری قوم بھی پیچھے ہٹنے والی نہیں اور ہمیں فخر ہے اپنی مسلح افواج پر جنھوں نے اس اقتصادی رہداری منصوبے کو مکمل کرنے کی ٹھان لی ہے اور بھارت سرکار اچھی طرح جانتی ہے کہ جو یہ پاکستانی قوم ٹھان لے وہ پورا کر کہ ہی رہتی ہے ایٹم بم بھی

اسی جذبے کی عکاسی کرتا ہے ہمیں اپنی مسلح افواج اور انکے لیڈران پر پورا اعتماد ہے پاکستانی قوم کا یہ بھروسہ آرمی چیف جنرل راحیل شریف نے پورا کر دیا ان کے اعلانات کے نتیجے میں قوم کے حوصلے یقینا بلند ہوئے ہیں انہوں نے دوٹوک انداز میں کہا کہ کسی کو بھی پاکستان کی ترقی میں رکاوٹ نہیں ڈالنے دیں گے ملک کے کسی بھی حصے میں انتشار نہیں پھیلنے دیں گے محاذ آرائی ختم کرکے تعاون پر توجہ دی جائے عالمی برادری دہشت گرد تنظیموں اور ان کے سہولت کاروں کی بیرونی مدد روکنے کیلئے آگے بڑھے آپریشن ضرب عضب صرف ایک آپریشن ہی نہیں بلکہ ایک نظریے کا نام ہے اس آپریشن کا مقصد دہشت گردی' انتہا پسندی اور کرپشن کے گٹھ جوڑ کو توڑنا ہے پاک چین اقتصادی راہداری کی سیکورٹی ہماری قومی ذمہ داری ہے یہ ذمہ داری ہر صورت نبھائیں گے اس منصوبے سے نہ صرف پاکستان اور چین بلکہ پورا خطہ مستفید ہوگا پوری پاکستانی قوم پاک چین اقتصادی راہداری منصوبے کے خلاف سازشوں سے باخبر ہیں بھارت سی پیک منصوبے کو چیلنج کر رہا ہے ملک دشمن انٹیلی جنس ایجنسیاں خصوصاً ''را'' پاکستان میں عدم استحکام پھیلانے میں ملوث ہیں اگر دیکھا جائے تو سی پیک واقعی امن اور خوشحالی کے لئے ایک کوریڈور ہے جنرل راحیل شریف نے کہا کہ اس منصوبے کو پائیدار بنانے کے لئے شفافیت اور اچھی مینجمنٹ لازمی ہے۔ عالمی برادری سے کہا کہ وہ نہ صرف دہشت گردی کے خلاف پاکستانیوں کی کامیابیوں اور قربانیوں کو تسلیم کرے بلکہ دہشت گرد تنظیموں اور ان کے سہولت کاروں کی

بیرونی مدد کو بھی روکنے کے لئے آگے بڑھے انہوں نے واضح کیا کہ بلوچستان میں اب ترقیاتی کاموں کے لئے ماحول سازگار ہے پاکستان کے غریب علاقوں اور بلوچستان کے عوام کسی سماجی اور اقتصادی ترقی کے لئے پاک چین اقتصادی راہداری ایک نادر موقع ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ پاک فوج راہداری منصوبوں کی سیکورٹی کے لئے تمام مطلوبہ اقدامات کر رہی ہے اور بھارتی عزائم کو ناکام بنانے کے لئے بھی مستعد اور متحرک ہے لیکن اہم سوال یہ ہے کہ سیاسی و سفارتی سطح پر حکومتی کوششوں کی صورتحال کیا ہے تاہم اس امر کو بھی پیش نظر رکھا جانا چاہیے کہ راہداری منصوبوں کو سبوتاژ کرنے کے عزائم محض پاکستان کو ہی چیلنج نہیں ہے یہ چین کے لئے بھی چیلنج ہے یہ منصوبے دونوں کا اہم اثاثہ ہیں اور دونوں ہی ان سے براہ راست اور بالواسطہ طور پر مستفید ہوں گے ''را'' کے عزائم جس حد تک پاکستان کے لئے نقصان دہ ہیں اتنے ہی یہ چین کے لئے بھی نقصان دہ ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا کہ چین کے سیاسی و تجارتی مقاصد کے لئے ''را'' کے عزائم زیادہ نقصان کا باعث ہو سکتے ہیں پاکستان کے عوام کے لئے یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ اس صورتحال میں چین کی حکمت عملی اور اس کا رویہ کیا ہے؟

چین بھی بھارت کے ان عزائم کو اچھی طرح سمجھ گیا ہے کہ وہ چین کو نیچا دکھا کر خطے کا چمپئین بننے کا خواب دیکھ رہا ہے۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان اور چین ملکر ایک ایسا لائحہ عمل تیار کریں جس سے اقتصادی رہداری منصوبے کے خلاف ہونے والی سازشوں کو نا صرف ناکام بنایا جا سکے بلکہ مستقبل میں بھی اگر کوئی ایسی ویسی گھنونی حرکت کی جاتی ہے تو اس کا سد باب بھی ممکن ہو سکے اقتصادی رہداری ایک عظیم منصوبہ ہے جو پاکستان اور چین کی دوستی میں ایک نئی جہت لائے گا مگر اس ے ساتھ ساتھ ہمیں ان خطرات پر بھی نظر رکھنی ہو گی جو اس منصوبے کو ناکام بنانے کے درپے ہیں کیونکہ اگر پاکستان اور چین کے مفادات اس منصوبے سے وابستہ ہیں تو کچھ قوتیں ایسی بھی ہیں جن کے مفادات پر کاری ضرب لگنے جا رہی ہیں اور وہ شیطانی قوتیں کبھی بھی ایسا نہیں چاہیں گی کہ ان کے مفادات کو ٹھیس پہنچے کیونکہ یہ منصوبہ خطے میں ایک گیم چینجر ثابت ہو سکتا ہے جس کی اہمیت پاکستانی عوام پاکستانی حکمران اور ہمارے آرمی چیف بھی اچھی طرح جانتے ہیں اسی لئے آرمی چیف نے خاموش اشاروں میں اپنے دشمنوں کو متنبہ کر دیا ہے اس اعلان پر پوری پاکستانی قوم ان کے ساتھ ہے۔

ملک و ملت کے پاسبان پاک فوج کے جوان

دہشت گردی کے خلاف جنگ اگر جیتی جا رہی ہے تو اس جنگ کو جیتنے کے لئے پاک فوج کی قربانیاں سب سے زیادہ اور سب سے اہم ہیں پاک فوج نے ہر کڑے وقت میں اپنی ذمہ داریاں نبھائی ہیں اور خوب نبھائی ہیں جب بھی ملت کی طرف سے ان کو پکارا گیا وہ سیلاب ہو زلزلہ ہو یا جنگ ہر موقع پر پاک فوج نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ ہر کام میں سب سے آگے ہوں گے ۔ دہشت گردوں اور انکے سہولت کاروں کے خلاف کیے جانے والے آپریشن ضرب عضب میں پاک فوج نے اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر دشمنوں پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ وہ ابھی تک اپنے زخم چاٹ رہا ہے ساتھ ساتھ علاقے میں تعمیر ترقی کے کام بھی شروع کیے تاکہ علاقے سے نکل مکانی کرنے والوں کو جب وہاں پر واپس لایا جائے تو انھیں یہ محسوس نہ ہو کہ وہ تباہ برباد ہو چکے ہیں اب جبکہ پاک فوج اس مشکل آپریشن میں مصروف تھی تو پنجاب کے علاقے کچہ میں ڈاکوؤں نے پولیس کی ناک میں دم کر رکھا تھا ان کے خلاف ہونے والے پے در پے آپریشن ناکام ہونے کے بعد یہ کام بھی پاک فوج کے حوالے کیا گیا جنھوں نے بغیر کسی جانی نقصان کے اس کام کو سرانجام دیا اور علاقے کے ڈاکوں سے آزاد کرایا جنوبی پنجاب میں راجن پور کے قریب کچے کے علاقے میں ڈاکوؤں کے ایک بڑے گروہ کی موجودگی کی وجہ سے یہ علاقہ نو گو ایریا بن چکا تھا اور کئی طرح کی سماج دشمن سرگرمیوں

کا مرکز بنا ہوا تھا جہاں پولیس نے کئی بار آپریشن کیے مگر ہر بار اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا حال ہی میں سولہ روز تک پنجاب پولیس ڈاکوؤں کے خلاف آپریشن میں مصروف رہی تاہم انہیں کوئی بڑی کامیابی حاصل نہ ہو سکی اگرچہ اس دوران سات ڈاکو مارے گئے مگر پولیس کے بھی چھ جوان شہید ہوئے جبکہ متعدد پولیس اہلکاروں کو ڈاکوؤں نے یرغمال بنا لیا آپریشن کی طوالت کو دیکھتے ہوئے اور پولیس کی ناکامی کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ٹاسک بھی مسلح افواج کے حوالے کیا گیا جب پاک فوج کے جوان علاقے میں کارروائی کیلئے پہنچے پاک فوج کے پہنچتے ہی ڈاکوؤں کے سرغنہ غلام رسول عرف چھوٹو کے چالیس ڈاکوؤں نے ہتھیار ڈالنے کا اعلان کیا اور کچھ ہی گھنٹوں میں ہتھیار ڈال دیے گئے اور جو ڈاکو منحرف ہوئے ان کے بارے میں پاک فوج کے ترجمان کا کہنا ہے کہ اگر انھوں نے بھی اگر ہتھیار نہ ڈالے تو ان کے خلاف آپریشن کرکے علاقہ کو ان سے پاک کردیا جائے گا یہاں اگر بات کی جائے حکومتی ناکامی کی تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہمیشہ سے ہی پنجاب کو خوشحال اور جرائم سے پاک کرنے کی بات کرتے رہے ہیں اور اس کے لئے انھوں نے علمی اقدامات بھی اٹھائے ہیں وزیر اعلیٰ پنجاب جو پنجاب پولیس کو ہمیشہ ایک موثر پولیس فورس بنانے کیلئے کوشاں رہے جنہوں نے ہمیشہ اپنے صوبے سے جرائم کے خاتمے کیلئے کوششیں کیں انہوں نے اس علاقے سے ڈاکوؤں کے بڑے بڑے گینگ ختم کرنے کیلئے اس سے قبل کوئی کوشش کیوں نہ کی اور یہ لوگ علاقے میں کیوں دندناتے اور لوگوں

کو لوٹتے رہے آج اگر پاک فوج عوام کے مفاد میں سول انتظامیہ کی مدد کیلئے ڈاکوؤں کے خلاف کارروائی کر سکتی ہے تو اس کی طرف سے یہی اقدام بہت پہلے بھی ہو سکتا تھا بشرطیکہ صوبائی حکومت اس معاملے میں اس سے رجوع کرتی۔ یہ کوئی راز کی بات نہیں کہ ڈاکوؤں کے گروہ سیاسی حلقوں اور پولیس کے ادارے میں نمایاں اثر و رسوخ رکھتے ہیں اور یہی اثر و رسوخ ان کے وجود کی سلامتی کی وجہ تھا قومی و صوبائی اسمبلی کے علاقہ کے بعض ارکان اور اہم سیاسی شخصیات ان ڈاکوؤں کو اپنے مخصوص سیاسی مقاصد کیلئے استعمال کرتی تھیں اور اس کے عوض انہیں تحفظ فراہم کرتی تھیں اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ بعض سیاسی شخصیات اور ڈاکوؤں کے گینگ ایک دوسرے کی مدد کرتے اور ایک دوسرے کے مفادات کو تحفظ فراہم کرتے رہے ہیں اسی باہمی تعاون کا یہ نتیجہ تھا کہ ایک سو سے زائد ان ڈاکوؤں نے علاقے میں اپنے مضبوط ٹھکانے قائم کر رکھے تھے جن میں جدید اسلحہ سے لے کر انٹرنیٹ تک تمام سہولتیں موجود تھیں علاقے میں گویا انہوں نے ریاست کے اندر اپنی ایک ریاست قائم کر رکھی تھی جس میں منتخب حکومت کے افراد اور اہلکار بھی ان کی اجازت اور مرضی کے بغیر داخل نہیں ہو سکتے تھے عوام یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ کیونکر ایسے علاقے میں گزشتہ آٹھ سالوں سے کوئی بڑا اور مکمل آپریشن نہیں کیا جا سکا کیونکہ اب یہ بات بڑی حد تک واضح ہو چکی ہے کہ علاقے میں ان ڈاکوؤں کو محفوظ پناہ گاہیں ان سیاسی لوگوں نے اور وہاں کے سرداروں نے دی ہوئی تھیں جو کبھی بھی یہ نہیں

چاہتے تھے کہ ڈاکو وہاں سے نکل جائیں کیونکہ ایسا کرنے سے انکے مفادات کو خطرہ تھا انھوں نے انھیں ڈاکوؤں کے ڈرانے سے عوام سے ووٹ بھی لینے تھے جو اب ان کے پکڑے جانے سے شاید نہ مل سکیں اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس آپریشن کے بعد علاقے میں ان ڈاکوؤں کے سہولت کاروں کو بھی پکڑا جائے اور ان عوامل کو سامنے لایا جائے جسکی وجہ سے یہ علاقہ کئی سالوں تک نو گو ایریا بنا رہا یہاں اگر بات کی جائے کامیابی کی تو یہ بات بلکل واضح ہے کہ پنجاب پولیس اس آپریشن کو کبھی بھی منطقی انجام تک نہیں پہنچا سکتی اس میں ناکامی پولیس کی نہیں بلکہ پنجاب حکومت کی ہے جو پولیس کو وسائل فراہم کرنے کے اعلانات تو کرتی ہے مگر دوسری طرف حقائق کچھ اور ہی اشارہ دے رہے ہیں پاک فوج نے ایک بار پر ثابت کر دیا کہ اگر جذبے سچے ہوں تو کوئی بھی کام ناممکن نہیں رہتا انھوں نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ ملک و ملت کے پاسبان پاک فوج کے جوان ہی ہیں۔

ایک نیا سیاپہ

آج کل وزیر اعظم پاکستان کچھ زیادہ ہی پریشان نظر آتے ہیں کیوں نہ ہوں معاملہ اب بہت بگڑ چکا ہے اور جس طرح ان کا نام لیا جا رہا ہے اور جیسے معاملات اپوزیشن نے بنا دیے ہیں ایسے میں تیسری بار وزیر اعظم بننے والے میاں صاحب کی پریشانی نہ صرف دیکھی جا سکتی ہے بلکہ روز روز قومی ٹی وی پر آ کر سنی بھی جا سکتی ہے معاملہ اتنا زیادہ آسان نہیں ہے جتنا دیکھا جا رہا ہے اور اتنا پیچیدہ بھی نہیں ہے جتنا سمجھا جا رہا ہے لیکن کچھ بھی ہو دال میں کچھ نہ کچھ کالا ضرور ہے یہ الگ بات ہے کہ اپوزیشن والے اور شیخ صاحب پوری دال کو ہی کالا بنا کر پیش کر رہے ہیں مگر پیچھے کچھ حکومتی نمائندے بھی نہیں ہیں جو خود کو شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار بنا کر پیش کر رہے ہیں بقول اپوزیشن کے میاں صاحب کی کشتی میں سوراخ ہو چکا ہے مگر ایک بات جو سب سے اہم ہے کہ اس کشتی میں اگر سوراخ ہو گیا ہے تو ماضی کی طرح ابھی تک اس میں سے کسی مسافر نے چھلانگ نہیں لگائی بعض چھلانگیں لگانے میں مشہور افراد بھی ابھی تک دیکھو اور انتظار کرو کی پالیسی پر قائم ہیں اس کی دو وجوہات ہیں ایک یا تو ان لوگوں کو یقین ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے مچائے جانے والے شور میں اتنا دم نہیں ہے کہ وہ وزیر اعظم کو گھر بھیج سکے دوسرا وزیر اعظم کے خاندان پر لگنے والے الزامات کی

تحقیقات کے لیے فلوقت کوئی بھی مجاز ادارہ نہیں ہے سوائے نیب کے جس کو اگر کام کرنے کی جازت بھی حکومت نے دینی ہے جو کہ حکومت فلوقت دینے کے موڈ میں نہیں ہے اور اگر بوقت ضرورت اس نے اجازت دے بھی دی تو ایک گول مول رپورٹ اسے مل جائے گی جس کا نہ کوئی سر ہو گا نا پاؤں اس لئے یہ آپشن بھی فلوقت اپوزیشن کے کئے ناقبقبول ہی ہے ایک اور بات یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ کسی مسافر نے کشتی کی صورت حال کا جائزہ لیکر اس میں سے چھلانگ لگا دی تو پھر حکومتی کشتی ایسے خالی ہو گی جیسے آخری سٹاپ پر بسیں خالی ہوتی ہے کیونکہ ہمارے سیاست دانوں کا یہ المیہ رہا ہے کہ یہ لوگ تیل اور تیل کی دھار دونوں دیکھتے ہیں اس کی مثالیں اگر ماضی سے لی جائیں تو بہت سے وہ لوگ اس وقت اس ڈوبتی کشتی کو چھوڑ کر جنرل مشرف کے واٹر پروف ٹینک میں سوار ہو گئے تھے آج پھر سے میاں صاحبکے ترجمان بنے نظر آتے ہیں خیر یہ تو ہماری سیاست کا ایک روشن پہلو رہا ہے جس پر پھر کبھی بات ہو گی فلوقت پاکستان کی اپوزیشن جماعتیں وزیر اعظم سے یہ مطالبہ کر رہی ہیں کہ وہ خود کو کرپشن سے پاک اور بے گناہ ثابت کریں اس ضمن میں جو نکتہ بہت زور و شور سے اٹھایا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ لندن میں مے فیئر کے علاقے میں جو فلیٹس وزیر اعظم کے زیر تصرف رہے ہیں ان کو خریدنے کے لیے رقم کن ذرائع سے کب پاکستان سے بیرون ملک بھیجی گئی۔اس ضمن میں سوال یہ اٹھ رہا ہے کہ پاناما لیکس کے حوالے سے تحقیقاتی کمیشن اور دیگر ادارے پاکستانی قانون اور دیگر ممالک کے ساتھ

معاہدوں کے تحت کس قدر بااختیار ہوں گے یہ تحقیقات مشکل ہیں تاہم ناممکن نہیں
احتساب کسی بھی ملک کے لئے اتنا ہی اہم ہوتا ہے جتنا کے جمہوریت مگر ہمارے ہاں
خود احتسابی کا رواج نہیں ہے ہر وہ شخص جو کرپشن میں ملوث ہوتا ہے وہ اپنا احتساب
کرنے کے بجائے مخالف کا احتساب کرنے کی بات کرتا ہے جیسا کہ اب حکومتی رویہ ہے
کہ وہ اپنے اوپر لگنے والے الزامات کو فیس کرنے کے بجائے ہمدردیاں حاصل کرنے
کے لئے اپنے ماضی کے دکھوں کو عوام کے سامنے ایسے پیش کر رہی ہے جیسے وہ بہت ہی
مظلوم رہی ہو یہ بات بھی سچ ہے کہ ماضی میں ن لیگ کے ساتھ کچھ اچھا نہیں ہوا مگر
ایسے وقت میں جب آپ الزام شدہ ہوں اور ان الزامات کی تردید کرنے کے بجائے
اپنے ماضی کے دکھوں کو عوام میں دیکھا دیکھا کر یہ ثابت کتنے کی کوشش کریں کہ آپ
مظلوم ہیں آپ کا احتساب گویا مارے ہوئے کو مارنے کے مترادف ہے ایسے میں عوام
یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتے ہیں کہ ماجرا آخر ہے کیا؟ ن لیگ احتساب کی بات تو کرتی ہے
مگر خود کا احتساب اسے چھا نہیں لگتا یہ بات بھی حکومت اچھی طرح جانتی ہے کہ اگر
حزب اختلاف کا مطالبہ تسلیم نہ کیا گیا تو پھر عوامی احتجاج بھی ہوسکتا ہے یہی سوچ کر
انھوں نے ہتھ ہولا رکھا ہوا ہے اور فلوقت کوئی بھرپور ایکشن نہیں دیکھا رہے دوسری
طرف پوری اپوزیشن جماعتیں متحد ہوتی جارہی ہیں پاکستان پیپلز پارٹی اور تحریک
انصاف کے رہنماؤں کے بقول وہی ضابطہ کار قابل قبول ہوگا جو حزب اختلاف کی
جماعتوں کی مشاورت سے بنایا جائے گا اپوزیشن کا موقف ہے

کہ جن لوگوں کو الزامات کا سامنا ہے وہ ضابطہ کار نہیں بنا سکتے پہلے حکومت نے ارٹائیرڈ ججوں سے تحقیقات کروانے کا عندیہ دیا تھا بعد ازاں جب اپوزیشن کی طرف سے دباؤ پڑا تو وہ سپریم کورٹ کے جج کے تحت تحقیقاتی کمیشن بنانے پر تیار ہو گئے اب حکومت نے اس مجوزہ کمیشن کے لئے اعلیٰ عدلیہ کو خط بھی لکھ دیا ہے لیکن لگتا یہی ہے کہ حکومت پر جب اور دباؤ پڑے گا تو وہ ضابطہ کار تبدیل کرنے پر تیار ہو جائے گی حکومت نے جو ٹی او آرز بنائے ہیں ان میں قرضوں اور مختلف دیگر مسائل شامل کرکے اس کا دائرکار بہت وسیع کر دیا گیا تھا اور عام خیال یہ ہی ہے کہ اس کے نتائج آئندہ دس سال تک نہیں نکلیں والے تھے۔اور ایسا ممکن ہی نہیں کہ اتنے بڑے گند کو صاف کرنے کے لئے دو تین سال میں ہی نتائج نکل آتے حکومت کی طرف سے اس اعلان کے بعد بعض حلقوں میں یہ بات سنائی دی جانے لگی کہ جس طرح کا کمیشن بنایا جانے لگا ہے وہ عوام کو ٹرک کی بتی کے پیچھے لگانے کے مترادف ہوگا۔لیکن اب شاید ماضی کی طرح وہ سب ممکن نہ ہوسکے جو ہوتا رہا ہے میاں صاحب کو جس طرح کا ٹف ٹائم کپتان کی طرف سے مل رہا ہے اس طرح کا ٹف ٹائم ماضی میں کسی نے نہیں دیا ہے اور یہ بات ساری عوام جانتے ہیں کہ اگر اس معاملے میں کوئی حقیقی اپوزیشن کا کردار ادا کر رہا ہے تو وہ پی ٹی آئی ہی ہے جو شفاف تحقیقات تک پیچھے ہٹنے کا نام نہیں لے رہی اور یہی جماعت ہے جو میاں صاحب کے لئے دردِ سر بنی ہوئی ہے اب حکومت کے پاس کوئی بھی دوسرا آپشن نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ ایک آزاد خود

مختار کمیشن تشکیل دے جو سارے معاملات کا جائزہ لے اور اس رپورٹ کی روشنی میں
کوئی بھی فیصلہ کیا جس سکے۔

کرپشن ترقی کی دشمن

کرپشن کی وجہ سے کئی ممالک دنیا میں اپنی ساکھ برقرار نہ رکھ سکے اور تاریخ کے اوراق میں گم ہو گئے اسی کرپشن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایک ایسی دھیمک ہے جو معاشروں کو کھا جاتی ہے بدنصیبی ہے بیچارے غریب ممالک کی، کے جن کے عوام دہرے عذاب سے گزرتے ہیں ایک تو انکے حکمران ان کا خون نچوڑتے ہیں اور دوسرا ان کے ٹیکس کی مد میں دیے گئے پیسے کو ایسے لوٹتے ہیں کہ جیسے ان کو اس لوٹ کا ثواب ملے گا اب جبکہ دنیا بھر میں پانامہ لیکس کے انکشافات نے ان لوٹیروں کو پریشان کیا ہوا ہے اور دنیا بھر کے کئی چہرے اب بے نقاب ہو چکے ہیں پانامہ لیکس کے انکشافات کے وجہ سے دنیا بھر میں کئی کرپٹ حکمرانوں کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی ہیں ایسے میں پاکستان کی عوام بھی انھیں دکھی قوموں میں شامل ہے جس کے وزیر اعظم اور ان کے خاندان پر بھی الزامات ہیں مگر ہمارے وزیراعظم زراو کھری ٹائپ کہ ہیں کہ وہ کسی بات پر وضاحت دینے کے بجائے جو لوگ انھیں کہتے ہیں کہ آپ نے اگر یہ کیا ہے تو جواب دیں انھیں پر الزامات لگاتے نظر آتے ہیں بجائے اس کے کہ اپنی صفائی دیں وہ ان سے جواب طلب کرتے ہیں اور اس میں وہ اکیلے نہیں بلکہ اپنی خوشامدی فوج بھی انھوں نے ان اپوزیشن رہنماؤں کے پیچھے لگادی ہے جو ان سے جواب کے طالب ہیں پانامہ لیکس کی افشا ہونے

والی ہزاروں دستاویزات سے پتہ چلتا ہے کہ دولت چھپانے کے لیے کس طرح سے ٹیکس ہیون' کا استعمال کیا جاتا ہے مالی رازداری کرنے والے سرفہرست دس ممالک میں' سوئٹزرلینڈ، ہانگ کانگ، امریکہ، سنگاپور، لگزمبرگ، لبنان، جرمنی، بحرین، متحدہ عرب امارات شامل ہیں دیکھا جائے تو دنیا کے امیر ترین ممالک وہ سانپ ہیں جو غریب ملکوں کی دولت کو چوس رہے ہیں اور ان غریب ملکوں کے امیر حکمران دولت لوٹ لوٹ کر وہاں انبار لگا رہیں اور ان انباروں سے ان امیر ملکوں کی معیشتیں مضبوط سے مضبوط تر اوران غریب ملکوں کے بچے تک مقروض ہو چکے ہیں بات اگر کی جائے پاکستان کی تو یہ حقائق بڑا دل دکھانے والے ہیں کہ پاکستان میں ہر پیدا ہوانے والا بچہ مقروض ہے اس کے ذمے جو قرض ہے وہ ہر سال اسی عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتا جاتا ہے اس سب کی بڑی وجہ کرپشن ہے جو بڑھتی ہی جا رہی ہے آج حکومتی جماعت کے لیڈران کو پاکستانی عوام کے سوالوں کا جواب دینا ہو گا کہ کہ ان کے پاس دولت کے انبار کہاں سے آئے اور وہ جو حلال دولت کی بات کرتے ہیں تو اس کا ریکارڈ پیش کرنے سے کیوں قاصر ہیں اب تمام جماعتیں اس ایشو پر حکومتی جماعت کے خلاف ہیں عوام کرپشن کا خاتمہ کرنا چاہتی ہے کرپشن اور حکمرانی ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے کیونکہ جو حکمران ملکی دولت لوٹتا ہے پھر اگر اس پر ہاتھ پڑ جائے تو جمہوریت کے کھاتے میں ڈال کر خود کو جمہوریت کی آڑ میں معصوم بنا کر پیش کرتا ہے ایسے حکمران کبھی نہ کبھی بے نقاب ہو کر سامنے آ ہی جاتا ہیں آج کرپشن کے خاتمے کے لئے

ضروری ہے کہ تمام جماعتیں اپنے اندر بھی احتساب کا موثر نظام اپنائیں۔ پانامہ لیکس پر سیاسی جماعتوں کے موقف سے انکار نہیں کیا جا سکتا جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جمہوریت برقرار رہنی چاہیے اور کرپشن ختم ہونی چاہیے اس سے کسی کو انکار نہیں ہے پوری قوم کرپشن کا خاتمہ چاہتی ہے لیکن یہ نہیں چاہتی کہ کرپشن کے خاتمے کی آڑ میں ملک میں اس حد تک محاذ آرائی اور خلفشار پیدا کیا جائے کہ جو جمہوریت کیلئے خطرہ بن جائے کرپشن کا خاتمہ کرکے جمہوریت کو مضبوط بنانے کی کوششیں ہونی چاہئیں اس کی آڑ میں کسی کو جمہوریت مخالف عناصر کا آلہ کار نہیں بننا چاہیے یہ امر خوش آئند ہے کہ عوام جمہوریت کا خاتمہ نہیں چاہتی ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت نے جس ادارے کو کرپشن ختم کرنے پر لگایا ہوا ہے اسے اتنا بااختیار بنایا جائے کہ وہ خود سے فیصلے لے سکے اس کے لئے اگر کسی بڑے سے بڑے آدمی پر ہاتھ بھی ڈالا جائے تو کوئی شور شرابہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اسی پالیسی کی وجہ سے ماضی میں بھی کئی بار کرپشن کے خاتمے کے لئے چلائی جانے والی مہم متاثر ہوتی رہی ہے اور اس ملک کا سب سے بڑا المیہ ہی یہی ہے کہ جب بھی کسی باثر شخص پر ہاتھ ڈالا جاتا ہے تو کئی طرح کے شوشے سر اٹھا لیتے ہیں جس کی وجہ سے مجبوراً وہ مہم روک دینی پڑتی ہے یا پھر ملتوی کر دی جاتی ہے۔ ماضی میں کرپشن کے خلاف چلائی جانے والی تمام مہمات کو اگر بروقت منطقی انجام تک پہنچا لیا جاتا تو یقیناً آج پاکستان میں کرپشن کا گراف انتہائی کم ہوتا اور کرپشن کے خاتمے کے لئے قائم

کیے جانے والے اداروں کو با اختیار بنایا جاتا تو آج پانامہ لیکس اور دیگر کئی طرح کے کیسز سامنے نہ آتے مگر ہم لوگ شاید اس بات کے عادی ہو چکے ہیں کہ جب سانپ نکل جاتا ہے تو لکیر پیٹنے کو ترجیح دیتے ہیں اور اسی وجہ سے باقی دنیا لگے کی طرف اور ہم پیچھے جا رہے ہیں۔آج کے حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ اگر ہم نے ترقی کرنی ہے اگر ہم نے دنیا سے بھیک نہیں مانگنی بلکہ اپنے وسائل میں رہ کر کامیاب ہونا ہے تو سب سے پہلے کرپشن کے خاتمے کے لئے اقدامات کرنا ہوں گے کئی ٹارگٹیڈ آپریشن تما م حکومتی اور نجی اداروں میں کرنا ہوں گے تاکہ وہ کرپشن جس نے ہماری ترقی کو روک رکھا ہے جس نے ہماری آنے والی نسلوں کو مقروض بنایا ہوا ہے اس کو ختم کیا جا سکے تاکہ ہر پاکستانی اپنی محنت سے پاکستان کو ترقی یافتہ بنا سکے ہر پاکستانی کو پتا ہو کہ وہ جو ٹیکس دے رہا ہے وہ ملکی ترقی پر خرچ ہو رہا ہے نہ کہ کسی کی جیب میں جا رہا ہے اس بے رحمانہ آپریشن میں نیب، مسلح افواج ،میڈیا اور سول سوسائیٹی اہم رول ادا کر سکتے ہیں۔کیونکہ کرپشن ملکی ترقی کی سب سے بڑی دشمن ہے اور اس کے خاتمے سے ہی ملکی ترقی ممکن ہو سکتی ہے دوسری صورت میں ستر سالوں سے جو راگ آلاپا جا رہا ہے اسی کی گھونج سنائی دیتی رہے گی۔

ٹیکس نیٹ اور ٹیکس گزار روشن پاکستان کی ضمانت

کسی بھی ملک کی ترقی و کامرانی کے لئے اس کے آمدنی کے ذرائع بہت اہم ہوتے ہیں اور ملک کو سب سے زیادہ آمدنی اس کے عوام ٹیکسوں کے ذریعے دیتے ہیں اور جن ملکوں کی معیشتیں مضبوط ہیں ان کا اگر تجزیہ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ ان کا ٹیکس نیٹ بہت بڑ مضبوط اور منظم ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ ان ملکوں میں لوگوں کو ٹیکس نیٹ میں لانے اور ان کے ٹیکس کی وصولی کے لئے بہت ہی واضح اور صاف ستھرے قانون بنائے جاتے ہیں اور ان کے ٹیکسوں کا نظام اتنا وسیع اور سادہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ ایک موبائل سے بھی اپنے زمہ واجب ادا ٹیکس ادا کر سکتے ہیں لیکن اگر بات کی جائے پاکستان تو یہاں لوگ ٹیکس تو دینا چاہتے ہیں اور بہت سے لوگ ٹیکس دیتے بھی ہیں مگر ہمارے ادارے جنھوں نے یہ ٹیکس حکومت کو جمع کرکے دینا ہوتا ہے بد قسمتی سے اتنے نالائق ہیں کہ ان کی بنائی ہو پالیسیاں ایسی بول بھلیاں ہوتی ہیں کہ بیچارے ٹیکس گزار انھیں دیکھ کر ہی سر پکر لیتے ہیں اور اگر وہ خود کو ٹیکس نیٹ میں لانے کے لئے ایف بی آر یا کے متعلقہ اداروں میں چلیں جائیں تو انھیں ایسی خدمات مہیا کی جاتی ہیں کہ وہ اس سے دور بھاگتے نظر آتے ہیں آج کے جدید دور میں جب ہر چیز سمٹ کر ایک موبائل فون میں آ چکی ہیں ہمارے ٹیکس جمع کرنے والے ادارے اتنی موٹی فائلوں اوران میں لگے ہوئے کاغذات کے پلندوں

میں گم ہیں جیسے کہ ہم اکیسویں صدی کے بجائے زمانہ قدیم سے تعلق رکھنے والی قوم ہوں آج بھی اگر آپ کا ٹیکس جمع کرنے والے ادارے میں جانے کا اتفاق ہو تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ افسر شاہی اور کام کو نہ سمجھنے والے یہ لوگ ملک و ملت کا کتنا بڑا نقصان کر رہے ہیں حکومت جو بھی ہو وہ چاہتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ٹیکس نیٹ میں آئیں تاکہ ملک کو ٹیکسوں کی مد میں رقوم مل سکیں مگر ایسے ادارے جو کہنے کو تو حکومت کو ٹیکس جمع کر کے دیتے ہیں مگر ان کی کارکردگی بہت ہی پریشان کن ہے بجٹ کا موسم ہے اور ظاہر سی بات ہے ہر کوئی اس بات کو جاننے میں لگا ہوا ہے کہ اب کی بار حکومت کون سے ٹیکس لگانے اور کونسے ختم کرنے کے چکر میں ہے ٹیکس لگانے کی بات تو ہر بار ہی ہوتی ہے مگر ختم کرنے کی بات کم ہی سنی جاتی ہے اس لئے عوام کا زیادہ دھیان اسی طرف ہے اطلاعات کے مطابق حکومت نے لاکھوں خوردہ فروشوں کو ٹیکس کے دائرے میں لانے کیلئے آئندہ بجٹ میں ایسے تاجروں پر ان کی مجموعی آمدنی کا دو فیصد فکسڈ ٹیکس عائد کرنے کا فیصلہ کیا ہے جن کے پاس لگژری شاپنگ مال اور پلازوں میں دکانیں ہیں اور جو سالانہ چھ لاکھ روپے کی بجلی استعمال کرتے ہیں حکومتی اداروں کا موقف ہے کہ اس نئے ٹیکس کے نفاذ کے بعد ایف بی آر آئندہ بجٹ میں چھ سے دس ارب روپے جمع کر سکے گا تاجروں نے رواں مالی سال کے دوران قومی خزانے میں ایک ارب روپے سے بھی کم ٹیکس جمع کرایا ہے بتایا گیا ہے کہ تاجروں کو ٹیکس کے دائرے میں لانے کیلئے متعارف کرائی گئی رضاکارانہ ٹیکس

اسکیم کی ناکامی کے بعد حکومت نے خوردہ فروشوں کے ساتھ مذاکرات کرکے انہیں فکسڈ ٹیکس کی ادائیگی پر آمادہ کرلیا ہے جبکہ خوردہ فروشوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ان کی مجموعی آمدنی پر 0.75 فیصد کا پرانا فکسڈ ریٹ بحال کیا جائے لیکن حکومت نے آئندہ بجٹ میں دو فیصد عائد کرنے کا فیصلہ کیا ہے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ٹیکس اصلاحات کمیشن نے بھی حکومت سے کہا تھا کہ سالانہ پچاس لاکھ روپے کمانے والے خوردہ فروشوں پر سیدھا سیدھا فکسڈ ٹیکس عائد کرنے کی سفارش کی تھی کمیشن نے یہ بھی سفارش کی تھی کہ تین سال کیلئے ایسے خوردہ فروشوں کیلئے فکسڈ انکم ٹیکس مقرر کیا جائے اور اس کے بدلے میں وہ تین سال کے دوران ادا کئے گئے ٹیکس کے 30 گنا کالے دھن کو سفید کرسکیں گے دیہی علاقوں میں کام کرنے والے خوردہ فروشوں پر 25 سو سے ہزار ٹیکس عائد کرنے کی سفارش بھی کی گئی ہے تاہم ریٹ کا تعین دکان کے سائز 20 کے مطابق طے کیا جائے گا چھوٹے خوردہ فروشوں میں کم آمدنی والے تاجروں کیلئے پانچ ہزار سے 25 ہزار تک درمیانے درجے کے تاجروں کیلئے دس سے 35 ہزار تک جبکہ زیادہ آمدنی والے چھوٹے خوردہ فروشوں کیلئے پندرہ سے پچاس ہزار تک کا پیمانہ مقرر کرنے کی تجویز دی گئی ہے اس شیڈول کے تحت ٹیکس دینے والے کو ٹیکس کا سرٹیفکیٹ بھی دیا جائے گا جو وہ دکان میں نمایاں طور پر آویزاں کرسکے گا خوردہ فروشوں پر فکسڈ ٹیکس عائد کرنے کی تجاویز ہماری دانست میں بے حد معقول اور قابل عمل ہے البتہ عوام یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ چھوٹے بڑے

شہروں میں چاٹ اور دہی بڑے فروخت کرنے یا جوس کا کاروبار کرنے والے دکاندار ایف بی آر کے حکام کو نظر نہیں آتے جن کی دکانوں میں باری آجائے تو گاہک اپنے آپ کو خوش قسمت خیال کرتا ہے تاہم وزارت خزانہ کے حکام کو ایف بی آر کے افسروں کے اثاثوں اور ان کے طرز زندگی کے بارے میں بھی خفیہ رپورٹس مرتب کرنی چاہئیں ٹیکسوں اور محصولات میں کمی کی جہاں دیگر وجوہات ہیں وہاں بدعنوان کارکن اور افسران بھی برابر کے ذمہ دار ہیں ان کے گرد بھی گھیرا تنگ کیا جانا چاہیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ٹیکس نیٹ کو بڑھانے کے لئے صاف ستھری پالیسیاں ترتیب دی جائیں اور ساتھ ساتھ ایف بی آر اور ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ وہ ادارے جو عوام سے پورا ٹیکس لیتے ہیں کیا وہ پوری رقم حکومتی خزانے میں بھی جمع کرواتے ہیں کہ صرف عوام کی جیبوں سے نکالنا مقصود ہوتا ہے ساتھ ساتھ اس بارے میں سخت سے سخت قانون سازی کی ضرورت ہے جیسے کے بیرون ملکوں میں ہوتا ہے جہاں ٹیکس کو چھپانے کی سزائیں بہت سخت ہیں شاید یہی وجہ ہے کہ وہاں لوگ ٹیکس چھپانے کے بجائے دینے کو ترجیح دیتے ہیں مگر ہمارے ہاں معاملہ الٹ ہے یہاں ٹیکس اگر کوئی دینا بھی چاہے تو ٹیکس والے خود ہی ان کو وہ راستہ دیکھاتے ہیں جن سے وہ ٹیکس چھپاسکے اسی لئے اس ادارے میں یہ چھپی ہوئی کرپشن نا صرف لوگوں کے لئے بلکہ ملک کے لئے سخت نقصان دہ ہے آج ضروت اس امر کی ہے کہ حکومت ٹیکس نیٹ کو بڑھانے کے ساتھ ساتھ ان اداروں

میں اوپر سے نیچے تک اور نیچے سے اوپر تک اصلاحات متعارف کروائے اور ایسی
پالیسیاں ترتیب دی جائیں جن سے لوگوں کا اعتماد بحال ہوسکے اور ٹیکس دینے والوں کو
ایسی مراعات دی جائیں جن سے وہ مستفید ہو کر دیگر لوگوں کو بھی ٹیکس دینے کی
طرف راغب کر سکیں اسی طرح ہم ایک روشن اور مضبوط پاکستان کی بنیاد رکھ سکتے ہیں

بابائے انسانیت تیری عظمت کو سلام

کلاس رومز میں موجود تمام بچے انگلش بکس لئے ہوئے تھے جس میں آج ہمارے استاد محترم جناب ابرار صاحب آج ہمیں اس شخص کے متعلق پڑھانے جا رہے تھے جس کو لوگ بابائے انسانیت کے نام سے جانتے ہیں اور شاید یہ شخص تا قیامت بابائے انسانیت کے نام سے جانا جاتا رہے گا بلکل ویسے ہی جیسے دوسرے ممالک میں مدر ٹریسا کو جانا جاتا ہے تو جناب اس شخص کا نام آج ہر مسلمان کی زبان پر ہے ہر کوئی اس کی مغفرت کے لئے دعا گو ہے جو پاکستان کے تمام لوگوں کا فخر تھا سبق بڑا دلچسپ تھا جس میں ایدھی صاحب کی زندگی کے حالات اور خصوصا بچپن کے حالات تھے سبق میں تھا کہ یہ جب چھوٹے تھے تو آموں کے پیڑوں پر چڑھتے اور وہاں سے آم توڑتے تھے انھیں شرارتوں پر کبھی کبھی ان کی گھر والوں سے خصوصا امی سے پٹائی بھی ہو جاتی تھے اس وقت انھیں شاید اس بات کا احساس بھی نہیں ہو گا کہ کل مستقبل میں یہی شخص بابائے انسانیت بن کر ابھرے گا اور حالات چاہے کیسے بھی ہوں دھماکے ہوں ،دہشت گردی کا شور مچا ہو کوئی ایکسیڈنٹ ہو یا پھر حادثہ صرف انسانیت کی خاطر اس نے پوری جدو جہد کرنی ہے اور ہر حال میں لوگوں کو امداد بہم پہنچانی ہے اور کسی بھی صورت میں اپنے ملک کو نہیں چھوڑنا آج ہمارے ملک کے حکمرانوں کا حال یہ ہے کہ کسی کے دانت میں بھی درد ہو تو وہ بیرون ملک علاج کے لئے جاتا ہے

کیوں؟ کیونکہ کہ بقول ان کے یہاں پاکستان میں علاج اچھا نہیں؟ کوئی پوچھے ارے بھائی تم ہی ہو جو برسوں سے اس مل میں حکومت کر رہے ہو علاج اچھا نہیں تو علاج اچھا کرنے والے ہسپتال بناؤ اس بات کا جواب ان لوگوں کے پاس ہے نہیں۔ اسی بات کو ایدھی صاحب جاتے جاتے سب پر عیاں کر گئے کہ جیو تو اپنے ملک کے لئے اور مرو تو بھی اپنے ملک کے لئے۔ ایدھی صاحب کی خدمات ہمشہ یاد رکھی جائیں گے 1957 میں ایک پک اپ سے شروع ہونے والی امدادی سروس اب دنیا کی سب سے بڑی ایمبولینس سروس بن چکی ہے جس کا سارا کریڈٹ ایدھی صاحب کو ہی جاتا ہے۔ ایدھی انفارمیشن بیورو کے مطابق اس وقت ملک بھر میں ان کے امدادی مراکز کی تعداد 335 ہے۔ سیلاب اور سمندری حادثات کے موقعے پر امداد فراہم کرنے کے لیے 28 کشتیاں اور عملہ اس کے علاوہ ہے۔ اس کے علاوہ ایدھی فاؤنڈیشن ایئر ایمبولینس کی خدمات بھی فراہم کرتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ ملک کے بڑے شہروں میں کل 17 ایدھی ہومز ہیں، جن کے علاوہ ایدھی شیلٹرز، ایدھی ویلج، ایدھی چائلڈ ہوم، بلقیس ایدھی میٹرنٹی ہوم، ایدھی ہینیمل ہاسٹل، ایدھی فری لیبارٹری، ایدھی فری لنگر بھی کام کر رہے ہیں ملک بھر میں آج 335 ایدھی سینٹرز ہیں۔ ایدھی فاؤنڈیشن 2000 ملازمین کام کرتے ہیں چار ہوائی جہاز، 1800 ایمبولینسز، کینسر ہسپتال، ہوم فار ہوم لیس، ایدھی شیلٹرز اور ایدھی ویلج، ایدھی چائلڈ ہوم، بلقیس ایدھی میٹرنٹی ہوم، ایدھی فری لیبارٹری، ایدھی فری لنگر اور ایدھی ڈینٹری ہسپتال کام کر رہے ہیں۔ ملک کے تمام روڈز

نیٹ ورق کے ساتھ ساتھ ان کے چھوٹے چھوٹے دفاتر بھی ہیں جہاں ہر وقت ان کی گاڑیاں انسانیت کی خدمت کے لئے کھڑی رہتی ہیں ملک میں 1122 کی سروس سے پہلے ایدھی سروس کی گاڑیاں سب سے زیادہ ایمرجنسی کے لئے استعمال کی جاتی رہی ہیں میں فاؤنڈیشن نے پاکستان کی سب سے بڑی تدفین سروس شروع کی یعنی 1988 ایدھی صاحب لاورثوں کے وارث بنے اتنے بڑا امدادی نظام کو چلانے والے عبدالستار ایدھی کی زندگی سادگی کا نمونہ تھی۔ ان کے پاس ملیشیا (کالے رنگ) کے سستے ترین کپڑوں کے صرف دو جوڑے تھے، ایک میلا ہو جاتا تو وہ دوسرا پہن لیتے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے اصول بنایا کہ زندگی بھر سادگی رکھوں گا اور کپڑے ایک قسم کے پہنوں گا سنہ' تک ایدھی کی ایمرجنسی ہیلپ لائن 115 منظور ہو چکی تھی1998 تک ملک 1990 بھر میں پھیلا ایدھی فاؤنڈیشن کے نیٹ ورک کو ایک کنٹرول ٹاور سے منسلک کر دیا گیا کسی یتیم کو سہارا چاہیے یا پھر کسی بے نام بچے کو والد کا نام، زخمی کو ہسپتال پہنچانا ہو یا بیمار کو دوا چاہیے ہو، بھوکے افراد کا پیٹ بھرنا ہو یا پھر لاوارث لاش کو دفنانا ہو یہ سب اُمور ایدھی فاؤنڈیشن بغیر کسی معاوضے اور احسان جتائے بغیر کرتی ہے۔ کراچی میں جب قتل و غارت کا آغاز ہوا تو ایدھی نے تمام ایمبولینس کے عملے کو ہدایت کی کہ وہ آنکھیں اور کان بند کرکے اپنا کا جاری رکھیں کیونکہ انھیں متاثرہ افراد کو جلد از جلد ہسپتال پہنچانا ہے۔آج 'ایدھی صاحب ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن ان کا انسانیت کی خاطر انسانیت کی خدمت کا دیا جانے والا درس آج ہر کوئی سن

اور سنا رہا ہے۔ پوری قوم ایک صدمے سے دوچار ہے کیونکہ 'ایدھی صاحب کی کمی صرف ایدھی فاؤنڈیشن کو محسوس نہیں ہو گی بلکہ یہ کمی پورے پاکستان کی اور جہاں جہاں انسان بستے ہیں سب کو محسوس ہو گی آج بھی ان کے نام سے منسوب ایمبولینسیں جب سڑک پر ہوٹرز بجاتی سامنے سے گزرتی ہیں تو ہاتھ خود بخود دعا کیلئے اٹھ جاتے ہیں بے شک ہے لوگ جہاں میں وہی اچھے جو آتے ہیں کام دوسروں کے۔

ایک ہی حل استصواب رائے

بھارتی ظلم کی وجہ سے آج کا کشمیر لہو، لہو ہو چکا ہے ہر طرف لاشوں کے انبار ہیں جو پکار، پکار کر عالمی برادری اور خاص طور پر اقوام متحدہ سے کہہ رہے ہیں کہ کیا کشمیریوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ اپنی قسمت کا فیصلہ خود کر سکیں کہ ان کو کس کے ساتھ جانا ہے کیا ان پر یہ ظلم اور جبر ہمیشہ رہے گا کیا ان کی قربانیاں مشرقی تیمور اور دیگر عیسائی خطوں میں چلنے والے تحریوکوں سے کم ہیں یا ان کو مسلمان ہونے کی سزا دی جا رہی ہے بھارتی ظلم اور جبر کی یہ کہانی کبھی تو انجام تک پہنچے گی بھارت کی طرف سے اٹھائے جانے والے ظلم کے خلاف دنیا بھر کے مسلمان اپنا احتجاج ریکارڈ کرواتے رہتے ہیں اسی طرح گزشتہ دنوں پاکستان میں سمیت دنیا بھر میں مقبوضہ کشمیر میں بھارتی ظلم و بربریت کے خلاف یوم سیاہ منایا گیا یہ دن منانے کا مقصد یہ ہے کہ مقبوضہ کشمیر کے عوام پر ایک بار پھر یہ باور کیا جائے کہ پاکستان کے عوام ان کی جائز اور قانونی جدوجہد کی حمایت کرتے ہیں اور ان کے مقدمے کو عالمی سطح پر اجاگر کرتے رہیں گے یوم سیاہ کے ذریعے عالمی برادری کو بھی مقبوضہ کشمیر میں نہتے کشمیریوں پر بھارتی فوج کے مظالم پر متوجہ کرنے کی ضرورت ہے اور عالمی برادری کو بھی چاہیے کہ کشمیریوں پر مظالم بند کروانے کے سلسلے میں اپنے اثر و رسوخ کو بروئے کار

لائے مسئلہ کشمیر کو حق خود ارادیت کی بنیاد پر حل کرنے کے سلسلے میں سلامتی کونسل کی قراردادوں پر عملدرآمد باقی ہے اس اظہار سے یہ مسئلہ ابھی تک اقوام متحدہ کے ایجنڈے پر موجود ہے لیکن اس پر کوئی پیش رفت بھارتی لابی ہونے نہیں دے رہی اقوام متحدہ کو ان قراردادوں پر عملدرآمد کے سلسلے میں نئے سرے سے کوششیں کرنی ہوں گی ورنہ دوسری صورت میں اس کا کردار ایک تماشائی سے زیادہ کچھ نہیں ہوگا عالمی امریکہ سمیت مغربی دنیا اور اقوام متحدہ کو مسئلہ کشمیر کی سنگینی کا احساس ہے اس لئے ان کی طرف سے زور دیا جاتا ہے کہ پاکستان اور بھارت مذاکرات کے ذریعے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کریں مگر بھارت جس نے کشمیر پر طاقت کے زور پر قبضہ جما رکھا ہے مذاکرات سے گریزاں ہے کئی بار اس نے عالمی برادری کے دباؤ کے تحت مذاکرات کا آغاز کیا لیکن انہیں محض وقت گزاری کیلئے استعمال کیا چنانچہ ان کے نتیجے میں مسئلہ کے حل کی جانب معمولی سی بھی پیش رفت نہ ہو سکی جبکہ بعض مغربی ممالک جن میں برطانیہ، جرمنی اور امریکہ سمیت بعض ممالک نے تنازعہ کے حل کے سلسلے میں ثالثی کی بھی پیشکش کی لیکن بھارت نے ثالثی قبول کرنے سے انکار کردیا مذاکرات سے گریز اور ثالثی سے انکار کرنے والا بھارت بدستور طاقت کے استعمال کی پالیسی پر عمل پیرا ہے اور اس خوش فہمی میں مبتلا ہے کہ طاقت اور تشدد کے استعمال سے وہ کشمیریوں کی آواز کو خاموش کرائے گا لیکن چھ دہائیوں سے زائد عرصے سے اس کی یہ پالیسی ناکام رہی جس کے نتیجے میں یہ

مسئلہ عالمی سطح پر اپنی پوری شدت کے ساتھ موجود ہے بھارت کو یہ بات تسلیم کرنی چاہیے کہ طاقت کے استعمال کی اس کی پالیسی مکمل طور سے ناکام ہو چکی ہے بلکہ اس پالیسی نے تو پوری دنیا کو مقبوضہ کشمیر کی صورتحال کی جانب متوجہ کیا ہے بھارت کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ وہ مذاکرات کے ذریعے اس تنازعہ کو حل کرنے کے معاملے میں سنجیدگی اختیار کرے یہ خطے کے امن کیلئے مفید ہے اس صورت میں ہی دونوں ملکوں کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم ہو سکتے ہیں اور ان کے درمیان اچھی ہمسائیگی قائم ہو سکتی ہے۔دوسری طرف کشمیری حریت کانفرنس کے بزرگ رہنما سید علی گیلانی نے مقبوضہ کشمیر میں قیام امن سے متعلقہ چار نکاتی فارمولا پیش کر دیا ہے انہوں نے عالمی ادارہ اور سربراہان مملکت کو خطوط ارسال کئے ہیں ان خطوط میں عالمی برادری سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کرتے ہوئے بھارت کو کشمیر سے متعلق فوجی پالیسی تبدیل کرنے پر آمادہ کریں چار نکاتی فارمولا کے نکات میں شامل ہے کہ جموں و کشمیر کی متنازعہ حیثیت اور اس کے باشندوں کا حق خود ارادیت تسلیم کیا جائے آبادی والے علاقوں سے فوجی انخلاء عوام کش فوجی قوانین کا خاتمہ تمام سیاسی قیدیوں کی رہائی نظر بندی کے کلچر کا خاتمہ اور مسئلہ کشمیر سے جڑے تمام سیاسی مکاتب فکر خاص طور پر حق خود ارادیت کے حامی سیاسی رہنماؤں کو سیاسی سرگرمیوں کی آزادی اور انسانی حقوق کے عالمی اداروں کے مبصرین کو کشمیر کا دورہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ بھارت کو یہ صداقت

تسلیم کرنی چاہیے کہ طاقت کے ذریعے مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کی اس کی حکمت عملی سراسر ناکام ہو چکی ہے چھ دہائیوں سے وہ مسلسل کشمیریوں کے خلاف طاقت اور تشدد کے ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے ان ہتھکنڈوں نے اسے عالمی سطح پر بھی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے حوالے سے بہت سے سوالوں کے سامنے لا کھڑا کیا ہے جبکہ طاقت اور تشدد سے تنازعے کو عالمی سطح پر زیادہ اجاگر کیا ہے چنانچہ دنیا اس طرف متوجہ ہوئی اور عالمی برادری اب یہ کہتی ہے کہ پاکستان اور بھارت کو مذاکرات کے ذریعے مسئلہ کشمیر حل کرنا چاہیے عالمی ادارے کے سیکرٹری جنرل نے بھی خطے میں پائیدار امن کیلئے مذاکرات کے ذریعے مسئلہ کشمیر کے حل پر زور دیا ہے طاقت کے استعمال کی بھارتی پالیسی نے تحریک حریت کو کیا کمزور کرنا تھا اس نے مسئلہ کشمیر کو دنیا پر زیادہ شدت سے آشکار کیا ہے خطے کے امن اور دونوں ملکوں کے عوام کی خوشحالی کا یہ تقاضا ہے کہ اس تنازعہ کو حل کرنے میں سنجیدگی اختیار کی جائے۔پاکستان اپنی طرف سے کوشش کر رہا ہے لیکن شاید بھارت یہ کبھی نہیں چاہے گا کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ کشمیر میں اگر غیر جانبدارنہ استصواب رائے کرایا گیا تو ان کا فیصلہ کیا ہو گا اس لئے وہ بزور طاقت کشمیر پر اپنا قبضہ برقرار رکھنا چاہتا ہے دوسری طرف خود بھارت اپنے اندر چلنے والی علیحدگی کی تحریکوں سے اس قدر پریشان ہے کہ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی ہے اور وہ اس کمزوری کو چھپانے کے لئے کشمیر میں ظلم جبر کی ایسی ایسی کہانیاں برقم کر رہا ہے جن کا حساب

.برحال اس کو دینا ہی ہوگا۔ کشمیر میں امن کی ایک ہی صورت ہے جس میں کشمیریوں کو ان کی مرضی کے مطابق فیصلہ کرنے کا اختیار دیا جائے اس کے لئے عالمی برادری اور اقوام متحدہ اپنا کردار ادا کریں تو شاید یہ مسئلہ بہت جلد حل ہو سکتا ہے۔

کراچی کا امن رینجر سے وابسطہ

کراچی بری طرح آگ و خون کی ہولی میں لپٹا ہوا تھا ہر طرف آگ اور خون کی ہولی تھی اور ایسی دہشت گردی تھی کہ کوئی بھی کراچی جانے سے پہلے ہزار بار سوچتا تھا جس کے بعد اگر کوئی وہاں چلا بھی جائے تو واپس آنا ناممکن لگتا تھا مگر پھر جب ظلم حد سے بڑا تو اس مٹنا ہی تھا سو کراچی میں امن و امان قائم کرنے کے لئے پاکستانی مسلح افواج کو آگے لایا گیا جہاں رینجر نے اپنی پیشہ ورانہ سر گرمیوں اور اعلیٰ مہارت سے کراچی کی خوشیاں اس کی جھولی میں ڈال دی جس کے بعد ان دہشت گردوں کو چن چن کر نشانہ بنایا گیا اور عوام کو یہ امید ہو چلی تھی کہ اب کراچی کو پھر سے روشن کر دیا جائے گا لیکن پھر کیا ؟ وہی ہمارے حکمران آڑے آ گئے اور انھوں نے کچھ اپنوں کو بچانے کی خاطر اس نو ٹیفیکیشن کو روک لیا جس پر اس ادارے کو کاروائی کرنے کا اختیار تھا دیکھا جائے تو یہ کراچی اور پورے سندھی عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔

ان حکمرانوں بدنیتی اسی سے ظاہر ہوتی ہے کہ یہ لوگ کراچی کو پر امن کرنے کی باتیں تو کرتے ہیں مگر جب موقع آتا ہے تو اسی کراچی کے امن کو تباہ کرنے والوں کے مدد گار ہو جاتے ہیں اب جبکہ سندھ میں رینجرز کے قیام اور

اختیارات میں توسیع نہ ہونے کے باعث اس کا کراچی آپریشن روک دیا گیا ہے اس کے اہلکاروں نے چھاپوں کا سلسلہ بھی روک دیا ہے کراچی کے داخلی اور خارجی راستوں پر بھی رینجرز نے چیکنگ ختم کردی جبکہ اہم شخصیات اور تنصیبات کی سکیورٹی پر مامور اہلکاروں کو بھی واپس بلا لیا گیا ہے اس صورتحال کے باعث کراچی کے عوام شدید اضطراب میں مبتلا ہیں اور انہیں خدشہ ہے کہ کہیں دہشتگرد اور جرائم پیشہ عناصر ایک بار پھر شہر کو بدامنی کے حوالے نہ کردیں رینجرز نے کراچی میں ایسے بدعنوان اور جرائم پیشہ عناصر کے خلاف کارروائی کی ہے جن کے سندھ حکومت کی اہم شخصیات سے خصوصی روابط تھے بلکہ بعض تو پارٹی کی اہم شخصیات کے فرنٹ مین کی حیثیت سے مشہور تھے یقینا یہ صورتحال سندھ حکومت کیلئے قابل قبول نہ تھی اس نے ڈھکے چھپے لفظوں میں اس پر اپنے رد عمل کا بھی اظہار کیا لیکن اب جبکہ رینجرز کے آپریشن کی مدت ختم ہو گئی ہے اور اس کی مدت میں توسیع کا مسئلہ درپیش ہے سندھ حکومت دانستہ اس معاملے کو لٹکانے کی کوشش کررہی ہے اس کی یہ خواہش ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے اسے اس امر کی یقین دہانی کرادی جائے کہ آئندہ رینجرز پیپلز پارٹی یا حکومت کی اہم شخصیات پر ہاتھ نہیں ڈالے گی اور کراچی سے باہر دوسرے شہروں میں کارروائی نہیں کرے گی تاہم اس امر کے امکانات موجود نہیں ہیں کہ وفاق کی طرف سے اسے اس کی یقین دہانی کرادی جائے گی اگر فوری طور پر رینجرز کے قیام کی مدت میں توسیع نہ کی گئی تو کراچی میں قیام امن کے حوالے سے جو

کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں ان کے اثرات بھی زائل ہو جائیں گے کراچی آپریشن محض سندھ حکومت کی خواہش کا مرہون منت نہیں ہے بلکہ اسے تمام سیاسی جماعتوں کی خواہش پر شروع کیا گیا اور ایک خصوصی حکمت عملی کے تحت رینجرز کو غیر معمولی اختیارات دیئے گئے اس ٹارگٹڈ آپریشن کے نتیجے میں درجنوں دہشتگرد اور جرائم پیشہ عناصر مارے گئے اور بہت سے گرفتار کئے گئے بھتہ خوروں مختلف قسم کے مافیا اور دہشتگردوں کے خلاف موثر کارروائی کی گئی چنانچہ کراچی کا امن بحال ہوا اور شہریوں نے سکھ کا سانس لیا اب اس امن کو مستحکم کرنے کے مراحل درپیش ہیں اور بچے کھچے دہشتگردوں اور ان کے سہولت کاروں کے خلاف فیصلہ کن کارروائی ہونی ہے لیکن اس حکمت عملی کو سبوتاژ کرنے کی کوشش ہو رہی ہے سندھ حکومت کو معلوم ہونا چاہیے کے رینجرز کے قیام کی مدت میں توسیع سے گریز کا مطلب جرائم پیشہ عناصر کے ہاتھوں میں کھیلنے کے مترادف ہے دہشتگرد جرائم پیشہ عناصر اور ملک دشمن یہ نہیں چاہتے کہ آپریشن جاری رہے اور ان کے مذموم مقاصد پر کاری ضرب پڑے اس کے برعکس کراچی کے عوام کی خواہش ہے کہ آپریشن جاری رہے شہر میں دیرپا بنیادوں پر امن قائم کیا جائے اور امن کے دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے چنانچہ سندھ حکومت کو عوامی خواہشات کو ملحوظ رکھتے ہوئے رینجرز کے قیام کی مدت میں بلاتاخیر توسیع کرنی چاہیے وقت کا یہ تقاضا ہے کہ انفرادی اور جماعتی مفادات کے بجائے کراچی کے عوام اور مملکت کے مفادات کو ملحوظ رکھا جائے عین اس وقت جب

رینجرز کے قیام کی مدت ختم ہونے والی تھی وفاقی حکومت کی طرف سے وزیر داخلہ نے وزیر اعلیٰ سندھ کو خط لکھا یہ ضروری تھا کہ مدت میں توسیع کے حوالے سے سمری دو ہفتے پہلے سندھ حکومت کو ارسال کی جاتی اور وفاقی وزیر داخلہ و وزیر اعلیٰ سندھ کے درمیان رابطوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا اگر سندھ حکومت آپریشن ختم کروانے کی خواہاں ہے تو بھی اسے کھل کر اپنا موقف پیش کرنا چاہیے بہر صورت ابہام کی اس صورتحال کو ختم ہونا چاہیے۔ دوسری طرف آرمی چیف نے سندھ رینجرز کی قربانیوں اور کامیابیوں کی تعریف کی جس کی وجہ سے شہر میں امن و امان کی صورتحال بہتر ہوئی ہے جنرل راحیل شریف کا کہنا تھا کہ شہر کو دہشت گردوں اور مجرموں سے پاک کرنے کے لیے سندھ رینجرز کی ہمت اور عزم کے باعث عوام کے دلوں میں ان کی عزت بڑھی کراچی آپریشن میں دہشت گردوں کے پورے نیٹ ورک پر دیہان دیا جا رہا ہے جس میں ان کے سہولت کاروں اور مالی امداد کرنے والوں کی بھی نشاندہی کی جا رہی ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے جلد از جلد کراچی میں رینجر کے اختیارات اسے واپس دیے جائیں تاکہ اندھیر ہوتا کراچی پھر سے روشن وہ سکے اور عوام جو اب سکھی ہیں ان کو مذید سکھ مل سکے کراچی سے وابستہ پاکستانی معیشت پر سے پھل پھول سکے اسی میں پاکستانی کی بھلائی ہے اور اسی میں سندھ کے عوام کی بھلائی ہے اگر اپ بھی پیپلز پارٹی نے سبق نہ سیکھا تو اس کا حال آزاد کشمیر میں ہونے والے

الیکشن جیسا بھی ہو سکتا ہے جو اس کے لیڈروں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

کشمیر کی آزادی اب دور نہیں

مسئلہ کشمیر بھارت اور پاکستان کے درمیان وہ واحد مسئلہ ہے جس کی وجہ سے نا صرف دونوں ملکوں میں بلکہ خطے میں ایٹمی جنگ کا خطرہ ہر وقت رہتا ہے یہ بات نا صرف دونوں ملک جانتے ہیں بلکہ اس کا ادراک عالمی برادری کو بھی ہے گو کہ عالمی برادری کا دونوں ملکوں میں اپنے اپنے مفادات کا تحفظ بھی کرنا ہوتا ہے جن میں سب سے اہم خطے میں بھارتی کی بڑی تجارتی منڈی بھی ہے جو عالمی دنیا کے لئے کشش کا باعث ہے جس کی وجہ سے عالمی برادری کو اس مسئلے پر اس طرح کی حمایت کشمیریوں کے حصے میں نہیں آتی جس طرح کی دنیا کے دیگر اس طرح کے معاملات میں ہوتی ہے حال ہی میں بھارتی کی طرف سے ڈھائے جانے والے مظالم میں تیزی کی وجہ سے ایک بار پھر مسئلہ کشمیر عالمی برادری کی نظروں میں ہے اور اقوام متحدہ سمیت دنیا کے سبھی بڑے ممالک یہ چاہتے ہیں کہ کشمیر کا مسئلہ کسی نہ کسی طرح حل کیا جائے عالمی برادری نا صرف دونوں ملکوں کو دیکھ رہی بلکہ وہ کشمیری نوجوانوں کی ان قربانیوں کو بھی دیکھ رہی ہے جو دنیا کے سامنے نہتے ہونے کے باجود ظلم و جبر کو روک رہے ہیں اور اس ظلم کے سامنے اپنی جانیں قربان کرکے دنیا کو یہ بتا رہے ہیں کہ آزادی کی جنگ میں ان کی جانیں بھی حاضر ہیں کشمیریوں کے جذبہ حریت نے بھارت کو مدافعت پر مجبور کر دیا ہے اور وہ مذاکرات کی میز پر

آنے کے لئے بے چین ہوا جا رہا ہے کیونکہ وادی میں بڑھتی ہوئی ہلاکتیں اس کے لئے دباؤ کا باعث ہیں۔اب ایسی صورت حال میں پاکستان کے لئے لازم ہے کہ کشمیر پر سفارتی جنگ کا آغاز کرے اور اس سلسلے میں پارلیمانی وفود باہر بھجوائے جائیں پاکستان کو بھارت کے ساتھ بات چیت کشمیر پر مذاکرات سے مشروط کرنی چاہے ساتھ ساتھ سید علی گیلانی کی طرف سے پیش کردہ چار نکاتی فارمولے کو حقیقت کا رنگ دینے کے لئے کارروائی شروع کی جائے اب جبکہ ظلم حد سے بڑھ رہا ہے ایسے میں عالمی برادری کو مسئلہ کشمیر پر عالمی کانفرنس بلانی چاہے اقوام متحدہ میں مسئلہ کشمیر کو زیر بحث لایا جائے او آئی سی اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا اجلاس طلب کیا جائے بھارت کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کا راستہ کشمیر سے ہو کر گزرتا ہے اگر بھارت مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے آگے نہیں بڑھتا تو پاکستان کو ضرورت نہیں کہ وہ بھارت کے ساتھ تعلقات بحال کرئے اب پوری دنیا کشمیریوں کے حق خودارادیت کو ماننے لگی ہے اس کی بنیادی وجہ کشمیریوں کی لازوال جدوجہد ہے وہ دن دور نہیں جب کشمیریوں کو ان کی امنگوں کے تحت استصواب کے ذریعے بھارتی تسلط سے آزادی نصیب ہوگی اور خود اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کے قابل ہوں گے کشمیریوں نے قربانیاں دے کر آزادی کی جدوجہد میں ایک نئی تاریخ رقم کی ہے اقوام متحدہ کی قراردادیں کشمیریوں کو استصواب رائے کا حق دیتی ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ پارلیمنٹ کے ذریعے کشمیر پر ایک متفقہ پالیسی بنائی جائے پاکستان کو عالمی سطح پر بھی مسئلہ

کشمیر کے لئے لابنگ کرنی ہوگی تاکہ مسئلہ کشمیر کا پر امن حل ممکن ہوسکے یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ کشمیر کاز پر پوری پاکستانی قوم میں اتفاق رائے ہے تمام سیاسی جماعتیں کشمیریوں کی سیاسی' اخلاقی اور سفارتی حمایت پر متفق ہیں اور اس بات پر بھی متفق ہیں کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں کے تحت مسئلہ کشمیر کو حل ہونا چاہیے اور بھارت کو مقبوضہ کشمیر میں نہتے کشمیریوں پر ظلم و جور کا سلسلہ ختم کرنا ہوگا کشمیر کاز پر سیاسی جماعتوں میں اتفاق رائے بلاشبہ اطمینان بخش ہے لیکن اس کا عملی اظہار بھی ضروری ہے آج ضروت اس امر کی بھی ہے مسئلہ کشمیر کے حوالے سے سفارتی کوششیں تیز تر کی جائیں' عالمی سطح پر پارلیمانی وفود بھیجے جائیں اور سید علی گیلانی کے تنازعہ کشمیر کے حل کے سلسلے میں چار نکاتی فارمولے کو عمل کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے کوششیں کی جائیں اس ضمن میں یہ لازمی ہے کہ مغربی ممالک کے سفارتی نمائندوں کو بھی اس مسئلے کی سنگینی کا یقین دلایا جائے بھارتی فوج کے مظالم رکوائے جائیں اس کے لئے یہ لازم ہے کہ اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کونسل اور اسکے دیگر اداروں میں مقبوضہ کشمیر کے اندر انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی روک تھام کے لئے اقدامات اٹھائے یہ تب ہی ممکن ہے جن دوسرا فریق یعنی پاکستان عالمی برادری کو اس طرف متوجہ کرے گا اب کی بار شاید قدرت نے بھارت کے خلاف فیصلہ دے دیا ہے اس کے مظالم اور اس کا تشدد عالمی سطح پر مسئلہ کشمیر کے حل کے سلسلے میں رائے عامہ کو مزید

ہموار کر رہے ہیں عالمی برادری پر یہ واضح ہو رہا ہے کہ جس تنازعہ پر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے قراردادیں منظور کر رکھی ہیں کشمیری عوام ان قراردادوں پر عمل کے لئے آواز بلند کر رہے ہیں اور بھارت ان پر بلاجواز تشدد کر رہا ہے اب جبکہ گزشتہ کئی روز سے کشمیر میں انڈیا کے ظلم و جبر میں کوئی کمی نہیں آئی اور کشمیر میں حالات معمول پر نہیں آ رہے ہیں۔

کشمیری نوجوان یہ جانتے ہیں کہ آزادی کا سورج ضرور طلوع ہو گا چاہے اس کے لئے لاکھوں جانوں کا نذرانہ ہی کیوں نہ پیش کیا جائے آج کے حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ پاکستان کشمیریوں کی اخلاقی اور سفارتی مدد کے لئے ہر ممکن اقدامات اٹھائے اس کے لئے عالمی برادری میں وفود بھیجے جائیں جو دنیا کو بتا سکیں کہ کشمیر میں بسنے والے لوگ بھی انسان ہیں جیسے دیگر اقوام کو حق خود ارادیت حاصل ہے ویسے ہی کشمیریوں کو بھی حق خود ارادیت ملنا چاہیے اور ان کو تو یہ حق خود عالمی ادارے نے دیا تھا جس کی قرار دادیں آج اس سے چیخ چیخ کر کہہ رہی ہیں کہ دنیا کے منصفو کشمیر کی جلتی وادی میں بہتے ہوئے خون کا شور سنو۔

پاکستان کی بقاء کی ضمانت

14 اگست پاکستان کی آزادی کا دن ہے اس دن اور اس ماہ کی مناسبت سے پاکستانی قوم ایک جزباتی لگاؤ رکھتی ہے ہم اس ماہ میں آزادی کی خوشیاں مناتے ہیں گھروں پر پرچم لہرا کر ایک آزاد ملک کے شہری ہونے پر فخر کرتے ہیں لیکن حالیہ واقعات کو اگر دیکھا جائے تو یہ بات زہن میں آتی ہے کہ اگر ہم نے اس ملک کے حالات کو بدلنا ہے تو پھر خود کو بدلنا ہوگا اس ملک میں حقیقی تبدیلی لانے کے لئے ہر سیاست کو ہر نظریہ کو ہر زاویے کو صرف پاکستان کی بقاء اور اسکی ترقی میں بدلنا ہوگا آج ملک دہشت گردی کا شکار ہے اور یہ ایک ایسی آگ ہے جو ہم نے خود ہی اپنے گھر میں لگائی ہے سانحہ کوئٹہ جس میں کئی قیمتی جانیں ضائع ہوئی جس کا ہر پاکستانی کو دکھ اور افسوس ہے اس میں ضائع ہونیوالی جانیں بچائی جا سکتی تھیں اگر ہمارے سیاست دان دہشت گردوں کے خلاف بنائے جانے والے نیشنل ایکشن پلان کو اپنی مرضی کے مطابق نہ چلانے کی کوشش کرتے اسی نیشنل ایکشن پلان کو وہ اس کی روح کے مطابق جاری رہنے دیتے تو شاید یہ وباء اگر ختم نہ ہو گئی ہوتی تو آخری سانسیں ضرور لے رہی ہوتی نیشنل ایکشن پلان میں پاکستان میں عسکریت پسندی کو قطعی برداشت نہ کرنے کا جو عندیہ دیا گیا تھا اگر وہ پورا ہوتا تو آج کے حالات مختلف ہوتے ۔ سوائے فوجی عدالتوں کے قیام کے نیشنل ایکشن پلان

کی باقی 18 دفعات محض وعدوں کی حیثیت میں باقی ہیں اور کسی ایک پر بھی صحیح طریقے سے عمل نہیں ہو سکا۔ اور اب نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ اندرونی سلامتی کی بحث میں نیشنل ایکشن پلان نظرانداز ہونا شروع ہوگیا ہے پاکستان کی فوج نے قبائلی علاقوں میں دہشت گردی کے خلاف کامیابیاں حاصل کی ہیں اور انھیں کی بدولت پاکستان کے اندر بھی دہشت گردی کے معاون نیٹ ورک ختم کیے جا رہے ہیں ملک بھر میں میں عسکریت پسندی کے خلاف ایک منظم حکمت عملی کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس حکمت عملی کا قبلہ درست نہ ہو اور اسے باہمی ادارہ جاتی اور سیاسی مفادات سے بالاتر نہ رکھا جائے۔ سانحہ کوئٹہ پر پختونخواہ ملی عوامی پارٹی کے سربراہ محمود خان اچکزئی نے خفیہ ایجنسیوں اور سکیورٹی ایجنسیوں کے بارے میں جو لب و لہجہ اختیار کیا اس کا کوئی جواز نہ تھا ارکان اسمبلی کو اس طرح حکومتی اداروں یا ایک دوسرے پر سطحی الزامات عائد کرنے سے گریز کرنا چاہیے محمود خان اچکزئی کا کہنا تھا کہ ہر دہشتگرد حملے کے بعد راکے ملوث ہونے کا شور نہیں مچانا چاہیے راپر الزام عائد کرنے سے کام نہیں چلے گا انہوں نے الزام لگایا کہ ملک دشمن عناصر ہماری ایجنسیوں کے پے رول پر ہیں یہ ہمارے انٹیلی جنس اداروں کی ناکامی ہے ہماری ایجنسیاں گدلے پانی سے سوئی ڈھونڈ سکتی ہیں تو دہشتگردوں کی تلاش میں کیوں ناکام رہیں۔ ان کا یہ بیان پوری قوم کے دل آزاری ہے کیونکہ ساری قوم جانتی ہے کہ اگر آج پاکستان کی محافظ یہ ایجنسیاں

نہ ہوتی تو اس کے دشمن اسے کب کا ختم کر چکے ہوتے یہ بات محمود خان اچکزئی کو ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ آج تک ملک کی خاطر قربانیاں صرف ہماری مسلح افواج نے دی ہیں کسی سیاست دان کو یہ اعزاز نہیں مل سکا کہ وہ ملک کی خاطر اپنی جان دیں ہاں البتہ اقتدار کی خاطر کئی سیاست دان بھانسی گھاٹ تک ضرور پہنچے ہیں اور بہے سے تو ایسے بھی نکلے ہیں جنھوں نے اس ملک کا سودا کرنے کی تیاریاں بھی کر لی تھیں انھیں ایجنسیوں کی بدولت وہ لوگ ایسکپوز بھی ہوئے اور ذلیل و خوار بھی پاکستان کی ایجنسیاں محدود وسائل میں بہترین کام کر رہی ہیں محمود خان اچکزئی ان درجنوں واقعات کا علم نہیں رکھتے جنہیں ان ایجنسیوں نے وقوع پذیر ہونے سے پہلے ناکام بنایا ہے ملک میں متعدد ایسے واقعات پیش آئے ہیں جن میں را کے ایجنٹ پکڑے گئے ہیں اور کسی اور ملک کی ایجنسی نے نہیں بلکہ ہماری ہی ایجنسیوں نے پکڑے ہیں جس کی سب سے بڑی اور تازہ ترین مثال کل بھوشن یادیو کی گرفتاری ہے جس نے سی پیک منصوبوں کو سبوتاژ کرنے اور بلوچستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کے عزائم واضح کئے ہیں یہی نہیں بھارتی وزیر خارجہ سشما سوراج سمیت متعدد حکام نے پاک چین اقتصادی راہداری منصوبوں پر تشویش ظاہر کی ہے اس لئے جب ''را'' کی بات ہوتی ہے تو یونہی نہیں ہوتی ٹھوس ثبوت کے ساتھ کی جاتی ہے کوئٹہ سانحہ کو ہرگز خفیہ ایجنسیوں کی ناکامی نہیں قرار دیا جا سکتا ہماری خفیہ ایجنسیوں کی پیشہ وارانہ صلاحیت عالمی طور پر تسلیم کی جاتی ہیں ان کا یہ الزام بہت سے

پاکستان دشمنوں کیلئے مفید ثابت ہو سکتا ہے جس میں انہوں نے کہا کہ ملک دشمن عناصر ہماری ایجنسیوں کے پے رول پر ہیں۔راہ راست دہشت گردی میں ملوث گروپوں کے خلاف پولیس اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں کی انٹیلی جنس کی بنیاد پر مشترکہ آپریشن ضروری ہیں اور یہ آپریشن وقتاً فوقتاً ہوتے بھی رہتے ہیں۔ اگر یہ آپریشن موثر ثابت نہیں ہو رہے تو اداروں کے درمیان باہمی تعاون اور اعتماد جیسے مسائل کو پہلے حل کرنا پڑے گا لیکن کوئٹہ جیسے واقعات کے بعد ملک کی نامور ایجنسیوں پر لگائے جانے والے الزمات نہ صرف پاکستانی قوم بلکہ ہماری مسلح افواج کا مورال ڈاؤن کرنے کی ایک گھنونی سازش ہے جس کی پوری قوم مذمت کرتی ہے کیونکہ ساری قوم جانتی ہے کہ پاکستان کی بقاء کی ضمانت ہماری مسلح افواج اور ان کے زیر کمان یہ نامور خفیہ ایجنسیاں ہی ہیں کسی سیاست دان کو یہ ہر گز زیب نہیں دیتا کہ جس ملک نے اسے عزت ، مرتبہ اور عہدہ دیا ہو وہ اسی کی مسلح افواج یا ان کی خفیہ ایجنسیوں کے بارے میں ایسی بات کرئے اگر وہ ایسا کہتا ہے تو وہ کبھی بھی مخلص نہیں ہے۔

کامیابی کے حصول تک

پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار دہشت گردوں سے آہنی ہاتھوں سے نمٹنے کے لئے حکمت عملی تیار کی جا رہی ہے جبکہ اس سلسلے میں یہ بات خوش آئیند ہے کہ تمام ادارے ایک جان ہو کر اس فلسفے پر عمل پیرا ہیں کہ کسی بھی طرح ملک سے یہ لعنت دہشت گردی) کو ختم کرکے دم لیں گے اس بات کی قوی امید ہے کہ جس طرح) ہمارے سیاسی ،مذہبی اور فوجی ادارے ایک پیج پر ہیں وہ دن دور نہیں جب ہم بھی سری لنکا اور دیگر دہشت گردی سے متاثر ہوانے والے ممالک کی طرح اس عفریت سے نجات پالیں گے اس مشن کی کامیابی کے لئے ملک سے دہشت گردوں کا خاتمہ ہر صورت یقینی بنایا جائے آخری دہشت گرد کے خاتمے تک جنگ جاری رہے ماضی کی نسبت آج اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ دہشت گردوں کے خاتمہ کے لئے متعلقہ اداروں کے باہمی رابطوں کو مزید بہتر بنایا جائے دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے ماضی میں میں بنائے گئے قوانین مزید سخت کیے جانے چاہیں کمزور قوانین کی وجہ سے وہ لوگ جو ایسے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں.بڑی آسانی سے عدالتوں سے.بری ہوتے رہے ہیں چونکہ عدالتوں نے تو فیصلہ قوانین کے مطابق کرنا ہوتا ہے اس لئے ایسے دہشت گرد .بڑی آسانی سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوتے رہے ہیں دہشت گردی کے خاتمے کے لئے انٹیلی جنس اداروں کو مزید مربوط اور اختیارات دیے جائیں اور سیکورٹی فورسز ملک بھر

میں کہیں بھی بغیر اجازت کے چھاپے مار سکیں سرچ آپریشن کے دوران زیر حراست ملزمان کو فورسسز کی حراست میں رکھنے کے قانون میں توسیع کی جائے مسلح افواج نے اپنی پیشہ ورانہ تربیت کی بدولت فاٹا اور دیگر بندوبستی علاقوں میں جہاں ہر طرف آگ و خون کی ہولی کھیلی جارہی تھی وہاں دہشت گردوں کا صفایا کر دیا ہے اب وہاں امن کی فضا قائم ہے جو خدا کے فضل سے ہمیشہ قائم رہے گی جو دہشت گرد بچ گئے ہیں وہ اپنے تحفظ کے لئے ٹھکانے ڈھونڈ رہے ہیں یہ بات حوصلہ افزاء ہے کہ داخلی سلامتی کی صورتحال بہتر اور مضبوط بنانے کیلئے سول آرمڈ فورسز کے 29 نئے ونگز بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے جبکہ نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد کی مانیٹرنگ کیلئے جنرل (ر) ناصر جنجوعہ کی سربراہی میں کمیٹی قائم کی گئی ہے ساتھ ساتھ دہشتگردوں کی فنڈنگ کو کنٹرول کرنے کے لئے سخت اقدامات کرنے کیلئے کوششوں کو تیز اور بہتر کیا جائے صوبوں کی مشاورت اور نیشنل ایکشن پلان پر مربوط اور تیز عملدرآمد کیلئے بین الصوبائی اجلاس بلایا جائے جس میں تمام اداروں کے نمائندے بھی شریک ہوں تاکہ سب کا فوکس ایک ہی پوائنٹ دہشتگردی) کا خاتمہ ہو اور دہشتگردی کے خلاف کوششوں کو تیز کرنے کیلئے صوبوں کو) مزید فنڈز فراہم کئے جائیں ملک کو بدامنی سے پاک کرنے اور دہشتگردی کے خلاف جنگ کو نتیجہ خیز بنانے کے سلسلے میں فیصلے یقینا بے حد مفید اور کارآمد ہوں گے نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد کے سلسلے میں سست روی کی جو شکایت پاک فوج کی طرف سے کی گئی اسے سیاسی اور قومی

حلقوں نے بھی شدت سے نوٹ کیا گیا ہے۔کالعدم تنظیموں کے نام بدل کر کام کرنے کی شکایت نئی نہیں اس ضمن میں فیصلے پر موثر انداز میں اور سختی سے عمل ہونا چاہیے جس تنظیم کو خلاف قانون قرار دے کر کالعدم قرار دیا گیا ہے کسی بھی دوسرے نام سے اس کے وجود میں آنے اور متحرک ہونے کا کوئی بھی جواز نہیں مسئلہ تنظیم کے نام کا نہیں بلکہ متعلقہ شخصیات کا ہے شخصیات اگر وہی ہوں تو تنظیموں کے نام کی تبدیلی سے کوئی فرق نہیں پڑتا اس معاملے میں حکومت کو بہت احتیاط غور و فکر اور سنجیدگی کے ساتھ اقدامات کرنے ہوں گے۔ان تمام باتوں پر عملدرامد بہت پہلے ہو جانا چاہیے تھا لین شاید ہم وہ قوم بن چکے ہیں جو پہلے ہونے دو پھر دیکھیں گے والی کہاوت پر عمل کرتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ان ماؤں بہنوں ، بیٹیوں سے نہیں پوچھتے جن کے بھائی بچے صبح کر گھروں سے نکلے تو ضرور تھے مگر شام کو خود واپس نہ آ سکے بلکہ ان کی میتوں، کو کندھوں پر اٹھا کے لایا گیا تھا سانحہ کوئٹہ سے بڑ کر اور کوئی ظلم کیا ہو گا جہاں ایک ماں کا کہنا تھا کہ حکومت کیا جانے کے ایک بیٹے کو کیسے پال کر جوان کیا جاتا ہے ہمارے دکھ کو کوئی نہیں سمجھتا آج ہمیں اگر تحفظ چاہیے تو ہمیں وہ سب اقدامات کرنے ہوں گے جو ماضی میں ہم کسی نہ کسی سیاسی مصلحت کی وجہ سے پس پشت ڈالتے آئے ہیں تبھی اس ملک کے نوجوانوں کا مستقبل محفوظ بنایا جا سکتا ہے آج اگر حکومت دیر کرتی ہے تو پھر شاید بہت دیر ہو جائے گی اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اس عفریت کو جڑ سے اکھاڑا جائے اور اس کے لئے

کسی سیاسی مصلحت کا شکار نہ بنا جائے بلکہ سامنے پاکستان کی بقاء عزت سلامتی اور ترقی کو رکھا جائے تب ہم اس ملک کو ایک محفوظ اور بہتر مستقبل دے سکتے ہیں ورنہ تو ایسی پالیسیاں ماضی میں بھی بنتی رہی ہیں اور ایسے آپریشن ماضی میں بھی ہوتے رہے ہیں ہمیں اپنی مسلح افواج پر ہمیشہ سے ہی فخر رہا ہے اور ہونا بھی چاہیے آج پوری قوم آرمی چیف سے اس بات کی امید رکھتی ہے کہ ان کے دلیرانہ فیصلوں کی بدولت جس طرح فاٹا میں ضرب عضب کامیاب ہوا ہے اسی طرح پورے ملک میں ہونے والے کومبنگ آپریشنوں کو کامیاب بنایا جائے گا اس سلسلے میں پورے ملک کے عوام خاص طور پر نوجوان انکے ساتھ ہیں جو ہر قربانی دینے کو تیار ہیں اور جو جدو جہد شروع کی گئی ہے وہ تب ہی کامیاب ہو سکتی ہے اگر سے کامیابی کے حصول تک جاری رکھا جائے

پاکستان زندہ باد

ملکی سیاسی جماعتوں میں ہر سیاسی جماعت کا اپنا وقار ہوتا ہے اور کوئی بھی سیاسی جماعت چاہے وہ کسی بھی پوزیشن میں کیوں نہ ہو کسی بھی طور پر پاکستان کی سالمیت کے خلاف کوئی انتہائی اقدام نہیں اٹھا سکتی مگر آج یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے اپنے ہی لوگ دشمن کی بولیاں بول رہے ہیں اس کی بڑی وجہ ہماری ریاست کی سستی ہے جو کسی نہ کسی سیاسی مصلحت کی وجہ سے کوئی انتہائی اقدام نہیں کرتی بلکہ ایک اور ،ایک اور کے فارمولے پر عمل پیرا رہتی ہے کراچی میں ایم کیو ایم کے کارکنوں نجی ٹی وی چینلز کے دفاتر میں توڑ پھوڑ کے واقعات اور اس جیسے کئی دوسرے واقعات ایم کیو ایم کی تصویر کو واضح کرنے کیلئے کافی ہیں ایم کیو ایم کے ڈپٹی کنوینئر ڈاکٹر فاروق ستار نے اگرچہ یہ اعلان کیا ہے کہ اب ایم کیو ایم کے فیصلے ملک کے اندر سے ہوں گے اور وہ پاکستان مخالف نعروں میڈیا ہاؤسز پر حملوں کی مذمت کرتے ہیں اور الطاف حسین کے بیان اور پالیسی سے لاتعلقی کا اعلان کرتے ہیں لیکن ان کے مذکورہ اعلان مبہم اور رابطہ کمیٹی لندن کے ساتھ مشاورت اور ملی بھگت کا نتیجہ اور ڈرامہ ہے سیاسی و عسکری قیادت نے اعلان کیا ہے کہ معافی قبول نہیں ہے انہیں اپنے کہے ہوئے لفظوں کی قیمت چکانا پڑے گی جو کہ خوش آئیند بات ہے کیونکہ ماضی میں بھی جب بھی لطاف حسین کی طرف سے

ایسی حرکت کی جاتی رہی ہے اس کے فورا بعد وہ معافی مانگ کر اپنے آپ کو بری الذمہ سمجھنے لگتے ہیں بات قومی سلامتی اور پاکستان کے وقار کی ہے اس لئے ضروری ہے کہ ملکی سلامتی اور وقار پر کوئی سمجھوتہ نہ کیا جائے قومی مفاد کے منافی کام کرنے والے عناصر کی معافی قبول نہیں کرنی چاہیے پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والوں کو اس کی سزا دینی ہو گی الطاف حسین کی ہرزہ سرائی کے نتیجے میں جذبہ حب الوطنی کا نا صرف خون کیا گیا بلکہ عوامی جذبات کو شدید تکلیف پہنچائی گئی ہے آج یہ بات بھی سچ ہے کہ اگر حکومت نے الطاف حسین کے ماضی کے اشتعال انگیز رویوں پر ان کے خلاف کارروائی کی ہوتی تو یہ نوبت ہی نہ آتی کہ انہوں نے اعلانیہ پاکستان اور اس کی اہم شخصیات کے خلاف تقریر کی الطاف حسین کو اس ہرزہ سرائی کی اسی لئے ہمت ہوئی کہ انہوں نے سمجھا ماضی کی طرح اس بار بھی معافی مانگ کر معاملہ رفع دفع کر لوں گا پاکستان اس کی فوج اور اہم عسکری شخصیات کے خلاف زہر اگلنے والا کسی معافی کا مستحق نہیں اس کے خلاف قانون کو فوری حرکت میں آنا چاہیے اور ایک ایسی مثال قائم ہونی چاہیے جس کے بعد کسی کو ایسی جرات نہ ہو۔دوسری طرف کرے کوئی بھرے کوئی کے مصادق اس ہرزہ رسائی پر ایک بار پھر معافی تلافی کی باتیں شروع ہو گئی ہیں جو پاکستانی قوم کسی صورت قبول نہیں کریں گے آج جس طرح کے حالات ہیں اور ملک جس طرح کے کرائسس سے گزر رہا ہے اگر ہم نے ان باتوں کی معافی دے دی جن کا ڈائیریکٹ ہماری قومیت سے تعلق ہے تو پھر کل

کلاں کو ہر کوئی اٹھ اٹھ کر ہمیں یوں ہی برا بھلا کہہ کر بعد ازاں معافی مانگ لے گا۔اس وقتے کے بعد عوامی رد عمل کو لہرا اٹھی اس کو دیکھ کر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ڈاکٹر فاروق ستار نے لندن قیادت سے لاتعلقی ظاہر کی تاہم ایم کیو ایم کی ویب سائٹ کا اعلان بدستور یہ واضح کرتا ہے کہ الطاف حسین اب بھی ایم کیو ایم کے قائد ہیں انہوں نے پارٹی کے تمام اختیارات رابطہ کمیٹی کے سپرد کئے ہیں اور کارکنوں و ذمہ داران کو ہدایت کی ہے کہ وہ رابطہ کمیٹی کے ہاتھ مضبوط کریں دوسرے لفظوں میں اگرچہ پارٹی کے تمام اختیارات کو کراچی کی رابطہ کمیٹی کے سپرد کرنے یا نہ کرنے کا نہیں بلکہ یہ ہے کہ متحدہ کی قیادت تبدیل نہیں کی گئی عوام کی غیض و غضب سے پارٹی کو بچانے کیلئے ایک ڈرامہ رچایا گیا ہے چند دنوں یا ہفتوں کے بعد دوبارہ سب کچھ پرانی پوزیشن پر آ جائے گا سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ جس شخص نے پاکستان مردہ باد کہا اس مملکت کو ناسور قرار دیا اور فوج کی اہم شخصیات کے خلاف ہرزہ سرائی کی وہ اب بھی ایم کیو ایم کا قائد ہے پاکستان کے عوام یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ایک غدار اس ملک کی ایک سیاسی پارٹی کی قیادت پر فائز رہے ڈاکٹر فاروق ستار کو بھی اس حوالے سے جواب دینا ہے کہ جس نے ملک کے خلاف ہرزہ سرائی کی وہ ان کی پارٹی کا قائد کیسے ہو سکتا ہے اگر ایم کیو ایم اسے اب بھی اپنا قائد تسلیم کرتی ہے تو اس طرح اس کا اپنا کردار مشکوک اور سوالیہ نشان بنا چکی ہے ڈاکٹر فاروق ستار ابھی تک الطاف حسین کو قائد تسلیم

کرتے ہیں جو فرد بھی الطاف حسین کو قائد تسلیم کرے گا پاکستان کے عوام اور مملکت کا قانون اسے قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں گے اس لئے ڈاکٹر فاروق ستار اور رابطہ کمیٹی کے دیگر اراکین کیلئے یہ لازم ہے کہ وہ نئی قیادت کے بارے میں بلاتاخیر اعلان کریں اور اس بات کی پابندی ہونی چاہیے کہ الطاف حسین پارٹی کے قائد کی حیثیت سے پاکستان میں کوئی کردار ادا نہیں کر سکتے انہیں اس کی اجازت بھی نہیں دی جا سکتی اگر ڈاکٹر فاروق ستار اور کراچی میں موجود ان کے ساتھی واقعی سچے ہیں اور انہوں نے پاکستان کے عوام اور قانون کو دھوکہ نہیں دیا تو انہیں جلد از جلد نئی قیادت کو سامنے لانا ہوگا دوسری صورت میں عوام ان کا احتساب کریں گے وزیر داخلہ چوہدری نثار علی نے الطاف حسین کے خلاف برطانیہ کی حکومت سے رجوع کرکے درست اقدام کیا ہے جس کی تائید پوری قوم کرتی ہے اور اس بات کی امید رکھتی ہے کہ اس معاملے کو منطقی انجام تک پہنچایا جائے گا اور کسی صورت ملک دشمن لوگوں کو ڈھیل نہیں دی جائے گی خواہ اس کیلئے کوئی سیاسی مصلحت ہی آڑے کیوں نہ آ جائے۔آج ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت اس ہرزہ سرائی پر مکمل قانونی کاروائی کرئے اور جو سزا غدار وطن کے لئے آئین میں تجویز کردہ ہے اس کو الطاف حسین پر لاگو کرئے اور اگر ممکن ہو سکے تو انٹر پول کے ذریعے سے الطاف حسین کو پاکستان لایا جائے اور اس سے اس بات کی جواب طلبی کی جائے کہ جس ملک نے اسے نام ،اور مقام دیا کس طرح غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اس نے اسے مردہ

باد کہا کیونکہ یہ سرزمین ہماری دھرتی ماں ہے اور جس نے اس کو مردہ باد کہا اس نے ماں کو گالی دی اور جس نے اس گالی پر کوئی ری ایکشن نہیں دکھایا وہ بھی ملک سے مخلص نہیں آج ایک بات بڑی واضح ہو گئی کہ جس طرح پورے ملک سے الطاف حسین کے بیان پر رد عمل ہوا اس سے واضح ہوتا ہے کہ آج ہم ایک ہیں آج اگر ہم نے تفرقوں کو ختم کرنا ہے تو پھر سندھی، پنجابی، مہاجر کو چھوڑ کر پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگانا ہو گا۔

اے رہ حق کے شہیدو

پاکستان دنیا کا وہ واحد اسلامی ملک ہے جو اس مقدس ماہ میں آزاد ہوا جس میں اللہ تعالی کی مقدس کتاب قرآن مجید نازل ہوئی پاکستان کے دیگر اسلامی ممالک کے ساتھ موزنے میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس پر اللہ تعالی کی خاص کرم نوازی ہے اس کی کرم نوازی ہی سے یہ ملک دنیا کی پہلی ایٹمی طاقت بنا اس کے ایٹمی ملک بننے کے پیچھے بہت سے عوامل کارفرما ہیں مگر جو سب سے حیران کن ہے وہ اس قوم کا سچا جذبہ ہے ایسا جذبہ جس نے اپنے سے بڑی طاقتوں کا بے سو سامانی کے عالم میں نا صرف مقابلہ کیا بلکہ انھیں شکست فاش بھی دی یوں اگر دیکھا جائے تو پاکستان کی حفاظت کا انتظام خود اللہ تعالی نے کر دیا ہے اس ملک کے اتنے دشمن ہیں مگر اس کے باوجود یہ قائم ہے اور اس کا اثر رسوخ اتنا ہی ہے جتنا کہ کسی بھی بڑے ملک کا ہو سکتا ہے ہر دور میں اس کے خلاف دشمن کی یلغار ہوتی رہی اور ہر بار خدا کی قدرت سے اس کی حفاظت کا انتظام بھی ہوتا رہا قوم یوم دفاع پاکستان منا رہی ہے اس وقت تو شاید ہمارے پیدائش بھی نہیں ہوئی تھی مگر جو باتیں ہم تاریخ کی کتابوں میں پڑھ کر آئے ہیں ان کہانیوں میں چھپے سچے جذبے اس بات کی ترجمانی کرتے نظر آتے ہیں کہ ہاں پاکستان ایک عظیم ملک ہے اور ہم ایک عظیم قوم ہیں 1965 کی جنگ میں اپنے سے دس گنا بڑے ملک کی ساز و سامان سے لیس فوج

کو تتر بتر کرنے والے ہمارے نوجوانوں کی کہانیاں زبان زد عام تھیں دنیا اسے ایک معجزہ قرار دے رہی تھی کہ کیسے اس چھوٹے سے ملک نے اتنی بڑی طاقت کو شکست دے دی اور کیسے اس نے اپنا دفاع ممکن بنایا ایسے لوگوں کو شاید یہ معلوم نہیں کہ مسلمان ایک اللہ پر یقین مکرتے ہوئے دنیا کی کسی بھی بڑی سے بڑی طاقت سے ٹکرانے سے نہیں گھبراتا انڈیا والے تو شاید اس بات کو جانتے نہیں تھے تبھی انھوں نے ناشتے لاہور میں کرنے کے پلان بنائے ہوئے تھے انھیں نہیں پتا تھا کہ ایک پلان بنانے والا اوپر بھی موجود ہے جس نے اپنے پلانوں سے دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو منٹوں میں تہس نہس کر دیا۔ سن 1965 کی جنگ بھی عجیب عجیب داستانیں چھوڑ گئی ان داستانوں میں چھپے سچے جزبے ہمیں آج ایک قوم بنانے میں بہت معاون ثابت ہو سکتے ہیں اس وقت دی جانے والی قربانیوں کی آج بھی اشد ضرورت ہے 1965 کی جنگ کے یوں تو بہت سے قصے ہیں مگر جو قصہ یہاں میں رقم کرنے جا رہا ہوں وہ اس دبلے پتلے نوجوان کا ہے جس کا وزن کم تھا اور طبّی لحاظ سے وہ کسی بھی طرح خون کا عطیہ نہیں دے سکتا تھا جب وہ خون دینے کے لئے لائن میں لگا تو اس کا باقاعدہ وزن کیا گیا اور اسے بتایا گیا کہ وہ خون دینے کی پوزیشن میں نہیں ہے کیونکہ اس کا وزن کم ہے سو وہ گھر چلا جائے یہ بات سننا تھی کہ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور یہ آنسو اس بات کی غماری کر رہے تھے کہ شاید اس کی قربانی اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں ہے لیکن نوجوان کا جزبہ سچا تھا سو اس نے اسے اللہ تعالیٰ آزمائش سمجھا

اور صبر کیا اس کا یوں صبر کرنا شاید اللہ تعالیٰ کا اتنا پسند آیا کہ اللہ نے اسے کے ذہن میں ایک ترکیب ڈال دی اور اس نے اس ترکیب پر عمل کرتے ہوئے اپنا نام ملک کی خاطر چھوٹی سی قربانی دینے والوں میں شامل کروالیا ہسپتال سے باہر نکلا تو سامنے ایک دوکان تھی وہ دوکاندار کے پاس گیا اور اس ے سارا ماجراء سنایا اور اس سے مدد کی درخواست کی دوکاندار بہت ذہین تھا اس نے اسے کہا کہ تم وزن کے یہ دو پاٹ اپنی جیبوں میں ڈال لو یوں تمھارا طبّی وزن پورا ہو جائے گا اور تم خون دینے کی پوزیشن میں ہو جاؤ گئے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور وزن کے پاٹ جیب میں ڈال کر دوبارہ لائن میں لگ گیا اور جب وزن ہوا تو اس کا وزن پورا نکلا اور اسے خون کا عطیہ دینے والوں میں شامل کر لیا گیا خون دینے کے بعد وہ باہر آیا اور دوکاندار کو پاٹ واپس کرتے ہوئے کہا کہ اس کی اس قربانی میں وہ بھی برابر کا شریک ہے اس نوجوان کا جزبہ بلاشبہ سچا جزبہ تھا تبھی اللہ تعالیٰ نے اسے موقع دیا کہ اس کا خون بھی کسی مرد مجاہد کے کام آسکے ایسی ہی کئی داستانیں ہیں جو ہمارے جذبوں کو زندہ کرتی ہیں آج ہمیں ایک بار پھر اسی جزبے کی ضرورت ہے جس کی وجہ سے ہم نے اپنے سے کئی گناہ بڑی فوج کو شکست فاش دی تھی اس وقت ہم بے سرو سامانی کے عالم میں تھے بلکل ویسے ہی جیسے پیارے نبی ﷺ کے صحابہ جنگ بدر میں تین سو تیرہ اور بے سرو سامانی کے عالم میں اور دوسری طرف ہزار کے لگ بھگ مگر تقدیر پر کون غالب آیا یہ تاریخ کی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے جیسے خدا کی نعمت اس وقت

ان پر ہوئی تھی بلکل ویسے ہی 1965 میں پاکستانی افواج پر ہوئی ان سب واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے آج ہم اگر موازنہ کریں تو آج کے حالات کیا تقاضا کرتے ہیں ؟ آج کے حالات ہم سے ایک بار پھر اسی جزبے اسی قربانی کا تقاضا کرتے ہیں کہ ہم اپنے تن، من، دھن کو صرف پاکستان کی ترقی و کامرانی کے لئے استعمال کریں کیونکہ ہمیں اس بات کا پتا ہونا چاہیے کہ اس ملک کی حفاظت کیسے کرنی ہے اسے دشمنوں کے شر سے بھی بچانا اور دنیا میں بڑا مقام بھی دلوانا ہے یہ تبھی ممکن ہے کہ ہم حقیقی معانوں میں اس ملک کا حق ادا کر سکتے ہیں آج ہم ان راہ حق کے شہیداں کو سلام پیش کرتے ہیں جن کی قربانیوں کی بدولت آج ملک و ملک قائم ہیں بلاشبہ ان کی قربانیاں تاریخ میں سنہری حروف سے لکھی جا چکی ہیں۔

مسئلہ کشمیر سے عالمی برادری کی توجہ ہٹانے کی ناکام کوشش

کشمیر میں بھارت کا ظلم و ستم جاری ہے جس میں ابتک سینکڑوں معصوم نوجوان اور بچے ہلاک ہو چکے ہیں ایسے میں عالمی سطح پر بھارت پر وہ دباؤ نہیں ڈالا جا رہا جو کہ کسی بھی دیگر ملک کی طرف سے ایسے ظلم پر ڈالا جاتا ہے اس کی وجوہات بہت واضح ہیں کہ بھارت عالمی برادری تک وہ حقائق پہنچنے سے روکنے کی پوری کوشش کر رہا ہے کہ کسی بھی طرح یہ حقائق عالمی برادری تک نہ پہنچے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس نے خود عالمی برادری کے سامنے کشمیریوں کو حق خود ارادیت دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے مگر یہ بات تمام مسلمان جانتے ہیں کہ ہندو کی فطرت میں مکاری اور عیاری ازل سے شامل ہیں اس لئے پاکستان اور تمام اسلامی ملک بھارت کی اس ہٹ دھرمی کو بڑی واضح صورت میں دیکھتے ہیں کشمیری حریت مجاہد کی شہادت کے بعد پیدا ہوانے والی صورت حال نے ایک بار پھر کشمیر کو پورے جنوبی ایشاء کا فلش پوائینٹ بنا دیا ہے کیونکہ دونوں ملک ایٹمی ہتھیاروں سے لیس ہیں ایسے میں اگر کسی بھی طرف سے کوئی کاروائی ہوتی ہے تو اس کے کیا اثرات مرتب ہونگے یہ تمام ممالک بخوبی جانتے ہیں بھارت کا سب سے بڑا مسئلہ پاکستان ہے وہ کسی بھی صورت میں پاکستان کو نیچا دیکھنا چاہتا ہے اس میں ہونے والے کسی بھی تخریبی واقعے کا تعلق وہ پاکستان سے جوڑنے سے باز نہیں آتا حالانکہ اسکو بعد ازاں

پتا چل جاتا ہے کہ وہ جس کو پاکستان کے سر تھوپ رہا ہے وہ تو خود اس کے اندر کے لوگوں کا کام ہے بھارتی پاکستان دشمنی کے نام پر اپنی سیاست کو چمکانے میں مصروف ہیں بلا شبہ مسئلہ کشمیر دونوں ممالک کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے پاکستان کسی بھی صورت میں اس مسئلے کو پس پشت ڈال کر دیگر کئی معاملات پر بھارت سے کسی طور مذاکرات نہیں کرنا چاہتا اور بھارت اس مسئلے کے علاوہ اور دیگر تمام مسائل پر بات چیت کرنے کو ترجیح دیتا ہے ایسی صورت میں عالمی برادری کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ دونوں ممالک میں ثالثی کا کردار ادا کرتے ہوئے خطے کو اس مشکل صورت حال سے بچانے میں کردار ادا کریں ان دونوں ممالک میں کشیدگی سے خطے میں ایٹمی جنگ کا خطرہ ہر وقت موجود ہے کشمیر کے بارے میں پاکستان کا موقف بڑا واضح ہے پاکستان ہمیشہ کشمیریوں کی سفارتی' سیاسی اور اخلاقی حمایت جاری رکھے ہوئے ہے کیونکہ ایک دن ضرور آئے گا جب کشمیریوں کو ان کا حق خودارادیت ضرور ملے گا کشمیر میں آزادی کا سورج طلوع ہو کر رہے گا۔

یہی سوچ پاکستان کے ہر آدمی کی ہے بلاشبہ پاکستان کے ہر آدمی نے مسئلہ کشمیر کی بات کی ہے اور مقبوضہ کشمیر میں بھارتی تسلط کی مخالفت کی ہے یہ بھی حقیقت ہے کہ مختلف ادوار میں وقفہ وقفہ سے کشمیری عوام کی جدوجہد آزادی شدت اختیار کرتی رہی ہے اس کی شدت کے ساتھ ہی بھارتی مظالم میں بھی شدت

پیدا ہوتی رہی یہ سلسلہ گزشتہ کئی دہائیوں سے جاری ہے بھارت کی سات لاکھ کے لگ بھگ فوج مسلسل مقبوضہ کشمیر میں تعینات ہے تاہم ایک دانشور سے لے کر ایک عام شہری تک کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا طاقت کے استعمال سے یہ مسئلہ حل نہ ہوا دونوں ملکوں نے کشمیر کے تنازعہ کے باعث کئی جنگیں لڑیں اب جبکہ دونوں ملک ایٹمی طاقتیں بن چکے ہیں وہ کسی تصادم کے متحمل نہیں ہو سکتے انہیں بہر صورت مذاکرات کے ذریعے ہی یہ مسئلہ حل کرنا پڑے گا لیکن بد قسمتی سے بھارت مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے مذاکرات کی میز پر آنے کے لئے تیار نہیں ہے یہ ایک المیہ ہے کہ بھارت مذاکرات کے معاملے میں سنجیدہ نہیں ہے اس کی ڈھٹائی کا یہ عالم ہے کہ اس کی طرف سے اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن کے کمشنر کو بھی مقبوضہ کشمیر کے دورے کی اجازت نہیں دی جارہی گویا وہ اقوام متحدہ کے حکام کو بھی خاطر میں نہیں لا رہا نئے عالمی منظر نامے میں کشمیریوں کے لئے حالات مزید ناسازگار ہوتے جارہے ہیں مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں گزشتہ دو ماہ سے شدت پیدا ہوئی ہے مگر امریکہ نے اس صورتحال پر تشویش کا اظہار کیا ہے نہ اس کی مذمت کی ہے' ان امریکی رویوں سے بھارت کو مزید شہہ ملی ہے اور انھوں نے الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مترادف پاکستان کو دہشت گردوں کا سرپرست کہنا شروع کر دیا عالمی برادری بھی بھارت میں اپنے مفادات کی خاطر بھارت کی ہاں میں ہاں ملاتی نظر آتی ہے یہ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا

کمزور پہلو ہے کہ امریکی اسمبلیوں میں پاکستان مخالف بل پیش کیے جا رہے ہیں جس کا مطلب ہے کہ وہاں بھارتی لابی اپنا کام دکھا رہی ہے ایسی صورت میں پاکستان کو اپنے سفارتی عملے کو یہ مشن دینا چاہیے کہ وہ ہر ملک میں بھارت کی دہشت گردی کو پیش کریں اور ان مظالم کو عالمی دنیا کو دیکھائیں جن کی وجہ سے سینکڑوں کشمیری شہید ہو چکے ہیں ایسے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ بھارتیوں کو ان ہی کی زبان میں جواب دیا جائے اس کا پاکستان پر یہ وار صرف اس لئے ہے کہ مسئلہ کشمیر اس وقت عالمی سطح پر اپنے عروج پر ہے اور ایسے میں بھارت مسئلہ کشمیر سے عالمی برادری کی توجہ ہٹانے کی ناکام کوشش کر رہا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہیں اس پر عالمی برادری نے نوٹس لے لیا تو اسے کئی سال پہلے کیا گیا وعدہ پورا نہ کرنا پڑ جائے۔

ہم سے ٹکراؤ گے تو بچ نہ پاؤ گے

پاکستان اور بھارت ایسے ہمسائے ہیں جن میں کبھی بھی حالات ایسے نہیں بن سکے جو دو ہمسایوں کے درمیان ہوتے ہیں شاید اس کی بنیادی وجہ مسئلہ کشمیر ہے جس پر بھارت نے غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے اور جس وقت اس نے قبضہ کیا تھا اس وقت بھارت پاکستان سے زیادہ کمزور تھا اس لئے وہ اس مسئلے کو اقوام متحدہ میں لے گیا اور وہاں یہ وعدہ کیا کہ وہ کشمیر کے اس مسئلے کو عوامی امنگوں کے مطابق حل کرنے میں مدد دے گا مگر پھر وقت کے ساتھ ساتھ وہ اپنے اس وعدے سے منحرف ہوتا گیا اور آج بلکل انکاری ہو رہا ہے۔ جبکہ پاکستان کا کشمیر سے رشہ بہت ہی اہم ہے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ کہا جاتا ہے شاید یہی وجہ ہے کہ پاکستان دیگر مسائل کی نسبت اس مسئلے کو زیادہ اہمیت دیتا ہے اس مسئلے پر دونوں ملکوں کے درمیان کئی جنگیں بھی ہو چکی ہیں چونکہ دونوں ممالک ایٹمی طاقت کے حامل ملک ہیں اس لئے نا صرف دونوں ممالک بلکہ خطے کے دیگر ممالک کے سر پر ہر وقت ایٹمی جنگ کا خطرہ رہتا ہے خطے میں جنگ میں پہل ہمیشہ بھارت کی طرف سے ہی ہوتی ہے وہاں کے سیاست دان اپنی عوام کو اینٹی پاکستان کی خوش مزہ گولیاں دے دے کر اپنی سیاست چمکانے میں مصروف نظر آتے ہیں حال ہی میں دونوں ملکوں کے درمیان چلنے والی کشمکش جنگ کے دھانے پر ہے جہاں بھارت نے پہل کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ پاکستان

کا سب سے بڑا ازلی دشمن ہے اسے کہیں بھی پاکستان کا امن اور اس کی ترقی برداشت نہیں اس پہل کا عالمی دنیا کو نوٹس لینا چاہیے تھا مگر؟؟؟؟ افسوس کے ساتھ کے عالمی دنیا بھی اس بھارتی رویہ پر اس کے ساتھ ہے یعنی تمام دنیا کی منافقتیں ایک طرف اور ایک مسلم ملک ایک طرف بھارت اشتعال انگیزی سے باز نہ آیا اور ازاد کشمیر کے پونچھ سیکٹر میں بھارتی فورسز کی جانب سے بلااشتعال فائرنگ اور گولہ باری کی گئی جس کے جواب میں پاک فوج کی بھرپور جوابی کارروائی نے بھارتی توپوں کو خاموش کر دیا بھارتی فوج نے ناتر لچھیال گاوں اور ملحقہ علاقوں کو فائرنگ کا نشانہ بنایا دو روز قبل بھارتی فوج کی جانب سے لائن اف کنٹرول پر واقع اہم شہر عباس پور پر بھارت کی جانب سے شدید فائرنگ اور گولہ باری بھی کی گئی تھی۔ جس کے بعد علاقے میں خوف و ہراس کی فضا پھیل گئی تھی جبکہ پاک فوج نے فوری طور پر حرکت میں آ کر دشمن کی توپوں کو خاموش کر دیا پاکستان کیخلاف بلاجواز بارڈر پر محاذ جنگ کھولنے والے بھارت کو پاکستان نے دھول چٹا دی اور اب وہ اپنے زخم چاٹ رہا ہے بھارتی میڈیا نے اس بات کا تو واویلا مچائے رکھا کہ انہوں نے پاکستان کے دو فوجیوں کو شہید کر دیا ہے لیکن وہ اپنی عوام کو پاکستان کی جوابی کارروائی نہیں بتا سکا اور بتا بھی کیسے سکتا ہے جہاں اسے لین کے دینے پڑے ہیں وہیں پر اسے بھاری جانی نقصان بھی اٹھانا پڑا ہے۔ پاک فوج کے مطابق پاکستان نے فوری طور پر جوابی کارروائی کرتے ہوئے 3 بھارتی چیک پوسٹوں کو تہس نہس کر دیا پاک فوج کی دبنگ

جوابی کارروائی میں بھارت کے 6 فوجی جہنم واصل ہو گئے دوسری جانب پاک فوج نے لائن آف کنٹرول پر بھارت کی جانب سے کسی بھی قسم کے سرجیکل اسٹرائیک کے دعوی کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایل او سی پر کوئی سرجیکل سٹرائیک نہیں ہوئی، بھارتی دعوی بے بنیاد اور جھوٹ پر مبنی ہے پاک فوج کے شعبہ تعلقات عامہ ''آئی ایس پی آر'' نے سرجیکل اسٹرائیک کے بھارتی دعوؤں کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ بھارت کی جانب سے کوئی سرجیکل اسٹرائیک نہیں کی گئی بلکہ بھارتی فوج نے ایل او سی پر بلااشتعال فائرنگ کی جس کا پاک فوج نے منہ توڑ جواب دیا آئی ایس پی آر کے مطابق بھارت کا بلااشتعال فائرنگ کو سرجیکل اسٹرائیک قرار دینا سچائی کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا ہے بھارت کی جانب سے مشتبہ حملہ آوروں کے لانچ پیڈ کا ذکر بھی جھوٹ پر مبنی ہے بھارت نے میڈیا ہائپ کیلئے کراس بارڈر فائرنگ کو سرجیکل اسٹرائیک کا نام دیا جب کہ بھارت کے ڈی جی ایم او نے دعویٰ کیا تھا کہ بھارتی فوج نے لائن آف کنٹرول پر سرجیکل اسٹرائیک کی تھی اب یہ بات بھارت کو کون سمجھائے کہ کراس بارڈر فائرنگ کو وہ سرجیکل سٹرائیک کا نام دے کر اپنی عوام کو تو ماموں بنا سکتا ہے عالمی دنیا کو نہیں ساتھ ساتھ بھارتی افواج میں وہ دم خم بھی نہیں ہیں کہ وہ پاکستان میں ایسی کاروائیاں کر سکے اس کی واضح مثالیں ہم آئے روز سوشل میڈیا پر دیکھتے رہتے ہیں جہاں تک بات ہے پاکستان کے ساتھ جنگ کی تو اس بات کا ادراک تمام بھارتیوں کو خوب ہے کہ مسلمان قوم جب جنگ کرنے پر آتی ہے تو

للکار نہیں بلکہ یلغار کرتی ہے ایسی یلغار جیسی جنگ ستمبر میں نظر آئی تھی ایسی یلغار جیسی جنگ کارگل میں نظر آئی تھی پاکستان بلاشبہ ایسی جنگ کے خلاف ہے جس سے خطے میں امن و امان کو نقصان پہنچے لیکن اگر بھارت اپنے آپ کو خطے کا کھڑپینچ سمجھتا ہے تو ایک بار پھر ٹکر لگا کر دیکھ اسے پاکستانی دن میں تارے دیکھا دیں گے لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ وہ ایسا کرئے گا نہیں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ مسلمان کٹ تو سکتا ہے مٹ نہیں سکتا اسی لئے بزدل مودی نے پہلے جنگ کی نعرہ لگایا مگر جب دیکھا کہ جنگ تو وہ کسی صورت نہیں جیت سکتا تو فوری طور پر دوسے آپشن پر غور کرنا شروع کر دیا اور یہ بات عالمی دنیا بھی جانتی ہے کہ پاکستان کے حالات کیسے بھی ہوں یہ قوم کسی صورت میں ملک و ملت کی عزت و ناموس پر آنچ نہیں آنے دیں گے اور اس ملک میں ایسے بھی لوگ ہے جو جہاد فی سبیل اللہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے بلامعاوضہ اپنی مسلح افواج کی پشت پر ہونگے ایسی صورت میں بھارتی پاکستان کو توڑنے کے خواب ہی دیکھتا رہے گا اور خود اس کے کتنے ٹکڑے ہونگے کوئی نہیں جانتا۔

سرجیکل سٹرائیک کا ڈرامہ

آج کل بھارت اپنے ہی ہاتھوں دنیا بھر میں ذلیل ہو رہا ہے اور اس کی ذلت کا سبب وہ سرجیکل سٹرائیک ڈرامہ ہے جو بھارت میں اور پاکستان میں یکساں طور پر مقبول ہے بھارت جو ایک بہت بڑا ملک ہے اور بڑا ملک ہونے کی وجہ سے وہ خود فہمی میں مبتلا ہے کہ جیسے وہ بڑا ملک ہے ایسے ہی وہ شاید خوشحال بھی ہے لیکن ایسا ہے نہیں بھارت کی آدھی آبادی کو کھانے پینے اور رہائش کی سہولیات میسر نہیں ہیں اس کی باقی آبادی کئی طرح کے دیگر مسائل جن میں سب سے اہم ذات پات اور اس کے الٹے رسم رواج ہیں جہاں انسانوں کو ذات کے ترازو میں تول کر کتے کے برابر عذت نہیں دی جاتی جہاں نچلی ذات کے لوگوں کو زندہ رہنے کا حق نہیں دیا جاتا جہاں رسم و رواج کے مطابق خواتین کو کتوں کے ساتھ بیاہ دیا جاتا ہے اور جہاں اگر کسی اونچی ذات والے کو نچلی ذات والا چھو جائے تو وہ خود کو پلید سمجھنے لگتا ہے بھارتی معاشرے کے یہ آکائیاں اس کے گھنونے چہرے کو بینقاب کرتی ہیں۔ بات کی جائے افواج کی تو خود بھارتی افواج بھی پیشہ ورانہ فوج نہیں کہلا سکتی بھارت نے جتنی بھی جنگیں لڑیں ہیں ان میں اس کی لڑائی کم اور عیاری زیادہ نظر آتی ہے چونکہ ہندو قوم فطری طور پر عیار ہوتی ہے اور مکاری اور بہانہ بازی جیسی لعنتیں ان ہندوؤں کی ہی ایجادات ہے جو کہ تاریخی کتابوں میں ثابت

بھی ہیں تو ایسے میں بھارت سے اچھائی کی امید کرنا کسی بھی طور فائدہ مند نہیں ہے کیونکہ ہندو کی خصلت ہے کہ وہ وار ہمیشہ پیٹ پیچھے کرتا ہے اور دوسری خصلت یہ ہے کہ وہ اپنے مفادات کی خاطر سامنے والے کے تلوئے چاٹنے سے نہیں گھبراتا اور تیسری خصلت اس کی وعدہ خلافی ہے اور اس کی کئی مثالیں ہیں آج بھی اقوام متحدہ میں پڑی کشمیر کے مسئلے کی وہ قرار داد جسے وہ خود ہی اقوام متحدہ میں لیکر گیا تھا کہ پاکستان اس کی اینٹ سے اینٹ بجا رہا ہے اسے تحفظ دیا جائے بدلے میں اس نے کشمیر میں استصواب رائے کا حق مانا تھا اور بعد ازاں مسئلہ ٹھنڈا ہونے پر اسی قرار داد سے مکر گیا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ ہمیشہ سے ہی جھوٹ بولتا رہا ہے حال ہی میں اپنے آپ کو امریکہ چین ،یا روس جیسی طاقت سمجھتے ہوئے پاکستان میں سرجیکل سٹرائیک کا جھوٹا دعویٰ کر، بیٹھا جو اس کے گلے کی ہڈی بن گیا اب یہ باتیں بھی گردش کر رہی ہیں کہ بھارت نے اس سرجیکل سٹرائیک کو چس ثابت کرنے کے لئے اپنی فلم انڈسٹری سے ایک اچھی سی سرجیکل سٹرائیک فلم بنوا کر پاکستان کو ثبوت کے طور پر پیش کرنے کی مشق شروع کر دی ہے جو شاید یہ کالم چھپنے تک مارکیٹ میں دستیاب بھی ہو ایک جھوٹ کو چھپانے کے لئے سو جھوٹ بولنے سے نہ شرمانے والا بھارت بہت.بری فلم انڈسٹری کا مالک ہے سو اس سے کچھ بھی کرنے کی امید رکھی جا سکتی ہے دوسری عالمی دنیا یہ ڈرامہ دیکھ رہی وہ بھی چھپ کر کے کیونکہ عالمی دنیا کے بھی اپنے اپنے مفادات ہیں جیسے بھارت ان کے لئے ایک.بڑی منڈی ہے اور ایک

بڑا سلحے کا خریدار ہے جہاں سے وہ اربوں کھربوں کا منافع ہر سال لے کے جاتے ہیں
دوسری طرف خود بھارت کے اندر نام نہاد سرجیکل سٹرائیک بھارتی سیاست میں حکومت
کے خلاف ایک زبردست ایشو بن چکی ہے اپوزیشن جماعتوں نے بھی اسے جھوٹ قرار
دیتے ہوئے پاکستان کے موقف کی حمایت کی ہے اور یہ موقف اختیار کیا ہے کہ اگر
واقعی بھارتی فوج نے ایل او سی پر کوئی سرجیکل سٹرائیک کی ہے تو اس کا ثبوت دیا جائے
اس کے ساتھ ہی اپوزیشن جماعتوں کی طرف سے مودی حکومت سے یہ مطالبہ بھی کیا
جارہا ہے کہ اسے پاکستان کے بارے میں مثبت رویہ اختیار کرنا چاہیے عالمی میڈیا نے
بھی سرجیکل سٹرائیک پر متعدد سوالات اٹھائے ہیں اور بھارتی کہانی کو حقائق کے برعکس
قرار دیا ہے آثار یہی ہیں کہ سرجیکل سٹرائیکس کا یہ ایشو مزید آگے بڑھے گا اور دروغ
گوئی کی سیاست کے حوالے سے مودی سرکار پر داخلی دباؤ میں مزید اضافہ ہوگا دہلی کے
وزیراعلیٰ اروند کیجروالی نے مودی سرکار سے ثبوت طلب کئے اور مطالبہ کیا کہ پاکستان
کی طرح ملکی و غیر ملکی میڈیا کو کنٹرول لائن کا دورہ کراکر سچائی ثابت کی جائے کانگرس
نے بھی سرجیکل سٹرائیکس کو جعلی قرار دیا کانگرس کے رہنماؤں نے کہا کہ سٹرائیک جعلی
تھیں محض سیاسی مفادات کے لئے جھوٹ بولا جارہا ہے بی جے پی قومی مفادات پر سیاست
کر رہی ہے کانگرس دور کے مرکزی وزیر خزانہ چدم برم کا کہنا تھا کہ مودی حکومت
سرجیکل سٹرائیک کا کچھ زیادہ ہی ڈھنڈورا پیٹ رہی ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان کے
ساتھ مذاکرات ہونے چاہئیں یہ ہمارا پڑوسی

ملک ہے اور پڑوسی تبدیل ہو سکتے ہیں نہ ان سے تعلقات توڑ کر رہا جاسکتا ہے اس لئے دونوں ملکوں کو بات چیت جاری رکھنی چاہیے انہوں نے کہا کہ صورتحال کیسی بھی ہو بھارتیوں کی اکثریت اس کی حامی ہے کہ پاک بھارت غیر سیاسی رابطے بحال رہنے چاہئیں یہ بات درست ہے ہے کہ دونوں ملک ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اور انہیں ہمیشہ ایک دوسرے کے پڑوس میں ہی رہنا ہے دونوں کا مفاد اسی میں ہے کہ کشیدگی کی وجوہات ختم کی جائیں بات چیت کے ذریعے متنازعہ مسائل حل کئے جائیں اور اچھی ہمسائیگی کے ذریعے ایک دوسرے کو تجربات سے استفادہ کرکے اپنے اپنے عوام کے معاشی حالات بہتر بنائے جائیں مگر بھارت پاکستان کی دفاعی صلاحیتوں کے بارے میں غلط فہمی میں نہ رہے بیرونی جارحیت کی صورت میں پوری قوم مسلح افواج کے شانہ بشانہ کھڑی ہے بھارت کی یہ ڈرامہ بازیاں صرف اور صرف کشمیر میں ڈھائے جانے والے مظالم سے عالمی برادری کی توجہ ہٹانے کی مذموم کوشش ہے کیونکہ کشمیر میں ہونے والے مظالم اب عالمی برادری کی نظروں میں آ رہے تھے اور ان مظالم پر باتیں ہونے لگی تھیں سو ایسے میں بھارت عالمی برادری کی توجہ ہٹانے کے لئے یہ کام کر رہا ہے

ایک ہوں مسلم

پاکستان کے یوں تو چار ہمسائے ہیں جن میں انڈیا ،چین ،ایران اور افغانستان شامل ہیں ان میں دو مسلم اور دو غیر مسلم ملک ہیں مسلم ممالک یوں تو ایک مذہبی رشتے ہیں ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں اور جڑنا بھی چاہیے کیونکہ اسلام ایک ایسا دین ہے جو مسلمانوں کو آپس میں جوڑتا ہے مگر یہاں معاملہ کچھ الٹ ہے اس کی بڑی وجہ انڈیا کو ان دو مسلم ملکوں ایران اور افغانستان پر اثر انداز ہونا بھی ہے بھارت ان دوملکوں کو پاکستان سے بدزن کرنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑ رہا اور ان دو ملکوں کو ہر طرح سے یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ وہ ان کا دوست ہے جبکہ پاکستان ان کا دشمن ملک ہے لیکن ایک بات طے ہے کہ ان ملکوں کی قیادت وقتی طور پر پاکستان سے ناراض ضرور ہے مگر وہ بھروسہ صرف مسلم ملک پر ہی کرتی ہے بات کی جائے اگر افغانستان کی تو اس ملک پر پاکستان کے بہت سے احسانات ہیں اور جس طرح پاکستان نے اس ملک کا ساتھ دیا کوئی برادر ملک ہی دے سکتا ہے پاکستان نے ہر مشکل وقت میں افغانستان کا ساتھ دیا یہی وجہ ہے کہ افغانستان کے عوام پاکستان کے بارے میں بہت نرم رویہ رکھتے ہیں پاکستان نے تیس سال تک افغانیوں کی مہمان نوازی کی اور اب بھی کر رہا ہے افغانستان کے بحران کی وجہ سے اس کی معیشت ،کاروبار ،اور دیگر معاملات پر برے اثرات مرتب ہوئے مگر.

پاکستان نے ہر قربانی دی حالیہ دور میں جس طرح انڈیا ایران اور افغانستان کی پاکستان کے درمیان خلیج ڈال رہا ہے وہ صرف پاکستان دشمنی ہی ہے جو اس کے سینے میں ہمیشہ تازہ رہتی ہے وہ خود تو پاکستان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا مگر اپنے مزموم مقاصد کے تکمیل کے لئے افغانستان کے راستے پاکستان کے حالات خراب کرنے کی کوشش میں ہے اور افسوس کے ساتھ کے اس میں افغانستان کے حکمران زرا سی لالچ میں اس کے آلہ کار بنے نظر آتے ہیں دونوں ملکوں کے تعلقات کی موجودہ سطح پر عوام میں سخت تشویش پائی جاتی ہے پاکستان پڑوسی ملک افغانستان میں قیام امن کے لئے اہم کردار ادا کر سکتا ہے پاکستان کی افغان پالیسی بالکل واضح ہے پاکستان نے پہلے دن سے ہی افغانستان پر واضح کیا تھا کہ افغانستان کے دشمن پاکستان کے دشمن ہیں یہی وجہ ہے کہ کہ پاکستان نے افغانستان کے لئے 50 کروڑ ڈالر کی امداد کا اعلان کیا تاکہ اسے اپنے مسائل پر قابو پانے میں مدد مل سکے یہ امداد پہلے دی گئی پانچ سو ملین ڈالر کی امداد سے الگ ہے پاکستان جانتا ہے کہ افغانستان میں استحکام پاکستان اور خطہ میں استحکام کے لئے اہم ہے -پاکستان اپنے سائز اور محل وقوع کی وجہ سے خطے میں اہم کردارادا کر سکتا ہے

دوسری طرف بھارت جو ہر وہ حربہ استعمال کرتا ہے جس سے پاکستان کو نقصان ہو وہ اب ان دو پڑوسی ملکوں ایران اور افغانستان میں پاکستان دشمنی کا بیج بو

رہا ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ جب یہ بیج تیار ہوگا تو خود اس کے لئے کتنا نقصان دہ ہوگا ۔ بھارت ہر طرح سے ایران اور افغانستان کو پاکستان دشمن ملک بنانا چاہتا ہے۔ دوسری طرف اسے چین کی ترقی بھی ہضم نہیں ہو رہی چین نے جس طرح پاکستان میں پاک چائینہ اکنامک کاریڈور تیار کرنے اور پاکستان کو خطے میں جائز مقام دلاوانے کی کوشش کی ہے وہ بھارت اپنے لئے خطے کی گھنٹی سمجھتا ہے وہ اس معاملے میں چین کی برابری کرنے کی ناکام کوشش کر رہا ہے اور ان دو ملکوں میں ایک بڑی انوسٹمنٹ کرکے ان دو ملکوں کو اپنا زیر اثر کرنا چاہتا ہے تاکہ جب بھی پاکستان کی طرف سے اسے کسی پریشانی کا سامنا ہو وہ ان دو ملکوں کے ذریعے پاکستان کو دباؤ میں لاسکے شاید یہی وجہ ہے کہ اس نے ان دو ملکوں میں کئی منصوبے جن میں سڑک ، ہسپتال اور دیگر کئی بڑے منصوبے شامل ہیں شروع کیے ہوئے ہیں تاکہ ان ملکوں کی مسلم عوام کو پاکستان کے خلاف اپنا ہم پلہ بناسکے بلا شبہ پاکستان بھارت کی اس انوسٹمنٹ کے خلاف نہیں اور نہ ہی ایران اور افغانستان میں لگنے والے ترقیاتی منصوبوں کے خلاف ہے ہاں مگر پاکستان اپنی سلامتی اور استحکام کے لئے تمام تر اقدامات کرنے میں حق بجانب ہے بھارت ان دو وملکوں میں اپنے کئی کونسل خانے کھول چکا ہے اور اتنی بڑی تعداد میں کونسل خانے کھولنے کا ایک ہی واضح مقصد نظر آتا ہے کہ وہ ان کو

پاکستان کی سلامتی کے خلاف استعمال کرنے کی پلاننگ کر رہا ہے۔ افغانستان میں پکڑے جانے والے کلبھوشن کی مثال سب کے سامنے ہے جو بھارتی عزائم کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے پاکستان نے ایران اور افغانسان میں ہر طرح سے کوشش کی ہے کہ وہ ان ممالک کے قریب ہوسکے اور پاکستان اس میں کامیاب بھی ہوا ہے لیکن گزشتہ کچھ عرصہ سے بھارت کابل اور تہران میں اپنا اثرورسوخ بڑھا کر ان تعلقات کو سبوتاژ کرنے کی کوششیں کررہا ہے بھارت کے مسلم کش رویے کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ وہ جہاں مقبوضہ کشمیر میں کشمیریوں پر ظلم ڈھا رہا ہے وہاں بھارتی مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے لئے بھی اس نے زندگی مشکل بنا دی ہے اسے افغانستان کے مسلمانوں سے کوئی لگاؤ نہیں محض پاکستان دشمنی میں افغانستان کو استعمال کرنے کے لئے اس سے دوستی کا ڈرامہ رچا رہا ہے افغان عوام کو اس کا ادراک کرنا ہوگا ورنہ دوسری صورت میں وہ ایک دوست ملک کو کھو دیں گے اور دوست بھی ایسا کہ جو ان کے مشکل وقت کا وفادار دوست ثابت ہوا ہے سو اس کے لئے افغانسان اور ایران کی عوام کو مسلم دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے ایک ہوں مسلم کی آواز بلند کرنی ہو گی

سب سے پہلے پاکستان

پاکستان میں سن دو ہزار کے بعد آنے والی تبدیلی نے جہاں اس ملک کے تمام شعبوں پر اثر ڈالا وہیں اس نے لوگوں کو ایک دوسرے سے اس قدر نزدیک کر دیا کہ ہمارا ہر عمل کسی نہ کسی طور پر ایک دوسرے پر اثر ڈال رہا ہے پاکستان میں آنے والے نیوز چینلز نے عوام کی زندگیوں میں ایک انقلاب برپا کر دیا ساتھ ساتھ اسی کی وجہ سے کئی طرح کے مسائل بھی سامنے آنا شروع ہوئے ان مسائل کی بنیادی وجہ اس سسٹم کا ریگولائز نہ ہونا بھی تھا کیونکہ اس کو لانچ کرتے وقت کوئی ٹھوس منصوبہ بندی نہیں کی گئی تھی جس کی وجہ سے معاملہ بہت بگڑ گیا اور جب اس پر کام کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی تب تک بہت دیر ہو چکی تھی پاکستان میں میڈیا کی آزادی کو تو ہر کوئی جانتا ہے یہ ایک ایسا بے لگام گھوڑا ہو چکا ہے جس کو روکنا اب شاید ریاست کے بس میں بھی نہیں ہے لیکن آزاد میڈیا کے بہت سے مثبت اور بہت سے منفی پہلو بھی گاہے بگاہے سامنے آتے رہتے ہیں جس سے اب یہ بحث بھی چھڑ چکی ہے کہ آخر اس کا کوئی اینڈ بھی ہو گا یہ پھر جو بھی ہو گا دیکھا جائے گا اس کے برعکس بعض سنجیدہ حلقے یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ اس بارے میں سخت اور قابل عمل قوانین مرتب کرنے اور ان کو عملی طور پر لاگو کرنے سے یہ ہی یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے ہمارے ہاں صحافی اپنی ریٹنگز کے چکر

میں بعض اوقات اپنی جان تک داؤ پر لگا دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ گزشتہ سالوں میں کئی صحافی مختلف حادثات کی کوریج کے دوران جانبحق ہو چکے ہیں اب جو صحافی اس حد تک جا سکتا ہے اس کو یہ سکھانے کی ضرورت اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے کہ کسی بھی خبر کے لئے خود خبر بن جانے سے بہتر ہے کہ وہ خبر ہی نہ لی جائے اسی طرح بعض ہمارے دوست لکھتے ہوئے ملکی سلامتی تک داؤ پر لگا دیتے ہیں کیونکہ جب مائک یا قلم ہاتھ میں ہو اور بندہ لائیو جا رہا ہو تو پھر رکنا کیسا جو منہ میں آیا بول دیا ایسے میں بولتے وقت بہت سے لوگ وہ الفاظ بھی بول جاتے ہیں جو ملکی سلامتی کے لئے نقصان دہ ہو سکتے ہیں حال ہی میں ملک کے معروف اخبار میں چھپنے والی خبر کا تذکرہ زبان زد عام ہے اور اس کی وجہ سے جو پاکستان کا امیج خراب ہوا ہے وہ کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے اب یہ ضروری نہیں تھا کہ وہ صاحب جنھوں نے یہ خبر بریک کی تھی کچھ تھوڑا سوچ لیتے سمجھ لیتے کہ ایسی خبر سے کیا وہ پاکستان کی سیکیورٹی کے ساتھ تو نہیں کھیل رہے کیا اس سے ملک دشمن عناصر کو کوئی مدد تو نہیں ملنے والی مگر ہمارے ہاں جو بھی خوب مرچ مسالے لگانے میں ماہر ہو اسے ہی دبنگ صحافی سمجھا جاتا ہے اس خبر کی اشاعت حکمران جماعت یا میڈیا کا نہیں بلکہ ہم سب کا مشترکہ مسئلہ ہے کیونکہ اس خبر سے ہمارے دشمن کو الزام، تراشی کا موقع ملا ہے بھارتی میڈیا نے اس خبر کے بعد واویلا مچا دیا کہ پاکستان سے متعلق جو بھارت کہتا تھا وہ بات سچ ثابت ہو گئی ہے اس خبر کے ذریعے دشمن کے بیانیہ کی

تشہیر ہوئی ہے اب سوال یہ ہے کہ اس کو روکنا کس کا کام ہے کیونکہ پاکستان کے علاوہ دنیا کے تمام ممالک میں ایسی خبروں کی اشاعت ممنوع ہے جن سے ملکی سلامتی کے اداروں پر کوئی آنچ آئے امریکہ جیسے ملک میں عدالتیں فیصلہ دے چکی ہیں کہ قومی سلامتی کے معاملے میں خبر کے ذرائع بتانے چاہیں اس خبر نے ہمارے دشمنوں کو ہمیں چارج شیٹ کرنے کا موقع دیا بعض لوگ اس معاملہ کو آزادی صحافت کے تناظر میں دیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں یہ انداز فکر درست نہیں ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ خبر حقائق پر مبنی ہونی چاہیے تاہم دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ کیا قومی سلامتی کے معاملہ میں کسی اخبار یا اخبار نویس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے؟ کیا آزادی صحافت ملک اور اس کے عوام کے مفادات سے بھی بلند تر ہے۔ ؟ دنیا بھر میں ارباب صحافت ملکی سلامتی اور مملکت و عوام کے مفادات کو پیش نظر رکھتے ہیں مغربی ملکوں میں حقیقی معانوں میں پولیس کی آزادی ہے لیکن اس کے باوجود وہاں کے صحافیوں نے ہمیشہ قومی سلامتی اور ملکی مفادات کے منافی اطلاعات کو خبر بنانے سے گریز کیا ہے اس وقت جب قوم دہشت گردی کے خلاف حالت جنگ میں ہے اور بھارت کی طرف سے جنگ کی دھمکیوں اور ایل او سی پر اشتعال انگیزیوں کا سلسلہ جاری ہے اس نوع کی اطلاعات جو دشمن کے مذموم مقاصد کو تقویت پہنچاتی ہوں ان کی اشاعت محض اتفاق نہیں ہے اس بارے میں مکمل تحقیقات ہونی چاہیے اور قومی سلامتی سے کھیلنے والوں کیخلاف قانون کے مطابق کارروائی ہونی چاہیے جو این جی اوز اس معاملہ میں مداخلت کرتے

ہوئے اسے آزادی صحافت سے تعبیر کرتے ہوئے حکومتی اقدامات کو آزادی کی راہ میں رکاوٹ قرار دے رہی ہیں ان کی سرگرمیوں پر بھی کڑی نظر رکھی جانی چاہیے۔اور خصوصا صحافی برادری کو یہ یاد رکھنا چاہے کہ یہ ملک ہمارا ہے اس کی سرحدوں کی حفاظت ہماری مسلح افواج کر رہی ہیں جو کہ ان کا کام ہے اور اس کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت ہم قلم کاروں کا کام ہے جو ہم نے کرنا ہے یہ ہم پر ہے کہ ہم اس کے لئے کیا کرتے ہیں ایک ایسے وقت میں جب دشمن ہم پر یلغار کرنا چاہتا ہے وہ ہمیں سر عام پوری دنیا میں تنہا کرنے کے واضح اعلانات کر رہا ہے اور ہم اسی کی بولی بولتے ہوئے اس کے آلہ کر بن جائیں یہ تو ہماری پاکستانیت کی توہین ہے اس لئے ہمیں خود سے یہ پوچھنا ہو گا کہ جو ہم لکھ رہے ہیں کیا اس کے نتائج ملکی سلامتی کے لئے خطرناک تو نہیں ہمیں قلم اٹھانے سے پہلے سب سے پہلے پاکستان کو دیکھنا ہو گا کیونکہ اس ملک سے ہم ہیں اور اس سے ہی ہماری صحافت۔

کرپشن سے پاک کا پاکستان

ملک میں جاری سیاسی گرما گرمی کا محور کرپشن کے گرد گھومتا نظر آتا ہے جہاں تقریبا تمام جماعتیں ایک دوسرے کو یہ الزام دے رہی ہیں کہ دوسرا سب سے بڑا کرپٹ ہے اس الزام میں کتنی سچائی ہے اس بارے میں تو کوئی بھی وثوق سے نہیں کہہ سکتا مگر یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ ملک کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ کرپشن ہی ہے جس نے پاکستان کو زوال پذیر کیا ہوا ہے ماضی میں بھی پانامہ لیکس جیسے کئی بڑے کیسز سامنے آئے مگر ان پر کیا پیش رفت ہوئی یہ فائیلیں کیوں اور کس کے کہنے پر بند ہوئی یہ ساری قوم بخوبی جانتی ہے ملک کے وہ ادارے جنھوں نے اس کرپشن کو ختم کرنا ہوتا ہے وہ خود سیاست کا شکار ہو کر غیر فعال ہو گئے جس کی وجہ سے وہ نظام قائم نہیں ہو سکا جس سے اس لعنت سے چھٹکارا مل سکتا پاکستانی عوام اس کرپشن ، کرپشن کی رٹ سے اس قدر اکتا چکے ہیں کہ وہ اسے اپنی ناکامی سے تعبیر کرتے نظر آتے ہے جو حقیقت بھی ہے سوال یہ ہے کہ کیا اس کرپشن کا سد باب ہو سکتا ہے یہ وہ سوال ہے جو ہر پاکستانی پوچھتا نظر آتا ہے اس کا بڑا سادہ اور واضح سا جواب ہے کہ ہاں اس کا علاج ممکن ہے اور اس کے لئے شفافیت اور احتساب ہی سب سے معتبر علاج ہے اور ساتھ ہی دوسرا سوال پیدا ہو جاتا ہے کہ احتساب کرئے گا کون ؟اس سوال کے بارے میں کافی ابہام ہے کیونکہ وہ ادارے جو

اس احتساب کے لئے بنائے گے تھے وہ اس طرح کا کردار ادا نہیں کر رہے جیسا ان کو کرنا چاہے کرپشن بذات خود نا صرف ایک بیماری ہے بلکہ یہ کئی بیماریوں کی جڑ ہے یہ لعنت اقتصادی ترقی اور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری، سماجی ، معاشرتی ترقی یا ادارہ جاتی بہتری ان میں شفافیت اور احتساب کے موثر نظام کے بغیر کامیابیوں کی توقع نہیں کی جاسکتی' بدعنوانی کا نظام جب جڑ پکڑتا ہے تو شہریوں کو اپنے چھوٹے چھوٹے جائز کاموں کے لئے بھی رشوت دینی پڑتی ہے بدقسمتی سے وطن عزیز میں یہ نظام گہری جڑیں رکھتا ہے پٹواری اور پولیس اہلکار سے لے کر اعلیٰ بیوروکریسی تک بدعنوانی میں ملوث پائے جاتے ہیں۔

اگرچہ وفاقی محتسب سے لے کر نیب تک متعدد ادارے ہمارے ہاں موجود ہیں لیکن ان کی کارکردگی قوم کی توقعات کے مطابق نہیں ہے یہ بدعنوانی کی جڑوں کو نہیں ہلا سکے انہیں کمزور نہیں کر سکے بدعنوانی بھی دہشت گردی کی طرح معاشرے کی ترقی کی دشمن ہے اور اس کی جڑوں کو کھوکھلا کرتی ہے اس لئے اس کے خلاف عملی طور پر جنگ کرنے کی ضرورت ہے پوری پاکستانی قوم پانامہ پیپرز کے حوالے سے سپریم کورٹ میں کارروائی کے آغاز کا کھلے دل سے خیر مقدم کرتی ہے پانامہ پیپرز کا معاملہ اب الیکشن کمیشن لاہور ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کے سامنے لایا جا چکا ہے مگر کیا ہی اچھا ہوتا اگر اس معاملے کو اس وقت عدالت میں پیش کر دیا جاتا جس وقت یہ ایشو اٹھا تھا لیکن شاید حکومت اس وقت یہ

نہیں جانتی تھی کہ یہ اس کے لئے ایسی وباء بن جائے گا جس سے وہ انتہائی کمزور پوزیشن پر چلی جائے گی کیونکہ اب وہ ماضی والا دور نہیں رہا اب اگر کسی نے ایک روپے کی بھی ہیرا پھیری کی ہو گی تو اس کو جواب دہ ہونا پڑے گا اس لئے جس پر الزام لگتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ وضاحت پیش کرے اگر وہ پاک ہے تو اس کو ڈرنے کی ضرورت ہر گز نہیں ہے

پاکستانی قوم آئین کی پاسداری قانون کی حکمرانی اور مکمل شفافیت پر یقین رکھنے والی قوم ہے اس لئے بہتر ہوتا کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کا بھی انتظار کیا جاتا اب چونکہ معاملہ سپریم کورٹ میں جا چکا ہے اس لئے حکومت اور اپوزیشن دونوں کو اس کے فیصلے کا انتظار کرنا چاہئے اس تناظر میں کسی احتجاجی تحریک یا دھرنے کا کوئی جواز نہیں رہتا ہنگامہ آرائی سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا البتہ سپریم کورٹ کا فیصلہ پانامہ پیپرز کے حوالے سے شفاف احتساب کی جانب قوم کی رہنمائی کر سکتا ہے فیصلے کبھی سڑکوں پر نہیں ہوتے بلکہ عدلیہ اور پارلیمنٹ کے ایوانوں میں ہوتے ہیں سڑکوں کی سیاست اور محاذ ذرائی نے کبھی جمہوریت کو استحکام دیا نہ مملکت کے لئے مفید ثابت ہوئی البتہ اس نے ہمیشہ ملک کے مفادات اور جمہوریت کو نقصان ضرور پہنچایا ہے جمہوریت میں فیصلوں کا اختیار پارلیمنٹ کو ہوتا ہے یا آئینی اداروں کو کسی فرد واحد کسی پارٹی یا دھرنوں کے ذریعے کوئی فیصلہ حاصل نہیں کیا جا سکتا

اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام سیاسی جماعتیں ملک کی مجموعی سیکیورٹی کی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے تمام فیصلوں پر نظرثانی کریں اور ایک ایسے وقت میں جب سرحدوں پر ہمارے دشمن نے جنگ کی صورت حال پیدا کی ہوئی ہے ہمیں اپنے اندر اتفاق اور اتحاد قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے اسی اتحاد کی بدولت ہم ایک ایسی قوم بن سکتے ہیں جو دنیا کی ناقابل تسخیر قوم ہو سکتی ہے ساتھ ساتھ تمام سیاسی جماعتیں چاہئے وہ ن لیگ ہو پی ٹی آئی ہو یا پی پی پی سب کو ملکر کراس کرپشن کے بارے میں کوئی متفقہ لائحہ عمل بنانا پڑے گا اور اس کے مکمل سد باب کے لئے ایسی ٹھوس منصوبہ بندی کرنی ہو گی جس سے اس لعنت سے مکمل طور پر چھٹکارا مل سکے اور ان اداروں کو سیاست سے پاک کرکے فری ہینڈ دینا ہوگا جو اس وباء پر قابو پانے کے ذمہ دار ہیں اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام سیاست دان مل کر واضح پالیسی مرتب کریں تاکہ ہماری آنے والی نسلیں ایک مضبوط اور منظم پاکستان دیکھ سکیں۔

دھرنا سیاست کے بجائے تعمیری سیاست

پاکستان میں اس وقت کرپشن کے خلاف سب سے بڑی اور موثر مہم اپنے عروج پر ہے جس میں پاکستان کی اپوزیشن جماعتیں بڑی اپنی سرگرمیاں دیکھا رہی ہے گو کہ ان جماعتوں کو حکومت کی جانب سے تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور انھیں بے وقت کی راگنی قرار دیا جا رہا ہے مگر یہ بات بھی سچ ہے کہ پاکستان کی ترقی میں رکاوٹ بننے والی سب سے بڑی وجہ کرپشن ہی ہے پاکستان تحریک انصاف اور اس کے حلیف جماعتیں مسلم لیگ ن سے پانامہ لیکس سے متعلق جوابات چاہتی ہیں جبکہ ن لیگ اپنے سربراہ کے بارے میں ایسی کوئی بات سننا گوارہ ہی نہیں کر رہی یہی وجہ ہے کہ پاکستان تحریک انصاف کے سربراہ نے تمام فورم پر اس ایشو کو ہائی لائیٹ کیا ہے اور مناسب ایکشن نہ ہونے کے بعد دھرنا دینے کا اعلان کر دیا جس کے بعد پورے ملک میں ایک ہیجیانی کیفیت پیدا ہو گئی تھی بعد ازاں سپریم کورٹ کے فیصلے کے باعث دھرنا بحران ٹل گیا اور تمام فریقوں نے سپریم کورٹ کا فیصلہ تسلیم کرنے کا اعلان کر دیا سپریم کورٹ جو کمیشن قائم کرے گی وہ اس کے اختیارات کا حامل ہوگا اور اسی کو رپورٹ پیش کرے گا عدالت عظمیٰ نے واضح کیا ہے کہ وزیراعظم سمیت سب سے آف شور کمپنیوں کے بارے میں پوچھا جائے گا عدالت عظمیٰ کا یہ فیصلہ خوش آئند ہے کہ اگر فریقین ٹی او آرز پر متفق نہ ہوئے تو عدالت خود ٹی او آرز وضع

کرے گی اس تمام صورتحال میں پیپلز پارٹی کا رویہ مبہم ہے اس کی بڑی وجہ پیپلز پارٹی کی گزشتہ پانچ سالہ دور حکومت تھا جو ابھی تک ان کے رہنماؤں کے لئے پشیمانی کی سبب بنا ہوا ہے پانامہ لیکس کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کے معاملے میں پیپلز پارٹی اور تحریک انصاف میں کوئی تضاد نہ تھا لیکن سپریم کورٹ کی طرف سے تحقیقاتی کمیشن قائم کرنے کے فیصلے کے بعد وہ تحریک انصاف کی طرح پرجوش اور خوش نہیں دکھائی دیتی۔ سپریم کورٹ کے فیصلے کے بارے میں وزیر داخلہ چوہدری نثار علی کا یہ موقف درست ہے کہ یہ کسی کی ہار جیت نہیں بلکہ امن' ترقی' جمہوریت اور ہمارے بچوں کے مستقبل کی جیت ہے بلاشبہ شفاف احتساب ہی ملک کے مضبوط معاشی مستقبل کی ضمانت فراہم کر سکتا ہے تحقیقاتی کمیشن کی تشکیل کے بعد حکومت سمیت تمام فریقوں اور اداروں کو اس کی بھرپور معاونت کرنی چاہیے تاکہ تحقیقاتی عمل کو جلد از جلد مکمل کیا جاسکے تاہم اس دوران سیاسی ماحول میں کشیدگی پیدا کرنے سے گریز کیا جانا چاہیے اور سیاسی جماعتوں اور قائدین کو اپنے فکر و عمل سے یہ ثابت کرنا چاہیے کہ وہ مستحکم جمہوریت کے خواہاں ہیں اور جمہوریت کو ڈی ریل کرنے کے کسی رویے کا ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں ہوگی تحریک انصاف نے جس طرح سے اپنی بات منوانے کے لئے جی ٹی روڈ کی سیاست کو فروغ دیا ہے وہ ابھی تو نہیں لیکن بعد ازاں مستقبل میں خود اس کے لئے بھی نقصان دہ ہو سکتا ہے جمہوریت میں پارلیمنٹ سب سے اہم فورم ہوتا ہے جہاں تمام پارلیمانی جماعتیں اپنا آئینی اور جمہوری

کردار ادا کرتی ہیں وہ قومی امور پر بحث اور قانون سازی سے لے کر پالیسی سازی تک کے معاملات سرانجام دیتی ہیں جبکہ پارلیمنٹ کے اندر ہی مختلف تحاریک اور وقفہ سوالات کے ذریعے حکومت کے احتساب کا فریضہ بھی سرانجام دیا جاتا ہے لیکن ان سب کے باوجود اب کی بار تحریک انصاف نے اپنے مطالبات منوانے کے لئے دھرنا سیاست کا استعمال کیا ہے اب جبکہ پانامہ لیکس کا معاملہ سپریم کورٹ کے سپرد کیا جاچکا ہے تحریک انصاف کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں موثر طور پر اپنا پارلیمانی کردار ادا کرنا چاہیے قومی اسمبلی کی انتخابی اصلاحات کمیٹی کے سامنے انتخابات کو منصفانہ غیر جانبدارانہ اور شفاف بنانے کے معاملات زیر غور ہیں تحریک انصاف کی کمیٹی میں عدم شرکت کے باعث اس کام کو آگے نہیں بڑھایا جاسکا حالانکہ اس نے بھی 2013 کے انتخابات کی شفافیت پر بہت سے تحفظات ظاہر کئے تھے لیکن اس کے بعد انتخابی اصلاحات کمیٹی میں اس کی عدم دلچسپی ناقابل فہم ہے پارلیمانی جماعتوں کی یہ قومی ذمہ داری ہے کہ وہ 2018ء کے انتخابات کو غیر جانبدارانہ اور مثالی بنانے کے سلسلے میں انتخابی اصلاحات کے کام کو جلد مکمل کریں اور اس حوالے سے قانون سازی کریں اب تمام سیاسی جماعتوں کو سوچنا ہوگا کہ وہ جمہوریت کی مضبوطی کے لئے کیا کر سکتی ہیں اس کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں کو تمام بنیادی سہولیات زندگی مہیا کی جائیں اور ساتھ ساتھ ایسی قانون سازی کی جائے جسے معاشرے میں امن و مان کی صورت حال بہتر ہوسکے لوگوں کو بہترین معاشی مواقع

میسر آ سکیں کیونکہ یہ بات سب پر عیاں ہو چکی ہے کہ سڑکوں پر فیصلے نہیں بلکہ جھگڑے ہی ہوتے ہیں ایسے جھگڑوں سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ مسائل کو ان کے متعلقہ فورم پر ہی حل کیا جائے تاکہ لوگوں کی زندگیوں کو سہل بنایا جاسکے اور عمران خان کو بھی یہ سوچنا ہو گا کہ انھوں نے سڑکوں کی سیاست بہت کر لی اب انھیں اپنا پارلیمانی کردار بھی ادا کرنا چاہیے ورنہ دوسری صورت میں ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی جس صوبے میں اکثریت ہے وہاں کہ لوگ ان کے اس رویے کی وجہ سے ان سے متنفر ہو جائیں اور اگلی بار اقتدار کسی اور کے سپرد کر دیں ایسے میں تحریک انصاف کے لئے قومی سیاست میں اپنا رول ادا کرنا ممکن نہیں رہے گا اب وقت ہے کہ عمران خان دھرنا سیاست کے بجائے تعمیری سیاست کو فروغ دیں تاکہ مستقبل میں ان کی طرف سے سیٹ کیے گئے اہداف حاصل ہو سکیں اور تبدیلی کے اس سفر میں جو نوجوان ان کے ساتھ ہیں ان کو کے تبدیلی نظر آئے۔

بھارت خطے میں امن کا دشمن

بھارت پاکستان کو اپنے ساتھ بارڈر پر الجھا کر چین اور پاکستان کے درمیان ہونے والے تاریخی معاہدے کو خراب کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور اس کوشش میں کچھ ممالک اس کے ہم نوا بنے ہوئے ہیں جو شاید یہ سمجھ رہے ہیں کہ پاکستان کے ساتھ چین کے اس معاہدے سے ان کے مفادات خطرے میں ہیں جو ان کی غلط فہمی ہے اگر اس معاہدے پر اس کی روح ے مطابق عمل ہوتا ہے تو خطے کے دیگر ممالک سے پاکستان بہت اچھی اور بڑی پوزیشن پر چلا جائے گا اس لئے وہ ممالک بھارتی تعصب جیسی سوچ سوچ رہے ہیں جسے پاکستان اور اس کے عوام خوب اچھی طرح جانتے ہیں اور جن کا، توڑ ہماری مسلح افواج بڑے بہتر انداز سے کر رہی ہیں بھارت خطے میں پاکستان مخالف سرگرمیوں کا مرکز بنا ہوا ہے اور ہر طرح سے پاکستان پر دباؤ بڑھانا چاہتا ہے کہ کسی طرح پاکستان چین اقتصادی معاہدے میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے اس لئے بھارت کی طرف سے تواتر کے ساتھ ایسی کارروائیاں کی جارہی ہیں جو خطے میں کشیدگی کا باعث ہیں لائن آف کنٹرول اور ورکنگ باؤنڈری پر فائرنگ اور سیز فائر کی خلاف ورزی تو بھارت کی طرف سے ایک معمول بن چکا ہے چند روز پہلے اس نے سمندری حدود کی خلاف ورزی بھی کی جب اس کی ایک آبدوز نے پاکستان کی سمندری حدود کی خلاف ورزی بھی کی تاہم پاکستان آبدوز کے تعاقب کے باعث اسے واپس جانا پڑا

گزشتہ روز بھارت نے جاسوسی کی غرض سے ایک ڈرون بھیجا جو پاکستان کی حدود میں ساٹھ میٹر تک اندر آگیا جسے پاکستانی فورسز نے مار گرایا بھارت نے سمندری حدود کی خلاف ورزی سے تو انکار کیا اور یہ دعویٰ کیا کہ اس کی کوئی آبدوز پاکستان کی حدود میں نہیں گئی لیکن ڈرون کے معاملے میں اس نے خاموشی اختیار کی وہ یہ بتانے سے قاصر ہے کہ اس کے ڈرون نے کن مقاصد کے تحت پاکستان کی حدود کی خلاف ورزی کی تھی۔یہی نہیں گزشتہ روز ایل او سی پر بھارتی فائرنگ کے نتیجے میں ملحقہ آبادی کے چار بچے شہید ہوگئے پاکستان نے اس معاملے کو اقوام متحدہ کے فوجی مبصرین سے اٹھایا ہے اور اس کی تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے ہمیشہ سے ہی بھارتی فوج کی جانب سے فائرنگ میں پہل کی جاتی ہے معصوم بچوں کو شہید کیا جارہا ہے بلا شبہ بھارتی اشتعال انگیزی خطے کے لئے خطرناک ہے دنیا کو سوچنا چاہیے کہ بھارتی طرز عمل خطے کے لئے درست نہیں پاکستانی حدود میں بھارتی آبدوز بھیجنے اور بھرتی ڈرون طیارہ مار گرائے جانے سے متعلق بھی اقوام متحدہ کے مبصرین کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا ہے لیکن شاید عالمی برادری بھی بھارت کی طرف جھکاؤ رکھتی ہے۔پاکستان بھارت کے ساتھ کشیدگی کو بڑھانا نہیں چاہتا لیکن اس کی طرف سے برداشت کو کمزوری نہ سمجھا جائے بھارت ایک طرف تو کشمیریوں پر ظلم کر رہا اور دوسری طرف عالمی برادری میں مگر مچھ کے آنسو بہا رہا ہے کہ کہ کشمیر میں اس کی فوجوں پر بڑا ظلم ہو رہا ہے دنیا کے کئی ممالک نے مقبوضہ کشمیر میں مظالم

پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے کشمیریوں پر ظلم کے پہاڑ توڑنے والا خود کو نیو کلیئر سپلائیر گروپ میں شامل کروانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور بھی لگا رہا ہے لیکن نیو کلیئر سپلائرز گروپ کے رکن ممالک کو یہ بات ذہن میں رکھنا ہوگی کہ ایٹمی عدم پھیلاؤ معاہدے میں شامل ملکوں کو مزید تباہی سے بچانے اور اصولوں پر کاربند تنظیم کی حیثیت سے گروپ کی ساکھ بچانے کی ضرورت ہے بعض ملکوں کی طرف سے ایٹمی معاہدوں پر دستخط تشویش کا باعث ہیں اور یہ بھارت کی ہٹ دھرمی اور جارحانہ رویے کا عکاس ہے جہاں تک ایٹمی سپلائرز گروپ کی رکنیت کا سوال ہے پاکستان نے میرٹ پر اور ایک ذمہ دار ایٹمی ملک ہونے کی حیثیت سے اس کی رکنیت کا تقاضا کیا ہے اس کا ایٹمی پروگرام محفوظ ہے اور اس کی سیکورٹی عالمی معیار کے مطابق ہے اس کے برعکس بھارتی پروگرام کی ناقص سیکورٹی پر بھارت کے اندر سے آوازیں اٹھ رہی ہیں امریکی خواہش کے باوجود اگر اب تک بھارت کو مذکورہ گروپ کی رکنیت نہیں دی جا سکی تو اس کی وجہ محض یہ ہے کہ بھارت میرٹ کے تحت رکنیت کا مستحق نہیں ہے اس ضمن میں چین کا یہ موقف بھی قابل قدر ہے کہ گروپ کی رکنیت کے لئے جو اصول وضع ہیں ان کی پاسداری کی جانی چاہیے اور کسی ایک ملک کے لئے ان سے استثنیٰ نہیں ہونا چاہیے گروپ کے اندر بھی اس موقف کو زبردست پذیرائی ملی چنانچہ بھارت کو رکنیت کے معاملے میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور اس ناکامی میں پاکستان کی سفارتکاری کا بھی بڑا عمل دخل ہے اور پاکستان دوست ممالک کا بھرپور تعاون

بھی شامل ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ بھارت کا مکروہ چہرہ پوری عالمی برادری پر واضح کیا جائے اور جس طرح اس نے کشمیریوں پر ظلم و جبر کے ذریعے ایک جابر حکومت قائم کر رکھی ہے اس پر عالمی برادری کو باور کرایا جائے کہ بھارت اس خطے میں تب تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک وہ ظلم و جبر باز نہیں آ جاتا اسے کشمیریوں کو حق خود ارادیت دینا ہی پڑے گا ساتھ ساتھ بھارت کی طرف سے نیو کلئیر سپلائر گروپ میں شمولیت کے خلاف پاکستان حکومت کو بھرپور سفارت کاری استعمال کرنے کی ضرورت ہے تاکہ بھارت کو اس گروپ کی رکنیت ملنے سے روکا جائے کیونکہ بھارت اس خطے میں امن و امان کا سب سے بڑا دشمن ہے اور اس کے ظلم سے نا صرف پاکستان بلکہ خطے کے دیگر ممالک بھی متاثر ہو رہے ہیں ایسے میں بھارت کو رکاوٹ صرف پاکستان ہی ڈال سکتا ہے ۔